لله ما فی السموات و ما فی الارض

بیمن توفیق موفق برحق و صانع مطلق ان ایام نضارت انضمام فرخندہ فرجام میں افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر مرقع ہوش ربای جادو تقریر نوعروس کلام زیبا جدید طرز تقریر مرصع پسندیدہ مجالس امرا مطبوع طبایع پیرو برنا سراپا تحریر حیرت افزا یعنی جلد سوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

تصنیف لطیف و تالیف انیف ناظم و نثار زمان داستان گوی شیرین بیان سخن سنج عذب اللسان برگزیدہ محافل امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال عدیم التمثیل و بیمثال رفیع الجاہ بلند پایگاہ سید محمد حسین جاہ مصائب خوان عفی اللہ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں باہتمام بھگونیدیال الجنیب چھپی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے جو تین صفحہ سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ باتصویر ۔ مترجمہ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خلف حافظ غلام علی خان رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی تلمیذ امیر الشعرا امیر مینائی ۔ لطف یہ ہی کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہے جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے اور تصاویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہین۔

ایضاً باتصویر ۔ مترجمہ مولوی صاحب ممدوح الصدر مجموعہ افسانہ دلپذیر جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام المعروف بہ لیمس ٹالیس مصنفہ سکسپیر صاحب نامی شاعر سے جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس علم فہم ترجمہ کیا جن سے نتائج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہے۔

طلسم ہوش رُبا ۔ کامل سات جلدون مین بینظیر افسانہ ہی جو آج تک لوگون کی نظر سے نہ گذرا تھا صحیح تو یہ ہی کہ شاہی خزانون مین مخفی ہونے سے نام بھی سُنا تھا مطبع کے صرف زر خیر سے بطبع کے لیے ترجمہ ہوا چنانچہ کُل جلدین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین حاجت تشریح کی نہین ہے تفصیل کُل جلدون کی حسب ذیل ہے۔

(جلد اول)

(جلد دوم)

(جلد سوم)

(جلد چہارم)

(جلد پنجم)

(جلد ششم)

(جلد ہفتم)

سروش سخن ۔ بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

بمیمن چمن پیرائی کون و مکان کار فرمای عالیشان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربای جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے جلد سوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوے شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان پسندیدہ مجالس امیران رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بیمثال نکتہ آگاہ سید محمد حسین جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوش ربا

[illegible] حمد و ثنائے الٰہ
رب اکبر کا کر ادا سجدہ
اُسکی درگاہِ بے نیازی مین
جو جہان مین ہی اُسکے کام بہ ہی
مالکِ الملک لاشریک لہ
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب
سارے پیغمبرون کے سر کا تاج
زیورِ عرش بہرِ زینت ہی
سایۂ جسمِ اقدس و اعلیٰ
یہ بھی ہی میرا بے نظیر رسول
رازدارِ نبی ولیِ خدا

حمد کا عزم ہی تو بسم اللہ
جسنے باغِ جہان کیا آباد
دیکھو نرگس چڑھاتی ہی آنکھین
ہی وہی بادشاہِ کون و مکان
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو
سرورِ انبیا حبیبِ خدا
انبیا اُسکے در کے ہین محتاج
سُمِ توسن کا اُسکے ہی یہ کمال
اسلیے رب نے خلق تنہا نہ کیا
مثل ہی اُسکے گر تو بس ہی علی
حاکمِ کارخانجاتِ قضا

سر کو محرابِ حمد مین تو جھکا
دلِ بلبل کو گل کی بخشی یاد
سروِ آزاد اُسی کے نام پہ ہی
ہی وہی باغبانِ باغِ جہان
نورِ حق کا بھی وصف ہی واجب
خادمِ ادنیٰ ہی جبرئیل اُسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہی
چرخ پر بنگیا ہی شکلِ ہلال
یعنی واحد ہون مین کرو یہ قبول
کہ برادر ہی اُسکا اور وصی
ناصرِ دین و نفسِ پیغمبر

جسکو اپنی نبیؐ نے دی دختر | کب زبان سے ہو اُسکا وصف ادا | مرتبہ دان رسولِ حق اُسکا

اب پڑھون مین رسول حق پہ درود | ہر اسی مین مرے لیے بہبود
رات دن ہر گھڑی درود و سلام | اُسپر اور اُسکی آل پر ہون مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرین داستان فصیح
اس جگہہ پر کیا ہی ختم کلام
اور مہرخ مقابل حیرت
مین لقا پاس داخل لشکر
نم توریج سے دلکو ہی جو خراش
جا کے اُترے ہین ساتھ ہی لشکر
ہی جو افراسیاب کی وہ وزیر
لیکن اب پھر گئی ہی بے تکرار

سنئین اسطرح یہ بیان صحیح
کہ عمرو طالب اعانت ہی
اپنے لشکر مین ہی بسبب عظمت
حمزۂ نامور کی ساری فوج
چلے ایرج ہین کرنے اُسکی تلاش
سارے افراسیاب کے ہین کبید
صنعت سحر ساز بے تدبیر
الغرض سب یہ حال بیش و کم

یعنی جلد دوم ہوئی جو تمام
ملکِ کوکب مین باصد عزت ہی
اور بلا و صبا جادوگر
ہی مقابل مین اُنکے باصد اوج
اور توریج طلسم کے در پر
گنبد نور پر اسد ہین قید
لڑنے آئی تھی پہلے وہ عدّار
اپنی اپنی جگہہ پہ ہو گا رقم

رہین اس سلسلے کے سب پابند | تاکہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق چشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اُسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اُسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق چشم کا اور مہرخ و بہار کا اُسکو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اُسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑکر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا لمؤلفہ

مئے توبہ شکن دے او ساقی
عیش و عشرت کے کامرانی کے
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو چلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو
دختر رز کی نرمیون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تمسے بنت العنب کی حرمت ہی
دیکھو سنسان میکدہ ہی پڑا
ساغر مے بھی چشم پر نم ہی
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک کے سینے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدے مین گر پڑے باہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہو گئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقتِ افسانہ گوئی پھر آیا

ابھی فصل بہار ہی باقی
یار ہم مشربان کا ہی یہ قول
واہ و واہ کون مانے گا
تمکو پیر مغان کی سر کی قسم
اپنی امید کی قسم تمکو
تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تمسے خوف کھاتا ہی
ہی یہ میخانہ یا کہ ویرانہ
نالۂ در گلو صراحی ہی
آپ کے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی
زہد و تقوے نے کی وہانسے گریز
نے نے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعتِ خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک گئے جام خوب پی کر مے

ابھی باقی ہین دن جوانی کے
پڑھو ای جام جلد تر لاحول
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
تمکو اس میکدے کے در کی قسم
آب آتش کی گرمیون کی قسم
بادہ خوارون کے دین ایمان کی
تمسے پیر مغان کی عزت ہی
قاضی دستار کو بچاتا ہی
انجمن ہی کہ بزم ماتم ہی
جسطرف دیکھو اک تباہی ہی
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پئے تعظیم
ہوئے محراب خم مین سر بخم
رند بیکار سے مے بیار و بریز
ہر طرف کو یہی تھی گفت و شنید
آخر اچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ان اٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہی

بادہ خواران ساغر معنی | این حکایت کنند لاثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبہ خوش کلامی - و جرعہ نوشان ساغر بادہ حسن انتظامی مستقیان شراب حسن بیان - و سرخوشان ساتگین میخانہ داستان ساغر و دائرہ حرف تحریر کو شراب کلام سے اسطرح لبریز فرماتے ہین - اور انجمن قرطاس مین بلسان بادہ خواران الفاظ مضامین کو یون سمجھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب باد صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو

بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جا کر بلا کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد ٹیکا
ہ، ددھی کا تمھاری کمر سے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین تم اپنا ن
تمام رکھو جنگ مسلمانان و اطاعت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار
یہ باتین سُنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اُسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وارد
بارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا گو ہیون کا مجمع تھا بلا و صبا بھی حاضر دربار
ندمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر از رنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ
طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سُنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اہل اسلام سے
کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر سہو
کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اُٹھکر غائب ہو گئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون
خصال افراسیاب بد افعال سنیے کہ اُسنے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت
فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہوگی شکستین کھا چکی ہی اُسکی دلداری جلد کرنا چاہیے یہ سوچکر اُٹھا
وہ بیابان نرگس جہان یہ بیٹھا ہوا تھا نہایت پُر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہاے نرگس
چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھین جوانان باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار
گلستان نے آنکھین بچھائی تھین یاد ہر غدار نے بیوفائی سے بعضہ آنکھین دکھائی تھین بادشاہ
جیسے ہی اُٹھا ہوا سے سرد اُس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہاے صحرا سے بارہ سو نازنینان حور
پیکر سمنبر بصد حسن و ادا لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کار پہنے اپنی آن و ادا پر نوجوانان
چمنستان دہر کو لبھاتین زلفین ہر ایک کے چہرۂ بے نظیر پر بل کھاتین گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا
اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریون کا چڑھ آنا باہر تھا زلف شکن در شکن تھی یا
دلہاے عشاق کی جاے مسکن تھی حلقہاے زلف تھے یا حبشی نافہ ہاے غزال ختن لیے تھے بلکہ
مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگایا حسن کا اُسی ماتھے پر ٹیکا پٹیان بنین
در خوبی کی محرابین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم سُرمگین مین سرمہ
کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست بادے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین بہر آبادی میکدہ دعا کرتا
تھا کہ لمولفہ خداوندا رہے پیر مغان شاد + رہے یہ میکدہ تا حشر آباد + چشم فتان کے

شمارے انقلاب روزگار کا نشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اُس آسمان حسن پر فلک تارے اُتارے بینی چشمۂ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اُس جگہ مُنھ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ

نظم

کمان یا ہی محراب یا ماہ نو ہی — یہ ابرو ہی یا تیغ بران ہی کیا ہی — یہ خنجر ہی جمدھر ہی یا تیر ناوک
یہ نشتر ہی یا تیر مژگان ہی کیا ہی — یہ ہی آئینہ یا ہی مہر درخشان — یہ چہرہ ہی یا ماہ تابان ہی کیا ہی
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق — یہ سنبل ہی یا زلف پیچان ہی کیا ہی — عقیق یمن یا کہ مصری ہی یا قند
یہ لب ہی کہ لعل بدخشان ہی کیا ہی — صفا ایسی الماس مین کب ہی پیارے — یہ سلک گہر یا کہ دندان ہی کیا ہی
یہ آفت ہی فتنہ ہی یا ہی قیامت — ترا قد ہی یا سرو بستان ہی کیا ہی

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سر پر چشمندی کو جسپر رشک آئے کھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھوں مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمر اور کولے کا عالم دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم بسنے گردنین جھکائین شاہ عالی پائگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سرخ سر پر آکر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریان چلنے لگین مقیش اُڑانے لگین تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صدا اے دورباش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر تھا اسی طرح جانب حیرت بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ مین بمقابلہ مہرخ اُتری ہوئی ہے اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسیطرح بارگاہ لشکر عمرو مین بھی ساحر بیٹھے ہین لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہان کی اور گیسوین شہاب و شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان بہر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہو رہی ہے کسلیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر ساز کی خبر لگی ہوئی ہے دونون طرف کی بارگاہون مین ناچ ہو رہا ہی پیالہ شراب گردش مین ہے کہ یکایک سواری افراسیاب کی پیدا ہوئی ابر سرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی

اور بہر استقبال شاہ بدافعال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکور نے مجرا کیا اور کئی کشتیان
زروگوہر کی سر شاہ پرسے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا ملکہ نے شانے سے پہلو
ہنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اُسوقت صورت یہ جو ظاہر تھی سب کہتے
تھے کہ سنیچر کمانسے آیا ہی قران السعدین ہوا ہی غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ ہوئے
پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے شاہ
کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہوگیا کہ کوئی شخص اندر نجانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ
پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے
حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہوکر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا
اور تسکین آمیز کلام کیے اور کہا کہ ابکی مین نے طاق چشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہی وہ آکر سب باغیون
کو غارت کردیگا اور مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصرصر فنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سُنکر
بہت خوشنود ہوئی اور کہا ای شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین سرکار
پر تعدی ان نمکحرامون کی اُٹھاتے ہین اور اُن ساحرون کو نہین بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ
مخالفون کی سزادہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ ہوئے بادشاہ نے یہ سُنکر اہل دربار سے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جو میرے پیر بھائی کا سامنا کرسکے سب نے
متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا نہین کرسکتا ہی وہ بڑے زبردست
جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کرکے مدح وثنا مین طاق چشم
کی تر زبان ہوئے یہان تو یہ ذکر وتذکرہ ہی لیکن جو جاسوسان لشکر مہرخ جو قریب بارگاہ آئے
دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کر رہے ہین غلغلہ برپا ہی کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آتے ہین
سب نمکحرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر ہلکارون نے جو سُنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین
حاضر ہوئے اور بعد دعا وثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اسطرح کی خبر ہمنے سُنی ہی آمد طاق چشم
کی خوشی ہو رہی ہی ملکہ مہرخ نے خبر سُنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ
ڈھونڈھکر بلائیگا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہی یہ کہکر چُپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرے کا زرد ہوگیا برق
عیار حسب اتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرۂ ملکہ تغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھکر گویا

ہو اگر ذرا مین تو جا کر اس طاق چشم کو دیکھ آؤن کہ اسکی کیسی صورت ہی فرخ نے یہ بات سُنکر کہا
کہ ای برق واسطہ خدا کا وہان جانے کا ارادہ مکر نا وہ مُوا طاق چشم اپنے فن مین طاق
شہرۂ آفاق ہی زبردست جادوگر ہی افسون وسحر مین ماہر ہی مثل یہ اسی پر صادق آتی ہی کہ اُسکے
کاٹے کا منتر نہین وہ بڑا موذی ہی خدا کی مار اُسپر برق نے کہا ہمکو خداتعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ
اور تکیہ ہی وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہر چند ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نمانا اور روانہ ہوا جب
قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین
پس لازم ہی کہ کسی نہ کسیطرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ اور کسی سردار کی صورت
بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو اُسپر ہاتھ صاف کرو راہ عدم اُسکو دکھاؤ یہ سوچکر بہ
صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچکر فکر کرنے لگا کہ کسیکو بیہوش کر کے اُسی کی
ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن اسی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم
دربارگاہ پر کھڑی تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون
سے کہا کہ بہینا مجکو جاے ضرور پر جانے کی حاجت ہی کوئی چلتا ہی میرے ساتھ سبنے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی
جگہ پر احتیاج ہوتی ہی بھلا یہ کون موقع ہی شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے
کوئی نجائیگا یہ کیا تو نے عادت سیکھی ہی کہ ایک تو آپ جاتی ہی اور دوسرے اور کو لیے جاتی
ہی ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ رنڈی اپنے پیلے چمڑے پر اتراتی ہی جانتی ہی مجھسے بڑھکر
کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی ان باتون کا جواب دیا کہ اوئی اتنا میرا
پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تمنے مجھے بکڑائین اگر تم میرے ساتھ نجاؤگی
تو مجھکو کوئی کھا نجائیگا یہ کہتی ہوئی وہانسے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین بہر رفع احتیاج
بیٹھی برق اُسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اسکو بیہوش کرون بس ایک عورت کی قطع
بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اِسنے کمند ماری وہ عورت دریاے نور
کی رہنے والی کنیز شاہ جادوان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھکر گری عیار مذکور نے
خوب اُسکو بیہوش کر کے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ
آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی ایسی صورت بنا کیا قدرت نقاش ازل ومصور آفرینش نے اُس صورت نگار

نیرنگ وعیاری کو عطا فرمائی تھی کہ بیت پل مارنے کی ہوئی نہ دیری + سبحان اللہ شان تیری
ہوا ہی گویا بھر گئی وہ برق ہی تھا دہی نازنین خواص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس
سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھکر رشک
سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ
اُسی گیسو وجبین نے ہزارون کو پری زدہ بناکر سودائی مشہور کرایا تھا ابرو تھے یا تخلبند قدرت
نے نیا تماشا دکھایا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا ترکان چشم نے تلوارون کی کوٹ
بندی کی تھی قینچی باندھی تھی یا اُسکی چتی بھوین تھین ایک ایک اشارے مین سیکڑون کشور دل
لوٹ لینے پر تُلی تھین چشم مردم فریب نئے فتنے اُٹھاتی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی
تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی پر فن تھی رخسار نازک کو کس سے مثال دون لازم ہے کہ اُسکو
لا مثال کہون سچ ہے وہ رُخ لاجواب ہے مرقعۂ دہر مین یہ تصویر نایاب ہے دہن تنگ موہوم کی
صفت مین چپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اُس عنقاے اوج حسن کا وصف کرون مین نے کہان اُسکو
دیکھا ہے غرضکہ ازسرتاپا اُس بت پر فن کا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہے وبال کاکل کا جال بھی ہے ادا سے دل پائمال بھی ہے قلق سے آشفتہ حال بھی ہے
نگہ فسون چشم مین جادو بال خم کمند گیسو خدنگ مژگان کمان ابرو بلاے دل خط و خال بھی ہے
ہرن ہین صیاد چشم جادو قفس کے پھندے ہین خم گیسو شکار گہ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہے غزال بھی ہے
نہ کیون ہو ہر بات مین دورنگی دماغ رہتا ہے آسمان پر وہ شوخ مست شباب بھی ہے غرور حسن و جمال بھی ہے
وہ گورا گورا ہے منھ تمھارا ہر ایک ہے گال ماہ پارہ قمر کی تیلی کا ہے وہ تارا سیاہ جو رخ پہ خال بھی ہے

اس صورت دلفریب سے جب درست ہوکر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اُدھر
دربارگاہ پر اُسی گروہ حسینان مین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ
نہ گئین تو میرا کیا ہوا کوئی مجھے کھا نگیا یہ کہکر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جاکر دیکھون شہنشاہ
کے چلنے مین کتنا عرصہ ہے غرضکہ اندر جاکر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے
باتین کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری اُسپر نظر پڑی البا حسن اُسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ
ہوگیا مگر بمصداق اس مثل کے کہ۔ اَنہونی ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے۔ اَن ہونی ہونی نہین

ہوئی ہوے سو ہوے۔ ازبسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب برق نے اُس نازنین کو
بیہوش کر کے صحرا مین چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا اور دریاے نور پر اُسکو پہونچا کر
بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اسطرح کنیز بنکر آتا ہی پس اِسوقت بادشاہ
نے جو اسکے حسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہو چکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور بہت ہنسا برق سمجھا کہ یہ مجھپر
مائل جو ہوا ہی اسوجہ سے ہنستا ہی یہ سمجھکر اِسنے اور زیادہ بنکر اپنی گات کو دکھایا اور بناز و ادا مسکرایا
بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اِسکے کہ فرار ہو جائے بھلاوا
دیا ہنسکر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی رہتی ہی اسنے آنکھیں جُھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سوداری
مین حضور کی حاضر رہتی ہی سو چل جاتی ہی اور جو کچھ حکم ہوتا ہی وہ بجالاتی ہی شاہ جادوان نے
کہا ہمنے تیری نوکری معاف کی صرف پاؤن رات کو دبانا اور کوئی کام نہ کرنا اِسنے سر جُھکا لیا اور کچھ جواب
نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہی اور دلسے اپنے کہ رہا ہی کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین
معشوقون کے ناز کو بھی انھون نے گرد کر دیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کر رہا ہی فی الجملہ بادشاہ
نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی
فلک پر سے اُتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ لو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ
مسخر امیرے جال مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کر کے اسکو
راہ فنا دکھاؤنگا بس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تھوڑی نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے
ہنسکر کہا کہ اے جانی اب تم کہین نجانا ہم تمھارے عاشق ہین عیار نمکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور
غور جو کیا تو جوڑ چوکی مین جم گئے ہین اور زمین سے چوکی اُونچی ہوتی جاتی ہی عیار مسطور یہ
حال دیکھکر گھبرایا اور بادشاہ طلسم جست کر کے تخت پر سے چوکی پر آیا اور کہا میان برق اچھی طرح
رہے برق نے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اور یہ کہکر بہت جُھک کر تسلیم کی شاہ جادوان
قہقہہ مار کر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہین اسوقت ہم عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو
آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہی کہ جہان کسیکو دو تین
مرتبہ دیکھا بس محبت ہو گئی چنانچہ تمھین عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے
کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک ہمارے ساتھ کروگے افراسیاب نے کہا ارے تو نے میری لونڈی

کو غارت کیا ہوتا کہ خاک مین دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا بچہ اُسکو دریاے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہی مین بغیر قتل کیے تجھے زندہ نرکھونگا برق نے کہا تمہارا فرمانا سچ ہی لیکن ای بادشاہ جو لونڈی کچھ نہ ہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یون مار ڈالنے کا تمھین اختیار ہی مین جانتا ہون کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمہارا سامنا کر نہین سکتا ہی جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کروگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمہارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سنکر بر سر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کردون مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچانکر کہا کہ ای شہنشاہ یہ تُوادم دیتا ہی بھلا اسکو اور آپکی اُلفت ای یہ سراسر جھوٹا ہی فعل باز اور مکار یہ چھوٹا تو آپ کے پیر بھائی آنے والے ہین اُنکا ناک مین دم کردیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے بیت نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی + جیسے نیکون سے کی بدی تونے اسکا رہا کرنا ہرگز بجا ہی شاہ نے یہ کلمات سنکر کہا کہ ای ملکہ تم سچ کہتی ہو مین اسکو دشمن قوی سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہون کہ بے آب ودانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوجائے یہ کہکر ایک دانہ ماشکا چوکی پر سحر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور بروے ہوا جاکر معلق قائم ہوگئی اب جو برق نے دیکھا تو مارے نہ بد دگار سے نہ آب ودانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہین جانا نہ آنا جیتے جی عالم برزخ مین آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدۂ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ باین آفت وخرابی بہزار ناچاری بمہر خاموشی بر لب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا سارا طلسم پیش نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کیطرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی شریک حال بیکسی وتنہائی تھی طالع پست نے یہ بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستون کا آتا تو آہ کی نی بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کہ

ابیات

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مر گئے پر مری خاک سے دانہ شجر نہوا
جو ہوا بھی تو ہوکے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ وثمر نہ ہوا
کہون کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہی سدا وہی رنج وتعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کنان مین برنگ جرس
ترے غم مین یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بروے ہوا ہی مگر اب حال طاق چشم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار پردہ ظلمات طلسم مین ایک ملک کا مالک ہی اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجورد یہ ہی سالک ہی جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اُسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کرون اور جنگ پر جانے سے باز رہون اسی فکر مین تھا کہ بیمار ہو گیا حسب اتفاق اسکا استاد حسام جادو اُسکے دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کرا کر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار و رقاصان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش اُستاد کے لیے مہیا کرایا جلسہ عشرت جما پیالۂ احمر گردش مین آیا اُسی ہنگامۂ نشاط مین دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اُسکے پاس پہونچا نامہ پڑھکر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہین دو نامے آچکے ہین مگر مین کیا کرون ناچار ہون کہ صاحب آزار ہون اب کچھ بن نہین آتا ہی کیا جواب نامے کا لکھون نہ روے رفتن نہ پاے ماندن سخت مجبوری اسکے اُستاد نے جو یہ تقریر سُنی کہا ای فرزند تم مجکو کیسا ساحر جانتے ہو اسنے کہا ای اُستاد آپ یہ کیا پوچھتے ہین بھلا آپ کے فرمانے کی بات ہی اب آپ کا ثانی اس طلسم مین کیا عالم مین نہین آپ ہی سے افراسیاب پڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا ادنی غلام ایک مین ہون کہ کوئی میرا ہمسر نہین حضور نے خوب بات کہی کہ مین کیسا ہون واہ واہ وا ای مین کہتا ہون کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہین اب اور آگے مین کیا کہون اُستاد جی اسکی تعریف پر بہت خوش ہوئے اور پھول گئے اور بموجب ع شامتین کہکے تھوڑی آتی ہین + بے اختیار کھلکھلا کر ہنسے اور کہا ای بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجدے مین آپ چاہتا تو چلا جاتا لیکن اُس نالائق نے آجتک مجکو پوچھا نہین مین اُس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے بناچاری جاؤنگا سُنا ہی کہ وہان کچھ ملازم بگڑ گئے ہین شاہ طلسم اُنکو گوشمالی دینا چاہتا ہی اسنے کہا ہان اور کون لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہین کہ بادشاہ کسی معزز کو اُنپر بھیجنے ننگ جانتا ہی حیرت زبردستی اپنی خوشی سے اُنکے مقابل جاکر اُتری ہی ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجکو بلایا نہین تو اجتک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ کوکب کے یہان سے کچھ فوج براے اعانت مخالفان آگئی ہی اسلیے مجکو طلب کیا ہی حسام نے کہا سچ کہتے ہو اچھا مجکو روانہ کرو جو کوئی لڑیگا مین سمجھ لونگا طاق چشم نے

اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ کا دیا پھر تو نفیر سحر بجی ساحرون مین کمر بندی
ہوئی خیمہ و بارگاہ اژدہون پر لد گئی جادوگرنیان علم سحر سے ماہر کیسے کیسے کافر ساحر نہس و فیل و اپ
آتشین پرند پر سوار ہوئے چلنے پر تیار ہوئے ابر کے لگے ہوا پر چھا گئے سحر کے بادل آ گئے بجلیان چمکنے لگین
تیغین لپکنے لگین ڈمرو کی صدائے ہندوے چرخ گھبرایا جھانجھ اور نفیر کی آواز سے آفتاب جھانجھ کیطرح
تھرایا بازولطہ قرقرے جادو بھرے لکہ ہائے ابر مین جاکر شور مچانے لگے جادوگر اُنپر سوار ہوکر جو سامری
کی پکارتے تھے تخت سحر پر حسام سوار ہوا منقل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ہار جواہر کے گیندون کا گلے
مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا
گلے مین پڑا ہوا سب کے آگے چلا پس پشت دو لاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا
سے دل لرزتے جادوگرنیان سحر آزمائیان کرتی کوہ و دشت مین آگ لگاتی چلی جاتی تھین دن ہارے
یہ اندھیر مچاتی تھین کر سحر سے رات دن کو بناتی تھین منھ سے رال کے شعلے اُٹھاتی تھین کہ نظم

چلی اسطرح فوج بے بیشمار	کہ جلتی ہے جسطرح کوہسار	برسنے لگی آگ شعلے اُٹھے
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوئے	کہا مہر نے دل سے مین جاؤن کجا	کہ سقف فلک مین لگجائے آگ

اسیطرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اُڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اُترکر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا
مضمون یہ تھا کہ نامہ تمھارا بنا بر طلب طاق چشم آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت
رنجور ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اُسکی جگہ
مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام و نشان لکھا اور پنجہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان افراسیاب ہو وہان لیجا پنجہ نامہ
لیکر بارگاہ حیرت مین آیا کیونکہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور انتظار اسطاق چشم
کر رہا تھا کہ نامہ پنجہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم حسام جادو
کو جانتے ہو کہ کون ہے ابریق وزیر حاضر تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اُس سے
پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ اُستاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف
لاتے ہین یہ کہکر جواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل
ہوئی حد حصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہے لازم ہے کہ ذات والا صفات پر تو افگن عزت و جلال سے
اس احقر لندان کے ہو اور افتخار و اعزاز بخشے کہ بیت راہ توجہ راہ ست کہ از غایت تعطیر [illegible]

فلک شمسہ بیچو جاب ست جواب پنجہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجاکر حسام کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر حیرت مین پہونچون تو جادو بیجا جو کچھ کرا ہو رات جنگ مین کام کرون کوئی اُس امر مین دخل ندے چنانچہ تمکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضۂ سحر مین تمھارے پاس بھیجتا ہون اُسکو زمین پر توڑکر پھینکنا مجکو معلوم ہوجائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی اب نامہ نہ بھیجنا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑوگے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر ہمراہ نامہ پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب قبول ہے کسکی مجال ہے جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا پنجہ جو نامہ لایا تھا غائب ہوگیا اور منظوری شرط مذکور کی خبر سحر نے حسام کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ اس بیضہ توٹنے سے حسام کو منظوری شرط کی خبر ہوگئی الیسا زبردست وہ ساحر ہے اے ملکہ اسکا ایسا ہو کہ چھ مہینے آتش پرستی کرتا ہے اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہے مین اُسکے صفات بیان نہین کرسکتا ہون جس مرتبہ کا وہ ساحر ہے اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اُسکے پاس ہے کسی کو وہ دیتا نہین ہے آخر کو مین ہی جاکر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے بادشاہ نے دربارہ تعظیم و تواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہوکر بحشم و خدم داخل باغ سیب رشک دہ گلزار ارم ہوکر مصروف عیش و تنعم ہوا اور یہان بعد قطع منازل و طی مراحل حسام بدانجام دریائے سحر سے پار اُترکر قریب لشکر حیرت نافرجام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ اُستاد بادشاہ کا ہے اسوجہ سے ملکۂ مذکور مع ارکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ مین جاکر اس سے ملی یہ بھی تخت پہ سے اُترا ملکہ نے تسلیم کی اپنے سر اُسکا سینے سے لگایا دعا خیر اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ اسباب راحت سے آراستہ تھی پلنگ کرسی سیر چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اُسی مین اسکا اسباب رکھا گیا لشکر اسکا لشکر سے ملکہ ملکہ کے اُترا گھما گھم ہونے لگی بازار بن کھلگئین حسام بارگاہ مین ملکہ کے ہمراہ آیا اور شراب خواری مین مصروف ہوا اور سارا حال باغیون کا پوچھکر کہا کہ مین ابھی جاکر سبکو غارت کیے دیتا ہون ملکہ نے کہا آپ کے مقدمہ مین کوئی دخل دے یہ مجال نہین لیکن آج طبل جنگ بجواکر شب بھر آرام بھی فرمایئے اور دشمنون کو مہلت بھی دیجیے کہ عذر غفلت انھین باقی نہ رہے

صبح سبکو شام فنا دکھائیگا اِسنے یہ تقریر سُنکر توقف کیا اور جب حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب مین رکھی اور ساحرۂ شب حیرتناک آئینۂ ماہ لیکر انجمن عالم مین آئی کہ بمقتضائے ابیات

گیا دن شام آتشبار آئی
بغل مین مجمۂ مہتاب لائی
ہمائے شب ہوا جب سایہ افگن
قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن

شام ہوتے ہی نفیر سحر بھی ملکہ مہرخ کو طائران سحر نے خبر دی ادھر بھی نقارے لائے ہوا جادو کے بجے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد و بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سردار و ساحران ذیوقار خیمون مین آکر درستی آلات کارزار مین مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنے والا ہی تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اُس شورش قلزم فوج کے پار اُترنے والا ہی غرضکہ ہر سمت سحر سازی تھی سبکو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہٹتے تھے بہادر تیغ کے گلے ملتے تھے دیدۂ ساحرۂ دنیا مین کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سپرون کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحرون نے بلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدۂ سواد شجاعت تھی جسنے لڑنے مرنے کی راہ دکھائی تھی سپرون پر پھول جڑے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے پھول مان منتا کے لیے چڑھے تھے تلوارون کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ مین لیتا تھا مبارز اُسکو دیکھکر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جسپر سایہ ڈالتا بغیر جان لیے نہ اُترتا تھا محراب خم شمشیر مین منچلے نوجوان مرادون والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہائے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی نام و ننگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی مجھکو دور پڑھتا پڑھنت
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول
کسینے بنائے تھے سنمون کے سانپ
کوئی ساحری کا بنا تھا مہنت
بنا یا کسی نے شجر سحر سے
جنھیں دیکھ کر ترک فلک جائے کانپ
کوئی لیکے اکیس لونگ اور پھول
کہ پھل جنمین تلوار کی شکل تھے

جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی چرخ سے نقاط انجم دستار کہکشان کو بہ آبیاری مہر دھویا اُستاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسۂ افلاک مین بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلایا نظم

بڑی سامان ظلمت پر تباہی
دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی
مزاج شب مین پھیلی بدحواسی
اجال شمع پر آئی اُداسی

ہنگام سحر اُستاد افراسیاب اُٹھکر جانب رزمگاہ چلا و دلاکھ جادوگران کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کروفر سے سحر کے جنگلہ مین سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف

مہرخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلعذار تخت سحر پہ
ہزاران زیب و زینت سوار تھی جانب رزمگاہ اس طرح روان ہوئی کہ گلستان لشکر مین نسیم بہار روزان
ہوئی تخت بلور پر ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جہان سے پیش دستی کا دعوے
رکھتے دھرے تھے اس بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مست ہوئے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشان
چنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوئے لباس زعفرانی اس قبائے عالم کا رنگ لائے خونین قبا عاشقون کو
خونین کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رلاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف
سیاہ رخ پر نور پر لہرا کر آئی اس بدلی سے جانور فصل بہار کے مجبر ظاہر ہوکر زمزمہ سرائی کرتے دعا نوان
کو کلا ڈھیر کویل پپیہا ہزار خوش الحانی تعریف اس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب غزل

دعوی کرے وہ رخ سے ترے آب و تاب کا | اپنا تو منہ نہیں بخدا آفتاب کا
بو جو ترے رخ میں نہیں عشق عندلیب | بھولا ہے اسکو پھول سے شاید گلاب کا
مہتاب مثل خاک پہ غش کھا کے گر پڑے | گر رخ سے وہ اٹھائے جو پردہ حجاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اٹھے | اب تک مزا گیا تھا نہ انکو سخن خواب کا
ایک طرف سے نافرمان کی زاری

آن بان طاؤس جم اہر فرو سحر زیر ران دو جانی جوڑا پہنے کشت حسن کو نازکی دسر سبزی دیے زمردین زیور سے
جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کم سن کہ بموجب نظم

ادائے خوبی سے ناز و عشوہ سے لطف جو میرے یار مین ہے | نہ ایک مین ہے نہ دو مین ہے نہ تین مین ہے نہ چار مین ہے
یہ کہہ رہی ہے خیر مقدم بزم گلگشت باغ اس دم | کہ سرو سرور ریاض عالم اٹھائے سر انتظار مین ہے

ایک سمت سے ملکہ سمر خم کو بصد آب و تاب سحر پر سوار زلفین کھولے بال بال موتی پروئے بالون سے ستارے جڑتے
شب تار مین جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوئے رخسارون پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا قمر
پاس ٹوٹنا نظر آتا تھا زلف پریشان کن خاطر عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر آکر آنا راہ چشمہ حیوان کی جستجو
مین سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضائے ابیات

کیا تری زلف گرہگیر ہے اللہ اللہ | دلکو دیوانے کے زنجیر ہے اللہ اللہ
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ | شور ہے خلق مین پیدا کہ اسکے ہر سو

اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز و ادا بہزار زینت و عظمت
دشت وغا مین پہنچا نظم

ہمہ نامداران با جاہ و آب | ہمہ بر سپہر خرد آفتاب | ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار

ہمہ نیزہ بازان و خنجر گذار
بجنبید دریا و صحرا و کوہ

ہمہ یکدل و یک زبان و سخن
بجان آمدہ گاو ماہی ستوہ

ہمہ رزم جویان بجوئن رستخیز
اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحرون کے اڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسیکو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور
بجتے تھے گوش فلک کرتے تھے غرضکہ طرفین سے ہوا کے جھونکے آئے خس و خاشاک میدان کا اڑا لیگئے پھر گھٹائین
آئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوار پڑی چھڑکاؤ کرکے ابر کے ستے بھی چلے گئے صفین آراستہ ہوئین نقیب
نوکیث جادوش نکلکر پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے
نامی جادوگر اب دمامہ ہے نہ شمامہ ہے نہ سارشش ہے نہ نمرود ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گردان ہے کسی کا
نہ کچھ پتا ہے نہ نشان ہے پس آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری و جمشید کا نام لیکر اس معرکۂ جدال و قتال مین
قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی سحر و ساحری کا دکھلا کر نام اپنا کرجائے کہ ابن خاکدان عالم مین وہی
غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہے

نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سب آج
نظر کن زمین پر بازیچہ رنگ

ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان
کہان اب کیومرث کا نام ہے
کہ بشکست چین طاق کسریٰ بسنگ

کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان اب جمشید کا جام ہے

ان نقیب ڈینے سے ساحرون کے
حوصلے بڑھے ناریل نارنج اچھلنے لگے برقین اور جھنڈیان اڑنے لگین حسام بدانجام فوج کے بیچ سے الگ ہو
اجازت لینے کے عوض اسنے حیرت کی جانب تکر دیکھا حیرت نے پکار کر کہا کہ بول حسام استاد یہی سدا
ہے سارے لشکر مین جو جی کا عمل ہے اور وہ ناکام آگے بڑھا فوج کیطرف مہرخ کی نگاہ تیز و گرم دیکھ پکارا کہ اے فرقۂ نمک حرام
تم سب مجکو جانتے ہو کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا ساحر ہون اب بھی کچھ نہین گیا ہے اطاعت اہل اسلام
چھوڑکر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو تو بدنام ہو ورنہ سزا اپنی اپنے کئے کی دیکھو گے
ادھر سے ہر چند کہ وہ استاد ساحران ہے مگر بموجب مصرع جواب جاہلان باشد خموشی + کسی نے اسکی گفتگوے
بے معنی و لا یعنی کا جواب دیا اسنے غصہ مین آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریون کو دکھائے
اسوقت بہار نے تخت قریب تخت مہرخ لیجا کر آہستہ سے کہا کہ ناریل جو اسنے نکالے ہین خاص سامری کے
بنائے ہین اس سحر کا رد کسی سے نہو سکیگا مناسب ہے کہ لشکر سے نکل چلو تا کہ اسکے شر سے محفوظ ہو مہرخ
نے کہا لشکر کو اپنے آفت و مصیبت مین چھوڑکر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہے ہر چہ بادا باد دیکھین

خدا تعالیٰ ہمکو کیا دکھاتا ہے کہ بیت بہ بنیم کہ تا کردگار جہان ❊ درین اشکارا چہ دارد نہان ❊ بہار سخن ہنوز کچھ جواب نشنے پائی تھی کہ حسام نے نیام سحر سے تیغ انتقام کھینچا یعنی اُن ناریلوں میں سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اُچھالا یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ مہر فلک تھرانے لگا فرط خوف سے بخار چڑھ آیا گاو زمین کو غش آنے لگا ساحر چیخ گھبرا کر چیخ کھانے لگا جہان تک کہ لشکر سلطان اسلام تھا وہان تک زمین شق ہو کر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تارنگی ساحر دھنسنے لگے مہرخ رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اُچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدۂ دہر تاریک ہو گیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر مہرخ پر آ کر چھا گئی اُس میں سے سیاہی کاجل کیطرح گر کر پھیلتی تھی دیدۂ دہر سے اُس کاجل نے روشنی کھو دی شامت ہر ایک کی آ گئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اُسی جا اکٹھا ہو کر آئی تھی نور و ضیاے مہر انور کا نور اقبال ہما کیطرح روشنی دور خانۂ عالم میں اندھیر امچگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دُنیا کو کچھ بجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایۂ نحوست اُس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدڑ پڑی ہلچل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد شہر نور منزلوں دور تھا عالم عالم میں تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر یہ سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے میں گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دستک دیتے رد پڑھکر دم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جلیہ سپاہ مع بادشاہ زمین جو شق ہوئی اُسکے نشیب میں آ گئی گویا زندہ در گور ہوئی سب بیٹ نیت خاک میں مل گئی اُسوقت کی آفت کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ با چشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاہد قرطاس کو پہناتا ہے اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہے جو لفظ تحریر ہے سوگ نشین ماتمکدہ کا غذ ہے صریر کلک سے آواز ہائے ہائے کی نکلتی ہے شقی ہائے ہو نہ ہو جیم دائرہ نشین غم ہے تو عین بعینہ چشم پر نم ہے وائے ای فلک غدار یہ کیا ستم ہے کہ گلبدان یاسمن پیکر پژمردان مرہم الم ہے نظم

گلشن ہے پُر دلچسپ جدھر جا نظر	ہے وہ خوش مشرب ساقی شب مہ نور سحر	جو کہ شیدا ہے وہ ہے مرغوب دل پیر و جوان
سبزہ و ابر و ہوا لالۂ حمرا گل تر	دیکھ صحرا کو کیا سبز و زمرد گون ہے	دیکھ دریا کو کہ ہے موج سے زنجیر بپا
قطرے باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہے	گرتے پھرتے ہیں باران صباحین گوہر	مشتاق ہے اُس کی جدائی تو سبھی کو لیکن
عالم آب نما سمجھتے ہیں جو ہیں اہل نظر	لطف لاکھوں ہیں عجب اس کی ہر نقش آب	آ فشار ہیں ہمیشہ افسوس گر اس گلشن سے

چھوڑ دین سب کی محبت کو جو شائق ہون جب ہو | وہ دن آئیگا کہ بیٹھے کی نہ وہان کو خبر | اختیار اپنا جہان ہے نہ وہان لعنت کی
دو بسی ہو اگر عشق تو ہین لاکھ ہزار

آخر الامر جب اس لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ اے

گروہ گمراہان اب تمہارا ارادہ ان کچھ بات نہین مگر ابتدا سے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال مین سنے
شنا ہے کہ تمہاری پرورش پر مائل ہے بدین سبب آج کا آتا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر
تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جس طرح نشیب زمین مین سما گئے ہو اسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمہارے
سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہو جائیگی زندہ دفن ہو کر رہجاؤ گے اور یہ سیاہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ تمپر
برسائیگی نام و نشان تک تمہارا خاک مین ملائیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر لشکریون نے اراج
لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ مین کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا
ہر ایک ملک کے منع کرنے سے نکلا اور جملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اترا
ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی ہلکارے دم بدم کی خبر پہونچنے کے لیے مقرر
کیے تھے انھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار داخل باغ سیب انکو
حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے اے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہے بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی
کے مانع ہو جانے کا اور اپنے استاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر
بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم استاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ استاد آپکے کرم سے میری سلطنت
قائم ہوئی سب ملک مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے مین سامنے نہ آیا تھا کہ
آجتک تمام خدمتگزاری ادا یہ عریضہ مع تحفون کے جب حیرت پاس پہونچا اسنے استاد کو خلعت پہنایا
اور جلسۂ عشرت جمایا اور کمال بعد قتل جملہ باغیان چالیس روز کا جشن کردیا آج کے جلسۂ طرب کی مسندنشین
غیرت ناز پروردگان مہ دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لایق محفل صحبت
جمع ہوئے گلعذار و غنچہ بارگاہ کو رشک وہ گلزار جنان بنادیا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلون کو شرما دیا
ساقیون نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو سرخوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس
غزل کو گایا اور رقاصون نے اپنی ادا ے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا

غزل

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود | بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود | بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
ببوس غبغب ساقی بنغمۂ نے و رود | بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی | کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود

زدست شاہد سیمین عذار عیسی دم
زمین اختر میمون وطالع مسعود
شراب نوش ورہا کن حدیث عاد و ثمود
بدور گل منشین بے شراب شاہد و چنگ
شد از فروغ ریاحین زمین آسمان گلشن
کز ہیچ دور بقا ہفتہ بود سعد

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب نور دیدۂ فلک سحر حسام شب سے دو رہوا اور چرخ ستمگر نے انجمن عشرت میں ناہید فلک کو بلایا کر

نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود
چراغون نے چمک اپنی دکھائی
ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود
جو ناگہ سیہ پری بن ٹھن کے آئی
حسام دن بھر کا تھکا ماندا تھا بہرام اپنی بارگاہ میں جلسہ سے اٹھکر آیا

پہلے کچھ غذاے لطیف زہر مار کی پھر سراچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے صحن خرگاہ میں پلنگڑی بچھوا کر لیٹا تکلف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اسی خوشی میں تھا کہ نیند آتی تھی اس طرف اہل اسلام کی دعا بصد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ

ابیات

یارب ہو کریم نام تیرا
ستار و رحیم نام تیرا
کفار لعین و تیرہ ایمان
ہیں تشنۂ خون و حاسد جان
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
یارب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقا
دے ہمکو نجات اب خدایا
یہ دعا انکی درگاہ کبریا میں قبول

ہوئی مراد دل حصول ہوئی یعنی شاہ دشاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کیطرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اسکی استادی پر رشک آیا کہ مجھ سے بڑھکر یہ ستمگر پیدا ہوا جسنے چشم زدن میں جاہ و جلال لشکر اسلام مٹایا پس گردوں دشمن اسکا ہوا اور لٹنے برنے ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر میں قندیل لٹکائی ہو یا ستارہ ٹوٹکر کرۂ زمہریر پہ چمکیا ہو حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے آخر اسکو تہ بین نے دوربین سحر لگا کر دیکھا تو ایک چوکی بلور کی نظر آئی کرتا ہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشان نظر آتی ہو یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی گو وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد نہو سکتا لیکن یہ استاد بادشاہ ہو اسنے رد کردیا وہ چوکی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق غرنگی آ سپر دو روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبون کو بھی اسنے اسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہو گی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک میں ملگئے اسی فکر میں تھا کہ چوکی نیچے اترنے لگی اسنے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ میں ایک ساحر بیٹھا ہے

اسکے پاس تخت چوکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز مین بوجہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی اسنے بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیر ہو گئی تھی لیکن یہ بہت جلد اٹھتے اٹھتے درست ہو بیٹھا وہ چوکی جب مین پر آئی استاد جی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا بقعۂ نور لباس و زیور سے آراستہ اس چوکی پر بیٹھی ہے ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغے کے لگی ہے اسپر لکھا ہے کہ کنیز **افراسیاب** جادو اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منہ اسکا اترا ہوا ہے خوف سے تھرا ہے گھبرا رہی ہے سر عریان و مو پریشان ہے ہر ایک بال سیاہ اور دراز اسکا زخمی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے ابر سیاہ دل بکھرا رہا ہے بالون کے گھمن مین چہرۂ تابان اسکا یون نظر آتا ہے جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہے فوج غم و الم کی دل پر چھائی ہے رنگ رخ زرد ہے منہ پر چھٹتی ہوائی ہے پوشاک بھی میلی ہو گئی ہے لیکن باین ہمہ رنج و الم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے یوسف نے تو خواب مین بھی یہ صورت نہ پائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہے جو زلیخا اسکے عشق مین بن آئی ہوگی کہ بموجب

ابیات

تاراکا چاند گرگئے پڑی مری نگاہ
کھلے غنچے سرو قد نرگس لئے غنچہ دہن
رات بھیگی برق شرم مین ڈوبے بال
مہر تو نیم صبح کی یا بن کیا ہو چمن
مشرق تابان رخ ہے جبین درخشان

ہے گوشین جلوہ رخسار سے آنکھیں روشن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
آنکہ سورج کی جھپک جاوے چہرہ روشن
فرد تقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہے
نصف خورشید درخشان ہے جبین روشن

حسن شوخی عشوہ گری آفت جان شوخی
خرمن ہستی عاشق پہ نگہ برق فگن
چاند سورج نے کیا جسکو ثریا مین طلوع
ساتھ بیٹھا شب تاریک مین ہے ڈالے کفن
حسام اسکی صورت دیکھتے ہی یون

ہوا سارا ہی استادی اس پر فن بے بھلا دی گھبرا کر پوچھا کہ اے ماہ پارہ تجکو کسنے یہ کاہش دی ہے اے پری تو کیون آزردہ ہی ہاتھ پر منہ لگا ہے شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے مہرق نے شرما کے مسکرا کے کہا کہ اے جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہے میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہے اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرادے نہیں تو مجکو پھر اڑادے اسنے کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی تجھسے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ وش ہو کر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لگے حسن خمیدہ تیری اسنے جواب یا کہ مروت باتین نہ بنا جلد ہی مجکو بربروے ہوا پہنچا لے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جب بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے

آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹکر جو گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب خبر مرنے کی جسوقت
سُنے گا تو مار ہی ڈالیگا اسنے یہ تقریر سنکر کہا کہ شاہ کو اُسوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم
نہین مین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ اے حسام تو نے اپنا بڑا کام کیا ہر کیف
بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچکر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ اے نازنین سچ بتلا
افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور
کیونکر دیکھتے کہ مین مرنے سے خوف کھاتی ہون میرا کلیجہ ہاتھون مرد کی صورت دیکھکر اچھلنے لگتا ہے یہ کہکر
اس طرح انگڑائی لی کہ بغلین اور سینہ اور پیٹ کھلگیا استاد جی کا تو جی لوٹ گیا کہ بیت انگڑائی لیکے اپنا
مجھپر جھاڑ ڈالا ✦ کافر کی ہر ادا نے مجھکو تو مار ڈالا ✦ بس شیفتہ ہوکر پکارا کہ مطلع جان کیا تمکو کہون مین جان ہے
جانے کے لیے ✦ دل بیتاب ہون کہ دل ہوتا ہے آنے کے لیے ✦ اُس گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ مین سچ کہون مجکو مرد
کے نام سے نفرت ہے مگر تجکو دیکھکر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہے یون تو ہزارون لاکھون جوان پریزاد حسن کے
سچے مین ڈھالے دیکھ ڈالے مجکو نہین معلوم کیا سبب جو دیکھتے دل بیچین ہو گیا کہ فرد مطلع رُسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا ✦
کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا ✦ حسام یہ پیاری پیاری باتین اُس ستمگر کی سنکر بہت خوش ہوا اور سحر
پڑھا کہ چوکی مین جو یہ لپٹا ہوا تھا اور اٹھ نسکتا تھا اُس حال سے اسنے نجات پائی اٹھکر بنازو نخرہ اُسکے پاس آیا
اسنے ایک رقعہ لکھکر اس مضمون کا کہ اے شاہ جادوان مین نے تمہاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا
اور اپنی خدمت مین اسکو لایا اطلاعاً تمہین لکھ بھیجا یہ تحریر اُسی چوکی پر رکھکر سحر پڑھکر اُڑا دیا اور کہا اے
چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اُڑکر چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ
پاس کوئی دم مین جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف ہے فوراً میرا رہا ہونا سنکر دوڑا آئیگا پس جلد کوئی تدبیر
کرون یہ سوچکر پاس آ کے بیٹھ گیا وہ اسپر دست انداز ہوا اُسنے اور تو کچھ ناز و ادا نہ کیا مگر سسکی بھر کر کہا
ٹھہرو مین بے قرینے ہوئی جاتی ہون چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین تمہارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہین
سر نیچے بارگاہ کے اٹھے ہین کیا تجکو نگوڑی کسبی خانگی سے بھی بدتر تم نے سمجھا ہے کسبیان بھی بیچ بازار
مین مردوے کو لیکر نہین پڑتین یہ سنکر اُسنے سر انچے گروا دیے اور خادم خدمتگار سبکو باہر بارگاہ کے
نکال دیا اس اثنا مین عیار مذکور نے انگیا مین سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہے اُستاد جی
نے اُسکی بھولی باتون پر گلے سے لگایا اور کہا یہ گیند ہے اور کیا ہے اس گلبدن نے کہا واہ یہی

پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کہی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو سونگھ کر
گلاب کی بو آتی ہے نہ آسنے تعجب کرکے گیند اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا اسنے فوراً خنجر
کھینچکر سر اُسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازیں مہیب
آنے لگیں کہ اے ظالم غضب کیا تونے کہ اُستاد ساحران کو مارا ساحر عمل سنکر دو ٹکڑے برق نعرہ کرکے
اُسی ہنگامہ گیر و دار میں جست و خیز کرکے نکل گیا اس عرصہ میں ہی چٹھی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ
اُستاد کو عرضی تحریر کرکے باغ سیب سے بیابان لالہ زار میں اسکے سیر کے گیا تھا چٹھی کے آتے ہی نامہ
پڑھا اور پکارا کہ ارے یہ کیا غضب اُستاد نے کیا کہ اُس بلائے آسمانی کو اُتار لیا ملازموں نے پوچھا کہ حضور
کیا ہوا اسنے سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابریق وزیر سے کہا جلد جا اُستاد سے
بعد آداب و تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزیں آپ کی خدمت کو حاضر ہیں اسکو جلد قتل فرمایئے
وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ پیر حسام کے بیٹے پیٹتے آئے اور حال اُسکے مرنے کا معروض بیان میں لائے
بادشاہ سنکر سُن ہو گیا بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست ہائے افسوس
میں نے برق کو گرفتار جب کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیے تھا ناحق اُسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی
یہی تھی اے ابریق تو جلد جا لاش اُستاد کی طاق چشم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جلانگر ام
برہم ہو گئے ہونگے ایسا ہو کہ لشکر حیرت پر آ گر پڑے اور لشکر مذکور کو غفلت میں ضرر پہونچے وزیر حسب
ارشاد بہت جلد چلا یہاں بعد مرگ حسام وہ چادر ظلماتی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ
نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار میں کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر
حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ میں وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت
میں روشنی ہو گئی اور اُسنے نہیب سی کہ اے لشکریاں خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کر حریف کا لشکر
آ پہونچا سب لشکر میں مرگ حسام سے گھبراہٹ تو ہو رہی تھی اسکے آواز سُنتے ہی کمر بندی ہونے لگی
حیرت بھی باموے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ اب جانا لڑنے کو اسوقت بیفائدہ
ہے یوں تو بہت لڑینگے وہ غفلت میں کار حریفاں تمام کرنے کا لطف نہ رہا اب پھر چلیے لشکر مع لشکر کے
مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکر ہی بھی آسودہ ہوئے اب آج یہاں جلسۂ عشرت جما لشکر دشمن میں
شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب ہر گھڑی چنیں گاہے چناں المختصر ارباب نشاط حاضر ہوئے

حام مئے سرخ گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان تنقادمی جشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جائے اختصار منظور ہے حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ میں آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو بعشرت تمام تر یہان ٹھہرے ادھر حسام کی ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے طاق چشم کے پاس بھیجی ور آپ خدمت بادشاہ مین گیا شاہ طلسم بیابان لالہ زار مین متفکر بیٹھا تھا وہان کے مالک نے حاضر خدمت ہوکر نذر دی ور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہین کتاب خسار یعنی غم وملال سے تحریر نظر آتی ہے بادشاہ نے سارا حال استاد کا بیان کیا اسنے عرض کیا کہ مجکو حکم ہو مین جاکر کار زار امان تمام کر دون میرا لشکر بہت آراستہ وتیار ہے فوج بھی آپ کے اقبال سے جرار ہے بادشاہ کو اسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلاے جادو نے عرضی بھیجکر مدد مانگی تھی اسکے پاس اسکو بھیجا چاہیے یہان لڑنے کو تو پیر بھائی میرا لگے ہی گا یہ سوچکر گویا ہوا کہ اے زہیر بن قاہر قہر چشم جادو اگر تمہارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی اعانت کرنا بہتر ہے تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین مین بھی خوش ہونگا اور خداوند بھی راضی ہونگے دنیا اور آخرت تمہاری دونون بنجائینگی اسنے یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ بہت مبارک انچہ مرضی مولی از ہمہ اولی یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار وغدار اپنے ہمراہ لیکر بعظم وشان تمام جانب لقاے بد انجام روانہ ہوا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ مآل شہزادہ ایرج اور ضمناً شمہٴ احوال رہزنہ طلسم جرار بیج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے اسکا بیان ضرور تر ہے

داستان پہونچنا شہزادہ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے مقابلہ کرنا اور طلسم مین جانا لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
پلا جلد مجکو شراب سخن
سخن کی کرین قدر سب نکتہ دان
سخن کی زمانے مین عالی ہے شان
سخن ہی جہان مین ہے سبکو عزیز
یہ قول حسن ہے سن اے باتمیز
سخن سے طلبگار ہین عقلمند
سخن سے ہے نام انکو یان بلند
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام
جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
جواہر سدا مول لیتے رہے
سخن کا سدا گرم بازار ہے

سخن سنج اسکا طلبگار ہی
رہے جبتلک داستان سخن
تو لیسم کیے قصئہ دلپذیر

کہان رستم و گیو و افراسیاب
اتھی رہین قصہ روان سخن

سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
بیا ساقیا جام عشرت بگیر

مبارزان میدان تہوری۔ وقفاعان طلسم نیرنگ وجادو گری۔

جانبازی سوار قلم کی دشت نبردگاہ قرطاس مین اسطرح دکھاتے ہین کہ سرکشو اکر اس معرکہ تحریر مین قدم جماتے ہین۔ وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان **تورج** نوجوان جو دہنۂ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ عبادت صانع طلسم عالم کرکے مبشر بہ بشارت غیبی ہون لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھکر امتحاناً اُس قلعہ کیطرف چلا جسمین ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا زنجیر اُسمین لگی ہو برج مقفل ہو شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کوہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادے کے گرے کہ ای شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعتہ ایک تڑاقا ہوا اور اُس درۂ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہوکر اُڑا اور ہوا پر جاکر ٹھہرا اُسکے منھ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے موتیون کے اُسکے گلے مین پڑے تھے بس اُس طاؤس نے پکارکر کہا کہ مین **طاؤس جادو** ہون ای شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہو آفت مین مبتلا ہوتا ہو غضب مین گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید و سامری کے اُستاد کا ہو بہتر یہ ہو کہ یہان سے پھر جا نہین تو مین جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہین معلوم کیا تمھارے ساتھ معاملہ کرے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر سے اُتار کر تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ شستہ سوفار عقاب پر بہر کمان مین پیوستہ کرکے طاؤس کا پرا اُسکا اُسوقت وہ مور چلایا کہ اے تم بڑے زبردست و سرکش معلوم دیتے ہو کیا زلزلہ قاف اپنے تئین سمجھے ہو یا اُسکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم یون نمانوگے یہ کہکر پھر درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اُسکے غائب ہونے کے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا **یاقوت** وغیرہ کوہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضوت کے لیے یہ امر بھی یہان ہوا کہ طاؤس طلسمی سمجھاکر چلا گیا ورنہ کوئی یہان سے زندہ پھرا نہین اب آپ اِسی مقام پہ بارگاہ استاد کرکے تشریف فرما ہوجئے دیکھیے تو کہ کیا ہوتا ہو شہزادہ نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جہان اترا ہو وہان سے کوچ کرکے تم لاؤ یہ قصر کئی منزل تک ہو کس لیے اسمین ہزار برج ہین پس مین منزل و منزل یہان سے بھی ور آگے جاکر اُترونگا دیکھون تو کہ اس اطراف مین کیا

انتظام ہے اول نواح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہے کہ بعد میرے داخلہ کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سبنے رائے بیضا ضیاے شہزادۂ گرامی پر آفرین کہی اور وہان سے آگے لشکر مین طبل سفر بجوایا کوچ کر کے اُسی پہاڑ کی دانگ کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار مین پہونچے اور منزل بھی آگے بڑھکر اُسی قصر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے خاح طلسم ظلمت شب برج مغرب مین گیا اور فلک زمردین ستارون سے بصورت بال طاؤس بنا

نظم

بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر
ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر
یہ ہے نیرنگی عالم کا نقشہ
کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ مین آکر پلنگڑی جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بیقیاس اُس بارگاہ مین لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اُسکو کیا تھا تنابین ہر سمت کی گری تھین صحراے طلسی کی کیفیتین نظر آتی تھین چاندنی چھٹکی تھی کوٹر یالا پھولا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح اُلجھی ہوئی جھاڑیان نہرون مین ٹھنڈا ٹھنڈا پانی روان چاند کا عکس نہرون مین پڑا تھا ہزارہا چاند زمین کے مُنھ کو لگا تھا اُدھر برج قصر طلسم کے در کھلگئے اُنمین پریان کھڑی تھین ساز ہاتھون مین لیے تھین زلفین رخسار پر لہراتی تھین اسطرح کا ساز بجا کر گاناگاتی تھین کہ خاطر پیر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھین پیشوازین ستارہ دار پہنے تھین کچھ بائین پر کچھ دہنے پر تھین شہزادہ جسطرف کروٹ لیتا تماشاے عجیب ملاحظہ فرماتا اس اثنا مین عجب تماشا نظر آیا کہ سامنے میدان مین کچھ طاؤس زرین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹکر بشکل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک اُنمین کا فرد ستمگر اداست نشۂ حسن تھا مگر جان شیدا تھی سیمبر گل اندام و مہ لقا تھے کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچکر ظلم پر آمادہ رہتے آنکھون پر چشم غزالین قربان رہتی کسیکا رخسار نازک خانۂ دلہاے عشاق مین آگ لگاتا کسیکا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم خمارین نرگس و غزال سے کہین بڑھکر بلکہ صاد دفتر ناز و غمزہ سے بہتر ایک ایک اُنمین مہرجبین ماہ جبین کہ

ابیات

مردے جی اُٹھتے ہین جسدم ہو تکلم کرتے
زندہ اعجاز مسیحا کو ہو پھر تم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھون ہی کا خون تم کرتے
تیر چتوا کے ہو تیغ تبسم کرتے
خاک مین روز ملا دیتے ہو دل لاکھے سی
پان کھا کھا کے ہو پر خون دل مردم کرتے

چنے افشان جو وہ پیشانی نور افشان پر
صدقے گردون طبق گوہر انجم کرتے
آب دکھلاتے جو سلکِ دُرِ دندان کی چمک
آب باماں حسد جلوۂ انجم کرتے

بس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آ کر پکارین کہ ای ملکۂ عالم آیئے تشریف لایئے انکے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے بسان نیّرِ اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل واسد مین آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہی اسیطرح بصد شرف وہ ساطع الانوار ہوئی ہر تار زلف اُسکا مسطر رقم طرازی صحیفۂ حسن و جوبن تھا بہر وجہ احسن تھا حلقہ ہاے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہون تو بجا ہی شکن گیسو کو چین پیشانی شاہدان ختن و چین کہون تو روا ہی اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقش بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتان دہر قربان چشم فتان پر غزالان ختن تیر خوردۂ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلۂ عشق بھڑکا دے اُسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحاے مردہ دلان

نظم

قد اُسکا طوباے دلنشین ہی تو سلسبیل جنان جبین ہی
جو زیر لب خال عنبرین ہی سو مردم چشم حور عین ہی
قد اُسکا شمشاد دلنشین ہی وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہی
کمر رگِ گُل سے نازنین ہی بدن سے شرمندہ یاسمین ہی
وہ چشم جادو کی یاد اُلفت خیال قامت کا ہی قیامت
تصور زلف پُر شرارت بلاے جان دل حزین ہی
تو ہی سلیمان پری سرشت ہی ملک خوبی کو تجھسے زینت
جمال کی تجھسے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہی

بس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن و ادا خرامان خرامان بارگاہ شہزادۂ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو در بارگاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ اُس مسیحا کو بالین پر آتے دیکھکر بیمار محبت تو ہوا دل بے چین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جسطرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے امید پائینتی آ کر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن مدعا ہوئی کہ ای شہزادۂ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہی کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجھکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھ کر مجھسے بھی لپٹ رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کر کے صدف زبان سے گہر ریز تکلم ہوا کہ مجھکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا سر کے بل بہر استقبال جاتا اور یون کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہی اور مین جو آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی

ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین لڑاتی
پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض جو مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھسے امید
خاطرداری نرکھیے جایئے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنسکر جواب دیا کہ ای شہزادہ کیون نہو آخر نبیرہ
حمزہ صاحبقران ہو نہ واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تمکو دیوانہ بنا کر نہین
معلوم کس آفت مین پھنساتی ای شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہی کہ جو کوئی
طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اُسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تمکو منع کیا تھا اب حسب لیاقت
تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت وصعب ہی یہان سے کوچ کر جایئے اپنے تئین بلا مین
نہ پھنسایئے ہر چند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اس طلسم مین ہزار برج
ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیئے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہیین پھر اتنی عمر کہان سے لایئے گا
شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ ابتو ہم یہان آچکے قدم بہر فتاحی طلسم اُٹھا چکے ہمارے مُنھ
سے جو بات نکلجاتی ہی پھر جان جاتی ہی لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہی سیت فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا
مُنھ سے جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا ✦ اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی مین غلطی کتی نظر آئی
شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہوگیا مگر ساحرہ اُسکو حُسن چکا تھا سُن ہو کر رہگیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ ای تورج
بن بدیع کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم مین جا سکے کیا سید ھا راستہ مقرر کیا ہی جو تو
چلا جائیگا مجکو تیری محبت ہوگئی ہی اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہین ہی ورنہ ابھی تجکو مار ڈالتی شہزادہ نے
فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ مین بطور رمہانان نہ آتی تو مین بغیر قتل کیے تجکو نہ چھوڑتا یہ سننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت
جلی اور غصہ مین بھرا کر اُڑ گئی کنیزین بھی غائب ہوگئین پھر قریب اُسی برج کے کہ جہان سے یہ آئی تھی ظاہر ہو کر
ٹھہری اور زمین پر دو تین مار اپھر تو آندھی تیرہ و تار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد
کا پتا دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادون نے
غار و مغاک مین پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھکر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار مین اُتر گیا کچھ ہی عرصہ
مین وہ تاریکی عالم مین پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتین اُس سیاہی پر قربان تھین راہ ظلمات اُسکے سامنے
تابان تھی آندھی کی ہیبتناک صدائین زہرہ آب کیے دیتی تھین سائین سائین ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے
درختون کے جھکڑکی مہیب آوازین جان لیے لیتی تھین مرکب سمیت سوار نشیب و غار سے نکل نکلکر اُڑ رہے تھے

بارگاہ مین کہین تھلین خیمہ کہین تھے شہزادہ عالی تبار دعا ہاے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر مین یہان آیا اکیلا مجھکو یہان آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہاے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل شب عالم سے اکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہو گیا

نظم

ہوئی آندھی مین آخر آخری شب ❊ ہوئے رو پوش تارے چرخ سے سب

ہما سے مہر نے جھاڑے پر و بال ❊ رخ مشرق شفق سے ہو گیا لال

ہنگام سحر بقدرت الملک خشک و ترہ اُس آندھی کا پتا تھا نہ ہوا کا سناٹا تھا نہ لشکر مین کچھ تباہی تھی اسقدر البتہ فرق ہوا تھا کہ جہان سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل جو پیچھے لشکر ہٹا نظر آیا شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کیجاے جانا اندر اس قصر کے دشوار ہے ابکی انشاء اللہ مین تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کو ہیون نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلینگے شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کرہی کے لوگ میرے ہمراہ رہین اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہرو کوہستان جو مین نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروے ہوا ایک تڑاقا ہوا اور ابر سرخ رنگ پیدا ہو کر تمام دشت پر چھا یا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا تلنگا بنا یا قامت یار نے پیراہن سرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشان ظاہر ہوے خیمہ بارگاہ و خیام بار تھے اور دو دو تین تین دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منہ سے چھوڑ کر زمین پر اُتر آئے اُن زنگیون نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بہ ستون جواہر استادہ کی فرش عمدہ سے آراستہ کی بعد اس انتظام کے اُس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جسپر ایک سفاکہ عالم لباس ارغوانی اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پر تکلف پر بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ بروے ہوا اُڑتی آتی تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر مین آگ لگاتی تھی چہرہ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا بناتی تھی برق نظر کی وہ چل پھر کہ ابر سرخ مین بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز محشر تھی کہ

نظم

گر کہے چاند سے چہرے کے مقابل ہو جائے ❊ آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہو جائے

زلف ہاروت ہے چشمان فسوں ساز ہین سحر ❊ کیا عجب چاہ زنخدان چہ بابل ہو جائے

بس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اسطرح تخت بارگاہ مین آکر رلائی عاشقون کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک مین ماہ کامل داخل ہوا یون تخت سے

اُتری اور کرسی پرجواہر کی بیٹھی خواصین گرد وپیش بادب استادہ ہوگئیں اُسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ جادہ نبیرۂ حمزہ کھڑا ہی میرے پاس بُلالا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس مین آئی شہزادہ اس رنگ کا تماشا دربارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا کنیز نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ حضور نے میری آپکو بعد سلام شوق پیام دیا ہی کہ لمحہ بھر کے لیے یہان قدم رنجہ فرمائیے دو باتین میری سُن جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہین دشمن کو سرفراز نہین کرتے ذلیل وخوار رکھتے ہین کنیز یہ سُنکر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اُسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا لیکن اسوقت کرم فرما قدم رنجہ فرمائیے ایکبار کنیز نوازی لازم ہی خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ کو دیا شہزادہ بمنت اُسکے بلانے سے اُسکے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار نجم وخوز یزد الظلم وغیرہ تھے غرضکہ ساحرۂ حسینہ نے اُٹھکر تا دربارگاہ انکا استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لاکر بٹھایا بعد خاطر ومدارات کے قفل دہن کو واکیا کہ ای شہزادے مین نے اسلیے تمکو تکلیف دی ہی کہ اس حوالی مین کوہ ودشت جسقدر ہین آپ کو اجازت دی جاتی ہی کہ جہان آپ کے مزاج مین آئے شکار کھیلیے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمائیے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کرسکین میں خالی کرادون اور جس تحفہ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دون مگر آپ کی جوانی پر مجکو رحم آتا ہی واسطے اپنے دین ومذہب کا اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آئیے کیونکہ اس طلسم کا گیا ہوا جیتا نہین پھرتا ہی اگر ایک دم بچ کے نکلگیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہی بہتر یہ ہی کہ عزم اپنا فسخ فرمائیے گھر پھر جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک رات کو ہمین نصیحت کرنے آئین تھین اسوقت تم دفتر بند وا کیے ہو اور اپنا یہ قول ہی کہ ع باطل است آنچہ مدعی گوید + تم کیا ہمین ملک ومال دوگی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہین اب اگر تمکو اپنا طلسم بچانا ہی تو بادشاہ طلسم سے جاکر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم بلا زمان شاہ اسلام سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت ما بدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے یہ تقریر سُنکر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری کہ ای تورج رات کو بھی مین ہی تجکو سمجھانے آئی تھی صرف فرق اتنا تھا کہ اُسوقت صورت اور بنائے تھی اور اسوقت دوسرے طور پہ ہون مجکو بسبب تیری الفت کے یہ بچانے مین کد ہی ورنہ مجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہی کہ جو جیسا کریگا ویسا پائیگا تورج نے کہا مین مقرر اس طلسم مین جاؤنگا تو لاکھ کہے مین ایک نہ سنونگا یہ سُنکر اسنے کہا کہ تم نطاؤس جادو ای تورج تو نے ہلکو موم کا بچہ لیا ہی کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہی کیا مجال جو ایک قدم بھی

اُٹھا سکے مین نے تجکو جب سے دیکھا تھا دل میرا تجپر آگیا تھا اسلیے تین بار آکر سمجھایا اب مین دیکھون تو کیونکر
اپنی بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہی بھلا طلسم مین جانا تو بڑی بات ہی شہزادے کو یہ تقریر سُنکر غصہ آیا اور پکارا کہ اُو قحبہ
تو گھر مین بُلا کر واہیات کلام کرتی ہی دیکھ یہ سزا تیری ہی یہ کہکر تیغ کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے سر پہ تیغ پڑا مگر اُچٹ گیا
ایک جھنجھناتا ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے اُٹھکر دونون ہاتھ پکڑ لیے اور بزورِ سحر گرادیا پھر کچھ ماش پڑھکر
ہمراہیون پر مارے کہ وہ پتھر کے ہو گئے لشکر مین شہزادے کے قریب تر تھا یہ خبر گئی وہان کمر بندی ہونے لگی اُسنے
کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہو گیا جب یہ سنگدلی دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی
کہ اسی منھ پر دعوی طلسم مین جانے کا تھا دیکھا تُو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی مین نہ گذرا اب کہو تو تجکو بھی پتھر کا
بنا دون لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ
نے کہا ہرچند مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو ہم
تو صاحبزادے ہین مزاج مین اِنکے جہالت ہی تم لوگ تو دیدہ ہوا انکو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ
ہو کر کہا مجھسے خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پاؤن پر گر کر سمجھایا کہ
حضور یہان سے تو تشریف لیچلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہانسے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے
کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ کین آیا تھا تم بھی
شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرونگا دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہو جائیگی
ساحرہ یہ بیان سُنکر راضی ہوئی کیلیے کہ منت سے دھمکا کے خوشامد کر کے سب طرح اُسکو طلسم مین نجانے
دینا منظور ہی اور فریفتہ جمال پری تمثال شہزادہ بھی ہو چلی ہی چنانچہ دو ایک زنگی اور چند کنیزون کو ہمراہ
لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اسکو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا کہ آپ فرمائین
تو مین کام اسکا تمام کر دون شہزادے نے اِسکے کان مین کہا کہ گھر مین بُلائے دعوت کسیکو بلاکر عداوت کرنا
شیوہ مسلمانان نہین ہی یہان کوئی بُرائی اِسکے ساتھ نکرنا نجم خاموش ہو رہا اور شہزادے نے سامان عشرت
حاضر ہونے کے لیے حکم دیا ساقیان مہ جبین عطار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ
بہت مجھسے پیش آیا اب یہ مجھپر فریفتہ ہی بس اگر یہ کام دل مجھسے حاصل کریگا تو زنگی اور خواصین تیری سب اِس
جال سے ماہر ہونگے سارے طلسم مین تو ہوا اور مسلمانان مشہور ہو جائیگی بس یہ سوچکر کنیزون کو بلاکر حکم دیا

کہ تم مین سے دو ایک تو یہان ٹھہرین اور خیمہ ایک رکھ لین باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم مین جائین
مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سنکر سب ہمراہی اسکے روانہ ہوگئے اور یہ شریک جلسۂ عشرت ہوئی
جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب بدمست ہوئی دست ہوس جانب شہزادہ بڑھانے
لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو مین ساحرہ کیطرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا صرف تمھارے
یہان آنے سے مہمان جانکر مین تمھاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سنکر بدمزہ ہوئی پھر سوچی
کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہی اور مجھسے کھنچتا ہی تو بھی یہان سے اٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت
کا گرفتار آپ ہی تیری منت کرکے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھ کر اٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ
خاموش ہو رہا یہ وہان سے اٹھکر اس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی
بیٹھی ادھر نجم عیار نے شہزادے سے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ آپ کی مہمان نہین ہی مین مار ڈالون جاکر آپ ناراض
تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجکو اختیار ہی نجم اجازت یاب ہوکر چلا اور ایک زر دوز کا خاصدان لیکر گلوریان
عطر بیہوشی کی بسی اسمین رکھکر بڑے تکلفات سے درست کرکے خیمہ ساحرہ مین آیا وہ سمجھی کہ شاید شہزادے
نے بلایا ہی یہ منانے کو آیا ہی بس بخاطر بیش آئی اسنے وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے
گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اس مغرور حسن و جمال کو بھی میرا خیال ہی بس وہ
خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق لگی کتاڈ کی بنین اپنی سرخروئی کی آپ گواہی
دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی اپنے خاصدان مین رکھین
اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا عیار نے کور مہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان
بیک حلق سے نیچے اتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہوگئی نجم تو اسکے قتل کا بیڑا
اٹھا چکا تھا منہ کو لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو دیکھ تن بزور سحر کر خست مدن دیکھکر سینہ گرم خنجر کے پلا دیا اور
ہمراہیون کے اسکے سر کاٹ ڈالے لیجیو گھیر یو قید کیجیو کی آوازین ہولناک آئین پیر سحر کے غل مچانے لگے
اندھیرا ایسا ہوگیا کہ شب ہجر عاشقان بھی ایسی تاریک نہوگی عالم مین چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روزگار
نے دن دہاڑے دنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت
آنے سے گھبراکر باہر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت تھے لیکن اس اندھیرے نے سب کے دم
کھا لیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ ای خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار یہ بلا ہمسے تو دفع کردے

اثردعاے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہوکر سمٹی اور بردے ہوا جاکر ٹھہری اور وہ
قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا صرف ایک دیوار سیاہ منزہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی اُسکی تا
چرخ برین تھی پس پشت اِس دیوار کے صداے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر بیٹھا
اور ہزار دروازے پیدا ہو گئے بیچ مین پھاٹک جواہر آگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ
دفعۃً وہ پھاٹک کھلگیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اُس نے
مارنے دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریاے زخار و قہار تلاطم سنج آفت خیز
پیدا ہوا اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک اُس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو بلبلا تھا وہ و ہر جز عالم کا پتا دیتا تھا
نہنگان خون آشام اُسمین سے سر بدر کیے تھے حباب بسان چشم قہرناک وخشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین
دنیا کے ڈبو دینے کی چالین چلتی تھین ایک تلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے
نے یہ طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن اپنے لشکر کی سمت کو چھوڑکر وہ دریا بہتا تھا یہ اسطرح
سب کھڑے تھے کہ سامنے وہ پھاٹک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے
دیکھا کہ بعد ظاہر ہونے کے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو حورین اُڑتی ہوئی سر دیوار
پر آکر ٹھہرین پھر قریب اژدر اُتر آئین ہر ایک اُنمین حسینہ وجمیلہ نہایت شکیلہ تھی گوہر بحر خوبی وصدف قلزم
محبوبی واقعی بے نظیر وبیعدیلہ تھی حباب بحر طلسم نے تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل
اُنکی رفتار نرم پر لپٹا تھا اُنھین کے عشق مین یم بچشم پُرنم سر اپنا کنارے پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بہر نثار
لاتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کوس محبوبی بجانے آئی تھین
اس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مارکر اُنھین
اور شہزادہ کو توریج سے آنکھ ملاکر گویا ہوئین کہ ای فتاح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہی آفت مین قدم دھرنا
ہی تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگائیے اِس اژدہے کا منھ کھلیگا یہی دروازہ اِس طلسم کا ہی دہن
اژدر مین تشریف لیجائیے شہزادے نے یہ کلمات سُنکر قدم ہمت آگے بڑھایا نجم عیار اور خونریز وغیرہ
جملہ سردار قدم اقدس پر گرے اور عرض کرنے لگے کہ ای شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ ودانستہ
دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف راے صواب اندیش عاقلان ہی خوف بربادی گوہر جان ہی برای
خدا بارادہ نفرمائیے منھ مین اژدر کے نجائیے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نپایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم

کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے کی چقاچاق سُنائی دی شہزادہ اُسطرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا
ایک لشکر ساٹھ ہزار سوار کا نظر آیا کہ مرکبہاے تازی نژاد سواروں کے زیران غرق دریاے آہن ہر ایک
نوجوان برچھے رکابون کے تسموں مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب پری پیکر کا نتھے
آگے آگے ہراول فوج علم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر آہن کوہی کا ہی جو
اس طلسم کی حوالی مین سلطنت کرتا ہی اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہی شاہ طلسم نے اسکو تحت
طاؤس جادو کے معین کیا ہی کہ جو کوئی اندر طلسم کے آنے کا ارادہ کرے تو اُسکو یہ روکے چنانچہ جب
طاؤس مارڈالی گئی اس بادشاہ نے خبر سنی کہ نبیرۂ حمزہ نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہی اور اب
محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہی بس یہ سُنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اسوقت
آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے صف کشی کی اور آگے بڑھکر ہیب دی کہ اے نبیرۂ
حمزہ تو نے سب کو یہون کو نامرد بنا دیا اور ہر ایک کو اپنے دام تزویر مین پھنسالیا اب میرے ہاتھ سے
کہان بچکر جائیگا ادھر آکہ تو میرا شکار ہی شہزادہ یہ نعرہ دلیرانہ سنکر مرکب پر سوار ہوا لشکر مین قرنا پھنکی
جان نثاران شہزادہ مرگ پر آمادہ ہوکر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتیار سجکر تیار ہوا سوار و پیادہ
ہر ایک آمادۂ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ
تیار ہوا شور نشور برپا تھا کرنا نے دم عدو کا بند کیا جھانجھ کف افسوس ملنے لگی نیزے جوانون کیطرح
تننے لگے گرز سرکش بنگئے نقیب للکارے بہادرون نے نعرے رعد کیطرح مارے آہن صف لشکر سے
آگے بڑھا اور جلد شوری دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب
دیکھکر للکارا کہ بیت بیا تا بگردیم و کین آوریم ✣ بجنگ ابروان پُر زچین آوریم ✣ تو رُوح یہ نعرہ سُنکر گھوڑا
ڈپٹ کر سامنے اُسکے گیا اور ایک نگاہ ایسی پڑی کہ مرکب اُسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک
شہزادہ تین قدم جھپٹ کر ہٹگیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوے مقابل ہوے نظم

اگر فتند پس آن عمودِ گران ✣ سپہے حملہ کرد آن برین این بران ✣ زمین گشت گردان و شد روز تار
یکے ابر بست از برِ کارزار ✣ تو گفتی شب آمد بر بیشان بروز ✣ نہان گشت خورشید گیتی فروز
از ان چاک چاکِ عمودِ گران ✣ شد آہن بکردار چاچی کمان ✣ بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
بد زبانے شد اندرون بادخاست ✣ تو گفتی کہ سنگ ست سر زیر ترگ ✣ سپہ شد ز زخم یلان روے مرگ

گرفتند شمشیر ہندی بجنگ | فرو ریخت آتش زپولاد و سنگ | زنیروے گردن کشان تیغ تیز
خم آورد وازخم شدہ ریزریز | چو شد کام بے آب و پُرخاک سر | گرفتند ہردو دوال کمر

اسیطرح دونون گتھے ہوے زمین پر شعبدین سے آئے اور دامن گردان کر سرگرم کشتی بصد درشتی ہوے
دانون پیچ توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو بگڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر
نکلا اور اُسکو پکڑ لایا اُسنے نیچے آکر زمین پکڑ لی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور توڑہ زنجیر کمر کا تھام
کر دیکر اول زور مین تا بہ کمر لایا اور دوبارہ مین اُسکو سر سے بلند کر کے چرخ دیا وہ مکار الامان پکارا شہزادہ
نے پیمان پذیری زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اِسے زمین پر اُتار دیا اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکر سے کلمہ طوطے
کیطرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسہ عشرت مہیا فرمایا اُسنے بمنت
تمام عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار میرا ملک یہان سے بہت قریب ہے حضور قلعہ مین تشریف لیچلین اور تمام
رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائین اور قلعہ اسلام آباد کرین مسجدین وہان بنوائین سرداران شہزادہ
نے بھی اِسکے کلام کی تائید کی کہ اے شہریار بہتر تو یہ ہے کہ اہل قلعہ بھی قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین
اور دولت اسلام پاکر ہمیشہ محفوظ رہین شہزادے کو اُسطرف جانے کی اسلیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم
مین جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے بس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی
اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑ کر مع جملہ سرداروں کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد طی کرنے چند فرسخ راہ
کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی دیوارین بلور کی تھین سراسر نور کی تھین مُنگار گاہین
اُسمین بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین تھین در قلعہ پر سوارون کی چھاؤنی ہر سمت گھماگھمی سر قلعہ پر
توپین چڑھی تھین سامان حرب و ضرب مہیا پل تختہ پڑا ہوا خندق پر از آب مصفا گولنداز برق انداز
جوانان تکمیل جرأت مین بے عدیل ہر ایک نے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُتری شہزادہ داخل
شہر ہوا اسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہموار بستی رعیت خوشی سے ہنستی ہر سمت بازار عیش و نشاط
گرم ہر شاہ بازاری کی رفتار زمزم ملک تھا کہ شہر حسن و خوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پر از انجم مسرت تھا
نہین نہین فلک ستمگر اُس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین فسحت آباد اور
وسیع شہزادہ سیر و کیفیت دیکھتا دار العمارۃ مین تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین
شہر جمع تھے ارکان دولت پایہ بپایہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بٹھایا آہرن نے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب و کباب مین تجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی پلائی اور شہزادہ کو مع رفقا اور عیار کے بیہوش کرکے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران لشکر کو اپنے بلاکر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت اس مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چلکر اسکے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ اسکو تنہا قلعہ مین چھوڑکر جانا نہچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہے کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے اسکو رہا کر لینگے پس آج کی شب اسکو مقید رکھیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ رائے اسکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری کی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ بیت برآمد ہوا شاہ سیارگان ✚ کیا نور سے اپنے روشن جہان ✚ ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عرادہ پر بٹھاکر بہ تہدید تمام بیرون قلعہ لایا شہر مین غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچکر کھڑے ہوے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوے چبوترے ریگ کے بنائے گئے بوریے فلاکت آلود بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت و صدر نشینان مسند انجمن ریاست انپر بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے ندمت دنیائے فانی زبان پر جاری تھی رحم دلونکو آہ و زاری تھی کہ بمقتضائے خمسہ

شامل انجمن کے فرصت اِک دم ملی نہ سوز نہان سے ہمکو	رہا ہمیشہ جرس صدا ربط سوز آہ و فغان سے ہمکو
بُرا ہوا اس عمر بے بقا کا کہان لائی کہان سے ہمکو	سوا اندوہ و یاس حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو
اُٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر ہے یہان سے ہمکو	اِدھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے اُدھر شہزادے سے

سردار عرض کرتے تھے ای شمع شبستان صاحبقرانی و ای چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ باد صرصر ظلم عدو آپکے چراغ ہستی گل ہو اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہو آپ کے قدم اقدس پر ہم نثار ہوجائین ہمارے لیے زیادہ فرخ حاصل ہو جلے جو مثل شمع سر کٹائین اور آپ کی محبت مین مرگ سے لو لگائین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ ای بہادران مین تم سب کا رعان سالار تھا سردار تھا قافلے کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہو اور رخت ہستی اس منزل سے بار کرو اور مین پیچھے رہجاؤن مثلے صد ملے ای برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہین کہ اشعار

یہ غمکدہ ہستی کا نہین جائے اقامت	عالم ہے پریشان شدہ و اوج غربت
سب جا ہے عقوبت کے سبب جاہ مین حیرت	

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت | اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا

یہ کہکر وہ محراب خم تیغ کا شاجد دست مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ نظم

اے شہنشاہ عرب میر عجم عالی جناب | تا بکے دنیا مین کھینچون مین عذاب بیحساب | مصطفےٰ کیواسطے میری مدد کیجے شتاب

ہو گئی ہے رزبان مجکو بعین اضطراب | یا علی یا انبیا یا ابوالحسن یا بوتراب | حل مشکل شہ زرین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے مقتدی قبولیت مین کہ یکبارگی اسطرف جلاد ان بے ایمان حکم قتل کرنے کا لے رہے ہین سنگ چھاکر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق جزو کل اس صحرا پر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرۂ شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش مین توسج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا جلاد اسکی آمد دیکھکر ٹہرے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار پس پشت اسکے سپاہ جرار چلتہ پوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اسکی شوکت دیکھکر خوف کھاتا ہے خورشید اسکے جلال کو خیال کرکے تھرّاتا ہے زلفین برابر ہی سلسلۂ اسمٰعیل کی گرد چہرہ انور پر بل کھاتی ہین بلائین اسکے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اسکی زلفون کے حسب حال ہے شعر حرارت ہوتی ہے سر دار سے دونی سیاہی مین ✦ زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا ✦ اسلحہ کی چقا چاق بلند گردش آسمان اسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلاگردان جوان طرحدار شجاعت پسند اُس شیر بیشۂ شجاعت و جلادت نے مجمع فوج دیکھکر نعرہ کیا کہ نعرہ

منم ایرج ذیحشم نامدار | خدیو جہان خسرو کامگار | سپہدار افواج اسلامیان

منم پور فرزند صاحبقران

یہ نعرہ کرکے تیغ آبدار قاتل کفار اُس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی کہ لاکہ تلوارین ساتھ کھنچ لی اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

کشید از میان تیغۂ آبدار | چنان کرد در عرصۂ کارزار | یکے را بباز و یکے را بسر

یکے را بہ پشت و یکے برکمر | چنان نیزہ با نیزہ آویختند | سنان یک بدیگر در آویختند

کہ ہم ہم نہ چیند زانگونہ مار | شہان را چنین کہ بود کارزار | شکستند صدہا گوپال سر

برون مغز صدہا شدہ از تبر | چنان گرم گردید بازار جنگ | کہ میسوخت پرہائے تیر خدنگ

بلا ہب ہر سو ہزاران ہزار | ہمی گشت در دشت چون بیقرار | آہمن نے جب یہ جرأت دیکھا

تیغ کھینچکر ایرج زادہ چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ توسج پہونچا

شہزادہ مذکور نے غیظ مین آکر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقون کو آکر ایرج نے رہا کیا ہر ایک لاور لشکر کی
بیڑی پکڑ کر اٹھا اور صدہا کو مار کر گرا دیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضے مین کر کے سوار ہو کر
تہلکہ ڈالدیا اسی گرمی جنگ مین آہن اور توریج سے مقابلہ ہوا اُسنے بقوت تمام تیغہ مارا شہزادے
نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھکر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اُسکے تن نجس سے آتارا
پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ العظمۃ للہ طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے زیر تیغ بیدریغ
تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہو چکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اٹھا لیا پھاٹک
بند کر دیا بالائے قلعہ جا کر توپین جھکا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دودمان صاحبقرانی
ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے گولا مثل اولے کے
پڑنے لگا ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن
ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولنداز جو گرد کدورت دل مین
اپنے توپ ہوئے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اُٹھتے بیٹھتے گولون
کو رد کرتے قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکر پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جستین کر کے خندق فراگئے
قلعہ پر سے ہنڈیان بارود کی حقہ ہائے نفطی پڑنے لگے تیر و زد و مین وحشت کی مار ہوئی کپّے پولون
مین آگ لگا دی تیل کے کڑھاؤ کھولتے ہوئے پھینکے ان سندر اجان بحر آتش نے سپر منہ پر لیکر وہ آفت
جھیلی اور گرز پھاٹک پر بقوت تمام لگائے کہ پھاٹک اڑا اکر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا
آتارا ہوا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے بازار
اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سر فروشی ہر ایک دکاندار ملک جرات کا شعار تھا تیغ تیز
اور خنجر ہنگام ستیز سرون کی مشتری تھی جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے خلاصہ کلام ہ
سب مردود بد انجام کچھ ہی عرصہ مین دبفرار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوئے بہت کنوؤن کھڈون
مین گر گئے آخر طالب امان ہو کر قتل سے رستگار ہوئے رعایائے شہر ہاتھ باندھکر خدمت شہزادگان
نامور مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رکی دونون کشورستان دار العمارۃ
آہن بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرما کر ایک لڑکا بارہ ۱۲ برس کا پا کر
اُسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا کلاہ جمی افسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر

نذرین لیکر حاضر ہوئے دیرو بتکدے لقا پرستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین مؤذنون نے ندائے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد ہو چکا بلفتح و فیروزی وہان سے نہضت فرما کر دونون شہزادے قریب طلسم آئے وہان بھی سامان طلسمی پائے اُسی طرح نقارہ سر اژدہا پر رکھا تھا دریاے طلسم موج مارتا تھا تورج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم بارادہ داخلہ طلسم آگے بڑھایا ایرج اور سب گوہی و عیار مانع ہوئے منت کرنے لگے شہزادہ مذکور نے غور کیا کہ اسوقت یہ سب روکے اور منع کرینگے مناسب یہ ہے کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اُٹھنے پائے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر الکا تعظیم بجا لائے بارگاہ مین مع ایرج ذیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہو کر داد عیش دینے لگا ناچ سامنے ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام آرایش زینت انجمن پر نثار فرمائے کہا کہ ای بھائی تم دادا جان صاحبقران عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کر کے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے امیر بانوقیر ناراض ہوتے تھے اور فرط الفت سے یاد تمھاری کر کے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمھارا انتظار ہے تمھاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھا کر تسلی و تسکین دو تورج نے کہا ای برادر فرمانا آپ کا بجا ہے واقعی مجھکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح کیے یہ کہکر جو جو قلعہ کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کر کے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے یہ سنکر ہر چند سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب لکان قلعہ جات کا مالک حاکم ہے ہر ایک اُنکی اطاعت کرے درصورت انحراف وزندی حکم شہزادہ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کیے ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا ہے یہ سمجھکر مجلس عیش مین بیٹھا رہا جب کہ شام سیہ فام بسان اژدر دہان منہ کھولے دہر مین ظاہر ہوئی اور آفتاب تابان کو مثل کیطرح مار ظلمت نے نگلا نظم

شفق سے تھا سنہرا شام کا رنگ	ستارون سے ہوئی شب رشک ارژنگ	ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ
زر گل و بر د تھا اُسکے پاسنگ		

دربار برخاست کر کے دونون شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوے ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا ای برادر غلام رضی قدر عالی تمھارا مناسب نہین کہ تم کوئی

امر ظہور مین لاؤ توریج نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا چپکا سنا کیا آخر تا صبح بھی خاموش ہو رہا اور
دونون آرام پذیر ہوئے جب دفتر انجم کو مثل دفتر ہند پیر زال شب نے بند کیا اور شہریار بارگاہ مشرق سے
نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ بیت دہن اژدر سحر سے مہر + ہوکے ظاہر چلا برج سپہر + شہزادہ شائق سیر
طلسمات توریج خوش صفات بیدار ہوکر طاعت الٰہی مین مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت
چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے نچاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑکر
چلا جاؤن ایرج کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رکیگا پس بھائی سے
بھائی لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دامن قبا کو دامن دریا بنا دیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر
حاضر خدمت ہوئے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے شہزادے نے جواہر زواہر تسکین وتشفی سے آنکے دامن بھرے
اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر
بہزاران شور وزاری وبصد گریہ وزاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر
سب کو ٹھہرا کر آگے بڑھا اور قریب اس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر چوب نقارے پر لگائی
صداے عجیب نقارے سے آئی اور منھ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑکر دم کھینچا شہزادہ
اسکے منھ مین چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر در کو نگل گیا پھر اسنے اگلا سب نے دیکھا کہ نصف
جسم شہزادہ کا اسکے منھ سے نکلکر دریا مین گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادہ
ایرج نے گریبان چاک کیا سردارون نے سر ورد آلودہ خاک کیا شور واویلا وافغان تا بہ سپہر
پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا ایسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی
تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندون نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے
زندہ ہین یہ مقدمہ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اسمین بہت دکھائی دینگے آپنے بھی تو بہت طلسم فتح کیے
ہین یہ کیفیتین ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دل مین راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار کچھ عرصہ
مین بفتح وفیروزی آپسے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ مین لائے سرداران توریج۔ خونریز
وسر شمار وسمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اسوقت ایرج نے اپنے عیار شاپور اور نجم سے
کہا کہ ہر چند طلسم مین جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہو سکے میرے بھائی کی خبر لادو
عیاران مذکور عرض پیرا ہوے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جان نثار جاتے ہین یہ کہکر

دونون بانکے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ اُس
بحر زخار کا کوسون تک ہے عیار کنارے کنارے آنکھے صورتین بدلے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر
شاپور نے کلہٴ فلاخن مین پتھر رکھکر دریا مین پھینکا وہ پتھر بیچ دریا مین گرکر ڈوب گیا آپنے کہا کہ ایسا دھوکا
ہم نہ کھائینگے دریا مین ڈوبنے نہ آئینگے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنیکو کوئی ساحر دریا سے
نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر
حال شہزادہ تورج سنیے کہ اُنکو جو اژدر طلسم نے نگلا بظاہر تو سبنے دیکھا کہ دو ٹکڑے اُنکے جسم کے اُس اژدر نے
اُگلے لیکن یہ شعبدہ طلسمی تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی
نشیب مین گرتا ہو اور تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان
بدن سے اُڑنے لگین یہی ایسا صاحب قوت تھا جو اس گرمی کی تاب لا سکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب
ہو جاتا آخر کار خداوند غفار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پاؤن زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحرائے
ہولخیز و وادی پُر آفت مین استادہ ہون جو بگولا اُٹھتا ہے دیو آتشین نظر آتا ہے اُلجھے ہوئے دل کی پھانسون
کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تمازت دھوپ کی شدت دل جلون کے سوز سے کم نہ تھی وہ
کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے پڑ رہتین ندیان حسرت آلود
گرمی کے مارے کیطرح نکارین کرتین چشمے بسان چشم بیمر زمان ذرا بھی سیل نہ رکھتے تھے چشم کور کی طرح سوکھے
تھے کہ بیت خجل آن دشت سے صحرائے محشر ✦ جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر ✦ شہزادہ اُس منزل پُر آفت کو
طے فرماتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشک و تر کو یاد کرتا جاتا تا اینکہ چند فرسخ
کے بعد اُس دشت سے گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے
کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منہ اُسکا مثل قعر بلاخیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند
درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اس نونہال باغ صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک
پاؤن سے برنگ ربان استادہ تھا اور اُسکی ایک شاخ مین کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے
تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھکر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچکے
آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور
آواز آئی کہ ہان ہان اے اجل رسید کیا کرتا ہے شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ کھلا پایا

اور زن پرفن حسینہ وجمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا
حسن مُستکاب از نور چہرا نور ہی فروغ رخسار سے کوٹھری برج قمر ہی واقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہی لیکن
مشعل آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہی قمر کی رنگت اُس سے کہان ملتی ہی واقعی

عجب حسن دلربا ہی یہ نقشہ ہی

نظم

موسیٰ بھی غش ہون دیکھکے جو حضور کا
پتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا
رخسار آتشین ہی کہ شعلہ ہی طور کا
دست حنائی پنجۂ مرجان سے بڑھ گیا
انگلی سے کب کھنچے گا سراپا حضور کا
شک بانو دنیہ ہوتا ہی شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکراکر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی
پرآفت مین قدم دھرنا عاقل کو زیبا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لایئے اس کرسی
پر بیٹھیے مین آپ کو منزل مقصد پر پہونچا دونگی خاطرداری بدل کرونگی شہزادہ اُس زن پرفن کی باتین
سنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی شعبدہ طلسمی ہی یہ سمجھکر بجواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو مین
آتا ہون یہ کہکر پھر پنجہ اپنا جانب کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا ای شخص
مبتلائے آفت نہو نا میرا کہا مان یہان آ اس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب
نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ ای نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور کچھ
پتہ نہین ہی میرے پاس آکر کرسی پر بیٹھ جا شہزادے نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجکو بلاتی ہی ضرور
کچھ اسمین فتور ہی اب وہ تمکو بلاتی ہی تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ
تجویز کرکے جب اُسنے اُنکو طلب کیا انھون نے کہا آپ ہی تشریف لایئے وہ عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ
سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اُسکے حسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے کیونکہ شاید
طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہو گا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھلاتے ہونگے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
مین بھی فرق آیگا قصر طلسم مین رخنہ پڑجائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچکر اُسکی
جانب مخاطب ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آیئے کچھ دور مین آئی کچھ دور
آپ قدم رنجہ فرمایئے شہزادے نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آیئے گا میرا آنا دشوار
ہی ای رونق قصر محبوبی مین تیرے مکان عشرت کا مکین ہون تو مجکو پیشوائی کرکے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر
کہا واہ یہ خوب بات ہی کہ اتنی دور سے تو آپ چلے آئے یہان مجکو دیکھکر پانون پھیلائے اب مین آؤن اور

آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے بچہ ہین ای صاحب آیئے باتین نہ بنایئے شہزادہ نے فرمایا
کہ مجکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤن گا غرضکہ یہی تکرار تا دیر رہی آخر کار وہ زن
نا ہنجار چار ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید یہ روئین بدن ہو اور سحر ہو تو
وار خالی جائیگا پس گلا دابکر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب پہونچکر گردن اُسکی
مضبوط پکڑ لی ہرچند وہ تڑپی مگر دست یلی سے نہ چھٹی اور دردہ پہاڑی تو قریب تر اُس حجرہ کے تھی ہی
اُسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپکر ہلاک ہوگئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند رہا اور آواز آئی کہ مارا کو دجادو
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلو سے ایک بچہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور
سے مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل اژدہا پیچان جسم شہزادے سے لپٹکر اُڑا اور شہزادے
کو بھی لپٹکر لیگیا چشم عجائب بین اُس سیار سپہر طلسم کی تموج بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر مین
اپنے تئین پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ و تازیانہ کسیکا پتا نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت
ہر ایک پُر رفعت و وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکین پختہ بسان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے سجے
ہر جگہ سے بہتر شیلے نفیس و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دکاندار خوشخو و راست گفتار
لین دین کا گرم بازار زینت کشور روزگار وہ شہر سراسر سے خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہان موجود
اور ارزان تا بیسری اُس ملک مین گران کہ بیت حسن مین شہر وہ پرستان تھا۔ باغ رضوان بھی
اُسپہ قربان تھا۔ بختری بتماشا ے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ
سامان سواری نظر آیا ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے پیادل وچوبدار عصاہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے
ادب سے اور تفاوت سے کھتے نمودار ہوے پھر سوارون کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن
شجاعت سے غصہ مین بھرے خوبصورت خوبصورت پیادون کے جھرے گذر گئے پھر سقے گلاب
کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لوٹے طفلان ماہ طلعت لیے نکلے غرضکہ سامان بادبہاری اور جلوس
سواری کا بنظر طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پر
بادشاہ پر شوکت و جاہ سوار چتر سر پر گردش مین تاج سر پہ گوہر نگار مگس برانی مین مصروف وزیر نامدار
یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار العمارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک
کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا در قصر پہ ہزارہا عورتین قبول صورت دکمسن کو استادہ پایا

جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین و طرحدار
نکلی یہ معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو
کیونکر عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پرپیچ و سیاہ کے سامنے
کیون نہ پریشان ہو پیشانی الغرض اُسکی داغ دہ سیماے قمر گردش شمس کو خالی از علت نہین قربان ہوا سپر **نظم**

زلفین لہراتی نہین جانہ سے رخسار دیکر
کیون نہ وحشت سے کرین رم کہ چکارے ہین ہرن
غمزۂ چشم غضب عشوۂ ابرو آفت

اک جھمکی اک قرح شیرہ ہین دو ناگن
جسطرف رخ کرین وہ ناوک مژگان دراز
ہین فتنہ نگہ گرم قیامت چتون

چشم فتان سے نکیون آنکھ چرائے نرگس
دل سے کلیجے ہون کلیجے مین پرین پر روزن

لباس و زیور سے آراستہ کئی سو
نازنین گرد و پیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اُس دلبر نے تعظیم دی اور
مسکراکر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سبکے داخل قصر مذکور ہوا وہان
دیکھا تو کئی درجہ اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُنمین اسیر ہین زار و نالی کر رہے ہین شدت اسیری
سے مر رہے ہین کوئی اُنمین بادشاہ زادہ ہی کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہی غرض جو ہی وہ مرنے پر آمادہ
ہی دوسرے درجہ مین اُس مکان کے فرش پرتکلف بچھا ہی مسند مغرق آراستہ ہی اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ
جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچ سو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچ سو زنگی اور جو
بنا ہوا با ادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شہریار یہ
جو سامنے حضور کے حاضر ہی بڑا جھوٹا دغاباز ہی کہ اپنے فقرے سے ملکہ کوہ جادو کو بُلایا اور مار ڈالا ڈ
بیچاری اسکی خاطرداری کرتی تھین وہ کیا جانین کہ یہ مکار ہی اسکے دم مین آگئین وہ توفیل بست جادو
وہان موجود تھے جو کمند مار کے اسکو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کرکے صاف نکلجاتا یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ
اسپر سے وہ کمند کھولکر سحر اُتار لو شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین یا تو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑا
لپٹا ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ اندر اس ایوان کے مین آپ سے نہین آیا یہی کوڑا لایا ہی غرضکہ ایک عورت
نے بنابر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کر لیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہر نگار لاؤ عورتین کرسی
لائین تو ایرج کو بادشاہ نے بلحاظ تمام اُس کرسی پر بٹھایا اور کہا آپ بڑے زبردست خداپرست ہین کہ
آپ نے کوہ جادو کو مار ڈالا یہ خوب سمجھ لیجیے کہ کوئی یہان سے آکر نکلنے گیا نہین آپ کیون اپنی جان
دیتے ہین مال و اسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپ کا کیا سن ہی کیا زمانے کا آپنے دیکھا

کیا کھایا کیا پایا جو زندگی دوبھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہاں آنے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہیں جسکو آپ نے
قتل کیا خیر کیا یہاں سے چلے جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلایئے میرے تو بڑے شفیق
آپ نکلے فرمانا بجا ہی حضور کا مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہی جو کہا وہ کہا جو
کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا ای تورج آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چلے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار
زادے اسی طمع مین فتاحی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار تا بحیات رہینگے یہی حال آپکا بھی ہوگا آئندہ
آپ کو اختیار ہی یہ امر تمھارے ہی واسطے ہی کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہی ورنہ جو کوئی یہان آیا تا دور قیامت
یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان نہ رہینگے
اور آپ نے اپنا نام نہ بتایا اب بتایئے تو کہ آپ رفیق والفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانیوالے
کیا نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو الوان جادو کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری
جب شامت آتی ہی تو ایسا ہی ہوتا ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
کچھ سحر پڑھا کہ اسکے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور
بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھایا تھا تو اکیلے مین لیجاکر سمجھایا
ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت
میرے دل کی دل ہی مین رہی الوان نے یہ کلمے جو سنے سمجھا کہ بیشک یہ خداپرست صاحبان غیرت سے
ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شہزادے کے ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے
خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا اب آپ کو لشکر مین آپ کے پہونچائے
دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار لیا مگر دل مین اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا
تورج طلسم مین مشہور ہی پھر جیسے تورو ویسے تورج اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچکر کچھ سکوت
پذیر ہوا اُسطرف شہزادے نے قصد کیا کہ اسکو الگ لیجاکر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا
منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دے چکا تھا ہی بس اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب
طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر اُسنے کہا کہ ای شہزادے آپ علیحدہ چلیے کہ
مجکو کچھ عرض کرنا ہی شہزادہ یہ سنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُس قصر کے ایک گوشے کیطرف دونون چلے شہزادے
کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اسطرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا جاتا ہی روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال

اُسکی گردن مین ڈالکر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پانون اُسکا اپنے پانون کے نیچے رکھا اور دوسرا پانون ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا مارکر مثل کرباس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو وہان زنگی تھے اُنھون نے دیکھا تیغے اور لٹھ پکڑکر آگرے اودھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اِدھر لٹھ شہزادے پر پڑنے لگا اِسنے بھی تیغہ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی رقص بسمل ہوتا تھا ہلکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین بھیجے جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین بٹھانے لیے جاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز یکے مرگ را از خدا خواستہ	یکے چارہ جو از دم تیغ تیز یکے بود بے پا و بے سر یکے	یکے راز پیکان جگر کاستہ یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی وہ اندر قصر کے آئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کرلیا پھر قید سخت مین گرفتار کرکے وہان سے لیچلے شہر مین ایک غوغائے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اُس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بسبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہے اراکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک نے کہا جی بیجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے کفل شاہ مخاطب شہزادہ کیجانب ہوا اور کہا ای نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تورج نے جوابدیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامرد ازلی و ابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تونے کیا کہ از روے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا ای شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے لڑی کہ تم نامرد بکو نہ سمجھو اب اگر تمکو یہ خیال ہے کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اُسکا بھی انتظام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کروگے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سننا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بموجب حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادۂ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہ منظر و بدحقیقت ہے کہ بمقتضائے

ابیات

مہیب و سیہ نامہ و سخت دل	زنا با کی ابلیس از وی خجل	سرش خالی از عقل و پُر از احتشام
شکم فربہ از لقمہ ہاے حرام		

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے چت لنگوٹ کسے خم بجاتا چڑھے چڑھیا ساتھ
آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوا دیا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کودے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوئے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین بکلی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن اندر دار العمارۃ کے آئی حسن مین بے نظیر سراپا لطف کی تنویر معشوقی کے ہزارون فن لگ جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سرپنجۂ عشق کو چت کیے ہوئے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھکر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دلکے اکھاڑے مین پالون جماتے زلف کو اُسکی بہت پیچ یاد چشم فتان بیک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخسارون سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ

ابیات

کان کی بجلی سے ناخن جگر ہی سہ نو	خرمن ماہ پہ بالا ہو بلا برق فگن	ناز سے سوے گل تر بحقارت نگران
شوخی سے دیدۂ نرگس کیطرح چشمک زن	رخ روشن مین ہے خورشید درخشان کا فروغ	روکش خط شعاعی ہے دوپٹے کی کرن
دُرِ دندان مین دیا موتیے کی کلیان دہن	لب ہین برگ گل تر غنچۂ گل تنگ دہن	

بس وہ شہریار کشور خوبی اکھاڑے کے قریب آکے ٹھہری اور سیر کشتی کرنے کی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا کشتی کھا گیا زلف کے پیچ مین آ گئی نظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور داؤن گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل پیلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھیے مین حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہون اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو سمندون ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہے کہ اُسکے پوتے کو ریل پیلا ہون وہ نازنین ازبسکہ عاشق ہو چلی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا جواب کلمات تفاخرانہ کے کہا کہ اے پہلوان یہ شہزادہ اس وجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہے کہ یہ کہتا ہے مین آج نہ لڑونگا اسکو چھوڑ دے کل مین مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیون یہ نازنین جو کہتی ہے سچ ہے کہ شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہان مین آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہون بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی مین

شہزادہ نورج کے لیے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرایا اسباب عیش و نشاط مہیا کردیا مسند لگائی پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی شہزادہ مذکور اُس کمرے مین آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے مین جاکر آرام گیر ہوا اور عالم ضیاے ماہ سے پرتنویر ہوا **نظم**

بس اوقات کی لو بجھ گئے دن بھر	چھپایا مہر نے جب روے انور
ہوا تاریک عالم چھپگئی راہ	اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ

بادشاہ یعنی کفل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اٹھکر اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرے مین تنہا بیٹھا رہا جب بہ رنگ زلف جانان شاہد شب نے بھی ہاتھ لگائی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہوگئی وہی گلبدن رشک چمن سبزہ نمط زمین سے پھوٹی شہزادہ یہ سرزمین پراز عجائبات وطلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور ساحرانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو مین وہی تمھاری خیرخواہ ہون جسنے کشتی ڈوبنے سے منع کیا تھا مین کمبخت ناچار تھی میرا دل تیر آگیا تھا خیر تمھین آفت سے چھڑا دیا اب کچھ پرواہ نہین بندی کو مستی تو بھائی نہین ہی جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش رہو ہم جاتے ہین شہزادے نے اپنے دلسے کہا بیشک اس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کرکے اُٹھا اور وہ جانے نپائی تھی کہ اِسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای غنچہ دہن تیرے منھ پھولا لینے نے میرا دل خون کردیا اور طائر روح کو صیاد مہری نے تڑپایا **خمسہ**

یہ کہ عاشقون مین محبت کہان ہی	سدا ایکسی اُنکی اُلفت کہان ہی
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہی	ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہی

تجھے بے مروت مروت کہان ہی

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے مین باہین ڈال دین اور کہا ای بیوفا **خمسہ**

اگرچاہ عیب تجھے ہوا اچھا نہ چاہیے	ہمکو بھی آپ کی نہین پروا نچاہیے
برحق منصفی سے تو گذرا نچاہیے	جو چاہیے آپ کو تو اُسے کیا نچاہیے

انصاف کر کہ چاہیے اب یا نچاہیے

یہ کہکر مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو مین محبوب گلعذار کیا اُس جلسہ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا الفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے اٹھلانا پھر مسکرانا

اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتین سنانا فرط خوشی سے کبھی دوبلی کر کے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی مکر جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط مین وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش مہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقۂ صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بوقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہے یہ خاتم سامری کے پہننے کی ہے آپ پہن لیجے اس پہلوان کو اٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر نہ ماریے گا اُس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجیے گا فوراً آگ جسم شاہ مین لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلینگے اور اُس آتش مین سے سبز او چکر باندھکر پیدا ہوگی اور اندر سے لوکے نشیب سا ظاہر ہوگا وہ گڑھا نہین چاہ سبز ہے اُسمین آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہے اور یہ مقام جہان آپ بیٹھے ہین حوالی طلسم ہے ابھی تک آپ کو اندر طلسم کے جانا نصیب نہین ہوا یہ سب ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفۂ طلسم کے ہلاک نہوتے پس اُس چاہ سبز مین جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان مین آپکا گذر ہوگا وہان ایک درخت سے مین بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھول دیجیے گا خبردار بھول نہ جائیے گا نہین بہت پچھتایئے گا شہزادے نے فرمایا کہ ای نازنین مین تمکو یہانتک لانگا کرونگا انھین باتون مین آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کی منھ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا
دم رخصت قریب آیا ہے ای جان
بھر آئے آنکھ مین اسکے بھی آنسو
جدائی ہے گلے سے مرے ملجا
رہے یہ حسن عالمتاب روشن
یہان پیدا کیا دل نے زمانہ
نہ وہ سامان نہ وہ یاران محفل

فقط اک رنج دنیا مدعا تھا
جگر پر داغ فرقت لیکے ہم
کہ ہوتا تھا جدا یار پری رو
رہے ہمدم مرے پیارے مری جان
الٰہی تا کہ ہے دنیا کا گلشن
اُڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بجز خندہ آہ یا کچھ حسرت دل

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
اسی کی میہمانی تھی یہ کچھ دم
اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
چلے ہم ہے خدا تیرا نگہبان
ہوئی یہ کہکے وہ ظالم روانہ
بڑھین بیتابیان گھٹنے لگے ہوش

صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا ہوا کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہان ہے آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہوکر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا اور کشتی اُسکی انگشتری کی وجہ سے

کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا اور اسنے کمر میں ہاتھ ڈالکر اسکو اٹھا کر قریب بادشاہ پہونچکے دے پٹکا آئین نیرنگ طلسم یہی تھا کہ تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب میں آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آہن بدن تھا گر گر کھاتے ہی شعلہ آتش نے نکلکر سوختہ کیا اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جلکر اندھیرا ہو گیا پھر جو دیکھا تو مکان و قلعہ کچھ نہیں ہے وہی جنگل اور پہاڑی ہے جہان کوٹھری میں عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پر شعلہ آتش چکر باندھے تھا اور سبز لو اٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب آیا ہے گیا اور دونوں پانوں جماکر بسم اللہ کہکر کودا دیکھا تو واقعی میں کنوئیں میں جا رہا اور آواز غرغر کی سنائی دی پھر غلطان پیچان چلا اور مارے صدمے سے بیہوش ہو گیا

داستان طاق چشم پیر بجانی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ میں آکر مارے جانا اور افراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لیجانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلائے سحر کرنا اور آنا عمرو کل معہ ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم میں اور تدبیر جنگ کرنا المولفہ

غصہ ترا اسقدر بڑا ہے
تیور ہیں کچھ اور ڈھنگ ہیں اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کب اُنمین بھری ہے بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
پھیلائے ہوئے ہیں جام انسی تیا
ہے وقت غضب جو چہرے کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
نہروں میں ہے آب خجلت رو
کھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے ہے سرو بھی اکڑتا

میخوار ترا تڑپ رہا ہے
میخانہ میں ہے غضب کا وہ جوش
کف غیظ میں منھ سے بہ رہا ہے
گردن نہیں عجز سے جھکاتے
رندوں سے ہوئی ہے آج ٹیڑھی
قلقل کی نہیں صدا ہے دیتی
منھ رندوں کا نشہ سے ہے یون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
فواروں کے بہتے ہیں آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہے
سنبل میں غضب کا بل ہے پڑتا

امرداد کچھ آج رنگ ہیں اور
غصّے سے ہیں رند سارے بیہوش
ہیں جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہیں سرکشی دکھاتے
بڑاتے ہیں رند میکشی میں
ٹراتی ہے رند سے صراحی
میخانہ میں جو غضب کے ہیں جوش
باغ دنیا میں بیکلی ہے
غنچوں نے بھی منھ پھلا لیا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
سرخی سے گلوں کی سارا گلشن

افسردہ ہے ہر رنگ دشمن
گو سوسن وہ زبان ہے گونگی
گلشن سارا چراغ پا ہے
گل اس طرح ہین چمن مین پھولے
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک
ہمکو لڑنے سے واسطہ کیا
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہے
دے منہ سے مرے لگا پیالا
ای جاہ کمن چنین شکایت

غنچے ہین چمن مین یون چٹکتے
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھر کی
مہندی کے بھی تلوؤن سے لگی ہے
دیدے کوئی جس طرح نکالے
خط ساغر کا ہے سبق یاد
ہمسے ساقی بگاڑنا کیا
احسان کرنے مین تو بھی ہے طاق
غصہ دل مین مرے بھرا ہے
وہ جام پلا کہ بات رہجائے
مے نوش و نویس این حکایت

جیسے دشمن چٹک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہے
نرگس آنکھین نکالتی ہے
ہم تم تو ہین ساقیا ایک
ہم دونون کا ایک ہی ہے استاد
طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
مہمان نوازی مین ہے مشتاق
کر دیر نہ ساقیا خدارا
میرا اور تیرا ساتھ رہجائے
بزم آرایان قصہ افسونگری

و انجمن پیرایان فسانہ ساحری معہامان کاشانہ ظفر و احتشام و میزبانان شکوہ کلام نصرت انجام بادۂ پرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے اس طرح مول لیتے ہین اور بزبان ساغر شکستہ دل نشہ غرور کو یون شکست دیتے ہین کہ جب جام ناکام بدانجام ہاتھ سے برق غارت احتشام کے مارا گیا لاش اسکی ساتھ کے ملازم اٹھا کر نالان و گریان جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوئے اور سامنے پہونچکر حال قتل جام معرض بیان مین لائے العیاذ باللہ حال سنتے ہی اس ناری پہ وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارون پر لوٹا اور دود بدماغی دماغ کے پار نکلگیا پس اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر طائران سحر پر سوار ہوئے طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے بسان موج ہوا لشکر نکہت قرین لیکر روان ہوا اس طرف شاہ طلسم نے بھی چوکی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اسی عرصہ مین خبر پہونچی کہ پیر بھائی میرا آتا ہے یہ خبر سنکر حیرت کو اسنے نامہ لکھا کہ ای ملکہ جسکو مین نے طلب کیا تھا وہ اب آتا ہے خبردار کوئی دقیقہ اسکی تعظیم و خاطرداری مین فروگذاشت نکرنا القصہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اسنے ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو و گیسوئے بن شہاب وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی

کنارے تک لشکر کے آئی اسطرف سے وہ مسافر بیدلے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران
ملکہ پہونچا راہ مین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارہ لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا
اور کہا بھابی صاحبہ آپنے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے
اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا مقام بہتر پر بٹھایا لشکر اسکا اترا اب یک سمت
لشکر مصور کا ہی ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہی تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا اسلئے مہرخ کی فوج آتری
ہی اس ربع مسکون مین چار طرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین لچکتی تھی فلک چکر مین تھا مہرخ
کی طبیعت گھبراتی تھی غرضکہ جب یہ اہل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو چلہ خانہ سے اٹھکر
آیا یہ بنابر تعظیم خداوندزادہ اٹھا اور اسکے قدم پر گرا اسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپکے
قدم آنکھون سے لگانا بڑا ثواب ہی آتش رخ نے بھی اسکی تعریف کرکے دعا دی سب بعیش و عشرت بیٹھے
ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسہ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام
نے دریافت کرکے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد ادب بنالش کنان آج تا
طاق حبشی کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہی انکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہی کہ مثل
کوکب تابندہ کے چمکتا ہی یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے برائے طمانیت قلب سرداران
فرمایا کہ یہ موذی کانا طاق جو آیا ہی تو ہمارا کیا کریگا جب بحروا استاد اسکا کچھ نکر سکا تو اسکی کیا حقیقت
ہی یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز دم معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے
مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خیر اب سمجھ لینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی
اسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو سب اوس بارگاہ مین ابھی دیوانہ ہوکر تنکے چننے لگے یہ کلمہ
زبان بہار سے سنکر سرداران کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخ مو
طاؤس مین نافرمان مخمور سب نے کہا کہ ایسے گوڑے موتے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی تقریر مین برق
وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جاکر کام اسکا تمام کرین بہار نے جواب دیا کہ اے برق تمہیں سے
تم نے سن لیا ہی کہ مین اسکو تنکے چنواؤنگی بس اسکے باپ یعنی استاد کو تمنے مارا وہ تمھارا حصہ تھا یہ میرا ہی
جب مین ہون تو تمکو اختیار ہی یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آئیے مجکو کچھ مشورہ
کرنا ہی ملکہ ذکو بھی اٹھکر علٰحدہ خیمے مین آئی وہان عرض سخن دان کیا کہ یہ ساحرہ اتنی بڑا زبردست

ہر گیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہی مہرخ نے جواب یا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین جا حاضر تھی اور بادشاہ مجھسے بہت راضی تھا تو اسنے ایک ناریل مجھکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اس بحر کا پانی اگر ساحر بھی پی لین تو دیوانہ ہوجائین بس ای ملکہ مجھین کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر ہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے پاس ہی تبک یہ میرا ارادہ جنگ صاعقہ مین اس سے کام لینے کا تھا فی الجملہ اب اسی سے کام لونگی یہ سنکر بہار نے کہا بہتر ہی ایک سحر مجھکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہی تم اس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہی مشورہ کرکے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق سپہر آئینۂ مہر اٹھا کر طاقچۂ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بنا کہ بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک	ستارون مین ظاہر ہوئی تب چمک
بڑھا دیدۂ انجم مین بسکہ نور	ہوا نور کا چشم سہ مین ظہور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا جسنے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم ہوا اسوقت حالت مستی مین طاق چشم نے کہا کہ پھر کہا بھی جان پر کیون کیجیے حکم دیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین جسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ شب کو غارت کردونگا کیلیے کہ میرے ساتھ جتنی فوج ہی سب ستارہ پیشانی اور روئین تن ہی یہ فوج نہ کسی کے مارے مریگی نہ کاٹے کٹیگی ملکہ نے کہا آمین کیا شک ہی آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہلکارون نے جاکر سمع ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار نے چپکے سے کہا ای ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرانے سے کیا مطلب ہی تمکو جو سحر کہ تیار کرنا ہی وہ تنہائی کا ہی مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر سے جاینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئینگے جسدم تم دیکھنا کہ میرے وقت صعب ہی اسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سنکر گئے اور کار بند حکم مذکور ہوئے دکھلانے کی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہو جائے دشمن دو سجا کیا گرم ہوا کیا بیرون کا عمل رہا جھنڈے کیے گئے بیرقین چڑھائی گئین ہتھیار صیقل ہوئے باجے پلٹنون

مین پہنچے تھے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلائے شب تار نوبہ ہوچکی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ
اور بہار سوار ہوکر طاؤس پر لشکر سے چلین اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُسکے قریب آکر ٹھہرین
مہرخ نے دریائی ریل جسکا ذکر اوپر ہوچکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً
پانی درہ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ
سے تا بہ لشکر حیرت مثل دریاے زخار کے موج زن ہوا ایک جانب لشکر حیرت تھا اور اسطرف لشکر مہرخ
بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر سحر کا ایسا شیرین تر تھا کہ جوے شیرین بھی ایسی شیرین نہوگی
کہ فرہاد کوہکن بھی اُس دریا کے سامنے گرد تھا موجین اسکی رفتار معشوق کو شرماتین گردش فلک کو اپنی
تیزگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ
خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر خضر چرخ گردش کرتا تھا نہین نہین اُسی پر صدقے
ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہاے چرخ کا اُسمین چمکتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہاے نیلوفر کا
تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ در پیچ تھین و برو جیسے زلفین جانان کی پیچ تھین
چشمہ قمر سامنے اُسکے شرم سے عرق شبنم مین عرق ہو جائے چشمہ مہر دنگو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے
اُسی کو دیکھکر آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہو کہ **ابیات**

یہ جو دکھوین تاریخ اک تہ نشک سا تھا جو رات
وہ دوشیا بانے کا سا جو لہرایا کیا
بر لب دریا عجائب سیر مین دیکھا کیا
یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دیو پریان ہم
جھیل مین سے چادر مہتاب اپر برق کا
ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر یہ کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کیطرف یہ قلزم ساحری و دریاے خوبی یعنی مہرخ دلربا آکر ٹھہرین حسب عادہ
بہار نے سحر پڑھکر دم کیا کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین
اسوقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پر پن کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک اخضر کا نظر آتا تھا
خسرو بہار کا فیض جاری تھا زر گل سے گنج باد اور لٹ رہا تھا ثمر صبح کا وقت قریب تھا تو سجود مین تھے شاخین
رکوع مین نخل قیام و قعود مین تھے دانہ ہاے اثمار کی تسبیح موطفان چمن لیے تھے سبحان گلشن دست چنار بہر دعاے
فتح و ظفر ملکہ بہار اٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی ہوئی ساوئی تھی و شاہد ارض پہ
شال رومال پڑا مگر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کہ **اشعار**

صبا کو حکم ہے فصل بہار آتی رہے
چمن سے نکہت گل جا بہر استقبال
گلون سے صحن گلستان ہو رشک عارض حور

پری کسطرح نکالے سحاب سے پر و بال
نہین حباب عیان عکس آتش گل سے
اور بے مرحمہ ضیان ہی ہیج باد شمال

ہر رشک سینہ شہباز ہے رخ چرخ
یہ چپکے ہین لب جو بار سے تمثال
ہر جوش سبزہ و گل سے یہ تنگ پست بلند

خجل کرین دم طاؤس ہین گل تیسے حبال
ہر خواب ناز زمین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک پشت ہو سرسبز سبزہ و ہین جبال

اس چمنستان مین ایک چبوترہ بلور پر یہ دونون بہار باغ سحر بصد داو زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اسوقت بلکہ بہار کا حسن گنج ان بخش گلزار جہان غیرت دہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین اسکی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین جین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مرم آبی غوطہ زن نہین عیسی غوطہ حشمہ برون برشکے روبرو بحر ابطاق حسن کیا طاقت جو سر اپنا اٹھائے کمان لب ہو فارسے یا صاحب قاب قوسین چلائے اور ادنی خطاب پائے مژہ سبزہ گلزار خوبی کو پامال کرے تیر کو شل معشوق شکیون مین اڑائے چشم فتان فلک شعبدہ باز کی استاد ہزارون کرشمے اسکو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سرمہ نبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی حد پر خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ اسکا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان بینی بام حسن کی زدبان بلکہ الف وہ جو ہمزہ وصل کہلاتا ہی یا مابین آفتاب ماہ لکھا جاتا ہی رخسار ہر چند کہ بحر نور مگر تاثیر مین باز چشمہ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقان دہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان

نظم

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین مضامین روشن
سرمہ دیدہ بینش ہی سواد گیسو
جاہ بخشیدن ہی گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن ہی گلا شعلہ ہی رخ دود ہی زلف

غنچہ سان چین تبسم سے ہی لبریز دہن
عرق شرم مین تر ہی خوش آب دہن
نور عینین بصیرت ہی بیاض گردن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہی صفائی دیکھو
آنکھین بادام ہین پستہ ہی دہن سیب ذقن

وصف آب دندان لب لعلین کے
آتش رشک سے انگار ہی ہر لعل یمن
جلوہ گنج زنخدان ہین نہین اختر خال
ہے گلگون کی گلابی غرہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہی دانہ انجم کی بہار

حلقہ طوق مرصع نہین زیب گردن + پس اس صحبت سے یہ اعجوبہ روزگار یار گلعذار دم جدار کی صورت نگر مہ رخ نامور حسب منتظر از مسند بصد دا ہو چکی گفتگوئے الفت و محبت کرنے لگی مہرخ سے کہا آؤ بہن صبح قریب ہی ایک بازی چوسر کی کھیلین مہرخ بولی کہ اچھا تو ہر منگاؤ اسنے کچھ سحر پڑھا کہ اس گلستان کی روح پرور ایک زن شکل مین غنچہ دہن چوسر لیے انکے سامنے آئی اور روبرو انکے بچھا کر آپ ستر پکڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک پر دین کواکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی

طاق چشم سے لڑنے کو تین کانے ہو رہے تھے بلکہ چھکے اور پو بارہ تھے اس عرصہ مین ساحرہ شب نے خسرو روز
سے بازی ہار دی نرد مین انجم کی بنگئین خورشید اُلٹے پاسے جانب مشرق پھرا اور بساط فلک پر نمودار ہوا رنگ
نور قمر بدرنگ ہوا کواکب سب گیارہ دو تیرہ ہوئے قطعہ

ظلمت شب ہوئی گم نور جو چھایا دن کا
یاسمن زار مین جب رنگ ہو برگ سوسن
زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہی
نہ کہ رندان جگر سوختہ تر دامن
صبحدم جو بہار آگین بہار ہے

اس دریائے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی کہ سیلہائے سحر گاذر بنگ کپڑے دھونے لگے مچھر اچھو کی صدا بلند ہوئی لگلگے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے
کنارے پھرنے لگے بن ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین بطین خوش فعلیان کرتی تھین
لشکر مین نوبت جو بجتی اُسکی نکور دل کو بے آرام کرتی گجر خاطر کو ہلو دیتی مندرون مین قلعہائے طلسمی کے گھنٹے
بجتے لشکر اسلام سے آواز موذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور چنگھاڑتے صحرا
مین جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کویل صدائین مستانہ سناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا
قبائے عالم زعفرانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی مردان لشکر
اُٹھکر اپنے اپنے کام مین مصروف ہوتے کوئی برائے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا
کوئی مصلے پر بیٹھا سجدہ خالق لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق چشم بداختر جاگا ستارہ بخت
سوبالیان نرد بساط خواب سے اُٹھا اور نقش مہرخ کے داؤن گھات مین اسباب سحر سے درست ہوکر سوار
ہوا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار رومین تن ستارہ پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس
گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جاکر کہا بھابی جان تمھین میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف
میدان مین چلنے کی نکرو بارگاہ مین تمھو ناچ دیکھو مین دم بھر مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری قسم بر الٹا
سمجھو گی تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اسکی خاطر سے رُکی اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے
کمر کھول ڈالی اُدھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح و مکمل ہوکر ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اسطرف سے
وہ سرکش حیرت سے جھکر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب
پرا باندھکر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر بستمگری گردش پذیر ہوا ہے یا رات نے دن پر شبخون
مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے نیچے تیغے کھینچے تھے ستارے دنبالہ دار فلک ظلم پر نکلے تھے
یا کرہ نار سے شرارے حسی ہوکر جانب کرہ زمہریر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر باندھ

اُڑاتے گوگل و رال کے شعلے چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہلکارے اور چاؤش لشکر خبر لائے کہ مہرخ نے
آج دادیگاہ مین ایک دریا بزورِ سحر جاری کیا ہی اور آپ دو کوس پانچ لشکر سے آگے بڑھکر ایک باغ مین
بیٹھی ہی اور چوسر کھیل رہی ہی طاق چشم یہ خبر سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ ای واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہی
لو مین اِس دریا کے پار جا سکو لگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بزور سحر اُڑا کر ٹلا کرین یا تیر کر جائین
سبنے کہا حضور دریا مین چلکر کودیے اور اُسکو بزور سحر مٹاتے ہوئے اُس لکاتہ پاس چلیے اور سر کاٹ لیجیے وہ
بڑھیا عورت ہم جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اسکو بھی غرور از حد تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اژدر اُڑا کر قریب
ساحل پہونچا وہان دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اسکو نظر آئی بے اختیار لہرا کر سواری پر سے اُترا سب
فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی اور یہ دامن گردان کر پانی مین اُترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر
اور سردی اسکی معلوم کرکے دل پر قابو نرہا اپنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہی تھوڑا سا پانی پینا
چاہیے سبنے کہا یہی ہمارا بھی جی چاہتا تھا آپ پیین تو ہم سب بھی سیراب ہون اِسنے فوراً دونون ہاتھ سے
چلو مین پانی لیا اور خوب کئی بار پیا سحر نے فرصت ندی نالے کرنے کی نوبت آئی مہرخ کے چھینٹون مین آگیا وہ
گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سردمہری نسبت مہرخ کے کرنا تھی اب محبت مین گرم ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی
پانی پی کر آبروا پنی دی دریا کا باطل کرنا کیسا براہ راست پانی سمجھا کر کل لشکر پار اُترا اور طاق چشم سب کو
ٹھہرا کر آگے بڑھا اُس گلشن سحر مین کہ جو مذکور ہوچکا اُس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ ذیشان چوسر
کھیلتے پایا بیساختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نسمجھا کہ اِس باغ کی اور ہی ہوا ہی + بس اُس چمن
مین جیسے ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا بہن بہار اُٹھو حریف آپہونچا بہار نے کہا بہن آنے دو ایک بازی تو اور
کھیل لو یہ کہکر اسکی جانب آنکھ ملا کر کہا کہ ای طاق چشم ہم ایک بازی اور کھیلین یہ نقد ہوش و حواس ہار چکا
تھا بے تامل عرض رسا ہوا کہ ای نیرنگ باز حسن مین تیرا غلام بیدام ہون بھلا میری مجال ہی جو تجھکو
کھیلنے سے منع کرون ای جانی بیت یہ چوسر کی بازی جو آپ کھیلے + میری جان کا داؤن بد دیجیے + جب
اسکو اُن قمار بازان جادوگری نے لڑنے مین کچا پایا بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا داؤن
ہی بہار نے کہا قبول ہی مہرخ نے کہا کس بدتے پر قبول ہی جو کچھ تمھارے پاس تھا رات سے اسوقت
تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہان سے بہار نے کہا ابھی تو میری بہن حیرت موجود ہی بھائی میرا یعنے
بہنوئی شاہ طلسم ہی میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو تم بھی ہارے دیتی ہو مہرخ نے کہا بہن پر تمھارا

زور کیا ہو اگر ایسے ہی تمکو دعوی ہی تو بہن کی جان بد دو مگر اس شرط سے کہ پہلے اُسکو قید کرا لو جب ہار دو تو
فوراً سر کاٹ دو اُسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہو یہ کہکر سر اُٹھایا اور طاق چشم سے کہا بھلا میرے صاحب مین
تمھاری کون ہون اُسنے اس پوچھنے سے دل مین خیال کیا کہ اگر کہیگا مین عاشق ہون تو یہ کہیگی سر کاٹ
دے بس تو یہ کہ مین تیرا بھائی ہون چنانچہ یہی اُسنے کہا کہ ای ملکہ تم میری بہن ہو مجھسے تم سے ابھی کچھ واسطہ نہین
پھر اولاد آدم سب باہم بھائی بہن ہین جب کچھ اور تعلق ہوگا اُسوقت یہ رشتہ بنانا نازیبا ہی ملکہ موصوفہ نے ہنسکر
کہا کہ میری بھی طبیعت تمھین پیار کرتی ہی اب مین شش و پنج مین ہون کہ تمھاری جان کی بازی مین کیونکر بدون
اُسنے جواب دیا کہ مین غلام ہون جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اُسنے کہا میری حقیقی بہن حیرت مجھ سے باغی ہی اُسی کا
سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کرلاؤ تم بھی زندہ رہو اور مین چوسر بھی کھیلون بموجب ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک
کرشمہ دو کار یہ حکم سنکر اسکو بہت خوشی ہوئی اور دل سے اُسنے کہا مخمسہ

جو عشق باز ہین وہ رہ دین پہ آ چکے
واعظ بر ب کعبہ تجھے ہم جتا چکے
سر بازی وفا مین دیا گھر لٹا چکے
جو دل قمار خانے مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

ای طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جفت ہونا چاہتا ہی تو حکم برداری مین اسکی تین پانچ نکر چوسر کیطرح
چکر جا جو یہ کہے بجالا اپنا رنگ جما نہین اسمان نرد گھر بہ گھر مارا مارا پھریگا مدت کے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہی
اسکے وصل کے داؤن گھات مین بادشاہ طلسم رہتا ہی مگر بازی نہین لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہی کہ
اُسنے تیری محبت کا اقرار کیا ہی بس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مین ابھی چڈ حیرت کو
پکڑ کر لاتا ہون وہ بیٹھی زائچہ دیکھ رہی ہی ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا داؤن لگا ہوا ہی یہ اُسی وقت
پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آکر کہا کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سبنے عرض کیا کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین
مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اسوجہ سے اقرار پذیر اطاعت ہوئے کہ پانی بحر کا پی چلے تھے چنانچہ سب سے
اقرار لیکر اُسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون تم سب چلکر اُسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے
سمعنا و اطعنا کہا یہ اُلٹے پاؤن وہان سے پھرا اور دریا سے اُتر کر قریب لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان
ساحل پر تھی اُسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کسلیے کہ سب کو معلوم ہی یہ طرفدار شاہ طلسم ہی بس اُسنے آتے ہی
تاریخ تیغ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑ گئی جو فوج کہ غافل تھی

وہ پامال وقتل ہونے لگی جو تیار تھی وہ لڑنے لگی مگر یہ سب روئین تن اور ستارہ پیشانی ہین نہ کسی کا حربہ اُنپر اثر کرتا ہی نہ جادو کچھ کام دیتا ہی پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دنیا کو قتل کر ڈالون اِن سبنے اُس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابین کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذاً باللہ لاش پر لاش گر رہی تھی نرد باز اجل نے جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کیطرح بچھ گئے تھے مقتولون کے سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ

ابیات

لگی تیر باران بگردند سخت
زمین از پی پیل اطلس شدست
درخشیدن تیغ الماس گون
ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد

چو باد خزان بر جہد بر درخت
نہ بد ہیچ پرندہ را جایگاہ
بگرداز آتش بگرد اندرون
ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز
زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد

تو گفتی ہوا پر کرگس شدست
ز تیر و زگرد خروشان سپاہ
تو گفتی زمین روئے زنگی شدست
برآمد ہمی از جہان رستخیز

جب فوج حیرت نے یہ ماجرا دیکھا کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہی بس جی چھوٹ گیا بھگدر پڑی بہت دریا مین گر کر ساحل مرگ سے ہمکنار ہوئے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیگئے حیرت بھی افتان و خیزان جانب دریائے خونخوار بھاگی اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا کہ لینا اس مالزادی کو جانے نہ دینا بڑا غضب ہوا مجکو لڑتے ہوئے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہون فوج اسکی اُسکا للکارنا سُنکر چار سمت سے گھٹا کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑ جائے لیکن ساحرہ زبردست ہی لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کیطرف لشکریون کے نکلتی جب فوج اُدھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح یہ تو اس آفت مین گھری ہی لیکن افراسیاب نے جب سُنا تھا کہ طاق چشم لڑنے گیا ہی تو اسنے پتلے پانچ سات مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجکو پہونچاتے رہین اُن پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوئے گئے شاہ جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہو گی کہ یکایک پتلے جا کر پہونچے اور پکارے کہ ای بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہی شاہ نے کہا پھر وہ قتل کر

تو گیا تھا ای پتلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہین شاہ نے کہا ارے خوشی مین ایسا گھبرائے کہ مہرخ کا
نام نہین لیتے اُلٹی کہتے ہو پتلون نے کہا ای شہریار ہم سچ کہتے ہین مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کرکے
اور بہار نے باغ لگا کر جو سر کھیلکر اسطرح کا ہنگامہ ڈالدیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ
کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مارکر کہا ارے بڑا غضب کیا ان دونون نے ہاے افسوس میرا لشکر
میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار دشمن تن مارا جائیگا اگر مین جاکر اُنکو نہ قتل کرون تو وہ سب کو
مار ڈالینگے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہی رد اسکا ممکن نہین اگر مہرخ کی نواسی کو مین بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ
میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہی یہ کہکر اپنے مقام پر سے کھڑا کر اُڑا اور طلسم کے ایک جنگل مین آکر گرا وہان بالکل
اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُس تاریکی مین سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور زمین سے بارہ ہزار
پتلا رویین تن نکلا وہ ستارے اُن پتلون کی پیشانی پر چمکنے بجبین شاہ سحر پر افشان لگی اُن پتلون کو اپنے
ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اُسی جنگل مین ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا اُنمین سے
ایک گنبد کو وا کیا وہان ایک پتلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ مین لیے بیٹھا تھا اسنے اُس پتلے سے کہا کہ یہ
ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجکو دے کہ جنگ عظیم درپیش ہی پتلے نے ہنسکر کہا کیون دیوانہ ہوا ہی کہین
فوج طلسمی لیجاکر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کریگا اِسنے پتلے سے کہا
اسوقت مجکو فہمائش نکر جو مین کہتا ہون وہ بجالا پتلے نے ناچار اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالکر اسکو
دیا اور وہ جو ہاتھ مین لیے تھا حوالے کیا یہ وہ دونون اشیا لیکر وہانسے چلا وہ بارہ ہزار پتلا رویین تن
ساتھ تھا بن بعجلت تمام لشکر حیرت مین آیا حیرت پر وقت تنگ تھا بھاگ کر اپنی جان
بچا رہی تھی کہ اِسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹکر اُن
ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ مذکور کو گھیرے ہوئے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب
اُنپر پڑے چنانچہ ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیو آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور جلکر خاکستر
ہوگئے انکے جلنے سے دو نیچے پیدا ہوکر طاق چشم کو اُٹھا کر علیحدہ لیگئے شاہ جادوان سے ملکہ
حیرت کو دوڑکر گود مین اُٹھالیا دیکھا تو بہت مضطر و کسراسیمہ ہی دوپٹا سر سے گر گیا ہی سرمہ آنکھون کا
بہا ہوا ہی رنگ رو فق دل مین قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکنے کا سا ڈھنگ غم سے
زرد رنگ تھرتھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین ہوا سے اڑتین بال پریشان نہایت

حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پونچھتا گلے سے لگائے بارگاہ مین آیا اُسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ
پیشانیون کی مٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے مصور و صورت نگار و گیسوے بن شہاب
وغیرہ سب حاضر خدمت ہوکر آداب بجالائے بادشاہ نے سراچہ ہاے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہوگئے
تھے درست کرائے چار لاکھ ساحر میدان مین مرا پڑا تھا اُنکی لاشین اُٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور
آپ اُٹھکر قریب اُس دریا کے جو سحر چہرخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو تیلے سے مانگ کر لایا ہی اُس
بحر پر مار کر پکارا کہ جہان سے آیا ہی وہین جا دریا غزاکر پہاڑ کیطرف جاکر غائب ہوگیا چمنستان بہار
خزان رسیدہ ہوئے یعنی جلکر غائب ہوگئے چہرخ و بہار سحر کی چوسر کھیلکر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے
اپنے لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر کھڑی تباہی و بربادی افواج حیرت
دیکھ رہی تھین جب بادشاہ نے آکر وہ دریا مٹایا یہ دونون پھر کر داخل بارگاہ ہوئین مگر لشکر کو اُسوقت
حکم دیا کہ نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ
بادشاہ کے سامنے سے ٹل گیئن بادشاہ بعد مٹانے دریاے سحر کے بارگاہ مین حیرت کے پاس آکر
تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہکر حکم دیا کہ عیار بچیون
کو بلواؤ ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے بُلا لائے ہر چند کہ عیار بچیان کوہ و دشت مین پھرا کرتی ہین لیکن لشکر
مین بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہی اسوقت برباد ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھین مگر شاہ کے آنے سے
اپنے خیمہ مین آئین اور ٹھہری تھین کہ طلب کی گئین فی الجملہ جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جاکر
چہرخ و بہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہی مین تمھارے مقابلہ مین طبل جنگ کیا بجواؤن تمکو
اطلاع کرادی کہ ہوشیار ہو جاؤ مین لڑنے آتا ہون جتنے سحر یاد ہون سب کرنا دیکھون تو کہ تم کیسی جادوگرنیان
ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر چہرخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ پنجے جو طاؤس شیم
کو اُٹھا لیگئے تھے وہ اُسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا اُسکے منھ پر ا
وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش مین آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہی اِسنے فرط حیا و خجلت
سے سر جھکالیا اور کہا اے بادشاہ اب بعد اُستاد آپ بجاے اُستاد ہین میری خطا کو معاف فرمایئے
بادشاہ نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہین تم آپ مین نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بنایا ہوا
تھا نہین تو کیا جان و مجال کسی ساحر کی جو تمکو ذلیل و زبون کرسکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم تاج

دیکھو عیش کر دیرے لنگوٹیا یار ہو کسیطرح کا رنج دلپر نہ لاؤ ای بھائی ہمکو تو وہ دن یاد آتے ہین جب ہم تم اور کوکب اور اژدر ظلماتی وغیرہ مکتب خانہ مین جمع ہوتے تھے اور باہم دلگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تمہین برا کہتے تھے تو ہمکو تم گالی دیتے تھے کیون بھائی وہ یارانہ کا آدھا بدا ہو بھی یاد ہی افسوس ہی بیت ای مصحفی مین رو دون کیا بھلی صحبتون کو + بن بنکے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین + گو اب ہم تم دہی ہین بادشاہ وقت ہین مگر بموجب ع وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی + وہ باتین اب کہان میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جما دور شراب ناب آغاز ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی اُدھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ اُستانی کہان چلین صرصر نے کہا ای ضرغام یہ وقت دلگی کا نہین ہی شاہ طلسم بہ ارادۂ جنگ آیا ہی بارہ ہزار رو مین تن پتلا ساتھ لایا ہی مجھکو یہ پیام دیکر بھیجا ہی ضرغام بھی یہ ماجرا سنکر پریشان خاطر ہوا اور عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کرکے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل مقابلہ حضور رفیع الاقبال نہین لیکن جو مرضی مبارک مین خیال جدال سمایا ہی تو یہان بھی انکار بافضال داور بیہمال نہین خدا کی قدرت بہت بڑی ہی کیا عجب ہی جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ کچھ کمی نہو اور یہ تو آپ نے بھی سنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست + باد صرصر سے ہو قوم عاد پست + پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہی ای صرصر کہدینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہی جو کچھ آپ سے ہو سکے قصور کرنا اسمین نہین روا ہی صرصر یہ جواب پاکر وہانسے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ای ملکہ مرنے سے ڈرنا کیا انسان کو نام رہجانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان پاپوش سے جائے دنیا سے آخر ایک روز جانا ہی پھر اسکا کیا بھتانا ہی دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جا کر مقیم ہوئے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہی ان جو اُنھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہی اس بحر ہستی سے سبکو کنارہ کرنا ہی مگر گوہر نام ونژاد ہاتھ سے کھو کر آبروزیبا کب بیا ہی نظم

براد وبسختی وناکام زیست	بدان زیستن زار باید گریست	سرانجام خاکست بالین اوے
دریغ آن دل ورائے و آئین اوے	ہمہ مرگ را ایم پیر و جوان	کہ مرگست چون شیر دما آہوان

دل سنگ و سندان بترسد ز مرگ	رہائی نیابد از و بیخ و برگ	نمانند اندر سرای سپنج
چہ باشاد مانی چہ با درد و رنج	چو دانی کہ ناچار باید ت رفت	ہمان بہ کہ کاسے بسازی تفت

اس کہنے سے تیرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سرداروں کو ہمراہ لیکر سوار ہوکر جانب میدان بڑھی اسلیئے کہ شاہ جادوان لنکا یک نہ آپڑے جو ہاتھ پاؤن ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی اُدھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُنکے تھی لفظ بلفظ بیان کیا بادشاہ سُنتے ہی آگ ہوگیا اور دھوئین کیطرح پیچتاب کھاکر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کرسکا اور بادشاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اُٹھا چابک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجائے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی تیغہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین ہرایک طرف سے ہزار ہا پرچھائیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت با ادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی تاریخ جو پتلے سے کلید قلعۂ طلسم مانگا یا ہے زمین پیارا زمین شق ہوگئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اُسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تیغے کی دو دھار ی جاری جیسے سیرین تھی پشت پر اُسکے جل زربفتی پڑی زنجیرون کی نقرئی و طلائی ہر ایک کڑی دانتون پر جوڑے جواہر کار سونے کے چڑھے ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن و بان سے بیٹھا تھا جھنیان چار دن ہاتھی کی لٹکتی تھین مست دکنجل تھا چلنے مین لبنان سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا نظم

خارۂ مشکین ہے تجھے خرطوم کی کیا کیا صفت	زلف جانان کا خم چشم عاشق کی تری	کان ایسے پلہ میزان ہرن جسمین تول لو
کشور زنگ و حبش کا مال خشکی و تری	وہ نہانے کو جو اُترا شور دریا مین ہوا	مردم آبی کرین بہ مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت وفیل تن سوار گلے مین اُسکے زرہ جواہر کار بازوون پر بھی بند باندھے گلے مین مالے ڈلے سر سے پاؤن سرخ و سیاہ پہنے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سرخ کئی سو گز کا لپٹا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین مثل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سرخ پہنے ہے طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سرخی مین ستارون کا ہونا فوج لشکر اسلام دیکھکر فلک کی

آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھریرا تو آسمان سرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیاے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بناتا تھا پس وہ نشان لشکر زمین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہر اپیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ اُنپر طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر جو مین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی اُسی نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزار ہا اژدر آتش فشان شعلہ در دہان پیدا ہوا کہ اژدرون پر کاٹھرے کھچے تھے اور ساحران اژدر صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجاے تازیانہ مار تھے مُنھ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تن اُنکے لبسان چنار شرربار تر سول نیسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوے پھر اور ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب او ہنس و ربو تیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار لبسان خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چکین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سرتا پا سرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا قمر چہرہ و گل اندام تمام کب سواری کے ساز و یراق سرخ رکھتے تھے اور کمیت و سرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کار گھوڑے مانند بھبھرے ابلق لیل و نہار اُنپر سے صدقے سبزہ چرخ اُنکی چال کے آگے کج رفتار وہ ہم صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار نظم

کیا صفت ہو مرکبون کی تھے وہ ایسے بینظیر
سامنے جنکے پری کو بھی ہے عذر بے پری
تازیانون کے برابر ہین اُنھین تازگاہ
انکے راکب کے اشارہ سے ہی انکی گذری

وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سُم سے سُم اور دُم سے دُم ملاے دوش بدوش پرا باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے انکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایۂ مراتب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھاے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزار ہا پیادل و چوبدار عصاے مرصع کا لیے تھے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا ہمسند صبا سے باتین کرتا بلکہ ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہو کر فرار ہوتی دو رکھ چلتی تو گر پڑتی دم بند ہو تا جو وہ تیز روی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہی وہ محبوب تب ہر گام پر — صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران
تک اُچک جاے عنان اُسکی تو قاش زین سے — اسطرح اڑ جاے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ — دانٹے اُسکو تو پہونچے مین از آدار بان
پر غلط ہی یہ کوئی اُسکو دبا دے کس جگہ — صفحہ روے زمین کا اسقدر عرصہ کہان
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب — تک اگر راکب کہے اُسوقت اتنا بھی کہ ہان
پہونچنے پلکے ہواے ہان منھ سے لب تلک — پہونچے ہی یہ باد پیمایان سے دان اور روانسے یان

اُس مرکب پہ زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرون کی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوئین اور عقب شاہ چلین ڈنکے ہزار ہا بجنے لگے بارہ ہزار روئین تن تیلے دست چپ کیطرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کیطرف آگے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کیطرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جملہ فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہمانے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرون کا سایہ کیا اُسوقت کا جاہ وجلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت دیکھکر ترک فلک خوف کھاتا تھا جھکا نہین ہی سرکشی چھوڑکر عجز سے قدمبوس ہوا چاہتا تھا تخت خالی ہمراہ روان تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بردے ہوا بجتے نقیب اور رسالدار صدائین مہیب لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے یہ سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر گشن آراستند — درفش از دو رویہ بہ پیراستند — پس پشت گردان درفشان درفش
بگرد اندرون سرخ و زرد و بنفش — بلرزید گیتی ز بار گران — زبس کوه آهن گران تا گران
یکے لشکر آمد ز پہلو بدشت — کہ از گرد اسپان ہوا تیره گشت — درخشیدن خشت و زوبین زگرد
چو آتش پس پردهٔ لاجورد — تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس — بیامد ببارید از وسند روس
جہان راشب از روز پیدا نبود — تو گفتی سپہر و ثریا نبود — از غیبان بشد تا بمیدان رسید
شده سنگ و خاک از جہان ناپدید

اُس طرف سے فرخ و بہار اپنی فوج لیکر روانہ ہوئین تھین میدان مین پہونچکر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بڑے ساحرون مین بھگدڑ پڑگئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل وکرم پر بھروسا کرکے کھڑے رہگئے لیکن

مثل مردے کے تھے لباس تن مین کفن ہنگیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی
کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑسکتا ہی آج بیشک ہم سبکی قضا ہی لازم ہی کہ
رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچائے مہرخ نے کہا اچھا
تو ہی یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ ای یاور زیر دستان وای دستگیر افتادگان چارہ ساز
بیچارگان واسطے نور شیر کبریا کا کہ پنجہ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچالے ای رب میرے ہمکو پناہ دے
یہ دعا انکی درگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر
ہورہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اٹھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جابجا سے شعلہ آتش سے
بھڑکنے لگے لمحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدر ہزارہا معلوم دیتے کہین عقاب منھ کھولے تھے کسیطرف
ہاتھیون کے غول تھے اور ہزارہا جانوران مردم در وبیشمار طائر آسمان وزمین سے ظاہر ہوکر اُس
دشت مین قریب لشکر بادشاہ آکر جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوے تھے اُنمین بجلیان کوندنے لگین اور
ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بجنہ گولہ مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اُسمین
سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اُسکو دیکھا اُسمین لکھا
تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال
فرمایا کیا لونڈی غلام سب مرگئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطہ سامری کا تامل فرمائے کنیز تیری
صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہی شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کرکے کہا کہ ابتک لونڈی کہان تھی
جواب باتین بناتی ہوئی آئی ہی مین اپنا کام آپ کرونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ
تختی پھینکدی اور مائل جنگ ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان روے ہوا سے زمین پر اُترا
اُنپر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اُسپر ایک عورت ادھیڑ سن کی
لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اُسکے گرد وپیش سحر کے
زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین پس وہ ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی
اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایکطرف
سے دریاے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت
جل رہے تھے شاہ نے کہا اس ہجوم سے کیا فائدہ ہی صنعت نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی

کہا ای بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر بمقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے اسلاف لگے ہونٹھ ہی اپنا گلا آج کاٹ کر مر جائینگی ای بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہی کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہی مریخ ادنی دربان ہی تیرے ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہین مہ و خورشید فروغ مین بڑھکر ہین ہم لوگ تیری آستانہ بوسی کرکے اس مرتبہ کو پہونچے کہ آج چاہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ روے زمین بنادین ای شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہی کہ

نظم

تن و جانت یزدان نگہدار باد ۔ دلت شادمان بخت بیدار باد
بیزم اندرون شید تابندۂ ۔ برزم اندرون شیر پائندۂ
ازین پس ہمہ نوبت ماست رزم ۔ تراجاے تخت ست و گمار بزم
تو شستی بشمشیر روے زمین ۔ بہ آرام بنشین و رامش گزین

ان کلمات توصیف نے آب سرد بنکر آتش قہر گرم خوئی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا بحر غضب جو بنہایت جوش پر تلاطم ہوا اور طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا فوراً چونسٹھ ہزار نقارہ بر دے ہوا بجگیا اور وہ لشکر طلسمی اسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے ان بارہ ہزار ستارہ چشمون کو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا اسطرف مہرخ سجدۂ شکر واحد القہار ادا کرکے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی ادھر لشکر صنعت سحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریاے خون روان سے اترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اترے چہل پہل شروع ہوئی صنعت بارگاہ اپنی استادہ کراکے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوکر دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسۂ چنگ و رباب آغاز ہوا یہان مہرخ جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو خوج کشی کرنے شاہ طلسم کے لشکر سے نکلگئے تھے اب داخل بارگاہ ہوئے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا مہرخ نے اس سے کہا کہ ای برق آج تو خدا تعالی نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچالیا اور بموجب م عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لیجاے تو غضب ہوجائے برق نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ فقط آپ کا خیال ہی خیال ہی کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہوجاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے دغدغہ نکلجاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار تھی مہرخ نے کہا ابھی لڑائی کچھ مٹ تھوڑی گئی ہی بادشاہ نہین اسکے وزیر سے مقابلہ ہی

صنعت بہت بڑی ساحرہ ہی خدا اُسکے شر سے بچائے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور صندوقچہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہوگئی ہی آج دل مین آتا ہی کہ جاکر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہکر اُٹھا فرخ نے کہا ای برق ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلائے بے درمان اور آفت روزگار ہی شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہی اور سحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہی ساحران طلسم اُسکے مکتب کے ادنی شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین زیبا ہی ورنہ وہ کیا تجبہ ہم دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + اور ای ملکہ تم دیکھو تو کہ کیا خدا دکھاتا ہی مین ابھی آتا ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہرچند سبنے منع کیا تھا اور روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بناکر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گاو زمین کا کلیجہ ہلتا ہی جہانتک بیک نگاہ جاتا ہی لشکر ہی لشکر نظر آتا ہی بازار بین کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین لبستر لگے ہین ہوم ہوتا ہی ڈفلیان بجتی ہین بھجن ہوتے ہین ہر سمت گھما گھمی ہی برق فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھین یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھکر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ اِدھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہی اور اس ساحر کو مخفی طور پر بُلانے بھیجا ہی بس اُسی سمت کو جدھر اسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑکر پاس اُسکے گیا اور مقام تنہا پاکر بیضۂ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گری اِسنے اُسکا پیراہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپادیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس اُسکا پہنا آنکھون کو سرمہ کے خلعت سے محلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا سے سرخروئی دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہا عاشق بتان ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیرے گیسو ہین یار رہزن ہی گو ہر گوش سانپ کا من — وہ خال مشکین ہی دلکا دشمن بلائے جان لب عنبرین ہی
وہ مانگ کا خط ہی کہکشان سان گہر ہین مثل نجوم رخشان — وہ چہرہ ہی ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہی
پری کا کیا منھ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہی بہتر — جہان ہی پرتو سے تیرے انور تو مہر و مہ سے کہین حسین ہی

اِس صورت سے درست ہوکر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب کنیزان صنعت جاکر کھڑا ہوا وہ کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین کسی کے پاس پنکھیا تھی کوئی چنگیر پھولون کا لیے تھی چنانچہ وہ

کنیز جسکے پاس گلوریون کا خاصدان تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ باندازو ناز پائنچے کلائی
پر ڈالے براے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے پاس سے نکلی اسنے کہا وُوبی رنڈی تجھکو سواے
اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب شلتی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہو کچھ بھی تجکو مالک کا خیال ہو اُس کنیز
نے اسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ اری بی اترائی تم ہو کہ ہر بات مین پڑ نکالتی ہو کوئی پیشاب کو
بجانے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اسنے کہا مجرو اتو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات کہی کہ تو
جاتی ہو اور خاصدان بھی لیے جاتی ہو اگر ملکۂ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا بس نکلی برباد گنہ لازم
تو بھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ بیوی ہنسی مین کھسیانی
کیون ہو گئین لو خاصدان لیے رہو اتنا کام سیرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم
سے کسی اور مسالحے کی ضرورت ہو تو وہ سامنے صحنچی مین مقابہ حسن دان وغیرہ موجود ہے لے آنا اسنے وہ
خاصدان اُس سے لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان
واکر کے نیچے جو گھڑے مین دو تین الائچیان ساختۂ بیہوشی رکھکر خاصدان سامنے ملکہ مذکور کے پیش کیا
اسنے ایک گلوری شگوفہ سے کیلون کے نکالکر کھائی اور جو گھڑا واکر کے الائچی نکالی توڑ کر وہ بھی نوش کی
کھاتے ہی صورت برق کی از سرتا پا دیکھی اور کہا گلوری والی کہان گئی اسنے آنکھین نیچی کرکے شرماکر
کہا بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر ناچار ہو وہان گئی ہین ساحرہ
مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو وہ گئی ہو اور یہ عیار ہی بس اپنی زبردستی دکھانے کو اس سے کہا کہ گلوری والی
نے کچھ اچھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنا لا عیار مذکور یہ حکم سُنکر خوشی خوشی جسطرف نشان دہی (?)
کنیز صحنچی مین گیا وہان چوکی بچھی تھی زیر انداز مخملی پر باندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اُسمین ابجد کے
طلسم کا لگا تھا اسنے قفل حرفون کو برابر کرکے وا کیا اور چند گلوریان بنائین جوز الائچی ناگیسر وغیرہ سب
بیہوشی آمیز ڈالکر باندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اُسکے دفع کرنے کو
پانی منگا کر پیا اور ایک سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی مجھپر اثر نہ کرے یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ
برق گلوریان لیکر آیا اسنے وہ گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجکو پلا اری برق
تو ابھی لونڈا ہو موڈی کاٹے دیکھون تو بیہوشی تو کیسی پلاتا ہو یہ سُنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن
صنعت نے کہا موئے اِدھر آ کہان جاتا ہو عیار اُسکے پکارنے سے مسحور ہو کر پھرا اُس وقت

افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او ناعیار تو قاتل میرے اُستاد کا ہے مین بھلا کب تجھکو زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ مارون مگر صنعت ہان ہان کرکے
اُٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موئے چھوکرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمسے عیاری کرے
ابھی کچھ دنون جا کر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین جسنے
عقلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمش کا سر اُتارا وہ آئیگا تو مین اُس سے سمجھ لونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا
کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور برق کو اُٹھا کر لیگئے اِسنے کہا اسکو لیجاکر قریب اِسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور
پکاری کہ او ناعیار اب یہان آنیکا قصد نکرنا پنجے حسب الحکم اُسکو قریب لشکر لاکر چھوڑ گئے اُدھر
شاہ جادوان نے کہا ای ملکہ صنعت یہ تمنے کیا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نکرنے دیا رہا کرا دیا ملکہ مذکور نے
عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین بلکہ جانب ظلمات طلسم تشریف لیجائین کنیز سمجھ لیگی
شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہو کر جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا
کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحہ رنگین دہر مین رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر
گیسوے لیل کا توقلہ پھیرا کہ

نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر
چمک دینے لگے گردون سے اختر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ
چمک ستون مین تھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت اُٹھ اپنی بارگاہ مین بہر آرام
آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہے اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہے آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار
بچھی ہے اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر مین آراستہ ہے اُسپر ادنچہ موتی کے جال کا پڑا ہے
سامنے بارگاہ کے ایک نگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی تیاری کا کھنچا ہے قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہے ساحرہ
مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا دور نہ تمام سردارون کا بندھا کنیزان یاسمن پیکر سامنے
دست بستہ استادہ ہوئین سراچہ ہاے بارگاہ اُٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے
سامنے ناچ ہونے لگا ادھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار
کشتیان شراب و کباب و شیرینی سے تیار کرا کے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے پری
شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور
تخت پر جلوہ گستر تھی اِسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی

خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے آیا ہی اُسکو
علیحدہ ایک صنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے بعد تسلیم کہکر عرض کرنا کہ کنیز کا جی
چاہتا ہی حضور کے ساتھ کھانا کھائے امید کہ خاتون معظم شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرماکر آرزوے
خاطر حقیرہ پوری کرین یہ کہکر خلعت فاخرہ دیکر اُسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور
پیام ساحرہ مسطورہ دیا حیرت بنظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہی سوار ہوکر مع چند مصاحبون کے
اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ پیشوائی کرکے تخت پر لیجاکر بٹھایا اور آپ باادب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت
نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے بٹھایا یہ دونون تو اکل و شرب سے فارغ ہوتی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار
کا ذکر سنیے کہ اُسکو جو پیچھے لشکر مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ ای برق اس سے کیا فائدہ
ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے اب پھر چلو اور کوئی زک اُس ساحرہ کو دو یہ سوچکر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین
آیا وہان زنبیل بغل عیاری بجائی اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہی اُس سے ملاقات کرکے حال اپنے
جانیکا بیان کرون چنانچہ ہرچند اُسنے قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ
نصب ہوئی ہی قران صحراے بارگاہ کی طرف نقب کھود رہا ہی اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہی انشاءاللہ
حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے قران کو نہ پایا بناچاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین
کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب ساحرہ کی جاتے تھے اُنسے اُسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو
اُنھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اُسنے کہا مین نے اسلیے
پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون تمہارا ساتھ سہی یہ کہکر اُنکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار
آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ حیرت و صنعت کھانا کھاکر تخت پر آکر
بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین اُنھین باتون مین صنعت نے پوچھا کہ ای
ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوتی ہی اُسکے اور شہنشاہ کے نسبت ہی کیا مین یہ حیران ہون
کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون ای بیوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک تو ہوا کہ بازاین
لٹ گئین خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار موذی کاٹون کا ستیاناس جاے ساحری انکی
غارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہی اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار مہے
طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ رات کو فرط بیم سے ساحر چونک چونک اُٹھتے ہین اُنمین سے ایک تو

جو سب کا اُستاد ہی کوکب پاس آگیا ہی اور چاریان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارون کا سُنکر
ہنسی اور کہا مین سمجھی تھی کہ مہرخ کے پاس کوئی فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہی وہ لڑائی فتح ہین کرنے
دیتا ہی خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ کہکر سامنے سحر کا ل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھکر
قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ مارکر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ
بھی ہنسین گویا جینے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایک بار ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا
پر از صداے خندہ ہوگئی گنبد سما مین صداے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دل مین خیال کیا کہ یہ تھین
دیکھکر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو بچا لکر یہ ساحرہ ہنسی تھی یہ بہت زبردست
جادوگرنی ہی جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین ملا کھڑا
ہوا ہی اس ساحرہ کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہی کہ اُنکو اسنے قید کیا ہی اپنے سے زیادہ اُنکو ساحرہ
جانتی ہی اور ڈرتی ہی کہ وہ مجھکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس وہانسے آہستہ
چلا کہ نکلجاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تھا تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے کیون
نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے بھیجا تا ای اب جاؤ گے تو طوق و زنجیر مین جکڑا کر آؤ گے کیا
دل لگی مقرر کی ہی کہ جب جی چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا جب چلے گئے برق یہ گفتگو سُنکر سوچا کہ
بھاگو گے تو بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچکر اُس عورت سے کہا ای بی تم اتنا چراغ پا کیون ہوئین
کوئی بے مطلب بھی کہین آتا ہی ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ مہرخ کا نامہ لائے ہین ہمین کیا غرض تھی
جو بیکار اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو
دیتے کیون نہین اِسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا
حال ملکہ سے کہے دیتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ یہ عیار کہتا ہی مین نامہ اپنے مالک کا
لایا ہون آپ سے نہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کر کے ایک
کرسی خالی بچھی تھی اُسپر بیٹھ گیا اور از بسکہ عیارون پاس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوے رہتے ہین
اِسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت کیا معاملہ پیش آئے پس اسنے ایک نامہ مہرخ کیطرف سے بنام صنعت
لکھ رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اِسنے وہی نامہ کمر سے نکالکر
ساحرہ کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا

مار ہی گیا تمکو لازم ہی کہ یہانسے چلی جاؤ ورنہ ہمون آتش در کاسہ۔ تمھارا بچنا بھی محال ہی صنعت
یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جائینگے لیکن تم ای برق اب یہان نہ آنا اگر اب یہان
آؤگے یا اِسوقت ٹھہروگے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا ای ملکہ لعنت ہی اُسپر جواب یہان سے
ساحرہ نے کہا کیون ہوئے یہ اُلٹے ہمین کو لعنتی دیتا ہی اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپ کے کہنے پر
کہ یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجکو کہتا ہی بھر بموجب م فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ جو آپ سمجھین
وہی سہی صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہانسے نہین مار ڈالونگی اسنے کہا خفا کیون
ہوتی ہو ہم چلے جائینگے تو لعنتی تمپر عائد ہو جائیگی ساحرہ اس کلمہ پر ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان
اور ظریف ہو برق نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا قدر دانی آپ کی ہین کس قابل ہون یہ سب آپ کی
خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس باتین ہو چکین اب تشریف لیجایئے اسنے جواب دیا کہ ای ملکہ آپ کا
کیا ہرج ہی لمحہ بھر ٹھہرکے ناچ دیکھ لین تو چلے جائینگے صنعت تو یہ کلام سُنکر چپ ہو رہی مگر حیرت
بولی کہ اس موئے کی باتون پر نہ آؤ نکالو اِسکو نہین تو یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو
کیا کریگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر جملہ ساحر بہت ہوشیاری سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو
یہ عیار کوئی فتور کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار ہی کچھ نہ بنیگا
بس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین لیجیے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور دل سے کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ کیے
خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم
مین پوشیدہ ہوکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین رات زیادہ آچکی تھی ملکہ حیرت رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی
طرف گئی اور صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین ایک مقام پر پلنگڑی
جواہر کار بچھی تھی بچھونا نرم و نازک اُسپر بچھا فرش گل سے آراستہ تھی اُسپر جا کر لیٹی سامنے آئینہ بھی بارگاہ
کی قنات مین لگا تھا لیٹکر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُسمین صورت اُسکی جو دکھائی دی اُسنے کہا کہ برق عیار
تیری فکر مین کھڑا ہی یہ کلمہ اپنے عکس سے سُنکر بجلسی پر اسنے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے
پھری کنیزون گیسو دراز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمت گذاری حاضر تھین اُنسے کہا وہ مُوا عیار سامنے
کھڑا ہی میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سُنکر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُسنے

ہرچند چاہا کہ بھاگ جاؤن قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز بدگور اُسکو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب
حرف زن ہوئی کہ کیون او موئے ناعیار پہلے تو نامہ دار بنکر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا
برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہوگئی ہی اری فحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہی ہم آئین نہین
تو تیری جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اُٹھکر آئی کہا چار طرف
بندوبست کرو کہ کوئی آنے نپائے مین اس موئے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا ای ملکہ اتنی سی
بات پر خفا ہو گئین اَب تو ہمکو ظریف کہتی تھین ظریف تو نہین معلوم کیا کچھ کہتے ہین اچھا اگی ہمین چھوڑ دیجیے
پھر نہ آئینگے اُسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی دو مرتبہ رہا کر دیا یہ تیسری بار ہی اب رہا ہونا تمھارا
غیر ممکن ہی یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسپر سحر پڑھکر دم کر اور ایک طمانچہ مار کہ سر اسکا اُڑ جاے
کنیز بدگور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی بس بہ رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ ای
خالق جان و تن اِس طمانچہ سے کہ طمانچہ دست ملک الموت ہی مجکو بچالے دعا اِسکی قبول ہوئی یعنی
قران جو نقب کھود رہا تھا اُسنے نقب کا سراز یر تخت صنعت آکر توڑا اور فکر مین عیاری کے تھا کہ
کیفیت گرفتاری برق سب اُسنے تخت کے نیچے ٹھہر کر معلوم کی اور دل سے کہا اب توقف کرنے سے
برق مار ڈالا جائیگا نکلکر لعبدہ ساحرہ کے مار دے بس یہ سوچکر اسنے تخت صنعت دونون ہاتھو سے
اُٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ ماجرا کیا ہی اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچنا صنعت
حیران ہوکر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارا پھٹا اور پاؤن اسکا گڑھے
مین گیا اسنے تخت ایک سمت پٹک دیا۔ الڑا الڑا اُدھر تو صنعت نیچے اور تخت اوپر اُدھر قران
پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزون نے جو اسکی ڈراؤنی صورت دیکھی کہ بلند قامت سیہ فام حبشی
سر سے پاؤن تک خاک مین اٹا ہوا لعبدہ گرانبار لیے نکلا ہی بس یہ دیکھکر دو دُہائی کہکر بھاگین لیکن
قران نے دوڑکر لعبدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹگیا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا
اور صنعت جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اُسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا
کہ بیہوش ہوگئی اور بارگاہ مین اندھیرا مرگ ساحرہ سے ہوگیا قران اور ایک آدھ ساحرہ
کو اُس اندھیرے مین مارکر بھاگا کہ صنعت جو تخت کے نیچے سے نکلیگی تو آفت برپا کر دیگی پس یہان
ٹھہرنا نہ چاہیے یہ سمجھکر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سر لخچہ فراکر بھاگا اور یہ اُسی نقب مین کود کر داخل

اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گھبر گھبر کہتے دوڑے اور کچھ
کنیزون نے سحر سے روشنی کر کے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹایا اسکو
بیہوش پاکر تیمارداری مین مصروف ہوئین اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر
کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے تھے اور سحر سے مشعلیں اسقدر روشن کی تھین کہ دن سے زیادہ وہ رات
روشن تھی بس برق جو بھاگا گیسوے ظلمات جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر
لیے طلایہ پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ عیار سراچہ پھاند کر بھاگا جاتا ہی بس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی
کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بارگاہون اور خیمون کی گردش دیتا یہ جاوہ جا
اس لشکر سے نکل کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوے ظلمات نے دیکھا کہ یہ عیار نکل جائیگا اور تو
ایسا بدحواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑ لے یہ تجویز کر کے ایک ساحر
سے کہا تو پنجہ بنکر اس عیار کو اُٹھا لا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب
پہونچا دو چار جمعدار رسالدار سردار جو پہرے پر تھے اِسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے
تھے کہ ساحر فرستادۂ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کر لیچلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوئے پس فوراً ابکاری
پکارا کہ ای پنجۂ سحر چرخ تو وقت پر آکر پہونچا نہین تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ
ہین تو جلد مجھکو نکال لیچل یہ عبارت جو ساحرون نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست
کا بھیجا ہوا ہی اسکو نکال لیجائیگا بس فوراً نارنج و ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کہ بنا ہی اسکو مدلین
عیار تو سحر جانتا نہین کہان جاسکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوئے ساحر پر لگا کہ وہ جلتا ہوا
زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹکر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اسپر آ پڑے اور چاہا گرفتار کرین
اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُسنے پہونچکر اپنے بھیجے ہوئے ساحر کو قتل ہوتے دیکھکر ان
سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ ای نالائقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا
یہ کہکر آمادۂ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نشیب کیطرف
جا کر پوشیدہ ہوگیا ادھر گیسو ساحرون سے فقرہ دیتا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات اِن
عیارون کو بنا لینا آتی ہی بس اُن ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر چرخ روانہ ہوا کہ مبادا اُس
عیار کو اُسکے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طی کرچکا تھا کہ قران نقب سے صحرا مین نکلا اور وہانسے

سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان صرصر و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہی اسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور از بسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سردارون کو طلب کر کے مستعد بیٹھین تھین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سر پہ آئی پیتوں پایا اور صرصر نے انکو دیکھکر بخندہ پیشانی کہا کہ مبیت کہانسے آتے ہو ای مرچیان مین تمپہ سو جان سے آج قربان ہتھاری رفتار فتنہ زا نے کیا کہان آج حشر برپا عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھکر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہی کہ گولا اُس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر گولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد گولے مین ہوگا اور ہمین وہ بیدرد یاد کریگی یہ حال سُنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا ای ملکہ تخت کے لُٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہی گو وہ ساحرہ زبردست ہی لیکن ادبار آچکا ہی اب اُسکو انشاء اللہ تختۂ تابوت میسر ہوگا صاحبقران اُس شیطانیہ کے لیے فرشتۂ عذاب خدا بنگئے ہین یہ ذکر ہر ایک سردار کر کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض سا ہوئے کہ ای ملکۂ دوران بادشاہ جہان ابیات

شہا ملک و دولت رہے برقرار	عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار	تری فوج سے گیسوے رو سیاہ
ہوا آگے اسوقت ہی کینہ خواہ	لیے ساتھ ہی اپنے بارہ ہزار	سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے اور ملکۂ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران سحر پر سوار ہوئے تمام لشکر تیار ہوا آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا پچھلی رات باقی اہل اسلام جہاد کو بھی بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزا کی مشتاق شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب شمشیر مین سر جھکائے تھی آیۂ نصر من اللہ زبان پہ لائی تھی زبان دعا کیصورت تھے یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتے تھے کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سناہائے نیزہ زبان پیر دستگیر تھین علم بسان حاجتمندان دعا کو سر کھولے پھریرون سے حاجت خواہون کیطرح دامن پھیلے کلہ ہائے عمود بصد تضرع منھ پھیلا کہ ای ناصر حقیقی دشمن گھی کی کھائے لب سوفار ہلتے تھے یا وظیفہ خوان

یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا دلون میں بہادرون کے ہوائے شجاعت ساحرون کے طائر اُڑتے مشعلہائے سحر فروزان یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا مین آگ لگی ہی یہ دہر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہی ابر کے لکے ہوا پر چھائے بیرون کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار چلتے آگ بہ برستے ناقوس پھنکتے کہ ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا
کہ تھا بحر پر جوش قہر خدا
فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے
جنھین کہتے ہین سب یہ جادو کے پتلے

اِس کر و فر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہونچا اور نارنج و ترنج چلنے لگا گردون کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانین جانے لگین گولے فولادی پڑتے تھے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین ایک گولا سحر کا ساحرہ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے رنگ ظلمت لیل مٹایا کہ ابیات

حجاب شب بنا دامن سحر کا
دگرگون ہو گیا عالم قمر کا
فروغ روشنی پیدا ہوا جب
مٹائی مہر نے نیرنگی شب

صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی اُسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان گولا ساحرہ مذکور کا بجھایا گیا تھا اور اُسکو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ لاکر عرض کیا کہ جلد چلیے نہین گیسو شکست کھا چکا ہی لشکر حریف غالب آچکا ہی ملکہ مذکور نے یہ سُنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے بزور سحر چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست ہی مثل افراسیاب اُسکے ہاتھون مین بھی حال نیک و بد ساعت کا معلوم ہوتا ہی پس اِسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب نہین مدد گیسو کے لیے بھیجدے یہ دیکھکر از بسکہ دردمند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس و مصاحبون کیطرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی نگاہ متفکر ملکہ کی پہچانکر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سُنکر حضور متردد ہین مجکو حکم ہو کہ مین جاکر تمام شاہی کا کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر بسان بوئے گل اُٹھی اور تسلیم کر کے چلی باغ حُسن اُسکا ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اُسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا ہر دم نگاہ اُسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہوائے وصال مین اُسکے گردش پذیر رہین تعشق گلہائے بوسہ مین شبنم منظر رویا کرین وہ اُسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا تھا قمری دل اُسی سرو حسن پر لوٹتا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منہ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطر ہو اور پھولون کیطرح باغ باغ ہو جائے نازکی برگ گل کہانتے یہ منہ لائے جو اُسکے لبون پر نثار ہونے کے قابل کہلائے

بیلا موتیا لا کھ اپنے تئین بنائے مگر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہی تمھاری ہر ادا مین یار اک عالم نکلتا ہی	فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہی مقید اسیر زلف اسکی بلا بر ہو زمانہ مین	کوئی انداز ہو نام خدا تیر مژہ بھی ہی نہ اسکا بل نکلتا ہی نہ اُسکا خم نکلتا ہی

بخچہ سحر کمر سے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور کچھ سحر پڑھا کہ صحرا کیطرف سے سترہ سو نازنینان قریب کم سن جوانی کے دن حسن مین یگانہ دہر لڑنے مین خدا کا قہر پیرہن سرخ پہنے چھوٹی چھوٹی کمانین دوش پر لگائے پیچ قوس مین اختر آئے تیر سونے کے ترکشون جواہر کی رکھے سامنے آئین یہ سب اس آراستہ سحر کی پتلیان بزور سحر بنائی ہوئی ہین کہ جہان یہ جاتی ہی ساتھ یہ بھی جاتی ہین اور لشکر سے ہٹکر صحرا مین ٹھہرتی ہین جب یہ سحر سے انکو بلاتی ہی جب آتی ہین اِس ساحرہ نے بڑی محنت کرکے مدت مین ان پتلیون کو بنایا ہی اور بغیر قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیان نہ مٹینگی فی الجملہ جب یہ پتلیان بصورت نازنینان طائران سحر پر سوار حاضر خدمت ہوئین آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیون نے طائران سواری کو اڑایا تخت ساحرہ مذکور بیچ مین روان ہوا ابر وسے ہوا یہ گروہ مہ جبینان اسطرح پر دازکنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر اُترآیا تھا یا جلال پر آفتاب تابان تھا ابر اودے اودے سر پر سایہ فگن تھے اور اُن گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے تو یہ ظاہر تھا کہ بجلیان بغل مین طپان ہین چھل بل سے اُن کج اداؤن کی بجلیان بھی حیران ہین کمانین دوش پر ہر ایک کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوا سے سحر کے جو نگے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن و ادا سے یہ بہر رزم لڑنے والے سب چلتے تھے جب قریب جنگگاہ یہ لشکر پہونچا یہان گیسوے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ اُن ابرو کمانون نے قوسہاے طلائی کندھون پر سے اُتارین اور تیر ترکش سے نکالکر بہر کمان مین پیوستہ کرکے لگا سترہ سو ناوک سحر ایک دفعہ سن سن کرکے چلا اور لشکر فرخ نشانہ خدنگ اجل بنا ایک ایک تیر نے پانچ پانچ ساحرات کے سینون کو توڑا پہلے ہی حملے مین ہزار ہا طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بروے ہوا تخت ٹھہرا کر قائم ہوئی اور کنیزین اُسکی چارطرف سپرین آڑکرکے کھڑی ہوئین لشکر فرخ سے بھی ناریخ و تریخ پڑنے لگے مگر کنیزین سپر وغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھین اور وہ پتلیان برابر ناوک افگنی کر رہی تھین بڑے غضب کا سامنا تھا تیرون کے سناٹے تھے باخزان اجل کے جھونکے گلزار لشکر پر آتے تھے

نخلہاے جسم بے برگ وبار تھے مرغ جان ہم سحر کے شکار تھے دل دھڑے آہ ایسی نکلی تھی کہ سینوں کے تیر بنکر پار تھی یا کسی عاشق ابرو و مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحرون نے بزور سحر سپرین پیدا کر کے آڑ کی تھین لیکن وہ تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزار ہا لاش میدان مین پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیرون کا مینھ برس رہا تھا ہر ایک مبارز جان بچانے کو ترس رہا تھا تیرون کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے روئین کھڑے ہین نہین دنیاے بیوفا کے سینے سے ارمان تمگاری نکل رہے ہین پر عقاب وطاؤس سے روے ہوا پُر تھا یا ہوا نے بھی پر نکالے تھے موج ہوا مین سونے کے تیر آتش کے پر کالے تھے بحر اخضر روے ہوا مین خلقت آبی کو خوف طلاطم تھا تیرون کا دریا ہوا پر بہ رہا تھا سر داران لشکر بہار جادوگرنیان ذیوقار اور ملازمان صرصر نامدار زمین مین بزور سحر سما جاتے تھے تیرون کی زد سے ہٹکر اپنی جان بچاتے تھے اُدھر گیسو کو جو مدد ملی تھی تو اُسنے آفت برپا کر دی تھی فوج مین بھگدر پڑا چاہتی تھی شجاعت شعاران عالی گھر پاے ثبات گاڑے لیکن گو دکے کنارے تھے یہ حال دیکھکر صرصر و بہار بزور سحر اُڑین اور تیر و دنشہ بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ اُسپر حملہ کرین اُسنے جو انکو قریب تخت پایا ایک بیضہ طاؤس سواری سامری کا اُسکے پاس تھا انکو زبردست جادوگرنیان جانکر جھولی سے نکالا اور سحر پڑھکر انپر مارا وہ بیضہ انکے قریب آکر شق ہوا اور اُسمین سے ایسی بوے بد پیدا ہوئی کہ نتھنون مین تیر بنکر ان دونون کے سمائی اُس رائحہ نے نتھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُس بو کی نہ لا سکین بیہوش ہو گئین اور قلابازیان کھاتی ہوئین زمین کیطرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کر لو کنیزین لپکی چلین لیکن کچھ لشکر عقب مین ان دونون کے بھی آیا تھا اُنمین سے چند جادوگرنیان جانبازی کر کے پنجہ بنکر بہت جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بیضۂ سحر کو زمین پر مثل بادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھا لیگئین آراستہ سحر نے کہا لیجانے دو آخر کہان لیجائینگی مین سبکو دم بھر مین مارے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب ناوک اندازان سحر ہوئی اب تو صرصر و بہار کے ہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے جرمت کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا نکلا بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کا ارادہ سینہ سپر کر کے دل پتھر کر کے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلو رحیار دست اور سر غمو سنا فرمان وغیرہ کائنات کے سحر کر کے تیرون سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر ذکیتا جاتے تھے تلوار سحر کی چل رہی مدت آچلی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم چل رہی تھی کہ بموجب نظم

چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ
بسے بیہش از رزم برگشتہ شد
نگہ کرد گارِ سپہر بلند
دیانہ بدریاے آب اندریم
برآمد وگر رہ غوِ کوس وناے

خروشی برآمد بلند از سپاہ
چنین گفت لشکر ببانگِ بلند
رہاند تن وجان ما زین گزند
یکے حملہ کردند ہر سو بہم
خروشیدنِ زنگ و ہندی درائے

ز سردار لشکر بسے کشتہ شد
کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
وگرنہ ہمہ پر عقاب اندریم
چو بر خیزد از جاے یغر دژم

ہنوز یہ معرکہ لگا تھا کہ تیر تقدیر اسلامیان کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہوکر سینۂ پرکینۂ دشمن کے پار گذرا یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکلگیا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی بصنعت عیاری مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی قباے پُر زر لباس زرنگار در بر کرکے دوپٹا زرتار اوڑھکر پائجامہ آب و تاب کمخواب کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ماں بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی اُسکو جانے پس ان ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بنادو اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بناؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لاے عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین چلین اس صورت بر طاؤس اُڑا کر بعجلت تمام رزمگاہ مین برق آیا اور ازبسکہ ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اسنے قریب آراستۂ سحر جب پہونچنے کی تدبیر دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہوکر پکارے کنیز بلند ہوکر بموجب فرمان صدا زن ہوئی کہ ای آراستۂ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تعریف تمھاری فرماتی ہین یہ صدا ساحرہ مذکور نے سُنی اور سر اُٹھا کر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت بڑھا کر چلی فوج تو لڑتی رہی اور یہ اُدھر مخاطب ہوئی جب قریب پہونچی ملکہ مصنوعی نے کہا ای آراستہ واہ واہ واکیا کہنا جیسا مین تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست کر دیا ساحرہ نے یہ تعریف سُنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی پھر کاہیکو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہر نذر ملازمان سرکار عالی قدر حاضر کرکے سر تفاخر اپنا تا بہ چرخ بازیگر پہونچاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خندان خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت پہونچایا وہ بنابر تعظیم تخت پر کھڑی ہوگئی اسنے کہا آؤ سہی کہ مین تمکو گلے سے لگاؤن میرا دل تمپر نثار ہوا ہی کہ تو نے بڑا کار نمایان کیا ہی یہ کہکر طاؤس تخت سے

ملا کر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت ادب سے سر جھکا کر قدمون کیطرف چلی اِسنے
سر اُسکا اُٹھا کر اُسکو گلے سے لگایا اس ساحرہ کا حسن و جمال پیشتر مذکور ہوچکا ہی برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا
مگر خیال کیا کہ یہ انگین پر از فتن و شور ہی یہ اگر معشوق حسین ہی تو ہیولا ضرر ہی حنظل کا پھل ہی اسکے قتل کرنے
سے اپنی زندگی مین خلل ہی یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُسکو گلے سے لگایا دو تین مچھیان جبین و رخسار کی لین
پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی اِسنے ایک
لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اسکے ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان اُسوقت وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت
نہین کوئی دشمن ہی بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اِسنے اتنی مہلت نہ دی
خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹکر اسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اسکے مرنے کا غلغلہ دار و گیر
برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جستکر کے
اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حربے سحر کے اسپر مارنے لگین اسکے ساتھ جو ساحرے صنعت کی کنیزین
بنے ہوئے تھے وہ سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ سترہ سو پتلیان
جو بصورت زنان خوبصورت تیر مار رہی تھین ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی سترہ سو ہوائی
ایکبار بر دے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار پوش ہنگام رزم شعلہ بھبوکا ہوگئین آتشبازی کے دیو کیطرح وہ
پریان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی سواری کے چرخی کیطرح چرخ مارتے پھرتے تھے
چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روے
ہوا آتشبار بلکہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر و تیر انداز ہر ایک فی النار تھا ادھر تو وہ ناوک فگن
جلین ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان پر رکھکر بلند کیا اور پکارا اے
افسران لشکر مہرخ سنو مہتر برق فرنگی ہان مار لو ان نابکارون کو افسر جو گیسوے ظلمات
سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سنکر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی اُدھر وہ ساحر جو مہرخ و بہار
کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جا کر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا اور بزور سحر
سناٹا مار کر جو لشکر مین آئین گیسو کو لڑتے پایا اور برق کو طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سُنا بس
مہرخ بجلی بنکر گری گیسو کو کاٹکر زمین مین اُتر گئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی
تھی پھر پڑی اور ہمراہیان گیسو جو چند ہزار ساحر تھے اُنھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحر اتنے

بری لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لاسکی بہت ماری گئی اور بہت ہزار دشواری جان سلامت لیگئی مہرخ جلیل
فتح وظفر بجواکر بھری برق عیار پہ زر وگوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا
کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کر وفر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سبکی جان بچائی مصرع این
کار از تو آید مردان چنین کنند + حاصل مرام دشت قتل سے لاشیں اپنے مقتولوں کی اٹھوا کر دفن کرائیں
میدان پاک وصاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پایگاہ ہوتی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار
بھی حاضر دربار ہوکر مصروف عیش وعشرت ہوئے ادس طرف کنیزان آراستہ سحر وفوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ
صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اسوجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اوسکا بہت بڑا ہے
اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اوسکا تحریر ہے چنانچہ ساحرہ مذکور میدان خیگاہ سے منزل
بھر پر ہے اور ملکہ حیرت بھی اوسکے آنے سے متصل اوسی لشکر کے اتری ہوئی ہے غرض کہ فوج ہزیمت
خوردہ نے قریب بارگاہ پہونچکر شور فریاد والغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اوسی کے
درد مین مبتلا پلنگ پر لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سنکر اوسنے کنیزونکو سامنے بلوا کر
جملہ کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اسوجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو منہ بگاڑا
کہ اوس کنیز کو ناحق مینے بہر رزم بھیجا اوسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دلمین وہ غصہ آیا کہ ہونٹ
چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جاکر اچھی طرح مصمم طور پر اجازت نسبت غارت کرنے ان
باغیونکی لیلون تو ایک لمحہ مین سبکو فنا کردون یہ کہکر ہر چند کہ دردمند تھی مگر تخت سحر پر بیٹھکر جانب باغ سیب روانہ
ہوئی اس اثنا مین صنعتگر قدرت نے صفحہ دہر پر نقش سواد شب سے بنائی ماہ واختر ورق سپہر پر منقوش

نظر آئے بموجب **نظم**
سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ
عروج شب نمایان تھا سر شام
عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ
ہوا دن سے طلوع اختر شام
شاہ طلسم شام کو تخت حکومت

سے اوسکر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت و
گلچین وابریق وسرمایہ وجنین وغیرہ پایہ بپایہ زیب کرسی و دنگل تھی شیشہ
آلات روشن تھا ایوان شاہی بہ برنگ عروس جوبن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا جاتا تھا کہ
صنعت جاکر پہونچی اس باغ وایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہوچکی ہے ساحرہ مذکور سیر گلشن دیکھتی
ہوئی قریب الیوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر ہونے دی اوس نے ساحرہ کے استقبال کو بھیجے

اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ آئینہ مین چھپ جاتا ہے تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا
ہوتا ہے سنرلون یہ دوڑ نکلتا ہے لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہے
ایسا کہ آجتک کسینے اصلی افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہے مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور
صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اوسنے پایۂ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کرکے پایۂ چہارم پر متمکن ہوئی
بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ درد مند تو معلوم دیتی ہے اور فکر مندی بھی چہرہ سے ظاہر ہے اسنے کیفیت حملہ
اپنے تخت اولٹنے اور کو لالوتی کی بیان کرکے حال جنگ و قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز واسطے
حاضر خدمت ہوئی ہے کہ آپ اجازت بربادی لشکر نمک حرامان عنایت فرمائین کس لیے کہ حضور اونکے یکبیک
قتل کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے ہین جانتی ہون کہ جناب اونکی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہین شاہ
نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہے مین سمجھ لونگا ان سبکا مار ڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہے کہ جیسے چیونٹی یا
کھٹمل کو مل ڈالتے ہین صنعت نے عرض کیا کہ اب مجکو تاب نہین ہے اگر حکم جنگ ملازمان شاہی نہ دیجیے
تو مین چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی ہون بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا
اختیار ہے ابھی جاکر مار ڈالو ساحرہ یہ سنکر اوٹھی شاہ نے خلعت عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے
لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ ملکہ حیرت ذیجاہ مین جائیگی
یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا کہ چار سو کنیز حسین خوش اندام تخت لیکر حاضر ہوئین
یہ سوار ہوکر دریائے سحر کے پار اتری اور بارگاہ حیرت مین آئی اسنے بھی تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب اپنے
ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ شل شار جادوان تم بھی مالک ہو تمسے بھی اطلاع کرنا ضرور ہے
بادشاہ سے جاکر مین اجازت لے آئی کل لشکر نمک حرامان مین کل برباد کردونگی تمہاری اس امر مین
کیا مرضی ہے حیرت نے کہا اندھا جب تیاپاے جب دو آنکھین پائے مین تو اپنے خدا سے چاہتی
ہون کہ یہ باغی مارے جائین دیکھا چاہیے کہ ساحری وہ دن کب دکھاتی ہے جو یہ دشمن
غارت ہونگے مجکو تو یہ امید نہین کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت نے کہا اگر یہ امر ہے
تو کل ذرا تکلیف فرما کر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشا رقص بسملان عدو دیکھیے اسے
ملکہ اون سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اونکی تا حشر مضطر و بیتاب رہیگی یہ کہکر وہان سے
اپنے مقام پر آئی اور از بسکہ رات زیادہ آچکی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازموں مین کی

ایک ساحرہ عجائب جادو نام کو طلب کر کے حکم فرماہوئی کہ اے عجائب تم جا کر لشکر مہرخ کی راہ روک دو
اسلئے کہ صبح کو مین جب حملہ کرون تو وہ بھاگ نہ سکین اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا کہ صرف سر
کاٹ لینا باقی رہجاے اور کچھ زحمت لڑنے بھڑنے کی مجکو نہ ہو۔ ساحرہ مذکورہ یہ حکم سنکر باہر بارگاہ کے
نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لون پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے مین دشمن ہوشیار ہو جائینگے تو اکیلی کیا کم کرے
سبکو غفلت مین اندھا کردے صبحکو ملکہ آکر سر کاٹ لینگی یہ تجویز کی تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام
عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت مین تمام سے موجود تھا اوسکے سامنے صنعت آئی اور
حیرت سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ مین گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سنا اور جب وہ اپنی
بارگاہ کیطرف چلی یہ بھی اوسکے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ مین چلی گئی یہ نجاسکا مگر متصل بارگاہ پھرتا
رہا کہ دیکھون اب یہان سے میرے لشکر کیطرف لڑنیکو صنعت کیونکر جاتی ہے غرضکہ اسی فکر مین یہ ایک جگہ
بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ سے نکلی یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اوسکے قریب آیا اور کہا
اے ملکہ آپ دربار سے کیون چلی آئین کیا حضور نے آرام نکیا عجائب نے کہا مجکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے
ملا ہے اسوجہ سے مجکو اوسطرف جانا ہے ضرغام نے یہ حال سنکر چاہا کہ اوسکو کچھ فریب دیکر قتل کرے لیکن
وہ کچھ دور چلکر نظر سے غائب ہوگئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش مین اگر چلے اور لشکری تمہارے غافل
ہین اونکو کچھ ضرر پہونچا تو برا ہے چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیے یہ سوچکر وہان سے بھاگا
اور بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہے اسی باعث سے
دربار مین بہت رہتی ہے چنانچہ شب کا دربار برخاست نہ ہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ
سے جملہ کیفیت معرض بیان مین لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہے ہمارے دم مین جبتک دم ہے ہم بھی
لڑے جائینگے اس مین کوئی کیون نہ سب جانتے ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کرسکتے لیکن خدا
کے فضل پر بھروسا رکھتے ہین یہ تقریر سنکر برق عیار نے کہا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہے کہ خدا
تعالی ہماری مدد بھیجیگا کوکب کے یہان سے کوئی سردار آئیگا اور ابھی تو صحیح و سالم ہین ذرا جاکر دیکھتے
ہین کہ کون لڑنے آیا ہے مہرخ نے کہا کہین ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا نہو صنعت غصہ مین آکر اسی
وقت چڑھ آئے تو پھر نہایت مشکل پڑجائے اوسنے کہا اچھا مگر روز صنعت سے لڑنا پڑیگا پھر عجائب کیون
چھوڑین یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکورہ میرا لشکر غارت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے پس

اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیے اوسکے لشکر مین جانا بیکار ہے یہ سوچکر
قریب لشکر دشت و کوہ مین بہ ہیئت مبدل پھرنے لگا اس طرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب
لشکر اسلامیان ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار منقلین سحر کی جلائین اوسکے
سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور راش رائی سرسون پھل آگ دھتورے کی جلانے لگی دھوان اون انگیٹھیون
سے اوٹھنے لگا یہی دھوان بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا
اس ساحرہ کو پھرتا تھا اوسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہر کر جو دیکھا تو ایک ساحرہ
جوان بحسن ملیح و نمکین زیور جواہر اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہے عیار نے کو پہچان
گیا کہ یہی عجائب جادو ہے بس اوسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منہ مین دانت ایک نہین
گالون پر جھریان پڑین سر ہلتا بڑے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس
شکل سے اوس درہ کیطرف چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار ہو غارت ہوے اور ڈوبین نوج صاحب میری بچی کا
کولا لوٹ لیا سامری ان عیارون کا نام لیوا پانی دیوا نہ رکھیں میری لڑکی مارے درد کل سے تڑپ
رہی ہے یہی بکتا جب درے کی جانب سے ہوکر نکلا عجائب نے اسکا بیان سنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمھاری
بچی تھی جسکا کولا لوٹ لیا بڑھیا نے کہا ارے تو کون ہے جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اوسے
جانتا ہے ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہے مین نے اوسکو دودھ پلایا ہے عجائب نے کہا
بڑی بی تم میری بی بی کی انا ہو اور اسطرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے کہا ارے تیری ہوئی
کون عجائب نے کہا ملکہ صنعت نے مجکو راہ مخالفان روکنے کو بھیجا ہے بڑھیا نے سارا حال سنکر قربان
ہوکر سر سے پانوں تک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سڑن اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا ہوکر اپنی بلائی
کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس پشتۂ زنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھونپڑا ڈال
لیا ہے یہین پڑی رہتی ہون خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہے اب تم جو لشکر مہرخ
برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا اوسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے
کہا نہین جی امان یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی انا ہو میری بھی مان ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہان سے
میرے جھونپڑے مین چل آگ پانی پان تمکو کا آرام ملیگا اور جو نہین چلتی ہے تو جو کچھ کہہ مین لادون
اوسنے جواب دیا کہ نہین امان مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہے تسے باتین

نہ کرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا کام کر جلتی پان چلتے وقت اتنا بھولگئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے
کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہی کہ جو یہان چلی آتی ہین اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہی بڑھیا نے
کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہی اُس لائق تو پان نہین ہین اگرچہ تو پٹاری سے دو تین پان بنالاؤن ساحرہ نے کہا
نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اُٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سُکھ کلیجہ ٹھنڈک ہی۔ یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے
ہٹکر کسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُسکے پاس آیا اور کہا لو بیوی یہ
پان حاضر ہین اُسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ مُنہ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ
دُھوکا نکھانا سمجھ بوجھکر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور اُدھر عیار مذکور مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے
غائب ہوا بھاگ کر درۂ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان
کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی کہ بڑی خیرت گذری معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی عیار تھا
پس اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو درہ مین چھپ گیا تھا یہ
کنیزان صنعت کو دیکھ رکھا ہی پس اُنھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سنہری لباس
پہنا چاندی کی بجلیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جست و
خیز کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہی غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے
وقت پر آواز دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچلی تھین ساحرہ نے اسکی صورت
دیکھکر کہا اے نازک سحر تم کہان آئین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اُسکا نام نازک سحر ہی پس
اُسنے کہا کہ بی بی صنعت نے آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہی اور فریب
دیا چاہتا ہی ملکہ عالم نے مجھسے کہا کہ تو جا اور عجائب کو اطلاع دے پس مین اُسوقت اگر پہونچی تھی کہ
جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین
ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اُسکو دیکھیے اور فرمایا ہی حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہوا اُسپر عمل کیجیے
اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھکر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہوجائیگا یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا
اُسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو اُدھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر وہ ساحرہ زبردست تھی
کمند پڑتے ہی اُف جو مُنہ سے کرتی ہی کمند جلگئی اور برق پھر بیابان برق بھاگا لیکن ساحرہ بھی پیچھے دوڑی
اور درۂ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اُسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کردیے اور قریب جاکر قید کرکے درہ سے

باہر لائی اور کہا میں پنجہ دیگر چاہتی تھی کہ اُڑ سے اسلیے کہ کہتی آئی تھی ای موئے عیار میں تجکو پہاڑ پر سے نیچے گرا دونگی کہ تیری ہڈیاں ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے منت کہا کہ ای ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ ارے موڈی کاٹے تو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون برق نے پھر زار و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسیطرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی ناک پکڑ کر لمدی چٹکی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے تر سا لگا اور ہر طرف چھینکین آنے لگین آخر چرخ کھا کر گری برق اُسکے پنجے سے چھوٹکر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی پنجے کا دھر سحور رہا یہ گھبرایا کہ تو بھاگ نہین سکتا ہو اور پیر اسکے ساتھ ہین کہ آواز دیچکے ہین مبادا کوئی پیر اسکو ہوشیار کردے یا اُٹھا لیجائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس اُسی گھبراہٹ مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اُسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نتھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپکر فوراً ہلاک ہوئی غلغل دار و گیر برپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کردی برق کے پاؤن پھلگئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی لاش بوندلے اُڑا کر جانب بارگاہ صنعت لیگئے اور یہ سر دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحہ ہستی عجائب پہ حرف لا کر لبان سمند کلک اُسی کے لشکر کیطرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگ نامہ مین کیا سبق پڑھتی ہے لیکن اس عرصہ مین خامہ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر
لبان سے تبادل پُر زہر
چو بر گنبد چرخ شد آفتاب
برآورد صنعت سر خود ز خواب

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر سے برنگ خط باطل اُٹھکر چوکی پر گئی اور بعد الفراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اُسنے ہاتھ منھ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دسترخوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوون کی پلیٹین مٹھائیون کی طشتریان شیر برنج کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمرازون کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ بروے ہوا صداے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب کی صحن بارگاہ مین آکر گری پیرون نے سحر کے آواز دی کہ ای ملکہ برق عیار نے کام اسکا تمام کیا یہ سنتا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھوٹکر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا پیچ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید

اسطرح کانپنے لگی اور اسی غصہ مین کھانا چھوڑ کر مثل خاطر برخاستہ اوٹھی نفیر سحر اوٹھا کر دم دی جو ستہر لاکھ کا
کا لشکر پڑا تھا اسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق دراد رد ادر لشکر مین بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ
سنکر اولٹے پانون پھرا اور دوڑتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ دم سحر سر پر چبا نباتی پر آکر جلوہ گستر
ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکور نے بھی نفیر سحر بجائی یہان بھی جلد جلد کمر بندی ہوئی ساحر
طائران سحر پر سوار ہوے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اوڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار دوفرماں
و زلزلہ دلرزان وغیرہ پری آن وہان سے طاؤس ہاے زرین بال پر سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار نازنین
ہزار رنگ کی سجی دلاور تپتی ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتی نئی نئی آفت ڈھاتی جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید مہرخ بزد کرنا ے	تو گفتی کہ دارد دگر خاک پای
بفرمود تا مہد بر پشت پیل	ببستند و شد روی گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ ہندی درای	ہمی دل بر آورد گفتی ز جای
ز بس تخت پیروزہ بر پشت پیل	درفشان بہ کردار دریای نیل
بچشم اندرون روشنائی نماند	ہمان باردان آشنائی نماند

اسطرح تو یہ لشکر چلا اور ادھر سے جو ستہر لاکھ کا لشکر جب صنعت لیکر چلی زمین دلکنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ
کیا چشمۂ مہر گند لا ہوا خیمہ خورشید فلک کو خیرہ کیا العظمۃ للہ گویا آسمان خشت زمین پانون پیدا کر کے روان
ہوا تھا تر سولون کی نوکین چمکتی تھین با خیل انجم لیکر روان کیوان تھا کثرت سپاہ ز اندازہ اور نیرنجات سے تازہ
طلسم عالم درہم برہم نیرنگی افسونسے خاطر گیتی پریشان کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دنیا تہ و بالا ہوئی جاتی کہین
سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قاتان
مورونکا بعینہ چنگھاڑنا چیلونکا چلانا ساحران شیطان خصال دیو صورتونکا آگ برسانا سامری کرچی
کی پکار اژدر آتشبار صنعت سوار مشعلہاے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلۂ فگن ہر بن سے اوس قہر کے
آگ نکلتی غصہ مین گ بگولا بنی ہوئی سر پر ابر سحر چھایا مگر وہ بھی آگ برساتا در دشت چلا آتا اسطرح تیار یہ روانہ تھی

حالت فوج بیکرانہ تھی کہ نظم

جہان چون شب تیرہ و دیا بش گشت	ہمہ روی گیتی چو الماس گشت	ز پیکان و زگرز و زوبین و تیر
زمین شد بہ کردار دریای قیر	بیابان و تاریکی پیل و شیر	چہ جای دد و چہ نراتو دہاے دلیر

ز گردان شمشیر زن صد ہزار
تو شو چار صد بار شمر ہزار

ز جادوگران لشکرے بیشمار
بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ

سپہ را کہ دانست کردن شمار
سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر وارد میدان ہوا اودھر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اجڑا چرخ کہتا تھا کہ میری جا نہین ورنہ سر پر پانون رکھکر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہندوے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جاکر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہانتک روح قبض کرون امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن وہ رن کا پڑنا بزن کا ہونا ساحرون کے بیرونکا غل باجونکا شور ہوای سحر کا زور گوش فلک کر وا رہ گرد نرد دنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین امنگ مرگ ہمت خوفسے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد مہری کی تیزی یہ فصل بنی رہتی تھی کہ بمقتضائے ابیات

ہوا گرد کا بجے ڈنکے مچا شور
ہوائے سحر کا برپا تھا طوفان

دلونکا گھٹ گیا عبرت سے بس زور
زمین پر فوج سے ایسی تھی ہل چل

وہ آندھی تھی اوڑی جاتی تھی آسمان
کہ تھے لرزی مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوے اور نقیب نقابت کرکے ہٹے صنعت خود مثل بلائے بیدرمان و لسان غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی اور آتش بیانی دکھلانے لگی کہ اے مہرخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت سامری قدرت شہنشاہ جادوان کے مقابلہ مین آنے پیچ ہے جو فلک ذلت ہمین دکھائے کہ بیت رنگ بزم دہر ایسا ہو گیا بے قاعدہ + جو کھڑی رہتی تھی وہ اب ہین برابر بیٹھتے + اچھا اب آ میرے مقابلہ مہرخ نے جوابدیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی کسیکو مارنے آئیگا پھر وہ کہانتک ہاتھ پانون نہ ہلائیگا جو کچھ اوس سے ہو سکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزۂ نامور کرین تو کاہیکو ہم لوگ اونکے منہ چڑھین ہرچند کہ ہم لایق مقابلہ شاہ نہین لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزۂ ذیجاہ نہین ہم اونکے ملازم ہین شاہ سے لڑتی ہین ہمسے لڑنا نہین ہے بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسہ اونکا اور بیٹا اونکا قید مین شاہ کے ہے ذریعہ اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہی یہ تہ مقابلہ زلزل قاف باطل کنندۂ نیرنگ و افسون طلسمات ہے جنکو تم ایسون ہر لئے نوکرون کو لڑوانا ننگ و عار ہے یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے نکلا یہ اوسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان

جلوہ گر ہوئی ہزار ہا نقارے اور ڈھونسے بجگئے باجی کا شور تھا یہ سماں پہونچا ابر گرد آیا اور تمام عالم پر آکر محیط ہوگیا
اندھیرا چھا گیا اور اوسنے نعرہ مارا کہ ای مہرخ بھیج کسیکو میرے مقابلہ میں مہرخ یہ سنکر خود عازم میدان ہوئی
مگر مہر خمو نے کہا ای ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کریہی گی پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ تکلیف
فرمائیے یہ کہکر طاؤس اپنا اڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اوسمین سے آگ برساتی ستارے گراتی یہ بھی چلی کہ بموجب نظم

زدریا نہنگے بجنگ آمدہ است	کہ جوشنش چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد ز چرخ کبود	کہ در ارض و غبرا پراگند دود
برفتند چون باد گردان زجاے	خروش آمد و نالۂ کرناے

ہزاروں گھنٹے اس لشکر میں بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ
لاحر یہ دیکھوں تیرا حوصلا اسنے کہا میں کنیز مسلمانان ہوں سبقت نہ کرونگی اوسنے کہا میں قسم
دیتی ہوں اور مشتاق تیرے وار کی ہوں عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے وہ تو کر چکی میں بیٹھی تھی تو میرے
اصرار سے ہے مہر خمو کو دھوکے میں وار کرنا منظور ہی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اسنے
چھپا کر نکالا یہ نارنج مدت میں سحر کر کے اسنے بنایا ہے کہ توڑ اسکا نہیں ہے جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نہ رہیگا
پس غدر کرتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمسر شاہ طلسم ہے بڑی ساحرہ ہے اوسکے بیرون
نے خبر دی کہ ای ملکہ بچنا وہ اوس جلدی سے شیر پر سے اڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جلگیا اور
اندھیرا ہوگیا مہر خمو نے جانا کہ صنعت پر نارنج پڑا بس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا
صنعت روے ہوا سے پھر اتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کسکو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھ یوں
حربہ کرتے ہیں یہ کہکر ایک گولا فولاد کا اوسنے بھی مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آتی ہے کئی سو یون
اور ہر ساتھ لائی ہے پس اون بیرون نے اس گولے کو رد کا مگر سب بیر جلگئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین
میں سما گئی گولا طاؤس پر پڑ کر اوسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر مہرخ کے کھڑا تھا اوسپر
پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اونکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اونکا بھی خاتمہ ہوا اوسوقت وہ گولا سرد ہوکر
گرا اس عرصہ میں مہر خمو زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک
تنکا اوٹھا کر کچھ افسوں پڑھا کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار بنا طول میں وہ تلوار چالیس
گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑ کر مہر خمو پر چلائی اور ایک ہاتھ اوسپر لگایا اوسنے سحر پڑھا کہ کئی سو سپر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور

ہاتھ سترسپرین سامنے آگیئن لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر کب رکنے والی تھی پر بھی چلے اور سپرین بھی کٹین تیغہ تا دوابرو سرخمو کا سر زخمی کرکے اوترا اور وہ بیہوش ہوگئی اسنے چاہا کہ سر کاٹ لون اوسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کو سرخمو کے تاب نہ رہی سحر سے نیچہ بھیجا کہ سرخمو کو وہ اوٹھا لیگیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکے صنعت پر جاپڑی اسنے سحر پڑھا کہ سات سو زنجیر سحر کی درمیان مین آکر حائل ہوگئین یہ بیچاری کس کسکو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا تیغہ اسپر بھی تنکر لگایا اسکو بچنا دشوار ہوا بدقت تمام بچی مگر زخمی ہوکر بیہوش ہوگئی نیچہ سحر اسکو اوٹھا لیگیا اور مہرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھون مین اوتر آیا تخت پر سے کودی اور للکاری کہ باش او قحبہ تو نے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اونکو بچائے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری مین تیری ہی تو انتظار مین تھی یہ کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور دو بیڑیان نکلکر از خود پانون مین مہرخ کے پڑگئین اور یہ پابگل ہوکر ایک جگہ رہگئی لاکھ لاکھ افسون پڑھی کچھ نہوا اور صنعت تلوار پکڑکر چلی کہ سر کاٹ لون اسوقت بہار تاب لائی اور تخت اپنا آگے بڑھاکر پکاری کہ ای صنعت تیری ہاتھ مین تلوار ہے یا پھولونکی چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پراثر سحر تھا وہ تلوار پھولونکی چھڑی بنگئی اوسوقت صنعت نے کہا کہ ای بہار تو شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ غیر خاتون شاہ ہے اسوجہ سے یہ رتبہ تیرا ہے کہ تیری سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو تو چھوڑ دیتی ہون تجھپر سحر کرتی ہون اے بہار تیری پھولون کی چھڑی تیرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے میرے بدلے اس تیغ سے تو کام لے یہ کلمات اسکے بھی اثر دار تھے مہرخ کی تو پانون کی بیڑیان کٹ گئین اور بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا عیارونے کہ لشکر مین صورت بدلے کھڑے تھے دیکھا اور برق نے دوڑ کر کمند ماری بہار الجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کیا اور کندھے پر لاد کرلے بھاگا اور خیمگاہ سے خیمہ شکیل قمر تر تھا اوسی خیمہ مین لاکر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش کرکے آپ سمت میدان چلا اس عرصہ مین صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہورہا تھا اوسکی جانب اشارہ کیا ابر مین رعد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آئی شیشۂ دل سنگ ظلم سے چور چورا ہر ایک رنجور ہوا جسکی سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا نصیب پھوٹ گئی سنگ تفرقہ فلک پھینکنے لگا لیکن اس

آفت آسمانی سے عاشقان شاہد شجاعت کمان بجکر جاتی وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر شوریدگان دشت نبرد رزم کی
پھٹ رہی تھی عشق شیرین کارزار میں ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا نقشہ بگڑ گیا تھا بزم زمان
سحر تھی لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگباری مثل ژالہ
باری ہونے لگی مزرعۂ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر پالا پڑا عجب ظالم سے پالا پڑا خرمن زندگی برباد تھا
ہستی بسان سبزہ روندا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ نظم

زگردون پے سنگ بارید وخشت	پراگندہ گردید لشکر بدست
زلشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم	سر نامداران از و پر ز خشم

برپا ہوا ادھر بت پرست نے مسلمانوں کے لیے ابر کا احاطہ منزل بمنزل تک کھینچا کہ بھاگ نہ جائیں اور آپ ہی
چالیس گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کیطرح وہ تیغ سحر چمک چمک کر گرنے لگی صفین کی صفین قلم ہونے لگیں
ساحران نامی سرداران گرامی سر پر سپرین سحر کی آڑ کیے تھے مگر بچتے نہ تھے مہرخ و نافرمان دلزار
و زلزلہ وغیرہ سبکے سر پھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے جو بھاگ گئے تھے حملہ آور تھے
اور بڑے ساکھی سے لڑ رہی تھی ادھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غٹ پٹ تھا
تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزاروں مارے گئے کشاکش نفس تھی رشتۂ حیات قطع تار نفس کا
جھولا پڑا موت سے محبت کی پینگ بڑھ گئی ہستی و مرگ کا اس جھولے پر سامنا خوف یہ کہ ادھر ہوئے یا ادھر
ہوئے ارض و سما ہر ایک کی نظر میں ہنڈولا آخرت سے دنیا میں دنیا سے آخرت میں آنا جانا حال زبون
نوبت دگرگون سر پھٹا ہوا چہرے پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک پیرہن پر زرہ پرزے پرزے اور
ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند نہ جائے گریز و فرار نہ طاقت رفتن و
ماندن فتح و ظفر کا خیال منزلوں دور دل ناصبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ بچانا یا ایزد
سبحان عجب طرح کی کشمکش میں جان کہ بموجب ابیات

نہ بینی کسے تاج باشد نہ گاہ	نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ	نہ پیر و جوان ماند ایدر نہ شاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ	تباراج بینی ہمہ زین سپس	نہ بر گردد اندر زرنگ شاد کس
دریغ این دلیران چندین سپاہ	کہ با فر و برز اند و با تاج گاہ	یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ بگرفت زان روی خورشید زنگ	کشیدند شمشیر و گرز آن سران	بیامیخت باہم سپاہ گران

سپہبد چنین گفت با سروران | کہ ای نامداران جنگ آوران | کہ امروز در کار چستی کنید
بمردانگی بس درستی کنید | وزان پس بنالید بر خاک روی | چنین گفت کای داور راستگوی
توئی آفرینندۂ آب و خاک | برین زمرہ دیوان ز ترس و باک | مراده تو فیروزی و فرہی
بمن تازہ کن تخت شاہنشہی

مہرخ بیچاری بصد خستہ حالی و بہزار تضرع و زاری درگاہ باری مین دعا کر رہی ہی یقین ہی کہ کچھ دیر مین سب مارے جائین خدا انکو بچائے اب انکو اس مصیبت مین چھوڑئیے اور شمہ حال مبارز میدان عیاری سنیے یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بران کے پاس ہین کبھی سیر طلسمات کیے بسر اوقات کرتے ہین اور گاہی ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہین دن عید رات شب برات ہے ہر وقت نئی رہتی ہین ایک روز اسی عیش و سرور مین تھے ایک چیلا سونے کا شیر پر سوار وارد ہوا اوتر کر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوف نے اوسکو بنگاہ مہر دیکھا اوسنے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ ای فرزند ہمنے بیضہ عقاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہی پس وہ فتحیہ بڑی زبردست ساحرہ ہی تمکو لازم ہی کہ خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش مین آؤ کہ وہ راہ سیر ظلمات طلسم کی ہی اور اوس راہ سے ایکدن مین انسان طلسم ہوشربا مین پہونچ جاتا ہی چنانچہ اوس باغ مین مین بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کردونگا یہ نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کرکے بران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہی ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ پیر باری مین کیا حکم شاہ ہی ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کیجاؤ گی یہ سنتے ہی مخمور ہر ایک سے ملنے لگی عمران و مجلس و اختر وغیرہ گلے ملکر رونے لگین ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اوس راہ سے بھیجے جاتے ہین کہ یقین ہی ہمیشہ آیا جایا کرینگے اب بادشاہ پاس تم جانے دو دیکھین کیونکر رخصت ملتی ہی یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر یکہ و تنہا بزور سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرائیے گا نہین مین آپکو لیے جاتی ہون خواجہ کی متوحش ہوا آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینو نشان ہی بلکہ غیرت دہ گلزار جنان ہی گل ہر رنگ کے کھلے ہین نازپروردگان گلشن صد شاخ مین جھولتے ہین دایۂ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہی اطفال غنچہ کا آب طراوت سے منہ دھلایا ہی چشم نرگس مین زلف سنبل کا سرمہ لگایا ہی یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہی دامن ابر بہاری کا سایہ نبات نبات کے سر پر

بصد رحمت تھا جھار سر پر نہالوں کے ہاتھ رکھے بہزار شفقت تھا بلبلوں کا چہچہانا لوریان دیکر گود کان گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہکر بہلانا کلیوں کے کمرے نکہت گل کے لیے جو زری بچھونے تھے سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھکر پوچھتی کہ یہ کسکے نونہال ہیں زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہیں عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق میں ہر صبح گلچین کو ملتا رزق کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخوں کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے نیکھا جھلنا تھا کہ نظم

نہ ہو بادِ طراوت سے بسکہ ہے معمور
پری رو کے بتا بے جو کوئی کھولی فال
سمایا ارض کی طینت میں بسکہ جوش جود
لٹایا نقرہ و زر بے ہزار ہا مثقال

نہیں نہ دیتے دھر اگر ایک لمحہ بھی اطفال
سمجھو نہر و نہیں یہ آب سیمگوں کا جوش
ضمیر خاک بہ فیض سے تھا جو مالامال

طبیب نبض جو دیکھے خبیون کی تشخیص
چمن میں خرمن گلہائے تر کر دیتا خیال
بسان دست کریمان گنج گوہر بخش

عمرو کو بہران سیر اوس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی خواجہ نے اوس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو رو بروے اپنے پست تر بتاتا تھا دیواروں میں جواہر بچے کیا تھا گنبد آسمان مینا رو نیر اوسکی بلا گردان تھا دالانوں کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے نیے سائبان لگے تھے اور نیز کچھ اندر دالانوں کے طاق و محراب نہیں محراب ابروان بتان ہندِ قصر عالم کو شرماتیں کہ بموجب نظم

عظیم الشان مگر وہ استعدر تھا
بہت اچھی بہت بہتر وہ ساری
گران قیمت طلائی کار کا فرش
لگے تھے ہر طرف گویا کہ اختر
دھری تھیں زرنگار جو کرسیان در
فزون تھا برق سے بھی اونکا عالم
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
کمر باندھے نے خدمت تھیں تیار

نہیں ہوگا زمانے میں اب ایسا
عجائب نقش مینا رنگ ہر کام
کہ ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش
جسے دیکھا وہ تھا قیمت میں یکتا
نہ اوس پر کر سکے انسان بھی غور
گران قیمت بھر اوسکے بعد اک تخت
زہی شوکت زہی حشمت زہی جاہ

پڑے تھے ریشمی دالان میں پردے
برابر ایک سا آغاز و انجام
جواہر لعل و یاقوت و در و گوہر
چمک کا حال اونکی میں کہوں کیا
نظر پھسلے دم دیدار ہر دم
میسر جنکو ہو اوسکے رہے بخت
ہزاروں نازنین ماہ رخسار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھکر سر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اوتر کر بڑھا خواجہ لب پر توصیف وا کرکے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا و صفت سر شاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو باجاہ و دولت تم سلامت
الٰہی تا قیامت تا قیامت
تمھارے لطف نے بندہ بنایا

بہت ہمنے یہان آرام پایا
تمھین شاہنشہ دوران ہین کہتی

نہایت عادل و جرار ہے شاہ
تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے

زمانہ خلق ہمت سے آگاہ
کوکب نے بھی زبان مدارات

بیان سے درفشانی فرمائی اور وصف خواہر مین زبان وا کی کہ اے شہنشاہ عیاران عالم زہی احسان آپکے شکریہ یہ حقیر کیا ادا کرے کہ **نظم**

وہ بولا مین فدای لطف احسان
یہ دولت ہی بڑی بدلے مین کیا دون

ہوی جو آپ میرے گھر مین مہمان
مگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور

عوض اسکا مین کرسکتا نہین ہون
جہانتک ہوسکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکر لیجا کے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون تپاک ظاہر کیا کیے پھر بادشاہ نے اپنی دختر پران کیطرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اوٹھکر اسی ایوان مین ایکطرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزان بہشتی پیکر حور تمثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اون کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی تھی تاج اور مالاے گوہر آبدار رکھے تھے کہ **ابیات**

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
درم سے بڑھکے تھا ہر ایک گوہر
پیالہ اوسمین بہت کم عرض مین تھا
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا
خواص اوسمین بھی تھے صدہا مین
وہ کچھ کا خوشے کے دانے تھے یکجا
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہین آتا تصور مین وہ دیکھا
اوسی مین ایک تھی تصویر کندہ
بھلانے دار اوسکے سب کو رستے

زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی وہ لکا
پھر اوسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال
نہایت خوب اور بہتر تھی وہ شے
مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بدل خواہان جانکی دوست دشمن
بظاہر سب وہ لبتہ کے برابر
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب
عقیق سرخ کا دل ایک انگشت
کہ جسکو دیکھکر ہر دل ہو بندہ

بہت سے موتیون کی گرد جھالر
کہ اوسکے فلس کا مین کیا کہون حال
اثر اوسمین عجب انداز کا تھا
بیان کیا ہوسکے تعریف اوسکی
اسی صورت سے جو تھا اور تحفہ
نہین فرق ایک سی تھا ایک ہمسر
سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہ آئے کھولکر باندھو اگر مشت
کمان و تیر اوسکے ہاتھ مین تھی

یہ تحفہ جات خواہر کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذرخواہی کی اور کہا آپکو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ برا مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے ملاقات فرمایا کرینگے اب زیادہ زہے گا

یہان چلے آئیگا اور مین دروازہ اپنے طلسم کے ظلمات کا کھلوائے دیتا ہون ہمیشہ اسی سے آمد و رفت کیجیگا یہ مقام آگے
طلسم ہوش ربا اس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت
کوئی آمد و رفت نہین کرسکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر آ نہین سکتا اب مین وہ راہ
کھولے دیتا ہون لشکر ونکا آنا جانا اوسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی بران ہر وقت ہمراہ رکاب رہیگی مین بھی
بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا اب آپ تشریف لیجائیے بسم اللہ دیر نہ فرمائیے وہان مقابلہ شروع ہوگیا ہوگا یہ
کہکر بران سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچاؤ تم چلی آنا جس
تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد اور سیلان جادو کو لشکر دیکر بعید کردو فرآپ کے ساتھ کردینا ملکہ نے
یہ حکم سنکر عرض کیا کہ مخمور کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب تر ہوگئی اونکا
جی چاہے یہان رہین جی چاہے لشکر مین جائین ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے	مبارکباد نکلی ہر زبان سے
بہت راضی ہوا مسرور خرم	کہا ممنون بدل ہین شاہ کے ہم
مناسب ہے نہو کم رسم باہم	بہر صورت رہے ہر وقت مردم
کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ	جو کچھ درکار ہو کرنا ہمین آگاہ
کہ طرز دوستی جاری رہے روز	ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چلے بادشاہ نظر سے غائب ہوگیا اور بران خواجہ کو وہان لیکر چلی اوس
باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھے ایک دروازہ رفیع الشان بلند برتر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچکر
سحر پڑھا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریا زخار
کے اپنے تئین پایا کہ پانی اوسکا لطافت و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا صفا مین بسان چشمہ خورشید تابان
تھا قریب اوس بحر عمیق نے ذیابان کہ ایک چار دیواری باغ کی تھی اوس باغ کی دیوار پر ایک تیلا سحر کا بیٹھا تھا
شست ہاتھ مین لیے تھا ایک سرا اوسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے رو بسحر خواجہ لو اوس دیوار باغ پر برابر تیلی کی پہونچا یا
اور تیلے سے فرمایا کہ ارے موذی تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نکرلینا بولنا نہین تو مجکو دیکھکر
ہنسا کیون ابھی جل جا اس کلمہ سے اوس تیلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہوگیا ملکہ نے وہ
دوڑا آپ لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اوسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا

اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اسپر جان فدا کرتے مردم چشم چشمہ دہر اسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا فلک دریچ سنگین اسپر سے تصدق اتار کر دریا مین چھوڑتا سرطان کا رہنا قمر ترک کرکے اسی کے عشق مین پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی ہوئی اسوقت وہ پنجے پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ مین لیے تھے انھون نے اس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کیطرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا ایک پنجہ نے اس جام پر سرپوش ڈھانک دیا مچھلی بند ہوگئی ملکہ وہ جام ہاتھ مین لیکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اڑی اور ایک جنگل مین آکر اتری کوسون تک وہ صحرائے سبزہ زار نظر آتا جناب خضر کا دل وہین رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اس دشت مین تھی گویا صفحہ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اس غدیر کے سبزہ لگا تھا طراوت خضر بہار نام مرجان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سایہ فگن تھا میکشون کی جان اوس تھا زندون کے لیے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہوا سرد پانی کا لہرانا زلف لیلی کا پیچ کھانا نظر آتا میخوار کا دل جھومنے لگا لکھا ناظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش
وہ قوس قزح کا رنگ پانا
کہتے تھے پپیہے کھول کر جی
مینا سے فلک سے دی مے ناب

سبزے سے زمین تھی پرنیان پوش
کوئل کی وہ کوک مور کا شور
ہر شاخ پہ بیٹھکر وہ پی پی

بادل کا ادھر ادھر سے آنا
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
ساقی سحاب نے بعد آب

ملکہ نے کنارے اس نہر کے کھڑے ہوکر پکارا کہ ای سیلان جادو ای باران جادو حکم شاہ **کوکب** ہے کہ ہمراہ خواجہ **عمرو** بہ نیرنگ **صنعت وافراسیاب** جادو صدا دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی مین تلاطم ہوا ابر اور نہر دو ساحر بنگئے ملکہ نے جام و مچھلی کا انکے حوالے کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بنکر روان ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے بنتی ہوئی اسپر ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اسکے پیچھے پیچھے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہان ٹھہر کر ملکہ نے سحر چلہ دستک دی اور کہا ای **بجرین جادو** جو کچھ تیاری سواری خواجہ سلامتی ہو جب حکم بادشاہ تخت کی ہی اس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ درہ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوا کہ سب جھولہا زرین آراستہ فیلبان پگڑیان رنگارنگ کی سر پہ باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علمون کو جلو دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو ہاتھی اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب

اُنپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غریو چار دانگ عالم مین پھیلا ہوا دنیا کا دل ہلا ہوا
ہزار ہا نقارون پر وہ دال پڑتی نقارۂ چرخ کے شق ہوجانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی
اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحرون کا اور جادوگرنیون کا لشکر
پیدا ہوا کہ جادو کر جیہ دشکیل مرکبہاے پرند پر بعض سوا بعضون کے زیر ران شیر و پلنگان مردم آزار بعض
اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا بندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحر
حسین و کم سن لباس زرتار پہنے ماتھے پر قشقے صندل و سینہ در کے لگائے جھولیان بادلہ کی گلون
مین ڈالے طاؤس و ہنس و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زر و زیور مین لدین جواہر کی
پتلیان معلوم دیتین آپس مین چھیڑ چھاڑ کرتین طرفہ نیرنگ دکھاتین کنکری کو پہاڑ کرتین صحرا سے خزان
مین ظاہر بہار کرتین نکل گئین پھر ماہی مراتب جلوس سواری سامان ترک اور باد بہاری پیدا ہوا
پھر غول نقیبان خوش آواز کا نکلا اور ہزارہا پیادل و چوبدار صدائے طرقوا دیتا گذر گیا پھر چالیس
ہاتھی زنجیرہ بند لیے ہوے اُنپر ایک تخت گوہر نگین اور طاؤس ہر پایہ پر اوسکے جواہر کے بنے ہوئے
ظاہر ہوئے ہمراہ اُن فیلان فلک شکوہ کے ساتھ ہزار جوان سہراب قت و اسفندیار زمانہ تھا کہ
ہتھیار ہر ایک تن پر سجے اونچی نیچی مرکبہاے تازی پر سوار اپنی چھلبل دکھاتے مونچھون پر تاؤ
دیتے ہر ایک سے نوک جھوک کی لیئے کڑیان زرہون کی کڑکتین اسلحہ کی چقاچاق کا شور بلند
ہر ایک بالغ شجاعت نہال ارجمند سب سامنے ملکہ کے پہونچکر ٹھہر گئے ملکہ برّان نے لباس شاہی اور قبائے
فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیۂ شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جسکا ہر ایک شاہجہان محتاج تھا
قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم کہنا چاہیئے جسم مین پہنائی گئے بازودن پر اور مالے
گلے مین پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عنایتی شاہ موصوف سے یہ کام لینا اور رات سے
زیادہ وہان نہ رہنا چلے آنا اور جب آنیکا عزم کرنا ایک مرکب مین تمھین دیتی ہون اوسپر سوار ہوکر
کہنا کہ مجھے طلسم نور افشان مین لیچل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہے تمھین لے آئیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا
کہ ایک گھوڑا سازِ دیراق مرصع سے آراستہ طرار بھرتا خوش فعلیان کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا
خرام ناز اپنا معشوقان خوش رفتار اُسپر تصدق کرتے یال کی بٹی ہوئی کاکل پر زلف پر خم کی پیچ کشی
رگ کرم رتے کیا صفت اسپ جہان پیمان کی بیان ہو سمند قلم عرصۂ مدحت طے کرنے مین لنگ و شبدیز زبان کا

میدان میں چلنے سے عرصہ تنگ ہے اُس مرکب کو ایک پتلا سحر کا شاطر بنا ہوا گلسار پر لگائے گھوڑا دہانے سے کھیلتا جا کر قارزہ کیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک پتلا لایا اُنسے یہان لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش ربا کھو یا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھیون کو شعلو اگر تخت طاؤسی پر سوار کیا اُنکے سوار ہوتے ہی ہزار ہا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا نا قوس گھنٹے ساحرون مین بجے روح جمشید و سامری زیر زمین کانپ گئی غلغلہ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو اب جو دیکھا تو ایک ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ جاب ہاتھ مین لیے تھی اُسکے آنے کے بعد بہیر بنگاہ لشکر پیدا ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدھون پر لدی خراجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل وغیرہ ون پر اہمین بچھے خیام لشکریان وغیرہ بار کیے ہوا آئے خواجہ کو قلب لشکر مین تعجب نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ جہان بعظم و شان آگے بڑھا دستو باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اُس لشکر کے روان تھا لشکر پر عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا　　پئے تسلیم سب نے سر جھکایا　　سلامی کے لیے توپیں ہوئیں سر
بجا نقارۂ رخصت برابر　　بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ اک سر　　اُسی جانب کیا ہر خیل نے رو
گھٹا اُٹھی ہوئی تھی آسمان پر　　سیاہی سی تھی رخسار جہان پر　　گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
کمین آتش کے شعلوں کی لپک تھی　　چلا القصہ وہ لشکر بصد جاہ　　ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بہار نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ اے مہر سپہر عیاری تمھین خدا کریم کے سپرد کیا اللہ یار و مددگار ہو جائیے اور لڑائی فتح کیجیے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چلکر تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی دنیا بالکل کافور لشکر اُس اندھیرے مین اسطرح روان تھا کہ جیسے روشنی مین چلتا تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہو کر ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہین یہ بہران نے مجھکو کس مصیبت مین پھنسایا اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز ترا قے کی آئی اور بر روئے ہوا ایک چاند طالع ہوا جیسے

تمام دنیا روشن کر دی خواجہ نے دیکھا کہ اس چاند سے چہرہ نورانی اس ماہ منیر آسمان ساحری فلک
افسونگری کی مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دکھائی دیا اور اُسنے نعرہ بھی کیا کہ منم بران شمشیر زن
خواجہ گھبرانا نہیں میں آپکے ساتھ ہوں یہ کہکر وہ مانند شمع ایک خط کے بسان شعلۂ نیر اعظم ہو گیا اور وہ لکیر جدول
آب نور ہو کر دور تک رواں ہوئی پھر تو وہ راہ بآسانی طے ہوئی اور کچھ دیر میں تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا
میں داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمری کی صورت ہوئی اور اُسمیں سے صدا آئی کہ خواجہ ابتک تو میں آپکے
ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہوں خدا حافظ و ناصر طلسم ہوشربا ہے آگے آپکا لشکر آپ کو ملیگا یہ کہکر وہ قمری
بھی نظر سے نہاں ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والوں کا سنائی دیا کچھ دور اور بڑھے لشکر خرخ نظر پڑا دیکھا
کہ لڑائی ہو رہی ہے اب نوبت پہونچی ہے کہ بڑا ابر آکر فوج مسلمانان پہونچی ہے مگر یہاں بھی کوئی صورت بچنے کی نہیں
ہے کل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے آسمان ابر سے پتھر پڑ رہا ہے خیمۂ بارگاہ سب برباد ہیں ہزارہا لاش پڑی ہے
فرش مردوں کا بچھا ہے جو لوگ کہ زندہ ہیں اُنکو پیام مرگ پہونچ رہا ہے سر پر ایک کا فتق و لیں مرنے کا
تعلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے شعلۂ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب
نہ رہی تخت رہنا آگے بڑھایا اُدھر خرخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان نشان لشکر پر جو نگاہ
کی جان نکلگئی سمجھی کہ افراسیاب ہے اور لشکر بھیجا بس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون اب
خاتمہ ہے برق فرنگی نے کہا بیشک اب سب مارے گئے ہے ملکہ ذرا تامل کرو میں خبر لاتا ہوں یہ کہکر آگے بڑھا
اتنے عرصہ میں عمرو نے لشکر پہونچکر نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سنا اور
روئے زیبائے خواجہ دیکھا شادان و فرحان کلاں اُچھالتا دوڑا اور ملکہ خرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نو افشاں سے
خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر اُنہیں کا ہے یہ سنکر ہر ایک سردار کے جسم میں روح رفتہ پھر آئی اور سبب
ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہمت جان بچانے کی پھر آئی تھی یہ مژدہ عیار نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا
پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ میں خواجہ نے ایک گوہر نکالکر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر
گرگرا کر لشکر ملکہ خرخ پر سے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جا کر پتھر برسانے لگا ساحرہ نے دیکھکر گھبرائی جو
سحر پڑھا کہ وہ ابر دھواں ہو کر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کو کٹ کر دیا ہوا یعنی وہ چوب عود
آتش نارنج وغیرہ دیگر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین میں غرق ہو گئی ورنہ سر اُڑ جاتا خواجہ
نے فوج کو للکارا کہ ہاں لینا اس قحبہ کو اس اثنا میں صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسی ہزار

تیغہائے سحر و حربہ ہاے دیگر بکڑ کر اوسپر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سنکر عیارون اور مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جادوگرنیون مین غلغلہ ہوا کہ ہم عمرو کی کنیزین ہین یہ نعرہ کرکے ہر ایک جو صنعت پر گرا اوسنے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ جام جسمین تصویر بنی ہوئی تھی نکالکر سامنے کردیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہوکر گر پڑا اور فوج نے صنعت کو آلیا اوسکا لشکر بھی آگرا پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

بہم چلنے لگی شمشیر خونریز دکھایا موت نے ہر فرد کو زور	لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس
صدائے قتل نے ہر سو کیا شور ہوئی مشکل کشیدن انفاس	

صنعت نے جوش غضب مین آکر زمین پر دوہتڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہ منظر و سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولا خس کا ہاتھ مین لیے تھا صنعت نے اوسکو دیکھکر ہاتھ اونچے کیے اوس ساحر نے وہ پولا اپنے منقل آتشین سے جلاکر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریاے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہوکر چلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رُکے اور پناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجین اوس بحر کی تا بہ کرۂ نار جاتی تہین فلک اپنے پورانے جھونپڑے کو بچانے کی فکر مین تھا شعاع آفتاب کے تنکے جلجاتے تو عجب نہ تہا وہ کولنا اوس بحر کا شعلہ تھا جو پُر غضب تہا عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم مین سارا لشکر میری جانب کا جلجائیگا بس اوسیوقت سے بھی ہاتھ اونچے کیے فی الفور دو ساحر پیدا ہوے کہ ہاتھ مین کاسۂ زمردین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے چنانچہ ایک ساحر نے اوس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پر بچہرہ تڑپکر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹکر پانی ہوے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریا تیار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپکر اس بحر عمیق مین گئی پھر تو وہ دونون ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلان و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا مین سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پریزاد اور آسمان پر سے پانی برسنے لگا زمین وہ بحر روان ہوا پھر تو دریاے آتش ساحرہ بجھنے لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونون بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اوٹھتی تھی دریا بھی صنعت کیطرح پیچ کہاتا تھا ابر تمام عالم پر محیط ہوا تھا مینہ کو سلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا مین روتے تھے اونکے اشکون کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل دیا تھا نالان ہو کر
آپ کیا جانین حقیقت کو مری رونیکی

لمولفہ
دیگر

اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہو کر
حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ ترے واقف

دم بھر مین وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوح بھی ایسا نہ ہوگا مالک بر و بحر نے بمصداق دعاے نوحہ کنندگان لشکر کہ (رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضاے آیۂ کریمہ (وفجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ یم بیپایان ملجاے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کنارا اور جہاز آنے اوسوقت وہ دریاے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت مین وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہرچند بیسے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر پر اوسکے سپر سحر کی سایہ کیے تھے کہ اپر منھہ نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر مین دریا کے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسیطرح کنارہ نجات کا ساحرونکو نظر نہ آیا جان بچا کر کنارے اوس بحر کے بھاگی اور ہزارون غرق دریاے سحر ہوئی اوسوقت عمرو نے زمین تیغ رکھہ لیا ایک دریا سحر کا جاری تھا دوسرا خون کا جاری تھا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین جو ڈوبکر اچھلتے تھے سوسن و مگر و نہنگ او چھلتے معلوم ہوتے تھے دریا بھی مینڈھے لڑا رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک نشر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا بیرون کا غل کرنا ناچخ ترسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا کہ قہار ذکر کرنے سے اوسوقت کے خوف ہوتا ہی ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہوگا تلوار و نیزی لہرین تھین سپرین سنگ پشت نہنگ تھین تیرون کا مینھہ برستا تھا ہر ایک جان بچانیکو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت ہو رہا تھا
جسے دیکھے سے رنگت سبکی بدلی
نہ وہ جرأت نہ وہ ہمت نہ وہ زور

کہ جیسے جس طرح تھا قہر برپا
گھری وہ ہر طرف سے بت یکبار
زمین و آسمان سے اک اوٹھا شور

اوٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی
قدم اوٹھنا ہوا اوسوقت دشوار
غرض کہانتک عرض حال کرون

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر حیرت گیا اور صنعت کو لوگ منت تمام کھینچکر کہ اے ملکہ ایک دن کے سوا ٹھہ دن ہین پھر سمجھہ لیجیے گا میدان سے ہٹا لیگئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جا

بجا لیگئی لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر ٹیڑا ویرگیا برق وسب عیار اور مہرخ مع جملہ
سردارون کے خدمت عمرو مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو
گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اوترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ سے ملحق ہوکر لشکر خواجہ کا اوترا
وہ ابر گھٹکر ایک ٹکڑا بنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہوکر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پریزاد دوسی دریا تیز
رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر
مین چلیے وہان سب منتظر قدم بوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی پھر کوکب پاس جانا ہے
ایک رات کی مہلت ملی ہے مہرخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور پہلے خیمہ
شکیل مین جاکر ملکہ بہار کو بیہوش پاکر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ کو
ہوش مین آئی اور خواجہ سے اوٹھکر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آکر بیٹھے جلسۂ عشرت جمگیا
ہر ایک بیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا کاشانۂ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہان ٹھہر کر
خواجہ اوٹھے اور سب سردارونکو ساتھ لیکر اوس بارگاہ کیطرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوے
یہان آکر جو دیکھا تو دریائے سحر جاری ہے ماہی پریزاد غرق دریا ہے خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ
کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر اوترا ہوا ہے قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک کنگرے مین
جھالر سالک گوہر کی ہے خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی ہے وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے
دنگل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی گسترہ ہین صحن بارگاہ مین جال موتیون کا کنگیرہ کی طرح کھنچا ہے
اوسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہے کمی سوزنیہ کا ہے سامنے بارگاہ کے بازار کھلی ہے ایک طرف سنہری
ایک سمت روپہلی ہے دوکاندار لباس اوسی رنگ کا پہنے تھے چھڑکاؤ ہو رہا تھا دھوم دھام
ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور
ہر ایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے
ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے
برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اونکی فرمائی کہ مرحبا
شاباش خوب خوب تمنے عیاریان کین حقیقت مین یہ گھاتین مجکو بھی نہ سوجھتین تمنے میری عزت
رکھہ لی حق تعالی اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے مجھکو دمبدم کی خبر

تمھاری پہونچتی تھی غرض بعد دلجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا
خلق و رخاطرداری کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اوسوقت مہرخ
نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہی مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدائی آج تک
تمھارے تصدق سی عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اسکی ہنسکر کہا کہ ای ملکہ شہنشاہ کوکب
کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر اب بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے
مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتی ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے
عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہو جائیگا یہ کلمہ سنکر برق عیار ہنسا عمرو نے اوسکے ہنسنے
پر کہا ای فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس محبہ صنعت کو مار ڈالوگے برق نے کہا یہ سب آپ ہی کی جوتیونکا
تصدق ہے فی الجملہ یہان تو ہر طرح کا ذکر و اذکار ہو رہا ہے ہر شخص داد عشرت دیتا ہے لیکن لشکر حیرت
کا حال سنیے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیاریان صرصر اور صبا رفتار
پہلے بھی بلاکر ڈانٹی گئی تھین کہ تمسے کچھ نہین ہو سکتا عیاران اسلام کارہاے نمایان کرتے ہین
پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھکر عیارنیان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سنکر بہت
فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کرکے غضب
بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر اول تو دوڑکر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ فسرہ
لشکر ہر مقام پہ اوتری ہوئی تھین انہین سے ایک جادوگرنی کی صورت صفحہ خیال پر منقوش کرکے
اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ و روغن عیاری سے لگاکر اوس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا
یعنی مانگ مین سیندور بھرا قشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری
ہوا ہے ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا ٹیکا اوسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رخسار پر لو دیکے
حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روے تابان غازہ گلگونہ لگاکر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک قلیچ پر
گوہر انجم بہر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ
اوس جلوۂ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ غزل

جا نہین کی ادا سرو صنوبر مین نہین	کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر مین نہین	آب و تاب ایسی فلک کے کوکب اختر مین نہین
وہ جو اہر ہی نہین جو تیری جھومر مین نہین	دھوم ہے ای یار تیرے حسن پر آشوب کی	خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین

جانتا ہے جسنے جھوٹا انکا پانی پی لیا
آئینہ اسطرح کا گور سکندر میں نہیں

ایسی خیری تو آب حوض کوثر میں نہیں
قدر کھوئینگے جواہر کی لب دندان یار

نقش پاے یار کو تعویذ تربت کیجیے
رنگ ایسا لعل میں یا آب گوہر میں نہیں

جب لباس سجدہج سے آراستہ ہوچکی چارسو کنیزان گل پیرہن رشک چمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پر فن کے
لباس و زیور سے درست کراکر اپنے خیمہ سے نکلکر پہلے صحرا میں آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہوکر داخل لشکر
عمرو ہوئین اور اسیطرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہوکر لشکر میں آئی لشکر کا
عظم و شان جاہ و جلال دیکھکر انکو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار دربارگاہ
پر استادہ ہوئی یہان جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کوکب سے آئے ہین کسیکو پہچانتے نہین وہ سمجھے
کہ ملاقات کو خواجہ کی مہرخ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہین پس یہ سمجھکر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع
چارسو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہان سرداروںکا ہجوم تھا مبارکباد کی دھوم خواجہ تخت الماس پر
جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر عظمت دیکھکر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان
عیاروںکا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ میں یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات میں لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑ لیجاے
ادھر تو یہ فکر میں تھی اوس طرف خواجہ نے باتین کرتے کرتے جو گردن اوٹھائی سامنے ایک ساحرہ
حسینہ و جمیلہ کو مع چارسو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا ازبسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہین بنگاہ
اوّل یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیرزن ہے چنانچہ اوسکو پہچان کر اسطرح ادھر سے آنکھ چرائی
گویا دیکھا ہی نہین مہرخ سے مخاطب ہوکر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین صرصر ادھر اودھر ٹہلکر کھڑی
ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اوسکو نہ دیکھا پیچھے مڑکر
نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس اوہ کترا کر فوراً مثل دصرصر کے دربارگاہ
پر پہونچی اور وہان ٹھہر کر سوچی کہ مجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑجاتا معلوم ہوتا ہے کہ یون ہین پھر کر اوسنے
دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچکر پھر کرسی اور دنگل کے پیچھے سے ہوکر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پھر جو
پھر دیکھی سمجھا کہ صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تمنے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہے کہ عیاری کرکے گرفتار کرو
یہ تجویز کرکے بنظر خیال اوس جگہ کو خوب ذہن میں کرلیا کہ جسجگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جسطرح بیٹھا تھا
اوسی طرح بیٹھا رہا اور ہزارہا جادوگر حاضر تھے اونکی جانب مخاطب ہوگیا اور ایک تو تخت پر جو تکیہ لگا تھا
اوسپر کمند لیا اور ایک گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اسلیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکر

بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کرکے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی تو سنبھلکر
چاہتی تھی کہ جست کرے اسنے کمند آصفہ باصفا ماری کہ حلقہ اوسکی گردن و کمر مین صرصر کی پیچیدہ ہوے اوسنے
چاہا کہ جست کرکے حلقون سے نکلون اسنے جھٹکا مارا کہ وہ اوجھلکر گری یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران
کرسی پرسے اوجھلکر نہین معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبار فتار کھڑی تھی اوسنے کچھہ کہا نہ سنا
آتے ہی کمند اوسکے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہین اسلیے کمند مین
اوسی غفلت کیوجہ سے اوجھلکر گری اسنے گود مین اوٹھالیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہان جب عمرو نے صرصر کو
اسیر کمند کیا تو اوسکے ساتھہ کی چارسو کنیزین کہ سب عیار اور ساحر تھین لپٹالپٹا کمکر دوڑین لیکن یہان ہزارون
ساحر تھا سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھہ سب کو اسیر کرلیا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی
آج ہاتھہ لگی یہ کہکر صرصر کو گود مین اوٹھایا اور رخسار پر رخسار رکھکر کہا کہ جانی میرے آنے کی خبر سنکر مجکو
دیکھنے آئی تھین صرصر نے کہا ارے موے مین تجکو کیا آگ لگا ذ آتی ای عمرو واسطہ تیرا ایمان کا مجھہ سے
ایسی باتین نکر مین شہنشاہ کے یہان سے نکالدی جاؤنگی اور ارے بےغیرت تجکو شرم نہین آتی
کہ سبکے سامنے مجکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا ای پیاری عشق مین غیرت پانی پانی ہوکر بہ جاتی ہے کہ
بیت عشق تا خام ست باشد بستہ زنجیر شرم ٭ پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست صرصر نے کہا مین تیرے
عشق پر جھاڑو پھیرون موے خدا کرے تیرا منہ سڑ جاے جیسے تو نے مجکو پیار کیا ہی عمرو نے کہا
مین یہان تو ایک ہی رات رہونگا تجکو طلسم کوکب مین بھیجدیتا ہون کل مین بھی آؤنگا تیرے
ساتھہ مزے اوڑاؤنگا پھر جب یہان آؤنگا تو ساتھہ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مرے کو جھلسے
کیا مین ناٹھی نگوڑی ہون جو تو مجکو وہان بھیجدیگا خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا
کیا منہ ہی جو تو مجکو بھیج سکے عمرو نے اسکو گرفتار کرکے سامنے بٹھایا اور صبار فتار کو جو قران لایا یہ
دونون قید ہوکر بیٹھین اور عمرو نے ایک سردار اپنے ہمراہیون مین سے تجویز کرکے حکم دیا کہ ای ہما خوش
چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نور افشان مین لیجاؤ صرصر یہ حکم سنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ ای عمرو
مین اگر اس طلسم مین جاکر وہ عیاریان کرونگی کہ تیرا سب کھیل بگاڑدونگی شاہ کوکب تجکو نکالدیگا عمرو
نے کہا تو ملت کب پائیگی مین نزات اپنے پہلو مین تجکو رکھونگا میرے تیرے قرار یہی تھا ایک دن تھا کہ
ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب مین تجکو زیر کرچکا تجکو کنیز بناؤنگا صرصر نگی گالیان دینے

عمرو مسخرہ کرنے لگا یہان تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال افراسیاب سنیے کہ صنعت کو اجازت حرب
دیکر آپ بیابان نرگس زار سے باغ سیب مین گیا اور وہان سے پانچ چار چیلے روانہ کیے کہ خبر جنگ مجکو لا کر
دین چیلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ چیلے خبر لیکر شاہ طلسم پاس گئے اور پکارے کہ ظلم
ستم ہوا وہ مار ڈالی گئین بادشاہ سمجھا کہ مہرخ کو یہ کہتے ہین کیلیے کہ پہلے سے کہہ رہا تھا صنعت نے
سبکو غارت کر دیا ہوگا غرضکہ چیلون سے پوچھا ارے کون مارا گیا انھون نے کہا حضور صنعت نے جا کر لڑائی
فتح کی تھی مہرخ و بہار زخمی ہوئی تھین لشکر سارا تباہ و برباد ہو گیا تھا بارگاہین جل ہی تھین کہ عمرو
عیار طلسم کوکب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا اوسنے یقین ہے کہ صنعت کا کام تمام کیا ہوگا جب لشکر
ملکہ مذکور کا برباد ہو چکا تھا اوسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سننا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور کہا چیلے حرامزادے
بھی لشکر حریف سے ملگئے ہین جب ہوتا ہے اُدھر ہی کی فتح بیان کرتے ہین مین ان سب کو جلا دونگا یہ کہکر
باغبان وزیر ساتھ تھا اُسسے کہا ان چیلون کا بیان میری سمجھ مین نہین آیا تم مفصل دریافت کر کے
حضور مین عرض کرو باغبان چیلونکو علیحدہ لیگیا اور مفصلاً و مشروحاً جملہ کوائف جنگ دریافت کر کے
خدمت بادشاہ مین آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سنکر آگ ہو گیا اور گویا ہوا کہ اس مرد صحرائی کوکب
کی قضا ہی آگئی مین بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو کہ
کس عذاب الیم سے اوسکو ہلاک کرتا ہون خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم لسان مجنون بڑی دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز
کی کہ ایک نامہ اور لکھکر کوکب کو سمجھاؤن بعد اسکے پھر اوسکے ملک پر فوج بھیجون یہ سوچکر باغبان
سے کہا ہر چند کوکب میرا دشمن صعب ہے لیکن مجکو حجت ختم کر لینا چاہیے اور ایک ایسے زبردست ساحر
کو نامزد کر کے روانہ کرون کہ کوئی راہ مین اوسکو قتل نکر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف
لے نامہ سابق جو بدست قرطاس مینے بھیجا تھا وہ اوسکو پہونچا نہین یہ کہکر ایک بیضہ کمر سے نکالا
اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر طاق طومطراق دندان جادو نام رہتا ہے واقعی ابلیس کا
بچہ ہے بیضہ سحر تہ زمین طلسم پر اوسی ساحر پاس پہونچا تخت اوس شیطان کا پانی پر رہتا ہے اس طلسم کے
زمین کے نیچے بھی طلسمات ہے دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے انشاء اللہ بروقت فتح طلسم اور
داخلہ شہزادہ اسد مرحلجات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اوسکے پاس پہونچا وہ سمجھ گیا
کہ افراسیاب نے مجکو بلایا بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقہ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار

گرز ہاتھ مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن موسے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کیطرح کھڑے موسے سر کرختگی مین نکلے کیطرح تھے منہ کالا قد بالا کریہ منظر و بے حمیت د خود سر انتہا کا جاہل مست ولا یعقل شرافت اُس سے منزلون دور تہذیب و ادب اوس سے نفور کہ بموجب ابیات

اک انسان تیرہ رو اسمین سے نکلا	زیادہ نخل سے قد طول مین تھا	لب زیرین نے سینے کو چھپایا
لب بالا فراز دوش پایا	بشکل چشم پیشانی پر اک داغ	گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہی زاغ
وہ داغ ایسا کہ انگارا سا روشن	ایسی صورت سی سب کیفیت تن	بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر
دہن کیسی پہاڑون کے گلوگیر	جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے	

فرمایا کہ اے طوطراق ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نورافشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کسیکو نہ دینا اور اوسکے ظلمات کی طرف سے جاتا ہرگز کسی سے نہ دبنا اوسنے عرض کیا کہ سن لیجیے گا جسطرح مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اوس سے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے عنبر و مشک مداد مین حل کرکے تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختۂ گلزار بنایا داغی باغ پر بہار لگایا۔

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل مضامین جلالت آگین جانب کوکب روشن ضمیر خوش آیئن و پر تمکین لمؤلفہ

اوصاف مین سامری کے تقریر	کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر	یون کلک دوات کی ہے منھ پر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر	کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے	سرمست ہی کلک اسی صفت سے
ہو نے دو سو کی ہے خدائی	کب کفر سے سبکو ہے جدائی	ابلیس کے سب یہی ہین نائب
اللہ کی بندگی سے تائب	جسنے معبود ان کو جانا	رسم جادوگری کو مانا
کیا انکے بیان ہون اوصاف	اظہار ہے حال دل بصد صاف	ای شاہ طلسم نورافشان
اے ساحر ذی تبار و ذیشان	گلدستۂ بزم شہریاری	رونق دہ باغ کامگاری
دُر خوش آب بحر شاہی	غواص محیط آشنائی	ذیجاہ و عقیل و صاحب ہوش
شاہنشہ بر و بحر پر جوش	جو رسم ہے دوستی کی شایان	ممکن نہین جسکا ہے پایان
خدمت مین ادا انکساری کرکے	یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے	وہ چرخ بلند ہو مین اے شاہ

جادو کے ہین جسمین مہر و ماہ
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
جادو ہی کی جسمین اوٹھتی ہی لہر
کیا آئیگا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جاے
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
تبلاؤن شمار فوج کس سے
ہر اک جرار و صف شکن ہے
زور و قوت مین سب یگانہ
آگے اب کیا لکھون بڑائی
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد ہو تمھارا
ان باتونکو سوچ کے سمجھ کے
جلدی بھجوا دو پاس میرے

وہ باغ ہون جسمین سحر کے گل
وہ نخل ہون جسکے پھل مین جادو
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
میرے سائے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھون نشان لشکر
اشجار زمین کہان ہین اتنے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
سہراب توان و پیلتن ہے
اگلین جو ہم جنگ ایسا وہ زہر
مین چاہون تو خود کرون خدائی
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہی مجکو یا رذیشان
تجربے مرے پاس ہین بلا کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہمسے
بس ختم کلام ہے یہان پر

پھوٹے ہین ہزارون بے تامل
وہ بحر ہون جسکی موج ہے قہر
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہی
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب آب ہو جاے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آے
شیران ثریان سگان لشکر
ذرے نہین اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہین سحر مین نادر زمانہ
آنے لگے اژدہونکو بھی لہر
کب چاہیے تمکو مجسے لڑنا
تم اوس سے نہین ہو کچھ خبردار
چاہون تو ابھی طلسم سارا
کب مل سکین وہ بھلا کسی سے
اوس دزد عمرو کو قید کرکے
اقبال سدا تمھارا یاور

یہ مضمون لکھکر مہر شاہی سے منقش کر کے طوطماق کے حوالے کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر مرخص فرمایا وہ زادہ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدر وہم لیکر چالیس غول ساحر سے بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر وہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے ہین ساحر کے ساتھ ہین اور دراصل مین کوئی اژدر نہو غرضکہ بعد اوسکے رخصت ہونیکے افراسیاب پاس دو چیلے خبر لیکر حاضر ہوے اور بعد بجا لانے دعا و ثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہی اور اونکو طلسم نور افشان مین بھیجا چاہتا ہی یہ سننا تھا کہ

غضب بادشاہ پر طاری ہوا اور سوچا کہ عیار بچیان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس اسیوقت
سحر پڑھکر پکارا کہ اے ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روی ہوا پر سے اوترکر سامنے آیا اس ساحر
کا یہ قاعدہ ہو کہ ہمیشہ پردے ہوا اوڑتا رہتا ہی اور پرواز کرکے سناٹے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہے
پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر و صبا رفتار قید ہین
انکو اوٹھا لاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سناٹا بھرکر روانہ ہوا اور آندھی کیطرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب
بارگاہ خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان
اونکو بھیجین اس اثنا مین ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو و کمند آصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالہ ہما کر چکا
تھا کہ اونکو لیجائے پس وہ آندھی ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین
عیار نیونکی پڑا کہ اوٹھا کر لیچلا ساحران ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیار بچیونکو دیکھا کہ ایک ساحر
اوٹھا کر اونکو بلند ہوگیا ہے اور بڑی تیزی سے جاتا ہی یہ دیکھ کر پہلے بھی ہزارہا ساحر پرواز پیدا
کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین جیدہ و منتخب کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہی اوسکو مقابلہ مین
کوئی پرواز نہ کرسکا اور اوسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان
ہوے اور باران جادو جو ابر بنا ہوا دریا ہی ماہی پریزاد پر چھایا ہوا وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد
بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جو مثل نہر ایکطرف کو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا کہ جتنی دور تک ہنود
گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا کیلیے کہ
سناٹا بھرے جو آیا تھا تو دم ٹوٹ گیا تھا پس جیسے ہی یہ زمین پر اوترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو
سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ اے بحرین جادو یہ چوٹا جانے نپائے
یہ سنکر ہنود نے چاہا کہ مین اوڑجاؤن لیکن ایک جانب سے بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب
سے دریا پر اوبھر آئی اور ماہی تیر کیطرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود ا نے چاہا تھا کہ یہ اوسکے سینے پر
لگ کر پشت کے پار نکل گئی اور تڑپکر پھر دریا مین گئی اودھر شور اوسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو
کو اندھیرا ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اوس تاریکی مین عیار بچیان تو بھاگ کر درہ پہار
مین چلی گئین اور وہ دھوان لاش مین لپٹا اور اوٹھا کر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اوسی طرح
گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیار بچیان نکل گئین

اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاشہ ہنود وہان لیے ہوئے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت
نے اوسکو دیکھا کیلیے کہ یہ جو شکست کھاکر بھاگی تو صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ بھگیلی فوج اوسکے پاس
جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جاتے دیکھکر اوسنے سحر پڑھا کہ وہ زمین پر اوتر آئی اور بیر سحر کے
حال اوسکے قتل کا معرض بیان مین لائی یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت افراسیاب مین
گئی وہ بیابان نرگس سے اوٹھکر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور حال قتل ہنود اور اپنا شکست
کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اوسیوقت یہ کہکر اوٹھا
کہ اس نا عیار عمرو مکار کو ابھی جاکر نہ گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران نہ رکھا پس بحالت غضب شعلہ
بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کیطرف چلا یہ تو ادھر سے چلا اوسطرف کا حال سنیے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوش ربا
مین پہونچا کر جو پھری تو اوسی راہ سے قلعہ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے
ملول و غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد رخصت عمرو سر یر جہانبانی پر دار العمارہ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا
لیکن بیضہ عقاب جمشید طلب کر حال خواجہ معاینہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی
دیکھکر خوشنود تھا یہانتک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اوس بیضہ مین دیکھا اور از لبکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہی
یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے
آئیگا پس یہ دریافت کرکے فوراً اوسنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری
و اے سپہر عظمت و کامگاری آپ مجھسے وعدہ ایک روز کا فرماکر تشریف جانب لشکر لیگئے تھے گو
وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب ہی کہ بفور ملاحظہ نامہ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہوجیے
وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا ہی تو پھر چلے جائیگا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل بھی
چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہی لازم ہی کہ اس نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و
ممتاز فرمایئے زیادہ شوق ملاقات و بس۔ یہ نامہ ایک پنجہ کو سحر کے دیا کہ طلسم ہوش ربا مین عمرو کے
پاس لیجا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر
اوپر کوکب کی دیکھی بصد شوق واکر کے مضمون پر وقفیت پائی اور مہرخ وغیرہ سرداروں سے کہا
کہ خدا حافظ لو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجکو طلب کیا ہی اور یہ نامہ لکھا
یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آنا یہ ا

ظلمات سے آگاہ ہے تمہیں کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا پس اوسی مرکب کو آراستہ کراکر طلب فرمایا اس عرصہ مین سمند روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دشت سپہر طے کرکے مغرب کے تھان پر گیا کہ بموجب ابیات

ہوا خورشید پھر محتاج تمکین	یکایک شل بحت ناتوان بین
ردائے شام پھیلی جانب خاک	لگا ہونے پیچھے سامان افلاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر تو آپ جاتے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپنے کھانا نوش نہین فرمایا اسوقت کچھ تناول کر لیجیے خواجہ نے اونکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا لگاولون نے دسترخوان دیبا و پرنیان پر اغذیۂ لذیذہ و طعام شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے اوسطرف کوکب نے آمد خواجہ مین دیر ہونیسے پھر بصفۂ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ نے آنے مین توقف کیا ہی اور افراسیاب اپنے مقام پر سے اونکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہی یہ معلوم کرکے اپنی سرداروں سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ ای قیصر جادو و لے تسران جادو و ای فلان و فلان تم مین سے کوئی ایسا ہی جو افراسیاب کو جاکر روکے اور عمرو کو بچالے کسلیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہی و رانکی اسیر ہوا تو مارا جائیگا یہ کلمہ حاضرین دربار سنکر عرض پیرا ہوے کہ آپکے ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہمسے رک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور شل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کیطرف چلا لیکن افراسیاب مثل شعلۂ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور رکے بڑھا پھیلا دھڑ مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گران تھا کہ جتنی بلندیان روئے زمین کی تھین سب اسکے نیچے تھین خیمہ و خرگاہ و چبوترہ و دکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز آب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اوس پہاڑ سے دبکر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اوسکی عکس سے تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہو کر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا دل کوہستان اوس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھکر اضطراب کا وزمین کی اس گرانی سے کمر ٹوٹی جاتی لنگر اوٹھانے کی تاب لاتی قلۂ کوہ خاطر آسمان کے پار ہوجاتا تو عجب نہ تھا دل ارض و غبرا مین دہان خارغم یہ کوہ گڑا تھا

پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا تھا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درہ کوہ سے چیتا نکل رہا ہی
مگر وہ چیتا ہی کہ جسکو دیکھہ کے اسد چرخ چونکا اور چیتا ہی ضیغم چرخ چکر اتا کیسا اوسکی سامنے سے مثل سگ
دُم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاو آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو آب ایک ہی نوالہ ہی فوج فلک کو خیال تھا
کہ میرا طعمہ بنا چاہتا ہے اس صورت مہیب کو دیکھکر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرا گئے پیلتنونکو غش آگئے
ہزبران بیشہ شجاعت تھرا گئے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوگئے کہ مور بنگئے روباہ دہشت سے

صاحب زور بنگئے دل ہر اک کے دو نیم تھے گرفتار رسن بیم تھے **نظم**

بشکل رنگ نانگی اوسکو پایا	سیہ ایسی ہوئی تاریک دنیا	وہ پچھلا دھڑ تھا اوسکا کوہ آسا
فلک گر دیکھتا اوسکو نہ جیتا	بنا سرسے کمر تک تھا وہ چیتا	مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
بہت تھا تخت عاشق سے بھی تاریک	ستمگر تیرہ دل بد خو ستمگار	قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان		بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

ساحران اژدر صورتان اوپر لپینا لپینا کہکر چلے اونسے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ژیان
صحرا مین دُم دبا کر کتے کی طرح کچھارسے رو بفرار لائے سیمرغ قلہ قاف مین پھڑ پھڑا گیا نسر طائر سپہر کو
آشیانہ افلاک مین غش آگیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہوکر فرش خاک ہوے دل سینون مین
چاک ہو لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا
گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی یاران جوابر بنا ہوا دریاے ماہی پر زاد پر چھایا تھا لوگون کی
جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ
ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھے جائیگا یاران کا زہرہ آب
ہوجاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستہ طلسم نور افشان
ہین انکے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اوسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادوان
نے مارا تو ابر سمندر مثل لکہ مختصر کے ہوکر کنارے ہوگیا اور دریا بھی گھٹکر حقیر کیطرح بنا افراسیاب نے
وہین سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اوسکا سر اوسکے پنجہ سے
پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہوگئی تھین
کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل نقش دیوار آذری وہ لعبتان حسن بیحس و حرکت تھین اور

عمرو بوجہ تحفہ ہائے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ سکا جس طرح
بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا پنجہ نے گردن پکڑ کر کھینچا اور باہر بارگاہ کے لاکر پھرا کہ جانب باغ سیب کے انہوں نے مگر
رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا
برج اسد گویا لڑنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہوا جاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ ہیبت سے وہ آدھا
جسم اوسکا آسمان تھا؛ فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا؛ پس اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ
کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اوس تھپڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھکر ایک دوہتڑ زمین پر مارا
کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اوسکو
پنجہ میں داب کر اس زور سے دھڑوکا مارا کہ آگ لز کر پھر زمین میں سما گئی پلنگ نے یہ دیکھکر
ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گئی شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا میں زلزلہ پڑ گیا
اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچوں سے آگ نکلنے لگی **نظم**

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
بشکل مار اک کفچہ سا پیدا
ہزاروں رنگ سے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

لگا چلنے طمانچہ پھر برابر
بلائیں آئیں پھر چار و نطرف سے
ہوئی پیدا ابھرے آپسمیں اکبار

ایک مثل زبان اوس سے ہویدا
ہزاروں ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈہنگ

غرض یہ ماجرائے ہیبت زا کہانتک بیان ہو کبھی آپسمیں ٹکرین

چلیں کبھی طمانچے چلے اوسی گرمی جنگ میں شاہ جادوان نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھولکر سامنے
کوکب کے کی اوسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اِگا اوتار کر اوسکو دکھایا ادھر یہ جھوم کر چلا اور بیہوش ہوا اُسطرف
وہ بھی جھوم کر گرا یہ جو بیہوش ہوئے زمین سی پریزادیں افراسیاب کے لیے پیدا ہوئیں اور دوسرے کیلیے
سواران زرین پوش زرکو ہوا سے اوترے لیکن قران عیار صحرا میں ہمیشہ رہتا ہی اوس وقت
غوغا سنکر لشکر میں آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونیسے بچ رہا تھا دوڑ آیا اور افراسیاب
کو بیہوش دیکھکر خنجر کھینچکر دونوں چلے کہ مار ڈالیں مگر پریزادوں نے پچکاری گلاب کیوڑے کی
بھری منہ پر شاہ جادوان کے ماری کہ وہ اوٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایکطرف چلے گئے اور کوکب سواران
زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادوان ہوش میں آیا
کسیکو اوسنے نہ پایا پکارا کہ اس لشکر یاشکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہی کیا ہلاک کروں

یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک
لاف وگزاف کرکے سحر خوان ہوا کہ ہوائے تندکے جھونکے آئے اور تمام لشکر مہرخ وعمرو کا مع سرداروں کے
ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدہ شکر خدا بجالایا اور مہرخ
سے قران وبرق نے آکر سارا ماجرا جنگ ضیغم وپلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ شیر شاہ
کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کر لیگیا یہ حال سنکر ہر ایک کو خواجہ کیجانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہین
پس ہر ایک بدستور قدیم آباد و شاد ہوکر قیام پذیر ہوا ادہر شاہ کوکب جو عمرو کو لیگیا تو وہ اس
ہنگامہ ہی بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوئے اوس مکان مین آیا کہ جہان بران ہتی ہی اور خواجہ
بھی وہین رہتے تھے پس وہان آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش
ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری مین آکر خواجہ کو ایک کمرے مین پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے
تے جیسے کہ یہان مہمان آئے تھے چنانچہ اوس کمرے مین پلنگڑی جواہر کار بچھی تھی اوسپر خواجہ کو
لٹاکر سحر اپنے سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر اپنے مقام پر چلا گیا دار العمارۃ مین
آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد لمحے کے بران جاو ٹھکر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالہ
اوڑھے لیتا ہی حیران کار ہوکر قریب تر آئی اور دوشالہ اوٹھاکر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا
اونے ہاتھ تھام کر اوٹھایا عمرو نے بھی ملکہ موصوف کو دیکھکر اور اپنی جای سکونت کو دیکھکر
استعجاب کیا کہ یہان مین کیونکر آیا ملکہ نے اسکو متعجب دیکھکر کہا کہ ای شاہ عیاران آپ متفکر نہون ضرور
آپکو شاہ کوکب یہان لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب نے چیتا بنکر پنجے مین دابا تھا
مین بیہوش ہوگیا تھا پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپسے سب کہدونگی اسوقت چپ ہو رہیے
یہ کہکر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سایبان زرین مسند پر بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار گل وغنچہ دکھانے لگی
جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے نامہ کوکب
دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اوسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانیکی لکھی تھی جسکو سنکر
عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہی وہان
افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اوس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ لے فرزند
افراسیاب کا ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہی تم اوسکو بلواکر

بموجب اِس قول کے کہ ایلچی را زوالے نیست عزت اُسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تمھین نہ دے تو زیادتی نکرنا میرے پاس بھیجدینا۔ یہ مضمون فیض مشحون نامہ خیر ختامہ پدر گرامی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی تیلے کو رخصت کر دیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسۂ عشرت دیا مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گاتین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگین ہنگامۂ انبساط گرم ہوا جام شراب چلنے لگا اسی جلسۂ مسرت مین وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر فرمایا کہ بیت بنے اختر حیاسے چشم جانان + نظر آسا ہوے نظرون سے پنہان + صبح کو بعد فراغ طاعت اکے خواجہ وملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سپند آسا بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو دودِ دل کیطرح اُٹھکر ظلمات مین جاکر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب تجھسے برابری کر گیا جو حال تیرا ہوا وہی اُسکا بھی پس اب سحر ایسا کرنا چاہیے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین یہ غرق ہی اب چند کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین۔ کہ امیر بارگاہ آسمانجاہ مین بعشرت تمامتر تشریف فرما ہین۔ اور لقاے بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہی اور صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہی چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنی بیٹھے بیٹھے اُٹھکر چلا لقانے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خداپرستون کے نعرون سے نیند نہین آتی ہی اسوقت کسی جنگل مین جاکر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایک ہی مرتبہ جنگل آباد کرنا جبن سے پانؤن پھیلا کر خواب عدم مین سونا ساحرہ کلمہ سُنکر خفیف ہوئے اور کہا ہم شاہ جادوان کے مدد بھیجنے کا انتظار کر رہے تھے خیر اب طبل جنگ بجاؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ ہلکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثناے لقا عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر زمرد جن قہر نام فرستادۂ شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہی واقعی بڑا پہلوان علوم ہوتا ہی یہ کہکر ہلکارے چلے گئے اور لقانے منصور کو بھی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اُترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلاگردان ہوا اور دنگل پر بیٹھا بختیارک سے بھی ملا اُسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار تھے اسلیے خداوند پر تصدق ہونے چلے آئے

اُسنے کہا ملک جی گھبراتے کیون ہو آج میرے نام پر طبل رزم بجواؤ کل سر میدان تماشا دیکھو ملک جی
نے کہا جلدی کیون کرتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوند دیکھ لو پھر آخر تم کہان اور خداوند
کہان اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لاکر
جام مے سرخ زہر کو دیا ناچ ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب
پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا رنگ + ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ + شام ہوتے ہی
طبل جنگ بر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہلکارے خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور
مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد ہوا ہی اُسکے نام پر طبل جنگ
بجا ہی یہ خبر سُنکر امیر نے حسب ایماء شاہ چالاک کو اشارہ کیا اُسنے جاکر نقارخانۂ سکندری مین
طبل سکندری پر ڈال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہی معرکہ آرائی ہی بس ہر ایک تیاری
کرنے لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گردن کش شمشیر زن وصف شکن
اپنی اپنی بارگاہ مین آئے اکل و شرب سے فراغت کرکے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوئے طول کا
مقام نہین اچھا ہی چار پہر رات ہر سمت شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر
چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار + اُڑا اعنقا صفت رنگ شب تار + امیر کشور گیر
نماز سے فراغت کرکے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحہ کا لاکر سامنے رکھا آپ نے تمام تبرکات
انبیا علیہ السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرماکر باہر سجد کے آکر خانۂ زین اشقر کو منور و روشن
مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلو خانۂ
بلورین شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوئے عیش محل
کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوئے ہزارہا فانوس مینا کار اور تنجشا سے
دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے نرگس دانون پر عود برملی کا کمٹا جھنکتا ہو البسم اللہ
کی آواز بلند اسیطرح جب شاہ ارجمند نمودار ہوئے امیر نے آگے بڑھکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ
پر رکھا سوار ہونے کا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے آگے
چلے اور تمام سردار تہمتن و گرزن مجرائی ہوکر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ
ہوئے اتنے میں کے گرد سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارونکے غول ڈھمڈھمیان

بجاتے شعلگین بھیرتے کمندون کے لچھے باہم چلتے حقہاے بیہوشی اُچھلتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ
پلٹنون مین سل جاتے سوار رسالون مین گھوڑے برابر ملائے چلے آتے تھے نوبت ونقارے بجتے تھے
بھڑکاؤ کرتے نفیرون کا بولنا گھوڑون کے ہمہمون کی صدا سمون کے کڑاکے کی آواز خوف سے زرد فلک
کا مزاج ناساز غرضکہ بسبیل اختصار دادگاہ مصاف پر لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر
مین سر یرشاہ زمان قایم ہوا بیلدارون نے زمین رن کی ہموار کی سقہ دارون نے چھاڑی جھنڈی
کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک وصاف نظر آیا روے شجاعت اُس آئینہ مین ہر بہادر نے دیکھا
اُسوقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کُھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کھچا ہوا گرد اُن
ہاتھیون کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریاے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہوکر میدان مین آیا ایک طرف سے
ساحرون نے پرا جمایا ملاے جادو گر کے بنگلہ مین سوار صبا ہلو مین دونون مصروف شغل پوش کنان
ہمراہ فوج بیشمار لیے کوئی گروہ اژدر سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ
ہوئے پھر زمرد کی آمد ہوئی اُسکے ساتھ کے ساحر صورتین ڈراونی بنائے تھے بال ڈاڑھی موچھ کے
ایسے بڑے تھے کہ چہرے اُنکے چھپے تھے بعض اُنمین جوگی بنے گیردے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے
اُلٹے کنگھے سر مین گڑے سے لکڑیون پر جھولیان لٹکائے تونبیان مُنہ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار
سامنے نقل ساگانے کنکٹی لکڑی کی بنائے جوت کا دیا جلائے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روشن ترسول مُنہ
مین اُترا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا مُنہ سے تیل نکلکر اوپر کو چڑھتا فلیتہ تیز ہوکر بھڑکتا اُسکی لو سے بلا
آتشناک نکلتا بھینٹ دے کھکر غائب ہوجاتا غرضکہ باین کروفر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور وشر
ہوا میمنہ ومیسرہ وساقہ وکمینگاہ اِدھر بھی درست ہوکر نقیب جانبین سے نقابت نکلکر گئے اور زمرد نے
اپنا مرکب اُڑا کر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب کی اُس روسیاہ نے گڑگڑا کر فیل پر سے
نغیب دی کہ اے بندہ قدرت تجکو بید قدرت کے حوالہ کیا یہ اس صدا کو سنکر شاد وشاد پھر سوار ہوکر میدان
مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن بلحشوری دکھا کر مبارز طلبی کی اسطرف قوم دمشقیون مین علمون کو
جلوہ ملا اور شہزادہ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اُڑا کر سامنے تخت شاہ اسلامیان آکر
مرکب سے کود پایہ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب بادبیما دوڑا کر قریب حریف جا
طالب حرب ہوا اُسنے دل مین کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر اُسکی

شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کی کے
اُنکے گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اُس دلاور کو اُٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ
کر باندھ لیگئے پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان اور تم مین سے جسکی اجل نزدیک آئی
ہو وہ آئے اِس صدا کو سنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا کیے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر
مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار صرصر ہوا دشت تیغ سحر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا
ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے مارے گئے اور از بسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت
کرکے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ
بیت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا • فروغ مہر دامن مین چھپایا • شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر
جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان ساحر پرسے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اُسکی نصب ہوئی
لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا اِدھر امیر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر
نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب اقدس دا علی کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار
جانے ہین اور اُن نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑتا ہی تو لاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پاکر روانہ
ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار
خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا اُدھر لقا نے ساحرون کے لیے حکم اجتماع جلسۂ عیش دیا
دیا ہی گائنین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب ناب ہی جلسے
چنگ و رباب ہی بلاے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہوگئی ہی کیونکہ وہ غائب رہتی ہی
زمہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہی خوب ہی جلسہ جما ہی زمہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوندکے خیمہ زرنگی
استادہ ہوا ہی جملہ سامان راحت اُسمین مہیا ہی کہ اِس جگہ وہ بارگاہ سے آکر آرام کریگا فی الجملہ اِس خیمہ
کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و
ابو الفتح صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اُنھین مین آگر ملے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زمہر
بارگاہ خداوندے اُٹھکر اُسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا
اتفاق زمانہ بلا جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آوازگانے کی سُنکر اُسکے خیمہ مین آیا اُسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا
یہ ظالم اظلم جو بیٹھا ہر سمت پیک نظر دوڑانے لگا کسلیے کہ یہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چلا تھا

پس اِسنے دیکھا کہ کنول بجھانے نی لیکر جو فراش آیا ہی یہ عیار ہی اور وہ آتی چالاک شمعون بیہوشی گل
کرنے کے حیلے سے اور گلاسون مین نی کے ذریعے سے پہونچا رہا تھا اُسنے پہچانکر سحر پڑھا کہ پانون چالاک
کے زمین نے پکڑ لیے بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اِس فراش کو پکڑ لا وہ ساحر اُٹھکر اسیر کرکے اُسکو سامنے
لیگیا یہ ماجرا دیکھکر عیار ابو الفتح جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زمہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہی
جسکو تمنے گرفتار کرایا ہی یہ سُنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اُجاڑ دیے بستیان
ویران و برباد کردین خاندان ساحرون کے اور دودمان سامری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار اِنکا
نام ہی یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلودہ سے کام ہمارا تمام ہی یہ کہکر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ
کے لیجا اور سر کاٹ لے آ یہ حکم سُنکر وہ ساحر چالاک کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا
اُسوقت ابو الفتح جو باہر بارگاہ کے حیلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا دیکھکر جلد ایک ساحرہ کی
صورت بنا اور بال پریشان کرکے زار زار روتا پیٹتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر جو چالاک
کو قتل کرتا تھا اُسنے اِسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان ہی
اُس ساحرہ نے اِسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون
اِس موے نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہی میرے کلیجے مین ناسور ڈالدیا ہی میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے
مار ڈالا ہی تو اگر مجکو اِس موذی کاٹنے کو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت
و عذاب سے مارون اُسنے اس ساحرہ کی گریہ و زاری پر رحم کرکے سحر اپنا دفع کرکے چالاک کو اُسکے
حوالے کیا اور کہا جلد اسکو قتل کرکے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اُسکا بازو پکڑا
اور لیکر چلی آگے بڑھکر دونون نے نعرہ کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکلگئے ساحر نعرہ سُنکر
خفیف ہوکر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا ماجرا کہا کہ اس طرح وہ عیار رہا ہوگیا بلا نے حال سُنکر
زمہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑیگا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا تم بھی
بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤگے یہ کہکر بزور سحر غائب ہوگیا مگر زمہر کے دماغ مین بوے
کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اُسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اُسکے
جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کرکے پلنگ پر آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف
ہوکر سو رہا یہان دونون عیار جو بھاگ گئے تھے ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوے کہ ابکی نقب دیکر

اندر خیمۂ ساحر کے چلیں پھر دونون نے ہمراہیان بلاکی ایسی اپنی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان
جو چوکی پہرا دے رہے تھے اُنھون نے روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو اُنھون نے
کہا ہمکو بلاے جادو نے بھیجا ہی وہ عیارون سے خوفناک ہین تو فرمادیا ہی کہ تم اندر جاکر پلنگ کا پرے
بجائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون نے یہ مضمون سُنکر ناچار اندر جانے کی اجازت
دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام مین ہی نفیر خواب بلند ہی یہ دیکھکر
اُنھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر زمین بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون سے ملاکر پھونکی کہ وہ بیہوش
ہوا یہ چادر مین اُسکا پشتارہ باندھکر سراچہ پھاڑکے پشت خیمہ کی طرف سے نکلے اور طرح یہ دار
لشکر سے بچتے اُٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو لادکر لیجانا
کیا ضرور لازم ہی کہ سر اسکا کاٹکر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اِسکا بار ہستی بھی اُترجائے گردن کا بوجھ جائے یہ
سوچکر زمین پر رکھکر پشتارہ واکیا اور خنجر تیز کرکے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی بروے ہوا
صبا ے جادو رہتی ہی اتفاق سے اُسوقت رات جو بھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پر تھی وہ کیفیت
صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ باڑھ خنجر کی کند ہو گئی عیار حیران
ہو گئے کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشندای تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار
زمین پر گرکر اس طرح چلے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و
نشیب مین مخفی ہو رہے اور صبا روے ہوا سے نیچے اُتر آئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا
اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کردیا وہ اُٹھکر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجھکو
کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اتنا تجکو بلاے نے سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا
اِسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہر کے بھی اب کان ہو گئے اور وہانسے اپنے
خیمہ مین آیا اور صبا پھر اُڑکر غائب ہو گئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہو چلی تھی یعنے
شمع نور نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ بیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہانسے + سحر نے منھ دکھایا
آسمانسے + دم صبح لقاے بداختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہر اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور
صبا بھی آئی بختیارک کچھ تیور بچا کر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہی صبا نے
اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جائیگا

زہر نے جوابدیا کہ آج ہی مین لڑکر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مارا یا مرگئے عیار میرا کیا کرلینگے یہ کہکر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہی اسیوقت طبل جنگ بجوا کر لشکر تیار کراکے مقابلہ کرنا چاہیے یہ کیا ضرور ہی کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم اسلیے بجتا ہی کہ حریف ناتوان ہوشیار ہوکر درستی کرے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ انکو دم لینے کی بھی مہلت نہ دے یہ کہکر بکمال لاف وگزاف حکم نواخت نقارۂ حرب دیا اُسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گرگرایا ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونی لگی ادھر تو یہ سامان ہی اُدھر چالاک و ابوالفتح بارگاہ سلیمانی مین آئے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیارون نے حال شبینہ عرض کیا اس اثنا مین جوڑی ہلکارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق بجرا گاہ پر آکر ٹھہری اور بعد دعاے دولت شاہ گردون بارگاہ حال نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اُسی وقت بارگاہ سے نکلکر مرکب طلب کرکے سوار ہوئے بادشاہ بھی برآمد ہوئے طبل ونقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے کہ بموجب نظم

خروش سواران و اسپان زدشت
زمین باسواران بہ پردہ ہی
یکے باد و ابرے دران تیرہ روز
جہان دیدہ از تیرگی خیرہ گشت
برفتند پیلان و نیزہ دران
بدریا نہنگ و بہامون پلنگ
زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ
ہزبر ژیان را بدرید گوش

زبانگ تبیرہ ہمی در گذشت
زجوشش سواران ہر کشورے
برآمد زخ ہور گیتی فروز
وزان روے لشکر بگردار کوہ
ہم از قلب لشکر سپاہے گران
چو ہر دو سپہ اندر آمد زجاے
ز گرزیلان اندران رزمگاہ
سپاہ دو کشور کشیدند صف

دل کوہ گفتی بدر د ہمی
زہر مرز و ہر بوم ہر کشورے
بپوشید روے زمین تیرہ گشت
برفتند جوشان گروہا گروہ
ہمی آب گشت آہن و کوہ و سنگ
تو گفتی کہ دارد در دشت جاے
زمین پر زجوش و ہوا پر خروش
ہمہ جنگ را برلب آوردہ کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے زہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین ایک ایک سے کہانتک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اُس نامرد عومنہ بزدنے حکم دیا کہ جلد جاؤ اور کام اُن سب کا تمام کرو یہ اجازت پاکر وہ خرس تیغہ گھسیٹکر گید ڑبھبکی دکھاتا گیند اُڑاتا جانب صف لشکر اسلام چلا اور پس پشت اسکے ساحرون نے غول باندھکر حملہ کیا اور ایکطرف سے

کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے سنجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوئے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام سامانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا خداوندلات اعلیٰ و منات معلیٰ کہکر بڑھے اور لشکر اسلام کو چار جانب سے گھیر لیا اور زرمہر جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد وزان ہوئی اور اُس ہوا نے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام چپکے کھڑے اُسکو آتے دیکھکر قصد رزم نہ کرتے تھے اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سوائے امیر با توقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر آکر قتل کرنا شروع کیا ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نکرتے تھے لیکن اُسکی ضرب روکتے تھے یہ معاملہ دیکھکر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اُٹھاکر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سردارون کے کان مین جو پہونچی سوتے سے جسطرح کوئی چونکتا ہے اس طرح اس ربودگی سے ہوشیار ہوئے اور تیغ و تبر و خنجر لیکر چلے اطراف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کرکے چلے پھر تو کرتیغ با پر گردان ۔ نعمان بن منظر ۔ منظر شاہ یمنی ۔ عامر شاہ رود باری ۔ سیفی ذوالیدین ۔ ابو المعدن گرد ۔ طوق حران گرد بہرام گرد بن خاقان چین ۔ علمشاہ ۔ قاسم ۔ نور الدہر ۔ داراب کشورکشا ۔ ہاشم تیغزن وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوئے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیز کی روانی کا وقت آباد لاور دن کی جانفشانی کا ہنگام تھا خنجر گلوگیر شجاعان ہو کر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر کو جواہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے دُھکدھکی پر زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت خلخال بنکر پاؤن پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان شجاعت شعار زرن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اُدھر اپنی شوکت دکھانے کو زرمہر تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھکر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اُسپر اثر نہ کرتا تھا اور اُس پار صف کے جاکر پھر گینڈے کو اُلٹاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہانسے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا اس رزم کو دیکھکر بختیارک نے اُس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈول ہی اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم شوم دستی اسلامیان سے واقف نہین ہو اُسنے کہا کبھی مردون کے سات پھیرے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوارین مارتا ہوا لشکر اسلام

کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوئے تھے اسوجہ سے یہ اور بھی زبردستی دکھارہا تھا کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہندیون کی فوج میں آگرا اُدھر جو فوج کا دباؤ پڑا اور بہادرون نے تبر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اُدھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے لینا لینا کا غل کیا اور اُسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل وقمع کرتا سامنے تخت کے پہونچگیا چوبدارون نے عصے مارنا آغاز کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہی یہ شہنشاہ عالم وعالمیان ہین چوبدارون کا اور اہل تزک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے تھے یہ شور سنکر پھر کھڑے ہوئے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کرکے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور شور سنا کہ اوبد نابکار کدھر جاتا ہی وہ بادشاہ عالیجاہ ہین اُسنے یہ نعرہ سنکر گینڈا اڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کرسکتا مین تجکو ڈھونڈھتا تھا بارے سامنا ہوگیا اب کہان تو بچکر جاسکتا ہی یہ کہکر سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو اُسکی رد کرکے عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا اُسنے سحر کی سپر چہرہ پر بناد کی مگر وہ شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر سر کو دوپارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اُجاڑکے اُوجھ جھوجھ کو کاٹ کر آخر گینڈے کے تنگ سے گذر گئی زمانہ تیرہ وتار ہوا شور اُسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامۂ جدال وقتال گرم ہوا آب آہن سے جامۂ ہستی دھوگئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھوگئے ہواے تیغ سے سناٹے تھے ابر سپر کے بنکر کالے بادل چھائے تھے کہ

نظم

دو لشکر بر انسان بر آویختند
زمیخانش خون اندر آمد بجوے
سر بے تنان وتن بے سران
ہمی جست خورشید راہ گریز
ہمہ ریگ شخون و سر و دست و پاے
چو کرباس آہار دادہ بخون

چنان شد کہ گفتی بر آمیختند
بیابان بکردار جیحون خون
چو جنگیدن گرزہاے گران
تو گفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ
زمین راہمی دل بر آمد ز جاے

چکاچاک برخاست از ہر دو روے
یکے بے سر و دیگرے سرنگون
ز رخشیدن خنجر و تیغ تیز
بیارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر و نیرنگ آشکار کرکے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پس پا ہوئے اور ہزارون مارے گئے آخر بھگدڑ پڑی

لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا لشکر اسلام میں طبل فتح و ظفر بجا بہت مال غنیمت نصیب غازیان ہو بیگمین
ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے مقتولین کی دفن فرما کر داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ میں آکر داد
عیش و نشاط دینے لگے اسطرف لقا باغ میں تنہا میں آکر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا سردارونکی زخم دوزی
ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھوٹ گیا جو اسباب کہ لٹ گیا اسکی درستی ہونے لگی بلا و صبا بھی
آکر بیٹھے اور گویا ہوئے کہ ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا خیر اب اسکی فکر کرتے ہیں یہ کہکر ایک
عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپنے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے
زبردست ہیں اب آپ کسی بڑے زبردست کو برائے اعانت ہمارے پاس بھیجیے یہ عرضی ساحران زبر کو دی
کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوئے یہ تو اسطرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جادوان
نامدار جنگ کو کنج میں ہمہ تن غرق ہے مہرخ لشکر جو عمرو کے ساتھ آیا تھا انکے افسرون کو لیکر بارگاہ میں
بیٹھی عیش کر رہی ہے عمرو دوبارہ پران پاس پہونچکر مصروف عشرت ہیں اب ان سبکو اپنے اپنے مقام پر چھوڑ کر
حال شہزادہ نورج و طلسم ہزار برج و ایرج وغیرہ [illegible] مولف فسانہ لکھتا ہے

داستان رنگین و افسانۂ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا
شہزادہ نورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج
طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکور میں ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار
و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پری زاد و جنگ صنعت سحر ساز و
ماجرائے نامہ داری طاق طمطراق دندان

لمولفہ

مرے مہربان ساقی رہنمائے
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
نظر آئے عالم طلسمات کا
دیار فصاحت کا ہوں بادشاہ
تکلم میں ہے اب یہ دعویٰ مجھے
لطافت میں ہے مثل نہر جنان
متانت میں روح القدس سے [illegible]

اٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
جو ہو شکل میں صورت چشم یار
وہ ہو نشہ میں میرے مضمون کا اوج
زمین سخن پر ہوں فرمان روا
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
صفائی میں مثل دل عارفان
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار

الٰہی خردمند و پاکیزہ رائے
دکھا شب کو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ فتح
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
بلاغت میں تاج سر جبرئیل
بلندی میں طوبیٰ سے بڑھکر بلند
بہار رخ یار جس پہ نثار

فصاحت کا سبع بلاغت کا باب
مرے ہو صریر قلم کی صدا
بلند ایسی ہو میری طبع رسا
جسے دیکھکر مہر ہو آب آب
نئی سیر ہو اور نئی بات ہو
اُسی ہی سے دے ساقیا جام جم
سپہر سخن پر مرا اوج ہو
خموش اے بدہ ہرزہ گوئی بسے
بیا سامع داستان سخن

معانی و مطلب میں جو انتخاب
بنانا مجھے ہو طلسم سخن
زمین سخن بن گئی ہو سما
ہزار اس فلک میں بنے ہیں برج
نیا دن ہو ساقی نئی رات ہو
براق قلم اسطرح ہو رواں
مرے واسطے آج معراج ہو
نویسم یکے داستانے عجیب
چنین قصۂ نغز را گوش کن

کلام ایسے مضمون کا بس جا قبا
جتانا ہو کچھ مجھکو جادو کا فن
ہو اُس آسمان میں نیا آفتاب
کہ مہر سخن کا ہو جس سے عروج
یہ نیرنگ جس دم سے آئے نظر
طلسمی کرے دم میں طے آسمان
بس اے جاہ شوریدہ سر یاوہ گو
ہمین فصیح و لطیف و غریب

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن و سیاران برج افلاک معانی روشن فرس اندگان مضمار عجائبات طلسمات و طے کنندگان مراحل عجائب طلسم نیرنگ جہاں سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم میں اسطرح جولانگر فرماتے ہیں کہ نگاہ تنگ میں کہ سیر اطراف دشت طلسمات میں یوں مُڑ لائے ہیں کہ جب بکر لے جادۂ پُرآفات طلسمات نورج والاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان گیو مار کر اُس جاہ آتش میں کودا تو غلطاں و پیچاں مثل حلقۂ زلف معشوقان تر یک جا لگا آخر پاؤں میں سے آشنا ہوئے تو ایک وادی رفیع کے قریب پہنچ تنہا پایا وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا یہ اندر اسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا صدا کسی نے دی کہ ابو گرفتار طلسم اب تو دور قامت کہیں رہا اب تک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے جسمیں تو داخل ہوا شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نکیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین پُربہار ہے خوبی میں دامن گلچین سے سوا ہے نظم

داخل ہوا دشت میں جو وہ گل
گل شاہد سرخ پیرہن تھا
دیکھا کہ بہار پردہ بن تھا
میوہ ہر ایک قوت جان تھا
بلبل تھی وہاں پہ یوں غزلخوان
تھی بوے گلوں سے عطر بیزی
شبنم بھی تھی گرم آبریزی
رشک گل و جانفزاے بلبل
تو طینت تھا ہر شجر وہاں کا
جیوں زلف بتاں میں ڈالی ہو بالا دست

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اسمیں تین جلوہ دروازے لگے ہیں اور دروازوں پر آئینہ جڑے ہیں باغ بصورت خوبی میں یکتا ہے آئینہ مہا سنہ اور آئینہ دار کے شرمندہ ہے شہزادہ حیران کار جب قریب پہنچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت میں رشک سرو و شمشاد باہر نکلی جسکے گل رخسار کے روبرو گل خورشید کلرز آ

فلک باسی بھول رات بسا معلوم ہوتا تھا شب عشرت عالم میں پیدا ہوئی ہے یا اسی کی زلف معنبر کا
سایہ ہے لب جلیں پر اُسکے یاقوت معدن سے نکلا تصدق ہونے آیا تھا عالم
گوری گوری بانہہ ایک گول کلائی جیسے

شمع کی جیسی صباحت نے جھکائی گردن
اُسکے ساعد سیمیں کی کلائی اور ڈری
پہونچے نے پھیر دیا پنجہ مہر درخشن

شاخ گل اُسکی کلائی کی ہے زیور بے بہا
چوڑیاں مینے کی ہیرے کے کڑے اور گجرا
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفائے سینہ

کات میں نوکی تو انگلیاں کا نرالا جوبن
انگوٹھی بھری ہوئی وہ تخت کیلی سیبان
گدرا گدرا وہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن

شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہوگیا اور چاہا کہ قریب اسکے جائے اُس معشوق نے فروغ حسن اپنا دکھا کر اُسکو دیوانہ بنا کر حجاب
حجاب میں اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر وسکے اندر چلی گئی یہ بھی بیتابانہ عقب میں اُس پری کے اندر ہوا باغ
کہین اُسکا پتا نہ پایا لیکن باغ نہایت پُرفضا تھا گل و ثمر سے بھرا تھا سیب کے اور انار کے درخت اسمین بیشمار تھے ثمر سیب
اگر قامت یار گلعذار تھے تو سیب بستان معشوق طرحدار تھے سیب ذقنان کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی زنبیت زردان
کو دہن یار کی تھی انار کفتہ ہوکر دکھلائے تھے خندۂ دندان نما معشوق سبز پوش و رنگین بن کر سبے تھے کھلکھلا کر
ہنس رہے تھے سلک گوہران دانون نثار واقعی طرفہ بہار گہ ابیات

ہر غنچہ میں جا کی گل ہنستے ہیں بے ٹھکانے
ہر تختہ زرد جنبیلی کا زعفران کی تختی
جاتے ہیں تبسم جھکا کے سر غنچے

ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان قمری
نسیم صبح کی جنبش سے وہ رہی تالی
شگوفے ہیں نکالے ہنسی میں اپنا طاق

نورج نے اس باغ میں جب اُسکے
رشک چمن کو نہ پایا ناچار کچھ سیب انار توڑکر نوش جان فرمائے اور بارہ دری میں گیا وہاں آبدار خانہ موجود تھا
سبو ان پر گلنار رکھا تھا بھیر اُٹھا کا تھا اسنے پانی ساغر زرین میں بھر کر پیا جب آسودہ ہوچکا قدم سیر کرنے کو
اُٹھایا بارہ دری میں جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گسترده دیکھا اُسپر لقا مشرک
خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہاں کیونکر آیا پھر سمجھا کہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی صورت کا بوجھ کو بنایا ہے اسی
سوچ میں تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا سنو لقا جب بقا اور ے نورج تو میری بہشت میں بقدرت گنج پہنچا بات کیا کہہ ا
سوچتا ہے جلد مجھکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کر پہلے تو راہ بہتی کرتا تھا مجھکو خدا پرستی
کی میں نے توفیق رفیق فرمائی اب مجھکو اپنی بہشت میں زندہ بلاکر دیدار اپنا دکھایا اب مجھکو تامل سجدہ کرنے میں بیا
نہیں جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور کہا یا ہو اکا در معلون ازلی ابدی تیغ اور دعوی خدائی کا
تو کون ہی شیطان رجیم ہے جو اس تبے میں در آیا ہے اور بھائی تیرا یعنی اصلی لقا بھی بچہ شیطان کو وہ عشق میں گمان
رب الارض کا بھکا رہا ہے اُسکی صورت کا ایسا یہ پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے بنایا ہے دیکھ تو

ابھی بنر اپنے کہکر تیغ کھینچکر لپکا اُس پُتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہے جادہ ادب سے قدم آگے دھرتا ہے
مین جدا ہون تجھکو غارت کردونگا شہزادہ اولاد جلیل الرحمان نے اسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا اگر ہوا
اُچٹ گئی اور اس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اوسنے شور مچایا کہ ای حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندہ بے ادب
نے کام میرا تمام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادہ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اسکا
لڑادیا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اسکو چور چور کر ڈالا بس زمین تھرائی
اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور کہا یہ بھی کہ او بیرحم تو نے ذرا بھی
خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ پیچے مگر تو نے انکو نچوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر مین لاتی ہون
شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اُسپر بھی جھپٹا اُسنے بڑھکر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی پیدا ہوئی اور
شہزادہ بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق ودق مین آگیا ہون نہ وہ باغ ہے نہ مکان ہے
فقط کفدست میدان ہے مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہے یہ دیکھکر شہزادہ بھی چلا لیکن
وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اُسکا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان مین بستا ہے چنانچہ اس ساحرہ نے
آپ تو شہزادہ کا مقابلہ نکیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو مجھکو مار ڈالیگا دیو سے جاکر کہدے وہ
وہان جائیگا بس جاتے ہی اُس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر کیا ہے وہ لقمہ
لذیذ آیا ہے جلد اٹھ اور نوش جان کر یہ سنتے ہی دیو قلقاری مار کر دم اٹھائے آتشناک سر کا لپکا شہزادہ تو چلا ہی
آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اُس دیو نے اُسکو دیکھکر ایک درخت عظیم الشان اکھیڑ کر کاندھے پر رکھا اور سامنے آکر
ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب اڑھ گرم ہوگی ای انسان مین منہ کھولتا ہون تو میرے پیٹ مین اُتر جا کہ تجھکو میرے
دانتون کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادے نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ دغا مین ہلکہ
زلزلہ پڑگیا دیو نے گھبرا کر وہی درخت چرخ دیکر مارا اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے سپر پر روکا خالی دیا دیو نے ایک
چیخ ماری کہ ارے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منہ مین کسی طرح نہیں آتا رہ تو جا مین تجھکو نوچ نوچکر کھاؤنگا یہ کہکر
دوڑا اور شہزادے سے لپٹ گیا اُسنے ایک ہاتھ اسکا کمنی کے نیچے رکھکر دوسرے ہاتھ پر پیچ باندھا دیو
ارے کیا کرتا ہے اسکیا کرتا ہے کہکر زمین پر گرا شہزادہ نے اسکے سینگ پکڑکر اینٹھے کہ وہ چت ہوا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اُتر کہ مین تجھکو سجدہ کرون شہزادہ نے
فرمایا کہ استغفر اللہ مین ایک عبد ذلیل ہون پروردگار عالم ہون پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہے اُسکو تو بھی

سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زلزلۂ قاف ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میں زلزلۂ قاف کا پوتا تورج بن بدیع
میرا نام ہے دیو نے یہ سنکر دانت نکالدیے اور چک چک کرنے لگا شہزادہ اُسکے سینے پر سے اترا اُسنے کلمہ پڑھا
اسلام بصدق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اُس ساحرہ نے کہ جسنے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب
تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک دانۂ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ شہزادہ بےحس و حرکت ہوا اُسنے اگر گھونس مار کر شہزادہ کو
اُٹھایا کہ تجھکو اُسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارونگی جسطرح تو نے خداوند کو ٹکرا کر چور کیا ہے یہ کہکر دیو
کی جانب بھی دانت پیستی بڑھی کہ موئے تو بھی اس نگوڑے سے ملگیا دیو نے نعرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجھکو
یہ مارے ڈالتا تھا اگر میں منت اسکی نکرتا تو مارا جاتا میں اسکا دشمن صعب ہی ہوں اُسنے مجھکو بُری آفت
دی ہے مجھکو دیجیے کہ میں اسکو کھالوں یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اُسکی پکڑ کر بزور تمام جھٹکے سے
کھینچ لی شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا زمرد جادو کو اُسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا
اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمایئے شہزادہ اُسکے
ہمراہ ایک پہاڑ پر آیا وہاں درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہ ہائے شیرین جاری تھے شہزادہ نے وہاں میوہ
کھایا پانی پیا آسودہ ہو کر سجدۂ شکر خدا کیا پھر دیو سے باتیں کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہاں کیونکر
تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اُسنے کہا یہاں سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جانے تو وہ
راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہیں بند و دشوار ہے اب تین دریا راہ میں ملینگے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا
اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہیں اگر آگے جانیکا قصد کوئی کرے جب بھی یہ دریا ملینگے گر میں محنت گوارا
کر کے آپکو کندھے پر سوار کر کے لیچلونگا اور آپکے لشکر میں پہونچا دونگا اور وہاں میں بھی حاضر رہونگا شہزادہ
نے فرمایا اے رفیق شفیق میں راہ بھولکر یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ بارادۂ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہوں یہ
میرا شیوہ نہیں جو اپنے عزم سے باز آؤں اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤں دادا نے میرے دیو سمندوں ہزار دستکو
مارا ہے میں اتنا بھی نکروں اس طلسم کو توڑ دوں اب تم یہاں آرام کرو میرا خدا شریک حال میرا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فتح
کر کے میں تم سے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیوں جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ
ہے تو میرے ساتھ چلیے اور بادشاہ طلسم کو مارنے میں بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک
رات اُس پہاڑ پر بسر کی شب بھر فکر طلسم و نیرنگ ہا جب دوسرے دن کوہ ظلمات خاور سے شاہ زریں
کلاہ خور نے سر ابھارا کیا کہ بیت فلک کا سینہ تاروں سے ہوا صاف + چڑھا صبح کو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمرہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھکر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ اے آقا تین روز مین ایک ایک دریا طے ہوگا اب کچھ جانور شکار کرکے مجھے لادیجے اور سوار ہو کر چلیے اسی طلسم مین راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اکیلے بہک کر اور سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اوسکے کہنے سے بہت سے گور و گوزن و نیل گاؤ وغیرہ شکار کرکے پشت پر اوسکی بار کرکے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اس نیرۂ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی مین بال شوق وا کرکے اُڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریا آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہین قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ مین ہوائے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمۂ خورشید اوسکی نام سے جلتا ہے پاٹ اسکا آسیائے گردون کو پیس ڈالتا جاتا ہے گھاٹ اوسکا تیغ ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھار مین اوسکے وہ پانی کا توڑ کہ پیت اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ جو ر سمندر عجیب نہین جو اوسکی خوف وبیم سے آب آب ہوا ور گھسکر سمندر آتش نے اور آگ مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب تھا طوفان نوح مقابل اوسکے تموّج کے پسینے مین غرقاب تھا کہ بیت بڑھا ایسا کہ جون تیتابی دل ہر اک لہر اوسکی موج تیغ قاتل + دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اسکے منھ مین وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھا کر بسر کرتا آخر اوس بحر زخار کی حد سے گذر ہے اور کنار بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہے شعلہ و شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے فلک اوسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھاکر نیلا ہو گیا بلکہ دھوان گیا ہے جرخ اس نہج سے جھکا نظر آتا ہے جیسے دودی حباز سمندر مین جاتا ہے جو شعلہ ہے وہ بانکا وہ شعلہ آہ عاشقان کیطرح سر کشیدہ ہے ماہتاب وہین سے بھاگا ہے جو مہر لب السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اسطرح شعلہ ور ہو کر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان درازی تھا پانی مین مثل مزاج عاشق ناساز شور ہے اوسکی برق تڑپکر منزلون بھاگی رعد کا دم بند ہو کر اوس بحر کا زبان قوم آتشی پر چھائی دائی کہ بیت ہوا تاریک مثل ابر گیسو بتان شعلہ خو چلتی تھی لو + کنارے اوس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی درازی مین مثل عمر اشتہار سیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اوس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہو سکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اوس بحر کے لاکر اوتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کے کسی چشمہ

آپکو تلاش کرکے غوطہ لگاکر خوب اپنا جسم بھگوکر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر
اوتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ابکی اس تیزی سے اوڑا کہ اوس دیوار مین ٹکر کھائی اور صدمہ سے غش
سے بیہوشی طاری ہوئی جسطرح ہوسکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ بیہوش ہوگیا
شہزادہ اوسکو اوٹھاکر ایک مقام سرد پر لایا کہ وہان اوسکو ہوش آیا غرض پیرا ہوا کہ ای شہریار بڑی
مشکل ہوئی اس دریا کے پار مین نجا سکونگا شہزادہ نے فرمایا کہ بھائی خداے تعالی مسبب الاسباب ہے وہ
کوئی سبب پیدا کرکے اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب اوسی کے کرم وفضل پر نظر رکھکر یہان
ٹھہرو دیکھو تو کہ کیا ظہور مین آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کی محافظ جو ساحرہ مین اونھون
نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھکر حال دریافت کرکے اپنی مالکہ ملکہ **شعلہ سان** جادو کو جاکر خبر دی یہ ساحرہ
بادشاہ طلسم کیطرف سے اس حوالی مین حکومت کرتی ہے اور اس دریا کو بزور سحر اسنے بنایا ہے ساحرون کو
بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ اونھین محافظون نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایک دیو ایک انسانکو اپنی پیٹھ پر
سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دیوار کے پار نہ جاسکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسیطرف وہ آدمی اوسکو
لیگیا ہے یہ خبر سنکر **شعلہ سان** ہنسی اور اپنی مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر سوار
ہوکر اس حوالی مین آیا ہے دعوی طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زرد **ہشت سامری** کیا کرتے ہین
یہ کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ ای گرم خو دو **شوخ چشم جادو** ملکہ **اخگر جادو** کا بہت دنون سے پتا نہین وہ کہان
ہین انیس نے جواب دیا کہ لونڈی اونکے گھر جاکر دریافت کرتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی اس
بحر آتش کی اوس پار ایک برج اسّی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اوسی
قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے
جو مقام **کفیل شاہ** پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ پہلوانکو تخت پر بادشاہ
کے ماریگا آتش سبز پیدا ہوگی آئینہ کو دیگا چنانچہ شہزادہ نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق
شہزادہ ہوکر اپنے گھر مین آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپکو بلایا ہے یہ سنکے اوس
ہمراہ حضرت شعلہ مین آئی اونسے سب حال دیو اور طلسم کشا کی آنیکا کہکر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے
جلد جاکر اوس طلسم کشا کو گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندہ جمشید ولقا ہے یا مسلمان اگر ہمارے مذہب کا ہے تو
کہنا کہ تم یہان رہو کچھ سرکار سے تمہارا مقرر ہوجائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کرکے کباب اوسکا لگانا او

میرے واسطے لانا کہ بڑا ثواب ہوگا اخگر یہ حکم سنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی
اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا ہوئی یہ اوترکر اوس پار آئی اور دیوارین در پیدا کرکے کنارے پر جہان
دیو اوڑاتا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی
مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود ہین وہ تیری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہینگے شہزادہ
کے حق مین بھی برا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ
غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے موذی تو اس مسلمان کے ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو لقا پرست تھا اب خدائے
نادیدہ کو پوجتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اوسکے باپ پر لعنت کرتا ہون اخگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے
ہاتھ اوٹھا کر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے دوڑا کہ کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط
نہ لائی قریب آکر کہا اے شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہکر سب پتا اپنا بتایا شہزادے نے خوش ہوکر چاہا کہ گلے
سے لگاؤن اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہان بڑی بڑی آفتین اور مصیبتین ہین یہ کنیز حضور کو منزل
مقصد پر پہونچائیگی اور اگر حکم ہو تو آپکو لشکر مین آپ کے لیچلے اور تمام عمر آپکی کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ
یہ ہمارا دستور نہین جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائین یہ کہکر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک درہ کوہ مین شہزادہ
آکر بیٹھا اخگر نے وہان تخلیہ پاکر حال اپنا بیان کیا کہ اے مایہ ناز و سراپا انداز مین دختر خواندہ یعنی
لے پالک شعلہ سان کی ہون آپ پر عاشق ہوکر پہلے بھی مین نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور
بادشاہ کو آپکے روکنے کے لیے میری مان ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہین یہ مقام بھی ایسا
ہے کہ اس پار دریا کے کوئی نہین جا سکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم
ہے اے شہریار جو اوس پار دریا کے گیا پھر وہین مر گیا ادھر نہ آسکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادے نے فرمایا
اے ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجائے شعلہ سان تمھین بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر
نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام کو دربند آتش نگار کہتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے میرے دل مین ہول و اندیشہ
ہے اچھا اب مین جاتی ہون شعلہ سے کہونگی کہ مجھکو طلسم کشا نہین ملا اور اونکو چھپکر آپ پاس آؤنگی شراب
کباب بھی حضور کے لیے لیتی آؤنگی یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا
نہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے بس بیچ دربار مین چار سمت دیکھکر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی
اوس سے کہا کہ جلد جا اور ہوسکے تو طلسم کشا کو پکڑ لا ورنہ تیغ خنجر دریا کر آئیو منقل حسب الحکم آب سحر لیکر چلی اور دریا

اتر کر ہر سمت ڈھونڈھتی ہوئی درہ کوہ کے قریب جب آئی ان دونون شیدای یکدیگر کو سرگرم رازِ دنیا
دیکھکر جل گئی غصہ سے رنگت چہرہ بدل گئی پکاری کہ اری موئی اس جوانی بیٹے موڈی کاٹی کو تو لیکر بیٹھی ہی
اس نگوڑی کو گھری گور مین تو یون تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اوتارون اخگر یہ باتین سنکر
بیتاب ہوگئی اور پہلوی شہزادی سے اوٹھکر قریب اوسکے آکر بولی کہ بھلا بوا اسطرح نکہہ تیرا اوسنے کیا لیا ہی دیکھ تو
کیسا کنور کندھیا ہی اور وہ تو کچھ بولتا نہین تو اسطرح تو نہ اوسکو کوس اوسنے یہ سنکر بغضہ کہا کہ او شفتل
تمہکار اوڈھاڑہی کی سفارش مجھ سے کرتی ہی یہ کہکر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر شہزادی پر مارا اخگر بیچ میں
آگئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بغضب تمام ایک طمانچہ اخگر کے
دور کر مارا کہ اوسکا منہ پھٹ گیا اور شہزادہ پر جھپٹی یہ معاملہ دیو نے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی
پکڑی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکل جائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر بران کا مارتا ہی دو ٹکڑے اوسکے
ہوکر غل و شور تاریکی ہوگئی آوازین مہیب آنے لگین کہ ہای منقل جادو کو مارا یہ لاش اوسکی اوٹھا کر
سامنے شعلہ شان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سنتا تھا کہ اوسپر غضب طاری ہوا
آتش رنج مین جل بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہوکر مثل شعلہ پیچ و تاب کھاتی دریاے آتش کے پار
اوترکر اوسجگہ تنہا آئی کہ جہان یہ دونون رسواے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ ای یار شیرین
طلعت مین تیرے فرہاد وار نثار ہوں اس کوہ مین اب نہ ٹھہریے وہ قحبہ شعلہ سان آئیگی کوئی
آفت مقرر لائیگی بیا نفس مجکو بھی لیچلئے اور جلد روانہ ہوجئے یہی گفتگو ہورہی تھی کہ شعلہ آکر للکاری باش
او خیرہ سر تیرہ روزگار تونے منقل کو مارا کہ جو روح و روان میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ چلی دیو نے ہاتھ
اپنا اوسپر دراز کیا لیکن یہ ایسی زبردست ساحرہ ہی کہ ہاتھ اوسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا
ہوگئی کہ دیو بیہوش ہوگیا اور یہ قریب شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ ماردن مگر دست و پا مین جنبش نہ باقی او
اسنے ایک طمانچہ شہزادہ کے اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہوگئے اسنے دونونکو بغچہ مین دابکر پرواز
کی اور دیو کو چاہا کہ قتل کر ڈالون پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائیگا یہ آپ مطیع ہوجائیگا اسکا مارنا مصلحت
نہین فی الجملہ دیو کو اوسجگہ پر چھوڑکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک ٹکڑا ابر سیاہ کا ظاہر ہوکر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ و اخگر کو اوسپر
ڈالکر ہمراہ اپنے لیکر دارالامارہ مین آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر پر سے دونونکو اوتار کر سامنے تخت کے ڈالدیا اور کہا کہ
یہی طلسم کشا کی دھوم تھی مین اسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی ہون اس گیسو بریدہ کو مینے پرورش کیا اسنے بھی

اِس مفسد لعین بیدین کا ساتھ دیا خیر اِن دونوں کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہوں پر ایک ساحر جو حاضر دربار تھا
اسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلا کر انکو مطوق و مسلسل کر دیں یہ کہہ رہی تھی کہ اسکا ایک بیٹا ہے
شہریار جادو نام ہے وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنکر دربار میں آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ
عیاشی میں اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر ماں کے خوف سے اُسپر دست درازی نکر سکتا تھا
آج اِس ارادے سے آیا ہے کہ معشوقۂ مذکورہ پرین پڑے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ نطفۂ شیطان بچوں کے بل چلتا
تنتا ہوا جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی کہ خوردار عمر دراز یہ برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور
ساحرۂ مقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اِسنے کہا لائیے اِن مجرموں کو میرے
حوالے کیجیے رات کی رات قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا مادر نے اسکی کہا بہتر ہے اُس کافر نے سحر سے زنجیر آتشین میں
دونوں کو باندھا اور یاران آتشین دست نے پا و گردن و کمر میں لپیٹکر انکو دیو سحر پڑھکر ہوشیار کیا تب شہزادہ ہوشیار ہوا
دیکھا کہ ایک دربار کفر مدار میں ہم زنجیر میں بندھے ہیں ساحران کریہ منظر و سیہ فام بد ہیئت و نافرجام کرسی پر نگلوں کی
بیٹھے ہیں گوش و بینی سے انکی شعلہائے آتش نکلتے ہیں سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی و تاج فرمانروائی نزدا
پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب صورت مہیب ناک اُس قحبہ کی ہے ہر بن مو سے شرارے آگ کے نکل رہے ہیں آنکھیں
ہیں کہ دو فتیلے جل رہے ہیں منہ کے باہر کچلیاں نکلی ہیں زرد ہلدی کی گرہ ہو رہی ہیں سر پر بالوں کی جگہ آگ
چھائی ہوئی ہے اُس آتش میں چہرۂ سیاہ اُس خالۃ الشیطان کا جو نظر آتا ہے دھواں معلوم ہوتا ہے پہلو میں اُس
ابلیس طینت کے ایک ساحر نابکار و بدکردار زبون شعار منہ پھاڑ سا پھیلائے افعی دو زبان سر سے لپٹے بیٹھا
یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ ساحر بدسرشت پہلوئے مادر سے اٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنجے پیدا
ہوئے اور ساحرہ و شہزادہ کو لیکر اُڑے یہ بھی مادر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کنارے اُسی بحر آتش کے
ایک باغ اپنے سحر سے بنایا ہے اُسمیں اِن دونوں کو لایا اور ایک برج میں اُس باغ کی بارہ دری کے
لا کر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج میں اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اِس سے سوال وصل
کرکے منت اور خوشامد راضی کرونگا غرضکہ دونوں کو قید کر کے آپ باغ کے چبوترہ پر بیٹھکر مصروف میخواری تھا
اُدھر جب اخگر اُس برج میں قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی دیکھا
باغ دیکھکر رونے لگی اشکوں کی جھڑی باندھ دی زلف سنبل کو اپنے اُلجھے ہوئے دل سے تشبیہ دیتی سوسن
کو غم یار میں خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید میں قمری بھی طوق محبت در گلو ہے فوارہ

سے کہتی آنکھون سے رونے کی خو ہے بلبلون کو دیوانگان گلشن الفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر آہ
عاشقان کھینچتی عنادل کا زمزمۂ دل دکھاتا یاد گلعذار مین یہ نغمہ زبان پر آتا مخمسہ

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اُٹھاتے ہین ہم جو صدمے ہجر کے
شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہے تیغ در کف نکالے کٹتے ہین ہجر کے دن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہوین حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ صورت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل اندوہگین ہمیشہ
رہے نہ آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیون ہے یہ ہم حزین ہمیشہ
جہان ہے یہ دوسرا فانی یقین ہے رہنا نہین ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ الفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جبتلک نہ تھی طاقت شکیب کا جبتلک تھا یارا
سہین ہزار و جفائے ہجران آہ کھینچی نہ دم بھی مارا
پر اب تو خودداری نے دلکو ہوئی ہے از بسکہ ناگوارا
دیار وحشت مین اے عزیزان ہے بے نشانی نشان ہمارا
نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان سے ہمکو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین موتی پرو گئے ہین
ہم اپنی بیتابیون سے ملکی مثال طاقت کے کھو گئے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو گئے ہین
لحد مین سونے دے چین سے تک ابھی تو رو رو کے سو گئے ہین
خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمہ عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلعذار مین گلشن سینہ داغدار سے پُر بہار نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کہ بموجب نظم

قریب شام مہر عالم آرا
جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان
اندھیرے نے جمایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دل مین آگ لگائی جان مضطر فراق یار مین لب پر آئی دود آلودہ بسیرا لینا درختون پر سناٹا سا آجانا نہرون کا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ابستا کا نمود ہونا پتون پر سبزی کا جوبن سبزے کا تری سے لہلہا جانا گلون کا بزم گلشن مین مثل شمع روشن ہونا چاندنی مین غنچون کا مسکرانا دل مین یاد جلوۂ جانانہ زخم جگر کو خراش دل آتش پاش یہ مضطر اسیر پنجۂ تقدیر بحر آتش مین اسیر گردش بر تقدیر سراسیمہ و دلگیر بیٹھی تھی اُدھر شہریار شرابخواری سے بدست ہوا تھا غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دل مین آیا اپنی جگہ سے اٹھکر اُس برج مین جہان یہ بیٹھی تھی پہونچا اور منت کرنے لگا

وہ عشق کی جوگن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہین اُسکو قید کرکے
اسی طرح آزار دیتے ہین اور پھر اُلٹا پیار کرکے محبت کا اقرار کرتے ہین مجھکو ایسے چرترباز مرد سے خوف آتا ہی
ڈر ہے اُسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہی یہ سنتا تھا کہ یہودی بچہ جسم ہوا اُ
رو پھر پڑھکر اُس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ بیت یہ کیا اس قسمت بد نے دکھایا +
کہ میرے ہاتھ سے صدمہ اُٹھایا + ای جانی وای مایۂ عمر و زندگانی اس خطا کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ویسی مجھکو دینا اب
میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اُس حریق آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جو یاد آئی
بلبلا کر اُسکی منت پر رونے لگی اپنے سر قدمون پر رکھدیا اُسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آبرو لینے کو کرتے ہو جب
مطلب نکل جائیگا پھر جلادی کروگے اُسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اُسنے کہا اگر مجھکو چاہتے ہو
تو اس بحر آتشین کے برباد ہونے کا راز بتاؤ اُسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین
اُسکی لے پالک ہون کہ جسکے تم فرزند ہو میرے تمھارے دعوی برابری کا ہی پس تمکو اُسنے سب کچھ تعلیم کیا
اور شریک کاروبار مملکت فرمایا اور مجھکو دودھ کی مکھی سی نکالکر الگ پھینکا اسی سبب سے مارے غصہ کے
مین شریک طلسم کشا ہوگئی اور قسم کھاتی ہون کہ جبتک مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھ سے نہ راضی ہونگی
بیت کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے اسمین جو حالت ہو میری + جب اس نابکار نے یہ حالت
اُسکی دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سُن اے جان جہان شکوہ تیرا بجا ہے وہ حال مین تجھکو بتاتا ہون
کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لایا یہ جو سامنے سرو کا درخت لگا ہی اسکی جڑ مین ایک کمان
اور تین تیر رکھے ہین کہ جادو کے ہین انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جائے ایک برج آتشین نمایان ہی
اُسپر پتلا آتش کا کھڑا ہی اُس پتلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہی اور دریا اُسی آتش سے جاری ہی
پس اُن تیرون سے اُس پتلے کو نشانہ بنائے تو یہ دریائے آتش اور برج قلعہ طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ
کی راکھ اُٹھالائے تو شعلہ ساں کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت یہان کی ہی جو تجھ سے بیان کی
تو مجھسے تو راضی ہوتی ہے اُسنے یہ باتین سنکر اپنا جی خوش کیا اور اُٹھکر اُسکے ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر
تکیہ گاہ زر نگار پر بیٹھی وہ اُس بیچارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی شراب کی اُٹھالایا جام بھرکر اُسکے منھ سے لگایا
اُسنے جام لیکر بناز و نخرہ تبسم کیا پھر اپنا ساغر مے سرخ سے لبریز کیا اور از بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان
سے آپ قید ہوکر آئی تو اسباب سحر کا چھوڑا پاس رکھتی ہی چنانچہ ساغر بھرکر ساحرہ سے کہ کہ وہ پھول گلا لگا

چاندنی میں دیکھو کیا لطف دے رہا ہو وہ پھول کی طرف آنکھ کے کوے سے دیکھنے لگا اور اپنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب میں ملادی پھر وہ پیمانہ اس پیمان شکن نے اُس باطن کے منہ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہگیا اور مردہ صد سالہ ہو کر گرا اس سیاہ جلاد وش نے تیغ کھینچکر سر اُسکا جدا کیا شور و غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چالیس تبہ کسی نے آواز دی کہ مارا شہریار جادو کو وہ باغ اور مکان و برج سب جلکر برباد ہوئے وہ برج جسمیں تورج قید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہو کر نکل آیا وہ درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادہ نے حسب نشان ذہنی آنکھ وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بیٹھا کر شہزادہ کو بٹھا کر یہاں سے بھاگی اور کئی منزل پر جا کر ایک پہاڑ پر اُتری یہ تو اُدھر نکل آئی اور وہاں مرگ شہریار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آوازیں مہیب آئیں کہ شعلہ سان محل میں آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اُسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساحر ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پر جمع ہوکر اُسی مقام پر آئے اُس پر یصر میں حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تا ایک شکل بصد بشاشت روزگار نے پہنے اپنے جسم پر سے اتار کے بمقتضائے ابیات

کُرا تھا عکسِ لعل شب میں سے　　اُٹھا کچھ تو شعلوں کی جبین سے　　جلے پروانے شعلے جھلملائے
فلک کے ناز خاطر نے اٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ میں آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہیں اور نعش شہریار کی جھلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھ کر کلیجہ منہ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ ای میرے اُس مرادوں والے ہوہو میرے نازوں کے پالے ہو ہو بیٹا اس دن سے منہ موڑ گئے ہو ہو مجھکو اکیلا چھوڑ گئے ای میرے بن بیاہے ای میرے گل جوان یہاں تجھکو کہاں پاؤں کون سے دیس ڈھونڈھنے جاؤں ہو ہو یہ کیا ہوگیا نوحہ

میں صدقے تجھ پہ میں قربان ہو ہو　　مری جان میرے ارمان ہو ہو　　نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا
ابھی سے کھو دی تم نے جان ہو ہو　　اکیلی میں رہی جور فلک سے　　ہوئے تم موت کے مہمان ہو ہو

اسی صورت سے زار و نالاں کر کے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اٹھائی کفنی سیاہ گلے میں پہنی گریبان چاک کیا بجمیع وجزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اُس رخت مردہ کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا نہیں پتا نہ لگا کہا کہ وہ گیسو بریدہ تنگ خاندان اخگر لیگئی ہے غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی اور یہ خبر مرگ شہریار کی دور دور منتشر ہوئی یہاں سے آگے دریاے بہتا ہے اور اس دریا کے حوالی میں ایک ساحرہ نسیم جادو

نام حکمران ہی چنانچہ وہ اپنے دار العمارۃ میں اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اُسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور
عرض پیرا ہوئے کہ قلعۂ آتش نگار میں بڑا غلغلہ برپا ہی غدر ہو رہا ہی نسیم نے یہ خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو
خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے
کہا ایک خداپرست طلسم میں گھس آیا ہی اُسنے بشراکت اخگر شہریار کو مارا ہی یہ حال دریافت کرکے وہ عورت
پھر کر خدمت نسیم میں آئی ماجراے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شہریار کیا ماندہ تھا جو گیا اُسنے
کہا کہ اسطرح مارا گیا سب کیفیت سُنکر برسم تعزیت چارسو کنیزین اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی
اور شعلہ سیان پاس آئی دیکھا کہ اُسکی عجب حالت ہی گرفتار غم و رنج مصیبت ہی گریبان چاک ہی سر پر خاک ہی
زمین میں بیٹھی ہی نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا اے بہن یہ کیا غضب ہو گیا اُسنے رو رو کر
سب حال بیان کیا اِسنے سمجھانا شروع کیا کہ اے بہن جو مرضی جمشید کی اس امر میں ناچاری ہی شاہ و گدا
سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہی اُسنے کہا بہن یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہی کاش
اُس نامراد کے قاتل کو بھی پالتی تو بھی کچھ دل کو قرار آتا اب نہین معلوم وہ کدھر گئے نسیم نے اُسی وقت ہزارہا
ساحرون کو بہر تجسس روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اُس خداپرست کا نام کیا ہی اُسنے کہا تورج یہ سنتی ہی نسیم
تھرا گئی اور کہا اے بہن یہ نام ہی شکنندۂ طلسم کا ہی ہم اپنے بزرگون سے سنتے آتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورج ہوگا
پھر تورج اور تورج میں کیا فرق ہی خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی میں بیٹھکر مشورہ
کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی
پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختۂ سنگ پر دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و
دشت چھانتے پھرتے تھے اُنہین سے چند ساحر طائر بنے ہوئے اُس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور ان دونون
دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرکے لیجائیں پھر خائف ہوکر کہ یہ شخص بڑا زبردست ہی دست انداز
نہوئے لیکن بہت جلد خدمت شعلہ میں آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھربار سے خبردار
رہنا کیونکہ ایسی دھن لگی ہوئی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران دوڑائی لیکن یہ بہت جلد اُڑی
ہوئی اُسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ اے نازنین نہین معلوم کہ
بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر نا تمام تھا کہ نعرہ شعلہ سیان بلند
ہوا اے تیرہ سران نگذارم کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ تیغ

کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او نجبہ میں تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا از بسکہ
قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہو شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بحس و حرکت ہوگیا اُسنے سحر
پڑھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج تیارہ
نسیم پہونچی اُسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا بہن مین آتی
ہون تم اِس مسلمان کو قتل کرنے کنارہ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر پھرے اور یہ بھی پھری مگر
اور اطراف سے آتی ہے حال اسکا بیان ہوگا لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اُسنے قید سخت مین
گرفتار کرکے حکم دیا کہ کنار بحر آتش کے چبوترے رنگ کے بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے فی الفور
حکم تیاری شروع ہوگئی اور شہزادہ کو مع اخگر کے تخت سحر پر بٹھا کر کنار بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق
کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے
پاس تھی یہ سمجھکر چھینی گئی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بروقت قتل لے لینگے غرض جب شہزادہ
کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جنکی قید مین یہان آیا تھا منت تمام اُنسے کہا ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر
پاس ہے اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم تو دو گھڑی کے لیے مجھکو رہا کردو اور تم میرے ساتھ ہو
افسران لشکر نے لالچ مین آکر شہزادہ پر سے قید سحر دفع کردی اور ساتھ لیکر چلے شہزادہ کنارہ دریاے آتش کے
تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا اپنے اُس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر و توانا نشانہ
مراد پر تیر پہونچا وہ تیلا گرا اُس بحر آتشین مین تلاطم ہوا شعلہاے آتش اُٹھکر جانب چرخ بریں گئے ادھر ہوگیا شور
ساتون دوزخون مین جیسے اُٹھا ہے ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش بھی ایک
میدان منزلون تک کا تھا یہ معاملہ جو افسران لشکر نے دیکھا گھبرا کر روبفرار لائے اور بعض حربہ ہاے سحر لیکر شہزادہ پر
حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ بیان شہزادہ کو
قید کرکے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہون سے اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُسی رود دریاے آتش کے
آئی اُسوقت اُس برج کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہوکر دوڑی کہ ہاے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے چھپی گر اُس پار
دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا رو رہا تھا اور ہاے آقا ہاے تو برج کہہ رہا تھا اُسنے بھی جیسے دریا کو
غائب ہوتے دیکھا بیتابانہ شہزادہ کے تجسس مین چلا راہ مین اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ اڑتی ہوئی جاتی ہے
یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اسکی بزور تھابنی از بسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئین تھی گردن دھڑ سے

اخگر ہل سکی اور تڑپ کر چاہا کہ رہا ہو جاؤں دیو نے مضبوط دبوچا اور اُسی کشاکش میں دونوں زمین پر اُتر آئے دیو نے
جنگھاڑ کر در و دشت میں زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چنگھاڑ سننے سے بھاگے اخگر بھی ساحر
شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرۂ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ میں دابکر وہاں لائی کہ جہاں دیو اور ساحرہ
گتھے ہوئے تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی جھٹکے سے
کھینچلی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی شورِ عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا گئے دشت تھرایا آواز آئی کہ مارا
شعلہ ساں جادو کو قلعہ آتش نگار میں جو مکانات اور باغ اور دار العمارۃ وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے
لگے قلعہ میں ہر جگہ بڑی آوازیں تڑاق تڑاق مکانوں کے اڑنے کی بلند ہوئیں نسیم شہزادہ کو بہرِ قتل
بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت خوردہ قیدی کے ساتھ کی پہنچی
آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی لا کہ وہ کہاں ہے اُسنے کہا کہ بی بی
ضرور شعلہ ساں ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تو برج کو طلسم کشا سمجھ چکی تھی
اُسوقت یقین ہوا کہ بیشک میں بھی ماری جاؤنگی پس فرطِ خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور بہا
کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کرکے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس
بٹھا کر مشورہ کرنے لگی اور ہر مخبر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ کیے کہ ہر دم کی
خبر افعال طلسم کشا کی مجھکو پہونچائیں یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعہ آتش نگار میں آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا
دہشت سے فراری تھی شہزادہ نے ڈھنڈورا پھرایا کہ اہل شہر کو امان دیگئی ہے وہ سب آکر آباد ہوں سب مردم
شہر حاضر خدمت ہوکر مطیع ہوئے شہزادہ نے اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ پر بہار
میں اس گلِ باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ اس سروِ گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ
پر زیر شامیانہ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان مسرت میں ہوائے عیش و سرور وزان ہوئی زمزمہ
رقاصان و مغنیان عنادل وار آغاز ہوا ساغر برنگ ساغر گل مل سے لبریز ہوکر چلنے لگے بادہ خوار بھول
پیتے تھے یہ جملہ کیفیت مخبر کے بعد دریافت کرکے خدمت نسیم میں گئے وہ اپنے سرداروں سے کہ رہی تھی کہ
بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم ہمارے ہوا پر ضرور آئیگا پھر اُسوقت اگر بھاگ کریگی تو اسوقت بچنا
ممکن نہیں اس سے لازم ہے کہ جنگ کیا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کروں یہی گفتگو تھی کہ مخبروں نے حالات
طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو۔ خیار جادو

پر ایک افسر نے صلاح دی کہ ای ملکہ یہی وقت ہی کہ طلسم کشا غافل ہی آپ اُسکو گرفتار کیجیے اور نہین تو
مرحلہ چھوڑ کر شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہی اُسنے کہا بہتر ہی چلو طلسم کشا کو پکڑ لین یہ کہکر غضب
تماتر مع چند افسر کے روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائیگا غرضکہ وہ
سحر اُڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور زمین پر اُتر کر اندر باغ کے چلی در گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا
اُسنے اسکو براہ مکر سلام کیا اسلیے کہ قریب آئے تو گردن دابون ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے
آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی نکالکر جھولی سے ماری کہ دیو بیحس و
حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ ای آقا ای شہزادے یہ مردار قحبہ بدکار مجھکو گرفتار
کرکے آپکے آزار دینے کو آتی ہی باغ مین ہرچند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اُس شور پر بھی سبقت
لیگئی شہزادہ نے آواز سنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہی یہ کہکر تیغ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آچکی تھی کہ اسنے کچھ نہ پوچھا
نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسوقت ہان ہان کرکے چتار جادو بیچ مین آگیا اور ایسا مکڑایا کہ سحر
بھی نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ جو پڑی دو پرکالے کرکے زمین پر گری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم
سامنے سے بھاگی اور ازبسکہ یہ ساحرہ زبردست ہی سحر پڑھکر پکاری کہ او تورج تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا
پر اثر تھا شہزادہ نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے بیحس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا
اسنے دستک دی کہ ناریل الٹا پھر گیا اور ازبسکہ یہ ساحرہ صاحب جاہ ہی اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی اسنے دوبارہ
جو سحر کیا ایک ہوا سرد ایسی وزان ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اُٹھوا
منگایا اور سبکو ایکجا کرکے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کرکے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون
مشاہدہ کرکے روئین جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل برسر قضا پر قفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا
شروع کیا اور برجوع قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے اُدھر نسیم نے ہنسکر کہا
کہ ای تورج اس روز کی تجھکو خبر نہ تھی اور ای اخگر تجکو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا تھی اتنی بنا لاوہ
تونے اُسکو قتل کرایا یہی عوض نیکی کا تھا جو تونے کیا اخگر نے کہا مین واقف بھی نہین طلسم کشا سبکو
ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہین انھون نے اسکو بھی مارا اُنسے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہی ارادہ تو
یہی ہی ساحرون کا نام بھی دنیا مین باقی نہ رکھونگا اور ای نسیم جو دم تمھارا اگر آتا ہی وہ غنیمت سمجھو وقت فنا
باغ بقا پر تمھارے بھی چلا جاتی ہی تُندے تُندے گلزار عدم کی سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجھکو تم

مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچوگی مین اکیلا یہان نہین آیا ہون میرے وارث میرے ساتھ آئے ہین اور علاوہ
اسکے ہم لوگ خدا پرست ہین خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ سان کے لیے بھی خدا
نے ایک فرشتہ بھیجا تھا کہ اُسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادہ نے تو یہ کلمات اسکے ڈرانے کو فرمائے اور اسکو
اصل مین خوف پیدا ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان
حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہون اور مجھ سے دعوی خون برادر کرین یہ سوچکر اسنے بازو سے تختی
جمشیدی کھولی اور اسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے یا جھوٹ ہے لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم
مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دہشت طلسم پر ایرج پوتا حمزہ کا البتہ اُترا ہوا ہے تو اسکو
جلد قتل کر ڈال ورنہ برائی ہے یہ تختی سے معلوم کر کے اسنے اور بھی زیادہ تر احتیاط کی یعنی ماش کے آٹے کا
ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھولکر خون اُسپر چھڑکا وہ پتلا اُٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اُسکو حکم دیا کہ ای پتلے تو
اُڑکر چار دانگ طلسم مین جا اور بیک نظر دوڑ جا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کر لا پتلا
حسب الحکم اُڑکر چلا اور قندیل فلک ہو گیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا اُدھر حال سنیے کہ نجم و
شاپور دونون عیار خبر لینے تورج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے کنارے
روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار گذار ہے جو ایک مبتلاے
بلا ہو جائے تو دوسرا اُسکی اعانت کو جائے چنانچہ علیحدہ ہو کر دونون دو طرف ہو گئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الحال
نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا
دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا آسیر بھی ہر
گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصاے آہ تھام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھکر اٹھتا جسم
مین جھریان پڑین رگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھجات گلے
مین پڑے مالا ہاتھ مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن ساحران اُس مقام کو سمجھ چکا تھا اُس نے پہلے سے
بہت سے بت کمر مین عیاری کرنے کے لیے بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے
تھا کہ حال اسکا مذکور ہو گا چنانچہ پتلے نے اسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ پتلا سحر کا تھا اور اسکو حکم یہی تھا کہ مسلمان
کو پکڑ لانا گو اسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ پتلا جھپٹ کر جو گرا اسکو پنجہ مین دابکر لے اُڑا
اور سامنے نسیم کے لاکر ڈالدیا اسنے کہا او موئے یہ تو ساحر کو کیون پکڑ لایا اسنے کہا پھر دور تو کوئی اس طلسم مین

مجکو نہ ملا مین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہی ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا جاتا ہی یہ کہکر عیار جو تمیچ ہوا بیہوش تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو بیخ قید سے ملتے پایا سمجھا کہ تم بھی اسیر ہوکر آئے ہو یہ سمجھکر بہ مکاری جو ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہوجاتا تو عجب نتھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے آہ کیون کرتا ہی اسنے روکر پہلے تو کچھ وصف اُسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی دریاے سحر جو طلسم پر ہی وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہی ای ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجھکو دیے ہین کہ جگر میرا زخمی ہی نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کو دے بڈھے نے کہا ای ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نچھوڑون گا یہ کہکر رخسار پر سیاہ جو نشان شناخت کا ہی وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ معًا دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہی پس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا اسمین نسیم نے پوچھا کہ بڑے میان تمھارا نام کیا ہی عیار نے جواب دیا مجھکو بندہ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمھارے باپ کا کیا نام ہی اسنے عرض کیا بندہ جمشید اور باپ پر کیا موقوف ہی دادا کا نام بھی بندہ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سبکے نام بندہ جمشید ہین ہماری قوم وہ ہی کہ خداوند جمشید کے یہان سے اُسکو بھوگ عنایت ہوتا ہی پوریان اور دودھ روز کھانے کو آتا ہی اور ہمارا دین و آئین تم سب ساحرون سے جدا ہی ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور تمسے باتین کرین نسیم کو بڑا تعجب ہوا کہ دیکھا چاہیے خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کرکے مُصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بنا کر اپنے پاس رکھی تھیں چنانچہ ایک بُت اسنے اسطرح کا بنایا ہی کہ اُسکے سر مین سوراخ ہین اور جب اُن سوراخون مین ہوا بھرتی ہی تو منھ سے اس بت کے آواز پیدا ہوتی ہی اسطرح کی کہ جیسے باجا بجتا ہی اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہی لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہی غرضکہ وہی بت اسنے کمر سے نکالکر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا اسنے دیکھا کہ زمرد کا بت ہی آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل اُسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین وہ دیکھ

رہے تھے کہ اُسکے نخرون مین ہوا بھری اور آواز اُسمین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا خداوند فرماتے ہین
کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اُسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس
دس دس ہزار بلکہ بیس بیس ہزار روپیہ کے خرید خداوند ہین لیکن کوئی چون بھی نہین کرتا یہ بڑا [illegible]
کا سیوک معلوم ہوتا ہے جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھکر قیافے
سے پہچانا کہ اسکو اس بت کے بولنے کا سوچ ہے پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ اے ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ
نسیم دل مین کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے خداوند بولتے ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کہتے ہین تو اے ملکہ
تم بھی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی
اسنے کہا اے ملکہ بشر کا کلام تو سمجھ مین نہین آتا ہے نہ کہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات
سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو
سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تمپر اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو سب ساحر
یہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اُس بت کے ہاتھ
مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اُٹھاؤ سبنے سر اُٹھایا اور اسنے اُس بت مین کل رکھی تھی
کہ جب اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اُٹھے اُسنے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا
بت نے ہاتھ اپنا بلند کیا اسنے کہا اے ملکہ خداوند یہ تھیلی تجھکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سبکو
دو کہ کھائین اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ مین آگئی نسیم نے وہ تھیلی بت کے ہاتھ سے لی اور
مٹھائی نکالکر سبکو ایک ایک ڈلی دی آپ بھی کھائی نجم نے کہا کہ اے ملکہ یہ خداوند بڑے بھولے ہین
میرا کہنا مانتے ہین اور اگر خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین تو خوب جوتیان انکو لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے
لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بُڈھے تیری شامت آئی ہے خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ
نہ کہنا نجم نے کہا او قحبہ مین تجھکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہے پھر اسکو جوتیان نہ مارون
تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی تھی کچھ سحر نکر سکی ہچکیان
لیکر بیہوش ہو گئی اور اسکے ساتھیون کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہو گئے اسوقت دیو پکارا
کہ بھائی اس ساحرہ کو اُٹھا کر میرے منہ مین ڈالدے کہ مین چبا کر نوش کر جاؤن نجم نے نسیم کو گود مین
اُٹھا لیا دیو نے منہ پھاڑ سا پھیلایا اسنے اُسکے منہ مین ڈالدیا اُسنے چبایا ہڈیان کڑکڑ بولین اور وہ

قحبۂ اصل جہنم ہوئی شور گریہ و بکا بلند ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا سیم
جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحرون کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے اور شہزادہ کے ہاتھ پاؤن
کھلگئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی
اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہان تو باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا
ہوا اور قلعہ و مکانات سحر سب برباد ہو گیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا
سبکو آکر قتل کریگا بیشک نسیم ماری گئی اب یہان ٹھہرنا بیجا ہے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے ادھر سے
شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہوکر دریا سے ہوا پر آیا اس بحر کا کہین نشان نہ پایا قلعہ بھی خالی
تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے سامان عشرت
مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعۂ آتش نگار مین برہم ہو گیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت
رہے پھر اُس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اُن دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا
اخگر نے ساتھ چھوڑا حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت
رہگرائے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان کف دست بیابان
مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ اشجار اُس سے دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور ہوئے
عمرانات کیا چرند و پرند کسی کا نام تھا اس وادی ہولخیز مین قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام تھا سمت
سنا دھوپ کا احراق عالم یاس طلب مضطر دل بدحواس یہ یکہ تاز عرصۂ جرأت قدم ہمت بڑھائے روان
تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اُڑاتا جب بہت دور نکلگیا نیا تماشا نظر آیا یعنی ہزارون
قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اُنکے عکس سے بنا تھا گنگا جمنی سطح غبرا تھا جب
اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونون کے عکس سے طرفہ
تماشا ہے کہ یاقوت پر مرصع طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالون لال ہے یاقوت سے چہرہ
لال ہے لعل و زمرد کی اُسکا کان ہے جوہری قدرت کی دکان ہے مثل قلب سرور آگین رو سے
کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبزہ کوہ سرخ پر یون نظر آتا ہے کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے
کوہ زمرد پر گلہائے سرخ کا جوبن زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین
کیفیت دیکھنے مین کہتا باغ عالم کو روبرو اپنے شرماتے ہین نظم

بہار کھلتی ہوئی ہے دھوم اس فصل
ہوا اڑاتی ہے ہر لحظہ رنگ گل سے گلال
غبار کاکل سنبل ہے ہے عبیر فشان
درختون مین ہین نارنگیان کہ رخ ہین لال

ہزار رنگ کی لاتی ہے ہو امنگ یہ سال
نہین ہے جوش شفق سے سپہر نیلی سرخ
بہار لائے گی چہرہ یہ مل رہی ہے گلال
نہین ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما

ہے دست شاخ پہ سوزان شگوفہ سے کافور
یہ رنگ بھر کی پچکاری نے دیا ہے اچھال
یہ قمقمے ہین بھرے رنگ سے وہ ہے ہر سو
یہ بیل ابرک کی رنگی گئی ہے تا بہ لال

سامنے ان دو پہاڑون کے ایک دیوار بلور سفید کی سر لون تک کھینچی ہوئی تھی اس سرخی اور سبزی مین یہ سفیدی نئی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک سا خضر پر تیر باتی تھی نور علی نور وہ مقام تھا اور طور کا کلام تھا اس دیوار مین تین دروازے بنے تھے جنکی محرابون پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازون پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اس پردے کو اس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہکر اٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند پیچ جھک کے گرے اور ان سبکو اٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت نما نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا کوئی گلشن سبز و خرم بیدہ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا نگذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا نہرین لبالب حوصلہ خاطر صاحبان جود و کرم روان تھین موجین مثل دست کریمان تھین سرگرم اہتمام باد بہاری بہار پر بھی مستی اسجگہ جاری سیطرح کی شاخہائے نرگسی پر سایہ فگن گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کہ بموجب ابیات

وفور نشو و نما ہے یہ جوش نامیہ سے
کریگی فصل بہاران خزان کا استیصال
نہین یہ لالہ ستان و شقائق نعمان

الٰہ دانہ گرتے ہی اک شاخ ہوتا ہے فی الحال
نہین لچکتی شگوفون کے بوجھ سے شاخین
خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہے تیغ جبال

نیام شاخ سے ہے تیغ برگ بید علم
کیا وہ کھینچے کی مشق کر رہے ہین جبال

اس وادی فرحناک مین ایک تالاب بصد آب و تاب تعمیر سراپا نور چشم حور کی تصویر گرداگرد اس تالاب کے سبزہ جا بجا جنت خدا کا پتا دیتا لب گردان تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پر بہار لب جوئبار ہو کے ٹھہرے اور کچھ فرش بچھا کر بیٹھے اخگر اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا اگر دیو اس مقام پر ٹھہر اسمجھا کہ سنباغ ساحرون نے ہمین دکھایا قید کے اسجگہ بلایا ہے پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا زمانہ تیرہ و تار نظر آیا بالکل اندھیرا چار سمت پایا زمین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور دیتا بانہ پھر ایک سمت کو اٹھکر چلا پھر وہی ماجرا نظر آیا ناچار رجعت کی

شہزادہ نے اسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو کس فکر مین ہو اسنے عرض کیا کہ اے شہریار
اس مقام کو سحر بند کرکے آپکو مقید کیا ہے مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے آپکو لیچلون مگر آگے رستہ نہین ملتا ہے
جدھر جاتا ہون اندھیر نظر آتا ہے کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے
یا کسی نے سحر بند کیا ہے یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی
ہر چند سحر کیا لیکن کچھ نہوا ناچار اسی تلاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گرد فلک ظلمت
شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب کے آیا کہ بیت زمین کی سلائے نے کی پردہ پوشی + اٹھی مہر فلک
کی گرمجوشی + سر شام کچھ عورتین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئین اور
قریب ان وادی پیمایان طلسم کے آئین چند خوان پر از طعام ساتھ لائی تھین وہ ہر ایک کے آگے
رکھکر اور دو تین بکرے دیو کے کھانے کو دیکر چلی گئین ان خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ سالن کا
تھا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سبکو یقین کامل ہوا کہ ہم قید مین ہین غرضکہ وہ
رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمۂ نور روان ہوا کہ بیت دکھایا صبح
نے حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو باقد دلجو آب و طعام لیکر آئین
اور دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادہ نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے آج ایک بکرا تو کم
کھا ہم اسکے کباب لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہے شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین
پرایا حصہ نکھاؤن گا تو کباب لگایا سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی
طرح دو روز گذرے ابتو بھوک مین اس شہزادہ کو غصہ آیا مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا
چاہیے پس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے انمین سے ایک کو فریب دیکر قریب بلایا اور
چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ بالزادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا ہے جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے
منہ گری شہزادہ جست کرکے اسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ پر تو سحر نہ پڑھا پر پیدا
کرکے اڑی کہ ایسا نہو رفیقان طلسم کشا مجھکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے اس ظلمت کو طی کرکے
ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل
سے آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اس نے شہزادہ کو اسجگہ پیٹھ پر سے گرا کر بزور سحر بجیس مع حرکت کرکے آپ
جا کر ملکہ ظلمات سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجھکو مار ڈالا ہوتا مین اسکو اٹھا لائی ہون وہ مجھ پر چڑھ بیٹھا

تھا ظلمات نے کہا اری قحبہ آئین طلسم یہی ہی کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نکرنا چاہیے قید
رکھنا مناسب ہی چنانچہ مین نے اُسکو قید کیا تھا تو یہان کیون لے آئی یہ کہکر اُٹھی اور اُسی بارہ دری
مین باغ کی ایک صحنچی تھی کہ وہان آئی اُسمین صندوق تھا اُسکو وا کرکے کتاب آئین طلسم نکالی
اور اُس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا کہ یہ بیشک طلسم کشا ہی اُس پہلوان طلسم کو
جو تیرے پاس ہی بلوا کر مقابلہ کرا اور شرط کرلے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور
تم زیر ہونا تو میرے مطیع ہوجانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اُسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے
دینا اور اس باغ مین باسایش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کرکے صندوق مین رکھی اور آپ
وہان سے سامنے شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین ادھیڑ ہی مگر سبزہ رنگ
خوبصورت چہرہ سے متانت اور دانش ہویدا ناصیہ سے رعب وجلال پیدا سراپا زیور زمرد و یاقوت
پہنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری ہوئی غرض کہ اُس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام
کیا اور شرائط مذکور درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ پہلوان کے باب سے ہم مقابلہ کرین مگر تم
لوگ ساحر ہو تمھاری بات کا اعتبار کیا ہی مین پہلوان سے لڑونگا تم سحر کردوگی
پھر میرا لڑنا بیکار ہی ساحرہ نے کہا ای شہریار مین اقرار نامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نکرونگی شہزادہ کو
اُسنے سحر کی قید سے رہا کرکے اقرار نامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اُس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان
کوس لمن الملکی بجاتا رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بتاتا چپٹ لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے خم بتخم
ابنوس کا کندہ بنا ہوا باغ مین آیا اور اُس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ بلند اقبال
نے بھی رستمانہ اُسکا مقابلہ کیا اُس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈھونڈکر کشتی
آغاز کی شہزادہ کے پاس مہرہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے لڑتے
وقت ملی تھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نچلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیان شق
ہوگئین اور انگلیان پھٹ گئین آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر جو مارا چارون شانے چت گرا یہ بہادر
اُسکے سینہ پر چڑھا اور سوال اسلام کیا اُسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اِسکو چھوڑ دیجیے مین مسلمان
ہوتی ہون شہزادہ اُسکے سینے پر سے اُٹھا ظلمات نے دوڑکر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا
وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی اُس پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت مین دوڑکر ٹکر ماری کہ تمر

پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے اُسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے
چبوترہ پر لائی زیر نگیرہ زرتار اُسکو بٹھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہین
انکو بلادو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھین پس آپ رقعہ لکھدیجیے شہزادہ نے
ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہوکر کھایا کہ
کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو اس آرام مین ہے لیکن جس قلعہ کی
ظلمات حاکم ہے وہان کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سنا ہر ایک گھبرایا اور فکر مند
ہوا کہ اب ہم سبکو مسلمان ہونا پڑیگا یا جان دینا ہوگا یا جلاء وطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت
طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر یہان سے بھاگ کر ایک قلعہ ہے اسجگہ سے دس کوس پر کہ
مالک اُسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُسکے پاس گئے اور بزور سحر ایک آن مین قریب قلعہ
پہونچکر صدائے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے انکو سامنے طلب کرکے جملہ کیفیت دریافت کی اور سوچا
کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے چلکر اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الحال اپنے مقام پر سے بزور
سحر اڑکر چلا اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بحس حرکت
شہزادہ کو کرکے پنجہ بنکر جو گرا لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی
اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایائے قلعہ تو مدعی شہزادہ تھی
کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا اور بارہ ہزار ساحران غدار کو حکم تیار ہونے کا دیا لشکر ساحران
تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت مین گرفتار کرکے
ایک خیمہ مین رکھا اسلیے کہ دم سحر اسکو قتل کرونگا پس خون مسلمان اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سبزہ رحمت
خداوند سامری نہ اُگے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا اُدھر ظلمات دیو اور عیار وغیرہ رفیقان
شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوئے جب یہ
یہان آئی ملازمون نے ماجرائے شہزادہ سے آگاہی دی اپنے دیو سے حکم دیا کہ رعایائے شہر کو گرفتار
کرکے کھانا شروع کرے اور آپکو مع انکے حفاظت مین مصروف ہوئی کہ کوئی سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچانے
اور علاوہ حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا بر ایار و بفرار لائی لشکر نے امان چاہی تھی
اسنے ہر ایک سے یہی سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع ہوئے

ہوئے اسنے بھی لشکر جرار چوبیس ہزار ساحران نامدار کا درست کراکر ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشیم
کوچ کیا وہاں ایک رات گذری تھی اور وہ وقت تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت
شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب اٹھا زمین سے سایۂ شب ✦ نظر آیا جمال
صبح مطلب ✦ ہنگام سحر چبوترہ نکہت کا بنواکر بوریائے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا
گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد
تیغ پھینک کر بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائیں سپاہ زہر اہل رزم ہوئی زہر بھی اژدر دہان سوار
ہو کر بڑھا ناقوس اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گڑگڑایا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی بار برون کی
پکار شروع ہوئی نارنج ترنج ناریل ہار مرچون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے
لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا نارنج مارتا آگے بڑھا آتا تھا اسطرف سے اخگر اسکے سحر کو رد کرتی
جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا اڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اسکو خنجر سے
دھمکایا وہ تو اسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اسطرف سے تاک کر ناریل جو مارا اسکے سر پر جو پڑا سر اڑ گیا
غل اسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ اسی ساحر نے سپہ سالار کو مارا سب اسپر ٹوٹ
پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اسکے بچانے کو جھپٹی بد سحر کرنے لگی اور اسنے بھی لوٹ مار کر سیکڑون کی گردنین
کاٹین اسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزارہا ساحر اسطرف کا
جلا نجم تو جست و خیز کرکے نکلگیا اور دیو جھپٹا کہ مین بھی دو چار کو مارون ناگہان ایک چکر جو آکر
لگا ہاتھ کا ایک لوتھڑا گوشت کا کٹ گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کرکے پھر آگے
بڑھا پھر ایک تیر جو شانہ پر آکر پڑا شانہ نشانہ ہوا تیر توڑ کر پار گذرا اس عرصہ مین زہر نے ظلمات
سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم مین زہر پھیلنے لگا اور سوزش ہوئی چھالے بدن پر پڑگئے
آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھا گئی ظلمات بھی
ٹکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤن راہ مین دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چوٹے
کدھر جاتا ہے اسنے تیغ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ مارون دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن
اسکی مضبوط تھا بنی کہ آنکھین اسکی نکل آئین ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ ای دیو چھوڑنا اسکو جلد
لقمہ کر جا دیو نے فوراً اسکو کھینچکر منھ مین ڈالا اور چبا گیا پیٹ مین سے اسکے غل لیجیو پکڑنے کا بلند ہوا

دیو گھبرایا ادھر اخگر مع فوج کے ساحرون سے بھری ہوئی تھی اب ظلمات پرسے بجلی سحر زہر کا آ گیا یہ بھی آ گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے اُسمین آگ لگی اور شہزادہ تورج پرسے سحر اُتر گیا ہاتھ پانون مین طاقت آئی قید آہن توڑ کر اُٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر پہونچایا پھر تو دشت رنگین ہوا گلہاے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صداے خندۂ گل تھی اسلحہ کی چقاچاق آواز نغمۂ بلبل تھی خون کی نہرین جاری زخمون کے فوارے چھوٹتے ہواے تیغ باد بہاری تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی اُس فرقۂ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادہ نامدار سے بقیۃ السیف نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہوکر شہزادہ کو قلعہ مین لائے دیکھا تو اُس قلعہ مین سحر کے مکانات و باغات سب نابود ہین رعایا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی پھر دار العمارۃ مین آکر قیام فرمایا حکم آغاز جلسۂ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا ہوئی بعد دو روز کے پھر وہان سے عزم روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تو مجھکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ای رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے دیو نے کہا آپ مجھے لیتے تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر کھاؤنگا دشمنون کا چبا ونگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے عرض کیا کہ جو آپکی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور اخگر و عیار وغیرہ سبکو اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے رستہ پکڑا کئی کوس پر ایک برج اور اُن بروج ہاے طلسم مین سے نظر پڑا کہ نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اُس برج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین جادو نام ہے ہر چند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد جہان نشین کہلاتا ہے خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہر کو فتح کرکے میرے برج کی جانب آتا ہے بس یہ سُنکر اپنے سحر کا تیلا بنایا اور اُسکو بھیجا کہ دریافت کر آ طلسم کشا کہان ہے پتلا آکر شہزادہ کو دیکھ گیا اور اس سے جاکر بیان کیا کہ وہ جو چار کوس پر جنگل اُس برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کرکے تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہان آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کرکے مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اُسکے شر سے نجات پائیگا اور تیرا نام بھی ہوگا ایسا کچھ تجویز کرکے ایک برج ماش کے آٹے کا بنایا اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اُسی آرد کی بنا کر ہاتھ پر رکھکر اڑا دی برج آرد سے حکم دیا کہ دیو

جو ہمراہ فاتح طلسم ہی اُسکو جاکر قید کرے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ
کر دونون اشیاء اُڑ کر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد زرنگار
زیر گنبد فلک برو سے ہوا اُترتا نظر آیا اور مثل سرپوش کے دیو پر ڈھنک گیا رنگ اُس برج کا بالکل
سیاہ تھا اندر اُسکے دیو کا حال تباہ تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجھکو بچایئے اِس تاریکی سے چھڑایئے شہزادہ
اُسکی جانب تیغ بکف کر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری اُڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے
محاصرہ پذیر ہوئی اُسوقت اخگر و ظلمات دونون بزور سحر اُڑین لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین
بھی اُتنی ہی اونچی ہو گئین یہ بچا سکین اُتر آئین اور شہزادہ فرط غضب سے منہ چبانے لگا اور بحالت
ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز بماندہ دانم ترا + درین عاجزی چون بخوانم ترا
یہان تو سب دعا کر رہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا کہ وہ اختر برج صاحبقرانی قید ہو چکا
بس ہنسے مصاحب ایک ساحرہ نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تورج و نجم کو میرے پاس
اُٹھا لاؤ باقی اور سب اسی طلسم کے لوگ ہین انکو وہین قید رکھو بعد قتل اِن دو خدا پرستون کے
وہ خود مطیع ہو جائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اُسکے پرواز کنان اُس احاطہ سحر مین آئی شہزادہ نے
دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اُوڑھے مشجر کا لہنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پر صندل
لگا سر سے پانوتک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے منہ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت
بڑھی چڑھی آئی ہے ظلمات نے بھی اُسکو پہچانا اور اُسنے قریب آ کر کہا کہ اے ظلمات تھوک ہے تیری
جنتی پر اور تف تیری اوقات پر کہ تو نے دین سامری و لقا کو کردین طلسم کشا کا قبول کیا اور
خداوند لقا جو بردہ دنیا پر موجود ہین اور ہمارے ہی پالنے کو وہ خداوند عرش اعلی پر نہین ہے اُسکے
دین کو ترک کیا یہ کہکر اخگر کی طرف مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ تجھے منہ لعنت خداوند تیرے اور کہ تو نے غیر
مذہب کو دھگڑا بنا کر تیجی اور گھر برباد کیا شعلہ ساران کو قتل کرایا اُسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو شش ہی
کہ سے بالک گھر گھالکے وہ اصل ہی اسی واسطے تجھکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا ڈھینگر کیا تھا اخگر
نے یہ باتین سنکر کچھ اِسکا کہنا نہ پر انکیا اور ایک نارنج مارا کہ او قحبہ کیا تو نے بک بک مچائی شامت
تیری آئی ہے اِسکو اُسنے باتون کی دھن مین پہلے تو خیال نکیا اب نارنج آتے دیکھکر چاہا کہ زد سحر پڑھون مگر
ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نہ دیا اُسکو کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ان چ دو گرم ہونے

نے شہزادہ سے کہا کہ بلا سے قید تو ہم ہو گئے ہیں اب جو آئیگا ماریگا اُدھر نگاہ کو جو دیر ہوئی تاجدار نے
بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مار لیا یہ معلوم کر کے اسکو بڑا غصہ آیا اور ایک اور ساحر قہقہہ جادو نام اپنے
رفیق سے حکم دیا کہ تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کر کے قتل کر ڈال قہقہہ زمین میں غائب ہو کر
روانہ ہوا لیکن اسطرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان دو جادوگرنیوں نے ایک ساحرہ کو مارا پس مجھکو
بھی لازم ہے کہ اب جو آئے اسکو قتل کروں یہ تجویز کر کے ایک حباب بیہوشی مُنھ پر شہزادہ کے مارا اور
جادوگرنیوں کو اور دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کر دیا اور آپ صورت اپنی مثل ایک ساحر کے
بنا کر خنجر کھینچکر ٹھہرا تھا کہ زمین تھرائی یعنی ساحر جو زمین میں غائب ہو کر چلا تھا یہاں آ کر پہونچا نجم نے جب زمین کو
تزلزل دیکھا دوڑ کر سینۂ شہزادہ پر باخنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا میں قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ ساحرہ
و دیو بیہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر طلسم کشا کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھکر وہ متحیر ہوا اور اُس
سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ میں نگاہ جادو کا بھائی ہوں اُسکا بدلا لینے آیا ہوں
یہ سنکر قہقہہ نے کہا تیری بہن کو یہ دونوں جادوگرنیاں جو پڑی ہیں انھوں نے مارا ہے تو انکا سر کاٹ
میں اس مسلمان کو ماروں نجم سینۂ شہزادہ پر سے اُٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے مجھکا نجم
باخنجر برہنہ پاس کھڑا ہی تھا جھک کر ایک ہاتھ جو مارا ہے سر اسکا کٹ کر دور گرا صدا آگ و دار بلند ہوئی عیار نے شہزادہ و غیرہ
ہر ایک کو ہوشیار کر دیا تورج نے حال سنکر اُسکو گلے سے لگایا جادوگرنیوں نے تعریف عیاری کی
اُدھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اُسکو بہت غصہ آیا اور خود اڑ کر اُس
احاطہ پر آ کر ٹھہرایا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کر کے پنجہ بنکر جھکا شہزادہ اور نجم کو اُٹھا لیگیا اور اسقدر
بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ ای طلسم کشا تو نے بہت ساحروں کو مارا ہے شرط
کہ یہاں سے تجکو نیچے گرا دوں کہ ہڈیاں سرمہ ہو جائیں شہزادہ نے کچھ اُسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے
اُسکے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ ہیکلے سامنے لیجا کر اُسکو مار ڈال یہ کیا کریگا چنانچہ الیاسو چکر اپنے
باغ میں کہ نام اُسکا باغ پریزاد ہے اُترا اور انکو سحر بند کر کے چھوڑ دیا جب انکی آنکھ کھلی باغ فرحت افزا
میں اپنے تئیں پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے مثل لباس عروس لبا تھا پھولوں سے زیور دلھن
کی طرح پہنے مرصع سب شاہد چمن کا گہنا تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اسنے کہا کہ ای خیرہ رزم خدا پرستے
خداوند لقا کی پرستش چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو میں تمکو بغیر ہلاک کیے نہ ہونگا یہ سنکر نجم عیار بولا ای

تاجدار تو نے کیا کہا ارے مین لقا پرست ہون اس خدا پرست نے بہت ساحر ہزارہا بندے لقا کے
مارے میرا کچھ بس نہ چلا ناچار مین ساتھ اسکے ہو لیا اور مین ہی تو اسکو طلسم مین لگا کر لایا کہ یہان سے نکل
نہ سکے مار ڈالا جاے اور اے بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب مین اٹھانا یہ کہکر لقا کی
تصویر کمر سے نکالی اور کہا دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہین تاجدار نے کہا سامنے رکھ مین سجدہ کرون
اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا نجم نے کہا مجھپر سے بھی سحر اُتار لیجیے کہ اس خدا پرست کو مارون
اور خداوند کو سجدہ کرون اُسنے اسپر سے سحر اُتار لیا اسنے ایک بیضۂ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھو
یہی گولا اس خدا پرست کو مارونگا یہ کہکر وہ بیضہ اچھالنے لگا اور کہا دیکھو یون مارتے ہین بس چرخ
دیکر وہ بیضہ ناک پر تاجدار کے مارا کہ وہ ناک اپنی ملنے لگا تڑاق سے چھینک لی اور بیہوش ہوگیا نجم نے
دوڑ کر خنجر مارا اگر اسکے بدن پر سحر تھا خنجر اچٹ گیا نجم نے دماغ پر چپ بیہوشی کی چڑھا کر کپڑے اُسکے اُتار کر
اُسکو کیلون مین چھپا دیا اور آپ رنگ روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو آکر زمین سے
اٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری مین لا کر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر
ہے بیرون گلزار ملازم تاجدار موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آگئے انکو ہمراہ لیکر یہ اندر باغ کے آکر تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ سردارون کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہوکر آداب بجا لائے اور بیٹھے اسنے
ہر ایک سے پوچھا کہ یارو لوح طلسم تمکو معلوم ہے کہ کہان ہے کہین ایسا تو نہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان
خدا پرست آئے ہین کچھ پیچ نہ پڑ جائے مین سحر اُتار کے طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہون سب نے عرض
کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہین معلوم ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہونچی مالک قلعۂ برانیہ براق شیر سوار
آپکی ملاقات کو آتے ہین اسنے حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سردار استقبال کر کے اُسکو باغ مین
لائے اِسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار شیر کی ایسی صورت بنائے لباس تاجداری سے آراستہ
ہے اِسنے تعظیم کر کے اُسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شراب پیجیے دعوت کھائیے باعث تشریف آوری
بتلائیے اُسنے کہا مین نے سنا ہے کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسکے دیکھنے کو مین آیا ہون اور شراب
وغیرہ مین کچھ کھاؤن پیونگا نہین کہ تمھارے یہان عیار آئے ہوئے ہین نجم نے کہا طلسم کشا دیکھو وہ
پلنگ پر پڑا ہے اِسنے جا کر دیکھا اور کہا اسکو پانچ سحر مار کر مع پلنگ پھونک دین ثواب عظیم ہوگا نجم نے کہا مین نے
منت مانی جمشید کی نذر کی ہے کہ بعد تین دن کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو مین جا کر

اپنے گردے پوچھ آؤن یہ کہکر تخت پر سے اُترکر گوشۂ باغ مین گیا اور وہان صورت اپنی مثل ایک مرد
ضعیف کے بنائی کہ سر ہلتا ہوا ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین مُنھ مین دو چار دانت باقی ندارد ایک
گُرتا پہنے ٹلمین سفید کیے اُن کیلون مین کہ جہان تاجدار پڑا ہو آیا اور اُسکو فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھاکر
ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا مین کیلون مین برہنہ تن پڑا ہون اور ایک بڈھا سامنے
کھڑا ہے یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے عیار نے کہا تجکو اپنی بھی خبر ہے کہ مین کون
ہون ارے بیوقوف تو بندۂ خاص خداوند لقا آج سے ہوا تجکو نجم عیار نے فقرہ دیکر بیہوش کیا تھا
مجھکو حکم ہوا کہ تو جاکر میرے بندہ کو اٹھا اور سب کیفیت اُسکو بتا چنانچہ حسب ارشاد خداوند تجھکو آگاہ
کرتا ہون کہ عیار نے فریب دیکر بیران مالک قلعہ برانیہ کو بھی مسلمان کیا ہے اور مثل انکے وظلمات
وہ بھی شریک فتاح طلسم ہے وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہے اور تیرے مقام پر اُسوقت بیٹھا ہے چاہتا ہے کہ
تیرے سردار و ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہے کہ تو جاکر
نہ اُس سے کچھ پوچھنا نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو وہ فقرہ دیکر نکل جائیگا یہ حال سُنکر
تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض پیرا ہوا کہ فرشتۂ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہانسے
جاؤن تو آپ کو پھر کہان پاؤن اسنے فرمایا کہ تم جاکر بیران کو قتل کرو بعد فراغ مجھکو پکارنا مین ظاہر
ہونگا تاجدار یہ اقرار لیکر لبان شعلۂ جوالہ چمک کر بحالت غضبناک روانہ ہوا جب بارہ دری مین
پہونچا سب سردار بہر تعظیم کھڑے ہوگئے بیران نے بھی کہا آئیے تشریف لائیے اسکو تو مرشد کامل نے
بخوبی پٹی پڑھادی تھی تیوری چڑھاکر گھورنے لگا اور بزور سحر شیر بنکر ایسا طمانچہ بیران کے مارا
کہ وہ تخت کے نیچے گرا اور از بسکہ غافل اسکے ضرر پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اسنے اُسکو گراتے ہی
پیٹ پھاڑ ڈالا شور و غوغا اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور
سجدہ کرکے باادب تمام پکارا کہ ای ملک مقرب آئیے مین حکم عالی بجا لایا نجم ایک گوشۂ باغ مین چھپا
ہوا تھا اُسکے پکارتے ہی جست کرکے اسطرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روئے ہوا سے اُترتا ہے غرض کہ
تاجدار نے اسکو لاکر تخت پر بٹھایا اور سب اہل دربار سے کہا انکو سجدہ کرو کہ انھون نے جان میری بچائی
ہے سبنے سجدہ کیا اور دست و پا کو بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ ای ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کی
کو پلنگ پر کسنے اُٹھاکر لٹا دیا اسنے کہا بعد تمھارے بیہوش ہوجانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا

اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اُسی ملک نے
طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہو کہ اسکو ہوشیار کرو اور سحر اسپر سے رد کرکے بعزت تمام پاس
اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھانا کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمھاری اطاعت کریگا اور تمھارا نام اس طلسم مین
ہوگا یہ سنکر اسکو بڑی خوشی ہوئی اور اُسی وقت رد سحر پڑھکر تورج کو ہوشیار کیا شہزادہ اُٹھ بیٹھا
نجم نے پکارکر کہا اے طلسم کشا خداوند کو سجدہ کرکہ پھر رحمت خداوندی نازل ہوئی ہو شہزادہ
یہ سنکر چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت و درشت دے نجم نے مسا رخسار کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ
یہ میرا عیار ہو جو یہ کہے وہی کرنا چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب دیا کہ مین کچھ سجدہ کرنے سے انکار
رکھتا ہون عیار نے کہا اے تاجدار او اٹھو طلسم کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور
ہم اب تمھارے سب کام کرکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سنکر تاجدار تخت پر سے اُٹھا ادھر پلنگ سے
شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوئے شہزادہ نے ایک ہاتھ گلے پر رکھکر فشردہ کیا اور کونے
مین اسکو ایسا دبایا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑاکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم گھٹا سحر بھی نہ پڑھ سکا آخر
پھڑک کر مر گیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ خنجر لیکے دوڑے لیکن ایک لحظہ مین فیصلہ ہوگیا کام تمام ہوا شہزادہ
لاش اسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا از بسکہ مرنے سے اُسکے اندھیرا
ہوگیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی تھی شور و غل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے تلوارین
مارنا شروع کین بہت ساحر اُس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑکر فوج کی چھاؤنی مین
گئے لشکر تیار کرا کر لائے لیکن برک تاجدار سے دیو اور اخگر و ظلمات وغیرہ رہا ہوگئے تھے اُڑکر اُسی
باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغائے عظیم برپا تھا اُسی نشان پر رستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھکر
دیو نے ہاتھ بڑھائے اور دس دس کو کھانا شروع کیا اور اخگر و ظلمات نے گوے سحر کے مرچ و تیغ
ہارنا رنج ترنج ناریل گچھے سوئیون کے اور پیکانون کے مارنا شروع کیے کبھی اخگر نے آگ برسائی
کبھی ظلمات نے تاریکی عالم مین پھیلائی اُس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ
خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پر بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا پڑا تھا کھڑا
تہلکہ تھا آندھی کا شور بیرون کا غل ہوا کا زور جان دینے مین نہ کسی کو دریغ نہ تامل اُڑنے سے وہ
لشکر عاری یہ اکیلا ہزارون پر بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی حیات کا پل تختہ تختہ بحر مرگ کی

جوشش آب شمشیر کا پتا دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آنا دشوار بیڑا عجب سا پیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگانی یہ حالت نظر آئی کہ اب ڈوبی تب ڈوبی کاغذ کی ناؤ کہلاتی اُس لشکر بے شمار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا جب نظم

بغرید تورج دران رزمگاه
ز ہیبش بلرزید خورشید و ماه
بہ تیر و کمان و بہ شمشیر تیز
در افگند در سرکشان رستخیز
پس و پیش او لشکر جنگجوے
بروے اندر آوردہ بود بدروے
ز خون روے صحرا چو جوے روان
ز بانگ سواران جہان پُر فغان
دران کین و آشوب دار و کشش
نہ پا است زور و نہ پا مرد و ہش

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور جادو اماں ہلائی شہزادہ نے ہاتھ کو روکا ہر ایک نے قدم اقدس کو آنکھوں سے لگایا مطیع اسلام ہو کر شہزادہ کو اندر قلعہ لیگئے دار العمارہ مین لا کر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے اخگر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین تسلط ہو گیا جلسۂ مسرت و جشن عشرت کی بنیاد ہوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادہ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت بیڈول ہے زمین بیان کی بے ہول ہے اب ٹھہرنا بیجا ہے آگے بڑھکر دیکھیے کہ کیا درپیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تارا + ہوئی شکل سحر پھر آشکارا + یہ اختر آسمان شجاعت نماز سحر سے فارغ ہو کر مع رفقاے با محبت کے اُس قلعہ سے نکلکر براے منزل مقصد ہوا اور دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون گاڑے تعجب کا خانۂ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نافرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اُسی جا مقام ہے ناچار با خاطر ناصبور قیام کیا اور ہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع پر روزن سے ساطع ہو کر طے منازل افلاک کرنے لگا اِس وادیہ پیماے صحراے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر براے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اُسی مقام پر آگیا کہ جہان سے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش چکر دیتی ہے مجبور پھر کھانا کھا کر سو رہا اور صبح کو اُٹھکر راستہ پکڑا شام کو پھر اُسی جگہ آرہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتۂ کہکشان مین دانہ کواکب پروکر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا
ضیاے اسطرح چمکے برابر | ستارے بنگئے ذرے زمین پر

شہزادہ ایک تختۂ سنگ پر چشمہ سے غسل کرکے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ داور بیہمال مین بصد تضرع و زاری بیقراری ظاہر کرکے دعا کرنے لگا کہ اے گردش دہ مہر و ماہ و اے چرخ دہ افلاک عالم روز جزا تیرے کرم کا بڑا مجھکو آسرا ہے اس بزرہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا۔ ابیات

تجھی سے پناہ اوج و پستی | عطا کی ہے ہمین تونے ہی ہستی
دکھائی تونے ہمکو راہ سیدھی | کٹے یارب یہ صحراے پر آفات
تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی | نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدۂ ظاہری بند ہوگئے اور چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئین خواب طاری ہوا اُسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی ہین دریاے اسمان کشادہ ہین ملائکہ طرفہ گویان ہین ہر سمت نداے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح کی بلند ہے اور ایک تخت نورانی مرصع پر ایک مقدس سوار ہین لیس اُس تخت نے بسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدۂ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اُترکر قریب اسکے آئے اور دست حق پرست اپنا اُسکی پشت پر رکھکر ارشاد کیا کہ اے فرزند امیر کیا چاہتا ہے اس گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو روکر عرض کیا اُن بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجھکو تعلیم کرتے ہین مع درود معظم پڑھکر قدم بڑھانا اور بسمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچائیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سبکو ملا دیگا اور دشمنون پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہوگئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہے رویاے صادقہ کا ہنگام ہے اور جسم پر اسکے عنبر و معطر تمام ہے جانا خواب پر اسیجا ہے جلد اٹھکر وضو کیا نماز سحر برجوع قلب ادا کرکے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اُسکا خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود معظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اُٹھایا اور روشنی سپہر مین آیا۔ ابیات

نظر شائق ہوئی نور سحر کی | اجازت رات نے چاہی سفر کی
قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو | رداے نور نے ڈھانکا زمین کو

صبحدم منیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادت خانہ سے اٹھکر اپنے رفقا پاس آیا نجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیار نے عرض کی

کہ اے شہریار مبارک ہو اب یہ طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام
سنکر دیو پکارا کہ اے شہزادہ مجھکو نہ چھوڑ جائیے کا مین کسکو سون اُڑا لیجاؤنگا اور تیرے دشمنونکا سر کھاؤنگا
شہزادہ نے اُسکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا وہ دعا پڑھتا سمت مشرق روانہ ہوا
دیو اور نجم و اخگر و ظلمات کو اسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جا کے تحفظ و آرام
پیدا کرکے ساکن ہوئے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑ دیجیے اور شہزادہ کو سمت مشرق جانے دیجیے لیکن آب
چند کلمہ افراسیاب کے سنیے ۔ مولف ہیچمدان ناظرین والاتمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ
طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھریگا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ
کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اسلیے ترک کیا ہے کہ اس فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور
لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تفریح دار مع تعریف اگر لکھے
جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فقط امیری ہیچمدانی پر خندہ زنی
سب صاحب نفرمائین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کرکے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم برسر
مطلب ۔ سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمرو دوبارہ حیران پاس پہونچگیا اور مصروف عیش و عشرت
ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھکر طاق طومطراق کو سمت کوکب بھیجا اور صنعت وزیرہ ہزیمت
خوردہ اُسکے پاس آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ نے بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو
ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اُس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی
لاثانی گلہائے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت
یار تھا ہر گل بہار افزا برنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اُسکے
غدیر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اُسجگہ فرش
آب رودان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اُس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غوطہ
مار کر خوبصورت پری بنی بہت نک سک سے درست چالاک و چست الھڑ البیلی گات رسیلی رخسار
پر نور ضیا مین رشک مہ شعلہ طور شام فرقت اُسکی سواد زلف پر قربان آئینہ شمس و قمر اُسکے
رخسارون کے روبرو حیران کہ نظم

نہایت خوبصورت اور کم سن　　مرادون کے بہار افزا تھے وہ سن
مثال ماہ تھی مطلوبہ شاہ

خواصین گرد شکل نجم تھین وہ ماہ
ہوئی اِس جاہ و حشمت سے نمودار
پریزادون مین تھی وہ حور ممتاز

وہ پہنے تھی جواہر اسطرح کا
کہ تھی ہر ایک رشکِ ماہ رخسار

نظر کا اُسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
خرامان کبک کی صورت بصد ناز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجالائی

شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ ای ماہی برن مزاج اچھا ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اُس قلزم حسن کو ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھالیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اُس بیابان لالہ زار سے سترہ سو عورت قبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گستردہ کیا گرد تخت سترہ سو کرسی جواہر جڑی بچھادی بادشاہ اُس ہم خوبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب حسین عذار کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ اگر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیارچیون کو جو ساحر کہ اٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کسنے مارا وزیرہ نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئے ہین انھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے دریاے قہر سحر سے پیدا کرکے میرے لشکر کو بھی ڈوبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بنا کر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اُس جنگلی پاس سے پھر آئے تو مزا چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو توفی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اُسوقت اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ اے ملکہ کسی کو بھیجدو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑلائے اُس پیکر محبوبی نے ہنسکر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ ای نگہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت سانولے رنگ کی پوشاک نفیس سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانۂ دہر آفت و قہر سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجالائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پریزاد کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جاکر چارہ اپنے ہاتھ سے ڈالا پھر ڈورا اور قرول لیکر کانٹا و شست وغیرہ جملہ سامان سے درست ہوکر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جسکے لیے تم جاؤگی تم یہان ٹھہرو دعوت کھاؤ عیش کرو دیکھو مین وہ مچھلی پکڑ کر آتی ہے صنعت کنے سے شاہ کے رکی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج

جو خواجہ کے ساتھ آئی ہو اُسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہو لیکن ماہی پریزاد
اسی طرح غرق دریا ہو باران و سیلان ابر سحر بھی غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون آشام
کے پار اُتری اور چلے بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے اُسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اُسنے
سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین مبارک ہو یہ وہانسے پرواز کر کے کنارے
اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کٹیا مین چارہ لگا کر ڈور اُسنے دریا مین پھینکی اسوقت
بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اسکو سحر نے اُسکے آنے سے باخبر کیا اور اُسنے کہا کہ اے مہرخ - افراسیاب نے
نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے اُس چارہ سے
یقینی ماہی مذکور پکڑ جائیگی مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اسکے جانے سے برق عیار بارگاہ مین جو
تھا وہ بھی روانہ ہوا اور درۂ کوہ مین قرب دریا جا کر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر
پڑھا کہ دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک کچھوے نے کاٹ دیا گھٹکار ہونے سے نکہت
بہت خوش تھی پھر کو اجو ڈوبا اُسنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے
ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارۂ بحر کے آئی اور زمین کھودی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ
مین بحرین آکر پہونچا اور للکارا کہ باش او شوریدہ بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے
نکہت نے اسکا نعرہ سنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ نارنج آگ کا گولا بنگیا
اُسنے وہی کھینچ مارا ہر چند بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر نہوا اور نارنج سینہ پر آ لگا کوئی ایسا ویسا
ساحر ہوتا تو وہ نارنج توڑ کر پشت کے پار نکلجاتا مگر اسکے پاس تحفہ جات عطیۂ شاہ کوکب بہت تھے
نارنج ہلاک تو نکر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا نکہت نے چاہا کہ سر کاٹ لون برق جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹ کے
آیا اور کاندھے پر لاد کر لے بھاگا نکہت حیران کہ یہ کون تھا دیر تک کھڑی رہی پھر چارہ کھودنے
مین مصروف ہوئی اور برق جو بحرین کو لیگیا درۂ پہاڑ مین لیجا کر رکھا اور لباس اُسکا لیکر
اسی کی ایسی صورت بنا اور وہان سے کنارۂ بحر سحر کے آیا دیکھا تو نکہت چارہ ڈھونڈھتی ہوئی
اُس پار اس دریا کے اُتر گئی ہو اُسنے پکار کر کہا کہ اے ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہے
کوکب کی اُسکے سامنے کچھ حقیقت نہین پس مجھکو تم خدمت بادشاہ مین لیچلو اور تقصیر میری معاف
کرا دو مین ماہی پریزاد کو پکڑوا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم قرار رہونگا نکہت اس کلام سے بہت خوشنود ہوئی

اور کہا اچھا میرے پاس آ برق حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤن پس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہون کچھ
چیز اپنی اس درۂ کوہ مین بھول آیا ہون لے آؤن یہ کہکر چلا اور درہ مین آکر بحرین کو ہوشیار کرکے سب
حال کہا اور پوچھا کہ اُسطرف دریا کے کیونکر جاؤن اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا مین جا کر پھینکو
پنجہ پیدا ہوکر اُٹھا لیجائیگا یہ وہانسے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا مین پھینکا ایک پنجہ دریا
سے نکلا اور اسکو اُٹھا کر اُس پار لیگیا نکہت نے کہا اب مجھمین ایسا زور نہین رہا کہ پرواز کرے
اُسنے کہا ای ملکہ یہ تحفہ جات سحر کے پھر کس کام آئینگے مین انھین سے کام لیتا ہون آپ آرام سے رہتا ہون
نکہت نے کہا میرا ارادہ ہی کہ ایک کانٹا سحر پڑھکر ایسا دریا مین ڈالون کہ ماہی پریزاد کا کلیجہ چھد جائے
مگر تو اکثر میرا مطیع ہوا ہی اس سبب سے مین خاموش ہون اسنے کہا ای ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑلو آپکی
مین نام آوری ہی اچھا تم شکار کھیلو مین کچھ کھاؤن کہ بھوکا ہون یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور
کہا اگر مزاج مین آئے تو آپ بھی کھائیے اسنے کہا کہ ای بحرین یہ حرکت تونے ایسی اسوقت کی کہ
جیسے عیار کرتے ہین اسنے وہ میوہ اُٹھا کر دریا مین پھینک دیا اور کہا ای ملکہ دمبدم کی خبر کوکب کو پہونچتی
ہی اب مین نہ ادھر کا رہا نہ اُدھر کا رہا تمکو میری طرف سے مظنۂ بد گذرا مین اب کس کا ہو کر رہونگا کوکب
مجھکو مار ڈالیگا گھر بار میرا غارت کردیگا ای ملکہ مین منع نہین کرتا ہون تم چاہو ماہی پریزاد کو ماردیا
گرفتار کرو یا رہا کرو مگر میرا ٹھکانا کہین ہوجائے نکہت کو اسکی عاجزی پر رحم آیا اور کہا مگر آمین
یہ کہکر چارہ جمشیدی کانٹا مین لگا کر دریا مین پھینکا مچھلی کی عادت ہی کہ چارہ پر بہت دوڑتی ہی مچھلی
اگر سحر کی ہی تو چارا بھی جمشیدی ہی بس ماہی پریزاد نے آکر چارہ کھایا ساحرہ نے جھٹکا مارا کانٹا
چھد گیا اور کھنچ آئی اسنے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہی چاندی کے تیر کی طرح چمکتی
ہی یہ تو مچھلی کے نکالنے مین مصروف تھی برق نے کمند ماری کہ ساتون حلقے اُسکے گردن مگر
اٹر جاتے لیکن چند پنجہ پیدا ہوئے اور کمند کو انھون نے روکا برق نے جست کی کہ نکلجاؤن ساحرہ
نے لپککر زمین پر دوہتڑ مارا کہ یہ اوندھے منھ گرا ساحرہ خنجر لیکر دوڑی کہ سر کاٹ لون اُسوقت آواز
آئی کہ ہاش یہ برق عیار ہی شہنشاہ نے فرمایا ہی کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا
نہین اسنے یہ نعرہ سنکر ہاتھ کو روکا اور نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ جھولا گلے
مین ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی تہمری باندھے آتا ہی اسنے ہاتھ اُٹھایا ساحر نے بھی سلام کیا

اور قریب آکر کہا ای ملکہ جب سے تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری دیکھ رہے ہین چنانچہ جب
یہ عیار آیا شاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجھکو آنے مین عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب لیچلو ان دونون کو
حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر دور مین مچھلی کو لٹکایا اور پنجہ مین عیار کو دابا اور لیکر چاہا کہ اُڑ جاؤن
اُسوقت اُس ساحر نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو مین لیچلون اسنے کہا نہین مین لیے چلتی ہون
ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہو دیکھو اور ایک ساحر کو بھیجا ہو وہ دہنی طرف نگاہ کرو اُترتا ہوا آتا ہو
نکہت اسکے کہنے سے اُسی طرف دیکھنے لگی اور اُس ساحر نے کہ اصل مین قران ہو چمک کر نعرہ مارا
سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اُسکے مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم و
پست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپکر دریا مین چلی گئی اور برق بھی رہا ہوا قران نے
اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای برق جس پہاڑ مین کہ مین رہتا ہون اسوقت تم اُسجگہ میرے ساتھ چلو مین
تمھین ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درہ کوہ مین جب پہونچا کہا خلیفہ صاحب
بتلائیے وہ کونسا تماشا ہو جو آپ دکھلانے لائے ہین اُسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہو اسکے مرنے کی
خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر مین جاتے مباد اگرفتار بلا ہو جاتے بس
مین اسی لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر وہان ٹھہرا رہا پھر ایک
سمت کو روانہ ہوا قران نے کہا ابھی لشکر مین نجانا ادھر ہی دم رہنا اُسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا
اُدھر لاش نکہت کی پریسحر کے اُٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اسطرح عیارون نے
کام اسکا تمام کیا بادشاہ نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین ہوتی اور انھون نے
سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا ای ملکہ صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ مین ملکہ ماہی کو ان
کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاریان سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دین مین انکا
سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو مین تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے
تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ حال اسکا بیان ہوگا اب
طوطمراق ایلچی کی کیفیت سنیے کہ نامہ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر چیدہ و منتخب
روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون روان کے پار اُترا خیال مین آیکے آیا
کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہو اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہو اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر

مسلمانون کا برباد و تباہ ہو لیں مناسب ہی کہ اُسکو پکڑ کر جانب طلسم نور افشان لیچل راہ مین کسی جگہ مار ڈالنا
یہ تجویز کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو مین بھی آتا ہون لشکر تو کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب
لشکر مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکور دربار برخاست کر کے سو رہی تھی اسنے
قریب بارگاہ پہونچکر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے یہ اندرون بارگاہ
گیا اور مہرخ کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈالکر زیادہ تر بیہوش کر کے پنجہ مین دابکر اُڑ گیا اور سیدھا
اپنے لشکر مین آیا لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھ گیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اترا ہوا تھا
اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھکر اسکو قتل کرون غرض
وہان سے بھی کوچ کر کے آگے چلا یہانتک کہ قریب ایک قلعہ کے پہونچا کہ وہان کی مالک ملکہ زیور جشید
جادو ہی جب یہ اُس قلعہ کی حوالی مین اترا سیر صحرا و کوہ مین مصروف ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی
بیرون قلعہ آئی تھی اسنے لشکر جو اترے ہوئے دیکھا لوگون سے حال دریافت کر کے قلعہ مین گئی اور
زیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سنا کہ طاق ایلچی
ہوکر کوکب پاس جاتا ہی بس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزارہا خوان اغذیہ
لطیف و گوناگون سے مملو کر کے تنگ ہاے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر و جواہر کی کشتیان تیار
کرا کر گہنا اور لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکر طاوس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیز اپنے ہمراہ لیکر بصد
تزک اور احتشام سے قلعہ کے باہر نکلکر اُسکے لشکر مین پہونچی اُسنے بھی خبر سنکر استقبال کر ایا اور لب فرش
تک لینے کو آیا مسند پر لیجا کر برابر اپنے بٹھایا ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اُسنے بھی کشتیان شراب
ارغوانی کی منگا کر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا اندر قلعہ کے تشریف لیچلیے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف
لیجائیے گا اسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین جا سکتا ہون اسلیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون
ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نجاسکے اُسکا سر کاٹ لون تو مجھکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ
مجرم افراسیاب کی ہی تمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ سر اُسکا کاٹو بہتر یہ ہی کہ خدمت بادشاہ
مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے مارے یا بخشے اُسکو اختیار ہی اسنے کہا اے ملکہ راہ مین عیار دھوکا دیکر
چھڑا لینگے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچی کی جاتا ہون لڑائی مین عرصہ ہوگا اس سے یہی
مناسب سمجھتا ہون کہ اسجگہ کام اُس نمکحرامہ کا تمام کرون اور تم بھی رہو مین تمھارے سامنے اسکو قتل

کرتا ہون یہ کہکر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہی اُٹھالایا چاہا کہ باہر نکالکر اُسکو آزار دون زلپور کو خوف
طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی باد فنا کو دینگے
علاوہ اسکے عمرو ملک کو کب مین گیا ہی تران یہ خبر سنکر آفت برپا کرتگی اگر یہ کہا جائے کہ افراسیاب
حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نکر سکا تیری اعانت بھی نکر سکیگا آجتک تو نہ شاہ
طلسم کی طرف گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت مین خرابی آئیگی مناسب ہی کہ اسکو
قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچکر گویا ہوئی کہ ای طاق مین اپنی عملداری مین مجرم شاہ کو قتل ہونے دونگی
اسمین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیاران ہی تو لاؤ اسکو مجکو دو مین قید رکھون جب نامہ واری کرکے
تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اُسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ ارے او نمک حرام معلوم ہوا کہ تو باغیون سے ملی
ہوئی ہی اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہی پھر کیا مجھکو کمزور سمجھا ہی جو قتل ہونے دونگی جادو رہو زلپور
سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچیگی وہ بھی جانے گا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہی بس وہ تجھکو غارت کردیگا غرض
اتنو بگڑ گئی پھر ایک طرف ہو رہ اس سے مہرخ کو چھڑا لے بس اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار
تو بکتا ہی کیا ہی بڑا تجھکو گھمنڈ ہوگیا ہی لے خبردار ہوجا یہ کہکر مثل برق جہندہ مسند پر سے اٹھی اور خنجر صاعقہ
کردار جو زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُسکے مارا وہ ساحر زبردست ہی ایک قلابہ آہنی سامنے از خود
آگیا کہ خنجر اُس پر پڑا اور قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اٹھکر تلوار کھینچی اور وار کیا اسکے سامنے بھی
قلابہ آہنی آگیا کہ تیغ اُسکا ٹکا اتنے غلغلہ برپا ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہی افسران لشکر ساحر
کے دوڑے وہ کنیزین جو زلپور کے ساتھ آئی تھین اُنھون سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج
ترنج چلنے لگا اُدھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی اِدھر برابر شمشیر زنی طاق و زلپور مین ہونے لگی جب یہ تلوار
مارتی ہی سپر پیدا ہوتی ہی اور وار روکتی ہی جب وہ تیغ لگاتا ہی اِدھر بھی سپر ظاہر ہوکر آڑ ہوجاتی ہی آپس
لڑائی مین زلپور سمجھی کہ یہ زبردست ہی تو مغلوب ہوجائیگی جلد کوئی تدبیر کر بس بچالائی لڑتے لڑتے
اُس صندوق کے قریب گئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور ایکبار تو اُسکا پڑاو آگیا پھر لڑنے لگی دوبارہ
اُڑکر گرجکر پنجہ مین اُسکو داب کرلے اُڑی طاق اُسکے تعاقب مین اُڑا لیکن وہ قندیل فلک
ہوگئی اور ایک ہی سناٹے مین اپنے قلعہ مین آگئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نسمجھا پھر آیا اُدھر
کنیزون اور ملازمون نے جو اپنی مالکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے

اپنی فوج درست کرا کر قلعہ پر یورش کرنے کا قصد کیا اُسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اُنھون نے
سمجھایا کہ اُسکا ملک ہو لڑائی بہت دنون تک ہوگی پھر یہ خبر لشکر مہرخ مین جائیگی وہانسے فوج آئیگی
مدت تک یہ لڑائی فتح نہوگی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم میرے کیون
کیا چنانچہ لڑائی تو ان نمکحرامون سے ہو ہی رہی ہو آپ تعمیل حکم شاہ کیجیے اس مقدمہ مین دخل نکیجیے
اس فہمایش سے یہ اژدہا موقوف کرکے اُس سرحد سے کوچ کرکے جانب منزل مقصود راہی ہوا ادہر
لشکر مہرخ مین ملکہ مذکورہ کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوئے رعایا وغیرہ اپنا اپنا
انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے ملکہ کو پکڑوا بلوایا مبادا کوئی آفت آجائے تو اسباب لٹ جائیگا
غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہو کہ اسباب بہنا دین آپ ٹل بیٹھین پھر جس ساحر کا
راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک طلبلی پڑگئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہلکارہ
نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہوگئی ہو کہین پتا اُسکا نہین ہو لشکر سارا تباہ ہوا جاتا ہو حیرت
نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہو عمرو بھی یہان نہین ہو
اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر
جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے عقب مین گرفتار ہوگئی اور اے ملکہ یہ کام عاجزون کا ہو کہ لشکر بے سردار سے
مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب ملکہ مذکورہ کو بھیجکر صنعت سحر
سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیار یہان ضرغام و جانسوز موجود ہین آپس مین
مشورہ پذیر ہوئے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہیے پس خدمت بہار مین آکر عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر
کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین بہار نے کہا میری
طبیعت آجکل علیل ہو مجھ سے جہانداری اس زمانہ مین نہو سکیگی مخمور آئی ہوئی ہین اُنکو بادشاہ
کرو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہوکر پکارے کہ ایک تدبیر ذہن
مین آئی ہو دوسرے نے کہا کہ بھائی ہم کہینگے نہین دیوار ہم گوش دارد غرض کہ ایک کاغذ پر لکھ دیا
دونون نے پڑھا لکھا تھا کہ کسی ساحرہ غیر کو صورت مہرخ کی بنا کر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر دیا
اور دونون اسی فکر مین روانہ ہوئے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین وہ قریہ جو آباد ہین یہان
کی ایک ساحرہ ادہر کسی کام کو صحرا مین آئی تھی اُسکو انھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند لقا کے

سے کے ہین ہمکو خداوند نے آپ جیسے مہرخ بنایا اُس عورت نے کہا میری صورت اُسکی ایسی کہان ہے اور
نہ میرے ایسے نصیب ہین انھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو یہ کہکر ایک حباب بیہوشی
اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی انھون نے رنگ و روغن عیاری لگا کر بشکل مہرخ اُسکو بنا کر
ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جا کے
بخوبی سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا جو کوئی پوچھے بھی تو اپنے تئین مہرخ بتانا
اُس عورت کو کچھ سحر بھی آتا تھا خوشی خوشی اُڑ کر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ
عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے اور اُسکو لا کر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب
پڑی سبنے نذرین دین اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیگئی تھین اسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا
مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین غدر جو برپا تھا موقوف ہوا سب اطمینان سے ساکن ہوئے ہلکارے
حیرت کے سامنے گئے وہ نامہ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر عرض کی ای ملکہ مہرخ داخل
لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ ماجرا سنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ نے لکھا ہے وہ
میرے غضب مین گرفتار ہوئی ہے یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہے آخر اسنے پھر نامہ لکھا اور یہان کا
حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتاب سامری
منگائی اور مطالعہ فرمائی اُسمین لکھا تھا کہ ابھی تیرا مہرخ کو پکڑ لیگیا تھا اُس سے زلور نے چھین لیا
اب وہ اُسی کے پاس ہے یہ مہرخ عیارون نے بنا کر تخت نشین کی ہے اصلی مہرخ کی قلعہ آراستہ مین
دعوت ہو رہی ہے یہ جملہ حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ سانحہ اصلی مہرخ ہرگز نہین
یہ جواب تخت پر بیٹھی ہے وہ نقلی ہے نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ ای مریخ جادو جلد حاضر ہو کچھ
دیر مین سبنے دیکھا کہ بروے ہوا چمک ہوئی اور ستارہ ساٹوٹا زمین پر وہ ستارہ آکر ٹوٹا اور ایک ساحر
کی صورت بنا دھوتی سرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر صندور ملے تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت
وبرجلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعہ آراستہ پر جاؤ زلور و مہرخ
کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنکر مجرا کرکے وہ روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے بادشاہ نے ملکہ ماہی بریان سے فرمایا
کہ تم اپنے قلعے سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعہ آراستہ روانہ کرو کہ وہ سردار اُس
قلعہ کو خاک سیاہ کر دے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف

آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر پر سوار پیچھے اسکے اسّی ہزار ساحر
نابکار باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ظاہر ہوئے اُس ساحر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم کی ملکہ نے
فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اُس مقام کو برباد کر دو یہ ساحر بموجب ارشاد
اُسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زیور جو مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اپنے
مشکوئے خسروی مین لا کر پلنگ پر اُسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش
ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اُسکی عملداری مین ایک نہر ہے کہ پانی
اُسکا خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر یہ آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش
آیا جب آنکھ کھلی زیور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سوتی تھی یہان کیونکر آئی اور زیور
مجھ تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زیور نے کہا کہ اے ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اسطرح گذرا
کہ طاق ایلچی ہو کر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نورافشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے
جا کر اُس سے ملاقات کی وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ
اس سمجھانے سے مجھکو مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا
کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر ہمراہ لائی اور دار العمارۃ مین تخت برابر اپنے
بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو آرام
تمام اسجگہ ہے مگر مہرخ کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے ستارے نے کیا برائی کی اور فلک خونخوار نے
کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق عیار قران کے پاس جو چلا از بسکہ لشکر مین
تو جانا منظور نتھا اُس سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُسوقت قران اُس درہ کوہ سے
اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ کوہ سے
پائین کوہ تک سبزہ زار ہا اشجار گلہائے رنگا رنگ کے لگے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے
پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھر رہا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاو وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر
دھنک نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اُس کوہ کے درے مین شیر کی کھال منڈھی کی طرح
تنی تھی اندر منڈھی کے بھی پوست شیر کی بچھی تھی سامنے منڈھی کے کچھ سلگتا دھونی رمی تھی پاس
ٹھیکرے مین گھڑا سا بنا کندا دیا ایک طرف منڈھی مین پنجرے بلبل بٹیرے ڈہیر کے ٹنگے تھے دامن کوہ مین

گھوڑا بایاؤن سنے ہوئے چرتی بھرتی تھی قران وہان پہونچکر فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال
فتیلہ فتیلہ شکر لٹکا لیے منھ پر بھبھوت ملکر قشقہ کھینچکر کھنور بدن مین لگاکر کنڈل کان مین ڈالکر
بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اُس درۂ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور رات
اس درۂ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہی کہ قلعہ گلگونیہ اُسکو کہتے ہین مالک اُس
قلعہ کی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہی وہ میری بہت معتقد ہی وہ
میرے لیے کھانا مع نشہ پانی کے بھیجتی ہی اور مین نے کہدیا ہی کہ سیدھا شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک
میرے لیے آیا کرے کسلیے کہ مین فقیر ہون میرا پنتھ یعنی مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہی چنانچہ
جو مین نے کہا ہی ویسا ہی ہوتا ہی تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشا دیکھو برق نے فوراً صورت
اپنی بالکون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس جاکر چلم گانجے کی باباجی کے لیے بھرا کی باتین اُسی طرح کی
کرنے لگا یاد آتا یا معبود زبان پر جاری تھا اور اُدھر مرّیخ گردش کا مارا جو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار
کو پیار کرتا ہی اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ اُڑنے جاتے ہو جبتک دو سردار دو ساحری جانے زندہ پھیر دیا
کہ ہلاک ہو جاؤ پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سنیچر جو سوار ہوا تو راہ کا مگر قلعۂ گلگونیہ مین آیا
ملکہ کو جو خبر ہوئی تعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین دہ دن کم باقی رہا اسکے آنے
مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی قران کو جاتا تھا اُسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دو پہر گذر کر پچھلا
پہر دن باقی رہگیا اُسوقت گلعذار کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ شیرینی
وغیرہ خوانون مین لگاکر دو کنیزین نسترن و سمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی
پاس آئین باباجی سوتا لیکر اُٹھے کہ اری ولنڈی خرمنڈی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہری کی
دیا ہے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہی اُٹھا جلد اپنا جھول جھال کہدینا اُس لنڈوری
دم کرتی سے کہ اب بہت تجھکو غرور ہو گیا ہی یہ کہکر دو دو سونٹے اُنکے چوتڑون پر جمائے گر اس زور سے
نہین کہ وہ دردمند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن تھین سونٹے کھانے
سے تڑپ گئین مگر فرط اعتقاد سے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر با ادب تمام دست بستہ عرض کی
ہوئین کہ سائین دیکھا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مرّیخ جادو نام آیا ہی اور وہ اسطرح قلعہ آراستہ کی ہی دی
کو جاتا ہی اُسکو جلد حال اُنچی اور مرّیخ اور زندپور کا جو پہلے مسطور ہو چکا انھون نے بیان کیا یہ ماجرا سنکر

فقیر صاحب کا غصہ کم ہوا وہ کھانا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکالکر اُن کنیزون کو دیا کہ تو
تمنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہو یہ میوہ کھاؤ تو تمھاری عمر بڑھ جائیگی اُنھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی
بیہوش ہو گئیں قران نے برق سے کہا کہ مین تو کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انمین سے
ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہو سکے وہ کرو برق نے
اُنمین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اُتار لیا اور اُسکی ایسی صورت آپ بنا کسلیے کہ سمن بہت
خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اُسکی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ روے تابان اُسکا شمع بزم
خوبی ہو یا گل باغ محبوبی ہو بلکہ جان گلہاے گلزار وجاہت اُسپر غش ہو سراپا وہ گلعذار پری
تمثال ہو حور وش ہو ملاحت اُسکو بہت عزیز رکھتی صباحت اُسکی کنیز تھی اگر اُسکا روے انور
دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی یا ظلمت مین خضر کو
راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین و
عنبرین پر خط کافور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بقول نظم

پر نور جبین ہو غیرت بدر
جبتک نہو کلک شاخ آہو
رخسار وہ آفتاب پر نور
طوبی یہ بہشت ہی نمایان

گیسوے سیاہ لیلۃ القدر
ابرو کہ ہلال عید ہی یہ
شبنم ہی جہان تجلی طور

ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
بہر در دل کلید ہی یہ
دیکھو تو قد و عذار خندان

اس صورت پر بنکر اُس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن
کو ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی کہا مین تو بیٹھی ہو مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت
ہو کہ جہان باتی ہو پڑ جاتی ہو اب چل بلکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑا مارا دنیا کا
دھندھا ہمارے ہی سر آپڑا ہی یہ کہکر بکتی ہوئی کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر قلعہ
نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے گلزار پایا نہایت قطعدار پایا چیونٹی
کی بستی خرمی ہر سمت برستی رعایاے شہر وجیہ و شکیل دکاندارون مین امانت واعتبار کی دلیل
گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ و شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سپرد داروغہ
باورچیخانہ کیے آپ کاروبار مین ہمراہ نسترن کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارہ دری کے مریخ و
گلعذار بیٹھے ہین یہ دونون کام کے حیلہ سے اندر گئین اور برق نے اپنی گات کو بنکر دکھایا ان سے

اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ کے پار ہوئے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اُٹھا گلعذار نے
کہا کدھر چلے اسنے کہا اے ملکہ مین کبھی اکیلا سویا نہین یہ کہکر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دلکو
تمنے مرے چھڑایا ہے ÷ لاؤ اچھی نہین ہنسی دلگی ÷ گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پر یہ
فریفتہ ہوا ہے بس اُسی وقت کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرو و
سامان آرام و راحت مہیا کرو کنیزون نے جاکر پلنگڑی پر بچھونا نرم و نازک کیا شراب کی
بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھدیا ہار پھول موجود کردیے عود سوز و
عنبر سوز و لخلخون سے کمرہ بسا دیا عطر حنا و سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری
ہوچکی کمرہ بند کرکے چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جائیے مین مطلوبہ کو بھی
بھیجتی ہون وہ وہان سے اُٹھکر کمرے مین آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا
جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی بناز و ادا تیوری چڑھائے منھ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی
مریخ نے اُٹھکر اسکو گود مین اُٹھالیا یہ بھی غمزہ جتانے لگے ہاتھ جھٹک کر پیچھا چھڑانے لگی اُسوقت حسب
اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اُٹھایا اور آنکھون سے لگایا اور چلتے وقت
شاہ نے کہدیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہ ہو فوراً سحر سے حال دریافت کرنا
فی الجملہ رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا ازبسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا
ہوا تھا کہ یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ برق عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کرکے اسنے کہا کہ
باش او ناعیار پہچانا مین نے تجھکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا جلد اسنے ایک بیضہ بیہوشی نکالکر
اُسکے منھ پر مارا اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوا اور بیضہ اُسنے روک لیا اور مریخ نے سحر سے اسکو بحس
حرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اُس کمرے کی شگافتہ ہوئی یہ برق کو لیکر اُڑا اور چھت سے نکلکر صحرا
کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار ابھی عیارون سے ملی ہوئی ہے جب تو اسنے اپنے
گھر مین عیار چھپا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کرے کے اس عیار کو لیجاونگا تو وہ مجھ سے لڑکر
اسکو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لیجاکر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر اس ملکہ سے آکر سمجھون
غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور بہتر قران درہ کوہ سے نکلکر اسی طرح فقیر بنا ہوا
پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کسلیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی جانور

بسر اپنے رہے تھے مور جھنگھاڑتے تھے سُہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بلبل و گل مین گفت و شنید تھی حاصل مرام اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر بقچہ مین کسی کو دابے اُڑا جاتا ہی یہ دیکھکر اُسنے پکارا کہ ارے میان کہان جاتے ہو آگے راستہ نملیگا یہ جنگل ہمنے سحر سے باندھا ہی یہ سُنکر مریخ نے چار سمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہی کہ سر شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم ہوتا ہی اور گرد اڑتا ہی وہی غبار جو اُسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک یہ صحرا مسحور ہی پھر کیا ضرور ہی کہ آگے جاؤ اور دسحر کرنے مین وقت اُٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالو بس یہ سوچکر اُس پہاڑ پر اُتر آیا قران نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ بھی ساحر ہی بس اُس سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہی جسکو تم لائے ہو اُسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسنے جملہ کیفیت سنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو تمنے دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اُسنے کہا تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا بھلا میرا حال رقعہ مین دیکھو تو شاید مین بھی کوئی عیار ہون اُسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اسکے برابر جا کھڑا ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے بعدہ اس زور سے اُسکے جھکے ہوئے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا وہ تڑپکر ہلاک ہوا آواز ہاے مہیب آئین زمانہ تاریک ہوا پریزن نے غل مچایا کہ مارا او نے کام تمام کیا مریخ جادو کا لاش اُسکے بگوسے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لیگئے برق نے رہائی پائی قران بولا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا لشکر مین جانیکا قصد ہی قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زلیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات کو پہاڑ کے درہ مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ راستہ رنگ لین برق یہ سُنکر خاموش ہو رہا قران اسکو اپنے ساتھ لیکر درہ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون کی روشنی چمکی کہ بمقتضاے ابیات

تھا دور وہ چاندنی کا عالم
آتی تھی نظر تجلی طور
مہتاب کا خود جگر گیا دم
کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور

رات کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ جا کر مریخ سے کہے آئیے کھانا کھا لیجیے کنیز جو کمرے مین گئی حجت اُسکی شگفتہ پائی اور کسی کو وہان نہ دیکھا اُسنے آکر ملکہ موصوف سے خبر دی یہ جو اسنے سنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی لیے ساتھ لیگیا پھر سمجھی کہ کنیز کو تو مین نے اُسکو دے ہی دیا تھا پھر اُسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا حاصل مرام اپنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی

اُسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب اگر سنیگا تو یہی سمجھیگا کہ سازش کرکے گلعذار نے مروا ڈالا
اب اپنا بچاؤ کرنا چاہیے اور یہان سے نکلجانا اچھا ہی تو صحرا مین جا کر عیارون کو ڈھونڈھکر گرفتار
کرکے شاہ طلسم پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ مین زلور پاس چلنا بہتر ہی کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے
ہین جو اسکی راے ہوگی وہ کرینگے پس یہی مشورہ دل کا اسکو پسند آیا کیونکہ غور کیا کہ عیارون کو بڑے
بڑے نہین پکڑ سکتے تو بھلا انکو کب پائیگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اسی وقت سوا سو ڈیڑھ سو
انیسین اور کنیزین اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ ساتھ لیلیے
یہ تو ادھر سے چلی اور اُسطرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھی بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو قلعہ
گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعۂ آراستہ پر گیا اور قلعۂ مذکور کو جا کر گھیرا یہ خبر زلور نے جب سنی
چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استادہ کرائی لشکر بمقابلہ فوج
عدو اترا مہرخ بھی ساتھ آئی ہی چنانچہ جس رات کو کہ گلعذار اپنے قلعہ سے بھاگی ہی اور مریخ
سرشام مارا گیا ہی اسی رات کو یہان سرکش نے طبل جنگ بجوایا ہی اور لشکر زلور مین بھی بجواب اسکے
نقارۂ حرب کڑکڑایا ہی نفیر سحر کو دم ملا ہی تیاری جانبین مین ہو رہی ہی ڈمرو بجتا ہی ہوم ہو رہا ہی جھنجھے
ہوتے ہین آگ بارکی گئی ہی جوت کھڑی کی ہی بنگالی سحر کر رہے ہین کانور و دیس کے جوگی جاپ مین
مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہی بیرون کے شور سے دنیا دہل رہی ہی یہ عالم ہیبت ہی کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی | دیتا تھا نہ کچھ وہان دکھائی | ہوش اڑتے تھے دیکھکر سیاہی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی | ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی | ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز | سنتا تھا کسی کی کون آواز | آوازین تھیں وہ مہیب اللہ
تھا گوش فلک مین پناہ | وہ شور اگر سنے تو فرق | بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
اک سمت بہادران ذیجاہ | ہتیارون کو صاف کرتے تھے وا | مریخ پہ تیغ آختہ تھے
گردون پہ علم فراختہ تھے | دشمن ہو مقابل اُنسے کس طور | آفاق مین پلٹنون کا تھا دور
القصہ کٹی وہ رات ساری | پیدا ہوئی مہر کی سواری | تارے چھپے آفتاب نکلا
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا | میدان کی طرف بڑھے دلاور | مہرخ کے تھی ساتھ ساتھ زلور
آراستہ تھی وہ اسقدر فوج | وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج | میدان مین جو پہونچے یہ بہادر

بولی یہ فتح کہ رب انصر | جب نہنگ فلک نے مہرۂ پشت نیزۂ خط شعاع مہر کی نذر کیا

سرکش بھی اسی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفین آراستہ ہوئین
میدان پاک وصاف ہوا نقیب آوازین لگا کر ہٹ گئے اسوقت سرکش اژدر اُڑا کر میدان مین آیا
اور للکارا کہ ای زیور اجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھایا کی اسپر نمک حرامی کی کہ ایلچی شاہ سے
مہرخ نمک حرامہ کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہمنے کیا خوب کیا
دیکھ تیرا سرکوب بھیجتی ہوں یہ کہکر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشین اُڑا کر سامنے اس خیرہ سر کے گیا اسنے
ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اُلٹا پلٹ گیا اسوقت اُسنے غصہ مین آکر پرے ہوا
کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹکر گرا اور سپر پھیکر مع ہنس ٹوٹ گیا اسوقت اور ایک بہادر سامنے
آیا اُسنے تاک کر ناریل اُسکے سینے پر لگایا کہ وہ بھی سپار گذار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرات نے نکلکر
مقابلہ کیا اُسنے ایک پیکان سحر سے اُسکو بھی نشانہ خدنگ اجل بنایا اسوقت تو زیور کو تاب نہ آئی
طاوس اُڑا کر سامنے اسکے آئی لشکر مین نفیر بجی علم جلوہ پذیر ہوئے کڑکا ہوا اور ملکہ موصوفہ نے رجز اس
نابکار کو للکارا اُسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اسنے انگلی سے ایک خط کھینچا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے ہوکر
گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے چٹکی دینے کا اشارا کیا گولا زمین مین آکر سرد ہوگیا اس [illegible]
نے پرے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹکر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر وہ ستارہ
نہ رکا سپر کو توڑکر سر کی طرف چلا اُسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھا لیگیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا کہ اسکی
پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اُتری اور پکاری کہ تین وار تو کر چکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر چاہتی
تھی کہ سحر کرے یہ تو اسکو جانتا ہی کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گہنا کھینچ مارےگی اور ایک عورت گہنا پہنے پیدا
ہوگی اُسکو دیکھکر نقد ہوش تو کھو دیگا پس اُسنے بعجلت تمام ایک پڑیا خاک قبر جمشید کھینچ ماری کہ ملکہ
اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی پنجہ بنکر چوگرد ملکہ کی چوٹی پکڑکر کھینچا لیچلا اُسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور
للکاری کہ باش او غلام خیرہ سر کہاں جاتا ہی یہ کہکر رسول پکڑ کر آگری اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج کھینچ
فلک مارا کہ اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر زیور پر چھا گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی
دیتا تھا وہ مقام دہان اژدر بنگیا چشم روزگار مثل دیدہ اعمی تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آتی کہ جس
جس سمت نگاہ کی اندھیرا * کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا * اُس تاریکی مین ملکہ مہرخ یقین تھا کہ

ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اِس ساحر سے کیا زیر ہوتی جبکہ شاہ طلسم سے دعویٰ مقابلہ کا
رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے مُنھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اُسکا مثل آفتاب تابان روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن
اُس مقام کو اُسنے منور کردیا یا بلسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن ہوئی شمع بزم
دولت بد ظلمت کو ملی وہان ہزیمت * روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلہ جوالہ چمک کر قریب
آیا اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اُچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج
مارا اُسنے انگلی سے اشارا کیا نارنج لٹک گیا اتبو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھکر مارے
کہ ایک زنجیر آہنین از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آتشین
گلے مین پڑگیا ملکہ نے اُس زنجیر کو پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار بندھا گرا ملکہ جست کرکے اُسکے سینے پر
سوار ہوئی اور زرلور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے دفع کر ورنہ
تاریکی سواد ملک عدم دیکھے گا اُسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا
اور کہا جہان وہ خاک ہو وہان تو بھی خاک ہو اُسوقت اُسکو گرمی معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر
خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری نے دیکھا کہ ملکہ
سینۂ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کرسکتا تھا سوائے اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا اے
ملکہ مین آپکا غلام ہوں اطاعت سے گردن تابی نکرونگا ملکہ اُسکے سینے پر سے اُتری اور سحر پڑھا کیا
کہ زنجیر و طوق غائب ہوگیا اُسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اُسکا اُٹھاکر سرفراز
فرمایا وہ براہ عناد و مکاری مطیع ہوا لشکر مین طبل آسایش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو بمنت اپنے
ساتھ لیا زرلور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی بارگاہ مین دونون کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت
کیا اُدھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہ بھی ملکہ کی بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی
دور شراب ناب رہا جلسہ چنگ و رباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آتا ایک پنجہ ماش کے
آٹے کا بناتا یہان تک کہ چوبیس پنجہ اپنے بنالئے یہ اسکا سحر کائنات کا ہے کہ رد اسکا ہونا ممکن نہین
غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہوچکے اُنکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب المطلب پیدا ہوکر کام دین غرضکہ
پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زرلور مین آیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجھکو کچھ کان
مین آپ سے عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اسنے قریب گوش منھ لاکر اف جو کیا ملکہ بیہوش

ہوکر گر پڑی یہ کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ ارے دغاباز یہ تو نے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے
سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر سرد ہو گرا اور دو تھپڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زیور کو
زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مار کر اُسکو بیہوش کر دیا سردار
حاضران دربار رسول مسلول پکڑ گرا گرے اسنے پھر دو تھپڑ مارا کہ چوبیس پنجے زمین سے حربہ ہاے آتشین گرز
وغیرہ لیے پیدا ہوے اور سرداروں پر گرے اور جسکے وہ حربہ پنجہ سے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان
بیہوش ہوا اور جسکے پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہو گیا سردار بعض بیہوش ہوئے اور بعض بھاگ کر
بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی اس عرصہ مین
اُدھر کا لشکر بھی کہ حکم اُسکو ساحر مسطور تیاری کا دے آیا تھا اِس فوج پر آ گرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار
کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس پنجہ حربہ آتشین سے اُس فوج پر مثل برق گرنے لگے اور اسّی ہزار
ساحر مار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم بھر مین ہزار ہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف
سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزار ہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا
سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جوہر شمشیر پھندے دام مرگ کے بنے ہزارون طائر جان پھنسے صیاد
اجل نے اُڑتی چڑیا پھانسی روح رواں بھی بھاگ گئے ندی قفس تن مین پھڑ پھڑا کر رہی شمشیر مثل
سیماب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھو گئی ہر قالب بسمل زمین پر
طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے دو نیم سمند تیغ کی میدان مین روانی روح
رستم و سہراب کو زیر زمین سرگرانی و پریشانی کہ

نظم

لکھوں جو بیان ریزش خون — شنگرف قلم ابھی ہو گلگوں — تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار — تلوار کو وان جو عزم کین تھا — دم خنجر برق مین نہین تھا
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ — خاکستر ابر مین فسردہ — وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل
روحوں کا گذر تھا اُس پہ بالکل

آخر کار بہت جرّار اُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر
اطراف مین جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہو گیا سرکش نے قلعہ کی جانب رخ کیا اہل
قلعہ ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اپنے ٹکڑے ٹکڑے
تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کرا کر زیور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے

عادہ پر بٹھا کر بیابان سے کوچ کیا یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قِران و برق بھی
دُرّہ کوہ سے نکلکر قلعہ آراستہ کی طرف چلے تھے مگر علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے تھے اور برق ایک ساحرہ
کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ میں اُسکو ڈیڑھ سو جادوگرنیان ملین اُنمین ایک شہزادی تھی
برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہی پس اُسکے قریب آیا اور کہا اے ملکہ سنا ہی کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی
ہوئی ہی ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زیور و مہرخ کو
پکڑ لیا ہی مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال اچھی طرح معلوم کر لون تو آگے بڑھون برق
یہ حال سُنکر اُس سے رخصت ہو کر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ
مین فوج اُتری ہوئی پائی اُسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی ایسی بنائی اور
ایک رقعہ لکھکر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہی بازارین کھلی ہین جھنڈے
گڑے ہین گھوڑا گھنکتا ہی سوار و پیادے بستر جمائے ہین لین پڑی ہی گھوڑے شیشے بھرے ہین کوتوالی
چبوترہ بیچ لشکر مین ہی انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہی سپاہیون کے بستر پر دائرہ بجتا ہی چکارہ
بجر رہا ہی ہر سمت چہل پہل ہی خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہی سراپچے اُسکے
اُٹھے ہین وہ سامنے تخت پر بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہی اُسنے اسکو دیکھکر قریب جا کر سلام کیا اور رقعہ
کمر سے نکالکر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہی کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین سیر دوست
ہون اب وہان نجاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سنکر کہا کہ اچھا رہو گھڑی
تمہارا جاؤ سامنے خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمہاری تنخواہ تجویز کر کے مقرر ہو جائیگی
برق سلام کر کے اُس خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سنکر اسکو ٹھہایا
اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نورد سپہر نے بستر اپنا خیمہ مغرب مین جمایا کہ بیت اُٹھی مغرب سے
ہلکی سی سیاہی + ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی + اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہو کر آرام
پذیر ہوئے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اُٹھکر خیمہ سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش
کرون چنانچہ اس عزم پر اُٹھنے جو لگا پیچھے کا دھڑ رکھیا اُٹھا نگیا کسلیے کہ سرکش سحر کر کے سویا ہی کہ
بارادہ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر اُٹھا نگیا ناچار
سو رہا جب سمند کہنہ لنگ فلک نے گردش کر کے منزل شب تمام کی اور طفلک خورشید نے راتکے

پیٹ سے پاؤن نکالے کہ بہت نگار خیمہ مشرق سے یکبارہ ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار ہو صبح کو سرکش اُٹھا اور سحر اُسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اُٹھنے کی آئی کسب ملازم اُٹھے یہ بھی الحکر احتیاج سے فارغ ہوکر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہر کر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہی طرفہ بہار آشکار ہی یہ جنگل قابل سیر و شکار ہی سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق اُسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے پیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اِسنے درہ مین جا کر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو تھم گیا اور قریب اسکے آیا اِسنے ہاتھ اپنا اُس کھال سے نکال کر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اِسنے کھال اُتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ ای شہریار آئیے مین نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اتر کر اندر درے کے گیا اور اِس سے بہت خوشنود ہوا کہ اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن تیح صاف کر کے کباب اسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اِس اثنا مین ملازم اور رفیق بھی سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کر کے کھائے سرکش نے بھی دو کباب اٹھا کر کھانے کا قصد کیا اُسی وقت دو پنجے پیدا ہوئے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ یہ بیہوش ہو گیا اُسنے پھر سحر پڑھکر پوچھا کہ تو کون ہی برق پر جادو اثر کر چکا تھا قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اُسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب کھا کر بیہوش ہوئے تھے اُنکو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو شکار کہ سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا لگاتا یہ تو اِس شغل مین ہی لیکن گلعذار جو جاتی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کر کے قلعہ آراستہ کی طرف سے پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اُسی کی منت خوشامد کر کے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیارون نے مرجان کو قتل کیا ای بادشاہ آپ کتاب سامری مین میرا حال دیکھ لیجیے اگر میرا گناہ کتاب مذکور مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرما کر قلم عفو جرائد گناہ پر تیرے پھیریگا زندگی پر تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کر کے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف کرتے

باغ تبیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اُس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس درہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کردیا ہے کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ ہے ہر کس و ناکس کا آنا ادھر اچھا نہین ملکہ مذکور نے جو اُس درہ کو بند پایا سحر پڑھکر راستہ پیدا کرنا چاہا لیکہ وہ سحور سحر شاہ جادوان تھا یکایک کھل نہ سکا اُسوقت اسنے پوجے کا سامان منگایا وہ ایک سور ذبح کرکے لہو چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی کہ ادھر ای تو اسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اُس درہ سے نکل گئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچیگی تو بادشاہ سے عرض کرکے ساتھیون کو بلوالینا فی الجملہ یہ تو اُدھر سے چلی اور سرکش اُسطرف سے آتا تھا اسنے چاہا کہ مین ہیئت کذائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جاکر تبدیل لباس کرکے شاہ پاس جاؤن یہ اگر اسی نشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہے مگر دربار شاہ مین ہزارہا ساحر ہونگے وہان بڑی ندامت ہوگی یہ سوچکر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور دربارگاہ پر فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو اس حیثیت سے دیکھکر حیران ہوا اگر شناخت کرکے اُٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا اور حال اس پریشانی کا پوچھا **گلغدار** نے جملہ کیفیت بیان کی اسنے کہا ای ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہے اُسکو مین نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا پھر وہ مواہ برق کہان ہے اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے بیٹھی ہے برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اُسوقت اس قابل ہے کہ اسکو بشکل عیار کیا جائے تو زیبا ہے پس جب **گلغدار** نے اسکو ڈانٹا کہ کیون او ستیاناس گئے مریخ کو تونے ہی قتل کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے تیرے بھائی ایک ہین انکے لغدے سے وہ واصل جہنم ہوا اور بھی جس کام کو تم آئے ہو جلدی اُسکا انتظام کرو سودوست ہین تو ہزار دشمن ہین لیت ولعل لگاتا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر سرکش کو کچھ مظنہ ہوا اور کہا او عیار یہ تونے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرادین برآوین ای سرکش اب بچنا تمہارا مشکل ہے بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہے ملکہ **گلغدار** کیسا ہی وقت کیون نہ پڑتا مگر اسطرح لہنگا پہنکر نہ آتی تمثیل مشہور ہے کہ ہاتھی لاکھ لٹیگا جب بھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور اُسکے ملازم ساحر جو تھے انہین سے

بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہی حضور ہم بھی آپکے پرانے نوکر ہین نمک حلال
ہین ضرور یہ کوئی عیار ہی جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہی سرکش کو اب بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک
عیار ہی اور ایک گولا جھولے سے نکالکر گلعذار پر اُسنے مارا گلعذار ساحرہ زبردست ہی اُسنے اُف جو کیا
گولا سرد ہوکر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور
پیٹ مین سرکش کے سما گئی وہ ہرچند سنبھلا مگر نہ بچ سکا تڑپکر ہلاک ہوگیا صدا ہاے مہیب گیرودار
کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے تیغ تیغ مارنا شروع کیے اور مرنے سے ساحر کو
کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے آخر وہ لشکر
بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ طالب امان ہوئے انکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار سے
زیور و مہرخ ملین اور کہا اب تمھین افراسیاب زندہ نرکھیگا کہ تمنے سرکش کو مارا ہی اب تم ہماری شریک
ہو جاؤ اُسنے منظور کیا اور زیور نے قسم اُس سے لی کہ اب کوئی دغا نکرنا پھر بارگاہ مین سرکش کی
یہ تینون داخل ہوئین اور جلسہ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کرکے لشکر مہرخ کی طرف روانہ
ہوئین یہ تو بحشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مریخ بیرون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد
اس خبر کے لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم
جلد جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کرو مین ان نمکحراموں یعنی زیور وغیرہ کو قید کراکر بلواتا ہون یہ کہکر
اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اُسمین کچھ ماش رکھے تھے بس ایک
دانہ اُسمین سے لیکر زمین پر اُسنے مارا کہ وہ دانہ غرق زمین ہوگیا اور اُسی جگہ سے ایک شعلہ آتش کا
پیدا ہوا کہ رنگ اُس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت کی طرح وہ شعلہ پھل لایا اور پھلیان
پختہ ہوکر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑکر دانہ نکال لو اور دریاے سحر
ماہی کے کنارہ جاؤ پہلے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوگا اُسوقت
چھ دانہ اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اُس پنجہ سے
حکم دیا کہ جب صنعت دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحر مین آئے تو اُسکو تم اُٹھالانا
یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے ماش کے لیکر چلی بعد اُسکے جانے کے شاہ نے سحر کیا
ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُس سے حکم دیا کہ جاؤ ساحران طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور نے

ومہرخ اپنے لشکر مین آئی ہین انکو روکین اور قید کرلین اور مجھکو خبر دین یہ حکم پاکر وہ ساحر بھی تمام ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا **صنعت** بدطینت کا مذکور ہوتا ہو کہ یہ بدسرشت کنارے اُس بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو دریا مین تھا دانہ کے گرتے ہی تڑپکر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور پنجہ آتشبر چمکے گرا اور اُسکو اُٹھاکر لیگیا پھر **صنعت** نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اُس بحر کا روغن کی طرح جلنے لگا اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ کے چمکتا ہوا جاتا تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین تھے اور تین دوسرے پہلو مین جسمین تھی مچھلی بالکل بیدست پا اور بے قابو تھی **صنعت** نے اُسکو اُٹھالیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے لشکر جو کنارے بحر کے اُترا ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لیجانے دو عیار مذکور نے کہا یقین ہو کہ شاہ کوکب اسکی تدبیر کرے تم خاموش ہو رہو بہار کو اسکے اس منع کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد کو **صنعت** پکڑے لیے جاتی ہو جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ نے کہا تم بیشک یہ بنائی ہوئی عیارون کی ہو اصلی نہین ہو اسکو اتنی جرأت کہان جو لُٹنے جائے ملکہ بہار کی بات کاٹکر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھونگی بہار اس بےپروائی کو اسکی دیکھکر ناراض ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ مجھکو کیا مطلب ہو جو اکیلی لڑنے کو جاؤں اور اپنی جان گنوائے پس رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی اُدھر ملکہ **حیرت** نے بھی خبر سنی کہ اسطرح ماہی گرفتار ہوئی اُسنے اپنے سردارون **شہاب** وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل رکھو اسلیے کہ شاید بہار وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہو یہ خبر سنکر اُسنے بھی تامل کیا اور **صنعت** ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اُسوقت باغبان و **گلچین** و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سب نے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہو اس اثنا مین غنچہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ اے غنچہ سحر چھوڑ دے اسکو غنچہ نے چھوڑ دیا شاہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکلگیا وہ پانی جو **بحرین** پر پڑا پانون اُسکے زمین مین گڑگئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام جسم چھپ گیا

سبز مخملی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی ہوئی آئی ہاتھ
مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام مین ماہی کو
ڈال دے اُسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے جھٹکر
مثل گل لالہ کے ہوئے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پریزاد غوطہ مارکر جو اُبھری چاہا کہ جام سے
نکل جاؤن لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آتے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہر چند ماہی نے زور کیا
مگر نہ نکل سکی اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجکو کچھ میرا خوف نتھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ
کرنے آئی ماہی نے کاسہ سے سر اونچا کر کے جواب دیا کہ ای بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین
اور نمک حلال ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے
کباب کھاؤنگا اب وہ نکوا مہرخ بھی پکڑ آئے تو اسکو مارون یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر آپ
حال ماہی پریزاد کی رہائی کا سنیئے کہ ایلچی یعنی طاق طوطراق جو قلعہ آراستہ پر سے نادم و
خجل ہوکر روانہ ہوا تو اُسی راہ سے جو بہت نزدیک کی ہے اور افراسیاب نے اُسکو بتلائی ہے یہ
قریب ملک کوکب پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھرا آتا ہے
تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ عمر کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوشربا خبر
سنکر رشک کرے اور ایلچی اگر نامہ تحسین دے تو پڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجھکو نامہ دینے کو
کہے تو میرے پاس اُسکو بھیجے آنا اور اب مرزان وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کر کے
ایلچی کو لائے یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجالا کر چلا اور
باہر آکر پانچ ہزار ساحر سواران جواہر پوش کو اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا القیبا اور
یساول ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی چمک دمک سے سپاہ کہ بمقتضائے

نظم

خدام و مصاحب ارا کین | پہنے ہوئے جامہائے زرین | شلک کی صدا وہ چرخ فرسا
گردون پہ اچھل پڑے مسیحا | آئینۂ دل ہوا مصقل | آئے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار | پیدل تھے روان نسیم کردار | باین تجمل و شوکت وزیر با حشمت

دروازۂ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات
ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپ کے ہمراہ ہے اسکو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے اور آپ تشریف لیچلیے ایلچی نے

غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہے اسلیے کہ اگر اسنے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنے کا مجھکو حکم نہین ہے بس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون اور قاصد کو کسینے ضرر نہیں پہونچایا ہے ایسا کچھ غور کرکے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ جدھر حیرت نے حکم دیا یعنی کہدیا تھا کہ قلعۂ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ بعد کچھ عرصہ کے وزیر او ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور اسکے درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے نظر آیا وزیر نے آگے بڑھکر کچھ افسون پڑھا کہ وہ پھاٹک کھلگیا یہ مع ایلچی جب داخل دروازہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت پر در قلعہ کی چرخ برین رشک کھاتا ہے وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے فوج اُتری ہے حصار قلعہ مستحکم بنا ہے وزیر ایلچی کو لیے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر بردیدہ دنیا کبھی چشم خیال سے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک مکان کے قبہ پر بلا گردان جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر در سے خوبان عالم برآمد ہوتا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفائے غیرت بخش آغوش حور تماشائیون کی آنکھ مین جسکے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفائے نفاست بر سرک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک مین مثل انجم کے چمک

نظم

ہر چشم کو شوق سیر بازار	ہر ایک دکان مین سو خریدار	زر بے حد و بے شمار چاندی
صرافون کی بار بار چاندی	ہر ایک کان مین بھاری بھاری	ٹھپا لچکا نبت کناری
آراستہ ہر طرف دکانین	دلالون کی اور ہی زبانین	سودے مین ذرا ہوئی جو کرار
دلال سے لڑ رہا خریدار	ہر ایک دکان نئی نیا فرش	کمخواب کے تھان جا بجا فرش
القصہ وزیر کی سواری	گلشن مین چلی ہوا بہاری	آواز نقیب کی یہ صورت
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت	پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل	چہکار رہی تھی صاف بلبل
شوکت سے جو کی ادب سے درستا	رہرو ہوئے بچ سے جیب و راست	بانی ہوا رعب سے جو زہرا
گوشے مین ہر اک غریب گھرا		

یہ تو اسطرح سے روانہ ہین لیکن ملکہ حیرت بعد روانہ کرنے وزیر کے غم کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہانتک کہ قریب قصر دار العمارہ پہونچکر ایک اور مکان مین آئی اُس مکان مین ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جاکر

جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بالتقالب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پر بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمرو نے پایا ملکہ اُس کنوئین مین خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر کود پڑی تا دیر دونون غلطان و پیچان چلے گئے جب تہ سے پانون آشنا ہوئے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اُسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چار دیواری اُس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہے اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین پتے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہے جو پھل ہے وہ فولاد کا ہے مگر قطعدار اور مزے دار ہے جو پھول ہے وہ خوشبو دار اور پر بہار ہے روح سکندر کی فاتحہ اُن پھلون پر دیجائے تو بجا ہے گور پر اُسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کے لیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہاے فولادی شاخسار کی لیکر ہمہ تن نوجوانان چمن خزان کا استیصال چاہتے سبزۂ فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

مثل دل عارفان کشادہ
بحث ارنی و لن ترانی
خورشید ہر ایک گل کا خیال
جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف
آراستہ اُسمین فرش دیبا
جسطرح کہ گرد چشم مژگان

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز
گلزار بہشت سے زیادہ
خمیازۂ جوئے نہر کی موج
سنبل کو دماغ گیسوے یار
وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین
بنگلا تھا کہ تو عروس زیبا

جادو ثمر اور برگ اعجاز
وہ بلبل و گل مین خوش بیانی
طوبیٰ کا ہر ایک نخل مین اوج
ہر آئینہ روشن و شفاف
جیسے دل صاف قصر تن مین
یون گرد تھین جلنین نمایان

اُس قصر مین چار سو دنگل فولادی بچھا تھا اور ہر دنگل پر ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اونچی بنا تھا مگر رنگ بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور وسط باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اُس پر ایک جفیہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر روان تھی صفا مین رشک گوہر غلطان تھی ملکہ خواجہ کو لیکر اُس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہے اور ملکہ بھی فولادی ہو گئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اُسکو لیکر نکلی اور اندر اُس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گستردہ تھا اور طاقون پر ہزار ہا شیشہ سبز و سرخ برنگ قمقمون

چُنا تھا اُنمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اُتارا اُسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اُس پانی کا چھینٹا پتلے بہادے
فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسانون کے کھڑے ہو کر آداب بجا لائے اور سامنے با ادب ایستادہ
ہوئے اور ملکہ اُس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اُس قصر کے ایک گوشہ
مین سے دو سو زنان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشۂ دلکو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی ادا ہر ایک
کافر کیش کی نرالی چال متوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دلکا شکار کرنا
صیاد کا دام بردوش ہو کر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق حیا کی تصویر از قدم تا فرق کہ نظم

ہر شاہد گلعذار و گلپوش
ابرو کہ وجنان کشادہ
افشان کی چمک سے باغ روشن

خندان لب شکرین وخاموش
پیراہن سرخ پُر جواہر
ذرے تھے کہ سو چراغ روشن

مغرور جمال و مست بادہ
تارے ہوئے تھے شفق مین ظاہر
یہ سب نازنینان حور پیکر بھی ذوالاٗ

بدن ہین پس ملکہ کو تسلیم کر کے اپنے اپنے مقام پر حسب رتبہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ
خوشگوار سے لبریز کر کے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس اثنا مین مرزان ایلچی
سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اُس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ
کنوئین کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سوائے ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہے غرض ملکہ
وزیر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کر کے حال آمد ایلچی گذارش کیا حکم حاضر ہونے کا
شرف نفاذ پایا وزیر جا کر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھکر طائر ہوش ایلچی اُڑ گیا رنگ
رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا لب پر گذر آہ سرد ہوا سواری پر سے اُتر کر بارہ دری
مین آکر ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھکر اور زیادہ ٹھہرایا عمرو کو دہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب ابع
سے تامل نکر سکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا
اور حواس درست ہوئے اُسوقت لب پر دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح لایا کہ بمقتضائے قطعہ

اے جسم تو جان آفرینش
اے جا و مکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ ز خوان نعمت تست
ہر تیر کمان آفرینش

درگاہ سپہر احتشامت
پر نعمت خوان آفرینش
ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ

با ادب ایک دنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام اسکو دو ایک ساقی عشوہ گر پیمان شکن یعنی زن جادو

فن نے پیمانۂ ہوش ربا اسکو دیا اور گوشۂ قہر سے کافر کشان مست ادا رقصان مہ سیما و سیمین تنان

ظاہر ہوکر ناچنے گانے لگیں کہ ابیات | طبلے پہ انھون نے جب کہا ہاتھ | دل لگیں ایک تھاپ کے ساتھ
کیا بین بجاتی تھین خوش آئین | یارب رہے دور چشم بد بین | گاتین تو ہوا کا بند رستہ
موجود تھا راگ دست بستہ | ہر راگ روان تھا صورت روح | بھوپالی ہو کا ٹھہرا کے کا موڈ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا | دیپک نے لگائی آگ کیا کیا | بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات

بیان سے یون درفشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنایا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ
ہوکر عرض کیا کہ مجھکو نامہ دینے مین کچھ عذر نہین مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپ کے قبلۂ گاہ
کو نامہ دینے کا ہی ہرچند کہ آپ انکی دختر نیک اختر ہین لیکن مجھکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور
چاہیے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک تیلہ فولاد کا خدمت کوکب مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ بخ
خدمت ہوکر دینا چاہتا ہی تیلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو
ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیجدین اور آپ عمر کو لیکر باغ عیش مین آئین تیلے نے یہی جواب
آکر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک
شیشہ طلب کرکے پانی سرخ رنگ اسمین سے لیکر ان پہلوانون پر چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش و بیحس ہوگئے
وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور سحر پڑھکر اُس
بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہوگیا ملکہ مع خواجہ اسمین سما گئی اور وہ بیضہ پھر برابر ہوگیا اور جانب
فلک اُڑا خواجہ کو اسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ مین کہان ہون عالم بیخودی تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے
وہ بیضہ زمین پر اُترا ملکہ خواجہ کو لیکر اسمین سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہی صدہا فرسنگ
تک پھولون کی بہار ہی ہر طرف جوش بہار شادمانی وہ بہار نظر آتی ہی یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی
ہی سرمستان چمن محفل جمائے ہین چشم نرگس سے جام اس بزم مین لگائے ہین سبزے کی بہار ہی نہرون کی سیر ہی فصل
گل کا داخلہ مع الخیر ہی جام گل مین شبنم بھری ہی سرو کی صورت مینائی ہی بلبلون کی بن آئی ہی
بے پردہ فروغ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہی ابر اٹکھیلیان دکھلاتا ہی طاؤس مست رقص کرکے دلکو
لبھاتا ہی نہرون کی موجین تار ساز رباب ہین جلترنگ کے پیالے حباب ہین طرفہ بہار ہی شاہد گل شمار ہی نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار | پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار | ہی صحن چمن مین سنبل تر

رخسار پہ گیسوئے معنبر
ہے تختہ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب

ہمشکل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
نسرین و سمن بہار پر ہین

مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
سرو قد نوخطان شجر ہین

جسقدر سبزہ ہے زمرد کا ہے اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی تحریر دی ہوئی ہے اور نوک پر گھاس کے موتی پروئے ہین اور بیچ مین اس دشت فرحت آگین کے ساٹھ بنگلے اسطرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون مین یاقوت کی گھونگھیان اور زمرد کے کھپرے ہین اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کھپرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ یکلخت جواہر دوز زرلفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسریٰ کے محلسے کہین عمدہ فریدون اُسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین مُنہ چھپائے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرمائے چمک دمک مین ہر ایک رشک برج قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف ترانکی علو رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق و بے بند ولبست خوبی اُن بنگلون کی کیا تحریر ہو الحق

ابیات

وسعت کا حساب ہو نہ حد ہے
گردون مین ہے خم اسی سبب سے
در ہین کہ کھلے ہین باب رحمت

آنے کا یہان نہین جو سامان
حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر
دو پٹ ورق کتاب رحمت

ہین قاف مین بیقرار پریان
جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب سے
پھر جلتے نہ چرخ چار مین پر

اُن بنگلون مین فرش رنگ برنگ کا نہایت صاف وستھرا بچھا تھا چھتین رنگین عمدہ تزئین مسند مکلف و زیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے ہوکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار بنچہ پیدا ہوا اور اُن پردون کو باندھکر غائب ہو گیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کے یاقوت کے سراپے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پائے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان نیلم کی اور پکھراج کے سراپے اور ہیرے کے پائے ہین اور اُن پلنگون پر ایک ایک پریزاد حسن اُنکا خداداد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ پر جو لیٹی ہین وہ ملکہ حیران کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین جنکے جاہ و جلال ملکہ حیران کا کہ جسکی کنیزون کی خدمت مین چالیس چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے

جب بندھے ہوا گئے تہی وہ نازنینین خواب ناز سے بیدار ہوئین اور بصد انداز پلنگون پر سے اُٹھین
اُنکی کنیزون نے اُنکا ہاتھ مُنھ دُھلایا چہرہ اُنکا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُنمین قمر کو داغ غلامی دیتین
شاہ حسن سے خراج لیتین مع یار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی پناہ نگاہ عشاق اُنکے عشوہ
کی شاگرد بلا اُنکے زلفون کی بلاگرد **نظم**

کیا خوب جبین ہی مطلع نور
فہرست جریدہ ہای اعجاز
کیا خال نے بھی نمک دکھایا
یان رہگئی مردمک کسی کی

رنگ رخ صبح جس سے کافور
دونون رخ صاف باغ امید
زنگی سے پے سیر باغ آیا

شیرازہ سپے کتاب ہر ناز
گویا ہو فدان ماہ و خورشید
چشم آئی جو رخ تک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہر جمال کنگھی چوٹی سے درست ہوچکین
اُسوقت خدمت ملکہ بران مین حاضر ہوکر تسلیم بجالائین اور عمدے ہاتھ مین لیکر ساتھ چلین کوئی پنکھا
ہاتھ مین لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی اُگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور
ملکہ وہان سے آگے بڑھکر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات
آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر نگین گسترده تھا ملکہ اُس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا
رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جمایہ تو بعشرت تمام یہان مجھی اور وزیر ایلچی کو لیکر جو روانہ ہوا
باغ فولاد سے نکلکر ایک سحر اُسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اُسکی تاریکی مین نہ معلوم ہوا کہ کہان جاتے ہین جب وہ
آندھی موقوف ہوئی اُسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہے ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر جلوہ گر ہوئی تھی
کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کرا کر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھکر دنگ تھا سکتے کا سا
رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ
ای ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھجوا دو اور تم بھی مع خواجہ اسیجگہ پر آؤ یہ حکم سنکر ملکہ نے رومال اپنا
ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور نیچہ پیدا ہوتے پردے بدستور گرا دیے گئے
ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لیکر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا اور ملکہ خواجہ کو ساتھ
لیکر اُن بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر اُسکا تا بچرخ برین بلند پایا اسمین ایک درہ
برنگ سیاہ تھا ملکہ اُسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اُسجگہ بالکل تاریکی ہے ملکہ نے اپنے پاس سے ایک تختی
الماس کی نکالی اور اُسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اُس لوح مین روشنی ظاہر ہوئی ملکہ و خواجہ

اُسکی روشنی مین روانہ ہوئے اُسطرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اُسکو بھی ایک کوہ پر فشکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ معلوم ہوا طبقہ زمین کا اُلٹ گیا دنیا دہل گئی یہی صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درے مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے زخار و تھار نظر آیا کہ ہر موج اُسکی دریاے اخضر فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اُسکے مینڈھے لڑانے پر آمادہ نہنگ اُسکے نہنگ لاڈلے شوخی شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اُسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر کو شرماتا اُس بحر مین ہزارہا بجرے تیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھکر دم نکلگیا دل مین کہتا ہے کہ کوکب اگر چاہے تو اس دریا مین مجھکو غرق کر دے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اُسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اُسپر گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چارکونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُر بہار اور خوش ادا تھا نظم

دریا تھا وہ مثل مہر انور
صدقے کرے جوے شیر شیرین
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام
جلوہ مہر مصر کا عیان ہے
باد سحری مسیح دم ہے

یا نہر تھی سلسبیل و کوثر
اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
پیاسون پہ سبیل آب حیوان
اُس تازہ چمن مین اک چمن ہے
کیا حسن فزودش کاروان ہے

اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
جس پر تھا نثار حوت گردون
تصویرین تھین جابجا جو گلفام
خوبان جہان کی انجمن ہے
ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے

اُس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزارون فوارے چھوٹ رہے ہین اور کاسہ بلور کے دھرے ہین اُنمین لالہ پھولا ہے کیا تاب وصف اُسکا تحریر ہو ملکہ بجرے سے اُترکر اُس چبوترے پر آئی اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا اس بعد لمحہ کے ہواے سرد وزان ہوئی اور ایک لکہ ابر کا دریا کے کنارے سے اُٹھا اور محیط عالم ہو کر موتی برسانے لگا اُن موتیون کے گرتے مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہو کر اُچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم

ہوتا تھا کہ بحر حسن معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہی یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ بنکر ظاہر ہوا ہی خاطر خود پسندان کے دل مین موج اُٹھی ہو تلوّن طبعی ظاہر کی ہی کہ بموجب

ابیات

اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
تھی اُس پہ نثار نہر کوثر
پر نور یہ شب کو بحر نایاب

صدقے کرے جوے شیر شیرین
اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
ہو جیسا در آب ماہتاب

وہ بحر تھا یا کہ مہر انور
جس پر صدقے ہو حوت گردون
بران دم صبح ایلچی کے اُس

چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اُس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزارہا کشتی اور مورپنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین چشم شمس و قمر جنپر شیدا ہوئین زورق ۂ افلاک اُنپر ہزار جان سے قربان حوت چرخ کو نثار ہونے کا اُنپر ارمان اُن کشتیون کے بیچ مین ایک مورپنکھی بہت نایاب برنگ ہلال فلک باصد آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اُسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد عزو شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جنکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان نے مشتاق دید ہوکر آنکھین لگائی تھین بجائے تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے اُنکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

وہ نقش و نگار مین ہے ایجاد
ہے چشم پری ہر ایک روزن
یون گرد تھین چلمنین نمایان

محراب کی طرفہ عزو شان ہے
دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد
ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش
جس طرح کہ گرد چشم مژگان

شرمندہ فلک پہ کہکشان ہے
گلدام نظر ہر ایک چلمن
کھولے ہوئے حور خلد آغوش
گرد اُس بنگلہ کے چار آفتاب

نکلے ہوئے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی اکطرف اُس بنگلہ کے تیلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اُس آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور ہنگام خندہ منھ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس سپہر ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سوا سو پتلا طلاے احمر کا چنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مورچھل جنبانی کرتا پس وہ کشتیان اور بنگلہ دخیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو بچہ پیدا ہوے اُس بنگلہ کا پردا اُٹھایا سبنے دیکھا کہ ایک بقعۂ نور تخت پر جلوہ گر ہی

اور اُسمین سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہی خواجہ و ملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون یہ شوکت و شہامت شاہ گوہر کی دیکھکر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اُس بجرے سے پھر صدا آئی کہ ای ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آؤ مجھکو ایک کام اس سے لینا ہی اس آواز کے آتے ہی وہ نگاہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اُس بجر کے پہونچے اور اُترکر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگئین ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پُرشکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور اُسکے درے کو طے کیا جب اُسطرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اُسکو بہتر پایا رضوان بھی اُس دشت مین اگر آتا سیر فردوس بھولجاتا اس جگہ کی بہار دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ بہار کا چٹک کر باتین سناتا پھر اُسکو خود فراموش کرتا خاموش اُسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزہ خضرا غنچون کے شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان پہ سے تارے صدقے اُتارے کہ نظم

ہی اُسکی بہار عاشق زار
شبنم ہی شراب ارغوانی
گلبن ہی ہر ایک چتر طاؤس
بلبل کا خروش ہر طرف ہی

ہی باغ بہشت صدقے ہر بار
ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
ہی افسر گل کہ تاج کاؤس
سرسبز ہی خوشنما ہی طوطی

ہر نخل کو نشہ جوانی
مستی سے درخت جھومتے ہین
گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہی
طوطی کا بھی بولتا ہی طوطی

اُس دشت پر فضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین بہزار زیب و تزئین ایستادہ تھی بارہ ستون مکلل بجواہر اُسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اُس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان آکر پھر چرخ چارم پر جانے کو جی نچاہتا اُس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ رواق کسریٰ کہان ایسا ہی سراپردے اُسکے جواہر دوز چمک مین برقنات زرافروز کہ ابیات

کرتے نہ کبھی بہشت کا غم
وسعت مین جواب ساحت عرش
پر نور صفائے اسعد رہی

آتے اگر اس مکان مین آدم
ہموار و مسطح و برابر
جب کھلگئی چشم دل سحر ہی

وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش
ایسا تو نہ ہوگا صحن محشر
دیکھے نہ سنے مکان ایسے

ممکن نہین سائبان ایسے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے
ہین پردۂ چشم حور پردے
مانندِ جو بلور کی عیان ہے

اُس خیمہ مین گر سکندر آئے
پائے نگہ بتان پھسل جائے
ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین
قندیل حرم سے ہم زبان ہے

آئینۂ دل آنک لگائے
زر ریز تمام نور بر سے
سو جان سے نثار عقد پروین

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب تخت ملکہ ٹھہری تھی کہ بروے ہوا صداے نوبت ونقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک واحتشام زمین پر پیاپے لیکر اُترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہوگیا اب جو دیکھا تو ہزار ہا مرد باعصا ہاے طلائی جواہر کار لیے طرفواطر نقیب گویان پیدا ہوا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع کلغے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس اسلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حور صورت پوشاک زرین وگرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلگئے زان بعد ساحرون کے اور جادوگرنیون کے تخت پیدا ہوئے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور وغلمان زینت طرازی مین آرایش وزیبایش کی جان زلف چلیپا اُنکی سودا بخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان وپرہیزگاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر لکہ ابر چھایا ہوا ابر ور سحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت خوبی مین خوش قسمتونکا بخت ظاہر ہوا گرد اُس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا فقط ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب باد رفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اُس بادشاہ کا بھی نظر نہ آتا تھا ایسا منور وروشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران اسلحہ کا جواہر مثل مہر فروزان لباس کی عمدگی اطلس چرخ قربان کہ نظم

راکب تھے تمام برق رفتار
ہر دم ہو زیادہ عمر ودولت
اُس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
دل جس سے کہ چور چور دیکھا
سر آگے قدم پہ برق دھر دے
مانند نگاہ تیز رفتار

آئینۂ دل ہوا مصقل
پیدل تھے روان نسیم کردار
پیدا جو ہوئی بجو کا تھا غل
تارون مین فلک پناہ دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک تاز
چلنے مین صبا کو گرد کر دے
تھی تاج مین شان شہریاری

انجم آئے نظر سوار وپیدل
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
سچ ہے کہ عیان وہ نور دیکھا
طائر سے زیادہ گرم پرواز
سیار برنگ نجم سیار
زیبا تھی اُسی کو تاجداری

کیا تاج تھا تاج بادشاہی
کرتا ہے سلام شاہ خاور
وہ چتر تھا سائبان ایام
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

ہمسایۂ رحمت الٰہی
وہ چتر محیط دو جہان تھا
وہ چتر تھا نور بخش اجرام

مجرے کو نگون ہے تاج قیصر
سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
تھی اُسکے سبب بہار جاوید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان ہمراہی ٹھہرے سرداران بارگاہ کے کرسی و ذنگل پر جلوہ گستر ہوئے ملکہ بہاران خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار ذنگل جواہر نگار لگا ہے ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت نور گسترده ہے اُسپر شاہ کوکب جلوہ فرما ہے اسوقت چہرہ روشن اُسکا صاف دکھائی دیتا ہے کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہے جسکی بھوین مین شکل مین ماہ طلعت ہے پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہے رعب وداب ایسا ہے کہ رستم کا زہرہ آب ہے شوکت برستی ہے ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کر کے یہ اشعار و عادثنا مین اُس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ بموجب ابیات

اورنگ نشین تخت و اقبال
منشور شہامت و جلالت
فرمان مین جز و کل زمین ہے
خورشید تو چتر ہو فلک تخت

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال
جم مرتبہ ہمسر سلیمان
فیروزۂ آسمان نگین ہے
جھک جائے زمانہ بہر تسلیم

طغرائے مثال بخت و دولت
قیصر ہے غلام بندہ خاقان
ظاہر ہو فروغ اختر بخت
ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اِس ثناخوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت نور بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر خواجہ کے ملکہ بہاران جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اُسکو بھی ذنگل زرین عنایت ہوا جب قاصد بھی بیٹھ چکا ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد وہ حسین مہر جبین سامنے آکر ناچی کہ فلک پیر اُنکے عشق مین آجتک گردش کرتا ہے بدر کامل اُنھین کے غم محبت مین گھٹکر ہلال ہوا ہے کہ بمقتضاے ابیات

دیکھے جو بدن کا رنگ بلبل
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
آئینہ مین منھ تو ماہ دیکھے
دل لگیین ایک تھاپ کے ساتھ

اشکون سے بجھائے آتش گل
ہر عضو سے رنگ جان نمایان
تب سینہ کو اک نگاہ دیکھے
غش لوگ ہوئے عجب نہ ہا رنگ

وہ آئینۂ صفا ہویدا
سب جسم لطیف صورت جان
طبلہ پہ اُنھون نے جب لگا ہاتھ
گائین جو ذرا وہ گور سا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے باادب استادہ
ہوکر عرض کیا کہ مین نامہ وار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے یہ دیا ہی کہ ای شاہ ذیجاہ آپکی ماہی زاد
کو میری وزیرہ ملکہ صنعت نے ایک ادنی سحر کرکے پکڑ لیا پس مناسب ہی کہ آپسمین فساد نہ کیجیے یہ نامہ
محبت شمامہ لیجیے اور داد اتحاد و وداد دیجیے یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ
فرمایا کہ اُسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ مثل مضامین نامہاے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجو
باہم رنج نکرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہی اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہی علاوہ
اسکے میرے قبضہ مین حجرہ ہفت بلا ہی جسوقت مجکو غصہ آئیگا بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا
انٹ سے اینٹ بجادونگا یہ مضمون نامہ کا سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ کی طرف مخاطب
ہوکر کہا آپ نے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہی تمھارا سر مانگا ہی خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حاضر
ہون مناسب سمجھیے تو مجکو بھیج دیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے
افراسیاب نے مجکو قید کرلیا ہی سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہی اب بھلا مجھسے کیا ہوسکتا ہی جو
کچھ تھی وہی مچھلی میرے پاس تھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے
ایلچی سے پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ
اُسکا لیکر آیا تھا جواب مجکو عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اُسکی سنکر ملکہ قہقہہ مارکر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے
کے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہو کر برستا ہوا نکلگیا ہواے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی
بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ ای ایلچی تو کسکا غلام ہی اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر
حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ
حضور کا کیا کہنا قالب کا پلٹ دینا اتنا جلد ہمنے کسی ساحر کو نہین دیکھا واہ واہ بادشاہ نے ہنسکر پھر
ایلچی کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا
مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبراکر ایک طرف کو جو ابھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون
اور سامنے ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہی پس اُس پتلہ نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد
تسلیم کی اُسوقت ایک اور پتلا زمین سے نکلا اُس بلورین پتلے نے اس پتلہ سے کہا کہ دے دیگا اسکے ہاتھ اُس
پتلے نے ایک ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اُسمین اگیاری کی خاک تھی اُسی کا ٹیکا جبین ایلچی پر دیا اور پتلہ بلور نے

حکم دیا کہ ای ایلچی جلد جا اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آنے دے تو مار ناا سکا بکار کو
ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور اُس تیلے نے کہ جسنے ٹیکا دیا تھا اُسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُسکو اُڑا ایک آن
واحد مین اُس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ کو کوکب نے بھیجا تھا اِسکو طلسم ہوش ربا مین پہونچا دیا یہ
وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب چلا اور پار دریائے خون روان کے آکر
جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے اور ماہی پریزاد اسی طرح جام
مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جا کر پہونچا باغبان قدرت سہمگین جادو وغیرہ
ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہی نہ اُسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب نامہ لایا
ہی بس ایک ساحر پکارا کہ ای طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادبانہ قدم یہان نہ دھر اُسنے جواب دیا
کہ مین اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس بالان کے لیے گدھا ہی مین تو غلام شہنشاہ
اعظم جناب کوکب روشنضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون شاہ جادوان کو یہ کلمات سنکر
غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجھکو کیا سودا ہوا ہی کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہی اُسنے
کہا سودائی تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیچا تیری مان کہ جسنے تجھکو جنا اگر مجھکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے
قتل کرنیکا ہوتا تو مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجھکو اتنا ہی حکم ہی کہ ماہی پریزاد کو لے آ
اس سبب سے مجبور ہون شاہ جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہی
آپ مین نہین ہی پہلے تو اُسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا کہ مار ڈالون پھر خیال کیا کہ کوکب کیگا اِسپر
سحر برطرف نہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا بس ایسا کچھ سوچکر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد
کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہی جا کر لے لو یہ اُسوقت جام کے پاس آیا اور
شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی غرضکہ طاق نے
اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اُس جام مین جاتا رہا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا لیکن
غوطہ کھا گیا اور تڑپکر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ کھانے سے اُتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب
کو سامنے بیٹھے پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہی اُسنے عرض کیا کہ
مین آپکا غلام ہون مجھکو کوکب نے مسحور کیا تھا یہ کہکر قدم پر دوڑکر گرا اور گویا ہوا کہ ای بادشاہ
میری خطا معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے نکالکر اُسکو دیا اور کہا اس مچھلی کو اور

بحرین جو سامنے درخت بنا ہوا ہی اُسکو لیجا اور سامنے اُس مردِ صحرائی کے پہونچکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہکر سحر پڑھا کہ بحرین درخت سے انسان بنا اور اسنے سحر سے اُسکو بحیس و حرکت کر کے کمر مین نیچہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھا نبا اور پر پرواز پیدا کر کے چلا اور دریاے سحر کے پار اُتر کے پہلے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ کو مجرا کیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا جام شراب دیا اسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین سامنے کوکب کے لیجا کر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اثناے راہ مین سوچا کہ انکو تنہا مین وا بے تو کہا نتک جائیگا لازم ہی کہ کچھ لشکر ساتھ لے اسی فکر مین پلٹتا چلا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لیگیا تھا پھرا ہوا ملک کوکب سے آتا تھا اسکو ملا کسلیے کہ ہمراہ مرزان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین کیا ہمراہی اسکے در طلسم پر اترے ہوئے تھے بعد اسکے مسحور ہوکر پھر آئیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اسکے صحراے طلسم ہوش ربا مین پہونچوا دیا غرض اُس لشکر مین یہ داخل ہوا بحرین - ماہی کو قید کر دیا اور کوچ کر کے بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور اُسطرف سے ملکہ مہرخ - زیور جادو - گلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف جو چلی آتی تھین اسکو ملین اُنکے لشکر سے کچھ بنا کر اسکا لشکر اُترا اسنے حال اُنکا دریافت کر کے دل سے غور کیا کہ تجھکو بادشاہ کوکب نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اسوقت تو اُسکا معاون و مددگار یعنی عمرو خدمت کوکب مین موجود ہی اُسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہی تو اسکو دیوانی بنا کر مع اُسکے ساتھیون کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جا کر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو مارین یقین ہی کہ کوکب اسکو بھی قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھسے لڑنے آئے ہین تو بھی جا او ر اگر نہ نکالیگا تو سمجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان او اسباب ایسے ہین بس یہ سوچکر آپ خیمہ سے اُٹھکر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہوگئی غلغلہ اسکی آمد کا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکور مین بھی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہو رہی اور یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھکر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہی جو آتا ہی مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پر بیٹھے ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور بابِ تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تمنے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور نمکحرامی پر کمر باندھی ہین حلقہ

طمطراق غلام شہنشاہ ہوں ماہی اور بحرین کو پکڑ کر لیے جاتا ہوں سامنے کوکب کے ذبح کرونگا تمکو
لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطورہ نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہیں وہ
ہمارا دشمن ہے ہم اُسکے مدعی ہیں یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھکر تینوں کو شکلیں دین اور پوچھا کہ ای ملکہ مہرخ
تم کسکی تابعدار ہو ان سبنے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیزیں شاہ جادوان کی ہیں آپ جو فرمائیے ہم
بجا لائیں ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے اسنے کہا تمھارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے
کہ تم مع فوج کے سوار ہو کر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور اُس سے مقابلہ کرو کہ اُسنے خداوند شاہ افراسیاب
عالی جناب سے مقابلہ کیا ہے تم ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کا لوٹ لو مین تقصیر تمھاری شہنشاہ
جادوان سے معاف کرا دونگا ان سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اُسی وقت اٹھ کھڑی ہوئیں
طماق وہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سبنے اُسیوقت قرنائے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار
کرایا پھر تو یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

آراستہ اسقدر ہوئی فوج
فتنہ کا تھا ہاتھ آستین مین

آراستہ سب ہوئے رسالے
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج
تمکین ہو نہ کیون نثار لشکر

ہتھیار سوارون نے سنبھالے
آشوب سما گیا زمین مین
ہے حد شمار سے یہ باہر

غرض یہ سب بحشم و خدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئیں اور اُسطرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر
کوکب نے کی ہے چلیں اسلیے کہ جلد پہونچیں اور بعد طی مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ
گئیں کیونکہ اثنائے راہ مین تو تھیں دوسرے یہ کہ وہ درہ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہے اور پہلے
بیان ہوا کہ ملکہ زیور بشکل سحر کر کے اُس درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اُسی درے
سے روانہ ہوئیں اور محافظ درہ نے کہ نام اُسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جا کر آفت مین
مبتلا ہون حاصل الامر یہ کہ اُس درہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے
یہ سب اُسکو طے کر کے مقام مذکور کے جب قریب پہونچیں وہان ایک دیوار کھچی تھی اور دو سو دو سو سوار بطور
نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اُترے ہوئے تھے یہ شہزادیان یعنی مہرخ و گلعذار وغیرہ
فن سحر مین کامل و بیچارے محافظ سحر و جادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا ایسے لڑ سکتے یہ تیغہائے
سحر کھینچکر چڑھین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نگذرا تھا کہ اُسکو مار کر گرا دیا ہنگامہ شور و شر مچا دیا سحر
کی بجلی چلی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان سب کام آئے یہ سب

آگے بڑھنے لگے اُسوقت زمین تھرائی اور ایک پتلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا
آنکھیں مثل مشعل کے اُسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ اباشیہ ای خیرہ سران
یہ کیا غضب تمنے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم نور افشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اُسکا اس آواز مہیب سے
تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ کے شور پر صدا چھا گئی گاؤ زمین تھرا گئی اور اُس پتلے نے دو ہتڑ زمین پر
مار کر نعرہ کیا کہ ای زمین روک ان سحوردن کو یہ اُسکا کہنا تھا کہ مرکبہاے فوج ملکہ کے پانون زمین مین
دھنس گئے یہ سب سواریون کو چھوڑ کر پیادہ ہوئے اور آگے بڑھے پتلے نے پھر دو ہتڑ مارا کہ ای زمین روک
انکو انکے پانون بھی زمین نے پکڑ لیے اور پتلا زمین مین سما کر غائب ہوگیا اور سامنے کوکب کے آیا تماشا
موصوف اُسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ بران بھی تخت پر
جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ پتلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ
مہرخ عرض کی بادشاہ خبر سنکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ ایک پتلا اور اُڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے
عرض رسا ہوا کہ طاق طمطراق ماہی پریزاد اور بحرین کو گرفتار کیے آپ کے پاس آتا ہے اور
ارادہ رکھتا ہے کہ ان دونون کو سامنے بندگان دارا دربان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رخ
جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپ نے سنا کہ ملکہ مہرخ ہمسے لڑنے آئی ہے یہ کیسی آپکی دوست اور آپکے لشکر کی
بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن جھکالی اور بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی ایک
ابر اُسیوقت برسے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مورنی برنگ طاؤس آسمان نکلی اُسکے پرون پر ایک
کتاب جسمین نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلک تحریر تھی رکھی ہوئی اور مورنی بھی نہایت خوبصورت
تھی پرون پر اُسکے داغ مثل گلہاے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہاے عاشق بہار یار تھے چال اُسکی
مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا
رنگ دکھاتی چھان چھان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈنڈوت کر کے اُسکی پیٹھ پر سے
اُتار لی اُسوقت دو پتلے نظر آئے کہ اُس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سو اشرفی انکی
نذر دی اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب مین لکھا تھا کہ ایلچی کو تونے مسحور کیا تھا
اُسنے عوض اُسکا لیا کہ اس ملکہ کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی
اور سحر پڑھا کہ مورنی اُڑ کر ابر مین گئی اور ابر چلا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمائیے اور رنجیدہ نہوجیے

شکایت میری آپ سے دربارۂ انحراف مہرخ بیجا ہے اسلیے کہ وہ آپ مین نہین ہے ایلچی نے اُسے سحر کیا ہے اب جبتک وہ ایلچی مارا نجائیگا ملکہ مسطور کا ہوش مین آنا محال ہے خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفت بادشاہ مین زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونے سے قوی دل ہوکر عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر چیدہ کرکے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسی ساحر کو مع اُسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کردیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم حال پر مجھ ضعیف و پاشکستہ کے بعد افضال خدا چاہیے کہ جملہ امور میرے نادرست انتظام پائین کہ خوب انتظام

پہنچے جو ترے وہ خاک در پر
جاتا رہے بخل کیمیا گر
دارائے جہان خدیو کیہان

دارا سے ہزار تیرے دربان
بخشا ہے خدا نے زور وہ دل
رستم بھی نہو سکے مقابل

یہ حسن یہ زور یہ حکومت
یارب رہے تا ابد سلامت

بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا اور فرمایا کہ ایلچی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر مرگئے تھے یہ کہکر ایک سحر پڑھا کہ جہان سیلان وغیرہ ہون جلد حاضر ہون یہ دونون ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اُسمین تھے سحر نے بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہے ہم اگر مرجاتے تو اچھا تھا اب انکو چارہ نہو سکیگی غرض حکم حاکم سے ناچار ہوکر اُسیوقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ نے انھین بہت کچھ لعنت ملامت کرکے فرمایا کہ اب تمھین لازم ہے جبتک اپنی افسر ایلچی پریزاد کو رہا کرلاؤ اُسوقت تک مجھکو صورت ندکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کرو اور لشکر جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اُسکو ہمراہ اپنے لو یہ حکم سنکر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل ہوکر مثل دریاے فنا و سیلاب قلزم قضا روان ہوئی گرنا کا شور تا بہ گردون پہونچا ساحرون کے اژدرون سے روے دہر کالا ہوگیا سم قاتل ماران سحر نے ہوا کو دنیا کی مسموم کردیا باد مخالف بحر عالم مین چلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آئی تختہاے سحر برسے ہوا روان تھے ابر کے لکے سرون پر سائبان بنے تھے جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اُگلتے بیرغل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتیارون کی چکا چوند سے کردبی فلک پر دھلکتے کانون پر ہاتھ دھرتے شورش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف و خطر مین عالم غرق

وقت فرق گردن و فرق ظالم
دیکھا نہیں اسطرح کا لشکر
تھا حد شمار سے وہ باہر

دشنہ تھا ہر ایک برق سے تند
تلوار سے تیغ کوہ ہو کند
وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب

وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب
موجین اگر اس روش روان ہون
آئے جو چمک سے کے سوے سیلاب
قیمہ تہ آب مچھلیان ہون
دو ہو کے بہے ادھر اُدھر آب
چنانچہ یہ لشکر ٹوٹے گرد فرسنگ

سیم بلغیر ایلچی پرروانہ ہو مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بروقت آمد ایلچی نکلگیا تھا صحرا مین ٹھہرا جب شاہد روز نے مقنعۂ سیاہ شب مین روے انور اپنا چھپایا اور صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا۔ نظم

تارون کا ہجوم سے نکلنا
فانوسون مین یون تھی شمع روشن
صحرا مین ہوا سے سر و جلنا
شیشے مین پری کا جیسے مسکن
سر شام عیار مذکور نے مقام

تنہا مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک عورت کسبی کے بنائی گیسوے سیاہ سر پر ترتیب جبین آرائش جبین سے حلب کو فیض دیے آنکھون مین جادو نگاہی اور سحرکاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری ہالۂ قمر کی طرح دل عشاق اُسکے گرد پھرے عشوہ و ناز پر نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلا مین سے بلا نگاہ جادو نگاہان شاگردی کرے غبغب بے زنخدان طفل دل کی بازی کے لیے یہ گو وہ چوگان نہین نہین سیب نے قن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریاے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اور اُسکے قریب گوشہاے نرم کا ہونا صراحی و جام کا بزم حسن مین جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم اُنکو کہتا تھا سینۂ انمول چھاتیان اُسکی گول سڈول باغ خوبی کے دو رنگترے رس بھرے یا دو کبوتر لقاکس بھرے یا دو لقا بدار سرکش یا دو جام واژگون پر از بادہ سرخوش لحاصل نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
فہرست جریدہ ہاے اعجاز
دونون رخ صاف باغ امید
ڈبیان معجون یاہ کی صاف
پر نور شکم ہے آئینہ صاف
نازک ہے یہ اُس سے چشم بد دور
ہر گام یہ ہے یہ قول قامت
رنگ رخ صبح جس سے کافور
صحبت مین جو بار یاب ہو جاے
گویا ہے قمر ان ماہ و خورشید
کیا نور ابد ملا ازل مین
ہے چاہ ذقن کا عکس وہ ناف
توصیف ہو زانوون کی کیونکر
کل کیسی کہ آج ہے قیامت
شیرازہ ہے کتاب ہر ناز
آئینہ حیا سے آب ہو جاے
سینہ کے بیان کیا ہون اوصاف
سینہ ہے کہ آئنہ بغل مین
چیتے کی کمر بہت ہے مشہور
دو پلہ حسن مین برابر
اس صورت ربا سے

درست ہو کر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا کمیدان رسالہ دار افسران لشکر خیمون کے دروازون پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول

آرام وچین تھی بازار لشکر میں کھلا تھا کٹورا کھنکتا تھا سپاہیوں کے بستر لگے تھے گڑھا و خیمے تھے
ہر سمت ٹھاٹھ مردمان لشکر خوش فہم اُن لشکریوں نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن و گل پوش خنداں
لب شیریں نگہ خاموش بصد آن و ادا اُٹھلاتی اسطرف آتی ہے رفتار اُسکی گردش بخت کو بھی چالیں
سکھاتی ہے زلفیں دوش پر کھلی ہیں شکار طائر ہوش کرتی ہیں پیراہن جسم میں رنگین دوپٹہ زر، ہے
شفق سرخ میں جلوہ اختر ہے اسطرح سرخ دوپٹے میں ٹنکا جواہر ہے اور بیت افشان کی چمک سے
دشت روشن ہے ذروں پہ بھی مہر کا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ
ہوا مفلس کا تو کمربند ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہگیا مالداروں نے سر بلند کیا نوجوان حسن جوانی
اور دولت شباب سے مغرور تھے اپنی اُمنگ دکھانے لگے زر و انگشت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ
دولت بیدار قریب تر آئی عاشق تنوں نے یہ بات سنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہوا بھی حاصل نہ
کیوں جی مجھے دامن کی ہوا کیوں نہیں دیتے + کوئی نوجوان قریب آکر پکارا کہ مطلع تیغ ابرو سے
تری ہم نہیں ڈرنے والے + دھمکیوں میں کہیں آجاتے ہیں مرنے والے + کوئی اُسکے زلف پرخم
کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے میں بھی
ہے ترک وفا کا پہلو + تم یہ سمجھو گے جفا میری اُٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ اے جانی وائے مایہ عمر و زندگانی و
ذرا دم سے کہ تا ہم کچھ نگاہ یار میں ٹھہریں + نہیں اتنی مروت اپنی بیتابی میں پلتے ہیں + یہ اشعار جوانان
عیار دلدار سنے اور زیادہ مکر و بل و پاگون کا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہیں تیوری چڑھائی دوپٹے کو
کاندھے پر سے ڈھلکا دیا سینہ کھلگیا نوکیلی پستانیں برچھی کی انی بنکر جوانوں کے سینوں میں پار
ہوئیں ایک گمیدان نے اپنے خدمتگار سے اشارا کیا کہ لا اس نازنین کو میری صحبت کے لئے خدمتگار
لپکا ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پاکر اُس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ اگر طوائف ہیں تو بیوی اپنا
معمول بتائیے آپکے سبب سے دو پیسے ہمیں بھی ملجائیں اُس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کسکی طرف سے
تو پوچھنے آیا ہے اُسنے کہا بیوی ہمارے میاں گمیدان صاحب پانسو روپیہ کے ملازم ہیں اُنسے تمسے
رسم ہو جائیگی تو آج بر کیا ہے بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پرفن نے کہا میں پانچ اشرفی شب کی
لیتی ہوں خدمتگار یہ سنکر گمیدان پاس گیا اور اشرفیاں لیکر اُس ستمگر کے پاس آیا اشرفیاں دیکر اسنے
حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میاں پاس لے چل میں بہت کچھ دلادونگی خدمتگار اسکو ہمراہ لیکر

پشت خیمہ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سراپچہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ آکر میان کو اشارہ کیا کہ جائیے
مین سے آیا اندر خیمہ کے وہ موجود ہی کمیدان برخاست کر کے اُٹھے اور اندر خیمہ کے اُسکے یہان فرش مکلف
بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر پھولون کی دھری تھی کشتی شراب
ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اِسکو آغوش محبت مین کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا حضرت
نچلے بیٹھو مجھکو یہ دھاچوکڑی نہین پسند کہون جھوٹے دیدون نہین بھاتی کیا نگوڑا اس نوچا کھوچی
مین ہی اخلاص رکھا ہی کمیدان نے کہا ای آرام جان بہت ہی شوق گھرے ہوئے ہین اور دل
ہو ولکا ابھی یہ جوش اول ہے اِس عیار کو تو یہ منظور ہی کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس
پہونچون اور اُسکو قتل کرون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود
مین آبیٹھا اور کبھی مثل سیماب پہلو سے بیتاب ہو کر نکلا جیسے عاشق کا دل پُر اضطراب بیقرار ہو یون
پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزہ چشم و ابرو سے بسمل کرتا کبھی ہاتھ کو ٹتا اور کہتا فرد آیا ہی
کہان سے مردِ بے ننگ ہے مین سخت ہون اُسکے ہاتھ سے تنگ ہے آسی ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین
اُسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اِس شوخ و چنچل کو اپنے ڈھنگ پہ لاؤن اِس عیار نے اُسکے
تیور بیچا نکر اور اُسکی آغوش سے نکلکر خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دو ہائی ہی طاق جادو کی اِس موئے
کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہاے میرے جھڑے بڑے کڑے پن سے آ آرسی
چوہے دنتیان بھی موس لین بالیان مالا بالا تا تحس کین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا
تھا جو میرا توڑا لیا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ارے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اتنو لشکر کے لوگ دوڑے
کمیدان صاحب حیران مستی سب غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہونے کہ ڑے یہ بد معاش
عیاش ہین اور چور بھی نبے لعنت بکار شیطان جو آتا ہی وہ دیکھتا ہی کہ اُس عورت کے بال کھلے ہین
بوسون کے نشان رخسار پر ہین پائچے چڑھے ہین رانین پیکر اُسنے لال کی ہین کمیدان چپ سکتے کے
عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین یہ حال دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہی
کوئی کہتا تھا کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کی یہ کیفیت ہی کوئی کہتا اجی امیرون
کی تو بن پڑی ہی وہ جانتے ہین کہ ہمین کوئی کچھ نہ کہیگا اور اگر کہیگا بھی تو کوئی یقین کب کریگا
کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درسن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین نامعقول کرتی

بیکار اکیون ہوی تم اِس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمھارا کتنا قیمتی ہوگا رنڈی بولی کہ اے میان
فقط ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے یہ سنکر جواب دیا کہ بھئی تف ہی ایسی عیاشی پر
دوسرے نے کہا یہ کمیدان آخر کیونکر نبہے یون ہی مال مار مار کے آخر موٹے ہو گئے کمیدان کے ملازمون
کو یہ آوازے جو بُرے معلوم دیے سبکو مارنے دوڑے کہ بدمعاشون تمکو کتنے انصاف چکانے بلایا
ہی وہ سب بیلے تو متفرق ہو گئے مگر کہتے ہوئے کہ یہی تو ترکیب رکھی ہی کہ جو کوئی بولیگا تو اُسکو ڈانٹ لینگے
تو صاحب پرایا مال چھین لینگے اور کہینگے کہ بولو نہین یہ کہتے ہوئے پھر آگے بڑھے اور ہجوم کیا پھر چند گنہگارون
نے کمیدان سے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہی اُس رنڈی نے دوڑکر دو ایک کا دامن پکڑا اے
میان تمھارے صدقے گئی میرا اسباب دلا دو اب تو انکو زیادہ تر بولنے کا موقع ہاتھ آیا رنڈی کے وارث
بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالے ہین اِس مین اپنا سگا باپ کیون نہو یہ تو
کمیدان ہی ہین کیا دگگی ہی رنڈی کا مال ہضم کر لینا لے لائیے اسی مین خیر ہی کہ چپکے سے دلوا دیجیے
نہین ساری کمیدانی معلوم کر دونگا کمیدان کو غصہ اِن باتون سے آیا اور کہا مارو انکو ملازم تلوارین لیکر
بڑھے بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے پیچھے ہٹے کہ اری آہم دیکھ ابھی نکا زبردستی پتا دکھائے دیتے ہین
دیکھو ساری ہیکڑی نکل جاتی ہی یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ حاق کی طرف چلے اب پھر انہین
لوگون نے آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ لٹی کے وارث ہین کوئی بولا بھئی خوب کمیدان پاس
بھیجی کسی نے کہا ارے میان یہ پیشہ کب سے تمنے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے لنگرون مال
مردم خوردن سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا یہ جواب دیتے کہ یہ پیشہ ہم نکرتے تو ایسے فاقون کے تم
مر نجاتے پھر تمھاری بنین روٹی کیونکر کھاتین غرضکہ خوب بھگڑ ہوتا غول کے غول ساتھ شور قہقہہ نکا
بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اُسنے جو یہ ہنگامہ و رغوغا اندر بارگاہ کے سنا گھبرا کر بیٹھنے سلام کرکے حال عرض
کیا اُسنے جلد ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہو صبح کو کمیدان سے گہنا بھی دلا دونگا اور
مین بھی بہت کچھ سرفراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ منھ دیکھکر رہگئے یار لوگون
نے پھر کہا ارے میان اپنا حق تو مانگ لو ایک بولا بھئی ہیونچائی خوب دوسرے نے کہا اجی رات خیر سے
گذرے تو صبح پھر خیر صلاح پوچھنے آئینگے اُسی وقت انعام بھی پائینگے غرضکہ یہ مجمع تو ہنستا بولتا ایک طرف
روان ہوا اور حاق پھر کر بارگاہ مین آیا رنڈی ایک کونے مین گوشۂ فرش پر مودب بیٹھی تھی اِسنے انگو

صورت دار اور صاحب وضع دیکھکر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ کو اشارہ سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب
چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اُس غارتگر جان پاس آیا اُسنے بھی انگڑائی لیکر اپنی گات دکھائی چھاتیون نے
سر کشی جتائی یہ دوڑکر لپٹ گیا اُسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا یہ گود مین اُسکو اُٹھاکر مسند پر لایا اُسنے جلدی سے
چھوٹے کپڑے ڈھانکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا مُنہ بناکر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دابا اور کہا لوگون
کے ہاتھ تو مین جیسا میرا گہنا موے نے اُتار لیا ساری سپتیا اس کمبخت کا ہو یا جمشید اچھی طرح سُکھ سے
میرا مال کھا سکے سُنا میان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہے کہ موذی کاٹے کا پیندا
ہی جانتا ہوگا ابھی مین نے یہ کوسا اور مُنہ بنانا دیکھکر نقد ہوش کھویا اور گلے سے لگالیا کہا مین ابھی گہنا تجھے
دیتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف کو اس بارگاہ مین صندوق رکھے ہین اُسمین سے ایک صندوق
نکالا کہ اُسمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق کھولنے مین مصروف تھا اُس عیار نے
کشتی شراب کی کھینچکر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اُسمین بیہوشی ملائی اتفاق سے
اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اسلیے کہ اس مہ جبین کو پاس بلاکر گہنا دکھاؤن پس نگاہ اُسکی
بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پڑیا سے نکالکر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اُسکو گمان بد
ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اُسکی نگاہ پہچان گیا اور دوڑ تو منجھا ہی تھا غاطک
مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران کہ یہ لوٹ کیون گئی اس عرصہ مین اُسنے سراچہ اُٹھا بقوت تمام اپنے
تئین باہر پہونچایا اتنے طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کسلیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین اور نامی رنڈی
کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی رہ پردے مین دیہاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور اپنا بتاتی تھی مگر
ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہانتک آئی اور پھر یہ فقرہ کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا واقعی یہ عیار
تھا پس یہ سوچکر صحن بارگاہ مین آکر زور سحر سے بھی اُڑا اور جستجو مین برق کے چلا وہ اتنے عرصہ مین
بہت دور نکلگیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اُسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم شاہ شب
سے زیور انجم عیاش روز نے اُتار لیا اور سحر خندان بارگاہ عالم مین آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر
نے ساغر شب کو پلائی کہ بموجب

نظم

غرض انجام شب نے منہ دکھایا — فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نگہبانون کی آنکھیں ہو گئیں بند — اُٹھے واعظ برائے بارش پند

صبح کو طاق پھر کر بارگاہ مین آیا
اور رقعہ جمشیدی منگا کر دیکھا کہ عیار جو عورت بنکر آیا تھا کہان ہے رقعہ مین معلوم ہوا کہ سامنے چو

پہاڑ ہی اُسکے درہ مین بیٹھا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے پرواز کی اور بعد گرفتاری برق درۂ کوہ مذکور کے قریب
پہونچا اُس مقام پر برق اِسی فکر مین تھا کہ اب کسی اور تدبیر سے جاکر کام اِس ساحر کا تمام کرے
اِسی اندیشہ مین تھا کہ طاق جا پہونچا اور للکارا کہ باش او ناعیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا
برق یہ نعرہ سنکر بھاگا مگر اُسنے سحر ایسا پڑھا کہ پاؤن زمین نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر ڈانٹتا ہوا چلا کہ
بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ تو اِسطرح چلا اُدھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ کو دیکھکر درگاہ ربّ العزت
مین برجوع قلب استغاثہ کیا کہ ای چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل و سینہ درین
تیرے + دلہاے شکستہ گھر ہین تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی مہتر قران جو اول بیان
کیا تھا کہ برق کے ساتھ ہی اور جوگی بنکر مریخ کو اُسنے مارا تھا فی الجملہ اِسوقت وہ ساحر بنا ہوا اِس
ارادہ سے کہ لشکر الیجی کا حال مین بھی چلکر دیکھون اِدھر آتا تھا اِسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا
از بسکہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ ای بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہرنا مین بھی لوٹ
تو اِس ناعیار کو مارنا کہ میرے دل کی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز سنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا
دیکھا کہ ایک ساحر جسکے بدن مُو سے شعلۂ آتش نکلتے ہین تہمد کہاروے کا باندھے جٹائین سر پر سے زمین
پر گھسٹتی ہوئین کانون مین کُنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اِسطرف آتا ہی یہ دیکھ رہا تھا کہ قران
قریب آیا اور اُسنے پوچھا کہ ای برادر کہو کیا کرتے ہو قران نے کہا ای الیجی صاحب اِس پہاڑ کے اُدھر
میرا گھر ہی مین ایک کام کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہان گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش
کرکے اِسنے مارا اور گھر میرا لوٹ رہا تھا کہ مین آگیا مجکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتا نہ لگا آج تمنے اِسکو قید
کیا مین تلاش مین اِسکی تھا اب تم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ کوئی حمایتی اِسکا نہ آجائے مین سر اِسکا کاٹ
لون طاق اِسکے کہنے سے جنگل کی طرف دیکھنے لگا اور اِسنے قمہ کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے آخر وہ حمایتی اِسکے آ
اُدھر سے آگئے ساحر اِس کہنے سے مڑکر دیکھنے لگا اور اِسنے پہلو پر سے قمہ بقوت تمام اُسکے سر پر مارا کہ سر کا
بھیجا پاش پاش ہوگیا اور وہ تڑپکر واصل جہنم ہوا غلغلۂ گیر و دار و دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی آگ پتھر برسنے
لگے بعد ہنگامہ عظیم آواز آئی کہ مارا طاق طمطراق جادو الیجی شاہ جادوان کو یہ آفت جو برپا ہوئی
لشکر الیجی مین بھی خبر مرگ ساحر مذکور پہونچی اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہوکر تعریف عیاری قران
کر رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونون کو گھیر لیا یہ بھی خنجر کھینچکر اُس لشکر پر جا پڑے اُس فوج مین ساحر سیہ

مین یقین تھا کہ یہ گرفتار ہو جائین مگر بقدرت کردگار ہر نے سے طاق کے ماہی پریزاد اور بحرین جو قید تھے
اثر سے سحر اُتر گیا اور رہا ہو گئے پس بحرین زمین پر گر کر دریا بنا اور مچھلی اُس دریا مین کود گئی اور وہ دریا
موج مار کر چلا اور دم بھر مین قریب لشکر مخالف ہو نچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ سے سامنے
لگے کہ شعلہ آتش دریا کو خشک کر دین لیکن وہ دریا کب خشک ہو سکتا ہے کیونکہ صنعت کو جیپال دستان
ساحران نے سحر تعلیم کر کے بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو پکڑا تھا لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہین
آخر دریا ایسا بڑھا کہ لوگ اُسمین غوطہ کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی بمشکل جان بچائی ہوئی یہ
آفت تو تھی ہی طرہ اُسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران جو لشکر لیکر ماہی کے تھے اسوقت یہان آکر پہونچے
اور ہنگامہ رزم برپا دیکھا لشکریون کو حکم دیا کہ مان لینا ان خیرہ سرون کو لشکری سب تلوارین
کھینچکر اور بانیچ تیغ پکڑ کر آگرے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور
باران بردے ہوا جا کر ابر بنا اور برسنے لگا العیاذ باللہ زمین سے دریا جاری اُوپر سے آب سحر برستا لشکری
سحر کی مار کرتے جسپر بوند پانی کی پڑتی جسم غربال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریون نے باران کے
مار تلوار تہلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی قدم اُٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی دھا
نے زندگی کا گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا بافسون پانی سحر کا اُونچا تھا تلوار کی
چمک سیلاب تھی کشتی حیات غرقاب تھی وہ لشکر خون عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب سا
تھا برق خنجر دشمن مین دم باقی تھا اسطرح سحر کی بجلی چمکتی تھی کہ جرعہ کشان ساغر اجل کے لیے ابر تھا
دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نہ تھا روحون کے گذر جانے کو تیغ آہنی جرجستی کی پل آہنی
تھی شمشیر کی دھار دھار ابنکر روان سر و تیغ مین دشمنی جاتی تھی گرداب بلا تلوار کا گھاٹ اس بحر آہنی مین موج
کے بدلے غضب کا کاٹ تھا ڈورا حسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کے لیے جال اُسکا بچل قضا سے
کسیکو چارہ نہ تھا جوہر روانی دکھلانے صمصام دشمن کو پایا تھا کہ بموجب بیات

تھا گرم وہان اجل کا بازار
ہر تیغ قضا کی تھی کہین ڈھال
دہشت تلوار کی جو چھائی
پانی کو ذرا بوقت تصویر

تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
کس طرح جلے نہ خصم سرکش
مشکل سے بدن مین روح آئی
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے

لایا جو سپر عدو ہی کیا بال
وہ تیغ تھی موج بحر آتش
یاد آئے اگر یہ تیر شمشیر
تصور کھنچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر خوب لوہا برسا ہر ایک کافر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ کشتی تیغ پر چڑھکر سب گبرے زندگی کے دریا سے پار اُتر گئے جو لشکر کہ ہمراہ ایلچی تھا زندگی سے ہاتھ دھوکر پیام اجل سنکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر مین سب کا دم گیا جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے اور ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ماہی پریزاد بھی دریا سے نکلی اور سیلان وغیرہ سے شناکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور مژدہ فتح لیکر خدمت کوکب مین قصد چلنے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اُترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استادہ کراکر ٹھہرو اور ان عیارون کی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جاکر عرض حال کرتے ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا لشکر کا اُتارا ہوا بارگاہ استادہ ہوئی ماہی اس بارگاہ مین ایک عوض سحر سے بناکر شناوری کرنے لگی تجرین بارگاہ مین عیارون کو لیکر آیا عیار صورت بدلکر بآرام تمام بیٹھے اور ساحر مذکور خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن مہرخ وغیرہ جو مسحور بہ سحر ایلچی ہوکر کوکب پر چڑھی گئی تھین اُسکے مرنے سے ہوشیار ہوکر آپسمین گویا ہوتین کہ ہم کس سے لڑنے آئے تھے افسوس کہ اسپطرفدار شاہ کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہو کہ بھاگ جائین یہ کہکر عنان عزیمت منعطف کی اور جب طلسم ہوش ربا کی جانب چلین بانون اُنکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور انھون نے رو بفرار رکھا اُدھر ہی تیلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انکو روکا تھا بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بعد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہوکر بھاگی ہی شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپ نے کچھ سنا اب جو ہمسے لڑنے آئی تھین وہ بھاگی ہین عمرو نے پھر تعریف کی کہ ای بادشاہ آپ کے اقبال سے وہ ایلچی بالیقین ہو کہ قتل ہوا اب اُن کنیزان ناچیز کی مجال ہو جو بلا زمان حضور سے مقابلہ کرین اس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہوکر دعا و ثنا ئے بادشاہی بجالائے اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اسطرح عیارون نے اُسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کہ خواجہ صاحب اپکا اور آپ کے شاگردونکا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب	ابلیس فتنہ گر روزگار ہین سب	بجلی کو صلاح دین لگا آگ
خرمن سے کہین کہ ہو ہوا بھاگ	تلبیس ہے ریشہ ریشہ اُنکا	عیاری و مکر پیشہ اُنکا
حیلہ جسے کہیے ذات اُنکی	تہمت جسے کہیے بات اُنکی	یہ باتین ہین بہر قتل کفار

لیکن ہین وہ دین پناہ و دو دیدار　تعظیم و شرف مین کعبہ کردار　ویران کن سومنات کفار
فرمان قضا مین نام انکا　توقیع خرد کلام انکا

یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور ان سب سے ملاقات کیجیے اور انکی دعوت بھی فرمائیے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بران ہو کر فرمایا کہ ای فرزند خواجہ سلامت کو سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ موصوفہ کی خاطرداری مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین گھولنا ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے گا وہ بجا لائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا مضمون یہ کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جانیو اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہوگے یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور اسکے موجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے جانے کے ملکہ بران کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہے ایک بارگاہ عالیشان بھجوا دو کہ جبتک خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکور یہ حکم سنکر اٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم کرنے لگی ادھر مہرخ جو بھاگی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہے اور اُس صحرائے لق و دق مین ایک دیوار دھوئین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نپائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اُسوقت ایک بارگاہ عالی بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چارسو کلسیان یاقوت رمانی کی اُسپر چڑھی ہین اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقار مین اُن موروں کے موتیون کے دانے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر بہت بڑا کلس چڑھا ہے اُسپر سورج مکھی لگی ہے جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے وہ جائے دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ زرنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہے کہ بموجب نظم

کیا پیش نظر چھتین ہین رنگین　سب رشک نگار خانۂ چین　ہین چاندنیون مین نور کیا کیا
مہتاب ہی ناصبور کیا کیا　شطرنجیون مین جو خط عیان ہین　ہمشکل خطوط آسمان ہین
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ　اللہ کا اُس جگہ ہے سایہ　دے کو بیچ جو رخصت قدمبوس
آئے ابھی اڑ کے تخت کاوس　زینت کی ہوئی یہ طرفہ تمثیل　جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل

ہر جا یہ کنول ہین حد سے باہر | گردون یہ کہان ہین اتنے اختر

مہرخ حیران ہو کر قریب بارگاہ
کھڑی تھی کہ چند ساحر معززان طلسم مین سے قریب اسکے آئے قبائین سبکے گلون مین عمامے سرون پر زین
مین ہر ایک مسن مہذبی کے سیکھے دن انھون نے باادب سلام کرکے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کے
لیے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی انھین کے عملداری مین ہے آپ بارگاہ مین تشریف لیچلین اور
راحت وآرام کرین شاہ مذکور کے یہان آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خردان خطا و از بزرگان عطا ہم
قصوروار شرمندہ احسان بادشاہ ہین کہ ہمنے انکے ملازمون کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ مین جائین
ساحرون نے کہا ان باتون کا ذکر کیجیے ملازم شاہ آپ کے ہاتھ سے نہین مارے گئے افراسیاب کے
ہاتھ سے مارے گئے لڑائی مین اور ہوا کیا ہے آپکی اسمین کیا خطا ہے ایلچی کو ہمارے شاہ نے مسحور کیا اپنے
آپ سے بدلا لیا الغرض ملکہ مسطور مع سردار وافسر کے سواری سے اتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب صدا لگانے
نقادت لگانے لگے ڈنکے بجے بڑی شان وشوکت سے ملکہ جب جلو خانہ مین پہونچی دیکھا دورویہ قناتین زر
نقش ونگار کھچی ہین بیچ مین سڑک ہے سرخی اسپر کٹی ہے جواہر پڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہے ہر قسم کی اشیاے نفیس کا
ڈھیر او انبار ہے ہر دوکاندار ساحرہ وساحر وضعدار قطعدار ہے لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کی
سیر چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف مین زلیخا خواہش نکرتی بیت لعل ایسے کہ جنسے سرخ بازار +
یاقوت کے موتیون کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا رشک باب خلد برین پردے ہر ایک غیرت پردہ چشم نازنین
تھے سڑک پر گلاب کیوڑہ چھڑکتے تھے کمرین انکے کٹورے چاندی سونے کے گڑھے مہر وماہ کی تھالی کو لیے جو تھے
برابر نہ سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت اسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ جو خیام استادہ
تھے اسمین اترا او کئی ہزار ساحر معزز ہمراہ ملکہ دنگل کرسی پر اندر بارگاہ کے متمکن ہوا ملکہ تخت پر جلوہ گر
ہوئی اسوقت کچھ تخت اڑتے ہوئے بارگاہ مین آکر اترے جنپر نازنینان مہر طلعت سوار تھین اور سامان
رقص ہمراہ رکھتی تھین چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگین پیمانۂ شراب گردش مین آیا اسی ہنگامہ مین جام
دائرہ ماہ مین شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتابی آفتاب ڈھلکی دن گذرا اور رات آئی نظم

بیٹھے جو وہان تمام تھا روز | تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز
تا دور وہ چاندنی کا عالم | مہتاب کا خود بھڑک گیا دم

سر شام کچھ ساحرون نے ایک صحنچی مین بارگاہ کی دسترخوان بیا
بتکلف تمام بچھایا پھر روشن چوکی بجتی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چنا گیا پھر ملکہ کی

خدمت مین عرض کیا کہ حضور خاصہ آلش فرماوین ملکہ اور سردارون نے خاصہ نوش فرمایا اور صدر انجمن سے
بارگاہ اٹھوا دیے سیر و کیفیت صحرا کی سب دیکھنے اور میخواری مین پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف ہوئے ناچ ہونے لگا
اب ہر طرف تماشا ہوا کہ ایک آندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہو گئی ہر ایک پر بیہوشی چھائی بعد لمحہ کے جو ہوش
آیا نہ وہ بارگاہ نہ بازار کسی کا پتا نہ پایا اور اپنے تئین ایک کرسی مرصع نگار پر ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سرداران
بھی کرسیون پر کہ سادی طلائے احمر کی تھین بیٹھے تھے اور وہ کرسیان سطح آب پر بچھی تھین نیچے انکے دریائے زخار موجزن
تھا اسی بحر پر جوش پر فرش مصفا بچھا تھا بہت مسندین عمدہ آراستہ تھین فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا
ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین ہے اور لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہے اور
نقش دار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین اور چاندنی کی روشنی لہرون مین ہلکورے
لیتی تھی ستارہاے فلک کا عکس جو پانی مین پڑا تھا ہزارہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر
چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا کہ **ابیات**

دریا تھا کہ حیرت چمن تھا	اک نور کا بحر موجزن تھا	کیا نور تھا دیکھیے جدہر نور
آتی تھی نظر تجلی طور	دریا کی وہ ہر طرف روانی	تھا آب حیات اُسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری
سنیے کہ یہ جو ہمراہ ساحرون کے روانہ ہوئے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض
آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو چار دیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی
اُسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے بعہدۂ دربانی حاضر تھے
سبھنے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر نہ ہوئے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کے اہتمام کرنے
والے ظاہر ہوئے یعنی اُس ملک کا بادشاہ ملک لالان **یاقوت پوش** تخت یاقوت نگار پر سوار
تاج یاقوت سر پر قبائے قلمکار یاقوت احمر در بر چار قب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو مین ہزارہا امیر
وزیر مالہاے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی بردار خاص بردار
عہدے ہاتھون مین لیے خادم خدمتگار سواری کی شوکت قابل واہ واہ خواجۂ عالی جاہ کے استقبال کو
آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرایش و زیبایش نظر آیا ہر مکان
یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین پُر از نقش و نگار تزئین مین پیرایۂ ناز [illegible]

دیکھا عجب اژدحام مردم
اُڑتی ہوئی وان عجیب تانین
عالم وہ دُکان جوہری پر
آئے ہوئے وان کئی شرابی
وہ گرم وہ سرخ تافتانین
لیلی نے پکائی تھی نہاری
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

ہر سمت ہجوم عام مردم
ساقی کا منا کے بول بالا
جسطرح کہ برج ماہ واختر
پُرنور مٹھائیون کے وہ تھال
بھوکون کی غذا تھی جن پہ چاشنی
اثمار بھی تازہ تازہ موجود
ڈلیان مصری کی جیسے بے آب

جھنگیرون کی کہین دکانین
منہ سے کسی نے دھوان نکالا
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی ٹیک پڑے اُبال
بھٹیاری کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار وامرود

خواجہ عمرو اُس شہر کی سیر کرتے دار العمارۂ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پر بادشاہ نے وہان کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اُس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس باغ کی کیا تعریف کیجائے طلسمات کا باغ ہے زنگیون کی نارنگیون سے بھرا ہوا درختان تر و تازگی رعنائی سے منہ چڑھاتا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی بیان کے نہرہائے بہشت سے زیادہ ہر پھول ہر ایک لطیف و خوشگوار بار ہر ایک شاخون کو فرط نزاکت سے بار درخت موزون بہ رنگ قامت یار زیب روش ہر چمن مین بلبلون کا خروش جو نہال تھا دہ معشوق گلابی پوش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آیا کہ **نظم**

تختے ہین ہرے ہرے نمودار
رخسار پہ گیسوئے معنبر
ہر تختۂ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے وہین سسی زیب
آراستہ سب مکان وہ نایاب
گل تکیے ہین مہر و ماہ جیسے
والانون مین فرش ہین جو خوشرنگ
پھولون کی سیج نزہت انگیز
شمعون کی زبان پر انا المشرق

پھولون سے بھرے بھرے ہین خیابان
ہمشکل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
تھے گرد چمن مکان بکثرت
پُرنور بسان برج مہتاب
آراستہ ہر پلنگ زرین
پیدا ہے بہار نقش از رنگ
دیوار مین نصب جو کنول ہے
شعلے سے بھی کم تجلی برق

ہر صحن چمن مین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین گل
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
جسطرح کہ قصرہائے جنت
دیکھے نہین فرش روشن ایسے
پھولون کی چمن مین چلتے تھے چن
ہر ایک طرف لگی ہے جو سینہ
روشن دل عارف ازل ہے

خواجہ عمرو بیچ مین باغ کے جو قصر عالی تھا اُسمین فروکش ہو کر نظارہ گلہائے گلشن مین مصروف ہوئے اور ایک جام مین پانی طلب کرکے کاغذ عطیہ کوکب مین

گھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکور کو داخل باغ یاقوت کرون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجھکو اسی لیے بلایا تھا جلد اُن سبکو یہان لا ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین مین جذب ہوگیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کرسیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعۃً ایک برق دریا مین چمکی سبکی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان روان ہین یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھا کر غرق ہوئین اُن سبکی کچھ عرصہ کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرایش و زیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ سرخ کے قریب استادہ ہین حیران ہوکر آگے قدم بڑھایا اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سبکی دعوت خواجہ عمرو نے اس ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لیچلیے اِن سبنے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد اُنکی خدمت مین ہمکو لیچلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور اُن سب کو سوار کرکے لیچلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوئے جیسا کہ اوپر وصف اس شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے در باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے انھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرایش ویسی ہی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادہ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین اُدھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جاکر ماہی پریزاد کو مع تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد سے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کرکے بھیجونگا تمسے کچھ کاربراری متعالہ افراسیاب مین ہوسکی اب تم نگہبان در طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہوکر رواں ہوئے اور لشکر مین پہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ مع بحرین وغیرہ کے کوچ کرکے در طلسم آکر ٹھہرے یہان دو روز تک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس دعوت مین ملکہ بران بھی بحشم و خدم مع کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف فرما ہوئی اور ہر ایک سے ملی ملک لالان نے تقصیر ندامت سکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی

سے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دسترخوان اطلس سبز چرخ پر آکر بیٹھا اور مطبخ عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم
اعجاز مسیح پر گواہی
محبوب کا جس طرح تبسم
دیتی تھی نسیم صبحگاہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوئے اور مہرخ کو تحفتاے سحر بہ مع تمام سرداروں کے سوار کرا کر رخصت کیا ساحرانکو راہ نزدیک سے سرحد طلسم ہوشربا مین پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے تو یہ چلے اور اُسطرف سے دونوں عیار یعنی برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت مہمانان ملکہ بران عمرو کو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و آرام ہوا

داستان گلچین بیان خبریاب ہونا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اُسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کے لیے اور راہ کھولدینا اُسکی پھر آنا باغبان وزیر کا برائے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجۂ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیاروں سے کہ عمرو سے مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ خاے گلگون پوش معشوقۂ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اُسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے لمولفہ

پھر کے ہمین تجھی سے ہی کام
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے
میخانہ کا آج بند ہی در
مستی کیسی ہی فاقہ مستی
مُنھ باندھے صراحیان پڑی ہین
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ رہتے
نفرت انھین مجھسے ہو گئی ہی

ہان ساقیا پھر ہو دورہ جام
کیا گردش بخت کی شکایت
لو پھوٹ گیا مرا مقدر
ساغر کا بھی دل الم سے ہی خون
اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین
میخانہ مین تھے جو رند سب یار
راحت مرے دل کی کھو گئی ہی

کیون دور مین آئین جام تیرے
کیا جور فلک کی بس حکایت
کرتے نہین رند آج مستی
میخانہ کا رنگ ہی دگرگون
ٹوٹے ہوئے دل ہین شیشے ساغر کے
وہ ہو گئے آج اپنے اغیار
ہین نا البدرہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہی راہِ الفت
ہر وقت تجھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ کر پھر کے دوست چلتے ہین راہ
بیچین بہت ہی رند تیرا
مجھکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
سنتے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہی وہ اللہ
بس حسکم کا انتظار ہی اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی بو ہوا پھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب پرجوش
چھوٹا ہی راہ میکدہ آہ
سچ ہی یہی قول بے کم و کاست
کیون بنیگا کاروان مطلب
از راہ رو رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین کبھی پیارے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہی جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے جشن آئین
الگ دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرکے
گر حسکم کرے تو ابر رحمت
آنے لگو یہان بہار ہی اب
باب مطلب کی ہی خبر بھی
دیکھو تو ذرا اٹھا گھٹا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بدلی
کھوئے ہوئے آئین پھر مرے ہوش
ہی خضر کرم جو تیرا رہبر
ہی رند کو موج مے رہ راست
بس جاہ لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

ہر رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہی چرخ جانکاہ
پیمانہ کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھاتے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
برسائے شراب عیش و عشرت
کھلتے ہین پھول پھر چمن مین
کھلگیا میکدے کا در بھی
ہی جلسہ میکشی چمن مین
کھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجھکو گمراہ
بہکا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہی صراحی کی جرس جب
صدقہ پھیر ہوا اک زمانہ
محصوران حصار سحر و نیرنگ

و سرگردانان کوہسار و بیابان پرخار و سنگ مسحوران جادۂ پرآفات و خطرناک۔ و آوارگان بادیۂ پربیم و باک کشافان راہ سحر و افسونگری و قطع کنندگان منازل جادو پروری۔ ساحران لشکر مضامین گرد دشت قرطاس مین یون محصور فرماتے ہین۔ و رجادۂ ہنر و معانی گستری مین بخوف ہو کر بطرح قدم اٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے ایمان افراسیاب سرگردہ ستمگران بیابان طلسم سے اٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت زرنگار بت پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر اور بگولے لاش طاق ایلچی کی اڑاتے ہوئے اس مقام پر آئے اور طائرن

نے تمام ماجرا نقل ایلچی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رنڈی بنکر آیا اور یون قران نے بندہ اُسکے سر نکالا
بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہوگیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اُس سے کہا کہ کیون ای وزیر
خوش تدبیر ہو سکتا ہی کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کر کے سامنے میرے لائے اور اُس کا لیے قران
کو براہ کیفر کرداری پہونچائے سر اُسکا کاٹ کر قلعہ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال
حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور اُن دونون کو پکڑ کر دیے بندگان والاشان شہنشاہ لا یا بادشاہ
نے یہ سنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو کہ
حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت منھ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون ای ملکہ تمھارے
شوہر کو بھیجین سیاحرہ نے بادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہے میری مجال ہی
جو اُسکو منع کرون بلکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اسکے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا تمھین بغیر خاوند چین کہان
اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین گئی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحرا
باغ سیب کی حوالی کے پہونچے ہونگے انکو میرے پاس بلا لا کہنا بیوی نے کہا ہے گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات
سُن لو پھر جانا کنیز حسب ارشاد مالکہ بتعجیل تمام اُڑ کر راہ مین وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام بی بی کا دیا وزیر
کہا جا رخصت ہوتا ہوا کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی انکو ایسے وقت مین کچھ نہ کچھ جھگڑا نکالنا آتا ہے گھر مین آیا زوجہ
اُسکی اٹھکر ہاتھ اسکا پکڑ کر دلداری کر کے مسند پر بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا میان
صاحب مین نے اسلیے تمکو بلایا ہے کہ جہانتک ہوسکے سمجھاؤن تم جو عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ بچو گے تمکو لازم نہین کہ عیار
کے مقدمہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہے کہ نوکری کیا ہے خالاجی کا گھر ہے مالک نے جس کام
کو فرمایا ملازم کو بجالانا اسکا ضرور ہے اسمین جان جائے یا رہے بی بی نے انکی جواب دیا کہ مین آگ
لگاؤن ایسی نوکری کو اور منگل اتوار صدقے اُتارون اُس تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمنون
مدعیون کہنی والی بندی کی جان پر بنے نصاحب مین کبھی نہ جانے دونگی کیا مین میان شاہ افراسیاب کی
سلامتی مین رنڈیا ہو کر بیٹھونگی اپنا راج سہاگ لٹواؤنگی وہ اپنی نوکری ترک کر دیجیئے اِس وزارت کے
پیچھے مجھکو خصمی بننا منظور نہین وہی مثل کہتے نہین کہ بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان میرا
وارث سلامت ہے تو ایسی ایسی بیسیون نوکریان ہو رہینگی اور نہ ہونگی تو جوتی کی نوک سے پاپوش کے
صدقے سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائینگے دیس چوری پردیس بھیک نہ کسی ملک

نکلجائینگے کیا ہمارا طلسم ہوش ربا مین نال گڑا ہی باغبان نے کہا سنو صاحب آپے سے باہر نہو
تمھاری تو وہی مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جبتک گھر بیٹھے تنخواہ ملا کی وزارت کا
کاروبار رہا جاگیر کھائی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو ہم اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی
رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہی تو ایسی باتین کرتی ہو تمھاری تو وہ
مثل ہی کہ شعر کیا جانین چاکری رہینگے اپنے گھر + کرتے سب ہے عاشقی خالاجی کا ڈر + واہ واہ واہ نمک حلال
ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان و مال جورو لڑکے اسوقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کے لیے دریغ
نکرنا چاہیے افتخار ہی فوراً حق نمک آقا سے جان و آبرو دیکر ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان میں
سبب خوشنودی خدا ہی گلچین نے یہ سنکر دامن جھٹک تیوری چڑھا کر کہا اے مردوے ہوش پکڑو کہا
مین آ تو مجھ پانچ بچون کی مان کو سمجھانے آیا ہی مین کیا ایسی تھی ہون جو دنیا کا اونچ نیچ نہین سمجھتی تو تیرے
صاحب بادشاہ کو کیا ایسی گاڑھ پڑی ہی جو مجکو عیارون پر بھیجتا ہی کیا جانتا نہین کہ موئے عیار آفت
کے پرکالے تمام دنیا کے جعلساز مکار دغاباز ہین عورت نہین مرد نہین بھوت ہو کر لگین منت کرین بگڑی
دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر بہت جھٹ ستیاناس کر گے ایسے کہ ساحر کو اسطرح مار ڈالتے ہین
جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہی انھین کمبختون پر بادشاہ مجھین بھیجتا ہی یہ دشمنی نہین ہی تو اور کیا ہی اب
بادشاہ کا جی چاہتا ہی کہ یہ وزیر نہ رہے تو نہ رہین اُنکے دشمن رہ جم جم رہے وہ نہ رہین جو اسکا برا چیتے ہون
ہان اس بادشاہ کی نوکری نہ کرینگے اس سرکار مین نہ رہینگے ایسی جگہ سے ہم خود بھاگتے ہین وہ جو کہاوت
ہی کہ ندیا تو لہراتی کیون ہی بندی پانو ہی نہ دھریگی باغبان نے کہا بس بس زبان روکو قسم ہی مجکو
سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور اُنکے کام پر اپنی جان دونگا نمک حلالی
کر جاؤنگا لگو را می مجھسے کبھی نہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نمانون یہ سنتا تھا کہ گلچین کھڑے ہو کر پیٹنے لگی لوگو
دوڑو اس مردوے کو سمجھاؤ یہ مجکو رانڈ بناتا ہی میرا راج لٹا جاتا ہی ارے ہیو لو میرا وارث مجھسے چھٹتا ہی باغبان
گھبرا گیا اور سمجھانے لگا کہ اجی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست ہین سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے
جا کر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منہ دکھانے کے قابل نہ ہونگا گلچین نے کہا لگا دیگا کوئی
تو لگا دے میرا کیا کر لیگا جب نہین کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ یہ بادشاہ ہمارا دشمن ہوا ب وہ دیکھے جلا
جاتا ہی اسکے منہ کو سات چھچھوندرون کا موس جو میرے وارث کو دیکھکر خار کھانے وہ موا اپنے ہو تو ن کو دیکھ سکے

وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی ماں ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی
رہی سوائے بیٹنے کو سنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی کہ مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا
رہا یہ کہکر اُٹھا اور قصد چلنے کا کیا بی بی نے اُسکی دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی
کرتے ہو میرا کہنا نمانوگے اِس افراسیاب کی رفاقت مین میرا پہلو اُجاڑوگے اِس کہنے والی بندی کو
اب سے دو ماتھ آٹھ آٹھ آنسو رلاؤگے اپنی لاش مجھکو دکھاؤگے یا سامری وہ دن نہ دکھانا کہنے والی بندی
دور پار شیطان کے کان بہرے یون ہو جائین اور مین بیٹھ کے دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ
بندی سہاگن مرے یہ کہکر گردن شوہر مین ہاتھ ڈالکر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہین ہو سکتا کہ یہان بیٹھے رہو
اور ایسا سحر کرو کہ موے عیار قید ہو جائین تم بادشاہ سے کہدو کہ لیجیے مین آپکے نمک سے ادا ہو گیا وزیر
مذکور نے کہا تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا یہی چاہیے کہ اپنے
پاس کسی کو نہ آنے دے اور کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیے نہین مین جاتے ہی اُنکو گرفتار کر لونگا اور اپنے
بیگانے ساحر غیر ساحر جورو لڑکے بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب آنے دونگا
پھر بھلا اُنکی عیاری مجھسے کیا چلیگی یہ کہکر بی بی کی تسکین و دلداری کرکے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا
اُسکے جانیکے بعد زوجہ اُسکی تا دیر نالان و گریان رہی مثال شمع اشک ریزان رہی انیسین جلیسین
سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ مناؤ میان کے لیے دعا کیجیے کہ دشمنون پر فتحیاب ہون اُسنے ایک
نہ سنی اور جذبہ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اُس سے اور عیارون سے
کیا معاملہ گذرتا ہے بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بزور سحر اُڑی اور ڈھونڈھتی ہوئی
چلی اب اِن زن و شوہر کو بتلاش عیارون جانے دیجیے شمہ حال ماہرخ سنیے کہ یہ جو مع زیور و ذخیرہ
کے لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اُسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا
کہ افراسیاب نے مسدود کیا ہے چنانچہ اُس درہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اُس ملک کا ابلیسیہ ہے
اور اِس سبب سے اُسکو ابلیسیہ کہتے ہین کہ وہان جتنے ساحر رہتے ہین سب ابلیس پرست ہین شیطان
کی تصویر کو سجدہ کرتے ہین اور سوا اُنکے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا مانتے ہین اور حاکم اِس قلعہ کا
شیاطین جادو نام ایک ساحر زبردست باجگذار شاہ افراسیاب اور اُسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد
کیا ہے اور دروازہ اِس ملک کا اسطرح رکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا درہ مسدود ہے نہ لمبا منزل تک ہے بس

ایک مقام پر دامن کوہ کے نیچے غار عمیق ہے اُسی غار کو دروازہ قرار دیا ہے اور جب غار مین کوئی اُترے تو اندر اُسکے پہلے جنگل ملتا ہے پھر ایک صحرائے سبزہ زار مین گذرتا ہے کہ اُسمین چشمہ جھیلین تالاب ہین اور باغ سیرگاہ شیاطین ہے پھر اُسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہے ساحر مذکور اُس صحرا مین قریب غار بیٹھا رہتا ہے اور یہان کئی سو کنیزین اُسکی خدمت مین حاضر رہتی ہین اُنسے عیش بھی کرتا ہے اور محافظ درہ بھی رہتا ہے فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خناس پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اُڑتے ہوئے آئے اور خبر آمد ملکہ مہرخ بیان کی اُسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اُس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہان سے بزور سحر باغ سیب چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ مین بھرا بیٹھا تھا اور کسیکو بہر گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ مہرخ مع لشکر کثیر میرے ملک کیطرف سے آتی ہے آپکا کیا حکم ہے آنے دون یا روکون افراسیاب نے کہا تمھارا کیا ارادہ ہے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر اُسی صحرا مین وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب جواب دہ ہوا کہ آگے تو یہ نمکحرامین ہمارے تمھارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھین مگر اب تو مسلمانون کی شراکت کر کے معبد جمشید و سیرگاہ جمشیدی یعنی سامری باغ زردہشتی سبکے برباد کرنے کا قصد کیا ہے لہذا تمسے جو کچھ اُنکے لیے ہو سکے اُٹھا نرکھو یہ سنکر شاطین لعین پھرا اور قریب اُس درۂ کوہ کے اگر ایک مقام تنہا بیٹھکر سحر کرنے لگا کچھ عرصہ مین حوالی لشکر مہرخ مین ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک سمت دیوار سحر کھنچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک جانب کو بیابان سبز و خرم ظاہر ہو گیا اُس صحرا مین جانور سحر کے اُسنے چھوڑ دیے یعنی کا غذ اور آرد ماش کے طائر اور وہ جانور جو قابل صید کرنے کے ہون چھوڑ دے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہان دوسرے روز مہرخ کوچ کر کے جب روانہ ہوئی دیکھا کہ ایک طرف دریائے زخار و قہار موجزن ہے کہ موجین اُسکے برابر کوہ کے اُٹھتی ہین اور دوسرا ایک دیوار دودی نظر آتی ہے کہ سر بفلک کشیدہ ہے نگس سے اُسکے آسمان بلند ہے نیلا تھا یا اِس مغاک دنیا کو جاہ بلا کمنا زیبا ہے دھوان تمام عالم مین گھٹا ہے یا سرمہ گلوے زال دنیا مین پہونچا ہے کہ کسی نوجوان سے ملکر کی گفتگو نکرے ملکہ مذکور اُسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی کیونکہ راہ اُسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا جب دیوار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم مین تعمیر فرمائی کہ بیت نظر خورشید آیا ہے لب باغ ہوئی داخل جہان مین تیرہ روشام بہ شام ہونے سے مقام کیا اگر دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر اُسی جگہ ہے

آگے ہین یہ سحر کیا ہی کہ زمین چرخ کھاتی ہی زلور چشم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہی جہان سے گئے
چلے تھے ملکہ مہرخ از بسکہ نہایت عاقلہ ہی وہ یہ صورت دیکھکر خاموش ہی کہ تمام لشکر بیدل ہو جائیگا
الغرض اُسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات پھر اندیشہ مین بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے
مسحوری ظلمت سحر ساحرہ شب سے رہائی پا کر راہ مغرب لی کہ بیت ہوئی جبدم جہان سے رخصت
شب + نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب + دم سحر پھر وہان سے کوچ کرکے بعجلت تمامتر روانہ ہوئی
زلور نے کہا اے ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہی مہرخ نے جواب دیا کہ مین ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی
ہون معلوم ہوتا ہی کہ کسینے سحر سے راستہ بند کیا ہی پھر جاری تو وہ مثل ہی کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر
ہمتو لڑنے مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہی جسنے کہ چھپ کر سحر کیا روبرو مقابلہ نکر سکا دیکھ لیا
جائیگا یہ کہکر فرمایا کہ چلنا بیکار ہی دن بھر سواے پاؤن تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہکر ہر سمت نگاہ
دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ و پاکیزہ دیکھکر خیمہ کرون اسی تجسس مین ناگاہ اُس صحراے سبزہ زار پر نگاہ اُسکی پڑی
کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہی دیکھا کہ زیر دامن کوہ ملک ابر کے شامیانے کھنچے ہین اُنکے نیچے فرش مخمل سبز
سبزہ کا بچھا ہی وہ سبزہ ایسا دلفریب ہی کہ مردہ دل اُسکو دیکھکر زندہ ہو گلہاے زنگار رنگ جو ٹوٹ کر گرے ہین تو
مسند زمردی پر ٹکے ہین گلہاے بوقلمون سے تمام مختلف ہین گویا بزم چمن مین گلدستے دھرے
ہین آمد شاہد بہار ہی گلون پر غضب کا جوبن اور نکھار ہی ابر سقائی کرتا ہی باد بہار فراش ہی بلبلون کو عشق
گل مین خراش ہی ہزار ہا چشمہ اور چکا پو جاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے کنارے چشمون
کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور پرندوبیان جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن پاڑھے چیتل
غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو ترائی مین چوکڑی کرتے طاؤس مست سرگرم خرام ناز بہار کے درون سے
قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پر عالم نور سبزہ پر رحمت خدا کا ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان
رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار یہ عالم اظہار کہ نظم

دیکھا کہ ہر طرف ہو دشت رنگین	پھولون سے چمن چمن ہی تزئین	کلیون کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتون کا دلون کی طرح ہلنا	پھولون کی ہنسی نئی ادا کی	خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید	کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید	پھولون پہ وہ قطرہ ہاے شبنم
یاقوت پہ موتیون کا عالم	بلبل کسی گل پہ گرم فریاد	قمری بھی کہین فداے شمشاد

انداز خرام کبک زیبا	طاؤس کا رقص اک تماشا	مہرخ نے اس کیفیت و بہار

صحرائے لالہ زار کو دیکھکر حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زلور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائیں سبنے عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کراکر مرکبون پر سوار ہوئین لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرائے پُر بہار مین پہونچکر نخچیر زنی کرنے لگین بازان تیز پرواز کو جانوران پرندپر چھوڑا اور تیز عقاب بیکان کو آہوان دشت پر چھوڑا یہ تو اب بادیہ پُر فزائے نیرنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان و فرحان بخدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پر متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا کہ اسطرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے پار نہین جا سکتی ہے اب جبتک اُسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے کھائیگی اور رہیگی جب غلہ ہو جائیگا مارے فاقون کے کوہ و دشت سے سر ٹکرا کر مر جائیگی لیکن میرے طور پر رہنے دیجیے آپ خبر نہو جیسے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کے قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نانگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہارستان مکاری و طراری جب ماہی پریزاد سے رخصت ہوکر چلے تو راہ لشکر بھولکر تلاش لشکر مہرخ کئی روز تک آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان مین رہے آخر ایک درہ کوہ مین تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہم راہ غلط کرکے طلسم مین پھرتے ہین ایسا نہو کہ اسیر دام تدویر ساحران بے پیر ہون پس مناسب یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ رہگرائے منزل مقصود ہون فی الجملہ برق نے صورت اپنی مثل ساحر ناپاک کے بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے مین ڈالی چھاتی پر سینہ در سے تصویر سامری کی کھینچی پائون مین کھڑاؤن پہنی مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ مین لیا جٹا سر پر باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران اُسی مقام پر ٹھہر رہا اور اُسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرض جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک ساحر کو دیکھا کہ بیک نگاہ ہر سمت دوڑا رہا ہے اور سیاہ دود چھوڑتا ہوا آتا ہے پس اُسنے نگاہ اول اُسکو پہچانا کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کسلیے کہ وزیر مذکور جدھر تعینات ہوا تھا تو عیارون کا جویا حسب نشان دہی بادشاہ اول اُس مقام پر گیا کہ جہان الچی قتل ہوا تھا وہان سے ڈھونڈھتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران مذکور معلوم کرتا ہوا اس دشت مین آیا چنانچہ برق اسکو دیکھکر قریب اُسکے گیا وہ تو اپنی زوجہ سے کہ آیا ہے کہ مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور

ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی چہرے سے معلوم کیا کہ یہ برق ہے اور پکارا کہ بھائی صاحب تم کہاں
پھرتے ہو ادھر آؤ ہمارے یہاں چلو کھانا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے آنا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا ہوا کھاتے ہیں سچ ہی
اگر بہت سا دن اسوقت مجکو بھوک نہیں ہے اسنے کہا واہ واہ دور رہو تم اور تمھارے بھائی بھوکے پیاسے
پریشان و سرگردان پھرتے ہو اور کہتے ہو مجکو بھوک نہیں اچھا یہ بتاؤ تمھارا گھر کہاں ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب
اگر شبہ ہے کوئی اور تباہ پھرتا ہوگا میرا مکان تو قدیم سے اسی جگہ ہے بلکہ دادا پردادا سب یہیں کے باشندے ہیں
باغبان اس تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے عیار تم بڑے آفت کے ہو کہیں چوکتے نہیں برق یہ کلام
سنکر سمجھا کہ اسنے پہچانا مجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر اسکے مارا وزیر بہت ہوشیار
تھا بیضہ سیدھا جانب آسمان اڑتا ہوا چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا
جلد میرے پاؤں پر گر پڑ عیار دوڑ کر پاؤں پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے
نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا میں قران بھی درہ کوہ سے نکلا تھا اسے قید
ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑ کر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا
کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکار رہا ہے کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران یہ صدا
سنکر الٹے پاؤں پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ میں خبردار ہوں تمنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجھکو کیا
آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کر دیا یہ لیکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ میں بھاگ کر آیا اور صورت اپنی
مہنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ میں جٹا کا جوڑا سر پر کڑے لوہے کے کلائی میں پڑے کھنور
چندن کے جسم میں لگے اس صورت سے بنکر پھر سامنے وزیر کے آیا اسنے اسکو آتے دیکھکر چھوٹتے ہی
سحر کے ہاتھ ڈالا قران سمجھا کہ یہ پھر مجھے پہچان گیا بس فوراً پکارا کہ میاں ہمکو دیکھکر کیا جھولا اٹھاتے
بیہودہ گنڈے گردن میں پہنائے دیتے ہیں آنکھوں نہیں دیکھتے وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے
سے جست کر کے پھر بھاگا اسلیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے ہی سبب دیا تھا اگر یوں بھاگتا تو وہ ضرور
سحر کر لیتا غرضکہ پھر جو بھاگا تو دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہے جس صورت سے
اسکے سامنے جاؤگے پہچان لیگا اور سوائے قید ہو جانے کے اور کچھ نہوگا ایک مقام پر ٹھہر کر فکر
بلیغ کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر میں پھرتا تھا اور
گلہائے خرد کو سونگھتا تھا مگر کسی میں بوئے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سوکھی

سناتا تھا آخر باد مراد نے گلہاے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید و کامرانی گلستان تمنا مین وزان ہوئی
تار خیال نے گلدستۂ مکاری باندھا فرط عشرت سے برنگ گل خود کھلکھلا کر ہنس پڑا اور لبان جیسے گل
اُٹھکر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اُس مقام سے آگے نکلگیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا
کہ جو درخت گلدار پھولون سے صحرا مین لدا دیکھا اُسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا گیا کئی سو رنگ کے پھول
دم بھر مین جمع ہوگئے اسنے دامن کوہ مین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا جو اکیلا
میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے ہر پتی اُسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے
سر تراشی اُسکی فرمائی تھی چار طرف سے گول معشوق کے گات کی طرح سڈول قامت اُسکا مثل قد
نونہالان باغ خوبی بوٹا سا یا لبان بھی بالاے صنوبر قدان نہایت زیبا اسنے اُس شاہد بہار کو مثل عروس شب
اول زیور گلہاے رنگا رنگ سے آراستہ فرمایا اور حلۂ گرانمایہ پہنا کر یا تو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنا یعنی
وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر چڑھکر ہر شاخ مین باندھے اور اسطرح پتون کے اندر انکی بندش کو چھپایا
کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن اس نیرنگ طراز عیاری نے طرفہ شگوفہ کاری
کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی کوئی پھول سرخ تھا تو کوئی زرد تھا
نگار خانۂ ارژنگ مانی و بہزاد سامنے اُسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا شاخسانہ پیدا قدرت گلدستہ بند آفرینش پتی
پتی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول بیل کا تو دوسرا جھنگیا کا تیسرا کوڑیالے کا چوتھا کٹیلے کا اسی طرح
تھوہڑ وغیرہ کے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا وہ نہال کا نیا گلنار صنع طراز عیاری نے بنایا تھا
جب یہ نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے کنٹر نکالکر عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس شاہد شجر بس جا گیا
مشام باد صبا بس گیا کوسون تک اُس عطر کی لپٹ اور مہک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی گل محروم
مزاج تھے انکو فرحت ہوئی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو طلاے احمر سے منڈھا اُسپر سنگ یشب کی ایک
تختی لگائی اور اُسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہے کہ وہ چڑیا کے بدن مین ہوکر اسپر بیٹھتے ہین
اور کرامات کیا کرتے ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دنیا ہے اور عمر بڑھاتا
ہے رکھنے والا اسکے پھول کا خداوند کی محفل مین روز جاتا ہے فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہے نیچے اس درخت کے
جو تھالا بنا ہے اسمین خداوند کا پیشاب بھرا ہے جو کوئی اُسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اُسکو
نہ دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید مقرر کو پیے سب پاپ اور رنج بدحالی اُسکے دور ہوجائے یہ تختی مین لکھکر تھمر

دامن کوہ سے لا کر تھالا درخت کا بنایا اور اسکو بھی سونے سے منڈھ دیا چشمہ سے پانی لا کر تھالا وہ بھر دیا اور پانی مین بیہوشی گھول دی اور ایک شیشہ کیوڑے گلاب کا اسمین لنڈھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار ہو گیا پھر کچھ ہار گلہاے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکال کر تنۂ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار اوپر درخت کے ڈال دیا دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے اتنے کوسون تک دشت مہک گیا دشت ختن اس صحرا پر صدقے تھا اسپر نثار پھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت بھینی بھینی بوقلمونی شجر پر بہار غیرت دہ نگار خانۂ چینی مشاطۂ نسیم و سحاب کیا آرایش و زیبایش خوش قامتان معشوقہ گلزار کر سکتے جو اسنے طمع سازی فکر و خرد سے یہ تزئین اور آراستگی اسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ ابیات

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
معشوق کا تکمۂ گریبان

جادو ثمر اور برگ اعجاز
ہر شاخ شجر پہ عنادل
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم

تھا خوب شجر مین کار باریک
رفعت مین تھی برج شاہ منزل
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

یہ نخل عیار مذکور تیار کر کے بخوبی اپنا رنگ جما کر درۂ کوہ کہ قریب نخل مذکور سے تھا وہان جا کر آپ چھپ رہا اس عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قران کو ڈھونڈھتا ہوا جب اس صحرا کے قریب آیا خوشبوے عطر بیہوشی نے دماغ جان بسایا حیرتناک ہو کر چار سمت دیکھنے لگا نگاہ اس شجر پر جا پڑی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھلون کے لگے ہین زرد و سفید و سرخ اور اودے اور کپاسی اور عباسی اور نیلی اور شفتالوی رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبو آتی ہین جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی نعلین پانون سے اُتار کر گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا تختی مین بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہو پھول توڑنے پایا نہ جمشید تک پہنچنے پایا اور برق کو بھی یہ زیر درخت لایا تھا اور از بسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا اسوجہ سے نتھنون مین پھول پانی کے دافع بیہوشی حسب قاعدہ عیاران نرکھ سکا وہ بھی بیہوش ہو گیا قران درۂ کوہ سے یہ دام بچھا کر مثل صیاد آ دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھکر ہنستا ہوا نعرہ مارنے دوڑا ناک مین روئی دیے تھا بس قریب پہونچ جاتا تھا کہ ہر باغبان پر نعرہ مارے کہ زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو جو عقب مین اسکے چلی تھی آکر پہونچی اور اسنے دیکھا کہ شوہر بیراحت پڑا ہے اور وہی کالا عیار جو اسکا تماشا

ہر لبعدہ مارا چاہتا یہ دیکھکر بدحواس ہوگئی سحر بھی یاد نہ رہا پکاری کہ ارے واسطہ تجھکو اپنے خدا کا
کہ میرا بادشاہی تخت نہ الٹ میرے سر کا چھتر نہ اُٹھا میرے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی ہوے
شامتی غارت گئے ہے کہ عیارون سے اُلٹنے چلا تھا کمبخت نے اب کیسے چیت اتھا غفیل پڑے ہین کوئی
پوچھے کہ اب وہ ہوشیاری اور خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مارکر بیہوش
ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی ہے وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور انھون نے پچکاری عرق پانی
کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی سحر پڑھا کہ قران کے پانون بھی زمین
نے پکڑ لیے قران نے کہا رہ تو کمبخت رہ تیرے خاوند کو تو مار ڈالون آخر تو پکڑا گیا ہون یہ کہکر
پھر لبعدہ مارا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھون گی منتر ختم بھی نہوگا کہ یہ بھیجا پاش پاش کر دیگا بس یہ سمجھکر قریب
آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھسے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے بیہوشی
نے تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھاکر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا تونے کرتب کر رکھا ہے کہ باتین کرتے کرتے
انسان بیہوش ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر پتلون نے ہوشیار کیا اب جو اٹھی تو اسجگہ سے بھاگکر
الگ کھڑی ہوئی قران نے قتل وزیر مین تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہے شاید یہ دونون مطیع اسلام
ہوجائین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اس درخت سے دور جا کھڑی ہوئی تھی
اس خیال سے سحر قران پر کردیا کہ میرے شوہر کو مار نڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھچکی تھی کہ اس
عیار نے کوئی کرتب اسپر بھی کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش مین نہ آئیگا تو یقین ہے کہ مرجائیگا لیکن کون ہوشیار کرے
وہان گئی اور بیہوش ہوئی فی الجملہ پھر منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجکو قید سے چھوڑکر قسم کھاتی ہون کہ
حتی الامکان مین کبھی تجھسے دغا نکرونگی بلکہ جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہوجائیگا تو از اسباب جادو
سے چھڑاکر تیرے پاس آونگی اور تیری مدد کرونگی ہمیشہ تیری پرستار رہا کرونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین
دریغ نکرونگی تجھکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیغمبر استاد کا کہ میرے خاوند کو میرے واسطے بخشی کردے
اور اپنا کرتب اسپر سے اتارے جسمین اسکو ہوش آئے اٹھ کے بیٹھے کہانے پے اپنے بچانے کو بہانے
قران نے یہ خوشامد آمیز کلام سنکر کہا کہ تیرا نام کیا ہے اسنے کہا تمھاری لونڈی ہون گلچین جادو مجھکو کہتے
ہین قران نے کہا تونے اپنے خاوند کو پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا سامنا نکرے اور اچھا آج مین نے تیری منت
عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بند مارو اٹھلکے اور یہ تو نہ غرور کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر

قید کر لیا اُس مین نظر کردۂ غالب کلُ غالب مولانا و مقتدانا مظہر العجائب مظہر الغرائب مشکل کشاے عالم
ہون مین ابھی کہو تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا ای میان سچ ہی قربان جاؤن اُنکے نام کے مشکلکشا
تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی اُنکا نام سنا ہی اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے
کے لیے کیا ہی تو مین اُتارے لیتی ہون یہ کہکر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو ہمارا بھائی زنجیر سحر مین مبتلا
پڑا ہی اسپر سے بھی سحر دفع کر اُسنے برق پر سے بھی سحر دفع کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا
اور جب اُسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا بند کرو اُسنے نتھنون مین روئی دی اوجھنگری قران دیکھکر
غش غش کرنے لگا قران نے وہی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا گلچین کو لگا دیا اور کہا ناک اپنی بند
کرکے قریب اپنے شوہر کے جا اور یہ فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہو جائیگا مگر کہدینا اُس نالائق سے کہ کبھی ہمارا
اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے اور بھائیون کا سامنا کرے نہین تو اُسکو گھر مین اُسکے گھسکر مار ڈالونگا
اور تیری ناک کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑکر قدم پر اُسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تمسے اولجھے
کرے یہ کہکر شوہر کو ہوشیار کرنے چلی یہ دونون عیار تو درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہے اور اسنے باغبان
کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی اُسنے پوچھا کہ ای بی بی یہ کیا ماجرا ہی اسنے کہا تم اسجگہ سے ہٹکر
الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایۂ درخت مذکور سے علیحدہ آیا اسنے کہا ای میان جیسا مین کہتی تھی
وہی ہوا نہ تم اسطرح چپت پڑے تھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام دشمنون کا تمام تھا باغبان نے
کل ماجرا اسکا اور وہ درخت دیکھکر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہی اور کس صنعت سے مجکو گرفتار کیا ہی
کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجکو اسیر کیا واہ واہ واہ ان عیارون کی فطرت کا
کیا کہنا یہ تو دلمین ثناخوان عیاران ہی اور زوجہ نے اسکی اسکے پانون پر سر رکھدیا ہی اور سمجھانا آغاز
کیا ہی کہ ای میان واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیارون سے مقابلہ نکرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری
کی قسم وہ چلتے چلتے کہ گئے ہین کہ مین ناک کاٹ لونگا اور مجکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہی انھون نے کہا ہی
کہ ابکی ہم بغیر مار ڈالے نچھوڑینگے ای میان مین نے اُنکے سامنے قسم کھائی ہی اب تم بھی باز آؤ اُنکے مقابلہ سے
ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہی کہ وہ ایسے ہی عیار ہین لیکن مجھسے نکرامی کبھی نہوگی مین شہنشاہ
افراسیاب سے کچھ ہی کیون نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نمانوگے تو مین زہر کھا لونگی
اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ اتنی جادوگرنیان پھر گئین اور مقابلہ

کرتی ہین تو اُنکا شہنشاہ کچھ نہین بنالیتے تمھارا کیا کرینگے ای میان اپنی جان ہو تو جہان ہی باغبان
اس عیاری کو دیکھکر عیارون کو مان تو گیا ہی ہی گھبراکر گویا ہوا کہ ای ملکہ مین عجب طرح کے مخمصے مین گرفتار
ہون کیا کرون کیا نکرون خراب دو چار دن کے بعد تمھین اِن باتون کا جواب دونگا اور جیسا تم کہو گی سمجھ لونگا
یہ کہ رہا تھا کہ یکایک آواز آئی ای باغبان جلد آؤ اِسنے گھبراکے کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ یہ کسنے
پکارا اِسنے کہا مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہین یہ کہکر بہت جلد بیتابانہ اُڑا اور
آن واحد مین باغ سیب مین آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور پتلے نے سحر کے سبب گفتگو زن و شوہر کی سنکر
عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اُسی نے دی تھی جسکو باغبان نے اتنی دور پر سنا تھا کہ ای وزیر اور عمر
وزیر کو خوف بادشاہ سے بسان برگ بید لرزان بہت جلد بزور سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل
غصہ کو ضبط کرکے مسکراکر فرمایا کہ کیون ای باغبان تم دو چار روز مین اپنی بی بی گلچین کو کیا جواب دیگے
باغبان نے یہ سنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ ای بادشاہ مین آپکا بملک غلام ہون مجھے
یہ امید نہ رکھیے گا کہ مین نمک حرامی کرونگا کیونکہ مین وہ شجر نہین ہون کہ جسکا ثمر حنظل ہوا اور وہ گلشن نہین ہون
جو بوقت سیر جنگل ہوا ز بسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہی اُسکے بہلانے کو مین نے کہدیا تھا کہ
چندروز مین جواب دونگا بس ای شہنشاہ جہان پناہ اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایون شاہ عالیجاہ
ہو تو امید رکھتا ہون کہ خلعت عفو سے مین محلی و مخلع کیا جاؤن کہ بمقتضاے قطعہ

ہمسے گناہ رسم ہی لائق حضور کو
کیجیے معاف ہم ہین گنہگار آپکے
ہمسے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا
اب آپ کیجیے ہو جو سزاوار آپکے

افراسیاب نے فرمایا کہ ای باغبان مین تجھکو اپنا قوت بازو
سمجھتا تھا اور تیرا خیر خواہ سلطنت اور تیرا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہی کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ
اب مین بشراکت نمک حرامان چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجھکو بڑا ملال ہی کیلیے کہ تجھکو
کہنا چاہیے تھا کہ مین ہزار بار مر کر زندہ ہونگا جب بھی شراکت عیاران نکرونگا خیر اسوقت تو خطا تیری معاف
کی مگر آئندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھسے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو بُرے عذاب الیم سے تجھکو مارونگا اور وہ آزار
پہونچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات
عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ فلک جاہ
عورتون کی نسبت قول بزرگان ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ اگر نیک بودے سرانجام زن + زنان را مزن

نام بودے نزن + واقعی میری زوجہ نے مجھکو کہین کا نرکھا تھا انکا کرم میرے آڑے آیا جو اس روسیاہی سے کونین کی مین بچگیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمک حرام بھی کہلاتا اب مجھکو دامن عاطفت خاوندی مین چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو پھیریے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین یہ غمسگر گلے سے اسکو لگا لیا اور کہا کہ اب تم خطا کے عوض اُس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور ہے مجھے یقین ہی کہ وہ انکی رہائی کے لیے طلسم کوکب سے آئے اور اب وہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہی کیونکہ اُس بیدین اوجنگلی نے راہ کھولکر آمد و رفت سہل کر دی ہی اب تم جاکر عیارون کو گرفتار کرو وزیر نکو حسب ارشاد شاہ تسلیم کرکے روانہ ہوا حال اسکا انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ یہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہوکر اُسی صحراے سبزہ زار مین جاتی ہین اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین اسوقت اثر سحر کا انکے دلون سے کم ہوجاتا ہی اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اسلیے شیاطین نے سحر بوقت شب کم ہونے کو مقرر کیا ہی کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہوکر اشک حسرت بہائین اور میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہوسکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روز نے بعید زاغ شب کا شانۂ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ منور آفتاب کو کھینچ لیا

کہ بموجب ابیات

سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
گیا دن مہر ڈوبا رات آئی
شکار خواب کھیلا آہوون نے
بڑا میدان جھیلا آہوون نے
یہ سب صحراے سحر و نیرنگ سے

پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صدا ے آہ و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ ہماری آخر ہم کبتک یہان اسیر رہینگے کوئی تدبیر کرنا آپکو لازم ہی کسلیے کہ آپ ہم سبکی سردار ہین مہرخ نے فرمایا کہ اگر کوئی سامنے آکر ہمپر سحر کرتا تو اُس سے لڑکر فیصلہ کرتے اب تو سواے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہی کہ مین آگے کھڑی ہوکر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ بے نیاز و کریم کارساز گر بسر کرو شب غم یقین ہی کہ سحر عشرت سے بدلجائے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرمائے سبنے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ مہرخ بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہوکر روے عجز و تضرع جانب قبلہ کرکے ایستادہ ہوئی اور پس پشت سردارون نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑگڑا کر یہ کلمہ زبان پر لائی کہ اے مسلمانو نے خدا واسطے اپنے

خاص بندون کا ہمکو اس بلا سے نجات دے اے خدا ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سُنی ہے تو ہے ایسا خدا نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی
آخر ہوا اُنپہ فضل یزدان
ایوبؑ کی کٹ گئین دو آفتین
اِس قید الم سے ہم بھی چھوٹین

آخر کو ہوئی نصیب شاہی
یونسؑ رہے حوت کے شکم مین
یعقوبؑ کی کٹ گئین بلائین

سوتے رہے تہ مین جو حیران
چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین
قزاق ستم ہمین نہ لوٹین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی ملکہ تران جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسی کو بھی یہ خیال آیا کہ افراسیاب کو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین ہے ایسا نہو کہ مہرخ کو اُسنے بعوض قتل ایلچی کسی آفت مین پھنسایا ہو پس مجھکو اُسکی خبر لینا ضرور ہے یہ سوچکے یہ ماہ تمام خوابگاہ سے بحیلۂ آرام رخصت ہوکر بالاے بام آئی خواجہ اپنے مقام پر آکر استراحت پذیر ہوے اور ملکۂ مذکور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہے خبردار یہان کسیکو نہ آنے دینا کنیزین حکم بجالائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ بروے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر کا نگار چاندار اُڑتا ہوا سامنے آیا زین جواہر دوز اُسپر کھچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا تھا سراپا مثل معشوق زیبا آراستہ اور پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کرکے اُسپر سوار ہوکر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی اُسوقت اس عنقاے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر دو چندان حسن سے اُسکے شرمندہ تھا اور ضو سے رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہوگیا تھا وہ چہرۂ مصفا کی چمک اور زیور کی پھبن وہ اُسکا اُٹھتا جوبن کبھی کاہیکو پیر فلک نے دیکھا تھا اپنے تارے اُسپر صدقے اُتارا چاہتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک بروے ہوا چمکتا جاتا تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا بروے ہوا اس بلقیس حشم کا چلنا تھا یا دل روزگار کا چھلنا تھا روے ہوا کا رتبہ بڑھا ہوا تھا بزم عالم مین شمع رخسار کا روشن ہونا تھا نظم

کیفیت نشۂ جوانی
انداز نئے نئی ادائین
گر سامنے اُسکے بدر آیا

انداز خمار و سرگرانی
کھایا جو کہین کمر نے لچکا
عارض کی چمک پہ داغ کھایا

درپیش قیامتین بلائین
پہونچا دل دہر مین بھی دھچکا
ہر صحراے مثل ایام بہار گذرتی ہوئی

ہر کوہ سے برنگ طائر رنگ لالہ زار اُڑتی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اُسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ وغیرہ اسیری سے رہائی کی دعا مانگ رہی تھین پہونچی وہ صحرا ازبسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اُسکی سواری کا

بھی رک گیا اور اپنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر کو اُترے پایا اور مردمان لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھکر
ہنس اپنا زمین پر اُتار لائی اور اُس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو بیچانکر گویا ہوئی کہ ہائین تم لوگ یہان
کہان مہرخ نے دعا موقوف کر کے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ اُنکے آکر بیٹھی حال
استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کی کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے ہمارے آتا تو ہم مقابلہ
کرتے اب بالکل مجبور ہین برّان یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا
اس افراسیاب نے تمھاری قضا اپنے ہاتھ مین گویا کھی ہو مگر یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب
آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی بر وے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور دو تخت اُڑتے ہوئے زمین پر اُتر آئے
اُنپر دو عورتین پریزاد و حور چہرہ لباس پُر تکلف اور زیور گرانمایہ سے آراستہ و پیراستہ سوار تھین اُنھون
نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اُنکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو و اے فتران صبا شتاب سردارون کو اور مہرخ کو
اپنے تختون پر سوار کر کے اس صحراے مسدود سے نکال لیجاؤ نازنینان مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سبکو سوار
کر کے لیچلین اُسوقت برّان نے ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اُس زمین بستہ کھلجا فوراً ایک آواز رعد آسا
پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہوا کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی مہر زمین ہنڈولا ہو گیا جد کچھ عرصہ کے
راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی برّان نے غیب بے ہی کہ اب جو کوئی مہرخ کا راستہ روکیگا تو طبقہ اُلٹ دونگی
غرضکہ درہ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحراے سبزہ زار کا اب نشان نہ تھا وہ دونون جادوگرنیان یعنی نسیم وغیرہ
تخت اُڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھکر راہے منزل مقصد ہوا اور ملکہ برّان اُنکو رخصت
کر کے ہنس پر سوار ہو کر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ مجھکو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ
روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سواد شب کا حصار اسیران صحراے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا اور در خاور
کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا نظم

فلک نے کھیل دکھائے کیا یہان تک	کہ بدلا شب نے شکل آسمان رنگ	سحر مہر خجستہ خورشید لشکر
ہوئی ہے آتش کارا آسمان پر		

صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگرنیان درۂ کوہ مسدود
سے اور صحراے سحر سے نکل گئین اور شہر پناہ تصن کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر
رہبر راہ امید ہوئی برّان کی جادوگرنیون کو رخصت کر دیا اور ملکہ برّان قریب صحرا اپنے کوٹھے پر پہونچکر
آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی لیکن افراسیاب بعد رخصت باغبان وزیر نہایت

بدمزاج اور متعصب سمجھا تھا کہ بڑے ہوا نوبت ونقارہ بجتے سنائی دیے اور تین لاکھ ساحر پرے سے ہوا باز و ببلا
وہنس وغیرہ پر سوار نظر آئے آگے آگے تختہائے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین سبکی سرداری تھین
لشکر مین ڈمرو بجتا ناقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہلتا بڑے تزک و احتشام سے در باغ سیب پر
وہ لشکر اترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار دربار مین آئے شاہ
جادوان کو مجرا کیا بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہے اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار
جادو دونون کنیزین اور ملکہ حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور انکو بجاے مان کے
سمجھتی ہے اور سلام کرتی ہے چنانچہ یہ دونون شہر ریحانیہ و نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکی
جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین
اور بعد قطع منازل اسی درے کے قریب پہونچین کہ جو مسدود تھا از بسکہ یہ واقف حال طلسم ہین درے کو چھوڑکر
قلعہ الہیسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا اور در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ
انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین اپنے لاکر انکی دعوت کی اور سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی
شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درہ کوہ ہمیشہ سے مسدود ہے اور تم اسکے محافظ ہو اسوجہ سے تمھارے
پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اسطرح اسیر و سرگردان کیا اب اسکے مطیعون
کو چاہتا ہون کہ جاکر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کرکے حوالہ شاہ کردون اچھا تمھارے ساتھ مین
بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکر و فر تمام تر روانہ ہوا اور اسوقت اگر خدمت بادشاہ
مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ کو اس ساحر
کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی پس حسب آئین پوجا وغیرہ کرکے کتاب سامری منگائی اور اسمین حال مہرخ
دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ برّان نے آکر راہ کھولدی اور مہرخ رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر کتاب بند کی
اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمھارے چھوٹ گئے اسنے کہا ای شہنشاہ ایسا کون تیرے سوا
ہے اس اطراف طلسمات مین جو میرے سحر کو رد کرکے ان گمراہون کو وہان سے نکال دیگا مین ایسی طاقت
تو سوا آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ از بسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا اسوقت اسکو گھڑک بیٹھا کہ او
بیہودہ ادھر سے ادھر تو ناچتا پھرا حفاظت تو انکی ہو نہ سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے ایک سے ایک سامری نے
بہتر بنایا ہے تو ہمین جھک مارا کیا اسے جادو سب چھوٹ گئے اسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اگر وہ رہا ہوگئے

تو مین جاکر انکو پھر قید کرتا ہون کیا مجال اُنکی جواب آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے
لشکر کے قریب پہونچ چکے ہین اب اسیر نہونگے کسلیے کہ اُنکے لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو
منزل مقصد تک پہونچنے بھی نہین دیتے راستہ ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ مین عیارون کو بھی
ہی قید کر لونگا شاہ نے کہا بس زیادہ بیہودہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو ہمین سمجھ لیا جائیگا جلدی
کیا ہی بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تا دیر حاضر دربار رہکر عرض رسا ہوئین کہ
کنیزون کو کیا حکم ہوتا ہے کسلیے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اُس نمک حرام مہرخ کو جھونٹے پکڑ کے سامنے حضور کے
لے آئین پھر وہ وہی ہے آپ شہنشاہ ہین اپکا مقابلہ وہ کیا کر سکیگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر اب تو
اُن باغیون نے جمعیت پکڑی ہے تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ اُنسے ملو جب مہرخ لڑنے لشکر مین آکر داخل
ہوگی اُسوقت مین حکم لڑنے کے لیے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونون اُٹھین اور شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوئین توت
شیاطین نے عرض کیا کہ مین بھی انہین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائینگے
مین بجا لاؤنگا بادشاہ نے اُسے بھی رخصت فرمایا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوئے اور مع
تمام لشکر کے دریائے خون رواں سے اُتر کر قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا
لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اُتروایا بارگاہین اُنکے لیے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ کا
لشکر اُترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے انکو سلام کیا انھون نے دعا دی کہ بچی نگ نگ
سے لخت جی رہ بوڑھ سہاگن ہو وارث جیسے سہاگ بنا رہے تیری ایڑی دیکھکر میان تیرا کیسا سخت ندیکھے
یہ دعا دیکر بیٹھ گئین گرد بیٹھین پھر دنگلون پر تھیین ناچ ہونے لگا جام شراب گردش پذیر ہوا انکے آنیکی خبر
طائران سحر نے ملکہ بہار کو بھی پہونچائی یہان مہرخ بنائی ہوئی عیارون کی سر پر حکومت پر بیٹھی ہی آئی
بھی سنا اور ضرغام عیار روانہ ہوا کہ مین جاکر بن پڑے تو ان ساحرون کو مارون ادھر ریحانہ و نگار
ملکہ سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار ریحانہ سے بہت چھوٹی ہے اور یہ دونون حقیقی بہن
ہین ریحانہ چھوٹی بہن کو بجائے دختر کے سمجھتی ہے اور جب سے شوہر اُسکا مر گیا ہے یہ بہت دلجوئی اُسکی کرتی
ہے اور وہ ہمیشہ ایک ساحر پر عاشق ہوکر غمگین رہتی ہے چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے
کہا باجی امان میرا تو دم گھبراتا ہے مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بیٹیا یہ مقام پر آشوب ہے دشمن سے مقابلہ
پڑا ہے مین صدقے یہ بھی کیا تمنے اپنا گھر بنایا کہ جہان پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو وہ بیٹھو اُسنے کہا

ابھی تو لڑائی موقوف ہی مین خالی بیٹھکر کیا کرون نہ صاحب میرا دم اکتا کر نکلا جائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہو تو کیا
مین اسکے لشکر مین تھوڑی جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین کسی کا اجارہ ہے سب
طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہے کہ ایک جگہ تلوا نہین
لگاتی ہے اور دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہے تھوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہے
خیر پھر چل آئے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہے پس بہتر ہے کہ لب دریا
صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھوا کر اسکو بٹھلا دینا چاہیے اور رقاصہ اور ساقی اور کنیزین معین کرنا چاہیین کہ
یہ اکیلی نرہے سب ملازم اسکے محافظ رہین پس یہ سوچکر اُس سے کہا کہ بیٹا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا
اس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھا کر جلسہ جماؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو اور میری جان مین
تمھارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار بڑے غضب کے ہین اُنسے مجکو خوف ہے بہن نے اسکی
کہا اچھا باجی اماں کیا مضائقہ مین کہین نجاؤنگی ایک ہی جگہ بیٹھکر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی
اور لشکر تو دور تک اترا ہوا تھا اور قریب دریا قاعدہ ہے لشکر کے اترنے کا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے
فاصلہ پر ایک دریا روان ہے کنارے اُسکے صحرا رشک بوستان ہے متصل اُسکے بہار گلون سے غیرت دہ
خیابان ہے اُسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونیکا حکم دیا گیا ازبسکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی
ہین تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے پس ملازمون نے جملہ اسباب مسرت و آرام وہان مہیا کیا اُس
بحر کے کنارے جنگل کے آراستہ ہونے سے دو ناحسن ہوگیا ادھر تو فراش باد نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت
مین بچھایا تھا اُدھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کر کے سطح غبرا کو لالہ زار بنایا اسطرف مصور بہار نے
تصاویر گلہائے بوقلمون سے صفحۂ بیدا کو ارژنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین و گلکاری شامیانہ
پُر تزئین سے ورق طبق ارض نگار خانۂ چین ہوا تھا کنولہائے رنگین دریا مین چھوڑے گئے جو شب کو ستارونکی
طرح چمک دکھاتے تھے قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحرائے اخضر مین مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کو [illegible]
برج سنبلہ مین ستارے آئے ہوئے نظر آتے تھے لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگا دی گئین بط مے کے
قہقہے اُٹھانے کا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھدیے زیر انداز پر پیچوان بڑی آن بان کے لگا دیے
یہ سامان عیش و تماشا اس جگہ مہیا کر دیا جسکا یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر دشت جو دشت دلکشا ہے	جس دشت مین خلد کی ہوا ہے	گل و گل بلبل و صبا چست

مینوش ازل تھے جا بجا چیست
جو پھول ہے قدرت خدا ہے
کرتی تھی بہار باغبانی
اُس دشت مین اوری وہ مجلس
بیٹھے جو وہان اُٹھے نہ پھر جو
شیشون کی جھلک گلو نکا جوبن
پہنے ہوئے جامہ ہاے زرین

ہر برگ ہے تازہ ہر شجر سبز
جو سبزہ ہے خضر رہنما ہے
دریا کی وہ ہر طرف روانی
تھا جس سے فروغ چشم نرگس
ہر ساغر بادہ ہمسر گل
میخوارون کے گرد مرغ گلشن
ارباب نشاط سب فراہم

سبزے سے تمام دشت سرسبز
گل مینکش بادہ جوانی
تھا آب حیات یا کہ پانی
وہ صاف بچھا تھا فرش تا دور
تھی ہر بط مے جواب بلبل
خدام و مصاحب اراکین
باجون کو خوشی مین ساز باہم

القصہ جب پری مستی ہو چلی نگار لکی سو کنیزون اور اپنی ہمجلیسون کو ہمراہ لیکر ہوا دار پر سوار ہوئی اور اُس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا و صحرا کرنے لگی اُسوقت مغنیان خوش نوا کا گوری کی تانین اُڑانا بچھلا پہرون کا باقی عجب سُہانا وقت گرمی مجلس کا گرم ساقی ہنگام غروب مہر صبح بنارس سے بہتر وہ سبزہ زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب رواق سپہر یا کاخ دہر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیرا لیتے مور جنگھار تے پپیہے نعرے مارتے ایسے مقام فرحت بزم پر دور شراب ناب اور جلسہ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا کہ نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ
نہرون مین روان تھا آب حیوان
ہاتھون کو طیور چومتے تھے

چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ
گانے کا تھا شغل بزم معمور
مستی سے درخت جھومتے تھے

تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
پھرتے تھے فریب و ہر سے طیور
اسی ہنگام فرحت و سرور مین

وہ وقت آیا کہ صحراے فلک مین قنادیل انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور بہر سیر سبزہ زار سنبلہ فلک خسرو ماہ آیا زہرہ نے ترانۂ خرمی سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آگئی
جمی ساحل پہ میخوارون کی محفل

ہر اک کے نیند پھر آنکھون مین چھائی

نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل

رات کو فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گستردہ کیا سبزہ گیاہ سے پھولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہو لیا ہوائے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا کہ نظم

گل مست طیور بوستان مست
شبنم سے تھے اشکبار اشجار

بلبل سے زیادہ باغبان مست
کیون مست نہو ہر اک صنوبر

سب بزم نشین تھے نقش دیوار
دیتی تھی بہار لا کے ساغر

غنچون کے تھے شاخ سے اشارے	تو کاکشان ہو ہم ستارے	اس بہار کی سیر مین نہی سیر سینے

کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران وبرق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے بیابان تنگ کہ اس صحرا
مین جہان جلسہ ہو رہا ہی پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل ہو کر ملکہ
بہار وغیرہ سے ملاقات کر کے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ کا بیان کیا بہار نے آثار ریحانہ وتنگار کا
اُنسے کہا برق نے حال سنکر کہا کہ ای ملکہ مین نے راہ مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہی یقین ہی کہ یہ وہی ساحرہ ہی جسکا
ذکر تمنے کیا ہی بس جب یہ مقابلہ کریگی تو آپکو زحمت ہوگی مین جا کر اُنکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے
چلا اور کنارے دریا کے آیا ازبسکہ وہ دریا جسکے کنارے ساحرہ بیٹھی ہی بہت دور تک ہی ایسا کہ لشکریان
مہرخ بھی اسی بحر سے پانی لیتے ہین پس یہ عیار جب کنارے اُسکے پہونچا میر بحر جو ملکہ بہار کی طرف سے
مقرر ہی اُس سے ایک مورپنکھی طلب کر کے اپنی صورت ایک زن حسینہ وجمیلہ کی ایسی بنائی بالکل
شہزادی مہرخسار وذی وقار معلوم ہوتا تھا بعینہ آفتاب دیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرۂ پُرنور اُسکے
جمال سے کیا آنکھ ملائے شرما کر نقاب سحاب مین مُنھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اُس
روے تابان کو شمس جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اُسکے عشق مین ہمیشہ سینہ سوزان رہے چشمۂ
چشم مین تری آجائے چہرۂ بے نظیر مین بالاے الف بینی ابروے بسان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف قاف تا
پربد ہوتا ہی زلف چلیپا کے سامنے شب نے لف کا سواد رد ہوتا ہی رخسار پر اُڑ کر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا گویا
ماہ پر ابر کا چھا جانا تھا جوڑا اتر چھا بندھا تھا یا مشک نافہ تھا مانگ کا جوبن بالون مین یون ہویدا جیسے
ظلمت مین راہ خضر ہویدا نہین نہین ابر مین ماہ نو نمودار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش بدر
مہ نو کی سامنے اُسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جوبن یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافہ ذقن
دہن مین لب کھولنا بیجا ہی یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہی ہنگام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہی
جسپر لپٹا ہوا دل ہو رہی لب لعل و یاقوت کی معجون خندہ قوت روح دافع جنون غرضکہ سراپا اُسکا بے نظیر
یہ اُسکی تصویر

نظم

خورشید سے جیتا ہی میدان	بالون کی صفت بہت ہی مشکل	جب تک کہ نہ خوشگافت ہو دل
یہ شام کو خط استوا ہی	رکھی ہی سر پہ تیغ عریان	پایہ کہ سمجھیے مانگ کیا ہی
معنی سے پر صورت صفا ہی	دونون رخ صاف باغ امید	گویا ہی قران ماہ و خورشید
	آئینۂ قدرت خدا ہی	کیا اُسکا رقم کرون سراپا

مضمون کہاں ہیں ایسے زیبا | کس طرح سے آن بان سے لکھیے | مقدور کہاں کہ شان لکھیے
نظارہ کرے جو چشم تحقیق | تب میرے کلام کی ہو تصدیق | اس شکل و شمائل سے آراستہ

ہوکر بجرے پر فرش عمدہ بچھا کر شست ہاتھ میں لیکر سوار ہوا اور ایک ناگن سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر
مورپنکھی پر بیٹھے اور گاتی ہوئی چلے ناگن حسب ارشاد عمل میں لائی اور مورپنکھی روان ہوئی اُس چاندنی
رات میں ماہی کا شکار یہ ماہ تابان حسن کھیلتی روانہ تھی مورپنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہانتک کہ
اُسی مقام پر پہونچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ جمائے بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورپنکھی
اُڑائے جاتی ہے سمجھی کہ یہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے پس اسکو
بلانا چاہیے اور صورت بھی ایسی پیاری پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہوجائیگی از بسکہ یہ ساحرہ
حسن پرست ہے تاب نہ لاسکی کھڑی ہوگئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ بہن ذرا ٹھہرنا اُس یم خوبی نے
کچھ جواب نہ دیا اسکا اشتیاق اور زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے آپکا غرور اور غصہ ہم پکارتے ہیں اور آپ
جواب نہیں دیتیں ای صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پر مغرور نہوجیے ای لو ہم کوئی رذیل نہیں ہیں اپنی جگہ
کی شہزادی ہیں قربان آپ کی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہیں کہ بجرا بھی آپکا ہی ناگے کا نہیں ہے آپ شہزادی
ہیں لیکن اتنا غرور سامری کو پسند نہیں کہ منہ ہی سے نہیں بولتے یہ خلاف انسانیت ہے ذرا ٹھہر جاؤ کیا
ہرج ہوگا اُس قلزم جمال نے اسکے اس کہنے پر بھی کچھ جواب سے لبوں کو آشنا نکیا جب تو اسکو غصہ آیا
اور گھٹنوں بھر پانی میں اُتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا اُس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ
بہن مجھکو معاف کرنا میں ایک کام ضروری کو جاتی ہوں نہیں تو تمسے ضرور ملاقات کرتی یہ کلام جواب سنکے
اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ رنڈی اتنی باتیں نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمھارے دشمن کسی کے نوکر ہیں جو ایسا
خفا ہوکے نگوڑی دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتیں میں بہت جانتی ہوں تم مجھکو کیا جھکوں میں اڑاؤگی ہیں تم ایسی ہی کو راہ بتاؤ لو صاحب چلیے
تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا جیو تو ناک چڑھی دُلہن گرفتار کیوں ہے اتنا بھی روکھا آدمی مجھکو اچھا
نہیں معلوم ہوتا ہے ذرا یہاں ٹھہر جا چاندنی کا جلسہ دیکھکر چلی جانا دو ایک جام شراب کے ہم تم ساتھ
پیئنگے ذرا ہنسینگے بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھ سے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھا کر کہا ای بی ہوش
میں آؤ جو اس پر قو عقل کے ناخن لو بھلا مجھے تمسے کہاں کی جان پہچان ہے جو اتنا جلد میل پر میں پھر
تیکھے مجھ پر ٹوٹ ہو گئیں بلا کی طرح چمٹ گئیں واہ واہ واہ چلے کی خوبی بزرگی کی خبر دی سب اس دریا میں

ڈوبی گھوڑی مین کیا جانون کہ تم کون ہو تمھین میرے ٹوکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کہ کوئی
کس کام کو جاتا ہی کس کام کو نہین جاتا ہی تمسے کوئی کیا بتائے تم تو لیٹ پڑین کہ یہان آؤ وہان آؤ واہ ای بی فراتیز
سیکھو بوڑھی مجرد ابد تمیزی یہ سنکر نگار نے کہا ماشاء اللہ کیا فر فر زبان چلتی ہی تمہارا کانٹا ہو گئین ہماری تو محبت اور
عاجزی اپکی بے پروائی آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین اپکو خود تمیز نہین آدمی سے آدمی ملتا ہی ہی مین نے پکارا تو کیا قیامت
ہوئی ای بی آدمی کو آدمیت لازم ہی تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمہارے لیے اتر آئی اور تم
نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہی تمہارا کوئی منتظر ہوگا اسکا پاس کروگی یا میرا سامری کی قسم مین نے ایسی اول
جلول اور جلد باز رنڈی نہین دیکھی خیر اچھا اپنے منتظر کی جہان اتنی دیر جدائی شاق رہی وہان اور لحظہ
سہی تمھین اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہری جاؤ بھی آگے جانے تو دیدے ہی
پھوٹین۔ اُس گوہر خیط خوبی نے جواب دیا کہ ای واہ تم تو خوب فیل لائین ای بی میرا منتظر اگوڑا کون ہوگا یہ
تم ہی ایسی دماتی ہو کہ جنگل مین منگل کر رہی ہو یہ کھو کسی کے انتظار مین یہان اکڑ بیٹھی ہو مجھکو بھی یہی راہ
سکھایا چاہتی ہو سنو میری جان یہ خیریت ہی بندی ایسے بھترے مین نہین آتی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک
دھک کر رہا ہی کبھی اتنی دور اکیلی کاہیکو آئی تھی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون کی دو گھڑی
اُجاسے نکلنا میرا دیدہ ایسا ہوا کاہیکو ہی کہ غیر جگہ اتر پڑون اسوقت دل کا سامری حال جانتے ہین بوٹی
بوٹی میری کانپ رہی ہی جب گھر پہنچون تو زندگی دوبارہ ہو۔ اُسنے کہا ای بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی
غیر نہین ہی ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی ایسی طاقت نہین جو ہمسے آنکھ
ملائے تم خوف نکھاؤ اتر آؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرانا لحظہ بھر مین چلی جانا مین کوئی پاجی نہین ہون کوہ
ریحانہ نگارستان کی شہزادی ہون اُسنے جواب دیا کہ یہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب
ہی وہ اگر سن لینگے تو مار ڈالینگے نگار نے کہا آؤ بھی چلی بھی آؤ عیار کو اترنا تو منظور تھا ہی بعد عذر بسیار ہو رتھی سے
اُترا اُسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ
کرکے بیٹھی نگار اسکا حسن و جمال دیکھکر فریفتہ ہو رہی تھی اُسکی گردن مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوئی کہ ای بہن
تمھین شرم بہت ہی تم یہان میدان مین نہ بیٹھو میری باجی امان ریحانہ پاس چلو اُس عیار شوخ و طرار نے
جھجک کر کہا ای بی کیون مجھکو دیوانی بنایا ہی ناصاحب ہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو
سامری کی قسم ابا جان تو خیر بڑے بھیا اگر یہان کا ٹھہرنا سن پائین تو میرے دھڑے اڑا دین نہین معلوم مرا

کیا حال کرین نگار یہ تقریر سنکر چپ ہوئی لیکن اسکو تاب کہان پھر بولی کہ ای بہن تم بہت آدمیون مین شرماتی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہی وہان ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیار اس کلام پر چپ ہو رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہو اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہی بس یہ سنکر خواصون سے کہا کہ ستار اور بایان لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین حسب الحکم عمل مین لائین اور یہ بھی دور جلسہ کے مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور شتی شراب طلب کی اور اس ملازمین سے کہا کہ مین بایان بجاتی ہون تم ستار چھیڑو گانے مین تمھین شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہو لینے اسکے اصرار سے ستار کی تارین درست کرکے اسطرح بجایا کہ در و دشت کو مست بنایا کہ

نظم

سنتے ہی وہ نغمہ بھی کہاں تاب
ہونے لگا دل مین خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی

ہر چشم پر آب چاہ سیماب
جامے سے ہوئے سب اپنے باہر
ہر واہ کے ساتھ آہ نکلی

ہوش اڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہاتھ اٹھ گیا دل گیا کبھی سر
نگار محو ہوکر تعریف کرنے لگی اور

جام شراب سے لبریز کرکے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اس عیار نے جام لیکر لبون سے لگایا اور منھ بنا کر کہا یہ شراب بہت تیز ہی میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اس شراب کو گلابیون مین ملا کر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسواس پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو عورتین تھین انکو دیا کہ سب پی گئین اور کچھ ہی عرصہ مین مع نگار ہر ایک بیہوش ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اورون کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر جو الگ ٹھہرے ہوئے تھے غل سنکر دوڑے ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے گئی ہی مین بھی جا کر دیکھون بس اڑ کر چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق جادوگرنیون کو مار رہا تھا اسنے آتی ہی سحر پڑھا کہ برق بحس و حرکت ہو گیا اور یہ زمین پر جو اتری بہن کا اپنی سر جدا پایا بس گریبان اپنا پھاڑا اور نعرہ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر لیکر بین کرنے لگی کہ ای میری ناشاد و نامراد بہن ہاے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نہ مانا ای بیٹیا مجھے اکیلا کر گئین ای بھینا اپنی جندڑی پر یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہاے مجھ بڑھیا کو موت نہ آئی ای بیٹیا اپنی نہ کچھ کہی نہ میری سنی ہاے مجھسے ایسی بیزار ہوئین کہ اب منھ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین ای بیٹیا سیر کرنے جاؤ ای فرزند اب پھر مجھسے ضد کرکے

اٹھلاؤ آؤ میری گود مین مچل جاؤ پھر چیکے چیکے مجھکو سوتے ہر روٹھکر مجھسے الگ جاؤ ٹھوبارے اب تم کچھ نکر دگی تمھارا یہ حال ہی کہ نظم

سو تخت کہ بوریا برابر | تقویم کہن تواسے حبانی | تہ کردہ کتاب زندگانی
ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا | بیگانہ و آشنا برابر | تربت پہ چڑھاؤ گل انھین کیا
دنیا کی طمع نہ حرص دولت | کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک | تن خاک ہر ایک آرزو خاک
اک عالم بیکسی و غربت

الغرض یہ ویٹ کر لاش بہن کی اٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحرہ شب کا جدا کیا اور نقش و نگار انجم کو ضیاسے مہر نے مٹایا نظم

نظر جس دم پڑی نور سحر پر | نظر آئے گریبان چاک یکسر | ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا
ادھر مہ کو بھی داغ ہجر شب تھا

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑے دھوم سے لاش نگار کی اٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین بسر رہا جب فلک پر بنات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

کہ جب چمکا مہ تابان فلک پر | اندھیرا چھا گیا نظروں مین یکسر | ہر اک ساحر کا دل تھا رنج سے خون
سنو اب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنی سر شام اسنے برق عیار کو ایک قفس مین بند کرکے سامنے اپنے رکھ لیا اور بفرط غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اور اسنے کہا کہ کل تمام بکھیڑوں کا خون مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اُسکے لشکر مین نفیر سحر بجی طائران سحر نے سامنے بہار وغیرہ کے جاکر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صدائے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سنی یہ برق سے بھی پہلے بہر عیاری روانہ ہوا تھا بس اسوقت گھبرایا کہ تو دو روز سے پھر رہا ہو اور کچھ نہین ہو سکتا برق نے جاتے ہی فیصلہ کیا آج تو بھی صبح نہونے دے کہ ساحرہ لڑکر تیرے لشکر کو رنج پہونچائے بس اسی فکر مین ساحر بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق روزگار سے کیفیت سنیئے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیرزادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم مع چند سرداروں کے کھانا لیکر ریحانہ پاس میری طرف سے جاؤ اور اسنے کل سے غم کے مین کھانا نہین کھایا ہے سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سنکر یاقوت و صورت نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوان طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوئے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی

عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے پہنکر روانہ ہوئی اور راہین ضرغام نے
ان سبکو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چھپ ہاگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھا تو سمجھا کہ بیشک انکے ہمراہ کوئی عیار
بھی ہوگی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا جیسے صرصر پہونچی جھپٹ کر قریب گیا اور کہا
استانی جی بندگی صرصر نے ہرچند کہ یہ صورت بدلے ہوئے تھا گر پہچانا اور برا بھلا کہنے لگی کہ تیری استانی کے منھ کو جھلسا
اور تیرے استاد کو گہری گور مین تو یون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے نہین باز آتا ضرغام نے کہا استانی تم خفا ہو یہ بتاؤ
کہ آج تم سست کیون ہو اُسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو بڑھی کیے جاتا ہو استانی تیری کون الزادی فاختہ کہا
اسنے کہا اچھا یہ بتاؤ استاد نے عیاری یہ کیسی کی عیارہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید عمرو طلسم کو کسبے آ گیا پھر
یہ سوچکر کہا وہ موا استاد تیرا کیا یہان آیا ہو اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین اور وہ آپکو گود مین لیا جاتے ہین
پیچھے کھڑے ہین یہ سنا تھا کہ اُسنے گھبرا کر پیچھے کی طرف دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پھنسا دیا وہ اُسطرف
پھری تھی کہ اپنے حباب بیہوشی ارادہ چرخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ اُسنے چادر عیاری مین اسکو لپیٹا اور لیکر
بھاگا اور جنگل مین لاکر ایک غار مین اسکو ڈالکر خوب بیہوش کرکے پیرہن اسکا لیکر آپ پہنا اور اُسکی ایسی صورت اپنی بناکر
چلا اور کمند کے پھندے دوش پر ڈالے جست و خیز کرتا روانہ ہوا اس عرصہ مین یاقوت وغیرہ کھانا لیے بارگاہ ریحانہ مین آ چکی تھی
کہ اسنے بھی لوگون سے انکو دریافت کرکے بارگاہ مذکور مین اپنے تئین پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ ای صرصر تم کہان
رہ گئین تھین اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یہ کہکر وہ لوگ جو کھانا لیکر آئے تھے خادم اور خدمتگار وغیرہ انکو سبکو باہر نکالدیا
کہ مجھکو حکم ملکہ کا بہر حفاظت طعام ہو تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین وہ سب اسکے کہنے سے چلے گئے اور اپنے سب
خوانون سے بہر توڑ کر کھانا دکھنا شروع کیا اور اُدھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ کی تعظیم کرکے
صف ماتم پر بیٹھا کر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو بیٹے پر سا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منھ پر تپنے آنچل بنایا اور بنا
نصیحت و اک کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جسنے ماں کا پیٹ دیکھا اُسنے روے گور ضرور دیکھا
سوا صبر کے چارہ نہین ای ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہو اور فرمایا ہو کہ مین بھی کھانا نکھاؤنگی
اگر وہ کھانا نکھائیگی پس مناسب ہو کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو اور کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمایش
مین مصروف ہین ادھر عیار یعنی صرصر نقلی نے تمام کھانے مین بیہوشی ملا دی آخر ریحانہ کھانا کھانے
پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار مذکور نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سب نے
کھانا شروع کیا اور جب پانی طلب کیا عیار ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز ملا یا ریحانہ کی انیسین وغیرہ

بھی بسبب رنج اپنی مالکہ کے طعام ترک کیے ہوئے تھین اُنھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی کھانے بیہوش
ہر ایک ہوگیا عیار نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کے پردے کا تکمہ و کھیہ
اور خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اِسکے مرتے ہی برق جو قید تھا اُسپر سے سحر اُتر گیا اور قفس کی گڑگی
توڑکر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اُس جلدی مین صورت کیا بدلی جائے
اِسنے دھوتی باندھ منھ چادر سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر زرن چھڑک کر انھین بیہوش شدہ
لوگون مین اپنے تئین پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اسلیے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے
یہان ضرور آئینگے پس مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض اُدھر تو مرگ ساحرہ سے غلغلہ بلند ہوا اُدھر
عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہوا ساحر جو باہر تھے اُنمین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ
کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس اُڑ کر گئے وہ منتظر یاقوت بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر فریاد کی یعنی
پکارے کہ اے ملکہ غضب ہوا وہان سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سنکر گھبرائی اور بزور سحر اُڑ کر چلی یہان خرغام
نے سو ڈیڑھ سو مصاحبون ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت وزیرزادی کا سر کاٹنا تو شیاطین کے سینہ پر
سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی پس جست کرکے سرا پچہ پھاڑ کر بھاگا اور وہ برق آمد حیرت
سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ مین اُتری اُسکے ساتھ چند خواصین اور زمرد بہن یاقوت کی بھی اور باہر سے
جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن
جدا جسم سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے ورگر
لپٹی کہ اے میری مان جائی اے میری ساتھ کی کھیلی تو نے میری کمر توڑ دی ہائے اِس بہن کو موت نہ آئی ہائے
مین ناشاد تیرا مردہ دیکھنے کو جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہوگیا ہائے آج بچپنے کا ساتھ چھوٹ گیا غرض
یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی بنا پڑا تھا اُسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اُسکے گردن و کمر مین زمرد کے
پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبرا کر سحر پڑھنے لگی اور دھوان بنکر کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی
مارے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوئے کہ ارے کیا ہوا ارے کیا ہوا پاس آئے برق سمجھا کہ اب تم پکڑ جاؤ گے
پس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اُسکو چاک کرکے باہر نکلگیا یہان ہزارہا مشعلین روشن ہوگئین کرن
تھا کون تھا کا شور و غوغا مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل نہوئے تھے اُنکو ہوش آیا شیاطین بھی
اُٹھا اور کیفیت سے واقف ہوکر گویا ہوا کہ اے ملکہ مین یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین گیا

اور طبل سفر اُسی وقت بجوا کر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ مین جا کر اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہون کیونکہ عیارون سے
بچھکر اپنا کام کرنا چاہیے غرضکہ لاکھ ساحر ہمراہ لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاشہ ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشین
کو اٹھوایا اور ملکہ صورت نگار بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اُسنے جا کر مصور سے یہ سب حال کہا اُس
مردود نے جواب دیا کہ مین تصویرین سب عیارون کی کھینچ چکا ہون کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سب کو مارونگا
فی الجملہ ایسا ہی ہنگامہ برپا رہا حیرت روتی ہوئی لاشین اٹھوا کر بارگاہ مین آئی ادھر عیارون نے جا کر
بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہان جو طبل رزمی بجا تھا تیاری ہو رہی تھی وہ موقوف رہی لادارون
نے لکھو ڈالی اسی معرکہ مین شب نے بھی مثل روح تیرہ ساحران جسم عالم سے نکلکر راہ گریز اختیار کی اور
تیرگی بسان تیرگی بحر دنیا سے روان ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی بڑھی پیرانہ سالی +
فروغ صبح نے کی پایمالی + وقت سحر مہرخ نقلی دربار مین آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی و محفل
ہوئے اور حسبے کہ برق و قران آئے ہین اور حال مہرخ اصلی بیان کیا ہے کہ اسطرح ملک کوکب
مین ملکہ مذکور گئی تھین اب بچشم و قدم تشریف لایا چاہتی ہین یہ حقیقت سنکر سب سردار جانتے ہین کہ
یہ مہرخ اصلی نہین ہے اور اُدھر مہرخ جو سحر شیاطین سے رہا ہو کر روانہ ہوئی مع تمام لشکر کے آتے آتے
اپنے لشکر قدیم کے قریب پہونچی ایک منزل پھر اِدھر درہ کوہ مین بارگاہ استادہ کرائی اور لشکر کو حکم قیام دیا اور
آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر قدیم لکھا یہ مضمون اُسکا تھا کہ با دولت و اقبال بصد جاہ و جلال
اِس مقام پر پہونچے ہین اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہین چاہیے کہ بمجرد دیکھنے شقہ خاص فیض
اختصاص کے تاج و تخت لیکر مع اسباب تزک و جلوس شاہی چند سردار برسم استقبال حاضر بارگاہ معلی
ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے
تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقلی کی طرف دیکھکر مسکرائی عیار بھی سب
موجود تھے انکو وہ شقہ دیا اُنھون نے اُسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملک کوکب نے ہمکو بھیجا ہے
اسکے جواب دینے کے لیے آپ سے تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہے الگ تشریف لائیے وہ سنکر ایک صحنچی مین چلی
آئی عیارون نے اُس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمھارے لیے اوقات کو ملیگی یا اس لشکر
مین مثل اور سردارون کے رہو کسلیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سنتا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی
اور کہا ای بیحیاو یہان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر و تخت ہون

میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے اسکو مزا سلطنت کا پڑ گیا ہی اور فرط عیش سے دماغ
مین خلل آگیا ہی خیر مینے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبۂ عالی پر پہونچا دیا ہی اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر جاری ہی بس
یہ سمجھکر اُسکے منھ پر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام عیار نے تاج شاہی اور قبائے فرمانروائی
اسکے جسم سے اُتار کر اسکا وہی پُرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوئے تھی پہنا دیا اور شتبارہ مین لپیٹ کر
لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر شتبارہ سے کھولکر لٹا دیا اور چھول دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر
مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو
بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہو یہان آج
کون ہے صحرائے لق و دق اور بیابان وحشت زا اُسنے پھر پکارا کہ ای بہار و ای مخمور و ای فلان فلان کیون نہین
تمھاری شامت آئی ہی کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتی ہو ارے کوئی ہی لیجائے اور انکو سزا دے اس کہنے
کی بھی کسی نے سماعت نہ کی اُسوقت یہ پھر للکاری کہ ای ملازمان نا بدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ڈر
نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر یہی صورت رہی کہ کبھی اُٹھکر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان
صحرا کو سواران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش مخمل سبز تصور کرتی کبھی ساقی کو پکارتی اور کبھی چاند منھ سے
جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی کبھی ابیات

ابیات

روان اسم ان خواصون کے زبان پر
مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
شہنشاہ زمان میرا لقب ہے
سراپا نور مین ظل خدا ہون

جو تھین خدمتگزار اسکی زبان پر
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے
میرے زیر نگین یہ ملک سب ہے

یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے
مین مہرخ ہون بیاکی بادشاہون

فی الجملہ سودائے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑ کر
چارطرف اُسنے نظر کی اور سمجھی کہ عیار مجھکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سریر جہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن ہے یہ
سوچکر ایک پتھر اُٹھاکر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور یہ تڑپ کر ملک بقا کو چلی فرصت شد خس کم جہان پاک اُدھر
مہتر قران نے چند سردار اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی
پر رکھکر جلوس اور اسباب ترک لیکر ملکہ مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوئے نظم

نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
ٹوپی مہ و مہر اُچھالتے تھے

بیدار تھے مردے زیر تربت
وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا

جب تاج پہ انکے ڈالتے تھے
تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی ہی صدا مبارک	یہ تاج و نگین شہا مبارک	سجکر سے چلے ہلٹین رسالے

تجھے جان کے کافرون کو لالے

یہ تو اسطرف سے چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اُتری ہوئی کہ شیاطین جو کوچ کرکے چلا تھا اُسنے درہ کوہ مین اسکو اُترے دیکھا کیونکہ منزل مہرخ تو یہ اُتری ہی ہوئی تھی اُسکے راستہ مین اسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچکر لشکر اپنا اور راہ سے جانب شہر العبیہ روانہ کردیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے ایک دیوار پیدا ہوکر دور تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف دریا ایکطرف صحراے سبزہ زار پیدا ہوگیا شیاطین جب یہ سحر کر چکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی کھلائیون کے مبتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا ای ملکہ آپ غمگین نہون مین نے مہرخ کو اسطرح مقید کیا ہی اب جبتک کہ مین زندہ ہون کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اُسکے مددگار بہت ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جاکر اُسکو مار ڈالو اُسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر وہان باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کرکے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ عالم کی راے قتل مہرخ کو کرنیکی ہی آپ بھی اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا نور اور گلزار کو سنبے دینا مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اُسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریاے خون رواں کے پار اُترا قضارا مہتر برق بالادوی کو ادھر آیا تھا اُسنے اسکو جاتے دیکھا دل سے کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی بطور مخفی پیچھے پیچھے اسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اُڑا عیار بھی اُسی طرف کہ جدھر وہ اُڑا جاتا تھا نہایت تیزروی سے روانہ ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اُسی دیوار کے قریب جوکہ اُسنے بنائی ہی پہونچا اور دیوار کے اُدھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر ایک جگہ چھپ رہا اُدھر مہرخ شقہ روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا ای ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے کھنچی ہی دریا بھی ہی صحرا بھی ہی شاید ہم پھر مسحور ہوگئے ہین یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے سر بلندی پائی ہی دیوار سیاہ اُٹھائی ہی بنیاد ستم کسی یاجوج منش نے ڈالی ہی نئی آفت ڈھائی ہی و ترانہ مردانہ وار مقابلہ نہین کرتا ہی نامردی ہی جو پس دیوار چھپتا ہی نہایت درجہ مفسد و رخنہ پرداز ہی جو آواز کی مین قصر نہین کرتا ہی غرضکہ ملکہ مذکور ایسا کچھ دل سے سوچکر دوسری سمت جو چلی اُسطرف دیکھا تو ستارہ قسمت کا ہیچ آبی مین آگیا ہی ایک دریاے زخار موج مار رہا ہی ہر حباب مثل چشم دشمن آنکھین دکھاتا ہی

ملکہ اُدھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پُرخار کو غیرت بخش صد بہار پایا فی الجملہ آفت و صعوبت
نے مُنھ دکھایا لشکر میں تلاطم پڑگیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بمقتضاے ابیات

جوان ہر ایک غصہ میں بھرا تھا | برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا | کوئی کہتا تھا بیشک اب ہمارا
برا آیا ہے گردش میں ستارا | بلا شک رنج آئیگا کوئی پیش | چبھینگے پھول دلمیں صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی | بُری ساعت مقدر نے دکھائی

بعض ساحر جو زبردست تھے وہ
پرواز پیدا کرکے اُڑے اور دیوار سے ادھر نکلجانا چاہا لیکن ممکن نہوا ٹکرا کر اسی طرف گرے یہ سبب اس ہنگامہ میں ہی لیکن
شیاطین جو دیوار پھاند کر اسطرف آیا یہ سحر آلود درتک ہی وہ ایک مقام تنہا میں آکر بیٹھا اور اگیاری کرکے
یاد ہے سحر پڑھتا رہا یہانتک کہ مہرخ سے جتنے ہیں جادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ میں اُسنے کیا ملکہ مذکور تو غافل
تھوڑی بھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اُسنے بخوبی کام اپنا کرکے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر ٹھہرا ملکہ کالیا
دی رہی تھی کہ وہ جھپٹ کر گرا اور کمر میں پنجہ ڈالکرلے اُڑا گلزار وزر نور وغیرہ مع چند ساحروں کے لینا لینا
پکارتے ہیں اور نارنج و ترنج بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور و محصور یہ سب ہیں اُسپر کچھ اُنکے افسون نے اثر کیا اور
نہ یہ اُسکے قریب پہونچ سکیں اور وہ دیوار کے اسطرف کو نکل آیا لشکر میں پس دیوار غوغاے عظیم برپا ہوا ایسا کہ وہ
برق عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اُسنے بھی سنا اور گھبرا کر جو ادہر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ساحر ستمگار میں دبا پایا عیار مذکور
نے اتنی دیر میں کہ جتنے عرصہ تک ساحر ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے
بنائی تھی کیونکہ یہ اُسکے سرداروں کو دیکھ چکا تھا اسوقت اُنمیں سے جس کسیکا کہ نقشہ خوب یاد تھا اُسکی
ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر مجکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک گرفتار نکریگا المختصر ملکہ کو اسیر پنجہ ظلم
ساحر ستمگر جو اُسنے دیکھا عقب ساحر مسطور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہاں سے لشکر اسلامیان
قریب ہے مبادا اس مجرمہ کو میں نہ قتل کرسکوں کوئی اُسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے پس یہ سوچکر سناٹے
بھرے بعد قطع مسافت راہ اپنی زمین حکومت میں آیا عیار موصوف بھی اُسکے پیچھے پیچھے بطور مخفی
نہایت تیزروی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اُس ساحر کو ایک غار میں کود جاتے
دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اُس غار کے آیا مگر اُسکو وہ غار نہ دکھائی دیا اسلیے کہ یہ غار دروازہ
قلعہ الملبسیہ ہے اور حال اسکا اول میں بیان ہوچکا ہے پس جب کوئی ساکن شہر آتا ہے غار ظاہر ہوتا ہے باقی
ناپدید ہوجاتا ہے غرض عیار مذکور یہاں کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوئے تھا پکارا کہ اے محافظان

غار کیا آج مجاور بستہ ملیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا یہ بسم اللہ کہکر اُسمین کود گیا اور تا دیر غلطان و پیچان رہا آخر تہ بیابانون لگا تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی ہر طرف پھولون کا انبار ہی ہزار ہا چشمہ دیکا ہو جاری سرگرم اہتمام باد بہاری ایکطرف باغ پُر بہار لگا نظر آتا ہی دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین بھیجوا آتا ہی دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہی چوگا اور کلغہ طرحدار ہی ہزار در ہزار تختہ گلہاے خوشبودار کا لگا ہی کہین نسرین کسی جا یاسمن کسی سمت بیلا ہی سرخی گلون کی زبانی یاقوت ہی یا ہر قوت روح مجروح معجون یاقوت ہی سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا زمین وہان کی ہمسر آسمان تھی کثرت گلہاے منور سے لکھی راہون کی شاخ کہکشان پُر از انجم درخشان تھی نالہاے بلبل پر گل شوخی دکھاتے ہنسکر اُسکو سرمانے غنچہ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے کسی جا داغہاے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب

نظم

هر گل تھا چمن مین صاحب زر | ہر برگ زبان شکر داور | ہر ایک سے ایک بڑھکے تر دست
چشمک زن لالہ نرگس مست | ہی عطر سے بڑھکے بو سمن کی | بو غنچون مین نافہ ختن کی
آرایش بوستان ہی سوسن | طرار ہی وہ زبان ہی سوسن | شبو کی بہار قابل سیر
خیری سے تمام باغ کی سیر

اُس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ رخان کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا صحرا نہ تھا راجہ اندر کا اکھاڑا نظر آتا ہر پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جا گرم ہنگامۂ انبساط لب چشمہ فرش دیبا و پرنیان گسترده مسندین اُسپر آراستہ صدہا نازنین غرق دریاے جواہر برنگ اشجار صحرا گلون سے زیور کے لدی نیچے درختون کے گلون کی طرح شگفتہ خاطری دکھاتین ہر ایک حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت بازی کنان پھرتین کوئی چھل چھلیا کھیلتی کوئی دس گھر الجھائے بازی کر رہی کسی کو پچیسی کا شوق کسی کو گنجفہ کا ذوق روح عاشقان انکے گنجفہ کھیلنے پر نثار بمجبت یہ کے ہر بار ع گنجفہ سے کھیل کے ہیرلیا غلام کو + ان خوش قامتون سے علیحدہ ایک نہر کے کنارے فرش مکلف پر مسند آراستہ تھی اور ایک زن حسینہ گوہر بحر خوبی و عجب یا یان حسن محبوبی اُس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اُسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اُسپر سے نثار کرنے لاتی آفتاب اُسکے رخسار کا پانی مین چمکتا ستارۂ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک

پانی مین بلورین لیتا تھا یا اُسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اُسکی سواد
ملک ختن ہو نہین نہین جبش ہی جسپر دل ترکان عالم کا غش ہی سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی
سبزہ زار مین کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اُسکی گدنا گدا تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح
جبین پر تصویر سامری گدی تھی پیشانی نویس افراد کائنات نے فرمان حسن پر بڑی خوش عنوانی
سے نشانی بنائی تھی مابین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا بیندی لگی وائرہ اطاعت مین خوبان عالم کو
لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھین غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھلائین شکار شیر دلون کا فن یا مین
طرفہ تماشا یہ سیاہی و سفیدی چشم کا گردش کرنا یہ بازیگری دکھلانا کہ جبش کو تاتار بنانا اور تاتار کو جبش کر دکھانا
انقلاب دہر سے لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ ماہ پارہ از سرتا پا حسن مین بے نظیر سراپا یہ اُسکی بیانی

کی نسبت نقرہ نظم
شمشیر زنی مین دونون ہین طاق
اعجاز نما کہون کہ ساحر
بینی کہ ستون طاق ابرو
یا طور یہ ہی یہ شعلہ طور

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا
قبضہ مین ہی اُنکے جان آفاق
سرمہ ہی گلو گر سخنور
زیبا ئیش ہر رواق ابرو
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک

یہ پل ہی اگر تو حسن دریا
آنکھون کی صفت مین تن ہی قاصر
خود ساقی و خود شبیہ ساغر
کہیے اُسے موج چشمۂ نور
اک شعلہ حسن تھی تا بہ تک

برق نے اس جلسہ کو دیکھکر اپنے تئین مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان شاطرین
آبدار خانہ اور مہنجانہ و باورچیخانہ وغیرہ مین مصروف کار و بار ہین کسلیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا مین
براے سیر ظلمت درہ کوہ مسدود رہتا ہی یہ صحرا اسکی سیر گاہ او یہ نازنین جسکا ذکر یہان ہوا اسکی
معشوقہ ہی مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہی ملکہ خمار چشم جادو نام ہی یہ ساحر ہمیشہ اُسکی خاطر داری
مین مصروف رہتا ہی اور اُسکو راضی کرنا چاہتا ہی برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا ایک باورچی کو
پکارا کہ ارے میان ذرا یہان آنا باورچی نے کہا کیون اسنے کہا مین ہی جاکے کہے دیتا ہون کہ وہ
کھتے مین کیون یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہی ایسا نہو کہ خفا ہوکر جائے اور
سرکار کی خفگی مجھپر آئے یہ سمجھکر دوڑا کہ ٹھہریے تو ٹھہریے تو عیار کچھ دور جاکر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ
پکڑ کر کہا بھائی ادھر اکیلے مین آؤ تو مین کہدون تمھاری چغلی کسینے کھائی ہی کہ کھانے مین تمنے زہر ملانے کا
قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا اور ایک جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کردیجیے

نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اسکو مارا ہاتھ بیہوشی آلود تھا وہ طمانچہ کھاکر بیہوش ہوگیا اسنے اسکو تو جھاڑی مین چھپایا اور کپڑے اُسکے لیکر اُسی کے ایسے نقشہ پر تیار ہوکر باورچیخانہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو مہرخ کو لیے یہان آیا قریب اپنی معشوقہ کے پہونچکر ملکہ کو بیحس و حرکت کرکے کنارہ نہر کے ڈالدیا اور آپ معشوقہ پاس بیٹھا اُسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُٹھا کہ مہرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤن اُسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب مجکو جنگلے مین لاکر ڈالدیا ہی آپ دو دو دن غائب رہتے ہو واہ صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین کھایا ہی تمھین اسکا بھی خیال نہین ساحر نے یہ کلمات شفقت آیات جو محبوبہ سے سُنے نہایت خوش ہوکر اسکو گلے سے لگالیا اور کہا ای جانی دامی تا زندگانی مین اس نمک حرامہ کا سر کاٹ لون تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دینے بھجواؤن گا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دون اس معشوقہ نے کہا کہ یہ مجرمہ لمحہ بھر مین کہین بھاگ نجائیگی کھانا کھالو تو جو تمھارا جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر مذکور بخاطر یار طرحدار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زہر آلود کیے اور ایک پلیٹ مین لگاکر سامنے لایا ساحر مع معشوقہ کے کھانا کھا رہا تھا کنیزین مگس پرانی کر رہی تھین کہ اسنے آکر عرض کیا حضور یہ کباب مین نے بڑے تکلف سے تیار کیے ہین دیکھیے کیا گرم ہین نوش فرمایئے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑکر کھانا چاہا اُسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاقا ہوا برق تو تڑاقا ہوتے ہی پچھلے پاؤن ہٹا اور کنارہ سے نہر کے ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ ای شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی اچھی چیز کھاتے نتھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہان سچ ہی اس کبابون مین زہر بھی تو ملا ہی مگر مثل چلی آئی ہی کہ دوست بغیر تو زہر کی بھی چیز نہین کھاتے یہ کہکر وہ پتلی تو غائب ہوگئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کہا لینا اُسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھاگ چکا تھا دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نسکوگے بس یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ مار کر بہت دور نکلگیا وہان ملازمان شیاطین ہرسمت دوڑے کہین پتا نپایا ناچار پھر آئے اور عیار مذکور نہر سے ایک مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہی سوائے صحرا کے اور کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی اور ایک دھوتی پانی سے بھگوکر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھاکر ذکر قتل مہرخ مین تھا کہ یہ بھی سامنے آکر کھڑا ہوا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی اسنے کہا آپکی رعیت اسی قلعہ تنہا

رہتا ہون اسوقت ایک کام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا اِدھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا
کہ یہ مجرم بادشاہ ہی اسکو پکڑون تو بادشاہ سے انعام حاصل کرون پس یہ سمجھکر مین اُسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین
بھی پانی مین کودا مگر نہین معلوم کہ وہ کیا ہوگیا ہر چند ڈھونڈھا اُسکو نپایا اسوقت مین آپکا مُنہ اسی حسرت مین
دیکھ رہا ہون کہ اگر اُس مجرم کو پاجاتا تو آپ سے انعام بھی ملتا اور سرکار کے ملازمون مین داخل ہوتا یہ تقریر
شیاطین نے سنکر اسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو ہم نوکر رکھ لینگے برق سلام کر کے
اُسکے پشت پر کھڑا ہوا اور اُسنے پھر قصد قتل مہرخ کیا اُسوقت برق گھبرایا کہ اب بہ دست کیا تدبیر کرون
چنانچہ وہان سے سرک الگ آ ہر چند فکر کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی پس بنا بر قاعدہ اہل اسلام کہ وقت
مشکل مین خدا تعالی سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا
آئی کہ ای برق بڑے بھینسے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سنکر گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو
تعجب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اُسوقت ایک پتلا پہلو سے ظاہر ہو کر گویا
ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران باغ مینا مین
مہمان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات کو آئے تھے چنانچہ اُسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجکو
آپ لوگون کی خبرگیری کے لیے مقرر کیا ہی سنو ای برق اب شہنشاہ ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہی اور اپنا
سے اور ہمارے بادشاہ سے اتحاد بڑھی آگئی ہی انکو ہر دم خیال ہی کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان نہون
برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اس کو ڈانٹا کہ او پتلے تو باتین بناتا ہی یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر
جا کر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانے کا نہین ہی پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر زمین
مین سما کر غائب ہوگیا یہ تو اُدھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا چاہتا
تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ آپ کیا غضب کرتے ہین اُسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا مین
تو آپکے سامنے کا بچہ ہون مجکو مذہب خداوند راشد الشیاطین کے مسائل اتنے کہان یاد ہین جسقدر
کہ آپکو یاد ہونگے بھلا کتاب البلیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اُسنے یہ تقریر سنکر کہا مجکو اسوقت
یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا لکھا ہی اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہی کہ جس مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے
تو پہلے اُسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندی کی ترغیب دلائے جب نمانے تو قتل کرے مگر اسطرح سے
کہ اُسکا خون اپنے مقام مسکن اور جائے حکومت پر نہ گرنے دے اسلیے کہ جس زمین پر خون ان مسلمانون کا گریگا وہ

جگہ کبھی آباد نہوگی اور سبزہ نہ اُگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت خداوند کبھی وہان نازل
نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اسنے کہا پہلے تو اِسکو سمجھائیے جب نمانے تو مجکو اسے دیجیے کہ جا کے ویران
مین لیجا کر قتل کرون ساحر مذکور نے کہا ای بھائی اس نگھرامہ کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا
مگر اسنے نمانا اگر منظور کرتی تو اِسکا وہ مرتبہ ہوتا اور تھا کہ ہم سب اسکے غلامون کی بھی برابری نکر سکتے
تو اب سمجھانا تو اُسکو بیکار ہی مگر یہان الگ لیجا کر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ
ایک مرتبہ مین بھی سمجھا کر اپنے دلکا حوصلہ نکال لون اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی عیار قریب ملکہ مجوبہ بہر پندو
فہمایش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جا کر بیٹھا عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہی کہ دیر ہو اور پتلا کوکب
پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے اور حال اُس پتلے کا سنیے کہ وہ پتلا کیا ہی آخر
جادو ہی بادشاہ کوکب کا بس جہان بادشاہ تھا وہین آیا بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان
نگار حنابند نام ہی کہ اُسکی مالکہ ملکہ حنائے گلگون پوش نام معشوقۂ شاہ ذی احترام ہی اُسکی سیر کے
لیے اِس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہی اور ایک ملک بھی اُس نازنین کو دیا ہی بادشاہ
اِس گلبدن کو ایسا چاہتا ہی کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم اور برّان سے بھی رغبت ترک
کر دی ہی اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے لڑکر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہی فی الجملہ اس بیابان کی کہ جسکا
نگار نام ہی عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہی ہر سمت مہندی کی روشین ہین جسکی شوخی خوبان عالم
کے دلپر نقش ہی معشوقہ بادشاہ کی جو سیرگاہ ہی تو صحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہی جو شجر ہی
وہ قامت سرو قدان نوخط ہی اس صحرا کی بہار کے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے غلط
ہی گل ایسے رنگا رنگ و متلون ہین کہ رنگ نیرنگی ایام و تلون طبع دہر نافرجام بھی اِس رنگ پر نہین ہی
درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو آئے تو یہی کہے کہ ہم ہرے ہرے پھولون کے رخسار
بھرے بھرے عذار نوبادگان اُنسے کیا ہمسری کرے غنچون کے غرور سے مُنہ پھولے ہوئے گلون
کے گالون مین چانول بھرے صحن چمن مین سنبل تر رشک فزائے گیسوے عنبر گلعذاران تختۂ لالہ
سینۂ داغدار عشاقان نہین نہین یہ تشبیہ بیجا ہی صحرا مثل فلک اخضر ہی داغ لالہ داغ سینۂ مہر و ماہ
منور ہی سوسن شہ گل کی بہت منھ چڑھی تھی معشوقون کے دہان مسی آلود کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر
ایک کہے تو وہ دس سنانے کو موجود ہو جاتی نرگس کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا

وہ چشم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی سوائے ایک طرف دیکھنے کے کسی طرف نگاہ نہ فرماتی نافرمان کا فرمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سوائے زمزمۂ عشرت کے نفرت از نالہ و زاری مرغان خوش الحان کو دماغ باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچہ باغ ہر رنگ جادۂ کہکشان دماغ بہار ہو چکا ہوا تا آسمان نہر بہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری باد بہاری کا حکم جاری کہ ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دوچندان　　طاؤس روش روش پہ رقصان　　ہوا اور حباب جو کے سر مین
تھی عید غدیر اُسکے گھر مین　　تھالے مین درخت کا یہ احوال　　پہنے ہوئے نوعروس خلخال
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر　　ہو گرد چمن فضائے کشمیر　　گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد　　ہر ایک چمن مین عالم نور　　ہر نخل پہ اک تجلی طور

اُس دشت رشک گلزار بہشت مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے اُس گل خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلف پرپیچ جو اُسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے رفع ہوئی تھی کلیون نے اُسی کا مسکرانا یاد کیا تھا غنچہ لاکھ اُسکے دہن کا طرز اُڑا کر منہ بناتا مگر منہ کی کھاتا ہر زبان برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا منہ بنوا سیب اُسکے زنخدان کو دیکھکر آسیب مین گھرا تھا انار اُسکے پستان کو دیکھکر دانت حسرت سے نکالے تھا نار حسد مین جلکر سرخ انگارا تھا بہی کو اُسکی گات کی ایسی نرمی کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا حبیب نافرمانی جوڑا گلے مین اُس محبوبہ کے پڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو یہ کہنا زیبا کہ کافرون نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا کھینچا کلائی پر ناز سے ڈالے تھی آگے پردہ کا اُبھرا پن تھا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پر ہائے ہوز کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے نیچے ناف کی کنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام نازک تر تھا جسکے بیان سے خامہ بھی لسان شرمناکان سر جھکائے ہے پری بال کھولے بہر پرواز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج حوت کا سب انداز نہین نہین اُس چیز سے کیا ہی ماہ و ماہی کو بھی لگا ہی نہین منجم کہتے ہین کہ ستارۂ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزائے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خرامان ہر سمت روان تھی اور بادشاہ اُسکے لب لعلین اور رخسار رنگین کو بوسون سے نیلم اور سوسن بناتا وہ بھی شرماتی کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے مین شور خلخال بلند ہوتا ہر ایک گھنگرو

مسیحائی کا دم بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس مین چلا آگیا پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ
مہرخ و برق معرض بیان مین لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ بران کو لکھکر اس حال سے
آگاہ کرے اور کسی کو اُسنے بھجوائے لیکن معشوقۂ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجھکو رخصت دیجیے کہ مین
جاکر مہرخ کو رہا کر دون شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزائے معقول دو یہ حکم سنکر اُس ذوق
گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا
چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوئے کئی سو کنیزین زیور یاقوت و زمرد مین لدی حاضر ہوئین اور چار
پریزادین تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئین کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹہرے دار تھا مسند اُسپر
لگی تھی اور چار کونون پر اُسکے چار نانده یاقوت کے رکھے تھے اور اُنمین مہندی کے درخت لگے
تھے اس رنگین ادا نے اُس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور اُن درختون مین سے مہندی کی پتیان
توڑ کر ہاتھ مین ملین ہاتھ مثل خون سرخ ہو گئے مہندی لگاتے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم
برسات کا نظر آتا تھا ساون کا مہینہ وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

وحشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہی نسیم مست اگر ہی
آئے ہوئے تھے چمن مین مینہوا

کویل کہین کوکتی تھی ہر بار
ہر سینے مین سوز الفت داغ
گرتا ہی سحاب بارش ہم

قمری کی چمن مین سینے کوکو
لالے کا جگر تھا خود وہان داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھوانی دھار

اسی عالم مین ہوا کی طرح تخت اُس بہار باغ عشرت کا سن سن و ا
ہوا گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم مین ہر جگہ آئی اور چلی جاتی یہ تو اسطرف سے روانہ ہوئی ادھر
بُران نے اپنی مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین پہونچی یا نہین سحر نے خبر دی
کہ وہ پھر مسحور ہو گئی یہ معلوم کرکے آج اُسنے خواجہ سے کہا کہ مین اسطرح مہرخ کو ایکبار بیابان سحر سے
چھڑا آئی تھی ابکی پھر اُسی ساحر نے اُسکو مسحور کیا ہی اور جو کچھ حال برق پر گذرا تھا بیان کیا عمرو اجلاس
ساحر اسکو بیقرار ہوا بران نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہی وہ جاکر
آپکے شاگرد کی اعانت کرینگی عمرو نے کہا ای ملکہ ابتو آنا جانا اسجگہ سے طلسم ہوش ربا مین سہل ہی مجھکو
آپ اجازت دین کہ اپنے لشکر سے جاکر ملون اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہی لیکن ایک راہ سے
زیادہ نزدیک ہے یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بنا کر خواجہ کو سوار کیا اور اُس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ

انکو ہوا بچا دے طاوس خواجہ کو لیکر چلا آنکھ انکی بند ہو گئی لمحہ بھر مین طاوس زمین پر اُترا خواجہ اُسپر سے اُتر پڑے وہ تو اُڑ کر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ مین سوچے کہ پہلے مہرخ جہان ہو اُسطرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعۂ البیسیہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان برق اجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور سمجھانے لگا جب زیادہ عرصہ گذرا اُسنے چپکے سے کہا ای ملکہ مین برق عیار ہون جو مین کہون آپ اُسکو منظور فرمائین تاکہ یہ ساحرہ آپکو رہا کرے پھر سمجھ لیجیے کا ملکہ مذکور یہ کلام سنکر خوش ہوئی اور اشارا کیا کہ مین ابلیس پرست ہوتی ہون عیار نے ساحرہ مذکور سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو رہا کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی تپلی جو پہلے نکلی تھی آب بھی نکلی شیاطین اُسکو دیکھکر پکارا کہ ای ملکہ مہر جادو آئیے نہ وہ تپلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن تمتو فریب مین اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی پھنسے بس اپنے نیمچہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹکر وار کیا وہ تو باتون مین اُس ساحرہ کی مصروف تھا کچھ اسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے چمک جو تلوار کی دیکھی ہان ہان کر کے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اُسپر پڑا کہ وہ وار کر چکا تھا بس سر اُس ساحرہ کا کٹ گیا غل دارو گیر برپا ہوا کہ مارا مہر جادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمار چشم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہے اور اُسکے دو ٹکڑے ہوجاتے ہین پھر صورت بعد قتل ساحرہ شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و حرکت ہو گیا اُسنے اسکو بھی قریب مہرخ بٹھایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اُسوقت عیار اور ملکہ نے بر جوع قلب الحکم الحاکمین

کو پکارا کہ ای مرحمت فرمانے بر حال بیچارگان کہ ابیات

کس سے کہین کون ہے ہمارا	ہمکو ہے فقط ترا سہارا	اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردہ دست جور افلاک	ہر چند ہم آج ہین گرفتار	راحم ہے تو ای خدائے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹین	دشمن پہ فلک ستم کے ٹوٹین	

یہ دعا انکی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی اُس دشت مین ہوائے سرد زان ہوئی اور گھٹا چھا گئی کچھ مہندی کی پتیان فلک کیطرف سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہوائے سرد کا جھونکا منھ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر سمت سحر دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اُسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹائین پہاڑون سے

اٹھکر اسقدر پہنچی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین ہزار ہا درخت ساؤنی کا لگا ہے ساؤنی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہے مہندی کی روشین آراستہ ہین اُسپر بیلین گلدار درختون کی چڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹا مین چمکتی ہے ہوا دوش ابر پر گنگا جل لاتی ہے بادل جو ادھر سے ادھر جاتے ہین متھرا سے کاشی مین آتے ہین درختان دشت اسطرح جوبن دکھاتے ہین کہ سروقدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہین جہان سے یہ خبر اُڑتی ہوئی آتی ہے کہ تیرتھ کو ہندوے سحاب کی مدوش ہوا سواری جاتی ہے اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سنانے لگا جوگیون کا دل سری کرشن کے درشن کو تڑپنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آئے معشوقان برق صورت اُسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑ تا پڑ تا ہر ایک دلھن کیطرح جھکا جاتا فلک پر بجلی زمین پر آتش گل کا دھوان اُٹھتا نظر آتا شب دیجور نے ابر کے بھیس مین دن کو عالم مین قدم رکھا تھا ابر بھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیر الھپ ہو رہا تھا رعد برق کی مشعل جلاکے تھا بجلی جدھر جاتی اُدھر ہی رہجاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے صدہا دکانین ساقنون کی لگی تھین گلابیان مے سرخ سے بھری دھری تھین ساقنین بنی ٹھنی بیٹھی تھین پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر چشمہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا کہ نظم

چھائی جو گھٹا گھٹا غم و درد
جسطرح سے جنگ کے دل امڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر یہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر سے چلے دمادم
بحر صہبا مین رند پیرین

تنخیر ٹھنڈی ہوا چلی سرد
کوئل کی صدا پپیہون کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دنیا ہوا ور ہو تو
اودی اودی گھٹا مین آئین
دیکھین کشتی پہ چڑھ کے سیرین

مانند سرشک بادل امڈے
رقصان تھین چکورین بلبلین مور
بلبل گلشن مین جھولتی تھی
طوطی تانین اُڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہے موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین

اُس عالم برشگال کا ظاہر ہونا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیان کرتے اور ساون گاتے تالیان بجاتے اُن مہندی کی روشون مین پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولون پر جا بیٹھین بعضی نہر مین نہانے لگین خمار چشم اور شیاطین بھی نہر مین اُتر کر چھینٹے اڑانے لگے اس اثنا مین روے ہوا سے ایک تخت اُترا اور اُسپر ایک معشوقہ

گلابی پوشش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت مہندی کے کاسون مین یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھون مین بھی مہندی رچی تھی شوخی مزاج گلرخان عالم انکے ہاتھون کی بلائین لیتی تھی پنجۂ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقے اُن ہاتھون کے پنجۂ چنار اور عالم حسن اُسکا اول بیان ہو چکا مگر لکھنا طول سمجھا گیا ساحرون اور شیاطین نے جو اُسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اُسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور پڑھتے تھے کہ غزل

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
اُدھر تو آنکھ پھری تم ادھر روانہ ہوا
دکھا دے زاہد مغرور کو صنم تو آنکھ
ہمین تو گوشۂ صحرا بھی قید خانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس سوائی

اُڑا یا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہی پیا
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر یار جبین ابرو دو
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کمان سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
بڑا ہی عیب لگا جس کمان میں خانہ ہوا
جیب دیوانہ وار یہ سب دریدے

اُسوقت اُس بہارستان حسن کی کنیزون نے پکار کر کہا کہ ای عاشقو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے لیے مہندی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تمسے خوشنود ہونگے یہ حکم سنکر ہر ایک مہندی توڑنے مین اور پھول چننے مین مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ ای عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چن رہا ہی نہایت کام مین سستی کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ اسکو مشکین باندھکر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور سے لپٹ گئے اور اُسکو باندھکر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اُڑتے ہوئے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو اُنھون نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ آئینہ سحر مین ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاءالله کیا کہنا اب اس شیاطین کو مسحور بہ سحر کرو اور سب برسات کا سحر موقوف کر کے اسکو دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب پاس لیجائے مگر سحر اپنا سے جو اپنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہی دفع کر الینا ای جان من یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہی کہ اُسکا سحر وہ آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جا کر اپنا حال خود بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کر کے شیاطین تو سامنے بندھا کھڑا تھا اُسکی زبان مین سوزن دیا اور سب دیوانہ محبت ہو رہے تھے انکو اپنی کنیزون سے گرفتار کرا کر سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن مین سنگیا بانی کھلا ابر چھٹا مطلع صاف نظر آیا ہر شخص اپنے ہوش مین آیا لیکن اپنے تئین

مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ ای شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی کہ بڑے عذاب الیم سے تجھکو
قتل کرونگی نہیں تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کردے اُسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے
کچھ چارہ نہیں اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کرکے بعد رہائی اس سے مقابلہ کرتا ہون تو
یہ سحر برسات کا سوائے شاہ طلسم کے اور کوئی رد نکر سکیگا سب لشکر بھی تباہ ہو جائیگا بس یہ سوچکر اشارہ
کیا کہ مجبور رہا کردو ملکہ نے سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک ہوشیار
کیا خاک جمشیدی جسم مین لگائی کہ مہرخ کے بیرو قالو مین نہ رہے تھے وہ پھر قبضہ مین آگئے اور شیاطین نے
ایک نارنج سحر پڑھکر اُسی طرف مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہان سب لشکر مصروف نالہ و بکا تھا کہ یکایک دیوار
دھوان ہوکر جاتی رہی دریا مین بھی تلاطم ہوا اور روغن کی طرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین
نے عرض کیا کہ جائیے راستہ مین نے کھولدیا حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل مین دیکھ لون کہ راستہ
کھلا ہے تو رہائی تجھکو دون اور یہ نامہ اسی وقت سامنے اپنے بادشاہ کے لیجا اسنے یہ حکم سنکر ناچاری راہ
اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھالیا برق نے کہا مین پیدل چلونگا کیونکہ مین عیار ہون
عیار کسی مقام صعب گذار مین سوار ہوتے ہین ورنہ کچھ ضرور نہین غرضکہ شیاطین ان سبکو لیکر اُس
غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ جب غار سے باہر نکلے
عمرو جو اسطرف آتا تھا اُس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اُس سے ملی اور انکو بھی ہمراہ لیکر
مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہان دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہوکر
رسم استقبال بجالائے زیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئین مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑی سبنے
قصد چلنے کا کیا خیمہ و بارگاہ لدنے لگے اُسوقت مہتر قران جو اسباب تزک اور جلوس لیکر چلا تھا سبب
دیوار سحر کے آنہ سکتا تھا صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونے سے مع جلوس حاضر ہوا جو سردار
کہ برائے استقبال آگئے تھے حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھکر شیاطین چلا مگر کیا کر سکتا تھا نامہ لیکر جانب
افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہونگے مین ٹھہر نہین
سکتی کیونکہ میرے ہی گھر مین بادشاہ تشریف رکھتے ہین ہرچند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار
کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اُسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے طرق المبند ہوئی ملکہ
مہرخ پھر سوار ہوئی لٹھنین اور رسالے جلو مین ہمراہ ہوگئے ساحرون کے غول طائران جانور

سحر پر چڑھکر ساتھ چلے ابر سحر سروں پر سایہ فگن لشکر کی شان وآن وہاں ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ سوار ہوئی عمرو نے کہا ای ملکہ آپ تشریف لیچلیے میں پیدل سیر کرتا آتا ہوں اسلیے کہ میرے آنیکا غلغلہ نہو مجھکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہیں کیا ہو آپسے چلا آیا ہوں ایسا نہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو کہ میری کسر شان ہوئی میں بڑی شان وشوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑکر روانہ ہوا اسکے ساتھ قران وبرق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہیں آپ چلیے ملکہ موصوف یہ سنکر اس کروفر سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبت پر چرخ بریں بھی چکرایا تھا قرنا اور نقاروں کی صدا نے زمین طلسم کو سر پر اُٹھایا تھا سواروں کے پرے ہاتھیوں کی قور رسالوں کے جوان سجے سجائے جلو میں کوتل ہزارہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار چپی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیرہ بند کھچے ہوئے اُنپر تخت ملکۂ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی جریب پٹتی جاتی کوس بجتا چلتا جال ادب کا چارسمت حلقہ نقیبوں کی اور چاؤشان کی للکار اور دوربا‌ش سے خورشید فلک پر تھرّاتا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفعت وجاہ کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن سخت یار صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا عقل نے اس ترتیب کا حال سنکر شرم سے ایسا منہ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہمانے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اُسکے ہوس مگس پرانی مین سرگرانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی **نظم**

خیل خدم اور کروفر سے
موجود ورند صف بصف تھے
آمد آمد کا مچ گیا غل
شاہانہ چلی وہ دشت و در سے
اقبال تھا ساتھ دست بستہ
شادان ہوئے دوست خندہ گل
اُڑتے جو پرند اک طرف سے
مانند کمان کمر شکستہ
باآن تجمل وشوکت وہ صاحب

حشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طاری سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اُسنے بھی باہر بارگاہ کے آکر سامان سواری دیکھا اور جملہ کیفیت لکھکر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہاں ملکہ مہرخ اُترکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اُترا بارگاہ میں زیور وگلزار کی نصب ہوئین ملکہ سریر جہان بانی پر جلوہ فرما ہوئی سرداروں کی نذرین گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی ورقاص حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گردش میں آیا یہ حال ہوا **نظم**

دورِ قدحِ شراب آیا | جیسے جگر میں آفتاب آیا | تھا دور کہ گردش زمانہ
یا گردشِ چشم جادوانہ | مستِ مئے ناب جھومتے تھے | ہنسکر لبِ جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصوں نے ادھر ساز | میٹھی وہ دھنیں سُریلی آواز | یہ تو سب مصروف عیش و

عشرت ہیں مگر طرفہ حال سنیئے کہ ضرغام عیار نے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کرکے غار میں ڈالدیا تھا
اور آپ اُسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُسدن جنگ موقوف رہی تھی اور حال
مورخ کا جو کچھ لکھا گیا اُسی روز کہ زایمان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا میں نکل گئے از بسکہ
وہ غار کہ جسمیں عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر سے قریب تر ہے لڑکے سب وہاں پہونچکر دوڑ دھوپ میں
مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے اُنمیں سے ایک لڑکا قصاب کا کہ پندرہ برس کا سن رکھتا تھا اور
سب لڑکوں سے بڑا تھا مگر باجیوں کے لڑکوں کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن
بُرا اُنڈوری سا نبا ہوا مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا
پرکالہ تھا وہ کھیلنے میں جو چور بنا لڑکوں کو ڈھونڈھتا ہوا غار میں اُترا وہاں ایک عورت کو اُسنے پڑے
ہوئے دیکھا کہ سینے سے لگا کے رانوں تک ایک کپڑا اُسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کسلیے
کہ عیاران مسلمان کو حکم صاحبقران ہے کہ عورت کو بیہوش کرکے ستر پوشی اُسکی کردینا اور اُسکے
ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہیں کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہیں پس اس عیارہ کو اس
سبب سے اور زیادہ پردہ کردیا تھا کہ معشوقہ اُستاد ہے فی الجملہ اس طفلک نطفہ حرام نے دیکھتے ہی
عیارہ کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منہ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا چونک کر اُٹھی اور اپنے تئیں
برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکل جاؤں لڑکوں نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ میں تمسے باتیں
کرونگی مگر کپڑے پہن لوں لڑکوں نے کہا اچھا اپنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام
نے کسوت عیاری اسکی نہ لی تھی صرف پیرہن برائے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہے کہ عیار کو عیار
ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہیں مگر کسوت عیاری نہیں لیتے کسوت جب لیتے ہیں کہ جب باہم شرط ہو جاتی
ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہیں جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے فی الجملہ جب عیارہ نے کپڑے
پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لوں لڑکوں نے کہا جان جہان کہاں جاتی ہو ذرا ادھر تو دیکھو یہ کہکر ایک تو پس
پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹ گیا ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے

کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ داغکر مارا کہ وہ چھٹا جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہوکر گر پڑے
اس حال کو دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھکر فوج مین حیرت کی بھرتی ہوا ہے
اور زہر جادو اپنا نام رکھا ہی قصاب جادو کہنے سے برا مانتا ہی بس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا
ہی اُسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پانون زمین نے پکڑ لیے جس طرح درخت ہوتا ہی یہ سرو خرامان بھی جکڑی آپ
اُس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی ہاتھ پھیلا کر قریب آیا صرصر نے ایک
بیضۂ بیہوشی مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا اور لونڈون نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنون کی جھولی بنا کر
خاک صحرا بھری اور اُسکے مُنھ پر تنکے مارنا شروع کیے وہ بیچاری اس شیطانی لشکر مین گرفتار اور سخت
ناچار کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن آنکھین ملتی تھی مگر بھاگ نسکتی تھی اور لونڈے قصائی زادہ کے
ساتھ جو رہتے تھے تو باتین بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ؎ اِدھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہی +
کلیجی ترے عشق مین پک رہی ہی + کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ؎ یہ اپنا ہی دل گردہ ہی تو نے جانا +
کہ راس آیا ہمکو محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا بھر اب راستہ کسکا دیکھتے ہو اسکو اُٹھا کر گود مین وہ
جو اُرہر کا کھیت ہی وہان لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا کہ اجی وہان لیجانا کیا ضرور ہی ایک اسکو چھپا چے
ہم سب پہرے پر کھڑے ہین بادشاہ بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ
لین صرصر یہ باتین اُن شیطانون کی سُنکر گالیان دیتی ہی کہ ایسے کے تیسو کیون مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو
اور ناحق کو دق کرتے ہو اگر چھوٹ گئی اور تم سب کو مین نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا
اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے تالیان بجاتے تھے منھ چڑھاتے تھے
کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا کوئی پیچھے سے چپت مارتا اور کود کر الگ ہو جاتا
صرصر اپنا ہاتھ بڑھا بڑھا کر لپکتی ہی مگر وہ بجلی کی طرح کوند رہے ہین اور جب کسی لونڈے کو یہ پکڑ پاتی ہی
تو سب ملکر اُسکی آنکھون مین خاک جھونکتے ہین کہ یہ دونون ہاتھون سے آنکھین ملتی ہی وہ لونڈا بھی
چھوٹ کر ستاتا ہی اور بھاگ جاتا ہی یہ بیچاری کبھی تو گالیان دیتی ہی کبھی کوستی ہی کہ سامری تمکو غارت
کرین اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب ہو تمھاری امان ہاے ہاے کرکے
روے تمھاری ارتھی نکلے تمکو بھو کی بھوانی کھاے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہین کرتے
ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہی بندر کی آشنائی مشہور ہی لونڈون کے ہاتھ عنقا جیرآلی لوز نے آئینہ پایا ہی

کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہو کہ آئینۂ رخساز کو خاک سے صیقل کیا ہو اس کدورت و صفائی کی تمنا ہو سر پر خاک اتنی اُسکے پڑی ہو کہ زلف سیاہ پر بلا آئی ہو چہرہ وہ غبار آلود ہو کہ نقشہ کا خاکہ ہی بگڑا ہوا ہو گویا غبار میں آفتاب ڈھندلا ہو بھبوت ملے جنگل میں جوگن کا گذر ہوا ہو انگیا اوہ کرتی ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئی ہو گھٹنا چست عیارہ پہنتی ہیں اسپر ہاتھ لونڈون کے پڑ کر پھیلگئے ہیں ورنہ وہ بھی ٹکڑے اُڑ جاتا لیکن خاک میں اٹگیا ہو دھولپیڈی مچا دی ہو ہولی کے بھڑوونکی قطع صرصر کی بنا دی ہو جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے ہبک کر ہاتھ مارا کہ موئے تیری ایسی غیبی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا جھپک کر دوسری طرف نکلگیا اُدھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اُسنے پھر ہبک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھاچوکڑی مچا دی صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکالکر چاری ایک لونڈے کی گردن پھنسی اسنے کھینچ لیا سب اُکو بنچ کہا بھئی غضب ہوا ایک گیان ہمارا پھنس گیا آؤ اب دھاوا کرو ہن یہ کہکر یکبارگی سبنے خاک عیارہ کی آنکھون میں جھونکی اور سب ملکر لپٹ گئے کمند بھی چھین لی اور نیمچہ بھی کمر سے کھول لیا اور زور کرکے بچھاڑنے لگے اُسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ ای عمرو کے خدا میری مدد فرما میں جانتی ہون کہ جب مسلمان تجھکو پکارتے ہین تو اُنکی مدد کرتا ہو یہ دعا کر رہی تھی کہ اتفاقاً عمرو و قران جو پیدل روانہ ہوئے تھے اسطرف آنکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر میں جا ملیں فی الجملہ اُنھون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہیں للکارے کہ ہان ہان کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوئے اُنھون نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکے پہچانا اور ازبسکہ یہ ساحرہ بنے ہوئے تھے تو صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو انھون نے کلام کیا تو اُسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہوگئی گردن جھکالی کٹ کٹ گئی کہ ہائے بُرا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری میں تجھکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار کے سامنے یہ ذلت کہ جو تجھکو اپنی معشوقہ کہتا ہو غرض قہر درویش برجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی ادھر عیارون نے لونڈون سے پوچھا کہ ارے میان یہ کیا ماجرا ہو وہ بولے سُنیئے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیان اس عورت کو گڑھے سے نکال کر لایا اور عاشق اسکا ہوا اسنے اُسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اسنے توڑ دیے وہ دیکھیے بیہوش پڑے ہین اب ہم اسکو اپنی جورو بنا سکینگے آپ اس مقدمہ میں نہ بولیے گا اس جان جہان کو ہم چھوڑینگے

نہین عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھ لین یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈون سے کہا ارے
میان یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہے تمنے نہین دیکھا تھا لشکر مین لونگ چڑے کباب بیچا کرتی پھرتی
تھی ابھی کچھ دن ہوئے ہین کہ یہ اپنے میان کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمہارے ہاتھ کیونکر لگ گئی مُرجھر
یا نوگردن جھکائے کھڑی تھی یہ باتین سنکر تاب نہ لائی بولی کہ موڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیرے ہی
جُھروین لونگ چڑے بیچتی ہوگی لو موا آیا ہے شیخی بگھارنے مجھسے چلی گٹی کرتا ہے عمرو نے چپکے سے کہا
پیاری لونڈون کو پسند کیا مجھسے یہ چرباگی یہ کہکر لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہے
اسکے فقرون پر نہ آنا ہم بھی تمھارے شریک ہین چھوڑنا نہین ایسے لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا
عیارہ پھر لگی گالیان دینے قران نے کہا اے لڑکو تمنے اسکو ستایا ناحق وگرنہ یہ لڑکون کی استانی
ہے تمکو خود اپنے ساتھ لیجاتی لونگ چڑے خوب کھلاتی عیارہ نے کہا اسی کی جرو الونگ چڑے بیچتی ہے
یہ جو تمسے کہتا ہے قران نے کہا بکھو مین راضی کیے دیتا ہون اچھا تم سب ہٹ تو جاؤ لونڈے دور
ہٹ چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بے حرمتی کراتی ہو ہے شرم کہ ناک کاٹ لون
یہ ہمارے اُستاد کے سامنے لونڈے تمھارے لپٹے ہوئے تھے صرصر نے کہا تیرے اُستاد کی اور تیری ایسی تیسی
کی نگوڑے تجکو غیرت نہین آتی کہ مین اسطرح بے آبرو ہوتی ہون اور تیرے اُستاد کی بھی غیرت
اُڑگئی ہے کہ لونڈون سے پٹواتا ہے تو کیا مُنھ لگا کر مجھکو استانی کہتا ہے یہ باتین عمرو نے سُنین آگے بڑھکر گویا ہوا
کہ کیون پیاری اپنے وقت پر کیسا ہمکو اُبھارتی ہو اور غیرت دلاتی ہو اچھا وعدہ کرو کہ بعد رہائی آج
جو تم کہو گے وہ مان لینگے صرصر نے مصلحتہً انکار مناسب نجانا زبان سے تو اقرار نکیا مگر گردن ہلائی
کہ ہان مانونگی عمرو نے کہا تو چھوٹی ہے یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میان آؤ یہ راضی نہین ہوتی
اب تم جانو تمھارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیار وہان سے آگے بڑھے صرصر نے بڑی حسرت
سے مُنھ عمرو کا دیکھا مگر عمرو نے قران سے کہا آؤ بھئی آؤ چلین وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونون کچھ دور جاکر
پوشیدہ ہوگئے اور عمرو نے ایک گلدستہ گلہاے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبان
کے بنائی جھولی کمر سے باندھکر بہتسے پھول بھرلیے اور کھڑی کمر مین گھرس لی اور راہ کترا کر اُدھر ہی سے
نکلا کہ جدھر لونڈے تھے اُنھون نے جو گلدستہ گلہاے نایاب و خوش رنگ دیکھا بیچین ہوگئے اور دوڑکر
قریب آئے کہا میان باغبان یہ گلدستہ کسکے لیے بنایا ہے ذرا ہم بھی دیکھین اُسنے کہا لو لیکن خراب نکرنا

ایک امیر نے بنوایا ہے یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سبکو دیے کہ تو اسکو
کھلاؤ وہ پھول لیکر سبنے سونگھے اور بیہوش ہوگئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگا لیا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیے خواجہ کے جب ہاتھ دونون رُک گئے خواجہ نے زور کرکے ہاتھ چھڑا لئے اور بوسے
لیے اور کہا اے گل باغ کامرانی یہ رسوائیان تم کرتی ہو میری چھاتی پہ کودون دلتی ہو مین نے
ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر مین بیٹھو جو مجھکو میسر ہے وہ کھاؤ اُڑاؤ مگر تم نہین مانتین آج مین ناک
کاٹے لیتا ہون صرصر نے کہا اے عمرو تجھکو واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجھکو رہا کر دے
پھر جو تیرا جی چاہے وہ کر لینا ایسا نہو کہ کوئی اور سردار طلسم مین سے آکر میرا یہ حال دیکھ لے
عمرو نے کہا ہاتھ مارو کہ چھوڑ کر بے اعتنائی کرینگے تمھارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائینگے
صرصر نے یہ سنکر منھ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ موئے تو اسی تمنا مین رہیگا خواجہ نے کہا کیون ابھی سے
یہ باتین صرصر نے کہا ارے او مرچیا جن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے ہمین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے
خواجہ کو ان قسمون کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اُس لیبر قصاب کو مار ڈالا عیارہ پر سے سحر
دفع ہوگیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا اب کہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا گھر جاؤ مین وعدہ وفا
کرونگی خواجہ سمجھے آج یہ مسلمان ہوگی اسوجہ سے الگ کھڑے ہوئے اور عیارہ نے سب لڑکون کا
زیور جو کچھ کہ کڑے بالے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیے اور ازبسکہ ایسی آفت سے رنجیدہ تھی کہ
خنجر پکڑ کر سر کاٹنے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے مین نے تو بچا سمجھ کر انکو چھوڑ دیا تھا لیکن تو
رحم نہین کرتی اُس عیارہ نے ایک نہ سنا اور سبکو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے جست کرکے چلی خواجہ نے
پکار کر کہا اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جاؤ ور بھی ہو موئے یہ منھ اور بلید اتو اپنی
صورت تو چینی مین پیشاب کرکے دیکھ موا جیسے بن مانس یہ کہکر یہ جاوہ جاتش برق چمک کر نکل گئی
اُدھر خواجہ اور قران اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد لشکر مین آکر شریک جلسہ مسرت
و انبساط ہوئے اور صرصر نے جاکر سارا حال اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکور نے فرمایا کہ ابتک تو
نہ کہہ کہ مین نے لڑکون کو مارا ہے کیلیے کہ جنکے لڑکے قتل ہوئے ہین وہ سب تیرے دشمن ہوجائینگے یہ کہکر
ایک نامہ ان سب کیفیتون کا تحریر کرکے شاہ جادوان پاس بھیجا اُدھر لشکریون نے جب اپنے
لڑکون کو تلاش کیا صحرا مین لاشین اُنکی ملین بصد گریہ و بکا اُٹھائین اور حیرت سے آکر استغاثہ کیا

کہ آپ حاکم ہین ہماری داد دیجیے ملکہ مذکور نے حکم تحقیق کرنیکا دیا کہ قاتل تلاش کیا جاے یہان تو یہ ہنگامہ ہو لیکن افراسیاب نکہت انتساب باغ سیب مین تخت رفعت تاب پر جلوہ گستر تھا کہ شیاطین علیہ اللعن و العذاب نامہ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اُسوقت خدمت شاہ طلسم مین سترہ ہزار کنیز بعہدۂ خدمتگزاری موجود تھین اور چار ہزار ساحر نامی و نامور کرسیون پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش مین تھا کہ شیاطین نے سامنے اکر رونا شروع کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خیر تو ہو اسنے پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیکر سر اپنا بادشاہ کے پاؤن پر رکھدیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیون کو آپ مینے رہا کر دیا اے باشاہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک سے ایک کو زبردست بنایا ہو اسیطرح کوکب کی طرف سے ملکۂ خنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجھکو گرفتار کیا اور نامہ اُسکے باشاہ کا آیا کہ اسکو مارو نہین بس اسنے مجھسے میرا سحر رد کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجاو نامہ مین لیکے آیا ہون نہایت شرمندہ ہون فلک کا ستایا ہون بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ مین دود غضب پیچتاب کھانے لگا اور ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اُسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا کچھ اُسمین لکھا نہ تھا ایک پتلا صندل سے اُس قرطاس پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کسلیے مجکو بھیجی ہو یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر صندلین گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپ مجھکو کیا دیکھتے ہین ورہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اگر زمین پر یہ کاغذ رکھدیجے تو مین آپسے باتین کرون بادشاہ اُس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت مین آیا کہ نگارخانہ آذری مین مصور قدرت نے جان ڈالدی ہو بڑی کاریگری دکھائی ہو لوگ مثل کہتے ہین کہ تصویر ایسی بنائی ہو جو منھ سے بولا چاہتی ہو یہان واقعی یہ تصویر بولتی ہو غرضکہ حیرت مند ہو کر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مار کر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سن اے بادشاہ میرے مالک شاہون کے شاہ جناب کوکب والاخطاب نے ارشاد فرمایا ہو کہ اگر ہمکو دوست بنا چاہتے ہو تو مناسب ہو کہ شہزادہ اسد کا عقد ہمراہ مہ جبین کر کے بصد ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ ہین تمکو آستانۂ سلطان گردون سریر شہنشاہ باتوقیر خدیو گیہان خداوند جہان چراغ لشکر اسلام موید مومنان ذوالکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون فر عدل گستر سعد بن قباد والانژاد پر لیچلون اور خطا تمھاری معاف کراؤن اور اگر یہ امر تمنے منظور نکیا تو سزا اپنی پاتیے

کنار مین دیکھو گے بہت پچتاؤ گے جان اپنی مفت گنواؤ گے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب
خود قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ای ہیکل بیجان اپنے بادشاہ سے جا کر کہدینا کہ اگر تجھکو ملک و مال اپنا بچانا
ہی تو بے دینی چھوڑ دے اور اُس دزد مکار عمرو عیار کو باندھکر میرے پاس حاضر کرے ورنہ بپاس
دین جمشیدی اُسپر لشکر کشی کر کے صفحۂ روزگار سے نام اُسکا بلسان حرف غلط مٹا دونگا اُسکی امارت
خاک مین ملا دونگا کہدینا خبردار ہو رہ یہ نکہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتون کو جب اس شبیہ نے سُنا تو
وہ بھی ہنسی اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اُسکے مُنھ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر
کھچی ہوئی تھی جلکر دھوان ہو گیا اور وہ دود مشکر مثل لکۂ ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اُسکے جانے کے
نامہ حیرت کا بادشاہ پاس آیا اور اُس سے حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کر کے جواب لکھا کہ ای ملکہ اب
تمکو لازم ہی کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کسلیے کہ عیارون کے ضرر سے بھی محفوظ رہوگی و نیز جب کوئی
سردار لڑنے کو میری طرف سے آئیگا اُسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی سردار کے آئے لڑتی بھی
نہین ہو پھر کیا ضرور ہی کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اُس مرد صحرائی سے پڑا ہی بھی
اُنکی قریب ہی کہ لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان مین ٹھہرنا مناسب نہین جیسا مین نے لکھا ہی ویسا ہی
کرنا خلاف اُسکے عمل مین نہ لانا یہ لکھکر تلہ کو دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ مذکور بنابر حکم شاہی سرداران
لشکر کو ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلی اُسکے جانے سے کل لشکر باندھکر ہمراہ ہوا اور ملکہ
نے دریا پر آکر ایک چھڑی ماری کہ پانی ادھر اُدھر ہٹ گیا بیچ مین دروازہ پیدا ہوا ملکہ اُس دروازہ مین
داخل ہوئی اور اُسی مقام پر پہونچی کہ جیسا سابق مین ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا
گیا تھا چنانچہ ظاہر مین تو شہر ناپرسان بہت دور نظر آتا ہی لیکن براہ طلسم و نیرنگ بہت قریب ہی
ملکہ اسی شہر مین آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار شہر مذکور پڑی اب دریاے
خون روان کے اُدھر ایک دیوار منزلون تک کھچی نظر آتی تھی اور اُس دیوار پر کاخ و عمارت بنی
تھی ساحر پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ مین بھی
خبر پہونچی عیار اور سردارون نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اُسطرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتا نپایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے اُدھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تو نے نام
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجاے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بزبان

تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اُس جنگلی نے تجھکو دکھائی ہو اب لازم ہو کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ
اُسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھا یہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہو گیا اور باغ حبیب سے کچھ
دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نورافشان اور دریاچہ عمل مین
کوکب کے ہو اُسکو خشک کر دے اور دیوار کو ڈھا دے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضہ مین لائے یا ایسا
سحر کرے کہ وہ اپنا گلا کاٹکر آپ مر جائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہو اور یہ جانتا ہو اور
لوح طلسم نورافشان طلسم نزار برج مین ہو اور بادشاہ طلسم نزار برج مطیع و منقاد افراسیاب طلسم ہو
ہو حال اُسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و بجان بیتاب پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب
سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پر آکر اترا وہان ہزارون پتھر سنگ یشب و سُماق کے پڑے تھے شاہ کے
پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین پشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اُس پتلی کی تپائی کی
ایسی تھی پس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اُسپر بیٹھا اور سحر پڑھا کہ اُس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت
بھر کا پتھر کا نکلا اُسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اُسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی
تختی ہو بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نورافشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین
بہتر ہو اس نیت کرنے سے پتلے کی پیشانی پر حرف ظاہر ہوئے کہ بیوقوف ہو بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا
کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہو جو تو یہ حوصلہ کرتا ہو خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا
بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہو تو لوح طلسم نورافشان بہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ
پیدا کر اُس سے طلسم کوکب فتح کروا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اُس پہاڑ کا تجویز کرکے
ایک تصویر اُسپر بیل کے قلم سے کھینچی اور ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ وہ بیل جسپر تصویر کھینچی تھی اُٹھکر
سامنے آئی اُس سے حکم دیا کہ ای شبیہ سحر تو جا طلسم نورافشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اُس سے
پیام دے کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مین ہوشیار نتھا تمھارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح
طلسم مجکو معلوم ہو کہ جہان ہو اور سوائے اِسکے مین مالک حجرۂ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو
تو اُس ناعیار کو میرے پاس قید کرکے بھیجدو وہ بیل پیچان یہ حکم شاہ ذیشان سنکر اسطرح روانہ ہوئی
کہ وہ بیل جسپر تصویر کشیدہ تھی بردے ہوا اُڑکر نظر سے غائب ہو گئی اُدھر ملکہ حنا بعد رہائی مہرخ جو
مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادۂ ارغوانی کا دور

شروع ہوا اس عرصہ مین وہ تپلا صندل کا جو دُھوان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا
عرض کرکے غائب ہوگیا بعد کچھ عرصہ کے سِل اُڑتی ہوئی اُسجا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت
راست استادہ ہوئی اُسمین جو تصویر کھچی تھی وہ پکاری کہ اے بادشاہ میری بھی تسلیم ہوجئے اور یونڈی
جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہوکر سنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کرو اُسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ
جادوان عالی جناب والا خطاب بقیہ نسل سامری چراغ دودمان ساحری وافسونگری مصباح انجمن
فسون سازی مشعل پُرضیا رخانہ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب
نے آپکو آگاہ کیا ہے اور اب طلسم کی بربادی کا آپ کے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے ارشاد فرمایا
ہے شاہ کوکب جملہ پیام اُس تصویر کی زبانی سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہدینا
کہ اے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھسے زبردست ہو مال و ملک و خزانہ فوج سحر و نیرنگ ہمسے دونا رکھتے او
جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نکرتے مگر کیا کرین مجبور ہین اسلیے کہ ایک شخص ہمارے پاس زمین
طے کرکے بمصیبت تمام آیا اور اب ہمارے دامن مین چھپا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ اُسکو نکال دین کسی
مذہب و ملت مین یہ جائز نہین اور آدمیت سے بھی بعید ہے لہذا اب تمسے کہا جاتا ہے کہ ہر چہ بادا باد جو کچھ تم
چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہین خداے ما بزرگ ست بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی
ترست + یہ فرماکر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک پتلا زمین سے موتیوں کا مالا لیے ہوئے نکلا اور بامر
بادشاہ اُس سِل کو وہ مالا پہنا دیا ایک ڈھلدھکی اُس مالے مین گندھی تھی وہ سینہ پر تصویر کے
آلگی اور سِل وہان سے اُڑکر جانب کوہ مذکور چلی اور سامنے شاہ جادوان کے آکر گری اور تصویر نے
پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور سِل پر سے غائب ہوگئی بادشاہ لوح طلسم کو کب لینے کی
فکر مین روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشان مین جاتا ہے اور ملکہ حیرت داخل طلسم ہو خواجہ
عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آگئے تھے ہر ایک سے ملکر طاؤس سحر طلب فرماکے بھر ان
کے پاس چلے گئے اُدھر باغبان وزیر تلاش مین عمرو کے گیا ہے اس مقام پر صاحب فقرنے لکھا
کیا ہے کہ باغبان ایسا زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہو اور شہزادہ اسد
قید رہین یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہے لیس بدین سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب بالی
شہزادہ آسد شریک مسلمانان کراتے ہین اور انھین کا تتبع یہ احقر داستان گویان جاہ تو لعف

فسانۂ ہذا بھی کرتا ہی ونیز یہ بھی اس کمترین نے اس قصہ کے لکھنے مین جسارت خلاف دفتر کی ہی کہ داستان ٹکڑے ٹکڑے تھی اُسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھ دیا ہی چنانچہ داستان ریحانہ و نگار کی اسی طرح دفتر مین تھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم نزار مرجع کا اور کچھ کیفیت اُن دونون جادوگرنیوں کی لکھی تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اُسکو بہ نظر تسلسل افسانہ ایک ہی مقام لکھا ہی تاکہ ناظرین باتمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اٹھائین اور ماہران فن داستان گوئی تیش بیش ہو جانے سے داستان کے انگشت اعتراض صفحۂ حال اس سراپا تقصیر پر نرکھین اور میری محنت کی داد دین آمدم برسر مطلب یعنی حال افراسیاب اُسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب شمۂ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر باقبال و شہزادۂ تورج وغیرہ مع کوائف لقاے بدخصال لکھی جاتی ہی وباللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہر مدد زمرد شاہ باختری آفت کوہی غضنفر کوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اسیر صباے جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور حال طلسم ہفت ایرج فتح کرنا مرحلات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہر مدد لقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادہ ایرج کا آکر انکو قتل کرنا پھر آنا سیماب بدن کالقا کی مدد کو اور اسکو آکر قتل کرنا شہزادہ تورج کا پھر حال شہزادہ قاسم سے تعنے جانا شہزادۂ مذکور کا برائے فتح طلسم گوہر گرہ لمولفہ

اے مرے ساقی مرے پیرمغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوگئے
تکیہ خُم بادۂ گلنار ہی
شیشۂ محل بنگئے جام شراب
مُہر ہی ناب سے ہی نام کی
رنگلین ہین شیشۂ صہباے ناب

نشۂ مے صفت کیون ہو نظر سے نہان
کشتی مے تخت شہی آج ہی
خُم جو تھے نقارۂ شاہی ہوگئے
فضل خدا ہی مے گلفام پر
نقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہی
گولیان بندوق کی ہین تاک آب

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیمت نہین بادشہی تاج ہی
صافی مے مسند زر کار ہی
قبضہ ہوا سلطنت جام پر
بوند جو ہی بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہی
بجتا ہی میخانے مین کوس شہی

مجلہ مین سامان جلوس تہی	مجکو نجہا ور ملے اس عہد کی	دے مُو گلزنگ مجھے شہد کی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن	جوہر اعجاز بیانی دکھاؤن	حال کہون وہ جو مزاحصہ ہو
جادو و نیرنگ ہی القصہ ہو	جاہ بیا قصۂ نادر نویس	آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن سحر و نیرنگ - و قمریان سروستان کلام ہائے رنگارنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی - و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر بیانی - شاخ رنگین و پر بہار خامۂ تحریر سے مضمون بوقلمون کی گلفشانی اسطرح فرماتے ہین اور باغ پُر بہار اسمار کی سیر یون دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنے صبائے جادو و بلائے جادو نے بمشورۂ بختیارک سے آرزو نامہ بابر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اُس ثانی شداد نے نامہ پڑھکر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اُسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہو چکا فی الجملہ اب مقابلہ و مجادلہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہی اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا راندۂ درگاہ کبریا بتخت نکبت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری وغیرہ سرداران لشکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہلکارے ہوا گاہ ہو آگے حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہوئے کہ عنصر کوہی کے بھائی آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی مدد کو آتے ہین اور قریب ہو پہنچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے برائے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کہ پیشتر بھی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہی چنانچہ یہ وہ آفت نہین ہی یہ بھائی عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبرین مو ہی اُسکا ہی اور از بسکہ یہ سرزمین کوہستان ہی تو ہزار ہا کوہی قلعجات ستحد و کا مالک یہان رہتا ہی اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہی اور صاحب دفتر نے یہ تسلسل رکھا ہی کہ جبتک طلسم ہوش ربا فتح ہو اس کوہستان اور اُسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جیا یئن غرضکہ شیطان خداوند نے جاکر استقبال کوہی مذکور کیا اور لشکر اُسکا متصل لشکر خداوند اُترو ایا بارگاہ اُسکے لیے استادہ ہوئی تو وہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا خداوند کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ماموں سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا

حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کہ اسطرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیون کو نکال لیگئے اِس کلام پر لقا خفا ہونے لگا اِسی گفتگو مین صبا بے جادو بھی دربار مین آئی اور اُسنے اِس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل دیو صورت قامت مین تاڑ جسامت مین پہاڑ پُر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی پیوند پاپون مین بدچلنی کا چلن مونچھین کھڑی کھڑی داڑھی ساحرون کی ایسی نشہ نخوت سے آنکھین لال بھبھوکا کمال زود رنج ہفتہ دوست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہے آپ ہی آپ بن رہا ہے یہ لکا تہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اُسی کے پہلو مین آکر بیٹھی اور ازبسکہ یہ سحر سے صورت اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اِس کوہی نے بھی اُسکی ملمع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر اُبھار سے نیا جوبن معشوقہ عاشق خصال عربدہ سازی مین جسکو حاصل کمال بظاہر بہت خوبرو باطن سیہ چہرہ و تند خو پیرزال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پُر عیب و مکار و زانیہ و بدچلن یہ بھی اُس پر مائل ہوا اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اُسکو دیا اسنے بھی شعر مستی مین عاشقانہ پڑھے بختیارک نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبا کے کہا کہ ای ملکہ اپنے بھائی بلاء جادو کو کیا جواب دوگی اُسنے کہا وہ نگوڑا کیا میرا حاکم ہے میرا جو جی چاہتا ہے وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا ای جانی ہم آج تیری بارگاہ مین آئینگے اُسنے کہا مین جبتک ان خداپرستون کو قتل نکرونگا عیش و راحت کرنا مجھپر حرام ہے ساحرہ نے کہا اچھا تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرینگے اُسنے کہا چلیے تو اپنے زور کے بھروسے پر لڑونگا میرا آگے سمجھ لونگا جب مین مغلوب ہو جاؤن اُسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملکجی طبل جنگ بجواؤ اُسنے کہا اتنی جلدی نکرو موت بلانا اچھا نہین یہ شتابی یہ بیتابی روا نہین کوہی اسکی باتون پر ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا کہ کوہی کوہ خاور طے منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیاے ماہ کا غازہ چہرہ پر ملکر دہر پر آفت کو لبھایا کہ نظم

چھپا جب شہب گردونگا اسوار — لیا دبے بنگلے سب نجم و سیار
شب مہتاب نے جوبن دکھایا — عروج ماہ کا پھر وقت آیا

قمر شام باصرار آفت ناکام لقا نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے تئین بارگاہ سلیمانی

مین پہونچایا اور زبان ادب سے صفت و ثنائے شاہ اسلام ادا کرکے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ نے خبر سنکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواختن کوس حرب دیا عیارون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقار خانہ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلگئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین جھنّاٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگا تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دلمین رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتۂ جان اور رشتۂ تیغ سے رشتۂ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر بران نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقۂ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان مین تلوارون کے پھل تھے دونون جانب کے لشکرون مین غلغلۂ عظیم برپا تھا تیغون کی جھنکار اور خنجر کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال وقتال مین طوفان عظیم اُٹھا تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہانتک عرض کرون رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ برپا رہا تلوارین سان پر چڑھین دلاورون پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلون کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار بجھے نیزے بہر پیکار تیز و تیار ہوتے گھوڑون کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چاق و چست ہوتا شور کرنا و بوق سے گوش روزگار مین پنبۂ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا یا ذرہ ذرہ لبان شیر غراتا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ اختر و ماہ اسلحۂ شعاع سے مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر　　جہان کرد از چہر خود پُر ز مہر
سپہ بہر جنگ آمد از لشکر خروش　　زمین آمد از بانگ اسپان بجوش

وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوا امیر مسعود کردار بعد فراغ طاعت باری سلاح سنجوگ سے آراستہ ہوکر در دولت شاہی پر آئے سرداران ذوی الاقتدار بھی بامید ادائے آداب حاضر آستانۂ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان و مسلمانان حضرت قدر قدرت فخر الملوک والسلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والاشان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا لب عرش پہونچا امیر اور سب سرداروں کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف

جنگاہ کے اس عظم و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزار ہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنیں و شاہان روے زمین مثل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اُسطرف سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پر بیم چشم زمانہ پر انسو بھی خیرت گریزان آفت پُر رعب طلسم

یکی ابر بست از پے گرد سُم
برآمد خروشیدن گاو دُم
شدہ جمع چندان سپاہ بست و پیل

کہ روے زمین شد بگرد از نیل
درفش و سنان را خود اندازہ نیست
خور از گرد بر آسمان تازہ نیست

اگر بشمری نیست اندازہ دم
ہمی از تیرہ شدہ گوش کر

حاصل مرام بعد ورود موکب نبرد آزما ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے آفت پُر فتنہ اجازت حرب لقا سے لیکر وسط میدان میں آیا اور سلیح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہاں کون زندگی سے بیزار ہے جو میرے سامنے آنا چاہتا ہے اس نہیب کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صفدر و صف شکن خورشید بن ہاشم تیغزن نے گھوڑے کی باگ لی کُل صفِ دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے سردار پاپیادہ ہوکر رکاب میں چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اُڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ تہیہ لگا ور گینڈا بڑھا کر چلا یا تم بگاورنی ہوئی سات قدم گینڈا اُسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونوں نے زانوں میں ملکر سامنا کیا نیزہ وری آغاز ہوئی سنان پر سنان اور بنان پر بنان بجنے لگی بعد رد و بدل ہونے چند طعن کے شہزادہ نے نیزہ ہاتھ سے نکالا اُسنے غصہ میں آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغہ اُسکا جھنا کر دو ٹکڑے ہوا اور اس شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اُس تیغ کی روانی سے پناہ ہائی مشکل ہوئی سپر کو کاٹکر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبا سے جادو بروے ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور سحر پوشیدہ تھی سمجھی کہ یہ تلوار سپر کو کاٹ چکی ہے اب دو پرکالے کر یگی پسران حمزہ بڑے شہ زور ہیں جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کوہی ہلاک ہے یہ سوچکر بہت جلد اُسنے سحر پڑھکر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود و دو ملغہ زرہ ٹوپی عرق چین کاٹکر تا بہ کاسہ سر پہونچی تھی کہ کُند ہوئی اور اچٹ گئی چالاک ادر ابو الفتح سیر جنگ دیکھنے کو آگے بڑھ آئے تھے یہ کیفیت دیکھکر گویا ہوئے کہ شاہم

یہ کوہی ساحر ہی غرضکہ شہزادہ کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم ہوتا ہی اور
اُدھر شہزادہ نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کرکے کفل گرگدن پر جا بیٹھا تلوار نے گینڈے کا
سر قلم کیا کوہی جست کرکے زمین پر آیا اور شہزادہ کے گھوڑے کو ذبح کرنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر
کود آوہ دوڑ کر لپٹ پڑا باہم سرگرم کشتی دونوں ہوئے دوپہر تک خوب کشمکش ریلا پیلی کے رد ونچے
جب روے ہواے صبا نے دیکھا کہ اب معشوق تر النجبا نے لگا دم اُسکا اُکھڑ گیا قریب ہی کہ جیت
ہوجائے بس یہ دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ شہزادہ کے جسم سے طاقت جاتی رہی کوہی نے باندھ لیا اور اپنے
لشکر کے حوالے کیا اور پھر نہیب دی کہ ای مسلمانان اور کسیکو بھیجو میرے مقابلہ میں اسوقت
سرداران دست چپ نے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اُسنے باعانت سحر ساحر
گرفتار کرلیا شام تک تیس چالیس اسیر ہوئے شام کو جب ساحر روز روپوش ہوا اور عالم ظلمت پوش
کہ ؎ بدین گونہ تا تیرہ شد جاے ہور ٭ ہمی بود بردشت ہرگونہ شور ٭ شام کو طبل آسائش پر
چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ میں آکر آسودہ ہوئے لقا اپنی بارگاہ میں شادان و فرحان آکر بیٹھا کوہی
بھی آیا ساحرہ مذکور بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید میں مبتلا کرکے اپنے ساحرون کے سپرد کیا کہ انھون
نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شرابخواری کرنے لگی اُدھر امیر بارگاہ میں رنجیدہ خاطر آکر بیٹھے
چالاک نے آپ کو غمگین دیکھکر عرض کیا کہ ای آقاے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر غدار معلوم ہوتا ہی غلام
جان نثار خبر اسکی لیتا ہی امیر نے ارشاد فرمایا کہ ای رفیق شفیق تم دو ایک روز سے کچھ کبیدہ خاطر رہتے ہو
اول اسکا سبب بتاؤ پھر جہان مزاج میں آئے جانا عیار مذکور نے پاے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا
کہ اب میرا دل یہان رہنے سے گھبراتا ہی بے اختیار جی چاہتا ہی کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار
کی خدمت میں جاؤن امیر نے یہ عرض سنکر فرمایا کہ ای فرزند قسم ہو مجکو یزدان پاک کی کہ خواجہ کو اپنے
سے بہتر میں جانتا ہون میرا بھی دل اُنکی خیریت سننے کو چاہتا ہی میں موقع و محل دیکھکر تمکو جانب
طلسم رخصت کردونگا ابھی توقف کرو عیار یہ کلمات عنایت آیات امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہان
ابوالفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت مبدل لشکر لقا میں دونوں آئے دربار گاہ میں
اُس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھون بفطرت جیسا اکثر بیان ہوا ہی دو خدمتگارون کو
الگ لیجا کر بیہوش کرکے غار میں چھپایا اور اُنکا لباس لیکر انھیں کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ

سے داخلہ کیا یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلاے جادو بھی بارگاہ مین آیا
ہوا تھا صبا بخاطر اپنے برادر آشناے دیرینہ کے کوہی سے ہٹکر بیٹھی تھی مگر اشارے ہو رہے تھے صحبت
عیش برپا تھی یہ دونون عیار بھی ایک سمت کھڑے ہوکر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا تو بہت دنون سے
یہان آئی ہو حال عیارون کا جانتی ہو اُسنے باحتیاط اِسلیے کہ عیار آکر صحبت برہم نکرین سحر پڑھا کہ
حال اُنکا مجکو معلوم ہوتا رہے چنانچہ سحر نے اُسکو باخبر کیا کہ دو عیار یہان آئے ہین وہ حیران ہوکر
اِدھر اُدھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھکر جہان کھڑا تھا وہان سے ہٹکر بختیارک کے
پیچھے جاکھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اِس اثنا مین ساحرہ نے بغور
ہر سمت نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملکجی مجکو تمسے
کچھ کان مین کہنا ہو یہ کہکر باتین کرنے کے حیلہ سے قریب آئی اور کلام کرنے کے لیے جانب شیطان
جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے جست کرکے ایک لات اِس زور سے ماری کہ
یہ تخت لقا پر جا گری اِس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ اُنکا پکڑتا ہو
وہ ہاتھ کو اسطرح کُن دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا ہو اور اُنکا ہاتھ چھوٹ
جاتا ہو گرفتار کرنے والا حیران ہوکر گیند کو دیکھنے لگتا ہو کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا اور عیار نکلجاتے
ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیلا عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مارکر آپ
بھاگا لوگ سب حیران کہ یہ معاملہ گذرا ہر سمت آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ سے
نکل آیا ساحرہ کے چوٹ بہت لگی لوگون نے اُسکو دوڑکر اُٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ پر سے
اُٹھا اور قریب ساحرہ آکر تمسخر کرنے لگا کہ آج تو آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلی نے یہ رتبہ دیا
کہ لات کھائی خیر یہ تو اُنکی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اُڑجاتا اب اُنکی تعریف کے سوا کچھ اور
کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام اُنکے ناحق ہین وہ سب
حق ہین اور وہ یہان مقرر تشریف رکھتے ہونگے ایکی جو برا کہتے سنینگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے
اِسکے کہنے سے کچھ برا بھلا عیارون کو نہ کہا چپ سکوت مین آکر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان
اب تخلیہ کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر نہ آنے پائے
حسب الحکم انتظام ہوگیا اور صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین

فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی لیکن اتفاق سے ابوالفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اُسنے دور سے
کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین یہ دیکھکر آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس پُر زر
پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے کمر مین جام رنگین رکھے آتا ہو اور پیچھے
بہت سی خُمین شراب کی چھکڑون پر بارین اور بہت سی کشتیان جنپر تورے پوش پڑے ہین کہارون کے
سر پر رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ اور مٹھائی بہر گزک رکھا ہو اور شیشے بادۂ
ارغوانی کے چنے ہین جنکے مُنہ سونے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ داروغۂ
میخانہ ہو عیار مذکور یہ سامان دیکھکر صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُس داروغہ کے گیا اور سلام
کر کے ہنسکر بولا کہ آغاہ آج داروغہ صاحب کہان ۔ اِسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان
عنبرین مو نے خداوند کے لیے بھیجا ہو مین پہونچانے آیا ہون اِسنے جب سب حقیقت دریافت کر لی
اُس سے کہا اے برادر آپ وہان جاتے تو ہین کیا کہون خیر جائیے اب معلوم ہو جائیگا یہ سُنکر داروغہ
کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑ کر منت کرنے لگا کہ تمکو قسم ہو خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان
کرو کسلیے کہ دربار سرکار کا مقدمہ ہو شاید کچھ میرے لیے قباحت ہو اِسنے ہنسکر کہا خیر خاطر ہو آپ اِدھر
تشریف لائیے مین بتا دون واقع مین آپکے فائدہ کی بات ہو یہ کہکر اُسکو الگ تنہائی مین لایا اور
کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ مُنہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اِسنے اُسکو خوب بیہوش کر کے گڈھے مین ڈالا
اور اُسکے کپڑے لیکر بہت جلد اُسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہرا کر کشتیان سب
ایک جگہ رکھوالین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجھکو ایک خبر معلوم ہوئی ہو ایک ترکیب ایسی کرنا
ہو کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر ماتحت داروغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اُسنے سب مین بیہوشی
ملا دی اور ایک دو خُم مین بھی بیہوشی ملائی پھر وہان سے میخانہ لیکر دربار گاہ پر آیا ۔ یہان اتنے عرصہ
مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملکی مین ایک پہلوان پہلے لڑا چکی ہون ابکی اور ایک پہلوان
ایسا بلواتی ہون کہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پہلوان زمین
سے نکلا قامت مین عوج بن عنق عقل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اُسپر اثر نکرتا اور
وہ کسی پہلوان زبردست سے زیر ہوتا واضح ہو کہ دو ایک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان
گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود داستان لکھنا طوالت فسانہ نظر آیا اس سبب سے

مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہی کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ کرکے کئی سو سردار اسلامیان مشل
آفت کے گرفتار کیے آخراب جو ذکر کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو گراکر ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے
نے داروغہ کو میخانہ کے بیہوش کرکے وہ بارگاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ اس پہلوان کی لڑائی جو بیان
کی جائے تو یون سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی مثل اورون کے دنگل پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اور
جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اسوقت ساحرہ نے اسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرض کہ خبر پہونچی کہ
سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر داروغہ آیا ہی لقا نے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ
بارگاہ مین لائے ابوالفتح در بارگاہ پر ٹھہر رہا اسلیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور
واقعی ایسا ہی ہوا کہ کہاریون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گئین ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ
انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پس ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب سے
پلاؤ جو دو ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے انھون نے انھین گلابیون سے شراب ناب ساغر مین بھر بھر کر
اہل انجمن کو دینا شروع کی ازبسکہ تخلیہ تو پہلے ہی سے تھا مقرب سردار کئی سو حاضر دربار تھے لیکن خادم
خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نتھا عیارون کے خوف سے دو ایک ساقی اور گوئیے رکھ لیے تھے اور سب باہر
تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلنا
کافی ہوگیا یکایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر پھیر
کی فرمائی مابدولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اٹھا سردار حاضران دربار
بھی مست ولایعقل ہو چکے تھے کسینے کسی کے دھول ماری کسینے کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا
کہ میاں برات کا وقت ہی کو آبسیر الیتا ہی غرضکہ اسی دھول جھکڑ مین خداوند جو ناچتے ہوئے
اٹھے ہر ایک اہا ہا کرتا اور مٹکتا ہوا اٹھا اور گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل
محفل کو خوشحال دیکھکر شراب کو عمدہ سمجھکر آپ بھی دو چار جام پیے اور رقاصون کو بھی دیے پھر تو
ایسی بری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی الٹی کرکے رینیا شروع کیا اسطرح جیسے گلے پر
چھری پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پشواز الٹکر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحر اور سردار چوتڑ پیٹتے
اور اچھلتے پھر کو دکرتے تھے یہانتک کہ جب دماغ ماؤف ہوا بیہوش ہوکر ہر ایک گرا اور جب عرصہ
کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہوگئے ہونگے پس اندر جاکا

قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو ناحق اندر نہین جاتے آپکے لیے ممانعت ہوئی
ہو اسنے کہا بھئی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمھارے کہنے سے مین جاتا ہون خداوند کو سلام کرلونگا
یہ کہکر کہاریون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑکر آپ اندر بارگاہ کے آیا اُدھر چالاک بھی ایک معزز
کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسینے منع نکیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو بیہوش پایا
پس داروغہ مصنوعی پھر کر دروازہ پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کردو سب
اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سنکر وہان سے چلے گئے اب
بالکل تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اُسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر پر
دیکھکر جلد کھڑا ہوگیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلام ہونکا بھی
مین غلام ہون اور خود ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس لقاے بے ایمان کو آپ جوتیان لگائین نے آپ بسم اللہ
کیجیے چالاک نے کہا ملکجی اگر ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ اُسترہ اور خداوند کی ڈاڑھی مونڈو اتنے شیطان
گھبرایا اور عیار نے ڈانٹا کہ باش اے دورنگی منافق اب ہم تجھکو عورت بناکر عنصر کوہی کے بغل
مین سُلائینگے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشدزادے ایسا نکیجیے لیکن عیار نے نمانا اور ایک خرما
بیہوشی آلود نکالکر کمر سے اُسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اسنے کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اُسکو
بہت خوبصورت عورت بنایا اور پیراہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست کرکے پھر اُسکو
ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اُسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے
کہتا تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین کہ مجھ مین اور عورت مین کچھ فرق نہین رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی
سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر مین اسکو
چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا سبکی ڈاڑھیان مونچھین بھوین مونڈین چار ابرو کا
صفایا کرکے پیراہن ہر ایک کا اُتارا اور منہ نصف سیاہ نصف سرخ اُسپر سفیدی کے ٹیکے اور گلون مین جوتیان
ہار کی طرح ڈورین باندھکر پہنادین ہاتھ مین بھی جوتی پہنادی منہ سب کے کالے کردیے اور بعض کو
قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھادیا اور انکو ایک ڈفلی ہاتھ مین دیدی اور ماتھے پر شعر لکھدیے کہ
وہ فحش کے سبب لکھے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو لیجاکر لٹادیا اور لقا
کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بناکر اُسکے گلے مین ڈالکر رسی اُسمین باندھکر

لقا کے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی ڈاڑھی مین دو بال چھوڑ دیے تھے اُسمین گھنگرو باندھ دیے اور
ایک رقعہ بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ ای خرس بادیہ ضلالت یہ کام مہترین مہتر چالاک بن عمرو
کا ہی جب یہ حالت سبکی کر چکے خنجر کھینچکر بلا صبا ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے سحر کے بنائے
ہین کہ وہ اُسکی حفاظت کرتے ہین اسوقت بھی روے ہوا سے وہ پتلے پچکاری ہاتھ مین لیے اُترے
عیار دونون اُنکو دیکھتے ہی بارگاہ سے نکلگئے اور پتلون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ
منھ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور بارگاہ کا حال دیکھا کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی لکہ ابر برستا ہوا نکلگیا
اُسکی تاثیر سے ہر یک ہوشیار ہوا اور اُٹھنے کا جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا
اور جسنے گھبرا کر منھ پر ہاتھ پھیرا جوتی منھ پر لگی اُدھر لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اُسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی
ڈگڈگی بجنے لگی اُسنے جھنجھلاکر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور کرنا چاہا رسی اُس ہاتھ مین بندھی
تھی وہ کھنچی اُسکے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اُسکے گلے مین تھا ایک طرف عنصر کو ہی کو جو
ہوش آیا رنڈی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجھکو خود عنایت فرمائی
ہی بس یہ سمجھکر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کمکیپان پر ہاتھ ڈالا وہ شیطان بھی وہ وہی لگے
اُس سے لپٹا اور پھر یکایک اُسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اُٹھکر برہنہ اُسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا
پاس آیا کہ یا خداوند مجھکو عورت سے مرد بنا دے ہر چند کہ لقا اس مضحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی
یہ صورت دیکھکر ہنسا اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بنا دونگا اُسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے
ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھرکا کہ کہان ننگا دوڑتا پھرتا ہی اُسنے آواز خداوند کی پہچانی اور بالکل
اُسکو نہ شناخت کیا اور کہا اگر تو لقا ہی تو مجھکو کیا ڈانٹتا ہی خود تو آپ ننگا کھڑا ہی اور عجیب اسوقت
تیری برزخ اور قطع ہی یہ سنکر خداوند شرمایا اور ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا
اُسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلائی تھی روشنی بہت تھی اُس رقعہ کو پڑھکر معلوم
کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہی پس ہر شخص کو تانت کے پھندون سے رہا کیا اور ہر ایک
علیحدہ اُٹھکر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کرکے تخت پر جلوس کیا تھم
پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اُسکے کپڑے بدلکر منھ چھپا کر دربار مین آئے بختیارک
اُسی طرح عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجھکو پہچانتے ہین یا

کون ہون وہ خرس بغیرتی کی راہ سے ہنستا تھا آخر پکارا کہ سنو وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھو مجھ مین
یہ صفت ہو کہ کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا ہون یہ کہکر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن
چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن و جمال تھا اب پھر وہی شیطان مجسم بنگیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ
آب گرم سے دُھلایا کہ وہ روسیاہی ظاہری دفع ہوئی اُسوقت لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت
نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے دل لگی کرینگے
اسوقت خداوند کو تمھارے چھیل سوجھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو بچا بنتا تو عیار ہمارا یہ حال کرتے
اُسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سبکے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنوالیا یہ اسلیے کہ تم لوگون کی دلشکنی
نہو غرضکہ ایسی کچھ باتین بنا کر جانا کہ رات زیادہ آئی ہو دربار برخاست کرے لیکن بختیارک نے
کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہو عیار فکر مین ہین ضرور دو ایک کے ہاتھ جائینگی صبا نے
کہا ملکہ مین ہوشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو
بارگاہ مین اپنی لائی لقا عیش خانہ مین جاکر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی مونچھ نذر کرکے
اپنے اپنے مقام پر گیا اُدھر عیار جو ان سبکی یہ گت بنا کر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ
بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نچاہیے پس ابوالفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار کو دیکھکر خنجر
سے اُس غار کو گہرا کرکے صحرا سے لکڑیان جمع کرکے اُسمین بھرین اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور
چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ہاتھے پر نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک
تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا جسمین چار چہرے حور کے بنے تھے ایک زنجیر کمر مین لپیٹی ایک تھالی ہاتھ
مین لی کہ اُسمین جونک جلتی تھی اور دو رقعہ بخط طلسم لکھے ہوئے اُسمین رکھے تھے اور کان آنکھ
منھ ناک سے شعلہ آگ کے نکلتے معلوم دیتے تھے پس اس صورت پر درست ہو کر قریب پشت
بارگاہ صبا آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہو ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت
کی طرف سے پہلوے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اُڑتا ہوا آئے بیچ بارگاہ کے صحن مین یہ اُترا
صبا اسکو دیکھکر کھڑی ہو گئی اِسنے سلام کیا اور نامہ تھالی مین سے اُٹھا کر ہاتھ مین دیا اُسنے وا کرکے
پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچالیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا آجکے
کے مسلمانون سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار بھیجا ہے وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سبکو گرفتار کریگا

اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اُسکو تم نہ پڑھنا انھین کو دینا کہ وہ آپ پڑھین صبا نے یہ حال پڑھکر دوسرا نامہ اور رومال طلب کیا عیار نے آگے بڑھکر ایک ہار پہلوان کے گلے مین پہنا دیا اور اُسکے ہاتھ مین نامہ بھی دیا اور آپ جست کرکے سراپچہ فراکر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نامہ دیکر پیاچہ جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادہ شاہ جادوان تھا اُدھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کے نظر کی لکھا دیکھا کہ اِس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمھاری پرچھائین بھی نہو بس یہ دیکھکر وہ اُٹھا صبا نے کہا کہان جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ تو آفت سے اختلاط کرنے لگی وہان پہلوان نے نامہ وا کیا الائچی اُسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان اِس الائچی کو کھاکر جانب مشرق سو قدم گنکر اُٹھانا ایک نور تمکو اُسطرف روشن نظر آئیگا بصدق ارادت قدم عقیدت بڑھائے اُس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچوگے کہ اُسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھین بند کرکے کنار غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا نظر کردہ کرینگے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آجتک کسیکو ملی ہے نہ ملیگی یہ مضمون پڑھکر پہلوان نے الائچی کھائی اور سو قدم گنکر آگے بڑھا وہ غار جو ابوالفتح نے روشن کر رکھا ہے اُسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا ابوالفتح تو وہان چھپا ہوا تھا ہی آہستہ آہستہ قریب اُسکے آیا اُسنے آہٹ جو قدم کی سنی سمجھا کہ شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اُسی طرح آنکھین بند کیے کھڑا رہا عیار نے پشت پر پہونچکر ہاتھ جو تڑون مین دیکر اِس زور سے ڈھکیلا کہ مُنہ کے بل وہ اُس غار مین گرا گویا قعر جہنم مین زندہ پہونچگیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک کو تو عیارون کا خوف لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اُٹھکر بارگاہ ساحرہ مین آیا اور پوچھا پہلوان کہان گئے ہین آسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اِس شیطان نے حال سنکر کہا ہاے مار ڈالا ارے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سنکر گھبرائی اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے اُنسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم گنکر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سنکر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ مع آفت کے پہلے بارگاہ لقا مین آئی

شیطان نے اُس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند تبلایئے پہلوان میرا کدھر گیا
مارا گیا یا زندہ ہی لقا نے جواب دیا کہ یون ہی یا دون ہی کچھ تو ہی قدرت سو رہے تھے تقدیرین
بھی سو رہی تھین اسوقت قدرت بتائینگے نہین ہر چند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ وہانسے
ناچار ہمراہ بختیارک و آفت اسیطرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اسکو بھی
روشنی دکھائی دی پس سر غار پر یہ بھی آئی وہان پر غل مچا رہے تھے اسکو یقین ہوا کہ پہلوان
اسی گڈھے مین گرا دیا گیا ہی پس رونے لگی اور عیار جو بطور مخفی وہان حاضر تھے اُنھون نے
اسکی صدا سنکر دور سے نعرہ کیے کہ باش او لکاته ہم نے اُس تیرے پہلوان کو واصل جہنم کیا
اور انشاء اللہ جبتک سرداران لشکر اسلام قید مین یوہین اگر ہم تجھکو زک دینگے او مین مار ینگے
تو تجھے بھی پہلوان پاس بھیجینگے یہ نعرہ سنکر بختیارک نے کہا اب یہان نہ ٹھہرو ورنہ خطا
ہی ساحرہ وہانسے واپس ہوکر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے
خبردار رہنا مقرر وہ اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سنکر بظاہر تو کہا ملک جی
اُن موذی کاٹون کی کیا مجال جو میری جانب نگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات
سنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہوا انکو
عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئینگے چنانچہ اُسنے فرط خوف سے زندان خانہ
مین جاکر جتنے سردار کہ اُنکی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا کر دیا
وہ سب رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلۂ آفتاب نے غار مشرق سے
سربلندی کی اور جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹا یا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح
روشن + زمین آئی نظر پاکیزہ دامن + صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر
ہوئے دربارگاہ نقارہ ہوا سرداران تہمتن بھی زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے اُسوقت سرداران
رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا امیر بھی مسجد سے تشریف لائے اُنکے
قدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر حملہ کیفیت قتل پہلوان اور ریش
تراشی لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال دشمن سنکر خندہ زن ہوئے اور آنے سے
سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اسطرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سر برآرا ہوا حملہ کوہی

حاضر دربار ہوئے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوندی کی طرف سے جاتا رہا یہ
جو سوار ہوا دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون
جسکو آنا ہو میرے ہمراہ آئے بہت سردار اور کئی ہزار کوہی مسلح و مکمل ہو کر جانب لشکر اسلام چلے جب
قریب لشکر مذکور پہونچے ہلکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کوہی بارادۂ اطاعت آتا ہے امیر نے
کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی کرکے اُسکو لائے لشکر اُسکا اترا اُسنے آکر امیر کے قدم کو
بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر اندر دی امیر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا داخل سردارون مین عنایت
فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب حاضر ہوئے رقاصون نے بزم
کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا رنگ بگڑ گیا یہان
تو یہ سامان ہے اُدھر ہلکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اُسنے کہا وہ بد اعتقاد جب سے آیا حقا
قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا جو چلا گیا اُسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہو گیا کیونکہ یہ کوہی مدد کو
کو بیار کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہ جادوان یہان
کمک بھیجیے کہ مسلمانون نے ہمکو پریشان کیا ہے یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھکر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا کر
لیگیا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشورگیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنیکا ہے
ساحرہ وغیرہ فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین انکو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیے

حال شہزادۂ تورج و طلسم نہر اریج و شمۂ کیفیت شہزادۂ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا لمولفہ

اب انگور ہی ہر شیخ و برہمن کو عزیز
دل مرا کو ہون کیطرح ہو ساقی کچل
مے رنگین سے مجھے جلد جھکا دے ساقی
آئین نیرنگی مضمون کے گھر کر بادل

آب نے زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آتا ہے بڑا ہی تیرتھ
لائی انکھون مین مرے نشہ کی ہوئے کاجل
جا جا مضمون کو نہ دو طول لکھو افسانہ

مجھکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جس طرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چلے
کسلیے دیکھنا ہے مجھکو طلسمات کی سیر
ہے طلسمات کی کچھ بھی منزل دل

نظارگیان نیرنگ طلسمات۔ و سیاران منازل دشت عجائبات۔ میدان قرطاس کو یون مضامین
افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح
فتح فرماتے ہین کہ وہ آسمان شجاعت کا سورج یعنی شہزادہ تورج ایک ایسے مقام پر طلسم نہر اریج

مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بسان مہر تابان طے منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا آخر رجوع بطرف صانع طلسم عالم کر کے بشارت یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو چھوڑ کر رہگراے منزل مقصود ہوا اور تین شبانہ روز برابر رہرو جادۂ پُر آفات طلسمات رہا کہین صحراے پُر خار نظر آیا اور کسی مقام کو سبزہ زار بہ از گلزار پایا کبھی دریاے زخار پر گذر ہوا کبھی درۂ کوہ بلند اس مسافر کا مقر ہوا اسیطرح صحرا و بیابان ہو مار نے کے مکان طے کرتا ہوا چوتھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا اسکا بھی گذر ایک بیشۂ فرحناک و وادی بے خس و خاشاک مین ہوا لطافت چشمہ ہاے آب پاکیزہ دامن تن کو تر دامن بناتی تھی نزہت و تراوت گیاہ جناب خضر کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پر پھولا ہوا تھا جو درخت تھا وہ اکڑ کر شاہ بہار کے بھروسے پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صفحۂ دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت بریں
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ
سرسبز درخت لہلہے تھے

ہو دامن یار جیسے رنگین
بو باس گلون کی وحشت انگیز
مرغان چمن کے چہچہے تھے

پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
اور سبزۂ دشت سب جنون خیز
اُس دشت رنگین مین ایک

خیمۂ سرخ بصد عظم و شان استادہ تھا بدگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا سر لیچے اُس خیمہ کے برق سے اُٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی و دنگل لگے تھے شہزادہ مسافرت کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہون اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک جھونکا ہواے تند کا آیا اسنے پھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدرمان ایک نیچے پایا اور اُسنے اس کوہ وقار کو دیکھکر دم کھینچا اسنے لنگر مارا اور بہت جلد قریب اُس موذی کے پہونچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مارکر پانچ چار ٹکڑے اُسکے کیے مگر مُنھ کی طرف کا ٹکڑا نہ کٹا جیسا تھا ویسا ہی رہا شہزادہ اُسکو مار کر خیمہ کی طرف سے پھرا کہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر و افسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ یہ وہان سے پھر کر قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس زیور سے درست نہایت چاق و چست پیدا ہوئی اور سامنے آکر شہزادہ کو سلام کیا اور بہت آہستہ سے گویا ہوئی کہ اے شکنندۂ طلسم اس بیابان کی مالک ملکہ ابلق جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آگئی

طالب وہ پُرفن ہے حضور خیمہ مین قدمزن ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہون شہزادہ کو تو
جانا منظور ہی تھا اُسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کئی سو نازنینان
کمسن خورشید مثال حورتمثال جنکا شغل ہونا نا ممکن عمدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین ناز و
دلبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردہ ناموس اُنسے دریدہ نہایت گرما گرم چنچل اور بے شرم
زلف سیاہ اُنکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا خم خوبی کی طاق بلکہ
دلبری مین طاق جنکی نظرین خوبی سے جھپٹ دل لینے پر چڑھی ہوئین چہرہ بے نظیر خورشید تنویر چشم خلائق
مین سرمے کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت و دلگیر انھین سنگدلان کا فرکیش کے بیچ مین ایک سیمتن
غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار مسند ناز پر بصد تمکین و انداز جلوہ فرما تھی ہر ادا
اُسکی دلربا تھی حور طلعتان مہروش اُسکے ہر ناخن پا پر نثار بلائین تمام عالم کی اُسکی زلف چلیپا کی
فرمانبردار چشم سرگین کی گردش پر تصدق لیل و نہار چہرۂ تابندہ کی چمک سے زمین کے منھ کو چار
چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اسطرح پڑتے تھے نظم

اُسکے جو نظر وہ روے انور | ہو دیدۂ آفتاب بھی تر | گیسوے سیہ جو جسم پر ہے
جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے | جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے | زنجیر فسون سامری ہے
ہے مار سیہ سے بڑھ کے کاکل | یہ زہر کمانے لاے سنبل | کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
یہ دام بلا ہے حسن صیاد | چسپان دل عاشقان پر غم | سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم
وے موج ہوا ذرا جو جنبش | اس پر سے ہو دلون کی بارش |

شہزادہ اُس نگار جان و دل
کو دیکھکر حیران رہگیا اور اُس دلفریب نے اُٹھکر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے
آپ بیٹھی اور دُرج دہن سے گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو اس مقام
تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریون کا گذرنا مشکل ہے پر جلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین
پڑسکتا دیوون پر بجلی دے ہوئی ہے یہان آتے ڈرتے ہین اب اس طلسم کی جو سرحد پسند ہو وہ
تو قبضہ مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ کرے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ اطاعت
مین رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور
کرور اور ایک سرحد پسند کرنیکی کیا احتیاج ہے مین بحول و قوت الٰہی سارا طلسم قبضہ مین لاونگا اور

تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھا دُنگا یہ کلمات سنتے ہی اُس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے سحر آغاز کیا ہی جلد اِسکا کام تمام کر اِسکے حسن و جمال پر نظر کر کے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اِسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی اور اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کرسی پر سے اُٹھکر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا اور چرخ دیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادہ نے اُسکے ٹکڑے کیے تھے پس اُسکے منھ مین ڈالدیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہی اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چرخ دیکر پھینکا اور بنا بر آئین طلسم شہزادہ دہن اژدر مین پہونچا اور وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہوگیا اور یہ ساحرہ خدمت بادشاہ طلسم مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اِسطرح فتاح طلسم کو اژدر طلسمی کے منھ مین ڈالدیا بادشاہ نے اِسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور اتنا کہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہی یہ بادشاہ اسپر مائل ہی آج اپنے پہلو مین اُسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا اِدھر برکت اسمار الٰہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا منھ مین اُسکے گرتے ہی بیش قبض سے سینہ اُسکا چاک کر کے باہر نکلا مگر تمام پوشاک اور سر و منھ آلایش مین بھر گیا یہ اس فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحرائے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمے جاری تھے اب سوائے خارستان اور بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اُسکے سبزہ لگا تھا اور بیلین کنول کے اور کوکابیلی کی اسمین پڑی تھین شہزادہ نے کنارے اُس جھیل کے ہاتھ منھ دھوکر لباس اپنا پاک کیا اُسوقت ایک پھول کوکابیلی کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر کھلگیا اُسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھلکھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ ای شہزادہ تو جو دنیا بھی مثل طلسم کے ہی بس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ م اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند + یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہوا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار رسّی کی طرح لپٹ گئی اور کسینے ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون ممکن نہوا اور غلطان و پیچان تہ کی طرف چلا بعد کچھ دیر کے جو پانون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہی نہ جھیل ہی اور ایک صحرا ہی کہ جسکے سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہی شہزادہ بے اختیار دوڑتا ہوا اُس قلعہ کی طرف چلا آ

جو غور کر کے دیکھا تو ایک رسّی بہت باریک میرے ہاتھ مین لپٹی ہی اور کوئی قلعہ کی طرف اُس رسّن کو کھینچ رہا ہی غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اُس قلعہ کے قریب پہونچا آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک مین کھڑا ہون کہ اُس برج مین پانچ چار درارین پڑی ہین انھیں دراروں سے روشنی کچھ نظر آتی ہی ورنہ بالکل اندھیرا ہی شہزادہ کا دم اُس تاریکی مین گھٹا ہوا اور دعا پڑھنے لگا اُسوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم خوار پیدا ہوئے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور درشت چنگال صورت مین کریہ و بدخصال تھا پس اُن زنگیون نے آتے ہی ہاتھ پانون شہزادے کے پکڑے اور اُٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اِس برج کے نیچے تہ خانہ ہی آنکھیں شہزادہ کی پھر بند ہوگئیں بعد کچھ عرصے کے جو دیدۂ طلسم بین وا ہوا ایک باغ پُربہار مین اپنے تئین پایا کہ روش اور پٹری سے آراستہ کنوئین پختہ چارون کونون پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ مین بادل آرہے لب گردان چاہ یاقوت فام کیلی کے لال بوٹے نیل گاو پر مین جُتے باغبانیان لہنگے کسے کھڑے گاتیں ان باد لے پانی کے بر وسے درختون کے چمنوں مین بنائین اپنے جوبن کے پھیلنے پھولنے اتراتین درخت سب سرسبز و شاداب تھالون مین بھرا ہوا بجائے آب گلاب پھل ہر ایک اُس باغ مین لطیف شریفون سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

پانی سے بھرا ایک تھالا ہر سمت کھلا چمن میں لالا چھینٹیں باد لے خوب دلکش
ہر ایک روش ہر ایک ہوض کرتین چمنوں مین باغبانی تھا جوش مین نشۂ جوانی
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ پھل پھول لطیف اور خوشرنگ بارہ دری ایک مختصر سی
اُس باغ کے بیچ مین بنی تھی

وہ بارہ دری عجیب دلچسپ عمارت تھی در و دیوار مصفا آئینہ دیوارون مین نصب تمام مکان مثل قلب روشنضمیران جگمگاتا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لگین بندھے ہوئے بیچ دالان مین تخت طلائی گسترده تھا اُسپر ایک زنگن نوجوان سمن رنگ رخسارہ سیاہ مگر حسن و جوبن حسن اُسکا سانولا نمکین پیچ در پیچ موئے مشکین چہرے کا رنگ ہمرنگ گل سوسن سینہ پر اُبھار اُٹھتا جوبن سامنے اُسکے ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان جسم طلعت کا گردو پیش مجمع تھا زنگیون نے شہزادہ کو سامنے اُس تخت نشین کے پہونچایا اُسنے شہزادہ سے خطاب کیا کہ آرے تو نے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے

ہاتھ سے بچنا مشکل ہی شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آگئے تمام طلسم مین پھرتے ہین خدا ہمارا
مددگار ہی دشمن کیا نابکار ہی ساحرہ نے کہا ای تورج یہ زبردستی کیسکی ہر جگہ چلی نہین ادریہ وہ مقام
ہی کہ جہلسے آجتک کوئی زندہ بچکر نہین گیا اب تجھکو لازم ہی کہ طلسم سے نکلجا اور یا سجدہ خداوند
جمشید کو کر ورنہ برُے حال سے ہلاک ہوگا شہزادہ نے جمشید کو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا کہ تونے
مجھکو بھی بہن ظلمات جادو بنایا کہ اُنکو تونے اپنا کرلیا اور اُس گیسو بریدہ اخگر جادو نے
کچھ پاس اور لحاظ ہملوگون کا نہ کیا انگوٹھی دیکر تجھکو یہانتک پہونچایا خیر اب بھی ہماری اطاعت
تو کرے تو اُسکا نکاح تیرے ساتھ ہوجائے ورنہ اُسکو اور تجھے بڑے عذاب سے مارون گی یہ
کہکر شہزادے کو ایک ستون سے بزور سحر چپکا دیا اور چند پنجے سحر کے بھیجے کہ شہزادہ کے رفیق جو
بیابان مین سرگردان ہین اُنکو اُٹھالائین چنانچہ پنجہ اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اُٹھالائے جب
پنجون نے اُنکو اُٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہوگئے کیونکہ اسی صحرا مین یہ پیچ
جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجائے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سامنے
ظلمانہ کے ہوشیار ہوکر سبکو ہوش آیا اور اخگر نے جو اُسکو دیکھا خالہ جان کہکر سلام کرکے گلے
سے دوڑکر لپٹگئی اُسلیے کہ یہ شعلہ سان کی لیپالک تھی اور ظلمانہ اُسکو بہن کہتی تھی حاصل
مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی اُسنے بھی بلائین لین پاس بٹھاکر سمجھایا کہ اری تونے یہ
کیا غضب کیا جو اِس مسلمان پر فریفتہ ہوکر شعلہ کو قتل کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ
دربدر خاک اُڑاتی پھرتی ہی اخگر نے کہا خالہ جان آپ نے کیا آئین طلسم کی کتاب مین نہین
دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تورہوگا پھر جیسے تور ویسے تورج یہ بیشک فاتح طلسم ہی آپ بھی اسکی
شریک ہوجائیے اُسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہی اور خوف پیدا ہوا مگر
بادشاہ طلسم کے ڈر سے بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو
علیحدہ ایک مکان مین لیجا وہان پند و نصایح کرکے دین جمشیدی قبول کرادنا کہ تیرا نکاح
اسکے ساتھ کردون یہ کہکر شہزادہ پر سے سحر دفع کرکے اُسکے حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ
کو اُسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر کردین سامان آسائش
و آرام مہیا کرادیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ مطیع ہوگئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر ہوئے

اُدھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجا کہ اُس جنگل مین ایک بارہ دری یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ جگہ طلسمی تھی سامنے اُس بارہ دری کے کوسون تک صحرائے پُر بہار تھا رنگ رنگ کے گل کھلے تھے جو غنچہ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی داننگ سیر کے قابل پانی کا آبشار گھاٹیون سے ہوتا دامن کوہ مین ہزارہا جانور چرند و پرند چلتا پھرتا خوش فعلیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

موزونی سایہ دار اشجار　　ایسی کہ نہو نظیر گر انبار
جاری چمنون مین نہر ہر سو　　زیبا لب نہر سرو دلجو
نسرین و سمن گل و شقائق　　ایک ایک سے نازکی مین فائق
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر　　ہو جس سے دماغ جان معطر
بارہ دری رشک قصر گردون　　تھی ایسی سجی کہ دل ہو مفتون
بیٹھی وہ پری اُسمین جاکر　　اور ساری کنیزونکو بلاکر
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز　　موجود ہو سب سرود کا ساز

حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا ہوا شہزادہ کو وہ سرمایۂ ناز پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا اے شہریار یہ ساحرہ ضرور ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اِسمقام پر رہکر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار کہان جو ٹھہار ہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت نہ دیگی راہ نملیگی شہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہان مصروف عیش و عشرت ہین لیکن حال افراسیاب اِس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم نور افشان مین روانہ ہوا تھا اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر اگر ٹھہرا اور وہان کچھ افسون وردِ زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو پریزادین قامت اُنکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر دوز زیب تن کیے جواہر کے دریا مین گویا غوطہ مارے گہنے مین لدی حسن بہ از ماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئین پھر چار پریزادین ایک تخت زمرد نگار لیکر حاضر ہوئین اور دو پریان صندوق جسمین پیرہن خسروانی بند تھا لیکر آئین بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قبائے زر اندود کو زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے مین پہنے اور تخت پر سوار ہوا دو پریان دونون پہلو کی طرف اُٹھری ہوئین اُنکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو

پریان آگے پیچھے ہوکر ہمراہ چلین اتنے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر کے لکے سر پر آکر چھاگئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بروے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا آفتاب تابان بھی پریزادون کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بروے ہوا سیکڑون سورج چمکتا تھا لباس انکے رنگ برنگے مختلف یہ پتا دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہین صداے طرب ہر سمت بلند بہت پریزادین سر پر بادشاہ کے مروحہ جنبانی کرتین اور دو پریان جو دلبری مین طاق حسن مین یگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھین وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتین اور بادشاہ سرخوش اور مست ہوکر انکے لب شیرین کو گزک بناتا بوسہ ملقل دہن کے لیکر کام جان کو شیرین فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بعیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اسطرح شاہ آسمانجاہ — لیے خیل پریزادان کو ہمراہ
وہ مہ پارہ کہ جنکا نام ساحر — بصد آن و ادا خدمت مین حاضر
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات — بڑھائے تخت جاتا تھا خوش اوقات
ہر اک ایما شر انداز خاطر — زبان ہو وصف مین اُن سکے قاصر

یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم ہزار برج مین پہونچا یا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج مین اپنے قلعہ کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنٹون کی آواز سنائی دی درخت جھومنے لگے یہ بادشاہ جلد اٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین پس مع تمام ارکان سلطنت کے سوار ہوکر بڑھا اور راہ مین آکر استقبال کیا بہر تسلیم سر جھکایا اور کہتا ہوا کہ زہے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون بارگاہ میرے گھر مین تشریف فرما ہوا کہ بموجب نظم

زیبائش افسر حکومت — پیرائش مسند ریاست
ہو شاہ جہان و شاہ شاہان — سلطان ستارہ فوج ذیشان
کیا کیجیے جو اتحف ربایا — توقیر ملی وقار پایا
خاطر ہو تجھے بہت ہماری — ہمکو بھی ہے قصد جان نثاری
تخت رہے یہ افسر آباد — یہ ملک رہے یہ کشور آباد

شاہ جادوان ان کلمات سے بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ سواری سے اتر کر برج مین آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے جلسے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا بعد کچھ عرصہ کے حسب دماغ بادۂ ناب

سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم کوکب تمہارے طلسم مین ہے اور مین اُسکو لینے آیا ہون
تمھین مناسب ہے کہ اُس لوح کو جلد منگادو تاجدار نے عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ
ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہین لیکن میرے طلسم مین فی الحال طلسم کشا آیا ہوا ہے
کئی مرحلہ لوٹ چکے ہین مین نہایت متردد ہون اس باعث سے لوح مذکور نہین منگا سکتا ورنہ
حاضر کرتا اور علاوہ برین بانیان طلسم نور افشان سے اور میرے بزرگون سے ایسا ہی رسم تھا
کہ اُس طلسم کی لوح یہان رکھی گئی وہ لوح مجھکو دینا مناسب نہین افراسیاب نے کہا اب
تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ بیدین ہوگیا ہے یہ کہکر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا
بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم مین جو فاتح طلسم آیا ہے اُسکا کیا نام ہے اُسنے بیان کیا کہ شہزادہ نورج
فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہے یہ سُنکر پھر بتاکید برائے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت کچھ
عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نور افشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار
ہے اور طلسم کشا بغیر نسل پیغمبران ہو نہین سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہے جنسے آپ سے
مقابلہ ہو رہا ہے طلسم نور افشان کا توڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کرینگے
نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہینگے شاہ جادوان نے یہ باتین سُنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو
مجھکو کیا سمجھاتا ہے کیا مین یہ امر سب نہین جانتا ہون مین نے تجھسے ایک چیز طلب کی تونے اسمین
یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہے خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہوکر
اُٹھا تاجدار گنبد نشین پانوؔن پر گر پڑا کہ حضور ناراض نہون مین منگائے دیتا ہون یہ کہکر بادشاہ
کو بمنت تمام بٹھایا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولون کا ایک گلدستہ
لیے آسمان کی طرف سے اُتر کر سامنے آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھ لیا
اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب پریزاد کے مُنھ مین دیدینا اور کہنا کہ
لوح طلسم نور افشان لیکر حاضر ہو پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو اودھر سے چلا اُدھر شاہ کو کچھ
خیال آیا اسکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا افراسیاب نے تصویر سل پر کھینچکر نامہ بھیجا تھا کہ مین تمھارے
طلسم کی دیوار اور دریا کو غارت کیے دیتا ہون ہوشیار ہوجاؤ پس اُسکو جواب دیکر پھر تونے خبر نہ
لی یہ اچھا نہ کیا دشمن سے غافل نہ رہنا چاہیے نہ کہ اُسنے خبر بھی دی اور تو غافل بیٹھا ہے اس غفلت مین

دشمن اپنا کام کر جائے تو کیا ہو سکے سوائے پشیمانی کے اور کچھ نہ حاصل ہو بس یہ سوچکر اپنے جوڑے
سے ایک پتلا بلور کا نکالا اور اپنی اُنگلی کاٹ کر خون اُسکے منھ مین لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ ای بادشاہ آپ
کیا چاہتے ہین اسنے کہا یہ بتا کہ افراسیاب کس فکر مین ہی اور کہان گیا ہی اُسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہین اور
دشمن طلسم نزارسج مین آپکے طلسم کی لوح مانگ رہا ہی یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر توڑے مین
رکھا اور آپ غلطک مار کر بصورت آفتاب تابان بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ پہونچکر
چمکا اور پکار کر کہا کہ ای فرزند ملکہ تیران مین جانب طلسم نزارسج جاتا ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ
روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکور نے جوسنی رقعہ جمشیدی نکالکر ملاحظہ کیا اسمین حال لوح طلسم پر آفت آنے کا
معلوم کر کے خواجہ سے کہا کہ اسطرح ہمارے طلسم کی لوح افراسیاب نے حاصل کرنا چاہی ہی پدر بزرگوار
اُڑنے گئے ہین مین بھی جاتی ہون خواجہ نے کہا ای ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتی چلیے سرحد طلسم مذکور مین
پہونچکر تخت سحر سے اُتار دیجیے گا مین بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہی اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے
خواجہ کو سوار کر کے روانہ ہوئی اُسکے روانہ ہونے سے کنیزین بھی اُسکی آگاہ ہوئین اور نسرین اور
شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلین چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہین اور شاہ کوکب پہلے چلا ہی لیکن
اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیے کہ شہزادہ تورج جو اپنی معشوقہ کو لیے اُس بارہ دری مین بیٹھا تھا تو گھبرا
رہا تھا اور کنیزین اسکا دل بہلا رہی تھین یہ بھی اُنسے کہ رہا تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہی
تمھارا اِس طلسم مین بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد ہین ایک ایک کو حاکم اُنکا کرونگا کنیزین یہ
مژدہ سنکر بہت خوش ہوئین اور طرح طرح کی باتین طلسم کی بیان کرنے لگین اور اٹھلا اٹھلا کر
اپنی ادائین دکھاتی تھین اسی کیفیت مین ایک کنیز نے کہا قربان جاؤن ای شہزادہ مجھکو
کو تو کچھ حال طلسم معلوم نہین لیکن اتنا جانتی ہون کہ اِس بارہ دری کے پہلو مین ایک تہ خانہ ہی
اُسمین کچھ مخفی طلسم رکھا ہی شہزادہ یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اُس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا
کہ پہلوے بارہ دری مین ایک حجرہ بنا ہی قفل اُسمین برابر ان شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور
نسل صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر زمین مین نصب دیکھا
اپنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیان پختہ بنی تھین اور تاریکی تھی اُس
کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا

ته خانه مین اترا وہان ایک پرچھائین عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائین نے اِس عکس فتح و
نصرت کو سلام کیا اور کہا ای شہزادہ فلک جاہ مین آپکی منتظر اِس نشیب مین پڑی تھی اپنی امانت
لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہی یہ کہکر زمین پر لوٹکر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادہ سے کہا
مجھہ پر اپنا سایہ نہ ڈالیے گا بچتے ہوئے جدھر مین چلون آپ بھی آئیے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا
سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس ته خانه مین ایک چھتا پٹا ہوا تھا اُسکو طی کرکے ایک ایسے
مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اُس باغ کی بہار اور وصف سرسبزی اگر بیان ہو
طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری مین ایک صندوق رکھا تھا اُس عورت
نے اُسکو وا کیا شہزادہ اِس اشتیاق مین کہ دیکھون اسمین کیا رکھا ہی قریب اُسکے آیا عکس تن الوہ
شہزادہ والا کہ جو اسپر پڑا اسر سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی
آواز آئی کہ مارا خیال جادو کو شہزادہ کو اُسکے مرنے کا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اُس مین دیکھا
تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا قبضہ اُسکا جواہر کا تھا اُسکی خوبی دیکھکر
برج قوس تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہوکر اُسکی صورت بنانا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان [illegible]
مریخ یا مسکن مشتری تھا ابرو کمانون کی بھوون کو خم اُسکا داغ دیتا تھا لب سوفار قوس چاچ کو باتین سناتا
تھا اُسکا عاشقان شاہد شجاعت کو اپنے عشق مین چلے کھنچواتا تھا زاغ کمان گلستان جرأت کا بلبل تھا
یا قمری باغ جلادت بے تامل تھا گوشہ کمان پر لکھا تھا کہ جو اِس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان کھنچیگی
شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو کہ گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ کیا اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان
تین پہلو کی لگین تھین سریان جواہر نگار تھین پر عقاب کے جڑے تھے موتی اسمین جڑے تھے اور ایک
طرف قبضہ کمان پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہی اگر تیر پر دم کرکے لگائے تو عقاب
پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہی مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے
ته خانه کے باہر آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا اُدھر وہ پنجہ انگشتر تاجدار لیکر پردے
ہوا ہو چکا تھا پیچ طلسم مین ایک عقاب اُڑ رہا ہی کہ ہما کی خصلت رکھتا ہی نیچے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب
ہی چہرہ لیسان پری ہی سینہ اُبھرا ہوا ہی شانون پر دو پریان گلے مین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان
پڑی ہی پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اُس پری کے منھ پر دی اور آواز پیدا ہوئی کہ ای عقاب پریزاد

بادشاہ پاس مع لوح جلد جاکر حاضر ہو پریزاد یہ سنکر اڑتی ہوئی جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور
کمند اجل اسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اسیطرف لائی کہ جدھر شہزادہ تورج تیر و کمان
سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سناٹا جو بال عقاب کا سنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم عقاب کا ہی
اُڑی جاتی ہی پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قتل کمان پر لکھا ہی شاید یہی ہی پس اسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان مین پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا
تھا وہ اسواسطے بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہی کہ عقاب پریزاد پر جب کوئی آفت آنیکا موقع
ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور جب پریزاد مذکور مر جائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جلجائے چنانچہ
جب شہزادہ نے کمان تہ خانے سے پائی وہ گلدستہ مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملا اور افراسیاب
سے کہا کہ ای بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب نے کہا مین خود اُسکی حفاظت
اور خبر گیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کرکے کہ پریزاد مذکور کہان ہی سناٹا ہوئے اسی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ اِدھر تو یہ اُسجگہ پہونچا اُدھر سے شہنشاہ کوکب
آفتاب بنا ہوا آگیا اور اُسنے افراسیاب کو للکارا کہ باش ای خیرہ رو ر کار کہان جائیگا میرے
ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈپٹتا ہوا اُسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ تورج نے اسم اعظم
لکھکر تیر مارا ازبسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی ہی تیر بقدرت قادر توانا ٹھیک
مراد پر پڑا یعنی سینہ پریزاد مذکور پر لگکر پشت کے پار نکلگیا اور جسم پریزاد مین آگ لگی کہ جلکر
راکھ زمین پر گری اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب تشبب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر
کھاتے جاتے دیکھا ازبسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نپائی جو لوح کو روک لیتا
پس اُس جلدی مین ایک سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ اُن شیاطینون کے جو اسکے قابو مین
ہین فوراً سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ روک لوح کو وہ شیطان چونکہ کفار ان جن مین سے تھا ہاتھ تو
لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختۂ سنگ صاف بنکر زیر لوح آگیا کہ لوح اُسپر آکر جمگئی واضح ہو کہ لوح
طلسم باطل کنندۂ سحر ہی اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے اُسکو مسکو ا نسکا اور جن کی
قسم سے شیطان ہین گو برکت اسماے الٰہی اُسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ جیسے ساحر
ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہی ویسے ہی شیطان بھی اُٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ نہین چلسکتا

فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر چلی گئی کوکب نے چاہا مین لیلیون اور افراسیاب نے چاہا کہ مین لیلیون دونون
نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اُس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا اسمین سحر چلنے
لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھاؤن کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہو کر روک لیا
اُسنے سحر پڑھا کہ پنجہ جلگیا اور اُسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ پرچھائین ظاہر ہو کر ہاتھ مین
لپٹ گئی اُسنے افسون دم کر کے پرچھائین کو نابود کر دیا اُدھر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑے زور سے پیدا ہوئی
اشجار رو ے زمین کو اُکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکہ ابر سیاہ اُڑتا ہوا
آیا اور تمام عالم پر محیط ہو کر وہ کالی گھٹا بنکر چھایا کہ دنیا تاریک ہو گئی اور اُس گھٹا سے سیاہی برسنے
لگی یعنی کاجل جھڑنے لگا جسنے یہ تاثیر الٹی بخشی کہ چشم جہان یعنی دیدۂ آفتاب کو کالا کر دیا بالکل نور
مردمک فلک جاتا رہا ہر سمت اندھیر غضب ہو گیا اُس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سازی
دونون بادشاہون مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونون کے نعرون کی صدا آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ
آتا تھا۔ خدا کی پناہ تمام دنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے مین صداہاے مہیب کا آنا شعلو نکا
چمک جانا عالم کا دل آب آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اُس سے لپٹتا وہ بھی افعی
دو زبان بنتا باہم گتھ جاتے پھنکارون سے چراغ ہستی اہل دنیا بجھنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ
بنکر دونون مقابلہ کرتے ڈکارون سے اسد چرخ اور فوج فلک دونون ڈرتے برج اسد برج حمل کا
اسلیے دوست بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے پہلوؤن مین خوف سے چھپا تھا آفتاب ہندو سے
چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کر کے مجکو بچا لینا افراسیاب یا تو شیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر
کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پُتلا چھوڑ کر بزور سحر نظر سے غائب ہو گیا یہ برق بنا ہوا اُسی
پتلے پر جو گرا کا گھر اُسکو پھر بصورت اصل ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اُسکے سر پر پہونچا اُسنے
بھی اپنا ہمشبیہ چھوڑا اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا تا دیر اسی طرح بجلیان گرا کین خرمن جان کے
جلنے کی دہشت تھی ساکنان بر و بحر کو وحشت تھی جب بجلی کڑکتی گاو زمین کی چھاتی تھرا اُٹھتی
اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر کھینچ مارا کہ وہ کمند بنکر گرد
و کمر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اُسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور کمند کے
حلقون کو اُسنے کاٹ دیا اُبکی کوکب نے اپنے سر کے بال نوچ کر جو پھینکے وہ ہزار ہا مار سیاہ زہریلے

سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اُسنے جلد سحر دم کیا
کہ روے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہو کر سانپون کو کھا لیا اسی طرح تا دیر لڑائی رہی سحر
آزمائی رہی کہ نظم

کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ | شہ جادوان بنکے مار سیاہ | ہوا تھا عدو سے کبھی کینہ خواہ
لڑائی مین تھا سوچتا اپنی گھات | کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ | اسیطرح سے کوکب خوش صفات
بہم نور و ظلمت تھے یون بھڑ گئے | کبھی بنکے سورج بصد آب و تاب | مٹا دیتا ظلمات افراسیاب
| یہ کہیے کہ ہین روز و شب لڑ رہے | فی الجملہ یہ تو دونون باہم لڑ رہے

ہین لیکن برّان جو عمرو کو لیکر چلی تھی قریب اُس مقام کے آکر اُسنے تخت زمین پر اُتار کر عمرو کو
اُتار دیا اور آپ براے اعانت پدر روانہ ہوئی اور آتے ہی اخر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر
رکھکر لون کاٹنے لگی اور وہ لون تیر شہاب بنکر جانب افراسیاب چلین اُسنے جلد سحر دم کیا
کہ چند پتلے قرولی ہاتھون مین لیے پیدا ہوئے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے
پہلے سحر کرکے اندھیرا کر دیا تھا اُسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کرکے بروے
ہوا دکھلا لگا ابر پیدا ہو کر کا جل جھڑنے لگا برّان نے چاہا کہ اس بادل کو مین ٹکرے ٹکرے کرکے
سر عدو پر گرا دون چنانچہ پر پرواز پیدا کرکے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جو اُسنے تخت پر سے اُتار دیا
تھا وہ بھی قریب اس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ بروے ہوا ایک سل معلق جمی ہی اور اُسپر
ایک لوح چمک رہی ہی گرد اُس سل کے لڑائی ہو رہی ہی بس یہ دیکھکر سوچا کہ لوح طلسم کوکب
یہی ہی اور اُسی کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہی اسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین فرغول اور بادمہرے
حضرت جبرئیل کے دیے ہوئے نکالکر پاؤن مین باندھے صفت اُنکی یہ ہی کہ زمین سے جسقدر
چاہیے اُنکو باندھا انسان اونچا ہو جاے غرض کہ خواجہ اپنی تدبیر سے درست ہو کر گھات مین
تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور برّان اُسکے دفع کرنے کو چلی مگر ہنوز وہ ابر
تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ خواجہ نے اُس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز بادمہرہ اونچے ہو کر قریب
تختہ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ
شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سل
کیطرح تو زنا بصورت اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکلجاؤن عمرو نے کہا بس

خیریت اسی مین ہی کہ چپکے بیٹھے رہو وہ بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپ نے فرمایا کہو بھئی
کیسا مزاج ہی خوب چپکے تجربے ٹھہرے ہوئے تھے اُسنے کہا اجی حضرت آپ لوچ سے لیجیے لیکن مجکو
تو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا کبھی مین کیا جانتا تھا کہ تم تجربے ہوئے ہو اور خیر بخشے گئے تو کچھ قباحت
نہین ہی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اُسکو ڈالکر زمین پر اُتر آئے اور الگ جاکر کھڑے
ہوئے اس عرصہ مین بران اس ابر کے قریب پہونچی اور اخر مروارید اُسپر مارا کہ وہ ابر پھٹکر ٹکڑے
ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا
ہوئی شہ جادوان گھبراکر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہوگیا وہ ابر کوہ پر جاکر گرا اُجالا ہوگیا دامن
سحاب سحر کے چاک چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر
ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر اُتر آیا اور ایک طرف سے بران اور ایک جانب سے اسنے
افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی خبر سنکر فوج اپنی لیکر برائے
مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آپہونچا اُدھر بران کی خواہین جو جلیس تھین
آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ تورج
نے دیکھا تیغہ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل
طلسم ہوئی تھی تو اسنے اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہی جی مین آتا ہی کہ شہنشاہ کے پاس
جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت تو فرمائیے شہنشاہ کہان ہین اسنے رقعہ جمشیدی دیکھا
معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کرکے اپنی انیسون سے کہا اوی بی میرے
مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہی آگ ہی کا بنا ہوا ہی سامری نگوڑین جو انکو کبھی غصہ آئے اب یہ
دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے انکو گھیرا ہی جب ہی مین کہتی ہون
کہ میرا دل کیون گھبراتا ہی یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہی مین خوب جانتی ہون
کہ وہ آفت مین اسیطرح گھسکر ایک دن مجکو بے وارثی بنائینگے انیسون نے کہا ای بی سامری نگوڑے
تم کیا اپنے مُنھ سے فال بد نکالتی ہو شہنشاہ سبکو مارینگے انکا رویان بھی میلا نہوگا دشمن نگوڑے
غارت ہونگے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہی مگر مجکو جانا چاہیے یہ کہکر کئی ہزار ساحر تیار کراکر طاؤس سحر پر
بیٹھکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے وہان افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا

کہ لوح مع تختۂ سنگ ندارد ہی حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہی لیکن وہ تختۂ سنگ تو اصل مین
شیطان ہی اُسکو کسنے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لیگیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا نہیں جس کسینے اُس
شیطان کو قید کیا کا دے کر وہ خیر دریافت ہو جائیگا اب اُتنا بیکار ہی یہ سوچکر اپنے بازو پر سے اکہ
کھولکر کوکب کو دکھایا کوکب نے اُسکو اکہ کھولتے دیکھکر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر
اُسنے اکہ دکھایا پری نے اُسکو آئینہ دکھایا ادھر اسکو غش آیا ادھر اُسکو غش طاری ہوا اور دونون
زمین پر گرنے لگے یکایک روسے ہوا سے سواران زرین پوش پیدا ہوئے اور زمین سے ایک
مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سوارون نے اکر شاہ کوکب کو اٹھایا اور تخت پر ڈالکر جانب
طلسم چلے اُدھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کیطرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین مین غائب
ہوکر اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے انگر سمجھی کہ اب تاجدار
اور تورج سے سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہی یہ شہزادہ لوح نہین رکھتا ہی گرفتار ہو جائیگا یہ
سوچکر چاہا کہ تورج کو جنگ سے منع کرون مگر یہ فرزندان حمزہ ہین جنگ سے پھرنا نہین جانتے
چنانچہ انگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا یہ عقاب بنکر جو گری پنجہ مین دابکر اٹھا لیگئی
اور درۂ کوہ مین جا کر ٹھہری اب برّان نے بھی پھرنا چاہا مگر اُسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی آکر
پہونچی اور فوجون کو جمع دیکھکر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ برّان نے اُس سے مقابلہ کیا سحر کی چوٹین
چلنے لگین دوبارہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان برّان لشکریان حیرت پر
جا پڑین سحر اور نیرنگ آغاز ہوا یخ ترنج کی بوچھار تھی دنیا دھوان دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت
جان بچانے کو ترستی کبھی پتھرون کی بارش ہوتی گیتی گرانباری سے رو رو دیتی مینہ موسلا دھار برستا
قیامت کبری برپا دونون شہزادیان آپسمین گتھی ہوئین کبھی وہ اختر مرواریدی کی لوین کا ٹتی
اُسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمۂ سحر آنکھون مین لگاتی اور اپنے گیسوئے
مشکین کو پراگندہ کرتی اندھیری چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی برّان پھر اختر چمکاتی کہ دھوپ نکل آتی
فروغ مہر عیہ شاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند
سحر اُسپر لگاتی وہ منہ سے اُف کرکے کمند جلاتی اُدھر لشکر مین ہنگامہ برپا کوس و بوق کی صدا سے
سپہر و ثریا کا سر پھرتا لاشین میدان مین گرتی جاتین بیرون کے غل سے آندھیان آتین حیرت

زوجۂ شاہ جادوان ہو اجتک اپنا ہمسر کسیکو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت بران کو اپنے برابر کا
سمجھکر کائنات کے سحر کرنے لگی تران بھی جان لڑا رہی تھی دونون مین کوئی غالب اور مغلوب نہوا
کہ یکایک ہوا تند چلی اور برف باری و سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر
سوار نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پر جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا ٹی
سے تو پا ہوا کچھ جٹیں خاکستری زمین پر لٹکتی تھیں رخساروں پر جھریاں پڑی تھیں سر پر نیلا قصابہ بندھا
تھا چادر مجموزی اوڑھے تھی صورت ایسی ڈراونی رکھتی تھی کہ واقعی بلائے بے درمان تھی کان آنکھ
ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھیں سرخ جیسے دو طاس پُر خون دست و پا بد قوی نہایت زبون چار
پتلیان سونے کی تخت اسکا اٹھائے ہوئے اور بہت سی تیلیان سونے کی گرد و پیش تخت کے عہدے
ہاتھوں مین لیے ناقوس بجا سر پر اُس ضعیفہ کے چنور ہوتا چار ہاتھ اسکے دو دراز اور دو ہاتھ مثل انسانکے
پس جیسے ہی وہ لکاتہ آئی آمد سے اُسکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر ساحر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے دور
تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان دیکھیے یہ چھوکری میرے منھ چڑھتی ہو وہ ساحرہ کہ نام اُسکا
آفات چہار دست جادو ہو افراسیاب کی دادی ہو حیرت کی یہ فریاد سنکر بران کی طرف
مخاطب ہوئی ملکہ مذکور نے بھی جھک کر سلام کیا اُسنے دعا دی کہ بچی جیو سلامت رہو نصیب کھلے
سونے کے سہرے بیاہ ہو کہو میرے بچے کوکب کا مزاج کیسا ہو اسنے کہا جی دعا کرتے ہین اچھی
طرح ہین اُسنے کہا ای چھوکری اِدھر آ ذرا میری چھاتی سے لگ جا بیٹیا تو بڑی بیمروت ہو بران
سر جھکا کر قریب گئی اُسنے سر سینہ سے لگایا اور کہا کیون ری اتو بڑی لڑاکا ہو گئی ہو ای فرزند تو
میرے آنگے کی کیڑا اری تجکو سحر کسنے بتایا تجکو کرتے سے اپنا ناک پوچھنا یاد نہ تھا تیرا زچا خانہ کیا تیرے
باپ کا زچا خانہ مین جاگی ہون اور قسم ہو سامری کی جو بہت دن تجکو نہین دیکھتی ہون تو میرا دل لگا
رہتا ہو بیٹا کوئی آپس مین فساد کرتا ہو میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو
قریب بلا کر بلائین لین اور دعا دی کہ بیٹی پھلو پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو
تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو یہ مین جانتی ہون کہ کچھ لوگ ایسے آگئے ہین کہ باہم صفائی
ہونا مشکل ہو لیکن جہان تک ہو سکے فساد نہو تو بہتر ہو تو بس جاؤ اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ کہکر
دونون کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی سمجھا کر سحر خوان ہوئی

کہ تخت اُسکا دفعۃً قندیل فلک ہو گیا بران نے چاہا کہ واندے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہی
اُس سے ملاقات کرتی چلون لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے اُنکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب
نہ سمجھی اور نہ سامنے اُنکے ملاقات کرنا بہتر جانا پس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہو گئے تھے تلاش کر کے
تخت پر سوار کیا اور لیکر روانہ ہوئی مگر خواجہ نے مطلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نکیا ملکہ نے ہر چند
پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہو انھون نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا غرضکہ یہ تو اپنے
مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوئے کوکب بھی ہوشیار ہو کر اپنے قلعہ کوکبیہ مین آئے اُدھر
ماہی نے ظلمات طلسم ہوش ربا مین پہونچکر افراسیاب کو اُگلا جب وہ ہوشیار ہوا بہت
کچھ اُسکو سمجھایا آخر شاہ جادوان اُس سے رخصت ہو کر اِس فکر مین چلا کہ جسطرح ہو سکے کوئی
طلسم کشا بہم پہونچا کر طلسم نور افشان تو ڑوا ڈالون فی الجملہ اسی فکر مین جانب کوہ قیلم روانہ ہوا
واضح ہو کہ یہان سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کہ حالت کفر مین ہو بیان کیا جاتا ہو کہ شاہ جادوان
اُسکو لاکر طلسم نور افشان کے توڑنے کو بھیجتا ہو مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض کر چکا ہو کہ تسلسل
فسانہ کا مین خیال رکھتا ہون پس حال تورج اس بیان مین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا بدین سبب
اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہو پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا

شنیدید وگشتید مشتاق آن	کنون باز گویم بیان داستان

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اسطرح دکھاتے ہین کہ جب سب افسر ولشکر آتش
بادیۂ طلسم سے لڑ بھڑ کر چلے گئے تاجدار زنگی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانیکی فکر کرنے
لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لیکر پوشیدہ ہو گئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی
اور شہزادے کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت معرض بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ اب
مین بیان نہ ٹھہرونگا برائے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ اُدھر تشریف
لیجائیے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالی آپکو اِس طلسم کا کرے گا مین بھی مل جاؤنگی
بہزاران گریہ وزاری اس ستیار دشت محبت کو رخصت کر کے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور
کو خاک آلودہ کر کے گویا چاند پر خاک ڈالی طلب کی فقیری اختیار کی لباس گیروا رنگا کنیزون کو پالکیان
مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی بستر کے نیچے مرگ چھالا لیا

اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا اُدھر شہزادہ جو روانہ ہوا طے منازل طلسم فرمانے لگا کسلیے کہ یا تو صحرا
طلسم بند تھا گرنے سے عقاب پری کے راستہ کھلگیا شاید اُسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ
یہ رہرو بادیۂ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہونچا دیکھا کہ اسجگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا بھی
رنگ سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا بھی لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دو رنگ
رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا دیوان بہار تھا جو گل تھا وہ شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی
اُسپر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض و غبرا چند سبزۂ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی
اُس جگہ آتا پھر اُسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ حنا بہار
کا رفیق و حبیب تھا زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ دار گھنے گھنے ایک طرف
اِس پہاڑ کے دامن مین جھیل جیسے بہشت مین نہر سلسبیل گلہاے سرخ سے یاقوت کا زمرد پر مینا
یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگار گہنا سبزہ جوش بہار سے اسطرح زمین سے اگ رہا تھا کہ صفحۂ
دشت رخسار نوخطان سبزۂ آغاز بنا تھا نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ — پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو
ایام پھرے سے بدل گیا رنگ — خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز
صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو — تھی صبح بہار صبح نوروز

یہ سر سبزی اُس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا
ہوا نظر پڑا الگیا ال زمرد کو تراش کر گویا بنایا تھا اسطرح زمرد اسمین تجی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اُس
قصر کے گیا طاق و ایوان و صحن و رواق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اسمین نظر نہ آیا ہان صحن
مکان مین چار سو اسی گھوڑا زمرد سبز کا تراشا ہوا بندھا ہے تھان اُنکے درستہ مین گھاس
کے گٹھے سامنے رکھے ہین دہانے اُنکے منہ سے اُترے ہوے ہین وہ گھانس کھا رہے ہین پشت پر
اُنکی زین زمرد رنگ اور زمرد و دنبے کسے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین پھونن پر پا کھرین زمرد مین
پڑی ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا پتلا بیٹھا ہے واقعی اِس اصطبل مین وہ وہ
سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سر فگندہ ہے سم اُنکے بدر سے کہین بہتر خورشید فلک
سے ہزار درجہ منور و مدور سمون کو دیکھکر چشم حیران رہے پیش نظر تیلیون کا تماشا ہو نیرنگ عیان
رہے دُم اُنکی طرہ گیسوے پری ذو ذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفل پر

نگاہ پھسلتی دو کوہ بلند نظر آتے نگاہ مردم پھسلجاتی اُسکا مقا آئینہ مہر گردن ہلال سپہر جلد جسم کی تاریک
مثل برگ گل تر کوڑا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوئے قلم یا آبدار سنان نہین نہین
مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان
یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ نظم

طاؤس کیطرح دم بھی رنگین
تھے جام شراب حسن پرسم
لنگی چوٹی بلا غضب کی

زر ریز تھے مہر کی طرح زین
ہو مشک پہ بال سیکے طرا
جس طرح عروس پہلی شب کی

شیشہ کا گلا کہ پرچیم دم
خجلت وہ گیسو چلیپا

شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر متحیر تھا
کہ انمین سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپکے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح
طلسم پایئے گا اُسوقت ہمین اپنے جلو مین دوڑایئے گا شہزادہ یہ کلام سُنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے
مقدمہ طلسم کا ہمکو بھی خبر نہو اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھکر عنان عزم کو اُسطرف سے منعطف
کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو اور ماجرا نظر آیا یعنی ایک پہاڑ
یاقوت احمر کا سرخ بالکل دیکھا زمین بھی سرخ درخت بھی سرخ عکس کوہ سے روئے ہوا سرخ
آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے
فلک تک آگ بھری ہے گلہائے سرخ سے تمام دشت مملو شاہد بہار کا نام گلزار درخت ہر ایک لالون
کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالامال تھا لاہر درخت کا کان یاقوت و طلا عکس کوہ سے ہر چشمۂ
آب مطلا آہوان دشت تک اِس جگہ سرخ فام سنگریزے زمین کے ماہ تمام زمین وزمان سب سرخ
زلف سنبل مین حنا موہو خلاصہ یہ کہ مزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک
بنگلہ یاقوت رمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اُس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی بے مثال ہے شہزادہ
اُس بنگلہ مین جب آیا میز کرسی ونگل شیشہ آلات سے اُسکو آراستہ پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ دیکھی
عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہ بنگلہ مالک کون گلعذار ہے اِسی سوچ مین تھا کہ ایک طرف
صحن مین بنگلے کے درخت لالہ کے اگرچہ لعل یاقوت کے ترشے لگے تھے اُنکے بیچ مین کرسی بچھی
ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے حیران تھا اُسی حیرانی مین خیال
آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو آصف نے دی تھی اُسکو دیکھون شاید کچھ مطلب اُسپر نقش پاؤن یہ سوچکر انگوٹھی

کے نگینہ پرنگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہی وہ جہان چاہے بیٹھے شہزادہ
دیکھکر ایک کرسی یاقوت نگار پر اُس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلے کی چھت چرچرائی اور تڑاقا
ہوا ستون بنگلے کے ٹوٹے یہ گھبرا کر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازو
اپنے ستون بنائے لنگر مارکر پانوٴن قایم کرکے بنگلے کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا
مگر لنگر مارنے سے پانوٴن زمین مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار بزور صاحبقرانی پانوٴن زمین
سے نکالکر الگ ایستادہ ہوا اُسوقت ایک آواز آئی کہ ہائے مارے ڈالتا ہی اور کوئی نہین
سنتا ای ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی از خود ہر گوشۂ دشت و در سے
شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیر لیو پکڑ لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پرنگاہ کی
اُسمین لکھا پایا کہ ای شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہی اُسکو اُٹھا نیچے اُسکے ایک تختۂ سنگ
ہی اُسکو ہٹا دہنۂ نقب ظاہر ہوگا اُسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل کیا تو
ہزار و صد آفات و بلا ہوگا اجل کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اُٹھا تختۂ سنگ کو ہٹایا
پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہوجاتا خاکدان
عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ خوف و خطر نکیا بے تامل اندر نقب کے
قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کھینچ ڈالدیا سارے جسم مین آگ لگی اور تڑاقا ہوا شہزادہ
تاب نہ لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریائے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا ہوا
جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ
پانوٴن مارتا شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھ گیا دست و پا شل ہوئے اُسوقت یقین ہوا کہ زندگی
حباب آسا ہی یہ خراب آباد دہر سراب آسا ہی کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہی ساحل نجات
کوسون کیا منزلون دور اب مرنا ضرور ہی بس آبدیدہ ہو کر یہ شعر زبان پر لایا کہ بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس لی ہی ساحل نجات
کشتی یہ کسکی تھی جو تباہی مین پڑگئی

غرض نظر بفضل مالک بر و بحر کرکے کہ تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہی چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک
ٹیکرا نظر آیا اوس پر ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ دور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کیا چاہتا ہی شہزادہ
غوطہ مارکر اُس ٹیکرے کے قریب گیا اور جب غوطہ سے اُبھرا ملاح پکارا کہ ای نوجوان اگر تو ڈوبتا ہی

تو یہ ڈور تھام لیے کسلیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہی شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری
دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے مُنھ پر پڑنے لگے پانی کے چھینٹے آنکھین
بند کیے دیتے تھے ناچار موجب کہنے ملاح کے اُس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ بحر شجاعت
اُسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین
کہون وہ کرو شہزادہ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری
و جمشید رہتے ہین اور اُنھین غریبون کی اسمین روزی ہی تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہی
یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے لیا ہی اُنکو ستانا اچھا نہین شہزادہ نے فرمایا کہ او بیہودہ تو
جھک کیا مارتا ہی مین سامری پرستونکا نام تو دفتر عالم مین رکھونگا نہین سبکو غرق قلزم فنا کرونگا
ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او خیرہ سر یہ طلسم نزار پیچ ہی کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکیگا
اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلتا ہی یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی
میرا کہنا مان اور میرے ساتھ آ شہزادہ نے اُسوقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہر جگہ زبردستی نہ
چلیگی اِسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپکر شیر غران
بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اُسکے ہمہمہ کو روک نسکا گر پڑا اُسنے منھ مین داب کر جو اُچھالا
یہ پشت پر اُسکی پہونچا وہ پیٹھ پر لادکر اُس دریا مین کودا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا
دیکھا اُس پار دریا کے صحرا ے ویران و ہولخیز ہی نہایت وحشت انگیز ہی غول بیابانی شعلہ فگن ہین
اژدرون کے غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبداللہ بیابانی جو وہان آئین یقین ہی کہ خوف
کھائین اوتاد دہشت سے قدم نرکھین حضرت خضر دعاے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا
مثل مفلس پریشان جو برگ تھا برنگ پوانگان آئینہ دار حیران وحشت کی گھٹا چھائی عبرت
و آفت پرستی آفتاب دیدۂ وحشتناک کی طرح آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر
کہ اس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی پڑی ہوئی وہ بھی نہ سرکی نہ پیر کی مثل عاشق ژولیدہ مو
اُجاڑ اُسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جھاڑ منھ پھاڑ موٹا خنگا نہایت ڈھنگا از سر تا پا ننگا بال
جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے چلتے تو مدگل ملی ہوئی ہاتھ مین دو لکڑ چلتے لیے ماتھے پر صندل سے ایک ٹیکا
بنا ہوا پنجہ ترسول کا چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا کھڑاؤن پہننے کی آگے دھرین سرخ سرخ آنکھین

حدقۂ چشم سے باہر نکلی پر تین بیراگی ڈھی بغل کے نیچے تکیہ کیے بیٹھا تھا شہزادہ کو اُس شیر نے سامنے اُسکے
لا کر ڈال دیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ مقید طلسم حاضر ہی جوگی یہ سنکر شہزادہ سے گویا ہوا
کہ ای تورج تجکو یہانتک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا بہت محال ہی تجکو لازم ہی کہ خداوند سامری
کو سجدہ کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا ای تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاء اللہ
زندہ نچھوڑونگا سنگ ظلم سے سر توڑونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بوریے
کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ ڈور
جو دریا مین مین نے پکڑی تھی میرے بازو پر بندھی ہی ہاتھ قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو
دیکھون اس عرصہ مین اُس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اُسکی برکت سے خنجر اُچٹ گیا
اور جسم صحیح و سالم رہا اور اُسنے انگشتری کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر گرہین
کھلجائینگی اُسنے اسم ورد زبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ اسپر میرے خنجر نے اثر نکیا شاید
کہ یہ بھی ساحر ہی یہ سمجھکر گویا ہوا کہ ای طلسم کشا مسلمانون کو سنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر
بھی ہی شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور ڈھلگئی جب اس بندے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم
ساحر ہین تو اپنے لیے اور نہین ہین تو اپنے لیے اب تو اپنی سزا اپنے کنار مین دیکھ جوگی نے اُسکو
ڈور سے چھوٹتے بھی دیکھا تھا سمجھا کہ مقرر یہ طلسم کشا ہی اس سے آشتی کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا اچھا یہ
معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ بیٹھیے اور جو کچھ مین
کہون اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کرکے رد سحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر کا باقی نرہا یہ کیفیت
دیکھکر وہ ملاح جو شیر بنکر اس ضیغم نیستان جلادت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور روبفرار لایا یہان سے کچھ فاصلہ
پر ایک اور ساحر رہتا ہی کہ نام اُسکا فیلان جادو ہی اُس سے جاکر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال
سنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا مسلمان سے ملگیا دین و دنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو
لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہی دین قدیم کی طرف اُسکو پھیر دون یہ کہکر اپنے مقام پر سے
اُٹھا اور زمین پر گر کر لوٹ مار کر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون عنبیان ٹپکتی تھین کجلی بن خود نظر
آتا تھا قد اتنا بڑا تھا بلکہ فیل فلک اُس سے خوفناک ہوا اسد چرخ کو خود گردون مین اُڑانے کا ارادہ
رکھتا تھا دو دانت مثل قامت عوج بن عنق منہ سے باہر نکلے ہوئے گورکن قضا کے معلوم دیتے

اس ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی تورج کو منڈھی مین لیکر بیٹھا تھا
اور مناظرہ اپنے دین کے آئین کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکارا کہ او بیحیا و بیدین یہ کیا تو نے غضب
کیا کہ متاع ایمان کو مع نقد و جنس تو کھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بجز بے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا
اب مجکو لازم ہی کہ تجکو سزاے معقول دون اُس جوگی نے کہ نام اُسکا بیا بانی فیل پیکر جادو تھا
یہ گفتگو جو سنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالایق میرے مقابلہ مین آیا ہی اور بے سمجھے مجکو بے ایمان بناتا ہی
حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس بغضب تمامتر اپنی جگہ پر سے اُٹھا شہزادہ نے
کہا کہ تم تامل کرو مین اس سے سمجھے لیتا ہون اُسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اس نالائق کی بھی یہ حقیقت
ہی کہ میرے مقابلہ مین آیا ہی یہ کہکر منڈھی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ایک ہاتھی مست بنکر اُسپر جھپٹا یہ بھی
ایسا فیل مہابت شکوہ بنا کہ گاؤ زمین کو بار اُٹھانا مشکل ہوا طبقۂ زمین مین زلزلہ آیا کشتی
ارض ڈگمگانے لگی مالک بر و بحر کو کفیل حال سمجھکر دنیا پناہ چاہنے لگی اور یہ اُٹھکر اُس
فیل سے مقابل ہوا باہم دھڑا کا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان دہلنے لگا حسنہ طوم
کے گھونسے پڑنے لگے بھونڈ سے بھونڈ سے لڑنے لگے تا دیر باہم زور رہوئے آخر دونون
کے سر بھٹے اور شرارے نکلے اسکے سر کا شرر اُسپر اور اُسکے سر کا اسپر پڑا دونون مثل دیو آتشبازی
کے جلنے لگے اور ایک شرر اگر اُس ملاح پر بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار
والسقر ہوئے اور جلکر خاکستر ہوئے شہزادہ یہ قدرت خدا تعالی دیکھکر ششدر تھا کہ اُس دافع
البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسان دفع فرما دیا غرض شادان و فرحان وہان سے آگے
روانہ ہوا اور اُس صحراے وحشتناک کو طی کر کے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ سراسر منور و
روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارہا آفتاب نکلا ہوا ہی فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید
لکہ چھائے جو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبروئی سے لباس نورانی
زیب قامت کیے چہرۂ عارفان باایمان قلب روشنضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمہ آب کی
موج برق پر چشمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر شاخ لبسان شاخ طور ہر سنگ چمک مین بہ
از رخسار حور شہزادہ اُس وادی نور کو ملاحظہ فرماتا جب کچھ دور چلا سامنے ایک قلعہ سنگ
سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اُسکو دیکھکر غیرت سے مرمر جاے لیث بکا فوری ہر سنگ سے

بھیرا ٹھائے ہر دیوار اُسکی صفائی مین روئے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اُسکا رفعت مین فلک کا ہمسر شہزادہ قریب در قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم حباب یعقوب انتظار مین کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور سفید ہوگیا تھا در قلعہ پر ہزار ہا ساحر بعہدہ دربانی متعین تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسینے منع نکیا جب اندر آیا نور کی بستی رعیت فرحت سے ہنستی دیکھی دکانات ہر قسم کی اشیا سے معمور ہر شخص فارغ البالی اور مرفہ الحالی سے بیفکر و بیخوف جدھر دیکھیے سامان عشرت فراہم کٹورا بجتا ہنگامۂ نشاط برپا نہایت کھاگھم کہ بمقتضاے ابیات

بازار مین یون سڑک صفا تھینہ
کوسے ہوئے اُسپہ لعل و یاقوت
تھے جمع کسی طرف فسون گر
مین وارے ہون جواب منصور
پوری سے گرسنگی کو دوری
یان جسکی ہوس مین آئے آدم

جسطرح کہ نہر آب لبریز
سرخی سے عجیب عالم نور
بن جاتے تھے دم مین پر کبوتر
تیار کہین جو نان حلوا
بھوکون کی ہوئی مراد پوری

سرخی ہوئی روح کے لیے قوت
یا مانگ مین مہوشون کے سیندور
نٹ بانس پہ کر رہا تھا مذکور
اُترا تھا فلک سے من و سلوی
وہ گرم کچوریون کا عالم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھکر بہت محظوظ ہوا اور اُسکو تشنہ و گرسنہ تھا ایک دُکان کے قریب گیا اور جیب سے مشت زر و جواہر نکالکر دکاندار کو دیا اُسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی لگاکر اپنے دکان کے ایک گوشہ مین بچھوائی اور قالین بچھوایا شہزادہ وہان جاکر بیٹھا اور مٹھائی کو اُٹھاکر قریب دہن لایا ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوا اگر مٹھائی کو جو دیکھا چھیچڑا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اِسنے اُسکو پھینک کر پھر ڈلی اٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہی شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھاکر قریب حلوائی آکر اُسکے منھ پر مارا اور کہا او بیحیا یہ دُھت بندی کرکے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہی حلوائی عذر کرنے لگا اِس سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اُسنے پوچھا کہ یہ کیا تکرار ہی حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اُسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکستۂ طلسم ہی بس اُسنے شہزادہ کے آگے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ اِنسے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پرداز ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہی اور کہین سے لیجے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا اُدھر حلوائی کا باپ اِس شہر کے حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہی چنانچہ وہ دار العمارۂ شاہی مین اورنگ خلافت پر

بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدہ کی بات تخلیہ مین عرض کریگا بادشاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آوے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی بوٹی ہوجائے تو اُسکی خبر ہمسے کرنا سو آج وہ شخص آیا ہی اور یہ ماجرا گذرا ہی بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلاکر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجا کر طلسم کشا آیا ہی اُسکو پکڑ لا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تمہی جھنکی پیادون نے کمر کسی روند تیار ہوئی تو ڑے شیر ہوئے تیر کمان سبنے سنبھالے تلوارین پرتلون مین ڈالین ساز سنگر انگایا جنگ پر آمادہ ہوکر ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو روٹی سڑی بوٹی ہی شہزادہ نے وہ پھینک حلوائی اور نانبائی سکو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار کمیرے لکھ گرین بگر دوکانپر سے کودے اور پکارے کہ رہ تو جا ہم ابھی تیرا خمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دانیال کی جواب تو نے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے قورما کردینگے شہزادہ کو اُنکے کلمات بیہودہ سنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر پکڑ کے بیچا پھاڑ دیا اور آتش غضب تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان بھیجنے کو نانبائی نے الگ رکھے ہین اُنکو دیکھکر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھکر یہ بیجیا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا پس یہ سمجھکر نانبائی کو تو مار کر دُکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُسکے آسیائے ظلم نے مثل دانہ گندم پسے ہوئے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوئے کہتے جاتے تھے کہ ایک بردست ایسا آیا ہی کہ اُسنے مادر شیر ال ہمارا سمجھا ہی اور ہمکو مار کر دل و جگر کا ہمارے قلیہ کیا ہی غلبہ یہ ہی کہ وہ طلسم کا توڑنے والا ہی یہ تو سب دہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھولکر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا شہزادہ اُسکو دیکھکر دوکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کودا اور تیغ تیز کھینچکر اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون و گرسنہ جان دشمن تھی دانایان ہنر جنگ کے سیلے گلخن تھی جسنے سرون کے پڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پر لاش گرنے لگی شہر مین ہلچل پڑ گئی دکانین جلدی جلدی دکانداروں نے بند کین بعض دُکان چھوڑ کر بھاگے

دروازے گھرون کے بند ہوکے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش اُچکون کی بن پڑی مین نے تمھارا تمتے اسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچگیا کوتوال اُن پیادون کو اس فیل تن سے کیا لڑا سکتا آخر زچ ہوکر رو بفرار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہوکر رخ جانب رد و لت بادشاہ پھیرا جنگ کا مہرہ نہ روک سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اُسکو تیار ہونے کا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے تیار ہوکر اُسکے ساتھ چلے قرناے جنگی پھنکی طبل وبوق کی صدانے دنیا دہلا دی سپاہی تلوارین چمکاتے ساحر سحر کی نیرنگی دکھلاتے روانہ ہوے آگے سبکے بادشاہ مرکب اژدرہان کو بنائے تاج سر پہ ہتیار جسم پر لگاے اسباب سحر سازی وعربدہ جوئی ساتھ لیے بڑے کروفر سے شہزادۂ نامور کے قرین آکر پہونچا شہزادہ بخوف وخطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کسیطرف سے نارنج وترنج وناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر وتلوار وخنجر ونیزہ پڑتے تھے سحر کے اژدر قلاب آتشین چھوڑتے منھ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر سے آگ اور پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نکرسکتے اُدھر حربہاے تیر وگرز کو یہ بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو مار کر مرکب حاصل کرکے سوار ہوا تھا تیغ دودم نے اُس بہادر کی عدو کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا راج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسمین یکتا ہر ایک پا تا دلال اجل پیر وجوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا کاخ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی بستی زندگی دیار جسد مین امان کے کال ہونے سے عاری شہزادے نے دم بھر مین سر دن کے کنگرے اور دست وپا کے ستون بنا دیے جسد عدو مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ

نظم

زمین کرد سرخ آن دلاور بجنگ
چو برگ حنا آن سر فرو ریخت
اگر بر زدی بر سر آن سرفراز
چو کوہ از سواران سر انداختی

یکے گرزہ گاؤ پیکر بجنگ
بشمشیر بران چو بگذاشت دست
عدو خیمہ کردش با سپ ساز
زخون دلیران بدشت اندرون

بہر سو کہ مرکب بر انگیختے
سر سرفرازان ہمیکرد پست
چو شمشیر بر گردن افراختی
چو دریا زمین موج زن شد بجون

اور از بسکہ وہ تنہا اتنی بڑی فوج سے لڑ رہا تھا تو ٹھٹوں رسالوں مین قتل و قمع کرتا ہوا لشکر
شقاوت اثر کے ریلون کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر مین کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا
قتل نہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے کہان تک قتل کروگے سو رہا چاہا بچار نہین چھوڑتا یقین
ہے کہ مار ڈالے یا گرفتار ہو جاوے چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا اُسنے ایک سحر کا تاریخ سینۂ بے ریخ شہزادہ
پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ ضرر نہ پہونچا تاریخ اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ یہ طلسم کشا ہے جنگ مین زیر نہوگا اب اس
سے مکر کرنا چاہیے اسی اندیشہ مین تھا کہ شہزادہ نے گھوڑا اژدر سے اُسکے ملا کر زنجیر مین اُسکی پنجۂ ولی
اپنا دیکر زور کیا اور ہاتھ پر اُسکو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر چو رنگ ہوائی کاٹون لیکن وہ دغاباز پکارا
کہ اے شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اُسکو زمین پر اُتارا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع
کیا اور آپ رکاب ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبۂ احزان کو اپنے
قدم سعادت توام سے شبستان عشرت بنائین مجکو اور تمام ارکین سلطنت کو مطیع اسلام کر کے
سرچشمۂ ہدایت پر پہونچائین کہ آپکا مقتضاے بیت

آؤ از قدم و دم مسیحا	نقش کف پا چراغ موسیٰ

ہے یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اُس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائی اور
عنان مرکب کو اُسکے خانۂ پرنیرنگ کیطرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر لقیۃ السیف کو جلو مین لیے
ڈنکے بجواتا بعظم و شان تمام اس والا مقدار کو اپنے گھر لایا اور دار العمارۃ مین پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ تخت
و تاج حاضر ہے شہزادہ نے اُسکو تاج بخشی فرما کر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذرین شہزادہ کو دین اور
اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت اس سرچشم نے خاصہ طلب فرما کر نوش فرمایا پھر اُسنے
حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوائفان زہرہ تمثال و پری خصائل حاضر ہو کر داد
عیش و مسرت دینے لگے جام خندہ زن ہوئے مسرور اہل انجمن ہوئے کہ ابیات

جادو نگہان و سحر کاران	غارت گر ہوش ہوشیاران
گل پیرہنان نازک اندام	بس لیگئے دل سے چین و آرام

دن بھر اسیطرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق
سے بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب مین مثل نور اسلام نور قمر ضیا افروز و جلوہ گستر ہوا اور
آفتاب نے مطیع الاسلام ہو کر سر سجود مغرب رکھا کہ بمقتضاے نظم

جو کین خورشید نے طی منزلین چار | گیا دن آئی شام روشنی بار | ہوا مہتاب جب اُونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر

بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت اس صاحب منزلت کے لیے بہر آرام خالی کرا کر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان مہیا کرکے عرض کی کہ آپ کسل راہ رکھتے ہین جا کر آرام فرمایئے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور مین بہر آرام آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان مین گیا اِس بادشاہ کی دختر ہے کہ نام اُسکا موسے جادو ہے اتنی بڑی ساحرہ ہے کہ بال بال مین اُسکے ساحری ہے رگ رگ مین مکاری بھری ہے چنانچہ اسوقت محل مین وہ سحر خوانی کر رہی تھی سامنے صحن مکان مین چمنستان سگے ہین سیر بھی دیکھی جاتی تھی یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا تسلیم بدر بجا لائی لیکن صورت باپ کی متفکر اُسنے پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے جملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بمجبر اطاعت کرنا بیان کرکے کہا کہ کوئی صورت آئینۂ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اُس مسلمان کو اسیر کرون اُس لگا نہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبرایئے نہین مجکو بزور سحر حال اُسکا معلوم ہے اِس شہزادے پر ایک ساحرہ نے فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہے جسکے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہے پس حضور غافل پاکر اُسکے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہو جائیگا پھر کچھ زور اُسکا نچلیگا یہ کلام اُس دختر نافرجام کا سنکر بادشاہ شادکام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ ازبسکہ خستہ راہ بہت تھا بے توجہ غافل سو رہا تھا اپنے دست حق پرست سے اُسکے انگشتری کو اُتارا ہاتھ کو تکان جو ہوئی اِس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتار تا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نپایا پس فوراً اُٹھ بیٹھا قیصر اُسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور ڈرکر اُڑا یا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست ہے اُسنے پرواز کی دراُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلکر تا بہ قصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اِس سوچ مین ہین اُدھر وہ بد سیر اپنی دختر پاس آیا اور انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اُس مفتری کو قید کر اُس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھکر ہیکل گردن مین پہنکر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک تاریخ پر سحر

دم کرکے اُس مکان کی دیوار پر مارا یہان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا آہنی سے
ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑ گئی اور چار نیچے روے ہوا سے لبسان برق چمک کر
گرے اور شہزادہ کو اُٹھا کر لے گئے اور سامنے اُسی مکان رہ کے لاکے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق
بہ از طاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایوان کے باغ لگا ہے باغ
خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادرکار بنا ہے اُسپر مجکو نیچون نے
لاکر بٹھا دیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھکر خاموش تھا کہ سامنے سے موسے جادو نے
باپ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اِس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرۂ بے نظیر
سراپا تنویر کو اِس ماہ فیس کے دیکھکر یقین تھا کہ غش کر جائے اُسپر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا
مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کر دیا ہجوم غم دہنے
گھیر لیا سپاہ رنج کے علم برپا نظر آئے اَلم کے نشان ہویدا ہوئے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا
اِس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے نا امید آنکھین ڈبڈبا آئین ہوش و حواس
نے رخصت طلب کی جامۂ شکیبائی پرزے پرزے ہوا آہون نے سربلندیان چاہین اُس
جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حورصورت ماہ طلعت کو دیکھا جسکے دیکھنے سے پریون کو غشی آئے
جسکا سایہ ہو جائے بہار باغ رخسار دیکھکر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نچاہے کہ بموجب نظم

گیسوے سیہ جو خم بخم ہے
زنجیر فسون سامری ہے
صانع ہے خط جبین سے محظوظ
سو جھائے کچھ بھی پھر نہ بھائے
اُڑنے لگے جسم سے شرارے
آنکھین لگین زار زار رونے

جو وصف کرین ہم اسکا کم ہے
شہباز نگاہ بے تامل
زیبا ہے کہین جو لوح محفوظ
مژگان نظر آگئے ٹپا تیر
آہون کے شرر سے بنے ستارے

جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے
مژگان کو جو دیکھیے تو جنگل
ہر چند نہ ابیان نقص اظہار
ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
کچھ درد لگا جو دل مین ہونے

اُسنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجائیے کنیز اسکا سر کا گم
اُنکی خدمت مین حاضر ہوگی باپ اُسکا اُسکے چہرہ کو دیکھکر پہچان گیا کہ یہ اِس نوجوان پر فریفتہ
ہوئی لیس بغور اُسکے سراپا کو دیکھنے لگا اِس عرصہ مین وہ چبوترہ کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت
دیکھنے مین محو تھی باپ نے اُسکے یہ دیکھکر کہا کہ اے چھوکری تو کیون فریب دیتی ہے معلوم ہوا

کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہو خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اُسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا نیا حیلہ سنیے وہ ساحرہ بعد قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اُسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اُسکے ہاتھ ڈالا ازبسکہ وہ اُسکی دختر ہی اور سینہ مقام حیا عورت کا معتبر ہی ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اُسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی بس اِسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اُس سے دوڑ کر بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اِسکے لپٹنے سے وہ پیٹ پر جو پڑی توڑ کر مُنھ کے نکلگئی اور وہ تڑپا اور آہ کرکے چبوترے کے نیچے گرا اُسکے گرنے سے جھٹکا ایسا پڑا کہ سانگ تو بغل سے نکلگئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اُترنا بھی چاہتی تھی بس کھنچنے سے اُس اضطراب مین پانون اُسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اُسکے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ مین سانگ در آئی اور دوسری طرف نکلگئی اُسوقت یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھاتے تھے عطارد ان دونون پر بھاری تھا قران نحسین اُس باغ مین کیا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپکر ہلاک ہوئے صداے گیر و دار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے قیصر اور موسے جادو اُنکے جہنم رسید ہونے سے شہزادہ رہا ہوگیا سحر اُسپر سے دفع ہوگیا چبوترہ پر سے اُتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اُٹھالی کیونکہ وہ مرگ کے وقت تڑپی تھی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا خادمان محل بیتابانہ دوڑے شہزادہ نے تیغ کھینچکر نعرہ شیر آسا بلند کیا کوئی ہیبت سے اِس دلاور کی آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اُس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فروغ عطارد و ماہ گلیم شب مین لپٹا نظم

پس ہر شب ہی آمد لشکر صبح | ضیاؤن سے بھرا تھا کشور صبح
جو پھر خورشید نکلا آگ ہوکر | ہوا کاشانہ عالم منور

شہزادہ دار العمارۂ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ ساحران آگاہ ہو کہ کل بادشاہ جنکا سر اطیع ہوا تھا مگر رات کو اُسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی مع اپنی دختر نحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کوئی ارادۂ فاسد براہ مرتدی رکھتا ہو

تو وہ آئے میرے مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوئے کہ ہمنے
آپکی غلامی بدل قبول کی ہی اور بہزار جان سے آپکے تابع فرمان ہین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک
تخت وتاج کیا اور آپ انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا پایا کہ ای شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے
آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نکرنا کہ جیسے اب انگوٹھی سے غافل
ہوجانے ہوا اِس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہی آگے اِس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ اِس
قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا
زمرد کا باساز ویراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اُسپر سوار ہونا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا
یہ کیفیت انگشتری سے دریافت کرکے وزیر کو براے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید اکید
فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب
انتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ رکاب پہونچانے آیا
تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار
روح پرور وجان فزا مین پہونچا ہواے بہارین نے گلہاے بوقلمون کھلا کر روے شاہد دشت
رنگین فرمایا تھا دامن صحرا مین سنجاف لگانے دامن ابر سبز بعبد تزئین آیا تھا مختصر یہ کہ خاقان
اوج صاحبقرانی وہان بانتظار مرکب طلسمی استادہ ہوا بعد کچھ دیر کے سامنے سے گرد اُڑی اور
ایک سمند باد رفتار وگلگون صرصر قدم صبا دم پیدا ہوا دہانہ رشک وہ ہلال منھ پر اُسکے چڑھا
اُس دہانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دونون قلم کیے دم اپنی علم کیے کلائیان شیر کی طرح مارتا
زین جواہر آگین بہزار زیب وتزئین پشت پر آراستہ حلقۂ رکاب پر حلقۂ مہر وہالۂ ماہ تصدق روبرو اُسکے
شرمندہ زہے شبدیز باد پیما وخہے بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیز دم کہ عرصۂ کونین
دو قدم سرعت مین صورت نظر جانے مین منزلون لسان خرد جہان سے ہر گام باہر تعریف
مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر کہ نظم

اسوار نہ ہان کبھی لگنے پاسکے	یہ چار جہت مین آکے جاسکے	یون جاتا ہی جیسے ہوش عشاق
یون آتا ہی جیسے طبع مشتاق	تیزی مین برنگ عقل دانا	ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اُس مرکب بےنظیر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈالکر استادہ ہوا اِس شہسوار توسن

جلادت سے دامن گرد انگر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا بنایا اور خانۂ زین کو رشک کاشانۂ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز باد پیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھکر شاد ہوا اور گھبدری کرتا ہوا کی طرح صحراے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اُس بیشۂ فرحت انگین سے گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع واقسام کے گل مین کھلے تھے اشجار وہ نونہال جو دایۂ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا پتا دیتے تھے کہ ابیات

پتے جو گرے تھے جھڑ کے برجا
جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر نخل وہان کا خوان نعمت
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر پھول سے جان تازہ پائی
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر
ہر برگ زبان شکر داور
بیچ مین اُس وادی نزہت

انتہا کے ایک نہال سرسبز زر گل سے مالامال لگا تھا اسطرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا وہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمۂ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی وشمشاد زبان برگ کو فقرے موزون ورنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسیٰ تھا نیچے اُس شجر کے چبوترۂ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکۂ فیروزہ رنگ وزمرد نگار گسترده تھا لوح چرخ اخضری وزبرجدی کو اپنی رفعت شان سے رو برو شرماتا تھا تخت ایسا کاؤس وجمشید نے کہان پایا بلکہ سریر فلک سے سوایہ خورشید نے کہان پایا نظم

جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب سے
گردون مین ہے خم اسی سبب سے
عیسیٰ اگر آتے اُس زمین پر
پھر جاتے نہ چرخ چارمین پر

اُس چبوترۂ عالیشان پر تخت سبز رنگان جہان پر ایک گھڑا سونے کا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبوچۂ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُسپر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھکر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت مین کیا خضرؑ نے سبیل رکھی ہے یہ کاروان نئی دلیل رکھی ہے یہ اسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہر چند اُس تیار عرصۂ طلسم نے مہمیز کیا اُسنے قدم نہ اُٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے بلسان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پر دل آئے اسطرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خجستہ قدم

صرصر مجسم بنگیا اور اُڑ کر نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر ٹھہرا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گلپیرہن ظاہر ہوئین کہ آن و ادا مین یگانہ آفت زمانہ تھین اُنکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش رو زیور سے آراستہ مو بمو فرش و پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب و فواکہات کی بعض خوانہاے طعام لذیذ اُٹھائے سلفچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب تر آئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ صورتین اُنکی پائین کہ کبھی اِس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش و نگار نگاہ سے نگذرے تھے زلف شبگون اُنکی بنت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر بکار و پُر زور ہر حلقہ سیکڑون پیچ جانتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہاے عشاق کو اُلجھن سکھاتا پیشانی پر اُنکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ اُنکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال باز ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلۂ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے نیرنگی لیل و نہار دکھاتے کسیکو امیر اور کسیکو فقیر بناتے کہ

نظم

وہ آئینۂ صفا ہویدا
دریاے صفا کی موج آغوش
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم
وہ آب بقا تو ناف گرداب

ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
گردن کی بیاض صفحۂ سیم
دے آئنہ کو صفا مین تعلیم

سانچے مین ڈھلے ہوئے بر و دوش
خورشید و قمر کو لوح تعلیم
کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب

پریزادان طلسم تھین اُنکا سراپا کیا لکھا جائے ناحق کلام کو کیون طول دیا جائے اسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہریاران کشور خوبی نے حسن کی طرح گردن جھکا کر شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُسکو علیحدہ رکھکر اُس چبوترہ پر فرش عمدہ و صاف گستردہ مسند تکیے لگا دیے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گستردہ کر کے بچھونا نرم و نازک تر اُسپر بچھا دیا پھر ایک چوکی قریب چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چُن دین اور شہزادہ سے بناز و تبختر ہنسکر کہا کہ اے وارد میدان طلسمات واے رہرو بیابان پُر آفات آج تو عیش و عشرت بسر کر لے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نکرتا تھا اسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو کہین وہ ہی کرو دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے یہ سمجھکے چبوترہ پر گیا اور مسند پُر زر پر بیٹھا اس عرصہ مین چبوترۂ فلک پر بھی مسند نجوم

بوٹہ دار انجم کی بچھی اور سبوچۂ زرین مہر اٹھا لیا گیا کہ نظم

مہیا تھا جو دان خلوت کا اسباب
جلائی شام نے بھی شمع مہتاب
پھر آئی زرفشان شاہنشہ شام
ستارون سے لیا دینار کا کام

شام کو اس صحراے طلسمی مین ہر گل بشکل گوہر شب چراغ فروزان نظر آیا چاندنی نے چھٹک کر اور ہی لطف دکھایا وہ ہواے سرد کا چلنا جانورون کا بسیرا لینا بزم کواکب کو چبوترۂ فلک پر ترتیب پذیر ہونا صحرا کا سناٹا نہرون کا بہنا دلولہ دل بڑھاتا ابھی عالم مین ان گل اندامون نے شہزادہ کی خاطر بن کرنا شروع کین سامان رقص و غنا مہیا کیا بحضر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سر آواز کے ساتھ
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ
کہ اتنے مین اٹھی اک اور گلفام
مے خوش رنگ کا چھلکا دیا جام
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی
کہ حاصل کچھ ہو لطف نوجوانی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
یہ خالق نے دیے تجھکو برابر
غنیمت جان لطف زندگی کو
نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے
چلو لیٹو چھپر کھٹ پر بآرام
بتاؤ کسطرف سے آئے کیا نام
طعام عمدہ دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانان پاک و صاف
بچھایا سبنے کھانے کھائے باہم
پھر اسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
شراب لالہ گون کے جام چھلکے
جھلکے شیشے بہا ساغر ابل کے
ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین
لب نازک ملائے سب نے لب سے
ارادے بڑھکے آئے اور ڈھب سے
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی
رہی صحبت بہم زیر و زبر کی
طلوع مہر کا پہونچا جو ہنگام
نئی پوشاک پہنی بعد حمام

جسوقت چبوترۂ فلک زمردین پر شہسوار مشرق آیا شہزادے نے فریضۂ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ خیل پریان مع اسباب و سامان غائب ہو گیا ایک خواب تھا کہ صبح کو آنکھ کھلتے ہی کچھ نہ تھا اس رہرو جادۂ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھرتا تھا تو قدم اسجگہ سے اٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نچاہتا تھا اسی ارمان و حسرت مین استادہ تھا کہ ایک طرف سے ایک کنیز نازک اندام پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپ کا جانے کو جی نچاہے تو ہمیشہ اسیجگہ تشریف رکھیے آگے کیا ہے ہر شب جلسۂ گذشتہ سے بہتر جلسۂ راحت براے عیش و عشرت میسر آئیگا زندگی چین سے گذریگی

فلک بے رحم نہ ستائیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آز نے دامن
پکڑ لیا چاہا کہ ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم برنگ نیرنگ بازی دنیا ہے جو اسمین پھنسا تمام عمر قید
ہوا و ہوس کے زندان مین رہا اور جو اسکو چھوڑ کر آزاد ہوا نعماے بہشت سے آخر کامیاب ہو کر شاد
ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ مجکو اپنے گھر کا آرام کیا کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین
تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اُسنے کہا آگے آگے بڑی بڑی مصیبتین ہین شہزادہ
نے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد ان مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرما کر اُس چبوترے سے نیچے اُترا اور
مثل تارک الدنیا راحتہاے فانی دنیا پر لات مار کر براہ مردانگی قدم آگے بڑھایا وہ کنیز جو بصورت
مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان
رہزن ہوئی تھی جب اس تادر نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہو گئی اور شہزادہ قید تعلقات
وہوس سے آزاد ہو کر جیسے ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب
دام فیضہ کے پڑھتا جاتا تھا کہ

مثنوی

وا کن از خواب نوشین چشم کے
خواب راحت بر سر پُل خوب نیست

خفتہ بسیار نشستن اندکے
داعی حق چون رسد بودن کجا

بگذر از عالم تامل خوب نیست
مہلت کفش ہم سودن کجا

غرض جب چند گام اُس مقام سے آگے بڑھا بونڈلا گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو گل کی منزل مین
زیر ران تھا سامنے آیا شہزادۂ فلک رفعت نے اُسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل قمر
سریع السیر منازل دشت طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشاے ظلمت طے فرما کر جانب قلعۂ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی
نکل محمل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پُر آفات و نیرنگ کو ایک قلعۂ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب اُس
قلعہ کے پہونچکر گھوڑے نے قدم نہ اُٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوشخرام
سے اُتر کر جانب قلعہ چلا توسن ایک جانب سُن سے نکلکر غائب ہو گیا یہ مکین کاشانۂ عجائبات
اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اُسکا برنگ رخسار خوش فزا جان سرخ دیکھا ہزار ہا برج
اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طلاے احمر کا تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا صفت مین اُسکی زبان
واصف و خامہ قاصر ہے یہ بیان مختصر ہے کہ نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون
کہیے اُسے قصر باغ جنت
رفعت سے زمین بھی آسمان ہے
گلدستۂ قصر دلکشا ہے
پتھر کے مکان و چشم بد دور

ششدر ہو جو دیکھ لے فریدون
ہے برج قمر ہی ضیا مین
کونین مین ایک یہ مکان ہے
رخشان ہے جو گنبد طلاکار
فرہاد ہے جسکا ایک مزدور

ہے طرفہ بہار و تازہ زینت
مثل دل عارفان صفا مین
ہے مہر کو ناز اگر بجا ہے
سونے کا پہاڑ ہے نمودار

اندر اُس قصر دلکشا کے کسیکو ساکن نہ پایا مگر بروج پر جانے کا زینہ نظر آیا اُس رفیع المنزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھوں اِن برجوں مین کیا نظر آتا ہے خالق طلسم ظلمت و نور دیکھیے کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا برج مکان موصوف پر اگرچہ برج کو بسان عروس نو آراستہ پایا شرف الآفاق سے وہ مقام برج بیت الشرف کوکب نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش مشجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولون کی دھرین طاقون پر گلدستے چنے قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوا کے رخ پر شیشے کھلے ہوئے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پُر ایک طرف لگے مگر کوئی مکین اِس کاشانۂ عزت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جائے آرام و دلکش پاکر ایک برج مین بسان مہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھکر سیر وادی پُر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعۂ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اُودا پن وہان سی زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قلعۂ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے داڑھی مین مہندی لگائی تھی نہین نہین زال دنیا نیرنگ باز ہے اپنی سرخروئی حنا سے آئی تھی شہزادۂ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھکر دنگ تھا کہ یکایک چھت اُس برج کی کہ جسمین متمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی اُفق خورشید انور تھا جسمین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ ماہ لقا چھت سے نکلکر خرامان خرامان قریب آئی اور پنکھیا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ از راہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نہ پایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران خیل پریزادان خاصہ لیے بعنوان شایستہ و بآداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ

منہ اس مسافر کا دُھلا کر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحبزادی بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک نے مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردار نیان فانوس ہائے مینا کار روشن کیے اور چپ و راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین سلیے بیچ مین اُنکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان بصد ناز و ادا چہان اسطرف آتی ہی قیامت دامن سے لپٹی ہی گر پیچھے رہی جاتی ہی اُسی رفتار فتنہ زا سے وہ ماہ تمام اُس برج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانہ آفاق سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف چلیپا اُس شہنشاہ خوبان کی تا کمر چھوٹی ہوئی ہی عشاق کو جادۂ ملک عدم کا پتا دیتی تھی خوبی مین حلقہ حلقہ دیدۂ پری مار سیاہ جادوگری رخسار تابان چرخ حسن کے خورشید خال جنبر نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورہ نور کے معنی عیان آئینہ قدرت خدا کتاب ناز و حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین غیرت مہ مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بیشالی و محبوبی کہ بموجب

نظم

ہی گر چہ مریض چشم جادو
کھینچے ہوئے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر

ہی مطلع آفتاب صولت
کھینچے ہی گر کمان ابرو
کس دل پہ چڑھا نہین خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا

مصداق طلوع صبح دولت
وہ ترک کہ قابل نظارہ
فتراک نگاہ خون سے ہی تر
انسان کا دل بچے تو کیونکر
محبوب بھی سب نظیر نکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے اُسے ہی گلی طرح پہلو مین جگہ دی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی مُنہ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہو کر خانمان حسرت و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ

نظم

کبھی پہلو مین تھی گاہے باغوش
بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
بہ نشاۂ ادا پیچے دو جام لبریز

ہی شوخی کی نگاہین تھین نے دُبا
ملا کے لب سے اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز

سمجھکر دل کی اپنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا جا ہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے

دلون سے نے حوصلے اپنے نکالے
وفور جوشش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ چمکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم

کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کہون کیا جو فریب دل نے اٹھائے
جگایا اسکو وہ بولی کہ اے جان
کیا اس صبح نے آرام برہم

کیا اُف اُف کبھی زانو کو پیسا
غرض دونون ہم سویا کیے خوب
اٹھو پیش نظر ہو اور سامان

جب آغوش شب سے شاہد ماہ جدا ہوا اور پہلوے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اٹھکر بعد طہارت فرض باریتعالی ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھر کے سُنایا کہ او بیمروت اتنا جلد بار فراق سرپر دھرنا عجز مین دوسرے کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تاوقتیکہ مین کما حقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نکرونگا اُس شاہد پریفن نے کلام سنکر انکو علحدہ لیجاکر پردہ اسرار طلسم یون اُٹھایا صندوق دہن کو کلید زبان سے وا کیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا وہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہی یہان ہم پریزادین اگر فتاح طلسم کو ذائقہ وصلت چکھا کر دیوانہ اپنے حسن وجمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہو کر اسجگہ رہگیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہی کہ کوئی پری طلسم کشا پہ فریفتہ نہوا ور یہ راز بیان نکرے فاتح طلسم آپکے یہان رہجائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپ نے کمند الفت مین پھنسایا آپ اسجگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سبکی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہی کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہی کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردہ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہی اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہی شہزادہ یہ کلام اُسکے سنکر ازبسکہ فریفتہ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا یار دلنواز سے دمساز ہوا اب انکو تو چندے مائل عیش وراحت دیکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ ایرج بیان ہوگا سنیے ؎

مضامین حسن معشوقی دکھائین
زبان پر اسطرح الفاظ آئین

صحیفہ مصحف بلاغت ۔ ومحرران دفتر فصاحت ۔ توسن خامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین کہ شیر بیشہ کوہستان شکستندہ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر

جب

ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لقائے بے ایمان کے یہان ملکا وصبا متفکر و پراگندہ ہین انتظار
کمک آپنکا کر رہے ہین ایک دن جو وہ دونون بد باطن بارگاہ مین خداوند کی آئے بختیارک
نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے انکے غربال بنائے یعنی کہا کہ ای ساحران جو کچھ آدمی سے ہو سکے
وہ کرے پرائے بھروسے پر نرہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خوابی بارگاہ خداوند
مین گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

سمجھے نہ بیان کہ ہے کمینگاہ **		پوشیدہ ہین راہزن سر راہ	

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین بگڑا ہے بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی
نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہوگا یہ کلمات اس شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے
کہ ساحر افروختہ خاطر ہوئے اور انتظار مدد آپنکا بھی نکیا بارگاہ سے اٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس
کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان وہان بنایا اور نیچے اس کوہ
کے ایک غار عمیق تجویز کر کے بزور افسونگری تہ خانہ غار مذکور کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند زنگیان
آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل طلب کر کے اس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسیکو ہم
تمھارے سپرد کرین اس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ
رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان رہنے کا بنا کر سکونت پذیر ہوئے
اور ان دونون ناہنجار و نابکارون نے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ نارنج زمین مین سما گیا اور
زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ درہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہوگیا بلکہ دور تک
سوائے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کر چکے اسوقت تھالیان برنجی اور پھول
سرخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ و کافور و سیندور وغیرہ قدرے قدرے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع
کیا اگیاری کر کے جوت کھڑی کی اور آرد ماش کا کئی سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین سحر
کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا اسطرح کا جاندار تیار ہوا کہ جاہے تو نہچہ پہنچائے جاہے نظر سے غائب
ہوجائے اور کوئی کیسا ہی حربہ اثر لگائے کچھ انکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مرین نہ کاٹے
سے کٹین نہ جلائے سے جلین بس ان پتلون کو بنا کر منتظر وقت ہوئے جب دن تمام ہوکر وہ
ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہائے بہرام و زحل و ناہید کو مرقع خانہ افلاک مین صورت پذیر

فرمایا کہ بموجب ابیات	زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ	زر گل روبرو تھا اُسکے پاسنگ
شفق سے تھا سنہرا شام کا رنگ	ستارون سے ہوئی شب شنگ ازرنگ	امیر کشورگیر سریر حکومت پر

بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران باتوقیر کے بارگاہ بے نظیر مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا
شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوئے ایسے وقت مین
اُن دونون ساحران بیحیا یعنی بلا و صبا نے پتلہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین
اس صورت کے آدمی ہمارے دشمن ہین جہانتک ہوسکے اُنھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ
یہ کہکر تصاویر سرداران امیر اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑکر اُدرنگاہ سے غائب ہوکر روانہ ہوئے
یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُنکے شہزادہ
علمشاہ نوجوان زیب زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی مین
آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھے اور گرد بارگاہ کے بلٹ کھڑا تھا گورون کا گارد اُترا
ہوا تھا کرچین اُنکی ہوئی ننگی ہاتھون مین گورے لیے ہرسمت ٹہلتے تھے برگید بڑکرسی پر بیٹھا تھا
کوٹ ہتیارون کا بندھا تھا سیارہ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر
لگائے بارگاہ کے چار طرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر مین جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار
سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے رونڈ پھرتا نرسنگا بھکتا ڈبے کی چوکیان مقرر چو مشعلین اور
رن تھا مین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند ہوشیار ہر سردار ارجمند ہر خیمہ مین ہنگامہ
عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی رنڈی سے جگت بولتا کوئی گلہ و شکوہ کرتے کرتے لڑنے لگتا کوئی
اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین خلال دینے کی
شدت قہقہے پڑتے کہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی
فکر کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے الیسی ہوشیاری اور زمانہ بیداری مین ایک پتلا بیچ بارگاہ مین شہزادہ
علمشاہ کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادہ نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکو گرفتار
کرنیکا کیا تھا کہ عکس جسم پتلۂ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھاکر نظر مردم
سے پنہان ہوکر اُڑا باہر سبنے دیکھا کہ شہزادہ علمشاہ اُڑے جاتے ہین سبنے لینا لینا کا غل کیا
تیراندازون نے خدنگ بجر کمان مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کسکو باتے کسلیے کہ سواے شہزادہ

مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا نا چار پیچھے نیچے دور تک دوڑے مگر پتہ قندیل فلک ہوگیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسیطرح بارگاہ سے اور سرداروں کے بھی غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اشتر ولندھور و بہرام و نور الدہر و قاسم و دارا ب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اُٹھ گئے لشکر اسلام میں چار طرف شور و غل برپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ دیو طلسمات میں جو بھاگ کر ساکن ہیں اور فرزندان امیر کے دشمن میں وہ اُٹھا لیگئے ہیں کوئی کہتا تھا کہ افراسیاب نے طلسم سے ساحر بھیجکر سرداروں کو اُٹھا منگایا ہے کہیں حالت غلم و تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سرداروں کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق و مونس ملازمان سرداران داڑھین مار مار کر روتے تھے مُنہ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون و شین سے یہ غمکدۂ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کر کے دیدۂ ثوابت کو رولایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اوس پڑ گئی تھی جنگل میں غنچہ بسورتے تھے صحرا میں باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگہائے خزان رسیدہ زمین پر گر کر پچھوتلوے تھے یا ہوا صف ماتم بچھاتی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پر قمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیموں کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے قناتین نقاہتین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہوائے غم کے جھونکے سے ٹیڑھی ہوئی جاتین پر زمین پر فرط رنج سے سر ٹکراتے طنابین وابستۂ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج میں ڈوبکر زمین میں گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال یال کے پریشان نیزے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانۂ ترکش تنگ غم میں مبتلا سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سی گم

نظم

کبھی طوفان جوش چشم تر تھا	کبھی اُمڈا ہوا دود جگر تھا	کہیں آنکھوں کو حیرانی یہ کیا ہے
کہیں وحشت کہ اب آتی بلا ہے	کسیکو فکر یہ کیونکر جئیں گے	کہاں تک اشک سے دامن سیئیں گے
کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد	کہیں نالون کے غل سے خانہ آباد	کوئی ممنون احسان مقدر
کہیں کچھ خندۂ حسرت فلک پر	امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور واویلا لشکر	

اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار کے ماتحت کئی کئی سو سردار ہین انکو مبتلائے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر بہادر سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نکیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ جو ہمارے متعلقین دوستونکا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نجائینگے امیر خاموش ہو کر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خلاق عالم مین استغاثہ کرنے لگے کہ ای دافع البلیات و کافی المہمات ہمپرسے یہ بلا دفع کر دے غرض اسی غم و اندوہ و الم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد
قدم لینے فلک سے مہر آیا
لبان قصد شاعر آر گیا جلد
ظہور صبح نے بستر جمایا

صبحدم بادشاہ عالم پناہ اورنگ شہی پر جلوہ فرما ہوئے امیر اور بقیہ سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوئے عیار بھی اسجگہ حاضر تھے انمین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا و صبا نے کیا ہے غلامان جانباز جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کر کے عزم چلنے کا کیا مگر اُدھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب پتلے سردارون کو سامنے اُن بچیاؤن کے لائے اُنھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بدخصال حاضر ہوئے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھکر تہخانہ مین لیگئے انھون نے چلتے وقت اُنسے کہدیا کہ یکمشت نخود اور ایک کوزہ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانہ مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین لحد تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضائے ابیات

جلاد کی آنکھ سخت بربات
جیسے کہ ہمارے زشت اعمال
نا فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت
کا جل کی وہ کوٹھری تھی گویا
دیکھا تو عجب خراب زندان
بیرحم ستم شعار بدذات
قسمت نے سیہ مکان دکھایا
چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت
پہلو دیو نژاد تھے نگہبان
رخسار سیہ مہیب اشکال
تہ خانہ گور یاد آیا
جس سمت نگاہ کی اندھیرا

جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان اُٹھکر زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہو کر بارگاہ لقا مین آئے لقا کو بھی خبر بربادی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ ای بندگان قدرت میرے غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان مغضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوئے اسیطرح مین جسکو چاہون

غارت و برباد کردون سب کہہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہی تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہی اسی گفت و شنید مین بلا و صبا نے آکر سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہی تو جسے چاہے غارت کر دے خداوند نے بھی کہا کہ جو طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہی کب کسیکو وہ مرحمت ہوئی ہی تمھارا درگاہ مین میری بڑا رتبہ ہی ان ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض رسا ہوئے کہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہی اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اُس گرگ نے جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے ورنہ سب لشکر اسیطرح تباہ و برباد کر دونگا یہ حکم سنکر اُن ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بندگان مغضوب اب تم پر غضب خداوندی نازل ہوا ہی لازم ہی کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ کسینے نہ دیکھا ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیار مذکور کو سامنے طلب کرکے پڑھا اور چالاک سے فرمایا کہ تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحرون کا ہی یہ کہکر جواب نامہ تحریر فرمایا کہ ای ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے قصور نکرو خداے ما بزرگ ست۔ نامہ کا جواب وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو انکو لشکر ہی مین رہنے دیجیے بلکہ اسم اعظم بھی گرد بارگاہ و لشکر نہ کرائیے ہم جاکر تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ ہو سکے تو پھر جو مزاج ہمایون مین آئے کیجیے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک و ابو الفتح و برق خطائی و برق مغربی وغیرہ روانہ ہوئے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر آئے دیکھا کہ ساحر دونون دنگلون پر بیٹھے ہین جلسۂ عشرت جمع ہی تذکرہ گرفتاری سرداران اسلام ہو رہا ہی عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا اور سب حال بیان کیا پھر لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئے عیاران اسلام بھی پیچھے اُنکے روانہ ہوئے لیکن جب قریب دامن کوہ سواری ساحرون کی پہونچی عیارون کی آنکھون مین اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوا سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دکھا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرون کی کدھر گئی انھون نے بہت کچھ تفحص جستجو کی کہین پتا نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین آئے اس اثنا مین وہ

دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل خواب و راحت پایا کہ بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز	گیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائیو ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوئے لشکر مین روز گذشتہ سے آج سو حصہ بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہے ہر بارگاہ و خیام کے گرد پہرا کیا گیا ہر سو عیار و سرہنگ کا مقرر ہے لیکن کیا ہوسکتا ہے بدستور اول پتلے آئے اور سردارون کو اٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چارسمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون و شین برپا رہا ہر ایک سرگردہ و پیچان رہا آخر وہ شب بیقرار ہوکر رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچۂ مشرق سے باہر نکلا بیت

اُٹھے سوئے ہوئے بستر سے کیا	ہر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار

آج بادشاہ اسلامیان سے ملکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار بستر خواب سے غائب ہوگیا ہے بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو مرضی میرے رب اکبر کی شکر ہے اُسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ وردِ زبان ہے اُدھر عیارون مین چالاک نے زمین و آسمان ایک کیا ہے مگر کہین نشان ساحران زشت کردار نہین پایا مگر ذکر کرنا کیا ضرور تین چار راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزۂ نامدار کے تھے گرفتار بلا ہوئے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادۂ کرب بُرحرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر عرب ۔ اور چند سردار اور بچ رہے ایکدن جب تیرگی غم سے یہ خاکدان عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب لباس ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم	ہوا ساماں تارکی فراہم

عیاران اسلام تو ہر تجسس شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا مین پھر رہے تھے کہ بردے ہوا سناٹا ہوا انھون نے دیکھا کہ پتلے اُڑے ہوئے جاتے ہین سب نے کہا دیکھو یہی پتلے سردارون کو اٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اُسوقت چالاک نے باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر تو یہ پتلے سردارون کو ہمارے اٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہمسے پوشیدہ ہین پس ہمکو بھی لازم ہے کہ لشکر لقا مین جاکر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سبکو پسند آئی اور چالاک نے صورت اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی پگڑی سرخ سر پر باندھکر انگرکھا چست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتھیار جسم پر آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار ساتھ

آٹھ پاسیون کی قطع پر بنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر مرزائی پہنکر تیر کمٹھے لیکر اُسکے ساتھ ہوئے
اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہوکے داخل سپاہ عدو سے گراہ ہوا پھر ایک جگہ پر مجتمع
ہوکر ہرمسل اور ہر خیمہ و بارگاہ کے گرد جاگو جاگو لنکر پھرنا شروع کیا اسیطرح پھرتے پھرتے ایک خیمہ
کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کیے بیٹھے تھے انکو دیکھکر کہا جمعدار یہ کسکے یہان
کی روند ہو عیار تو یہان کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا غالب جنگ کے
یہان کی افسرون نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجیے یہ عیار وہان ٹھہرے افسرون نے حقہ
انکو دیا عیارون نے پی کر کہا یہ تو جلگیا ہو ہمارے پاس تمباکو ہو ہم بھر بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی
بیہوشی شریک تمباکو کر کے بھری اور اُن سبکو پلائی وہ سب بیہوش ہوئے انھون نے سب کے
سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام کا ہو پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ
مین سناٹا دیکھا کہ سب سورہے ہین پس کچھ عیار تو اُس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور کچھ پشت پر سے سرانچہ
چاک کر کے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کر کے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈالدیا اور آگے بڑھے اور
متفرق ہوگئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسیطرح ہیئت بدلکر پلٹنون سالوت
مین پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھ پر لیے مونڈھا بغل مین دابے تپے کرسے گڑسے بھالے کے
کنارے چراغ جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے اور مٹھائی چکاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لالچ مین
آکر لوگ مول لیتے جب کھاتے بیہوش ہوجاتے یہ سر اُنکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی
ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال چھڑی سنبھالے صدا کہتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہان
کچھ کرامات کی باتین بگھارتا وہ معتقد ہوکر بٹھاتے حقہ تماکو پلاتے یہ بیہوش کر کے مار ڈالتا اسیطرح آٹھ
عیار کوہیون کی شکل بنے پھر رہے تھے جسجگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا پکاتے دیکھتے قریب آتے اور
کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کھلاؤ گے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم بھنتے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ گے
تو لویہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہی بہت عمدہ ہو کھانے مین صرف کرو وہ روغن بعد انکار و اصرار لیکر داخل طعام
کرتے اور کھاکر بیہوش ہوتے یہ انکو طعمۂ دہان گور بناتے بس اسیطرح لونگ چڑے والے نے طائر روح
بہت لوگون کے سیخ مکاری پر کباب کیے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر
وہ رات بھی راہی دیار عدم ہوئی اور رنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مٹی کہ بیت

سحر نے خود کا آئینہ دکھایا		براک کافر کو بھوجکا بنایا

ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکل گئے اور کافر بستر خواب سے اٹھکر احوال سے باخبر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام بپا ہوا بھی پڑ گیا دنیا ماتم
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا اٹھی لقاے بے بقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آتے جاتے تھے کہ یکایک
غلغلہ شیون سنائی دیا یہ گرفتاری سرداروں کی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ ناچ کا
جلسہ مترتب ہو اسوقت شور گریہ سنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام اسقدر زور سے روتے ہین کہ یہانتک
انکے رونے کی صدا آتی ہی جو لوگ کہ واقف حال نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوندا ابھی کیا روتے
ہین اب آگے وہ بندے تیرے روئینگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جو اپنے خیمہ سے دربار مین آنے لگا
راہ مین لشکریون کو گریان و نالان دیکھکر مستفسر حال ہوا لشکریون نے لاشہاے مقتولان دکھائین
اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوند مین آئے پہلے شیطان خچر پر سے اترکر داخل بارگاہ ہوا اور
لقا کو مجرا کرکے رفیدہ سر سے اپنے آتار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو برا کہتا
جاتا اور کہتا کہ یا خداوند وہ جو بہشت اپکی ہی وہ آباد ہوتی جاتی ہی لقا نے کہا آخر کہ تو کیا ہوا کہا ارے کو
بہشت خداوندی بندگان خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خوابی بھی میرے ہی خدے
ہین اور تم سبکا بھی مین ہی خالق ہون پس مین دونون طرح کے بندون کی طرف ہون کبھی انکو
غالب کر دیتا ہون کبھی انکو بندون کو چاہیے کہ آپسمین سمجھ لین میرے اوپر زمین مین ایسا جیم ہون
کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہ رہا تھا کہ کچھ افسر نالان و گریان وہ رقعہ جو عیار لکھکر ڈالگئے تھے لیے
ہوئے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ اُنسے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا لقا نے پوچھا
کہ یہ کیا ہی شیطان نے جواب دیا کہ وہی ہی اور کیا ہی لقا سمجھا کہ شاید عمرو آگیا اُسنے یہ کاغذ بھیجا ہی
یہ سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اہو بیٹے تمنہ بقول شخصے چندین بدئے
خدائی کردی ہنوز گاو خر انشناختی لوارے او گیدی یہ فرمان واجب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران
مرشد زادۂ برحق مہتر بن مہتر جناب چالاک بن عمرو کا ہی یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او
شیطان تو نے امیر با توقیر کے مزاج ہمایون کو ذرا بھی مثل آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک
بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک مین ملا دینگے خیمہ گور مین تجھکو سلا دینگے اور اوبختیارک

یہ سب حرامزدگی تیری ہی اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا تو ہر لیسہ تیرا کچا یا جائیگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہو عیار مجکو آکر مار ڈالین اُسوقت لقانے کہا ای شیطان تو گھبر انہین میری اور تیری موت نہین ہی اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہی غرضکہ یہ تو خائف و ترسان قرار گیر ہوا اور لقانے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ وزاری لاشین اُٹھانے مین مشغول رہے دن بھر اسی گاڑنے دابنے مین بسر ہوئی جب ظلمت شب نے مثل تیرگی لحد آغوش کھولی اور آفتاب غار مغرب مین جاکر دفن ہوا کہ بیت

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن

رات کو لشکر اسلام و سپاہ کفار دونون فوجون مین حد کی ہوشیاری و بیداری ہوئی ہر جگہ چوکی وپہرا مقرر ہوا لیکن ساحرون کیطرف سے پتلے اور مسلمانون کیطرف سے عیار روانہ ہوئے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو قسیم بن عمرو و سماک یلطاقی و سماک خیبری و قاسم کتوری و قاسم تنگ رواحلی و یزک و سرہنگ و ابو الفتح و کلباد و گلباد وغیرہ تین سو عیار اپنے ہمراہ لیے اور لشکر دشمن مین آکر کسینے کسی سردار کی رنڈی کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر گیا اور کام اُس سردار کا تمام کیا اور کوئی کسیکے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا اُسنے کام کیا کسینے کسیکو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردارون کے سر کاٹکر یہ عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کو ہی مارے گئے جب ناخن مہر سے سحر پُرغم نے چہرہ خراشی شب کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے جھونپڑے مین جلایا کہ بیت

قریب ختم حسن روے شب ہی	یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہی

صبحدم وہ شور فریاد لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی لیسر کے لیے خاک اُڑاتا کوئی بھر بدریجیا ڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا نظم

ہر اک خیمہ سے اُٹھا شور فریاد	یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد	ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر
یقین تھا دم نکل جانے کو ہین پر	ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک	ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
بشکل شوق اُبلے لوگ غم سے	ہوئے ممنون گردون کے ستم سے	گذرگاہین ہوئین سعی برآ

اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر | فی الجملہ شین ہر سمت اُٹھنے لگین وہ کاغذ جو آج کی شب عیار ڈال گئے ہین اُسمین یہ مضمون ہو کہ آج کی رات جو آتی ہو اِس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائینگے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوندین لیکر آئے شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا ابے او گیدی مسخرے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوا دے اور آیندہ ایسی حرکتین کرنے کے لیے اُنکو منع کر لقا بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہو اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیے شیطان اُٹھا کہ مین جا کر کسیطرح اُنکو بلاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائین پس وہ دونون اژدرِ سحر پر سوار ہو کر خداوندین آئے شیطان نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کردو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشدزادہ لکھتے ہین کہ مع خداوند سبکا خاتمہ ہو بلا وصبا جملہ کیفیت معلوم کرکے گویا ہوئے کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین آج ہم لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ناریج نکالا اور کہا دیکھو ملکجی یہ سحر ہمنے تمام عمر محنت کرکے تیار کیا ہو اجتک ہمنے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہو غرضکہ بہت کچھ صفت اُس سحر کی کرکے وہ ناریج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دُھوان پیدا ہو کر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور ایک پتلا جلینی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کسلیے یاد فرمایا ہو اُنھون نے حکم دیا کہ جاؤ اسم اعظم حمزہ بھلا دو پتلا سلام کرکے رخصت ہوا اور اُسی طرح دُھوان بنکر بلند ہو کر نگاہ سے ناپدید ہوا جب دو بجے پہر بجی اور جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر برائے نماز تہجد جانب مسجد کرباس روانہ ہوئے راہ مین ایک سمت سے دھوان پیدا ہو کر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہو گئی اسم اعظم الٰہی لوح سینہ سے محکوک ہو گیا آپ کو حالت غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرا کے نالان و گریان اُٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعاہائے صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکین کہ برکت کلام ربانی و تاثیر سایۂ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آگیا لیکن ربودگی مزاج ہمایون پر طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہو گئے چپ اور سُن جہان لٹا دیا پڑے ہین انکا تو یہ حال ہو غم سے بادشاہ کا دل نڈھال ہو ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہو اُدھر وہ دُھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجمع

ہوکر چینی کا پتلا بنکر ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون
نے یہ سنکر ایک شیشہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دُھوان بنکر اُس شیشہ
مین اُتر آیا انھون نے منہ شیشہ کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم
حمزہ کا نہ چھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہو کہ نام اُسکا مہر جادو ہو اور وہ طلسم نزارج
کی رہنے والی ہو پس اُس ساحرہ کو وہ شیشہ انھون نے سپرد کیا کہ لیجا کر طلسم نزارج مین اپنے مقام محکم
پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لیجائے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ
وہ شیشہ لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوئی حال اُسکا موقع بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد
جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے
یہ وہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہوکر یہ دونون ساحر طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین
لکھا گیا ہو کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت بالشت بھر کا نکلا تھا اور ہر ایک
مثل انسان قد آور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا حاصل مرام اسوقت
جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے وا کرکے تین ہزار پتلا اُنمین سے روئین تن اور فولاد بدن نکالا کہ
وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار بنگئے اور باہر بارگاہ کے جا کر انکا پڑا ؤ پڑا انھون نے صندوق بند کرکے
پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لیجاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوئے اور یہ دونون ساحر جگہ
سے اُٹھکر کنارہ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اور نکالکر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور
زمین سے شعلہائے آتش نکلنے لگے اور روے ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحر آتش کی طغیانی ہوئی
کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچگیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گر کر حصن حصین آتشین
گرد لشکر ہو گئین ان ناریون نے راہ آمد و رفت لشکر کے اندر کی بند کر دی اسلیے کہ عیار جو اندر لشکر
کے آگئے ہون وہ اپنے لشکر مین جا نسکین اور اپنے مقام سے یہان قیامگاہ عسکر شقاوت پیکر مین آنسکین
جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہانتک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور
گرم بازاری رونق روز گم ہوئی اور زر طلاے احمر خورشید کو زرگر دہر نے بوتہ مغرب
مین رکھا اور کورہ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوئے کہ نظم

کہ اُس دم کے قدم اُٹھے وہان سے	ہوا سامان رخصت اس جہان سے
فروغ مہر نے دامن اُٹھایا	

ہجوم شام کا اک ابر آیا | سر شام ان ساحران بد انجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر لقا مین

بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج لوہیان وساحران دلقاپرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ آج انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لینگے عیاران لشکر اسلام جو بارادہ داخلہ سپاہ عدو گمراہ کنارہ لشکر بد اختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور کوس حرب گوش زد ہوا غلغلہ سپاہ کینہ خواہ سے گوش روزگار کر پایا مضطربانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج وغم برپا تھا دنگلون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک صحنچی مین بحالت دیوانگی پڑے تھے وہ لوگ جو مجرے کو بھی باریاب نہو سکتے تھے آج برائے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے بادشاہ زانوے غم پر سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کے صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق رونق بدلی اندوہ کی چھائی تھی کہ

بیت

جہان بھا رنج سے آنکھون مین اندھیر	فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج وملال مین عیار مجرا گاہ پر آکر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کر کے دعا و ثناے بادشاہ ذیجاہ بجالائے کہ

ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام	منصور نشان فوج اسلام	دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
جلو مین ہے چرخ مثل گرد آب	آئینہ تیغ برق تمثال	دعوائے اجل کا صورت حال
گردون سے بلند ہے ترا اوج	گلدستۂ عرش تیرا افسر	آمادۂ جنگ سب ہین کفار
سامان جدال سب ہے مہیا	نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے	

اور حصار آتش گرد لشکر ساحران نے سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بیحیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین وزمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرماکر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے قدیر طبل رزمی پر دوال دیجائے بمجرد اصدار حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری وحشامی پر چوب پڑی صداے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ سردار جملہ گرفتار امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور وناچار لیکن شجاعان روزگار منچلے تیغ وسپر کے سایہ مین پلے جلادت شعار دم تھوڑی کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب

کرنے لگے تیغ بران بارِ غم سے اُس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرطِ رنج سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ایک آہِ دل دردمند نیزون مین فکر دور و دراز کے بند کمانین لبسانِ خاطرِ کبیدہ کشیدہ کبادہ ہر ایک غبار الم کا تودہ کمندون کو دل عاشق کیطرح اُلجھن حلقہ حلقہ پریشان برنگ گیسوے جانان پُر فن ہر چند کہ آثار غم و ہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم زخار باڑھ پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُترنا بہادر چاہتے کشتی شجاعت مین سلسلۂ رگ جان کا لنگر تھا بادبان حوصلۂ شمشیرزنی اُڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحرِ دلیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتا نصیحت اور وصیت کرتا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے طبل و بوق ہل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنین اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوارون کے شیہے بھرتے واداوڑھے شیرانہ کرتے آمادۂ مرگ مردان نبرد شیر گردون جنکے مقابل گرد و بردہ مقام اُس شب کو بیشۂ شیران یا شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہرلوق کی تھی صدا قیامت	بیدار تھے مردے زیر تربت	رہتا ہو کہان عدو کا انبوہ
آواز سے شق ہو جبل کوہ	تھا ترک فلک کو بیم اُس شب	جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
دیکھو دم تیغ اور جوہر	تھا ایک تو شعلہ سوسمند	تلوارین تھین یا کہ آہنی پل
روحون کا گذر تھا اُنپہ بالکل	شہرہ تھا یہ چار حد مین ہر سو	تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ	تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ	اِتنی تردد و تیاری حرب مین

سرہنگ مہر جان پر طبل کرادگاہ فلک مین آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ طلائی ضیاے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی جب صبح روشن آشکارا	ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ	ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ
	فلک پر صبح کا چمکا ستارا	لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر

جانب جنگاہ چلا بلا و صبا اژدر سحر پر سوار پیچھے اُنکے جوق جوق ساحران نابکار طائران سحر و اژدر افسونگری پر چڑھکر روانہ ہوئے نہایت بےرحم و بددین و ستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہین	مثل دم اژدر اُنکے دم ہین	کتنے ہین سیاہ دل یہ مردم
نیش اُنکا روان تھا مثل کژدم	انسان کی شکل دیو کردار	یاجوج کی طرح آدمی خوار

پیاسے کو پلاتے ہین وہ خون ریز ‏ ‏ آب دم تیغ و خنجر تیز

علاوہ اُن ساحران بدطینت کے وہ تین ہزار تیلے روئین تن و فولاد بدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد مین آئے لقا بھی اُسی کر و فر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیرہ بند کرا کر تخت اُنیر کیجو اکسوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اسطرف بادشاہ دین پناہ لباس خسروی دور کرکے زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے جلو مین کمیدان و رسالہ دار ہوکے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کیطرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ دار حیران ہوئی لشکر پر برنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہوائے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر لونہال گلشن ارجمندی ہمرنگ گل خزان رسیدہ خمول و تر مردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اُٹھا ہوئی تھی زمانے کے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل دبوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا چہرون کے نقری ہونے کا زمانہ آیا تھا گم سامان بحالی تھا گلستان جلادت مین عنادل وار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا ہر بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان کو دھڑکا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین لبان خاک ویران سنا تا زمانہ مین سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مثل مرغ بسمل بیقرار و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی کھچی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھکر سینہ شق ہوتا تھا لعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزہ کے لال پر چھاور کرتا فلک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہرچند کہ پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکر و نکا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکو نکا بجنا صدائے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا نظم

کب دھیان مین ہو جہاد اُنکا ‏ ‏ تھا سہل انھین جہاد اکبر ‏ ‏ عاجز ہین حساب مین محاسب

اتنا نہین لشکر کو اک آب ‏ ‏ دیوار حصار شہریاری ‏ ‏ تھا حصن حصین ملکداری

فوج ایسی ہو شہریار ایسا ‏ ‏ مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا ‏ ‏ اُسی رفعت و منزلت سے حب

میدان قتال میں پہونچے پرے جمگئے بیلدار زمین ہموار کرکے ہٹے سقے آبپاشی کرکے بھاگے صفیں ترتیب پذیر ہوئیں میمنہ نے معین ہونے کا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پاے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازو سے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے چودہ صفیں جب آراستہ ہوچکیں نقیبوں نے نعرے مارے کڑکیت کڑکا کہکر کنارے ہوئے بلا اژدر بڑھا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس ہیچپا نے کہا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر میں آکر ٹھہرا اور اُن پتلہاے روئین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بمجرد حکم وہ پتلے کہ سواران فولاد بدن ہیں مثل اسفندیار تیغیں کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اسطرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوئے شمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا بہت دنوں سے پھیلا ہوا تھا دم بھر میں فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشہ مرگ میں بعافیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامۂ دار و گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ و تیر کی یہ تدبیر کی کہ

ابیات

زبس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ
بزہر آب دادہ پرند آوران
بلند آسمان چون زمین شد زخاک
کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ
زکشتہ ہمہ دشت آوردگاہ
لبے گردن و ریشہ چاک چاک

برفتند ازان روی کند آوران
تن و دشت و بر بود و ترک و کلاہ
چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

ہر چند کہ دلاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسیکا حربہ اُنپر اثر نکرتا تھا تلواریں اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھیں اور اُنھوں نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مرکر گرتا تھا کلمۂ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جاے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعوی خود و افسر رکھتے تھے ٹھوکریں کھاتے تھے وہ جسم جو بازرہ و بکتر رکھتے تھے بار ہستی سے سبکدوش نظر آتے تھے پُتلوں نے پتلہاے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھاریں چہرے پر سہرے کی لڑیاں جسم پر ضرب اسلحہ کی بدھیاں نظر آتیں دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین حوصلوں سے بر چھاتیاں تھیں

نظم

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر ۔ خاموش برنگ بزم تصویر
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے ۔ سو کیسے منھ ایک بھی نہ کھولے
یون بلبل و فاختہ کی فریاد ۔ ارمانون کے بند در برابر
وہ گل ہین کہان وہ شمشاد ۔ سب خواب مین بیخبر برابر

یہ ماجرائے جنگ جو شہزادہ کرب دانا داماد امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالی جاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا فرمائین بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پر رکھی شہزادۂ مذکور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی مارا نہین جاتا اور یقین ہی کہ نصیب اولیاے دولت قاہرہ خدا نکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام مین ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی قبضۂ کفاران مین آجائیگی بلکہ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی بس مناسب ہی کہ بقیۂ فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان مین تشریف لیجائین اور قلعۂ کوہ کو ماوا و ملجا اپنا بنائین بادشاہ نے فرمایا کہ اے کرب عرض تمھاری قبول و منظور ہی اب جو کچھ مین کہون وہ رو نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان دارم جوار شاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کراکے قلعۂ کوہ پر چلے جاؤ مجکو رہنے دو مین کبھی ان کافرون کے مقابلے سے قدم ہمت نہ ہٹاؤنگا جب اپنی جان دے لونگا اسوقت ع بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد ہ کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہوگیا اور جنگاہ سے پھر کر دروازۂ خاتونان حضرت امیر کے آیا ملکہ گردیہ بانو اپنی ساس کو تسلیم عرض کر بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ مقدمۂ جنگ دگرگون ہی ملکہ مذکور نے بہت جلد انتظام کیا اور سکھپال فنس چوپہلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہوکر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئین کئی ہزار سوار محافون کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا بچگانے کہاریان وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بعجلت تمام جانب کوہستان چلے شہزادہ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہین لیا اس سبب سے کہ بارگاہ اٹھارہ سو شتر وفاطر و عراوہ پر بار ہوتی ہی اُسکے لدوانے مین عرصہ بہت ہوتا پس خیال کیا کہ ناموس امیر گھر جا نکلی انکو پہونچا کر جائے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا ہی اور وہ جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہوگئے انکو ہوادار پر ڈالکر ہمراہ راہی ہوا اور کوہ سفید کے قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ مین پنہان ہوئے اور کرب نے لگا یان

کوہ کی طے کر کے قلۂ کوہ پر تمام عورات کو پہونچایا اور امیر کو سبزہ زار مقام پر کچھ بچھا کر لٹا دیا شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی ہوئی کہ شاہ اسلام کو زغۂ اعدا مین محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھ رہے بس محلات کو سپرد خدائے حافظ و نگہبان کر کے آپ پشت مرکب پر بیٹھکر پھر روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ مین لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کر کے دست و پا ہر ایک کے بے حس و حرکت کر دیے تھے تیلے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنپر سحر کا اثر نہونے پایا تھا وہ رو بفرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اس جنگ مین بہت زخمی ہوئے تھے عیاران لشکر انکو بھی بحالت زخمداری کہ ظل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاؤ پر آکر گرے اہل اسلام بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اسوقت شہزادہ کرب آکر معین و ناصر ہوا اور لڑتا بھڑتا جنگ ستمانہ کرتا بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اس جنگ مین کہ شہزادۂ دلاور تنہا تھا زخمی ہو گیا لیکن جرأت کر کے شاہ عالم پناہ کو قلۂ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹایا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام مین معروف ہوا تیرانداز اور سنگ اندازگھاٹیون کو روک کر استادہ ہوئے عیار خنجر کو بغل مین رکھکر مرگ پر آمادہ شعاب جبال مین استادہ ہوئے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے عقب زد و کشت کرتے آتے تھے مسلمانون کے نکلجانے سے اس لالچ مین آکر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے اسدم بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خیمہ و بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ اور اسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کر کے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لٹ جائین یا جلا دیے جائین خداوندان تحفہ اشیا کو اپنے قبضے مین فرمائین اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اسکے کہنے سے ساحرون کو بلاکر حکم دیا کہ لشکر کو تاخت و تاراج کرنے سے روکو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز کوئی لوٹنے کا مال مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوئے اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ سرہنگ شب نے سونا آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور پونجی اپنی بچا لیگیا اور غار مغرب مین جا کر پوشیدہ ہوا کہ

نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی	دیتا نہ تھا کچھ بھی وان دکھائی	تاریکی شب تھی ایسی حائل

چشم اعمی انجیل کا دل | شام کو اس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی
اور تمام خیام وخرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام مین آئے لقا اُتر کر تخت فیلان سے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوا مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر سانپ بیٹھا لیکن بارگاہ مذکور مین ساحر نہین آسکتے
ہین اس سبب سے یہ گمراہ بھی اُس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نہ ملے گا پس بارگاہ
ہشامی مین تخت نکبت آثار بچھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آکر کرسی و دنگل پر متمکن
ہوئے اور صندق ساحری طلب کرکے بلا و صبا نے سوارون کو پتلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی
خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ اے شاہ ساحران ہمنے باقبال شہنشاہی
کل مسلمانون کو تباہ و برباد کردیا اسم اعظم حمزہ بھلا دیا چند با شکستہ ہمارے ہاتھ سے بچکر ایک
پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہماری قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل
کرکے خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرۂ پیغمبری لیکر حاضر خدمت
بادشاہ جادوگران ہونگے اس عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا لیگیا بعد
بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان جو اس جنگ مین بےحس و حرکت ہوئے تھے اُنکو اسیر کرکے زندانخانہ مین
بھیجا بازارین مسلمانون کی بند تھین رعایا فرار ہوگئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوا دین اور
حکم دیا کہ رات بھر بازارین لگی رہین دکانین کھلی رہین ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام
کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و سیمتن حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جمع ہوا
وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر نثار کرتا تو بجا
تھا زر گل گلشن عالم کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچۂ خاطر کافران بخیل بھی تنگدست تھا شگفتہ
ہوکر فراخ حوصلگی دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالا مال گریزان وہان سے رنج و ملال تھا ہان
پری پیکر کا بناؤ جوبن کی بہار غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی
پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس عارضی مستعار خوشی کو دیکھکر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

ملے خوشی سے تو ہے عمر خضر بھی تھوڑی	وگرنہ نیم نفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسۂ نشاط بیدبنیان کی کیا تعریف بیان کیجائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ بھیجنے
کی شاہ جادوان پاس بیان کیجاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم نُہ برج سے جو لغیظ و غضب تمام اُٹھ

فکر مین روانہ ہوا تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کر کے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین جانب کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہے پہلے یہ ظلمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحرائے سبزہ زار طلسمی گلون اور درختون سے پُر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر کر کے غم دلکو اپنے بھولانے لگا اسی اثنا مین پہلے نجہ نے نامہ لا کر دیا کہ اُسمین مضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر سحر پڑھا اور دستک دی کہ اس جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اُڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر بال مُنھ پر بکھرائے لنگوٹ باندھے زنجیر پانون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا بانیان تھنانک کا قرآتا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لاتا کہ بمقتضائے **نظم**

میدان جنون کے مرد کم ہین
ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا
سجادہ نشین قیس ہم ہین
ہے ہمسے جنون کا گرم بازار
ہم پر ہے فقط مدار صحرا
جب ہم نہوئے کہان یہ دربار

غرض اس وحشی صحرائے افسونگری نے بادشاہ کو پانون اُٹھا کر بجائے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر آپ ہی قدم پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب کچھ جوش و خروش کم ہوا اُسوقت سامنے آکر ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تجھین روانہ کرین کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا خداوند لقا پاس بھیجیےگا شاہ نے فرمایا کہ ہان آسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو خداوند میرے پاس آئے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کر کے سمجھا کہ اسنے خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اُسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوئے تھے کہ نجہ عرضی مشتمل مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھکر شادکام ہوا اور دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کر دیا لوائے اسلام کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور اُنکو بربادی بنیاد کا مغضوب کی اب منظور ہے یہ دلسے تجویز کر کے ساحر دیوانہ سے کہا کہ لو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانون کا غارت کر دیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین اُنکو جا کر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام مقید ہین اُنکے سر کاٹو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نکرنا اُسنے عرض کیا کہ غلام جاتا ہے اور جیسا ارشاد ہوا بجا لاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہیگا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اُسنے

مقام پر آیا اور وہ مقام جہاں یہ رہتا ہے ایک درہ کوہ ہے اور اُس دامن کوہ میں کئی ہزار دیوانہ اسکا مطیع
ومنقاد رہتا ہے اپنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ سب دیوانہ اسکے سامنے جمع ہو کر آئے اپنے
اُنکو حکم روانگی دیا اب وہ سب بولنے بیابان میں چکر لگانے لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر
مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

نظم

آوارہ پھرے ہے گرد ہر سو
چھالوں کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعت بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائینگے کسکو آنکھیں آہو
دیکھے گا اٹھاکے سر بگولا
ویرانی سایۂ مغیلان

ہو جائینگے نامراد کانٹے
اس دشت کے کیا ہوئے وہ شیدا
ہے کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھکر کبھی خار وحشت سے رخصت ہوتے اور کبھی جھاڑیوں
کے گرد پھرے اسی جوش وخروش میں تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی
گوشۂ صحرا سے ہزار ستیلے غول لئے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھوں میں جھنڈیاں لیے نفیریں منھ سے
لگائے پیدا ہوئے اُس جگہ پہونچتے ہی نفیروں کو انھوں نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہوبت ہے نہ کہ نفیر
کی آواز لیس ہر ایک دیوانہ زمین پر گر کر لوٹا بعض اُنمیں ناپدید ہو کر غبار زمین بنا اور بگولہ کی طرح پیچ وتاب
کھاتا اٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال ہو کر جابجا روشنی دکھانے لگا اسی طرح کوئی بونڈا بنکر
چکر کھاتا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا روانہ ہوا ستیلے نفیر بجاتے جھنڈیاں سرخ ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے
پھر تیسری چیخ ماری اگی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی میں یہ دیوانہ بھی لشکر یمی ایک بلاے سیاہ بنکر روانہ
ہوا اب نفیروں کو دم ملتا دیوانوں کے قلقاریوں کی صدا آندھی کا شور اگیا بیتالوں کا بھق بھق آگ روشن
کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف سے تھراتا تھا زمانہ پر از بلیات نظر آتا تھا
چرخ سے جتنی بلائیں کہ نازل ہونے کو تھیں ایکبار اتر کر اسجگہ اکٹھا ہوئی تھیں اور مسلمانوں پر چلی تھیں خدا ہی نگاہ
اہل اسلام کا محافظ ونگہبان ہے یہ بلائیں اتر جاتی ہیں دیکھیے کیا آفت لاتی ہیں اُدھر لقا بارگاہ
حسامی میں بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہیں لیکن چالاک اور ابوالفتح کو
فراخ سے قرار نہیں ہے یہ پہاڑ پر سبکو چھوڑ کر اس فکر میں جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر
مسلمانان کے مقام پر لقا اترا ہوا ہے بن پڑے تو ساحروں کو مار ڈالیے یا اور کافروں سے جو کوئی
ملے اسکی جان لیجیے غرض اسی فکر میں صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بناکر بارگاہ حسامی میں

داخل ہوئے دیکھا تو ہنگامۂ عشرت ہی جلسۂ عیش و مسرت ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سخربلغی
اور کلیا و عراقی اور زیرک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آکے تھے اُنمین دو تین عیار تو
آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کررہے
تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بلایا اور تنہائی مین لیجاکر اُنکو بیہوش کرکے مار ڈالا اور پیرہن اُنکا اُتارکر
اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور سرہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا
اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان
اور دولت حسن سے مالا مال تھی زلف پُرشکن اُسکی دام دلہاے عشاق چتون اُسکی دلبری مین
چاق ابرو اُسکے محسوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے اشارے کہ دل عاشقون کے
ہمیشہ مارے گوشۂ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سر در گریبان کہ ہم ایسے کہان
رخسار پر اُسکے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز | خونریز لبان ناخن باز | وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہر رگ قتیل تیغ بازی | دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم | غنچہ مین ہو قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی | لیتی تھی بلائین خود جوانی

عیار مذکور نے جو اُس سراپا حسن کو دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو
بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو
ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے کہ کسی عورت کو بلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون اگر تمسے
وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطہ سامری کا میرے حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف
لیچلیں بعد لمحہ کے چلی آئیے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہوئی یہ اُسکو راہ کتراکر اکیلے مین لایا
اور حباب مارکر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہنکر
بارگاہ مین آیا اور سامنے ملکہ کے استادہ ہوا اِس اثنا مین ملکہ کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند
کرکے ملازمون کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلائے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا
اُسکے سر اُٹھانے سے وہ ایک ساحرون کی آڑ مین ہوگیا کہ مجکو شناخت نکرے اُدھر آبدار خانے مین
جو عیار منتظر تھے اُنمین سے ایک گلاس تھالی جو ڑمین لگا کر پانی بیہوشی کا وسامنے ساحر دو گئے

لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سرسنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی لعبت
دوسرے اِس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی طائر دل اسکا اُسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور پانی مین سے
کہا کہ اِس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے
ساتھ جا اور جو کہین بجا لا یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے از بسکہ یہ درۂ کوہ مین جا کر مقیم ہوئے
اور خیمہ و بارگاہ انکا لشکر لقا مین ہی یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجاتا پس اسنے اُٹھکر آبدار خانے مین
جانیکا قصد کیا پردہ چھوڑ دیا اور کنیز کو ہاتھ پکڑکر لیچلا چونکہ پانی مین بیہوشی پی چکا تھا بیہوش ہونے لگا عیار اُسکو
بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالتا ہوا اندر آبدار خانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا انتظام تھا
ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے
سے غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچائے پس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ
صلاح کرکے پشتارہ مین باندھا اور کہا نقب دیکر لیجانا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل
ہوگا غرضکہ نقب کھودنا چاہا اسمین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ خشامی ہی خواجہ عمرو اور ہم عیارون
نے جابجا کنوئین اور سرنگین کھود رکھی ہین اِسیدن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین کبھی ہم گھر جائین تو راہ
نقب نکلجائین چنانچہ اِس مقام پر بھی ایک نقب ہی مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی
راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوئے اور خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنہ نقب ظاہر ہوا یہ سب
اُترکر روانہ ہوئے بلا کا پشتارہ سرسنگ نے لاد لیا اور بہت خوش ہوکر جلد قدمزن ہوئے ادھر
بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور بختیارک سے کہا مین نے سُنا ہی بھتیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین
ابھی تک آئے نہین شاید وہین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اسلیے تو دیا نہین جو ہر وقت اُس سے
کام لیا کرین اور وہ نیکبخت بند ورمیری سوت بنکر بیٹھے مین نے اسلیے اُسکو دیا ہی کہ خیر کبھی انکے پسند
ہی کبھی اُسکو بُلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہی بختیارک نے یہ فقرہ سنکر جوابدیا
کہ ای ملکہ اِس حجرہ سے زیبا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور کام انکا
تمام کرین ساحرہ یہ سنکر بیتابانہ اُٹھی شیطان بھی ہمراہ ہولیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلاے بلا ہو
غرضکہ آبدار خانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے
غیرت سے پانی پانی تھے جام مینے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنہ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا

شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا مین نہ کہتا تھا کہ اِس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہی اب عیار چلے ہوئے ہین لخیر
مار ڈالے نہ رہینگے بلا کی جو بات مفت گئی ساحرہ نے یہ سنکر اُسیوقت اپنے کان پر ہاتھ ڈالا اور
اُسکے کان مین جو بالا پڑا ہی اسمین بجائے جھومر کے ایک گوہر کا لٹکا ہی بس اُس گوہر کو اپنے بالے سے
نکالکر زمین پر پھینکا اور سحر پڑھکر پکاری کہ ہان لینا عیارون کو جاتے ہین میرے بھائی کو لیکے ہین جلد گرفتار وہان
جا کر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی بنکر شکل اژدر نقب مین در آیا عیار دو جو سرنگ کے
نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نکلے تھے کہ مگر نے جا لیا اور اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر
باہر نقب کے نکلگئے اور بھاگے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا جلد بھاگ نسکا مگر مع پشتارہ اسکو اور
ایک عیار اور جو اُسکے پیچھے تھا اِن دونون کو نگلکر پھرا اور آبدار خانہ مین آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی
اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسۂ عشرت درہم
وبرہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جائینگے اور یہان آکر
آفت ڈھائینگے پھر بھاگنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ راگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور دنگل میں بیٹھکر
مگر سے کہا جنکو تو نگلگیا ہی اُگل دے مگر نے دونون عیارون کو مع پشتارے کے اُگل دیا اور آپ
اُسی طرح چھوٹا ہو کر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے اُٹھا کر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھکر
بڑی تعریف کی کہ ای ملکہ سامری بھی کرتے تو اتنا ہی سحر اُنسے ہوتا جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے
کہا قدرت نے یہ تقدیر گرفتاری ساحر اسلیے فرمائی تھی کہ اِس بندی قدرت کا مرتبہ ظاہر ہو تو ہماری
خاص بندی ہی ہمنے بڑا تجھکو رتبہ دیا ہی ہاتھی کی طرح تجھکو اپنا زور خود نہین معلوم ہی ساحرہ نے یہ سنکر
سجدہ خداوند کو کیا اور پشتارہ سے بلا کو کھولکر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر مین جا کر بیہوش ہو گئے
انکو باندھکر ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک والوالفتح نے جو یہان موجود تھے دیکھی اور اُسکے
لازم بنے ہوئے تھے مشکین باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پا کر اُنکے کان مین
کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی سمجھی ہوئی ہی اسمین برابر آبریز کے بھی ایک نقب ہی تم جس طرح ہو سکے
اُسی مقام پر جا کر بیٹھنا ہم باہر جا کر اندر نقب کے آئینگے اور تمکو کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ
چلنا یہ سمجھا کر انکو باندھکر کسی حیلہ سے آپ باہر بارگاہ کے نکلگئے اور جس جگہ وہ نقب باہر بارگاہ کے
تھا وہان پہونچکر اُسکو واکر کے اندر آسکے یہان سرہنگ و نیزک جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے

گویا ہوئے کہ اری دیوانی تونے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہی ہماری قضا کسی طرح نہین ہی اگر تجکو اعتبار
نہو تو برابر آبریز کے سحر اُتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر ہمارے کہنے کا امتحان کرلے شیطان نے یہ تقریر سنکر کہا
تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ قیدی ہی نہین ہو کیا آبریز کے پاس جاکر چلے جاؤگے عیارون نے کہا
کچھ اسمین شک بھی ہی ہمکو روک کون سکتا ہی ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے
پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور کہا اُسی مقام پر کہ جہان تمھاری خواہش ہی بٹھلائے
دیتی ہون اور سحر بھی اُتارے لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو عیارون نے کہا ازین چہ بہتر نیکی کا
کیا پوچھنا ساحرہ ایسا غصے مین آئی کہ دو جادوگرون کو حکم دیا ان عیارون کو جہان یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے
انکو اٹھا کر اُسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا معلوم تھا وہی
پسند کرکے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہی بیشک یہ چلے جاینگے ای
ملکہ تمکو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے مکر مین نہ آؤ ساحرہ نے کہا شیطان کا بذیرانہ کیا
غرض کہ جب عیار برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا اُنکی نقب مین سنی اور طبقہ زمین کو خنجر سے
کاٹکر دہنہ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین کھدی عیارون نے کہا ای صبا ہم جاتے ہین اُسنے کہا واہ دیکھا
نہین ہنوز یہ کلمہ ورد زبان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے کمند باری عیارون پر سے ساحرہ از بسکہ سحر
اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین الجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ وہ گئے بھاگے صبا گھبرا کر اُٹھی
اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ جلدی مگر کو چھوڑو اُسنے جلدی
کان سے بالا اُتار کر مگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی مگر بنا اُسکو حکم دیا کہ اس نقب مین
دشمن ہین انکو پکڑ لا مگر تڑپکر اندر نقب کے چلا چالاک عیارون کو کھینچا شکین اُنکی کھول ہاتھ اُنسے جیسے ہی
مگر اندر نقب کے کودا سنبھلکر کمند مگر پر بھی لگائی مگر کی کمر مین جو حلقہ کمند کے جال کی طرح لپٹے اُنمین سے
نکلنے کے لیے جو تڑپا حلقہ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہنہ نقب پر
ساحرہ وغیرہ تماشا دیکھنے کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون
کے سینے توڑ کر دور جا گرا وہ ساحر تو فی النار والسقر ہوئے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا
ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا اورون کو ضرر پہونچائے اُدھر چالاک نے شکین عیارون کی کھول دین یہ
بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلے ساحرہ نے جا کر مگر کو پھر اُٹھا کر بدستور سابق بالے

مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ کیا بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بر عمل کر رہے تھے اندھیر اتھا ہر شخص بدحواس تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر الگ چھپے مطرب کہین ساقی کہین تھے جام انجام کے سوچ مین یہ نیرنگی دیکھکر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون ہو گیا تھا کہ آگ مین غم کے بھنے ہوئے راشکر بھاگ بھاگ کر تھیا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بھاگ گاتے ادھر بختیارک کھڑا ناچ ناچ رہا تھا کہ واہ واہ واہ کیا نئی اُپج کی لی ہے اب کوئی دم مین مرلیا جاتا جاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ ان عیارون کے کہنے پر نہ اوٹھنا ویسی ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا لقا نے ساحرون کو مکدر دیکھکر کہا اے بندگان قدرت تمنے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی کھیل ہین اور بائین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کر کے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائینگے ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر نہوگی تو کسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینگے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جائینگے اچھا تم اب شراب پیو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسۂ عشرت مرتب فرمایا مگر رات گذر چکی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت نصیب نہوئی کہ نہنگ سحر اخضر فلک سینۂ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سنانا ہوا کہ نظم

چو خورشید تابان زبرج بره بیاراست روے زمین یکسره

یلان برنہادند زآہن کلاہ جہان شد پرآواے بوق و سپاه

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوئے نیلمانے رویین تن اپنے ہمراہ لیے لقا کے ہمراہ بھی فیلان زنجیرہ بند پر تخت نشین اسپ فرو تمکین ہوا ساحر اور کوہی اور سنجانی باخری ترقنبی حصاری تباکی اور ساسانی گرگانی پرسنہ دادی کیانی شدادی تمام قومین مثل مور و ملخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب

ہزارون نکلتے اور غروب ہو جاتے اژدر رسن اور تسموں کے بنتے زہر اُگلتے ہوا کے سناٹے چلتے ایک طرف سپاہ عدو سے گرا ومگھا کی طرح اُمڈی ہوئی سوارون کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور جوف دنیا مین گونجی گیتی تمام لرزتی گرد و غبار کا تتق بلند ہوا بزرد مند نظم

زلشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو
برانگیختند اسپ و برخاست غو
غو طبل بر کوہ و زین بخاست
درفش سیہ ابر آورد راست
برفتند شمشیر زن بین کف
کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج
برانسان کہ برخیزد از آب موج
بقیر اندر اندودہ چہرہ سپہر
کسی را نبد بر تن خویش مہر

یہ ساحران بیحیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان اقتدار روانہ ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے اب سکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیے بیت کنون من کہن داستان نو کنیم بہی در ہمی یاد خسرو کنیم + سابق مین بیان کیا گیا تھا کہ شہزادۂ ایرج - توریج پاس دہنۂ طلسم ہزار برج پہونچے تھے اور توریج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم مین نجائین مگر انھون نے آخر کار داخلہ طلسم مذکور مین کیا اور ایرج نے انکی خبر کے لیے عیارون کو بھیجا چنانچہ وہ حال سب ترقیم ہو چکا حاصل راقم جب شاپور و ضرغام بھی داخل طلسم ہو چکے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالیمقام لشکر اسلام کیطرف بچرا مناسب نہ سمجھا فوج کوہیان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور از بسکہ راہ سے نابلد تھا شطرف کہ جدھر توریج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہی بھول گیا اور سمت کو حوالی طلسم کے رخ اُٹھ گیا یہانتک کے بعد قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہی اور ساحران زبردست اور کوہیان سرکش بستے ہین شہزادۂ موصوف خارج از طلسم اس قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برای حفاظت طلسمات ہین اس سبب سے بادشاہان طلسم نے ساحرونکو خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کر کے حاکم بنایا ہی غرضکہ شہزادۂ مذکور نے اس حصن حصین کو بہت مستحکم و استوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریاے زخار تھی فیلبند دروازہ کی ہر ایک کیل پایدار تھی پل تختہ پڑا تھا اور قلعہ وا تھا ہزارہا ساحر اُترا ہوا تھا خارج بارے کنگورے فصیلین قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ تھا انکیان کٹی رند سے نے ہر برج پر ساحران غدار اُترے ہوئے ہجوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا نظم

چو کوہ بلند آن در حصن بود
برآوردہ سر تا بچرخ کبود
یکے جاے دارد سر اندر سحاب
زخارا برآوردہ از قعر آب
کہ گر حصن دریا بود جاے او

کہ گسلا ند زمین پایے او | شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور مشکر قیام پذیر ہوا لشکر کو
اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہوکر آرام
فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جواسیس اِس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام ونشان
شہزادہ سامنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا ملکہ ہوش دار جادو ہی
چنانچہ دارالامارة مین وہ سریر فرمان روائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہلکارے سامنے آ کے دعا وثنا زبان پہ
لائے پھر عرض پیرا ہوے کہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران یعنی شہزادہ ایرج نوجوان
مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اُترا ہی غلامون کو نہین معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہی اور کیون آیا ہی یہ خبر
سنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کرگیا مگر دل مضبوط کرکے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک
سردار سے کہا کہ تم دوسو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ شہزادہ کسواسطے آیا ہی سردار حسب
ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دوسو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے لباس پرتکلف پہنے اسلحے سے
آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادۂ نامور پہونچا اُسکو بھی
اُسکے آنیکی ہلکارون نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزاز تمام بلایا اور مقام بہتر وپاکیزہ پر
بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب دیا جب دماغ اُس سردار کا بادۂ ناب سے گرم ہوا شہزادہ
سے باعث تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام عرصۂ بیان مین یون جولان کیا کہ نام ونسب
تو ہمارا اظہر من الشمس ہی کچھ اظہار کی اُسکی ضرورت نہین اور آنا ہمارا بھی اِدھر راہ بھولنے کا باعث
ہوا تم اپنے ملک سے ہمین جانب طلسم نزا برج جانیکی راہ دو اور رہبری کرکے راہ پر ہمین لگا دو ہمکو کچھ
تمھارے ملک ومال سے مطلب نہین یہ کہکر اُس سردار کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرماکر رخصت
کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حمیدۂ شہزادہ بیان کرکے درخواست شہزادہ کا اظہار کیا
ساحرہ ازبسکہ بددین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سنکر گویا ہوئی کہ مسلمان اِسی طرح خلق ظاہر
کرکے لوگون کو بندۂ بے درم بناتے ہین یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جا اُس مسلمان کو میری
جانب سے پیام دے کہ ہم لوگ جادوگر ہین تم مسلمانون کی پرچھائین سے بھاگتے ہین بہتر یہ ہی کہ یہان
سے چلے جاؤ ورنہ ذلت اُٹھاؤگے اگر شر بڑھاؤگے منہ کی کھاؤگے کنیز یہ پیام اُس ناکام کا سنکر ازبسکہ ساحرہ
تھی پرواز کرکے بارگاہ شہزادۂ عالی مقام مین آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اس شہزادہ

ذی تبار کو گفتار ناسزا اُس کنیز بدکردار کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سردارون کو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہے
نکلجانے نپائے بحیلہ گرفتار کرلو تاکہ اپنے تقریر نالائق کی سزا پائے سردار اُٹھکر ہر سمت سے یکایک ٹوٹ
پڑے اور کسی نے گردن پکڑلی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نکرسکے غرضکہ مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے
باندھدیا اور منہ مین کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک کاٹ کر چھوڑدیا وہ کنیز بیتمیز
باہر بارگاہ کے نکلکر نالان و گریان کپڑا منہ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا لے مگر مسلمانون
سے بغیر حکم اپنی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اُڑکر سامنے ہوشدار بدسیر کے آئی اور اپنا
حال زار دکھاکر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے بیکڑ ہین کسیکی نہین سنتے آپکو تو لاکھون گالیان دین
اور مجھکو باندھکر ناک کاٹ کر جوتیان لگائین یہ کیفیت سنکر مالکہ کو اسکی کان ہوئے کہ معاملہ دگرگون ہے
لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب طاری ہوا اور لشکر کے سردارون کو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اسکی ایک
شہزادی دختر خواندہ ہے کہ نام اُسکا محبوب نازک اندام جادو ہے وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ
ہے بہتر از مہر و ماہ ہے کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا اِس وقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب
اُسنے حکم تیاری فوج کا دیا اِس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا ای والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز اُس شہزادۂ
ذی شان کی خدمت مین جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی چونکہ شریف اور نجیب ان باتونکا
متحمل نہین ہوتا ہے خواہ کیسا ہی غریب ہو کہ بموجب بیت ٭ سُنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہون کان ٭
ذرا ایکار سے پھر گئے مہربان کیا کیا ٭ پس جب شریف مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ ہے کوئی
پاجی نہین اُسکو تاب نہ آئی آپ نے اول مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفتگو معقول کی شہزادۂ
موصوف نے دیکھیے اُسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھیجا [illegible]
مناسب نہین کہ اس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرۂ حمزہ سے فساد کیجیے یہ لوگ برباد کن خانمان
ساحران جہان مین جہان تک ممکن ہو اُنسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشدار
اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی اور یہ غارتگر ہوش و خرد خود اُٹھی کہ ای مادر مین جاکر اُس مسلمان
صاحب فر کو یہان سے رخصت کرائے دیتی ہون یہ کہکر بعد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ
طلعت کے ہوادار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی چنانچہ سواری اس گل بوستان رعنائی کی برنگ
باد بہاری قریب بارگاہ گلچین باغ حسن و خوبی کے پہونچی شہزادہ سراپچہ بارگاہ کو اُٹھوائے سیر دشت

فرما رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حسن تمکین صحرا سے ساطع الانوار ہوا جسکے ضیاے رخسار نے دشت و در کو منور و روشن کر دیا صحرا کو وادی ایمن کر دیا تین چار سو عورتین خوبصورت مثل نجم فلک گرد بیچ مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوادار پر سوار ایک کنیز چتر جواہر نگار سر پر لگائے ایک چنور سر پر جھلتی کچھ نازنین عہدے ہاتھون مین پہلوون مین کسیکے ہاتھ مین گڑگڑی جواہر کی کوئی پنکھیا پھولون کی لیے کسینے ہوا خواہی ظاہر کی کوئی صداے دور باش سُناتی گڑگڑی والی برابر ہوادار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق کے دھوئین اُڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر در بارگاہ پر آکر ہوادار سے اُتری اور ہزاران ناز و انداز اندر آئی شہزادہ نے قریب سے جو اُسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا پردہ عشق کا عقل و خرد کے لیے اُوٹ ہوا دیکھا کہ زلف چلیپا اُسکی سودا بخش بیدلان ہوشیاران کاروان یوسف دل کو اُسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیا دل ہر پیر و جوان اُسکے رخسار پر قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر صبح اُسکے در کی آستانہ روبی اس امید پر کرے کہ دامن اُسکا عکس رخسار سے پر از نور کرکے مجھ ذرۂ خاکسار کو عوض حسن خدمت کے نام نہ دھرے مثل قمر کمین داغی کا دھبا نہ لگے فلک بے مہر اسقدر جو چکر لگا رہا ہی اُسکا دل اس پری وش کی عصمت و شرم کے دیکھنے سے سیر نہین ہوا ہی شمع نے جو اُس شعلۂ رخسار سے لو لگائی اُس قدر رشتی ہاتھ آئی نہین نہین یہ چرب زبانی لطف نہین دیتی شمع روشن اُسکے حسن جہانتاب کا ایک پرتو ہی اور مہر تابان مین اُسکے عارض درخشان کی ضو ہی کیا اُسکا سراپا لکھون کہ بموجب نظم

سراپا حسن خوبی تھی وہ مہرو
قباے نور معنی کو لی ہو
کبھی خندہ بشکل گل دہان پر
دل عاشق کتان کی طرح پارہ

فسان غمزہ پر تھی تیغ ابرو
وہ چشم مست و مخمور سے ناز
کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پر
لباس حسن اور وہ قد بالا

جب اسکی مدح خامہ نے لکھی ہے
پے صید غزالان ناوک انداز
جدھر کرتی تھی وہ مہرو اشارہ
غرض خوبی مین وہ سب سے دوبالا

اُس قامت قیامت خیز کو خم کرکے سامنے شہزادہ ذیحشم کے سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہو چکا تھا یقین تھا کہ غش کر جاے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور پکارا کہ بیت تم آگئے تو زندہ ہو گئے ہم + ہو مردہ دلون کے تم مسیحا + وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اُس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حسن و جمال بیمثال اور شوکت و اقبال کو دیکھکر غش غش کیا لیکن

صورت مین بے نظیر رشک بدر منیر چہرۂ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل کو پریشانی گلہاے بوستان عالم کا اُسکے عارض خوش رنگ کو دیکھکر رنگ اُڑجاے یہ حسن یہ حجاب دیکھ یہ نازگی کہا نسے پائین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول کمھلائین اور ہرن اُنکے روبرو چکارہ ہوجائین سر سے پا تک حسن خداداد قامت رشک شمشاد نظم

وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام	نہال گلشن خوبی و آرام	غضب تھا کاکل خون مین چستی چالاک
دل عشاق کے لینے مین مباک	غضب تھی زلف مشکین اُسکی رخ پر	طلب مین نافۂ آہو سے سر آ
پریشان ان کو سودا زلف کا تھا	جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا	وہ نازنین بھی آئینہ رخ کو دیکھکر

حیران رہگئی مگر غرور حسن سے اُسکو سنبھالا اور درج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ یہ التماس کرتا ہے کہ یہانکی مالک سخت بیمروت ہے ہرچند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بھیری کا سودا سر مین سمایا ہے آپ یہان سے کوچ کر جائیے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہے جو زیادہ طول کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا مین بسر و چشم بجالاؤن گا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر اے شاہ گلشن خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسیکے یہان آتا ہے اُسکو اسیطرح نکالتے ہین ہم تو تمھارے نہ کھانے مین تھے نہ ملک سے غرض نہ مال سے مطلب رکھتے تھے نہ برسر فساد ہوئے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی مصلحت پر محمول کرکے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بل بے تمھاری بیمروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر بجنے کا حکم دے محبوب تو اُسکی ادا پر دیوانی ہوچکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہوچکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لاسکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین قلعہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر تخت سواری بھی اُسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھکر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے مادر گرامی قدر اُس شہزادہ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من و عن بیان کیا اور کہا سچ تو ہے کوئی گھر آئے گئے کو بھی نہین نکالتا دور رہے یہ کہ بیت بزرگان مسافر بجان پرورند ✚ کہ نام نکوشان بعالم برند ✚ آپکو یہ بے اعتنائی

اُس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہو کہ اُسکی خاطر مدارات فرمایئے وہ اسوقت جاتا تھا
مین روک آئی اس تقریر کو سنکر ہوشدار تو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اسکے سمجھانے
سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ ارے کنواری کنیان ننگ خاندان تو اُس مسلمان کو دیکھکر پھسل
پڑی اسیو اسطے گئی تھی وہ موئے تو بہے زیادہ ساحر ہین ایسا باتون مین موہ لیتے ہین کہ اُنکے
پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہوکر آئی ہو اور دھگڑے کی طرف سے
سفارش کرتی ہو مجکو بھی کوئی لیگی تو نے مقرر کیا ہو جادو ہوا اس مقدمہ مین دخل نہ دے محبوب نے
یہ غصہ دیکھکر کہا اے واہ آپ تو خوب مجکو جب ہوتا ہو جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار ڈھلا بتاتی
ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہوشدار کو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ
غصہ آیا اور چوٹی پکڑ کے ایک طمانچہ اُسکے مارا کہا اری ستیاناس گئی مجھ آن بیٹھی تیرے دھگڑے
کی مین خاطر داری ہرگز نکرونگی اور تجکو زہر دیکر شلا رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین
اپنی اور تیری جان ایک کرونگی محبوب نے دل مین کہا کہ نہین دھگڑا تھا تو اب سہی اور تجھ سے
جنگی اُلٹے پانون پھری باہر دار العمارہ کے آکر سحر کر کے شہزادہ ایرج پاس آئی اُسوقت فرط رنج سے اور
راہ کی تکان سے جسم مین پسینا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ روفق ظاہر آثار قلق جوش محبت یار
عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے خانۂ دلمین تکرار شہزادہ نے جو اُسکو اس کیفیت سے
دیکھا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھ بناؤ ہین کہ بیت پسینے مین
تمھارے رنگ ہو سونے کے پانی کا * کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہو کام دانی کا * اُس صاحب
حسن نے یہ سنکر رنج دلکا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوے اب یہ
بیٹھے کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کر کے سامنے پہاڑ کے دامن مین جا کر قیام کرو اور یہ کنجی مجھسے لو
درۂ کوہ مذکور مین بتخانہ ہو اُسمین تین ہزار پتلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہو جو کوئی آکر وہان سے
بھی اگر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اُس بتخانہ کو کھولدیجے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادہ موصوف
کو اُٹھنا مقام قیامگاہ سے ننگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے خوشنود ہوکر لشکر کو حکم پہاڑ
کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کر کے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج
کہ ذاتی میری لازم ہو اُسکو لیکر بمدد آتی ہون یہ کہکر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ

کرکے دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درہ کوہ مین جاکر دیکھا تو حقیقت مین تہخانہ پایا قفل اُسمین مثل
ران شتر کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب
نے عزم سفر جہان سے کیا اور کوہ مغرب مین جاکر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس ماہ مثل حسن جانان
نگاہ چشم سے دست وگریبان + رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو
انعام وافر عطا فرماکر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین مطیع نبیرۂ حمزہ ہون تم لوگ میرا
ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑکر ملک ومال لون پس جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی اونہین
لشکر رضامند ہوئے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اسطرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسرون
سے کہا کہ یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہرچند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب
ہی کیونکہ خداوند لقا اگر سنینگے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہونگے افسرون
نے کہا آپکا فرمانا بجا ہی ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمایئے گا اُسمین قصور نکرینگے حاصل کلام سب
انتظام کرکے آرام پذیر ہوئی جب رخ شمع برآمد اسی آئی اور خاطر شب مین بدحواسی کہ بیت عکس
سرخی کنارون سے فلک کے بڑھ اُٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے + ہنگام سحر ہوشدار مہیا
اسباب سحر سے درست ہوکر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس کی صدا نے
ہندوے فلک کو گھبرا دیا کرناے کے شور نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا
مسموم ہوگئی گیتی رنجور ومغموم ہوگئی ہواے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آندھی
شعلہاے افسون ونیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اِس پر اسنے گھر کو جلانے کا
طور جتایا تھا نیزہ علم سے تھے خنجہ و تیغ آمادۂ ظلم وستم تھے کہ ابیات

چو او بست بر کوہۂ پیل کوس
بہم سو خروشیدن کرناے
سپر در سپر بافتہ دشت وراغ
برافروختہ شمع از صد ہزار

ہوا گشت از گرد چون آبنوس
سیہ داغ دل شاہ بالاے پیل
درخشیدن تیغہا چون چراغ

بتیرہ زنان پیش پیلان بپاے
سو کوہ آبرج بنہاد روے
جہان سربسر گشتہ دریاے قاے

اسی کروفر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادہ نامور چلی مگر محبوب
نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کرکے قلعہ کے باہر بھیج دیا تھا وہ سب کوہ
ودشت مین آکر بطور مخفی جمع تھی دم سحر محبوب باوفا اکیلی سوار ہوکر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر مین

جاکر ٹھہری اور اُسوقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادہ نامدار سے جاکر بھڑ جائے
اور جنگ آغاز ہو اُسوقت عقب لشکر جاکر پشت پر گرون یہ تو اس فکر مین ٹھہری ہو اُسطرف ایرج صبح
کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سیر دیکھ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کی طرف سے گرد اُڑتے دکھائی دی
بلکہ ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑون کے ہنہنے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادہ دلاور سمجھا کہ یہ
علامت آمد فوج عدو ہے پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاورون نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد
کمر بندی ہوئی تمام لشکر مسلح بکمل ہوگیا شہزادہ دوڑ کر اندر کوہ کے درہ مین آیا کلید سے تہخانہ کا قفل
کھل گیا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار بیلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑون پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر
مثل قامت انسان قد پیدا کرکے آگے بڑھا اتنے عرصہ مین ہوشدار نابکار کا لشکر فوج شہزادہ پر آپڑا
دلاورون نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحرون نے نارنج ترنج نارئیل مارنا آغاز کیا مگر سپاہ مسلمانان سے
ہنوز کچھ لوگ کام نہ آئے تھے کہ تیلہائے رویین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سپاہ ہوشدار پر گرے اتنے قیامت
کبری بپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادۂ راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر
تلوارین لگانے لگے شجاعت دکھلانے لگے ساحر ان تیلون سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلواکو
بکار اتو بجز ون ناچیا نظر آیا تیتا کو طلب کیا تو دم جنبنا نے دم دبا کر سرین دکھائے لونا چاری تو سکے تلے پڑی
تھی مردار بیزار پٹی کے خوف سے دور کھڑی تھی پڑھنت کی گھمنڈ پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران
بیشۂ جلادت بھرے ہوئے تھے ساحرون کو زیر تیغ رکھ لیا تھا منتر جنتر سب گرد تھا بڑے بڑے دھنرون
لے منتر بگاڑ دیے تھے رجز خوانون نے سات پشت کے مردے اُکھاڑ دیے تھے سحاب شجاعت سے لوہا برس
رہا تھا تلوارون میں عدو کے دندانے پڑے تھے یا جو بر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ | تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ | چنین نعرہ زد ایرج نامدار
بپوشید یاران درین کارزار | نگفت این ز جاے بر گرد رخش | بزد یکے سواری ہمی کرد بخش
یکے را گرفتے ز دست برد گر | ز بیلے فرو ریختے مغز سر | یکایک ربودی سواران ز زین
بسر نجبہ و بر زدی بر زمین | بہ نیرو بینداختی شان ز دست | سر و گردن و پشت شان می شکست

ایک طرف تیلہائے رویین تن نے تہلکۂ عظیم برپا کیا تھا کیونکہ انپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتیار کارگر
ہوتا تھا ساحر سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ بھاگ جاتے تھے اسی گیر و دار مین پشت لشکر

پر کئی ہزار ساحر اور سوار سے محبوب طرحدار آ گری پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر
آہن تا بہ فلک جانے لگی چمک شمشیر آبدار کی دریائے زخار قلزم فنا تھی رگ جان ساکنان غبر لبِ اژدہا تھی
معاذ اللہ لوہے کی جھنکار تیرون کی بوچھار نیزہ ہائے ستم پر شیب کے بار زندگی مستعار بالکل بیکار دم آیا
نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کہ نظم

برآمد یکے ابر برسان قیر	سیہ گشت برجیس بہرام و تیر	دو لشکر برآمد ز یک رہ بجای
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پای	سر نوک نیزہ ستارہ برد	سر تیغ تاب از شرارہ برد
ز خون خاک میدان گلگون گشت سیر	ز شمشیر شیران نزیست شیر	اسی گرمی جنگ مین ہوشدار

بکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اُسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرۂ غدار بھاگ نہ سکی
تیلون نے ہر طرف سے گھیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ ذیجاہ مین طبل
فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رخ کیا جب قریب قلعہ پہونچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھکر حاضر
خدمت والا نعمت شہزادہ فلک مرتبت ہوئے اور عذر کرنے لگے کہ ہم لوگ بقصور ہین رعایائے حضور ہین
ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سبکو مطیع الاسلام کر کے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب داخل ایوان
شاہی مین تشریف فرما ہو کر ملکۂ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر مین منادی نے امان کی ندا دی
اکابرین شہر نے نذرین دین جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی و مطرب و رقاص اپنی آن و ادا
دکھاتے اہل انجمن کے ہوش و حواس نذرانہ مین لیجاتے محبوب نے تیلہائے روئین تن کو بحفاظت
دیگر درۂ کوہ مین پھر بند کر دیا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوئی یہان تو ہنگامۂ انبساط گرم ہے لیکن
ہوشدار کی جو فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صندلیہ گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعہ سے
آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعۂ مذکور ایک ساحر صندل بدن روئین تن جادو نام
ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اُس قلعہ کے جب
پہونچے حاکم قلعہ مسطور کو خبر ہوئی افسرون کو سامنے اپنے بلوایا اور تمام حال بربادی قلعہ اور قتل
ہوشدار اور شراکت محبوب گلعذار سنکر غصہ مین آیا اور گویا ہوا کہ مجکو قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جبتک
جبتک اُس مسلمان کے ٹکڑے نہ اڑاؤنگا چین نہ لونگا اور اُس چھوکری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا
کہ کبھی اُسکے دشمنون کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف و گزاف کر کے حکم تیاری اپنے

لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار جیدۂ روزگار مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوئے جلو مین حاکم
مذکور کے بارہ ہزار سواران آزمودہ کار ہوئے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تابان لرزنے
لگا کہ اب دم گیا دنیا گرد سواران سے گرد برد نظر آئی گرم بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر بر روے
ہوا چھائے ساحران خود سر دل دہر مین آگ لگاتے شعلے چمکاتے جاتے تھے سوارون کے نیزے بجلی کی
تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ روئین شگاف اپنی کمر سے لگائے مرکب پر سوار رواں تھا تیغہ اُسکا
چشمۂ سحر سامری مین بجھا ہوا تھا حاصل مرام بعد طے مسافت جاہ سامنے قلعہ ہوشدار کے پہونچا اور میدان
بہر جنگ درمیان مین چھوڑ کر لشکر اُتر دیا آپ داخل بارگاہ ہوکر ایک نامہ اس مضمون کا شہزادہ
فلک جاہ کو لکھا کہ اے ایرج نوجوان تجھے لائق و لازم ہے کہ بفور دیکھنے نامہ کے قلعہ چھوڑ کر اپنے
دادا کے لشکر کی طرف چلے جاؤ اور اُس چھوکری محبوب شوخ دیدہ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو
کہ اُسکو سزاے معقول دون اُسنے گھر سارا برباد کر دیا اگر اسکے خلاف تمنے کیا تو یقین جاننا کہ روے
گور دیکھوگے جسم اپنا طعمۂ کرم و مور دیکھوگے یہ لکھکر ایک ساحر زر پرست کو دیا کہ وہ لیکر در قلعہ پر آیا
شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہلکارون نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ دار کی اطلاع دی
شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کرکے نامہ کے مضمون کو دریافت فرماکر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار
غدار تو سخت دیوانہ ہے عقل و خرد سے بیگانہ ہے کہ بر اے گھر چڑھکر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہے تو جو کچھ تجھسے ہوسکے
اُسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہے ہمکو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھکر حوالۂ ایلچی بدسیر
کیا کہ وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر لیکر باہر قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب
ہوئی فوج ظفر موج بمقابلۂ لشکر دشمن اُتری محبوب نے جاکر درۂ کوہ مین تہخانہ وا کیا تین ہزار
سپاہ روئین تن نکلکر لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آراستگی لشکر رہی جب شفق گلگشتان پیشانی
ہند وے شب پر نظر آیا اور صندل سفیدہ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ بیت چو خورشید
تابان زگنبد گذشت ✤ بکردار آہن تفسید دشت ✤ زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی
صندل نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا طائران سحر محبوب خبر لیکر سامنے اپنی مالکہ کے آئے
اور حال نواختن نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے شہزادہ نے باخبر ہوکر اپنے یہان بھی کوس حرب
پر چوب دلوائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوئے حربہ سحر کے درست ہونے لگے سپاہی چاق و چست

ہونے لگے کسینے آتش جدال وقتال گرم وافروختہ کرنے کو اگیاری کسینے تیغ سنگ سے لڑا کر شعلہ بار کی کسینے کمان کا چلہ درست کیا کسینے چلہ بھر کا منترات بھر مین پڑھا کوئی جوت کڑی کرتا کوئی بیر بلانے کو آہنت دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان چل دوڑ لہو چاٹ جپتی تیر دہن زخم کا مُنھ کیلنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا مانتے تھے شمشیر دودم کے جوہر آلئی سیفی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے جگر توڑنے کی دعا کرنے تیر ہر ایک اسم مین تخمیس بر کس کس جلنے مین یون یا آتیب جان گیر نقیب لشکر فتنہ ہاے خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے یہ منتر زبان پر لاتے کہ بھور بھئے رن چڑھے بھاگ بھاگ مین بت ہو سو ہا غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کے ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور ساحر سحر نے آفتاب کی اگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا نظم

بدانگہ کہ بیدار گرد د خروس — ز درگاہ برخاست آوای کوس — سپیدہ چو از کوہ سر بردمید

شدہ دامن تیرہ شب ناپدید — ز آواز شیپور و زخم درای — تو گفتی برآید ہمی دل زجای

بگردار کوہ از دو رویہ سپاہ — از آہن بسر برنہادہ کلاہ — ز گرد سیہ روز روشن نماند

ز نیزہ ہوا جز بجوشن نماند — از آواز اسپان و گرد سیاہ — بشد روشنائی ز خورشید و ماہ

ستارہ سنان بود و خورشید تیغ — از آہن زمین بود و ز گرد میغ — تبر قید از آواز گردان زمین

ز ترک و سنان آسمان آہنین — سپہدار تن ایرج شیر دل — کز آتش ستاند بشمشیر دل

بیاسودہ اسپ اندر آورد پای — یلان را بہر سو ہمی ساخت جای — یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگاہ

مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئی ساحرون نے روے گیتی اندھی سے سیاہ کر دیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین و زمان شعلہ بار بنایا صندل اژدر سحر پر چڑھکر آمادۂ پرخاش میدان مین آیا آفت افسون و نیرنگ سے دُھانے لگا بد اسلحہ درزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاہ کیا تھا کہ محبوب پیشقدمی کر کے اُسکے گئی اور گویا ہوئی کہ ای بیحیا شہزادہ بہار اسحر نہین جانتا ساحرے ساحری لڑتا ہی مین دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہی اُسنے یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اس ماہ وش پر مارا اسنے پرواز کر کے خالی دیا اور زمین پر اُتر کر نارنج اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی وکیا اور غصہ مین آکر ایک بھال پر افسون دم کر کے اس سنان غمزہ و ناز پر مارا اسنے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھال نرکا آخر یہ اڑ گئی اُڑنے مین بھال سنے پانؤن کو زخمی کیا اسنے

زخم کھاکر بغضب تمام اپنے روئین تن تیلون کو للکارا کہ ہان لینا اس ساحر بیحیا کو تیلے نعرہ مالکہ سنگر بسان سد اسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی روئین تن ہی اور تیغہ روئین شگاف چشمہ ساز کی کا بچیا ہوا رکھتا ہی بس وہی تیغہ کھینچکر تیلون پر آگرا اور اُسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ایرج نے بھی گھوڑا اُٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانستانی دکھائی تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ نغض کی تاثیر پیکان خدنگ سہ شعبہ بصورت ہندسہ نقش ہستی کا بگڑا ہوا نقشہ بحال مثلث کے تعویذ کی صورت مربع نشین صدر شجاعت کی ہیئت بدلنے پر آمادہ طلسم نویس ورق رخ پر کلک شمشیر اجل دانگیر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گردہ سپر کا جو آجاتا بعینہ پندرہ کا ہندسہ بنکر نقش جوا کا نقشہ دکھاجاتا عناصر آب وخاک وآتش وباد کو زگوۃ عامل شمشیر بنا تا خاکی نژاد آتش خوئی دکھا کر نقش حیات بباد فنا اُڑاتے آب تیغ مین تعویذ جان ڈوب جاتے سخت آسیب بہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلو بسان تعویذ خنجر جانستان تھا نظم

جہان تیرہ گون شد زگرد آفتاب
تو گفتی برآمد ہمے رستخیز
بہر سو کہ ایرج برانگندہ رخش
بسان ہیونے گسستہ مہار

تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
بپوشید روے ہوا را بہ تیر
سران سواران ہمی کرد پخش
ز قلب اندر آمد بکردار گرگ

درخشان بگرد اندرون تیغ تیز
بخورشید گفتے برآمد وقیر
بجنگ اندرون گرزۂ گاؤ سار
پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت تھی سپاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند تیلہا سے روئین تن کو روئین تنی سے اپنی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تنہا مرد عرصۂ کارزار کہانتک اُنکو دفع کرتا آخر تاب نہ لاسکا اور دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا مین چلکر ایک سحر ایسا تیار کرکے تیلے محبوب و ایرج کو میرے طرفدار ہوکر پکڑ لائین غرضکہ یہ سوچکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اُسکی فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا بھاگا پس تمام لشکر جی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعاقب کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا لشکر مین طبل فتح وظفر پر چوب پڑی سب نے خوشنود ہوکر کمر کھولی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ بچکر نکلگیا ہی یقین ہی کہ پھر آئیگا اس سبب سے مناسب ہی کہ آج کی شب اسی جا رہیے یہ فرماکر بارگاہ مین تشریف فرما ہوا لشکر مین بھی بازارین کھلگیئن ہر خیمہ مین ناچ ہونے لگا ہنگامۂ عیش وعشرت گرم

ہوا اس اثنا مین سوار زرین لگام شبدیز فلک عرصۂ عالم سے رو بفرار لایا اور محبوبۂ شب سنے بارگاہ عالم مین مع شہزادہ ماہ منیر داخل کیا کہ نظم

چو نمود شب جعد زلف سیاه	از اندیشه خمیده شد پشت ماه
خرامان به درگاه خسرو شدند	براے وبا اندیشۂ نوشدند

رات کو لشکر مین طلایہ پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل جورو بگریز لایا ایک دامن کوہ مین جا کر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آتی تھی وہ بھی اس سے ملی اسنے حکم دیا کہ اسی جگہ سب جمع ہو کر قیام کرین لوگون سنے عرض کیا کہ اے شہریار آپکے طرح دینے سے بڑی شکست ہوئی اسنے جواب دیا کہ ان لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجکو بھگا دیتے مگر روئین تن تیلے باعث شکست ہوئے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا سحر تیار کرتا ہون کہ وہ تیلے مطیع ہو کر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہکر لشکر کو قرار پذیر کر کے آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اسمین سیندور ماش کا آٹا انڈے لونگین گوگل لوبان کچھ پھول خوشبودار دو تین کلاوے ناڑے سیاہ رنگ مین چار پانچ کیلین لوہے کی رکھکر چلا اور بطور مخفی اسی صحرا مین جہان لشکر ایرج اترا ہوا ہی آیا اور درہ کوہ مین جا کر اسطرف کوہ سے نکلا ایک چشمہ کے کنارہ جگہ معقول تجویز کر کے چبوترہ بنایا اور اسکو لیپ کر خوب صاف کر کے چشمہ کا پانی لیکر سحر پڑھنے بیٹھا اس چشمہ کے کنارے ایک طرف کو گلک کا جنگل لگا تھا اور بانس کی بانسواڑی تھی یہ سحر پڑھتا جاتا ہی اور روباہ بازی ضیغم دہر سے بیخبر بیٹھا ہی بموجب **بیت** ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست * شاید کہ پلنگ خفتہ باشد * اسکو تو اس حال مین چھوڑ سنیے لیکن کیفیت شہزادۂ ایرج سنیے کہ یہ جو بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقہ گلفام سے ساتھ میخواری کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت اسلام کر چکی تھی پہلو مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس وکنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کرا کر تخلیہ کرایا تھا سر انچہ بارگاہ اٹھے تھے صحرا مین طرفہ بہار تھی وزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادہ نورج سے چلے تھے نہ انکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا اپس مفارقت اعزا و دوستان یاد کر کے آنسو آنکھون مین بھر لایا اور آہ سرد دل پردرد سے کھینچی محبوب عاشق و دلدادہ تھی آئینہ رخسار مطلوب مکدر دیکھکر سیماب وار بیقرار ہو گئی اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا اے دلدار محبوب خوش کردار تیرے دشمنون کو رلاے کیون اسوقت تو نے آنسو بہاے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا

طلسم نزاربرج میں جاکر مفقود الخبر ہوگیا ہے اُسکو اسوقت میں نے یاد کیا ہے اُسنے کہا اے شہریار طلسم نزاربرج کے
اطراف میں یہ قلعہ واقع ہیں بعد فراغ جنگ میں آپکو جانب طلسم لیچلونگی یہ کہکر دلاسا دیکر چھپر کھٹ میں لاکر
لٹایا اور بہت کچھ سمجھایا آخر گلے میں ہاتھ ڈالکر اُس محبوبہ نے آرام فرمایا شہزادہ کو اُسوقت جوش جنون زیادہ
تھا اُسکے پہلو سے آہستہ اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا کچھ عجب رنگ صحرا کا پایا کہ سوتا سنسار جاگتا پاک پروردگار
چاندنی کھلی ہوئی تھی دشت و در چاندی کا تھا شاہد بہار کو مشاطۂ شب آئینۂ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ
صحرائے پُر فضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور تک جاؤں بس کمان کیانی دوش سے نکالکر
چند تیر ترکش میں ڈالکر تیغہ ہاتھ میں لیکر آگے بڑھا اور لشکر سے نکلکر دامن کوہ میں آیا طلایہ دار نے تنہا جاتے
دیکھکر قصد ہمراہی کیا اُسکو منع فرمایا اور چاندنی کی بہار دیکھتا اور آگے بڑھا دیکھا تو رات کا سناٹا میدان
تمام سفید ہو رہا جانور اپنے اپنے مسکن میں بیٹھے ہوئے کبھی جو ہوا کے جھونکے سے کوئی درخت کھڑکتا
ایک آدھ ہرن خرگوش جست کرکے جھاڑی سے نکل آتا اِدھر اُدھر دیکھکر پھر چوکڑی مارجاتا جھاڑیوں
سے ہرن پاڑھے چیتل نیل گاو سر نکالے جھیلوں کا یہ عالم کہ جیسے خانۂ زمین میں آئینہ جڑے ہوئے
کنارے کنارے بگلے قازیں سرخاب پروں میں منہ ڈالے ایک پاؤں سے کھڑے ہوئے دامن
کوہ میں کوڑیالا کھلا ہوا نرگستان کواکب شرماتا

نظم

ساز یک ذرہ نہیں فیض چمن سے بیکار
ریزۂ شیشۂ مے جوہر تیغ کہسار

سایۂ لالۂ بیداغ سویدائے بہار
کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل

مستی باد صبا سے ہے بعرض سبزہ
راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درۂ کوہ میں در آیا اور اُسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب ٹھہر کر جھیل کی
سیر دیکھتا تھا وہاں صندل اپنے چبوترے پر بیٹھا پانی تونبے میں بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا
جاتا چنانچہ اُس تونبے کا پانی ہوگیا یہ چبوترہ پر سے اُٹھکر جھیل سے پانی لینے آیا وہاں بھی
جھاڑیوں سے اندھیرا چھاتے درختوں کے پانی پر جھکے تھے جا سے خوفناک تھی یہ تو ساحر ہے بے خوف
وخطر وہاں سے پانی بھرنے لگا وہاں ترائی کے سبب سے شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو آہٹ
اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اسی اثنا میں یہ
بھی پانی بھرکر پھرا جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اُسکو اور اسنے شیر کو دیکھا
بدحواس ہوکر سحر بھی نہ یاد رہا اور شیر نے غرا کر اُسپر حملہ کیا آتے ہی دوہتڑ مارکر اسکو گرایا اور اسکے

یہ روئین تن تھا اُسکے دو ٹکڑے ہلاک ہوا کوئی اور ہوتا تو مرجاتا فی الجملہ شیر نے اسکو گرا کر ہمہ کیا اور پیٹ
پھاڑنا چاہا بانسواڑی کے قریب شہزادہ ایرج بھی تھا اُسنے غرش شیر کی آواز سُنی جھپٹا اُسی طرف
آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہی خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خداپرست ہی یا پرستار
لقا چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہی مگر بندۂ خدا ہی یہ سوچکر ایک تیر جوڑکر کمان مین ماتھے پر شیر کے
مارا تیر جو ماتھے پر اُسکے پڑا ساعری توڑ کر پار نکلگیا ٹیک کی چوٹ کھانے سے شیر الٹ کر گرا اور تڑپ کر اُچھلا
آخر سرد ہوگیا شہزادہ نے صندل کو اُٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے منہ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی
کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا ایک آدمی سر پر کھڑا ہی شیر مرا پڑا ہی وہ شہریار شیر صولت
میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہی یہ دیکھکر دلمین کہا اسینے شیر کو مارا ہی اسوقت میرے لیے اسکو خداوند
سامری نے فرشتہ بنادیا ہی بس اُٹھکر شہزادہ کے پاؤن پر گر پڑا اور کہا مین تیرا غلام ہون ای شخص
خداوند لقا تجکو سلامت رکھین کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقاء گمراہ پر لعنت
کرتا ہون خداے تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ جانتا ہون ای عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے چھڑا دیا
خیر آدمی کے آدمی ہی کام آتا ہی اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ ای محسن میرے آپ کون ہین
شہزادہ نے فرمایا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون ایرج میرا نام ہی ہوشدار کو مین نے ہی قتل کیا ہی
یہ سنکر اُسنے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذی تبار مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نجانتا تھا مین آپکا
حریف صندل روئین تن ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی
میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بیدام ہون ادنیٰ آپکا غلام ہون یہ کہکر قدم پر شہزادہ
کے سر رکھا اس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور
جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہکر عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجائیے
مین فوج اپنی لیکر حاضر خدمت ہونگا شہزادہ یہ سنکر باہر درۂ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے
لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار
پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ شہزادہ آگیا ہو بجا اپنے دوڑ کر
گردن مین ہاتھ حمائل کردیے اور کہا ای جان من باعث زندگانی مجھ حرمان نصیب کو کہان چھوڑ گئے
تھے بارے ہو جب ع رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم + کہ پھر ملاقات میسر آئی یہ کہکر

بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر
خدمت رہے شہزادہ سنے اِس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہے مطلق کچھ ذکر ساحر کے
چھڑانے کا نکیا وہ باقی رات عیش ونشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر
شب فگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم نے شمیم صندل سحر کو دہر مین پھیلایا **بیت** چو از کوہ خاور
سپیدہ دمید ✤ فروغ ستارہ شدہ ناپدید ✤ صبحدم شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہو کر
صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا کہ یکایک سامنے سراچہ جو اٹھے تھے اُدھر سے
گرد اُڑتے نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج حریف خود سر آئی اپنے حکم تیاری لشکر دیا جلد جلد کمر بندی
ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل ندو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُسنے نمانا لیکن اِس
عرصہ مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور صندل کا مرکب نظر آیا ملکہ گھبرا کر اُٹھی کہ ای شہزادے وہ
حریف آیا شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہے تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ
کے آیا شہزادہ کو نذر دی اور ملکہ موصوف سے کہا ای بہن میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اُسکو
سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سُنے یکایک مطیع ہو گیا غرضکہ اُسکے لشکر کو
اُترنے کا حکم دیا کہ ملحق لشکر شہزادہ نامور اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر ندکو
خلعت سرداری سے خلع فرما کر دست راست مین بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا
پلایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانے کا اس سے سبب استفسار کیا اُسنے شیر
کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت زمانے کی حقیقت سب بیان کی ملکہ جرأت
وجلادت پر شہزادہ پُرصولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سبنے داخلہ کیا دونون ملک اسلام
آباد ہوئے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کر کے رخصت طلب کی ملکہ نے
کہا ای شہریار اِس قلعہ مین چار کوٹھے مال وخزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے تپلے دُمین تن
ساتھ لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ
ایک مین اشرفی ایک کوٹھا پُراز جواہر ہے ایک مین ہتیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے
فرمایا کہ یہ گنج وزر تم اپنے قبضہ مین رکھو کہ تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ تپلے البتہ کر دو
ملکہ نے سواران سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض رسا ہوئی کہ مین غم جدائی مین مر جاؤنگی آپ یہان سے

اپنے لشکر مین چاہیئے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجکو وہین بلوائیے پھر آپ کو اختیار ہو طلسم بزرجمہر مین جاہے جائیے خواہ وہین تشریف رکھئے اسطرح کہنے سے شہزادہ نے عزم رفتن طلسم فسخ کیا اور بحشم و خدم مع تیلہاے روئین تن اور کئی لاکھ سپاہ صف شکن اور ساحران فسون ساز و پرفن کے کوچ فرمایا اور اول قلعہ سندلیہ مین آیا دو دن وہان قیام فرمایا صندل نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو اپنی جگہ پر حاکم کرکے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغہ روئین شگاف زیب کمر کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا یہ شہریار پرتمکین و وقار بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ **ابیات**

ممکن نہین کلک سے ہو تحریر	سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر	تھی زیب کمر وہ برق پیکر
جیسے مہ نو قریب اختر	وہ جا تھی ہر ایک کا فزون	ہو گا و زمین کہ شیر گردون
وہ اسپ کہ صورت پری تھا	طالع مین بلند اختری تھا	وہ فیل کہ مثل کوہ البرز
حاسد کے لیے کلنگ ہو یا گرز	وہ پلٹنین اور وہ رسالے	جنسے کہ عدو کو جان کے لالے
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان	شوکت تھی نثار فتح قربان	

اسی طرح بعد قطع منازل و طی مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ مین اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو ادہر سے آتے ہین لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہین ساحر اُنپر چڑھکر جاتے ہین چنانچہ تمام فوجین لقا اور بلا و صبا کی قریب کوہ پہونچین اور کوہ کو محصور کرکے بلانے تیلہ ہاے روئین تن کو للکارا کہ ہان پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور پہاڑ سے دشمنون کے سر لاؤ تیلے تیغہاے سحر لیکر چلے اور گھاٹیون کو طے کرنے لگے پیچھے اُنکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُسوقت عیارون نے سنگ باری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کرب بیان شیر نرگان گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ اوپر پہاڑ کے ناموس امیر ہے اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی بیحرمتی ہوگی پس اپنی جان دیدینا چاہیئے اور تا حیات اپنے دشمنون کو آگے بڑھنے دینا نہین لازم ہے شور سپاہ اور بانگ اسپان سے بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعہ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیر و دار نظر آیا جب سپاہ آگے بڑھتے ادہر کے لوگ سینہ سپر کرکے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ پر سے سرنگون نیچے گرتے ایک فرہاد اور سو تیشے ایک جان شیرین اور لاکھ اندیشے کلمہ شہادت مسلمانون کے

دروزبان اس کوہ خون سے برنگ ارغوان ہوگیا تھا موج آبشار کے بدلے خون روان ہوگیا ابر کے بدلے
غبار نیشتر شمشیر خونفشان برق شمشیر آبدار کی چمک موج بحر مرگ و غدغۂ فنا مین غرق خرد و بزرگ ایک طرف
سے پتلے شورش کنان ایک سمت سے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوئی تاریکی چھائی ہوئی
تھا حالت تباہ اسلامیان پر قہ قہ ہنستا اور کہتا جاتا کہ ای بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو کہ ان
بندگان مقہور کو آج پناہ نہین ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا تو لقا فرط عشرت سے نعرہ
مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہی الحاصل جب قلۂ کوہ قریب رہگیا مسلمانون مین بعضے بڑی
گھاٹیان طی کرکے چاہا کہ نکلجائین مگر راہ ملنا دشوار تھی اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا خرجان
دنیا کو ادا کیا مر کر گرنے لگے دایۂ اجل پروردگان مہد شجاعت کو آغوش مین اٹھانے لگی خواب مرگ
مین سلانے لگی جو بسمل کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اُسکو تھپک کر گہوارۂ لحد مین آرام کراتی زمزمۂ
تیغ سے پنکھا جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر و حرم محترم فرزندان امیر بال کھولے
نالان و گریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان
جب جھپٹ کر قلۂ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین بیٹھ رہی تھین کوئی کہتی
کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجکو دنیا سے اٹھالے کسیکی فریاد تھی کہ مجکو میرے
وارثون کا مردہ نہ دکھانا ای کریم انکے غم مین نہ رلانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی کوئی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی
بالون سے جھاڑو دیتی کسینے پیر ایکا ایک ہاپیہ اٹھایا کہ ایکا ایک میری مراد آئے کسینے اسی پیادہ سو سوا
کو مانا تھا کہ ہمچہ سے یہ بلا دور ہوسکے کوئی تربت پیرت کی نذر مانتی کہ جلدی میری مدد غیب سے آئے
کسینے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسینے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ
مین گھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو گھڑا دودھ کا دونگی وہ وہ نازنینان گلبدن جنکے
اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان و گریان بلسان عندلیب قفس اسیر یاس و حرمان تھین صاحبان
عصمت و شرم موئے مشکین و زلف عنبرین کھولے تھین کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا باد خزان
نے اُنکے رخسار رشک گلستان کو برنگ غنچہ کمھلا دیا تھا رخسار اُنکے جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب
قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے
گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن باین رنج واندوہ بھی عجب خوبی ہویدا وہ سراسیمگی

سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ اُنکے ناز و انداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق
ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ہاتھا کوٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر
بکھرے تھے تو پنجہ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی جھلک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو
دوسری انگشت امین ہر دو لب رکھکر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزہ شق القمر
دکھاتی نہین بہنین سر سیم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا
ہوتا ہی کسیکا سر آئینہ زانو پر بعد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ فلک
پیر دکھاتا ہی آخر ملکہ مہر گہر تاجدار سرداحسینان روزگار جو گل بی ہونگی امیر کے افسر تھی بال
کھولکر گود پھیلاکر جانب کعبۂ اکرم رخ کرکے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے پشت پر آمین کہنا
شروع کی اور اُسنے یہ استغاثہ کیا کہ ای کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کہ نظم

جو غم کے مرض مین مبتلا ہی
مشہور ہی بعد رنج ہی گنج
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہی
راحم ہی تو ای خدای غفار
اسوقت مین کون ہی ہمارا

اُسکو تیرا آسرا دوا ہی
مفلس ہی ہمیشہ کبھی تونگر
آخر اُسے ایکدن شفا ہی
کیا راز سے تیرے کوئی آگاہ
ہی تیرے کرم کا بس سہارا

ہو جاتا ہی دور ہو کوئی رنج
جاتے ہین کسیکے دن برابر
ہرچند ہم آج ہین دل افگار
کوئی تو نکال دیگا تو راہ
آخر تیرے دعا آتا جگاہ قبول پر اِن

ستمندون کا بیڑا یعنی لشکر اسلام مین جو بھگدر پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ رات ہی سے بہر عیاری تھے
وہ وہان سے بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی
آنکھون سے نہ دیکھین چنانچہ کلباد و گلباد دو عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک
درۂ کوہ سے جو انھون نے سر بدر کرکے قدم آگے بڑھایا دامن کوہ مین کئی لاکھ کا لشکر اُترے
پایا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا و رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہو کر اندر لشکر کے گئے
دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان بڑا ہی اُس میدان مین ایک جوان مرکب سوار برچھا بلا رہا ہی
انھون نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا ہمارا آقا ہی بس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چلا کر روئے
شہزادہ مرکب سے کود پڑا انکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہی کیا رنج تمکو پہونچا ہی انھون نے امیر کا اسم
بھولنا سردارون کا قید ہونا لشکر کی تباہی بہار پر حملۂ ساحران کی حقیقت سب کہہ سنائی شہزادہ نے

جو یہ خبر وحشت اثر سنی رو دیا اور کہا حال جدوالا تبار ہاے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسیوقت طبل سفر بجوایا اور بہ رسم ملغار ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہوکر گھوڑا اڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالاے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور پانون زمین سے ملا ہوا السان شعلہ جوالہ ہر ذرہ بیچتاب کھاتا چمک تک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ نظم

پدید آمد از دور گرد سیاہ
غو دیدبان آمد از دیدہ گاہ
کہ آمد ز ایرج سپاہے پدید
بابر سیہ گرد شان بر دمید

دل گرد سے علمہاے بادلہ نگار ہاتھیون پر جلوہ کھلاتے دکھائی دیے پھر ریسے انکے جواہر دوز لولیف خدا و رسول سے بہرہ اندوز بعد انکے دماے شتری فیلی نجتے زمین و زمان لرزتے پھر سامان جلوس سواری تھین اور رسالے وہ جنگی صولت سے بہرام فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے بعد ازان ساحر طائران سحر پر سوار جادوگنان بیشمار گاتیان باندھے سرخ سرخ جھنڈیان ہاتھون مین لیے طاؤس و ہنس اڑاتین سحر کی نیرنگیان دکھاتین آئین لشکر کی چمک دمک پر ادر عظم و شان پردل مہر و سپہر ہزار جان قربان زیر سایہ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

زدو کوفت بر پیل روئینہ خم
زمین را تو گفتی بر اندود نیل
بجنگ اندرون گرز و دل پر ز کین
پیچیدہ جنگ و شیر زیان
رسیدند لشکر گروہا گروہ

دمیدند شیپور با گاؤ دم
ہوا شد سیاہ و زمین نیل رنگ
چو دریای جوشان ز گردان زمین
ابا زنگ زرین و گوپال و تیغ
زمین شد ز گردان بکردار کوہ

بزد مہرہ در جام بر پشت پیل
دلیران لشکر ببان پلنگ
دلیران گردن کش از کوہیان
خروشان بکردار غرندہ میغ

جب اس شان و شوکت سے یہ لشکر آتے دیکھا بختیارک خواصی مین فیل پر کھڑے ہوکر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحرون کے سرکوب آپہونچے لقا نے کہا ارے شیطان کیون بکتا ہو آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہونے کی نہین فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ وہ کہہ چکا تھا کہ شہزادہ نامدار رہوار چمکا کر اور تیغہ علم کرکے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آپڑا گئی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایکبار جو بلند ہوکر پڑا لاکھون بجلیان دفعۃً زیر نگاہ چمک گئین آنکھین جھپک گئین معاذ اللہ تلوار کی آنچ گیا سو کھا سب جلا ہزارون سر دم بھر مین کٹکر پڑا بلا یا تو

بالائے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھ کر ببرا اور تیلہاے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر آ کرے
شہزادہ کے ساتھ کے پتلے اُنسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہین تو انکے ہاتھ
سے وہ بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر اڑنے لگا ناریخ اور ترنج اُچھلنے لگا پرشور کرنے لگے ولے
سحر کے بڑھنے لگے شعلہ باری برف باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا
اٹھ ہیو بجادو دسحر نے سقف سپہر کو دھوان دیا زہر باران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُسیوقت کا ایک
بچھو رینگ کر بھاگیا ہی جو آج برج عقرب کہلاتا ہی پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا الٹی چھری سے کاٹا
دشمن کا گلا کٹ گیا کسینے پان کھا کر سامنے تھو کا فوراً حریف نے خون تھوکا برنے کلیجہ کا لہو جاتا سو یون
سے کے گچھے چلتے رہتے ملک عدم کے ناکے سوئیون کے ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیرودار کا ہنگامہ
تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جو سن سن جاتے تھے مژدہ آمد شاہد مرگ کی
خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوئے تھے مگر مجرم ہر کار عشق
رزم جو بھی گھبرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز پر کرتی کہ واہ کیسا
تنگ بزدنہیں دلیں زخم کا درد نہیں شمشیر کے جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل گلے ملنے کی چاہ ہمت
جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ ذرگاتی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی
جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بجگر بنکنامی مول لیتی کہا تک یہ ہنگامہ
گذارش ہو کہ ابیات

دہان خشک و غرقہ شدہ تن بہ آب
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک
چو پیلان ہمہ دشت بر کینہ گر

باسیان جنگی سواران جنگ
ز تیغ و ز تابیدن آفتاب
ہوا سر بسر گشت زنگار گون
فگندہ ز تنہا جدا کردہ سر

پلنگینہ گشتند چون سنگ سنگ
ہمہ گرزہا بر کشیدند پاک
زمین شد بکردار دریای خون

ایک طرف صندل تیلا سے
روئین تن پر گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمہ سامری مین بجھا ہوا تھا جلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی
جنگ مین بلار جادو للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی روئین تن ہی لیکن انکا تیغہ سامری
چشمہ کی آبداری رکھتا تھا اسکا حربہ رد کر کے اُسنے جو ہاتھ مارا کر یہ بڑا خیار تر کی طرح دو ٹکڑے ہو گئے
غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلار جادو کو یہ سحر کہ جو صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی
بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ مین قید مین رہا نہ ہو جائیں انکو جا کر روکنا چاہیے یہ سوچکر

بزور سحر اڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران اسکا جانا دیکھکر سمجھی کہ مالکہ ہماری بھاگی بس جملہ لشکر نے فرار
لایا اور بلا کے مرنے سے تیلھاے سحر بھی جلگئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا
لشکر لقا پرستان تو مسلمانوں کا لوہا مانے ہوا تھا ساحروں کے بھاگنے سے ہر ایک لشکری گریزان
ہوا بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اچھالی اور پکارا کہ یا خداوند اب جلدی تقدیر گریز کرو لو ساتھ
تمھارا بگڑا ہوا ہی لقا نے کہا ہرچند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہین مگر نواسے کی خاطر ہو اچھا بھاگ
فیلبان سفاکھیوں کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایک طرف سے
کرب بھی بقیہ فوج اسلامیان لیکر اُتر آیا تھا ہزارہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشوں سے
بھر گیا اہل اسلام قتل کرتے ہوئے جہانتک کہ حصار سحر آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار
بھی بلا کے مرنے سے مٹگیا تھا لقا اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلاگیا
اُسیوقت شہزادہ کرب نے کہا ای ایرج بس بھاگے کا تعاقب کرنا شیوہ خاندان حمزہ نہین
شہزادہ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہاے مسلمانان اُٹھنے کا حکم دیا عیاروں نے آکر
قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک والوالفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو
اور دادا جان کو لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی و تمامی اسباب کافران سے خالی ہے عیاران
مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا
شہزادہ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما
ہوں بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب سے فرمایا کہ امیر اور خواتین معظم
کو سوار کر کے لاؤ یہ فرماکر پہاڑ سے اُترتے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش سامنے آئے
اور کہا ای بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمان
پر سے ہنوز قران صعب دفع نہین ہوا ہی بڑی مصیبت کا خدانکردہ سامنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ
مین نجاؤنگا تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ اتنی مین روانہ ہوچکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا
کچھ عیار جائین اور شہزادہ کرب سے نسبت لانے ناموس اور امیر کے ممانعت کرین عیار حسب
ارشاد گئے اور شہزادہ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال
کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین گلین رعایا آباد ہونے لگی

لشکری جو فرار ہوئے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت
ہو گئی صبا جو اڑ کر درۂ کوہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کر کے اُس مقام کو بدستور
اول سحر سے ناپدید کر کے غم برادر مین نالان و گریان اڑ کر قلعہ عقیق کوہ مین آئی یہان لقا بدجواس
دارالامارۃ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سبنے دیکھا کہ آنکھون
مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہی دل غمگین پر درد ہی غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور رو کر
کہا کہ ہاے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپ نے تقدیر فرمائی لقانے
کہا ای بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہی مین نے خوش ہو کر اُسکو داخل اپنی
بہشت مین کر دیا ہی اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہی تو مین بروز نوروز اُسکو زندہ کرونگا بختیارک
بولا کہ ای صباد نیا ہیچ ہی کوئی کسیکا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہی مرنے پر کوئی نہین پوچھتا
ای جان من اب کیون اپنے جانی بھائی کی عقبی برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض
اِن خداپرستون سے لو سبکو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند
بھی خوش ہونگے تمھاری عاقبت بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملینگے ساحرہ کو مرگ آشنا
و برادر سے غم و غصہ بہت تھا کہنا شیطان کا منظور کیا اور کہا ابھی مین جاتی ہون جو سردار اسلام
میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور مسلمانون کی بھی تدبیر کرونگی شیطان نے
کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر نکرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر
مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجکو بھی بتاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون وہان جاؤن کسلیے
کہ مسلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آ کر زک ندین ساحرہ تو اِسکے قول کو
آزما چکی ہی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہو گے اُنسے کہنا وہ
وہ میرے پاس لے آئینگے یا مجکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر دو جادوگر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درہ
کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اُدھر جب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آ چکے اور آبادی لشکر کا
سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ صبا جادو جو باقی ہی اُسی کے سبب سے
سردار ابھی ہمارے قید مین ہین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ اُسکو بھی کسیطرح
واصل جہنم کر کے سردارون کو رہا کرین تاکہ لشکر بدستور قدیم آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کر کے چالاک

نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر پھر اپنے مسکن
مین آئیگی چنانچہ اثناء راہ مین اس سے براہ عیاری ملاقات کر کے اُسیکے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر
چلنا چاہیے یون جاتے ہین تو راستہ نہین ملتا ہی نے الجملہ ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون
مین سے تجویز کر کے طلب کیا اور کہا کہ ایک لڑکے کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا تجل کوتاہ
قامت ہی طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پانون نازک نازک چہرہ بھولا ناک بہتی کرتا گلے مین
آستین سے ناک پونچھتا گال پھوڑے پھوڑے لیکن سردی کے سبب جابجا سے شق ہو رہے پٹے
ہوئے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک لبیر آڑی ہوئی تتلا کر اٹھلا کر باتین کرتا ہاتھ مین
کڑے چاندی کے پتلے پتلے پڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اس صورت سے حبیب جنگ
چالاک ایک بڑھیا کی صورت آپ بنا چادر گاڑھے کی اوڑھے سر کے بال سفید سوسی کا پاجامہ
پہنے پٹاری پان کھانے کی بغل مین دابے بہت پرانہ سال نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اُس
طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلا کر کہا کہ تیری لڑکی آٹھ نو برس کی ہی کچھ
دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت تجکو
دیتے ہین اسنے کہا مہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل وعیال کے ساتھ حاضر
ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لیجائیے مال کی احتیاج نہین غرض اس دہقان
نے اپنی دختر نیک اختر حوالۂ عیار خوش سیر کی اسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ کپڑا گہنا پہنایا اور
ان دونون کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستہ مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے
اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے بالو جمع کر
گھروندا بنایا اور اترون گھرون پانون پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی
یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی صورت اُسکی گلے مین آستینون کی
کرتی پہنے اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی نیچے چھوٹی سی پڑی ہوئی مینڈھیان گندھین گورا گورا بدن
ایک لڑکے کے ساتھ پانون پھیلائے کھیلتی ہی وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا بھولا ہی اور ایک
بڑھیا پٹاری سامنے رکھے دل گیر بنی جاتی ہی اور روتی ہی یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری ٹھہرائی
اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کسکے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر رو دی

اور آنچل سے ساحرہ کی بلائیں لین اور کہا مین صدقے مین نثار کیا ان بچون کمبختون کا حال بیان کرون
مان باپ دونون مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہین رہا سو میرا بھی کیا بھروسا بوڑھا دم
آیا آیا نہ آیا نہ آیا کوئی دن کی مہمان ہون اسیواسطے روتی ہون کہ ہاے انکا کوئی نہین صبا کو
بھائی کا غم تھا مان مین مان ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم تو بوڑھی ہو یہان جوانون کا
بھروسہ نہین کیا موت کو کہین لینے جانا ہے ہمارے جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے اے ضعیفہ اگر
اپنے بچون لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا نے دعائین دین اور کہا واری تم وارثی نکرو گی
تو اور کون کریگا مگر میرا مزاج خفقانی ہے گھبرا کر جنگل مین نکل آتی ہون روتی ہون دل بہلاتی
ہون بھر اس دل کی نکلجاتی ہے ورنہ رُک کر مرجاؤن ساحرہ نے کہا تمھین اختیار ہے جہان چاہنا
جانا آنا مجکو تو ان بچون سے مطلب ہے کہ انکی بھولی باتون سے غم میرا غلط ہوگا عیار مذکور کو تو
ساتھ جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہولی آسنے دونون بچون کو ہوادار
آگے بٹھالیا اور بڑھیا کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درۂ کوہ ہوئی درۂ کوہ مین گھر بنا کا
حال پہلے بیان ہوچکا ہے چنانچہ اُسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر ادر بنادی اور بڑھیا کو اُسمین وکش
کیا بچون کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا وہ سامنے کھیلنے لگے چالاک نے اتنے دنون مین بدقت
تمام یہان رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کرون کیونکہ یہ غم مین اندھی ہو رہی ہے
پہلے جو یہان آنا چاہتے تھے تو اندھے ہو جاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر مین ہے اُدھر بختیارک
کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا اُن ساحرون سے کہا مین صبا کے پاس جانا چاہتا ہون ساحر
وہان سے اُڑ کر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ایلچی یہان آنا چاہتے ہین ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے
کہ جا کر ایلچی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہے شیطان نے براہ احتیاط
کہ یہ ساحر کوئی عیار نہون جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائین اُنکا منھ گرم پانی سے دھلایا
اور کچھ باتین امتحاناً پوچھکر سوار ہوکر روانہ ہوا راہ مین بھی اُنکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا
جب درۂ کوہ مین پہونچا صبا استقبال کر کے لیگئی اور مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے
اسنے کہا میرا دم گھبرایا جی مین آیا کہ قتل مسلمانان کا چلکر تماشا دیکھون ساحرہ نے کہا آپنے بہت مناسب
کیا شیطان بولا کہ بھر دیر کیا ہے جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے اُسیوقت دستک دی زمین کو زلزلہ

ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بن مو سے اسکے شرارۂ آتش نکلتے تھے پس اُس پرکالۂ آتش نے اس شجو کو
تسلیم کی اُسنے اُسکی جانب خطاب کیا کہ ای زنار قہرناک آتش بدن تم جا کر تبخانہ کا دروازہ کھولو
اور قیدیون کو باہر نکالو ہم بھی آتے ہین اُس ناریہ نے عرض کیا کہ جب سے آپکے بھائی صاحب خدا اُنکو
کی بہشت مین گئے اُس دن سے قیدی میرے سپرد حضور نے اکر کیے ہین کیونکہ وہ زنگی اُنکے مرتے
ہی مر گئے تھے جو کہ محافظ زندان تھے چنانچہ اب اسیر میرے قبضہ مین تو ہین مگر اسقدر میرا اختیار نہین کہ
اُنکو تبخانہ سے باہر نکالون ہان آپ اپنا سحر اُنپر سے رد کیجیے تو بالکل میری قید مین وہ ہو جائین اسطرح
کہ اگر مجکو کوئی ہلاک کرے تو وہ رہا ہو جائین اور جبتک مین زندہ ہون وہ چھوٹ نہ سکین ساحرہ نے
کہا مین تجکو رد سحر کا طریقہ سکھائے دیتی ہون یہانسے رد سحر کی ضرورت نہین یہ کہکر کچھ اسکو تعلیم کیا وہ
سحر یاد کر کے روانہ ہوئی کجل عیار جو لڑکا بنا ہوا یہان کھیل رہا تھا اُسنے من و عن تمام ماجرا سنا اور
دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس بحیلۂ لہو و لعب گیا اور اس سے سب حقیقت بیان کر کے پھر سامنے
ساحرہ کے آکر کھیلنے لگا اور چالاک جملہ کیفیت سے آگاہ ہو کر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالون کہ یہی محافظ
سرداران ہی پھر خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا نہونگے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہین کیا
پس مناسب ہی کہ اسکے ساتھ چلو جب یہ رد سحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کر کے اپنے مقام پر سے اُٹھکر سامنے
صحن مین ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی ساحرہ کے پاس سے چلی اِسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ اُسیطرف آئی
اِسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہین مین تمہارے ساتھ چلتی ہون راہ مین جو کہنا ہوگا
کہونگی یہ سنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہو کر نہ گئی باتین کرتی پیادہ پا چلی چنانچہ مکان قیدیون کے رہنے کا
بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونون اُس مکان سے باہر نکلین بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا کہ بی بی پالے
کی محبت بھی بڑی ہوتی ہی تم تو شاید اب تک نہین پہچانو گی مین نے تمہاری مان کو پالا تھا تم اُسیکی نشانی ہو
آؤ میرے گلے سے تو لگ جاؤ وہ سر جھکا کر سینہ سے لگ گئی اِسنے بلائین لین اور کہا ای بچی تو سوئی مٹی کی
نشانی ہی مین اور تیری مان ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار
ہو گیا ای بیٹی ایک امانت بھی تمہاری مان کی میرے پاس ہی مین تمکو دونگی اور وہ ایسی چیز ہی کہ تم
مالامال ہو جاؤگی تمہاری بیزار پھر کسیکی نوکری کرنگی اور ای فرزند مجکو اب مال و اسباب کیا کرنا ہی آج مری
کل دوسرا دن ہان تمہارے کھانے پینے کے دن ہین ابھی تم میرے دیدون مین خاک ہو نہ امیری

ساحرہ یہ باتین سنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہی یہ الیسی ہی معتمد اور قدیمی ہی کی جب
تو اسکو یہان رکھا ہی بس جو کچھ یہ کہتی ہی بیشک سچ ہی بس یہ سمجھکر نانی جان کہکر باتین کرنے لگی اور ہال
ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہو کر بعجز تمام ترہمسخن رہی تا آنیکہ دونون در زندان پر پہونچین یہان
دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہی قفل اُسکا ایک شیر زبان منھ مین دابے بیٹھا ہی زنار نے وہان پہونچتے ہی
سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل اور تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب کیطرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہانسے
جو برق بنکر گرا اُس شیر کے منھ کو کاٹ کر زمین مین اُتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونون اُس تہخانہ مین
اُترے دیکھا تو تہ زمین مین ایک اور دروازہ لگا تھا اُسکے قریب دو دیو گرز پکڑے بیٹھے تھے اِسنے چار دانے
ماش کے افسون پڑھکر جو مارے وہ دیو بھی جلگئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور
سرداران اسلام زنجیر آتشین مین بندھے نظر آئے کہ ماران سحر اُنکے جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے
جسم پر سے بھی وہ قید دور کر کے اپنے سحر سے اُنکو بحس و حرکت کر دیا اِس عرصہ مین صبا و بختیارک
بھی سامنے سے آتے نظر آئے اِس وجہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو دفع ہوئے تو تہخانہ بھی مٹگیا تھا کہ
سحر سے ساحرہ کے بنا تھا اور اُسینے ردسحر اُسکو بتایا تھا فی الجملہ چالاک نے جوان دونون کو آتے
دیکھا سمجھا کہ اب شیطان تجکو اکر پوچھے گا کہ یہ کون ہی اور حال تیرا سنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت
تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچکر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر پکارا کہ ای زنار اب
یہان صبا آتی ہین اُنکے سامنے مین دے نسکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری مان کی امانت ہی
جلد لے لو کہ کوئی دیکھے نہین زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا
اور دوڑکر قریب آئی عیار نے وہی لعل منھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اِسنے کیا کیا اِسی حیرت
مین تھی کہ وہ لعل حباب کیطرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچی تھی
بیہوش ہوگئی عیار نے فوراً سر اُسکا جدا تن سے کر ڈالا پھر تو غلغلہ آفت خیز برپا ہوا دنیا سیاہ ہوگئی
آواز آئی کہ مارا زنار کو وہ مکان کہ اُسکی حفاظت مین تھا نابود ہوگیا سرداران اسلام رہا ہو چکے تھے وہ
زنجیر وغیرہ بھی دفع ہو گئی تھی چونکر استادہ ہوگئے اُدھر بختیارک پکارا کہ ای ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو
ساحرہ بیتاب ہو کر دوڑی تھی کہ وہ عیار جو لڑکا بنا ہوا تھا اِسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اِسکے آیا تھا چوڑ
حلقہ کمند کے گانٹھ کر جو مارتا ہی صبا کی گردن و کمر مین پیچیدہ ہوئے اور اُلجھکر وہ گری اور میدان کو

ہوچکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دابا یہ تو غین غین کرنے لگا اور کجبل نے خنجر نکالکر
صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ بنجہ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ ماریں دو پنجہ مثل برق چمک کر
گرے اور اُسکو اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے پس بختیارک
کو چھوڑ کر اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا
خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر نکلکر درۂ کوہ کے ایک غار میں مارے ڈر کے چھپ ہی تھی چالاک
نے پکارا کہ بٹیا کہان ہو وہ آواز اسکی پہچانکر اُس سے آکر لپٹ گئی یہ اُسکو گود میں لیکر بھاگا اُدھر
بختیارک بھی فرار ہو کر جانب قلعہ کوہ عقیق گیا اور چلہ سردار لشکر اسلام کے رہا ہو کر اپنے لشکر میں
آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچا دیا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اسکی شادی
کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی میں پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کر کے اپنی اپنی جگہ کو
رونق بخشی اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے
کہا ہم وہان جا کر قدمبوس ہونگے اور سب سوار ہو کر روانہ ہوئے جب دامن کوہ میں پہونچے
شہزادہ کرب نے مسطورات حرم سلطانی کو قلۂ کوہ سے اُتار کر خیام و سراپردہ میں بٹھایا تھا اور
امیر کو الگ خیمہ میں رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ اُسکا سحر اثر سے
اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوئے تھے اِسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذی تبار خدمت
اقدس میں حاضر ہو کر رسم نیازمندی بجا لائے ہر ایک تصدق اور بلا گردان ہوا اور کہا ای شہریار
بغیر آپکے ہمارا جی بارگاہ میں نہ لگیگا حضور تشریف لیچلیں آپنے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے
باہر آکے چاہا کہ سوار ہون ہلکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے
خواجۂ دریا دل کو بُلا کر فرمایا کہ دیکھو تو قران صعب دفع ہوا یا نہین خواجۂ موصوف نے قرعہ پھینک کے
کہا کہ ابھی زمانہ نحوست کا باقی ہے بہتر یہ ہے کہ امیر یہان نہ آئیں بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جا کر امیر کو
یہان آنے سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار ہو کر دامن کوہ میں آئے اور قاسم و علمشاہ سے کہا
کہ ہم اور آپ خیرخواہان امیر میں سے ہین بہتر یہ ہے کہ چندے پھر امیر کو قلۂ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون
نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہے یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم اسیر رہے ہین اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین
رہکر کیفیت سبزہ زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رہ گئے اور اسی جگہ فروکش ہوئے محلات میں نذریں

نیازمین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہو لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت نکہت پر
بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر
کی تھی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار کہہ گئے ہین کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھا لینگے
ایک ایک بوٹی کاٹ ڈالینگے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹ گئی تو دو میری کاٹی جائینگی خداوند تو خدا
ہین انکو تو کچھ ایذا نہوگی میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سنکر کوہیون نے کہا ملعون تم خداوند کو ہمارے
سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہو اِسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہین ہماری قدرتون
کے راز سے یہ خوب آگاہ ہو یہ باتین ہو رہی تھین کہ صبا رجادو روے ہوا سے یہان اُتری اور
خداوند کو سجدہ کر کے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا ای بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ تو عیارون کے
ہاتھ سے بچگئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر
سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کر مین ان مسلمانون کو غارت کر دون یہ کہہ رہی تھی
کہ فلک پر بجلی چمکی اور صداے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج طلب کی تیری
دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو اگیا بیتال اور بگولے آنے لگے تیلے جھنڈیان
ہلاتے ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھکر دارالعمارہ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دارالعمارہ کے ایک
ساحر ژولیدہ مو بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہوا خداوند
پکارا کہ ای بندۂ رحمت اختصاص بس عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریان مارنے لگا
آخر الامر دنگل پر شیطان نے بٹھایا اور صبا سے کہا لو تمھاری دلگی آئی اُسنے کہا ملعون یہ تو دیوانہ ہے شیطان
نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت تمکو پسند کرتی ہو ذرا ہوش کی باتین کرو تو جوڑا لگا دیا جاے وہ یہ سنکر
کچھ جھجھکر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ او بھی
ہم تم گلے ملین شیطان یہ سنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا
کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہو میری جان جاتی ہو چھوڑ دے ارے تو نے منھ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے
سے صبا نے اُٹھکر اُس سے کہا کہ ای مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان درگاہ قدرت ہو تم اسکے ساتھ یہی
بے ادبی کرتے ہو اچھوڑ دو دیوانے نے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب اس حرامزادہ کی قطع ہو
ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کہو شیطان نے کہا مجھے اور کسی سے گالی گلوچ کی منع ہوتی ہو تو ہم دوست زیادہ تر اسکو جانتے ہین ہم

اسکو شمع نگہ مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہوئی اور دیوانہ نے کچھ سحر پڑھکر تالی ماری کہ کئی سو تھیلا
روے ہوا سے اُترا کشتیان زر و گوہر کی لیے تھا وہ کشتیان دیوانہ نے خداوند کی نذر کین خداوند نے
خلعت دیا وہ خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرکے پرزے پرزے اُڑادون شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے
لے لیا الحاصل اُسکو کرسی پر بٹھایا اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑوانا چاہا پس آئینہ بارگاہ مین قد
آدم لگے ہین ایک آئینہ اس دیوانہ کو دکھایا اُسنے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی شیطان سے کہا ہم
بھائی میرا کہان رہتا ہی شیطان نے جواب دیا کہ دیکھیے نہین اس گھیرے مین یہ قید ہی خدا بیچون
نے مقید کیا ہی یہ سنتے ہی دیوانہ چیخ مار کر رو دیا اور اُسیوقت نفیر کو اپنے بجایا لشکر دیوانگان مین
خبر ہوئی وہان بھی نفیر بجی دیوانہ دار العمارہ سے باہر آیا لشکر اُسکا تیار ہوکر اُسکے ساتھ ہوا اُسیوقت
صبا و جادو بھی اپنے ساحر لیکر چلی بحر ترکوہی وغیرہ خداوند کو اپنے لیکر باہر قلعہ کے آئے اور بمقابلہ اسلامیان
لشکر آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے دن بھر اسی سامان مین اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا
مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر گرم سیر روز مین سوداے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ **بیت**
کھلا پھر قلعہ افلاک کا در ٭ نظر آنے لگا انجم کا لشکر ٭ سر شام بحکم لقا نافرجام طبل رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کرکے سامنے
بادشاہ ذوی الاحتشام اسلام کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے آنا دیوانہ کا اور نکلنا لشکر کا قلعہ سے
اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے شاہ جہجاہ نے ہرچند کہ زخمی ہین لیکن جرأت کو کام فرماکر
حکم نواختن طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارہ حربی گڑگڑایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلا پن
کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحرخوانی ہونے لگی صرصر باد خزان شمشیر
گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیز تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت گلوا بھیرون نارسنگ کی پکار شجاعون
کے سر مین سوداے شجاعت عروس مرگ کے دیوانہ الفت لیکن ان دیوانون کو نام و ننگ سے کار نامردی
سے عار آمادہ کارزار نہ پرواے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکار راگ داؤدی ان
کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن
صحراے کارزار مین پھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اُڑاتے سر سر تیز کو
نوک خار بیداے جلادت سمجھکر پاے دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاید

تھوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ بسان دیوانگان صحرا بے
سر و سر کھولے تھے تلوارین پیرہن غلاف و نیام اُتار کر عریانی پسند تھے وحشت مین آکر بھاگنے پر آمادہ خلش
انکی علاج دل دردمند سپر بن برنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر بیابان ضرب رکھنے کی جاہ
لب سوفار چلا کر پکارا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر و بفراز لاتے کمندین دلکی اُلجھن کا پتا
دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان تھین ہر سمت شورش برپا یہ ہنگامہ تھا نظم

مشہور ہی وحشت جوانی
پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہوگیا مثل سبزہ پامال

آفت ہی طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
تھا یاد زخمون کا مسکرانا

ہر چند خرابیان تھین اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر
تیغون کی پسند آگئی چال
دم عشق مین حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر ہر سے کم ہوا اور تھوڑی نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو راز مہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب دو سحر
رکھدیا ہی ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
تنبجدم جو سردار کہ امیر نامدار یا

چلے گئے تھے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر رات سے یہان آگئے اور در دولت شہنشاہ پُر صولت پر
حاضر ہوئے ایک طرف سے ایج فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر تہستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ
لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا
اب فریب طغرل و سنجر کھلا
بیٹے دارا کا نکل آیا ہی نام

خسرو آفاق کے منھ پر کھلا
مہر کا بنا چرخ چکر کھا گیا
اُسکے سر پر ہنگو کا جب در کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
آئیے شاہ گردون اساس کو

ہر ایک جرأت شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ
گروہ اور انبوہ انبوہ جانب وادگاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا
اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصۂ کارزار مین جان
روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوئے اُسطرف سے لقا فوج کو یہان وغیرہ لیکر فیلاق

جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایک طرف اُسکے صبار جادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیوانگان خنبل احمر جادو و استر جادو وغیرہ بیشمار تھی چنانچہ صفوف کارزار جب آراستہ ہو چکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق و کوس بلند ہوا استر جادو ڈلقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کچھ دیوانہ پن جتا کر طالب مرد مبارز ہوا اسطرف سے صندل گھوڑا اڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ ساحر سے ساحر ہی اگر لڑے تو بہت موزون و زیبا ہے مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بہادر اجازت یاب ہو کر سامنے حریف کے آیا استر نے اسپر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اِس دلاور نے سحر سے اُسکو رد فرما کر ایک گولا مارا کہ اُس بچیانے ہرچند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل چرخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اُڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چار طرف سے لپٹنے لگے اسکے پاس تیغہ آب چشمہ سامری کا بجھا ہوا ہے وہ اسنے کھینچکر چرخ دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے پرچھائیان دور ہٹ گئیں اُسوقت مجنون اسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اسکو دکھا کر پکارا کہ اے ساحر ژولیدہ مو تو کیسا انسان ہے کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر مالک تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادیہ پیمائی یہ سنتا تھا اور اِس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچکر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہو کر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا ہوا جنگل کیطرف چلا کہ یہ نظم

اے طالع واژگون مبارک
پیغام جنون برابر آئے
کانٹون پہ ہے لوٹ پھر یہ دامان
عقل آئے اگر اُسے نکالو

ہے آمد غم جنون مبارک
پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر
پھر چاک ہوا مرا گریبان
آمادہ زبان خروش پر ہے

ایام بہار سر پر آئے
پھر موج ہوا ہے شکل زنجیر
پھرتا ہے جنون کہان بلاؤ
وحشت کی بہار جوش پر ہے

جب لشکر اسلام میں تفرقہ پڑا صبا رجادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کا ندھے پر رکھے حاضر ہوئے اسنے اس صندوق کو وا کیا ہزار ہا پتلا روئین تن پھر اسمین سے نکلا اور پڑھکر شکل انسان قد آور ہوا ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر پکڑ کر لشکر اسلام پر چلا دھر سے ایرج نے اپنے پتلوں کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کرکے چلی مسلمان بھی نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آگے پتلہا سے روئین تن کو سرپنجہ فولادی دراز کرکے پکڑتے اور بقوت تمام چیر کر پھینکدیتے تلوار گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوجاتا اور یہ کیفیت دیکھکر پٹھنین اور رسالے جی ہار سے دیتے پانؤن اُکھڑے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار کہ دیوانہ ہونے سے بنچے وہ زخمی ہوگئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ بہار خیستان جنگ مین بفیض باد بہاری تیغ برنگ نخل گلشن گلہائے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدہ گان باغ جلادت کو مراد پر پہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہر چند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا سپاہی جان لڑانے لگے ہاتھ نیم دکھلانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ڈٹ گئے بھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی ہر میدان رزم عرصۂ جوانی ہر تورد شگاہ سینہ سپر کرکے داد شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے تلوار کا سکہ پڑا جوہر تیغ و خنجر کا مثل سکۂ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کاٹ چھانٹ کی وضع رعایا سے فوج نے اختیار کی شمشیر کی چال ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ ہنجانی ہر ایک سے کے حصہ مین آئی قتل و قمع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری ہوا نازکی سے جان سبکو بھاری نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سر فروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان جوہر و سنان لسان مشتری و خریدار گفتگو سے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کا سد جا کر نام دھرتی ہر سمت آفت بر پا یہ حال تھا کہ نظم

بکردار باران از ابر سیاہ
ببارید تیر اندران رزمگاہ
جہان چون شب بہمن از تیرہ تیغ
چہ ابرے کہ باران او تیر و تیغ
زمین آہنین گرد اسپان بنعل
بر و دست گردان بخون گشتہ لعل
زبس کشتگان اندران رزمگاہ
بریدہ سران شان فگندہ براہ
زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون
بر آمد ہمی موج دریائے خون

بادشاہ اسلام سے ساتھ داراب و خورشید و طلمشاہ و قاسم

وغیرہ سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانیں لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے
جاتے تھے اور اس خیال سے کہ ناموس امیر دامن کوہ میں اترے ہوئے ہیں لشکر دشمن یورش
کرکے اودھر نہ جا پڑے پس پا ہوتے جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا
اے ان مسلمانوں کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج لقا مثل بحر طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر
کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل سمجھ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ میں کل او آج یکساں جانتا ہوں
شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے میں تکلیف ہوگی دیوانہ اپنی
دُھن میں کسی کی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر مسلمانان قریب دامن کوہ پہونچ گیا
اور قول حکیم زادوں کا ظاہر ہوا کہ شہزادہ کرب کو بحر قلزم کوہ پر ناموس شاہی کو لیجانا پڑا لیکن جوانان
اسلام نے پائے شجاعت گاڑ دئے وہاں پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ و عار سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم
محترم امیر میں پھر وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی انکو اسی حال میں مبتلا رکھکر حال دوسرا
مذکور ہوتا ہے۔ یعنی شہزادہ تورج طلسم ہزار برج میں اندر قلعہ یاقوت نگار کے مقیم ہے اور پریزاد طلسم نے
بہت اطاعت کی ہے ہر وقت دلجوئی اور خاطرداری میں مصروف رہتی ہے ناچ ہوتا ہے پیمانہ شراب
سرخ گردش کرتا ہے اسی ہنگامہ عشرت و نشاط میں ایکدن وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعہ
بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہاں شہزادہ برج پر مقیم ہے وہاں کرسی بچھا کر بیٹھی
اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت میں اپنی رکھیے اور تین ہزار نازنین اس
قلعہ میں ہیں جسکو آپ پسند فرمائے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے شہزادہ
نے ہنوز اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ بروے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اتر آیا یہ
ساحرہ جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اسکو
تعظیم دی وہ بھی تخت سے اترکر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے میں جھولی
بادلہ نگار پڑی ہے ماتھے پر صندلی لگی ہے قشقہ سفید ورق کا کھنچا ہے ماتھا فیل کے مشک کی طرح رنگا ہے
صندلی اور چندن سے تمام جسم رنگین ہے ماران سیاہ سے گردن کو تزئین ہے رنگ رخ سیاہ نقشہ بھونڈا
گُدی پر جوڑا بڑا سا بندھا گدنا ٹھوڑی پر گدا منہ پھاڑ سا کھلا اس ہیئت سے وہ بد سرشت دوسری
کرسی پر آکر بیٹھی نام اسکا مہر جادو ہے اور وہ جو پہلے سے یہاں آئی تھی گاو سر جادو نام رکھتی ہے

خلاصہ یہ کہ گاوسر نے سبب آنے کا اُس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو ادھر بھول پڑین اہمن
ساحری قسم تم بڑی بیمروت ہو میری آنکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہین مہر جادو
نے جوابدیا کہ تو تمھارا اگلہ میری سر آنکھون پر مگر تمنے یہ بھی جانا کہ مین کس حال مین تھی جو تم تک نہ آئی یہکہکر
صبار جادو کا لقا پاس جانا اور حال جنگ مسلمانان اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کر کے کہا اب مین وہ
شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہی طلسم ہوش ربا مین لیے جاتی تھی تمھارے دیکھنے کو اسطرف چلی آئی گاوسر
نے کہا ای بوا ذرا مین تو دیکھون کہ وہ شیشہ کیسا ہی اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ توج
وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اُسنے بھی سنا اور ساحرہ تو ساحرہ سے باتون مین مشغول تھی اسکا خیال
نرکھتی تھی اسنے تیر کمان مین جوڑکر جیسے ہی شیشہ اُسنے دکھایا ساتھ ہی تیر شہزادہ سے لگا کہ شیشہ
کو توڑکر تیر مہرہ پشت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپکر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اُسکے مرنے کا
بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاوسر نے دیکھا پہلے تو آئینہ وار حیران رہی پھر برق
کی طرح تڑپی اور پنجہ بنکر شہزادہ پر گری اور اُٹھا کے اُڑی پکاری کہ ارے ظالم تو نے بڑا غضب کیا جو
میری بہن کو مار ڈالا ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اُڑی اُدھر وہ پریزاد بیقرار ہو کر مثل سیماب کے اُڑی اور پرکوے
ہوا ہو نجکر ساحرہ سے لپٹی اُسنے ایک ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اسکے بال پکڑے
اسنے اُسکے جھونٹے لیے اور جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیے تھی اسنے اُس ہاتھ کو کاٹا اور نوچنا شروع کیا اور
بالون کو اُسکے خوب نوچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہی قتل نہو سکیگی پس ہاتھ جو کاٹنے سے زخمی ہوا
شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اسکو چھوڑا اور پرواز کر کے
جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام
ہوئی لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلا سے
جادو بھی مر چکا تھا اسوقت شیشہ جو ٹوٹا وہان اسم اعظم امیر کو یاد آگیا۔ لشکر لقا قتل و غارت کرتا
جسیا اوپر بیان ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام ذوی الاحترام پہونچگیا اور شور دار و گیر قیامت خیز
برپا تھا امیر کو اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش بر جا ہوگئے اور معلوم کیا کہ ساحرون نے ہنگامہ جدال و
آتش قتال کو مشتعل کیا ہی بس یہ جانتے ہی بلبان شیر غضبناک اسم اعظم برلب عقرب سلیمانی در دست
خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان + فتد لرزہ از تیغ من در جہان

نعرہ بلند کرتے ہی دشت وکوہ گونج گیا چو ہشتم کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی
چارسمت سے صداے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سنکر دوڑا اور تلقاریان مارتا
سامنے آکر تصویر دکھانے لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا
اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو تبلا کر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور آہ سکے
مرنے کا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پر آپڑی آپ بھی اِس دریاے لشکر مین غوطہ مار گئے اُسوقت شمشیر برق
کردار کا اُس مجاہد کی یہ حال تھا

نظم

سے چلنے مین وہ تھی زبان طرار
خون ریز برنگ تیغ الفت
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس
قفل درِ فتح ہفت کشور

سے کھچنے مین تھی صاف دامن یار
دیوانون کے دلمین تھا کھٹکا
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

جانسوز بسان نار فرقت
مژگان پری تھا جو سر اُسکا
وا روز کرے کلید بنکر

بختیارک ہاتھی پر کھڑا ناچ رہا تھا اور کہتا تھا قربان اِس لڑے کے
اور صدقے اِس ضرب دست کے یا خداوند بھاگیے سپہ سالار کا غصہ تباہی ابھی سب تقدیر ن خاک مین
ملا دیگا قدرت کو گور مین سلا دیگا لقا فرار و لفرار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا پڑاو پر آکر لشکر لقا
گھیرا اور طبل امان بجوایا امیر بھی پھرے بادشاہ زرنثار کرتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوئے سرداروں نے کمر کھولی وہ
فوج جو تصویر دیوانہ کی جھلک سے دائی ہو کر صحرا کو گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرایش
و زیبایش از سر نو ہوئی کرب دلا ور حرم سلطانی کو سوار کرا کے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر پر سے
ہزار ہا روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلیمانی مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوئے جام بادۂ
ناب گردش پذیرا ہوا۔ یہان تو ہنگامۂ عشرت ہی مگر لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا نہایت رنجور و آزردہ
خاطر تھا صبا رہ جادو نعرہ امیر سنکر سب سے پیشتر بھاگ گئی تھی اِسوقت بارگاہ مین آئی بختیارک نے
باعزاز تمام بٹھایا اور کہا ای ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمھارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا
ساحرہ نے کہا جب تقدیر بگڑتی ہے ایسا ہی ہوتا ہے لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدتے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی
بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین قدرت کے کھیل بندون کو دکھاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہے تو چاہتا
تو بیشک فتح ہو جاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا جسمین حال قتل مجنون و بلا درج تھا
چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جانے لگے انکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئے۔ افراسیاب بعد روانگی فوج دیوانگان جانب کوہ عقیق جانے والا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ و جمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ ای بادہ خوار بادیہ پیمائے جادو کدھر چلیں اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرمائے کہ مجکو بر تبہ اعلے پہونچائیں تو نہایت کنیز نوازی ہی بادشاہ حسب ستدعا اُسکے ہمراہ ہوا اور بعد کچھ دور کے ایک باغ رنگین میں پہونچا درختوں کو سرسبزی سے پُر تزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد فرو تمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن میں چبوترہ پر زیر بگیرۂ زرنگار مسند گوہر نگار بچھا تھا بادشاہ نامدار بیٹھا اُس ساحرہ نے اسباب مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہان سے روانہ نہوا تھا کہ ملازمان مخبون نامہ لقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ میں آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ ایکی مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مخبون کو خداوند پاس بھیجنا چاہیے کیلیے کہ اس صحرا میں نزدیک اور کوئی ساحر زبردست نہیں ہی اور وہ لقصاص پدر خود اُنکا بھی خوب یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے روبے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول عقل سے مجہول زمین پر اُترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوئے دانت مُنھ میں سیاہ تھے جھولا گلے میں پڑا کان آنکھ ناک منھ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور وحشت آمیز کلام کرتا کہ بموجب

ابیات

بھیجا ہی بلانے پیک غم کو آئے میں پیام طوق و زنجیر	زنجیر بُلا رہی ہی ہمکو محنت سے بیان کسے خطر ہی	اب دشت کہان کہان یہ دلگیر آتی ہی بلا تو اُسکا گھر ہی

غرضکہ اُس ننگ عقل و ناموس جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ ای جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ اور اُنکے شریک ہوکر کار خداپرستان تمام کرو اور تمہارا باپ خداوند کی بہشت میں سیر کر رہا ہی یہ سُنا تھا کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنسے کہا بات یہ ہی مسلمانون کو خداوند کے جہنم میں ڈال دونگا اور اسلیے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت میں حور قدسے کے ساتھ سیر کرتا ہوگا اگر میرا وہان جانا ہوا تو میں بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل میں

اسکا باپ رہتا تھا اور اُسکے متصل جو صحرا ہے اُسمین یہ ساکن ہے اور اُس مقام پر غار کھود کر رہنے کی جگہ
بنائی ہے کئی ہزار دیوانہ اسکے ساتھ کا وہان رہتا ہے چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانہ غار و مغاک
سے نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سرکشی کی
غولہائے بیابانی شعلے چھوڑنے لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر بافوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ
عقیق پہونچا یہان بارگاہ لقا مین صبا ہر روز آتی ہے اور فکر قتل مسلمانان کرتی ہے شب کو خوف عیاران سے
غائب ہو جاتی ہے چنانچہ ایک روز دربار لقا گرم تھا کہ آسمان پر شعلے چمکے علامت سحر برپا ہوئی لقا نے
کہا ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند کے گرد پھرنے لگا
گر نے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب صبا اُسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر لشکر دیوانگان
اُتروایا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ بدر کا اپنے زبان شیطان سے سنکر چاہا کہ نفیر سحر بجائے شیطان نے
روکا اور شام ہونے کا انتظار کیا جب بزم عالم مین چراغان انجم ہوا اور نور مشعل مہر گم کہ نظم

سیاہ شب تیرہ بر دشت و راغ — یکے فرش افگندہ چون پر زاغ
تو گفتی بقیر اندر اندودہ چہر — چو پولاد زنگار خوردہ سپہر

سر شام طبل جنگ بحکم لقائے نا فرجام بجا ہر کارے لشکر اسلام نے خدمت
شاہ عالی مقام مین حاضر ہوکر بعد ادب دعا و ثنا زبان پر لائے کہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک — کشور کا خراج ہو مبارک — لائے ہیں نذر چرخ گردان
خورشید کی اشرفی درخشان — جاری رہے حکم بادشاہی — اجرائے اوامر و نواہی

لشکر دشمن مین ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہے اُسکے بھروسے پر لقا نے نقارۂ حرب بجوایا ہے یہ عرض
کرکے کنارے ہوئے شاہ جمجاہ نے بھی حکم نواختن کوس رزم دیا چالاک نے حکم کی تعمیل کی
طبل اسکندری کی صدا سے دنیا دہلی تیاری طرفین مین شروع ہوئی دربار سے سردار اُٹھکر اپنے
اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتیار پسند ہونے لگے تلوارین دونون باگین کسنے لگین کمانین
ٹیڑھی سیدھی چلا کر سنانے کو او کسنے لگین خنجرون کے جھنکار سے آواز اُقتلوا آئی لب سوفار نے دوار
تیارے کی سنائی زبان سنان سیدھے مزاج کے آدمی کی صفت دو ٹکڑے بات زبان پر لائی دہان تیغ
دم بھرنے لگی لیٹی زرہین بہادرون کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند — کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند — دریدار بگرز و بژدہ مین دمید

سران را ز خون تاج بر سر نهید
ز جوشش تو گفتی به بار اندر اند

ندیدند کس یال اسپ و عنان
ز تاری بدریای قار اندر اند

ز تنگی بچشم اندر آمد سنان
اُسطرف ساحرون مین ہجوم جلا کیا

منتر دن کی جاپ رہی اگیاری کی لئی بیرون کا غل رہا رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ تھا جب خطوط شعاع سے ترک مہر نے سینہ سرہنگ شب غربال کیا اور آتشباری آئین آفتاب سے رنگ ہوا لال ہوا کہ

نظم

سپاه دو لشکر بر آمد بجوش
زمین شد ز نعل ستوران ستوه
سوی میسره مالک دیو بند
شده آسمان تار و جنبان زمین
سپهدار لشکر با قبال و جاه
یکے گرزۂ گاو پیکر بدست

پدید آمد آن حضرت تابناک
بچرخ بلند اندر آمد خروش
ازان روی لندھور بر میمنه
زره دار و در جنگ دمی بر نبد
شه صف شکن سعد با جاه و مال
شه نامور حمزۂ دین پناه

بگردار یاقوت شد روے خاک
همی لرزه ازان شده دشت و کوه
پس پشت او ژنده پیل و دهه
بقلب اندرون جای بہرام مین
بر آمد روان گشت سوی قتال
همی بر خروشید چون پیل مست

اتنی کر و فر سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزۂ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوئے اُسطرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُسکے بیشمار دشت نبرد مین آیا لقا ہاتھیون پر تخت رکھوا کر جلا خواصی مین بختیارک بیٹھا ہوا کئی لاکھ فوج کا پرا غرضکہ جب لشکر دشت کین مین آچکے دلاوران صفین جما چکے نقیب بولنے لگے جوہر شجاعت میزان سخن مین تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد جنون اژدر آرا کر میدان مین آکر ناقاریان مارنے لگا اسطرف بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادۂ ملک مغرب پسر خواندۂ امیر فرامرز عاد مغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پر سے کود کر سحر پڑھا کر اژدھا قالب آتشین چھوڑنے لگا شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگلگیا غل ہوا لشکر اسلام مین برپا ہوا مغربیون کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادۂ نامور اجازت شاہ سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمۂ اژدر ہونے لگے آخر دست راست کے سردارون مین لگا لگا اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سردارون کو اژدر نے نگلا اب کمی سو سردار دہن اژدر مین گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدھے آرد ماش کے بنا کر میدان

مین چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند مین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون
کہ سنو سنو دو دو سنو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے زبردست ہو یہ ہیبت سنکر ہر سمت سے
سردار آکر اژدھون پر ٹوٹے مگر خدا کی مار ان موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہر طرف زہر اگلنے
لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سردار اژدر کی خوراک ہوا اثر زہر سے زہرہ گداز
روزگار آپ تھا تریاک سلامتی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اس بلا کے
مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب مرشک روز کو نگلنے کے لیے منہ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا کہ
بیت ستارہ دران دشت نظارہ بود + کہ این لشکر از جنگ بیچارہ بود + علاوہ شام ہونے کے
بختیارک آمد امیر جنگاہ مین دیکھکر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست کر دینگے
پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف
لقا دیوانہ پرسے زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکرون نے کر کھولی - اور بختیارک نے
دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولا نے تی ہو ہر روز
زبردستی تمھاری خاک مین ملجائیگی دیوانہ نے یہ سنکر ایک بارگاہ اپنے لیے لشکر سے علیحدہ برپا کی
اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے انکو بلاکر بزور سحر سردارون کو اگلوایا اور سحر سے بجس تو
حرکت کر کے اُس بارگاہ کے قریب خیمہ ایستادہ کرا کر قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پڑھکر دبار گاہ بٹھایا
کہ جو کوئی یہان آئے اُسکو نگلجانا یہ انتظام کر کے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف ہوا ادھر
عیاران لشکر اسلام اس فکر مین داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحر مذکور کو قتل کر کے سردارون کو
چھڑائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہی
اور اُسی جگہ خیمہ ہے کہ اُسمین سرداران اسلام مقید ہین یہ حال معلوم کر کے عیار اُسی طرف آئے اور
میدان فطرت مین سننے ہیون سکاری دوڑائے لیکن جو قریب بارگاہ وخیمہ گیا اژدہا اُسکو نگلگیا صورت
مردخدا شکار فراش جس صورت پر اُسنے حوصلہ جانیکا کیا حوصلۂ خاطر کیطرح قالب اژدر مین سما گئی سو
عیار رات بھر مین طعمۂ اژدر سحر ہوا یہانتک کہ کالبد ظلمت سے نور سحر ساطع ہوا کہ بیت کُھلا اژدر شب کا
جسد مردہن + تو پیدا ہوا مہر تابان کا متن + صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اُگلوا کر قید
سحر بٹھائی اور پہلو سے سرداران اسیر شدہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسنے مقابلہ

اہل اسلام سے کیا اس طور سے کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کر اکر مسلمانوں پر چڑھ جاتا ہے اسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہے کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا انکے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ قاعدۂ مسلمانان یہی ہے کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو شرط حریف کرتا ہے اسکو پورا کرتے ہین پس سردار اسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہون کی خوراک ہوئے اور امیر بموجب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آسکے تاکہ سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شبکو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہو جائے تو اسم اعظم خاطر شریف حمزہ سے بھلا کر انکو بھی اسیر کر لون اس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین سمائے چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر سر پنجۂ تقدیر ہوئے۔ مین نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ ہر روزہ نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائیکا اور عیاری کا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے مقید ہوئے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے کلیجہ منھ کو آیا بحر ناپید اکنار فطرت مین غوطہ لگا کر گوہر مراد حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہشیار لڑنے سے فارغ ہو کر بارگاہ مین گیا یعنی وہ وقت تھا کہ سیاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد فرو ماند گردون گردان بجاے ٭ شدہ سمت خورشید رادست و پاے چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای فخر سامری کیشان وای شرف جمشید پرستان بیت ستایش ترے سحر کی کیا کرون ٭ یہ تعریف حد کی ہے جو حیرت زدہ ہون بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست ٭ معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور آئے سو لینے ہم پلہ سامری جبکے گر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تم تو کیا ہو تمہارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ واصل برحمت لقا ہوئے سوائے تمہارے کسی کو اسطرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم سمجھے کہ ہمارے لیے ادبار ہے زمانہ آجکل تمسے یار ہے پس اطاعت صاحب بخت کی سبکو لازم ہے مجکو تمسے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کیجئے تو مین اکر اطاعت کرون اور سمجھا کر امیر کو بھی مطیع کرا دون یہ رقعہ ایک ملازمان لقا مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے اور اُسکے جلدو مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ پاس لیگیا اُسنے پڑھکر خوش ہو کر اجازت لکھی کہ ای عیار طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تمسے کوئی اژدر نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لاکر عیار موصوف کو دیا اسنے باز عیاری

سے جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کمندون کے لچھے بازوؤن پر پڑے ہوئے توڑا پتھر کا شانہ مین لٹکا ہوا
ترکش مثل دُم طاؤس کے تیر پہلو پر کیے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قنطورے زرلفتی اور تیپاوے سقرلاتی
سے آراستہ جھولے لفتی گھائیون مین بے توڑے شیر کیے ہوئے حباب بیہوشی ہاتھون مین حیلہ ہاے ناجی
سے چُست ہو کر ایک لُٹیا بہ بھی اسطرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُسکے کنڈے لگے اور اُنمین زنجیرین بند چین
اور سب طرف سے زنجیرین ملکر ایک زنجیر اوپر گرفت کرنے کی جو تھی اُسمین اٹکی ہوئین مثل اِسکے کہ جیسے
انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین فرط سرما سے ڈال لیتے ہین پس اُس لُٹیا مین
نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اُسمین دہکتی تھی اور اوپر اُسکے سیماب اور روغن مثل تیزاب کے چرخ
کھاتا تھا اُس لُٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپن کیطرح جب یہ گھماتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا تھا ایک شعلہ چرخ
کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اِس ہیئت سے درست ہو کر یہ عیار دلاور روانہ ہوا۔ اُدھر دیوانہ نے جب خبر
اسکے آنے کی سنی سحر پڑھا کہ کسی اژدہے سے اُسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا
کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چاق و چست ایک شعلہ آتش کو گردش دیتا آیا ہے اُس شعلہ کو چکر
کھاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قلقاریان مارکر ہنسا عیار نے قریب پہونچکر نہ کچھ
کہا نہ سنا وہی لُٹیا چرخ دیکر اِس ترکیب سے اُسکے منھ پر ماری کہ روغن اور سیماب جلتا جلتا منھ پر پڑا اور کان
آنکھ منھ ناک سب مخرجون مین پارہ سرایت کر گیا منھ بھی جُھلس گیا اور براہ دہان و بینی سیماب گلو مین
پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً وہ چیخ بھی نسکا تڑپکر مر گیا موت آنے کے لیے برنگ سیماب بیقرار تھی جہنم
کو سحر اُسکا ناگوار تھا اور عیار مذکور نے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعۃً یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر ہے اسلیے کہ
حباب مارکر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہے نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ پنجہ اُسنے لگا رکھا
ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا یا کوئی سحر کر رکھا ہوگا کہ وہ مجکو قتل نکرنے دیگا کیونکہ جانتا ہے کہ عیار کی ملاقات مین
دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منھ سے بول سکا اور چپکے جانب دوزخ روانہ ہوا
شور اُسکے مرجانے کے بعد بیرون نے مچایا کہ افسوس مارا جنون جادو کو آندھی پانی وغیرہ سے دنیا مین
شورش ہوئی اژدہے سحر کے پانی ہو کر بہ گئے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جانب بارگاہ دوڑے
یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے چھوٹ گئے اور تیغ پکڑ کر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اُس آفت ناگہانی
سے ایسے بدحواس ہوئے کہ نعرہ دلاوران سنکر بھاگے یہ دلاور آگے جا کر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف

دیوانہ کی ہو رہی تھی کہ یکایک نعرۂ شیر بیشگان اسلام کی صدا آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا بہت تیرے
دیوانے کی ایسی تیسی صلواۃ و صلواۃ صلواۃ یا خداوند تیرا اور تمھاری تقدیر پر لعنت جلد بھاگو نہیں تو آفت آئی لقا نے کہا
تقدیر گریز قدرت نہیں کرینگے صبا ہماری بندی جا کر مسلمانون کو روکے شیطان نے کہا اب قدرت
اس بندی کی بھی جان کے پیچھے پڑے ہیں یہ بندی کیا کریگی حمزہ شور و غوغا سنکر آپڑیگا بچنا اسکا
دشوار ہوگا صبا یہ بیان سنکر گھبرائی اور اڑکر بروے ہوا چلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کر کے
تہلکہ مسلمانون نے ڈالدیا اُس شب تار مین شمع حیات لقائیستان گل کر دی مشعل تیغ کی روشنی
تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آئی کاروان ارواح کے لیے اسلحہ کی چقاچاق بانگ جرس تھی
بند راہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل جھنکار تیغ و خنجر کی صداے زنگ شہر فنا کی طرف
لیجانے کو کفیل سر و تن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا مع سردارون کے بارگاہ
سے نکل آیا تھا رن میں ہنگامہ رہی تھیں مشعلین جلتی تھیں عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون
نے حقۂ نفتی مار کر خیام و بارگاہ مین آگ لگائی دلاورون نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی دو
ایک عیار دوڑ کر خدمت امیر کشور گیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ معرض بیان مین لائے امیر
ازبسکہ شبخون مارنا ننگ عار جانتے ہین اس باعث سے سوار ہوئے اور اسطرف لشکر لقا بھی
بے انتہا ہی سرداران اسلام ایک جانب سے قتل و غارت کرتے ہوئے دوسرے کونے پر لشکر کے
نکلگئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین بیداری و
ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوئے جب کوہ سیاہ شب سے
سفیدۂ سحری آشکار ہوا کہ بیت چو خورشید تابان برآرد درفش + درفشان شدہ روے چرخ بنفش +
سحرگاہ حمام کر کے سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت
آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط الصبد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقا نے لاشین مقتولان شبینہ کی اُٹھوائین
صبا بھی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ پھر افراسیاب کو تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر
نامہ ہو سے پہنچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ اُٹھا لیگیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی۔ ادھر شاہ
طلسم باد خوار کے باغ سے رخصت ہو کر جانب کوہ نگین روانہ ہوا تھا اور اثناے راہ مین مالکان و منیر
طلسم کے مقام پر اسلیے ٹھہرتا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام مکر مین اُسکو اسیر کیجے

بعد شکست طلسم نور افشان روانہ کردن فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ نیچہ سے نامہ خداوند
لقا لا کر دیا اسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھکر شاہ
بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ایکی ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے
نہ کاٹے سے کٹے عیار اسکو بیہوش نکر سکین کوئی حربہ اُسکے جسم پر اثر نہ کرے پس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے
اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھوکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین
اور سیدھی ہوجاتی تھین بروج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گردا گرد تھی جسمین
سیماب جوش مارتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پل تختہ گرا پھاٹک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر
تشریف فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعۃً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش و خروش ہر طرف سے پیدا ہوا
بعد شور و غل کے ایک بادشاہ پرشوکت و جاہ تاج و قبائے شاہی سے آراستہ ساحر بے عدیل و نظیر
عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پر از مکر و تزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا۔
سارا جسم اُسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارے کی طرح سر الگ دھڑ الگ پانوٗن الگ اعضا
تمام جدا ہوجاتے اور کبھی لہرا کر ملجاتے اور وہ مجسم ہوجاتا غرضکہ اُس بیقرار نے اٹھکا ہو کر بادشاہ طلسم کو سلام
کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فرد بود بوم بابر تو فرخندہ باد + دل و چشم بدخواہ تو کندہ باد + ای شہنشاہ ذیجاہ اندر قلعہ کے
تشریف لیچلیے اور ہما کی طرح ظل عاطفت ہمپر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجھکو ایک کام ضروری ہے اور جانب
کوہ عقیق جانا ہے اور تجھسے یہ کہنا ہے کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہے تم خداوند
کی طرف سے مقابلہ کرکے اُنکے مخالفون کو تباہ و برباد کردو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان
مین فرزندان حمزہ بڑے طاقت دار ہین اُنسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اسکا سیماب تن
جادو ہے اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنا لینگے اور اہل زور میرا کیا بگاڑینگے جسم میرا تیغ و
تبر سے اگر پارہ پارہ کرینگے تو مین خود لوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجھکو بیہوش کرینگے تو قتل نکر سکینگے مین
باقبال شہنشاہ

نظم

زلشکر مرا آنکس کہ آید بدست
بگیرم ازان بوم و بر ہیچ باد
نہ آرام جوئیم برین بر نہ خواب
نہ حمزہ بماند دران دشت کین
سر ایشان ببرم بشمشیر پست
کسے را کہ ہستند از ایشان سران
فرستم بنزدیک افراسیاب
نہ ایرج نہ لندھور و خاقان چین
بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
کنم پاے و گردن بہ بند گران

آپ شہنشاہ باقبال و جاہ بر آئے

ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعد رخصت حضور معلے امین کوچ کرونگا شاہ طلسم اسکے منت والحاح سے
ناچار ہوکر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا **نظم**

بران بارۂ دژ نہ پرد عقاب	نہ بیند کسے آن بلندی بخواب	بہر گوشۂ چشمۂ و آب گیر
بیالا و پہناے پرتاب تیر	سکے کنگ بودش بسان بہشت	گلش مشک سارا بد و زر خشت

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دارالامارۃ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان
دولت نے تدریج دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا
ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

ہمہ بزمگہ پر ز رنگ و نگار	کمربستہ در پیش سالار بار	مے اندر قدح چون عقیق یمن
بپیش اندرون دستۂ نسترن	یکی جام یاقوت پر مے بچنگ	دل و گوش دادہ بآواز چنگ
مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب	گل و مجلس و رطل و افراسیاب	اس قلعہ مین ایک روز شاہ طلسم

بہجت اندوز رہا آخر رخصت ہوکر بتلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نورافشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد
تشریف بری شاہ سیماب گمراہ نے بارہ ہزار ساحر براے حفاظت ملک و مال قلعہ مین چھوڑے اور بارہ
ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور آپ زمین پر گر کر پارے کی طرح بہکر نہر
کی صورت چلا جوے سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر اڑ کر چلی تھی۔ رال و گوگل کے شعلے اٹھتے
جھانجھ اور نفیر و ناقوس بجتے تھے برقین رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین
جو جو سامری کی پکار تھی واقع مین کوا گہار تھی ساحرون کی صورتین نرالی کالی کالی بعض زرد رو
بعض سے رخ زشت پیکر پر سیندور کی لالی کہ بموجب **نظم**

ہمہ مردم و موہا چون کمند	ہمہ تن پر از پشم چون گوسفند	گروہے سران چون سر گاؤمیش
دو دست از پس پشت و پاے پیش	یکی تیغ ماہی سر چون پلنگ	یکے سر چو گور و تنش چون نہنگ
یکے را سر خوک و تن چون برہ	ہمہ فوج از نہا بجنی ملکہ	غرضکہ یہ فوج زبون شعار و نابکار

بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقاے گمراہ کے نزدیک پہونچی بارگاہ مین لقا تخت پر
بیٹھا تھا کہ آتشبازی ہونے لگی شعلہ لبسان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی
شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور چشمہ

پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہوکر خداوند کے سجدہ مین گرا اور اعضا اعضا اسکے جدا ہوگئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھکر تعجب سے گھیرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اُٹھکر ساحر مذکور کو زمین سے اُٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند دنگل پر بٹھایا باہر جا کر لشکر کو اتروایا پھر جلسۂ عشرت آغاز ہوا دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا اسلامیان کا زبانی شیطان سنا اور مگر باکر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نکرو ورنہ مارڈالے جاؤ گے ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے سامنے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رُکا اور مصروف عیش و نشاط ہوا یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادۂ توریج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ توریج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار برج کا اور مطیع ہونا بادشاہ طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادے کا کہ طلسم ہوشربا مین براے رہائی مدد جاؤن اور بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اُسکا اور حال آمد سیماب سنا کر پھرنا شہزادہ کا جانب لشکر اسلام بیان سیماب کا آنا اور سرداران اسلام کو گرفتۂ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا توریج کا لشکر مین پھر جانا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم گوہر گرہ مگر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ و خطاب بساقی و آغاز فسانہ لمولفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار
پڑا ایک گوشہ مین روتا تھا زار
ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے

سیہ دیو تھا منھ کو کھولے ہوئے
ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش
دد و مرغ و انسان و ماہی خموش

ہر اک سو سیاہی تھی اندھی ہوئی
بلا جمع ہوکر وہ بنجاتی تھی
جدھر دیکھتا تھا مین آنکھونکو پھاڑ

نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ
نہ آواز انسان نہ شور جرس
فقط نوم مردم سے بانگ نفس

فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا
کہ تھا دیدۂ نجم سے گھورتا
جھکا تھا جو گردون بشکل کمان

تو برساتا تھا تیر غم بے گمان
غم مرگ اولاد سے بیقرار
مین گریان تھا مانند ابر بہار

شب تیرہ اور اشکباری مری
لگاتی تھی کالی گھٹا سے جھڑی
شب تار و تاریکی رنج و غم

بلاؤن کا تھا سا مناد مبدم
اندھیرا نکھون آئے مجکو نظر
توانائی و تاب دل مین کہان
مرے قرۃ العین و لخت جگر
طپان دل تھا سیماب باشی شال
مری بعد فرزند دختر مری
وہ دل بے سکون جسمین ہو اضطراب
کہانتک لکھون آہ جور فلک
نہین نخل مین آہ کوئی ثمر
شب آرزو کے مرے دو چراغ
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تجھے القصہ روشن مرے دلکے داغ
غم و رنج دونون کا بس تھا علیم
یہ دیکھا تو ہو شاہد خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہو مہر فلک
لب نازک اسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوا سے طرب سے ہو دل باغ باغ
کہ پھر نام روشن ہوا اندر جہان
بتا کون ہو نام کیا ہو ترا
جو ہر وقت مین تیرا مونس رہا
جوانی جوان بخت فرخ نہاد
ہر اک ہو مہم اسکے ایما سے حل

زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
جو کھوئے گئے دو ہون نور نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
مرے دل کے آرام تو ہو کدھر
کبھی دلکو رویا جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبل زار ہو
کہ ہو درد سے دلمین اٹھتی چمک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہو
بجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے انکے کمال
نہ اختر فلک پر نہ گھر مین چراغ
یکایک ہوئی اکطرف روشنی
بھوین جسکی دونون ہین شکل ہلال
شب تیرہ ہو اسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مل
کہ ای جاہ جانے دو یہ رنج و غم
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے ای یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھسے وہ مہ لقا
نہین جانتا اسکو ای خوش مقال
بجز نیکوی کچھ نہین جسکو یاد
ہو ظل ہما جسکا ظل کرم

کہ گھر بیچراغ ہو گیا ہو یہ اب
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اس شب کے تھا درد کا دلکے حال
کبھی دختر ک کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہو جیسے ہو ماہتاب
جہان گل نہین باغ بیکار ہو
نہین میرے گلشن مین کوئی شجر
مرے اختر بد کا کچھ پھیر ہو
وہ تتلا کے باتون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
نہ تھا کوئی اس شب کو میرا انیس
چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہو اسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اسکا پوشیدہ مانند راز
اسی کے یہ تھی حسن کی بس ضیا
پیو جام عشرت پیو دمبدم
کرو شمع روشن اٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز من
کہ مین فیض ہون تیرے ممدوح کا
وہ ہو مرتبہ دان اہل کمال
نکلجائینگے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور بہم

پیو جام مے داد عشرت کو دو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو
ہوا مست پھر کھلگیا یون مین
مرتب ہو پھر عیش کی انجمن
ادھر مہر نشئہ کرے پھر طلوع
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول

بنام مبارک فسانہ لکھو
لیا ہاتھ سے جام ہے اور پیا
کیا اسطرح سے شروع سخن
شب غم گئی دے مجھے پھر شراب
ادھر کو ہو تصنیف تازہ شروع
بدہ ساقیا آب آتش لباس

سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
مزا فیض ممدوح کا ملگیا
کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
دکھا صبح عشرت کا ہو آفتاب
اٹھادون شب غم مین [illegible]
کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار - وخلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار - فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام - ورونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام - کاشانۂ خاطر کو غم دیرینہ سے اسطرح خالی فرماتے ہین - اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین قلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین - کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ تورج برج یاقوت نگار قلعۂ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور تیر مارکر مہر جادو کو اژدہا گاو سر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اُسی برج مین پھر بعشرت صدر نشین تھا پریزاد ہر چند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ مقام طلسم ہے گاو سر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آفت لائیگا یہ سوچکر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمر مین نیچہ دبکر اُڑگئی اور ایک بیابان مین اُترگئی وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا لائق سیر و گلگشت احباب تھا گلہائے رنگا رنگ کھلے درخت ہرے ہرے نہرون مین بلبلین کنول کی ٹرین نیلوفر اور کوکابیلی داغ دل عشاق کا پتا دیتے گونکے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے - پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادۂ سبزہ رنگ کو لٹاکر ہوشیار کیا اور آپ پانون دبانے لگی اُس نہال حدیقۂ شجاعت کی نرگس نیم مست جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر بمنت و عجز کہا کہ اے یار دلنواز وای سراپا ناز اے باعث زندگانی اے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزارہا دشمن ہین بڑے بڑے ساحران پُرفن ہین پس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ الیسی پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل پانون پھیلاکر زیادہ نہ چل نئی جوانی رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بیت درپیش ہے ذلت وخرابی بہ مُردون سے بھری نگی لیکی

شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جوہر شجاعت کا اظہار کیا کہ مین باہر
جانے کے لیے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ
کم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور بموجب فرد یہ مرگ ہی عمر جاودانی + حقا ہی یہ موت زندگانی پپریزاد نے کہا
طلسم مین مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہی مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بنا دونگی اور بادشاہ
ہفت اقلیم کرونگی دولت لازوال دلا دونگی راس گفتگو کا سبب بھی سنیے از بسکہ اثر طلسم کا یہ ہی
کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ ہو کر پریزاد کا فریب کھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے
تو موت اُس پری کی آسے اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم روانہ ہو چنانچہ نتیجہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ جوکھی
شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیے نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر
غصہ آیا اور کہا ای شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہی نہ کہ اس طلسم
مین اور میری بہنین رہتی ہین اُنکو تیرے ہاتھ سے قتل کراؤن چنانچہ ابتک تو مین تیری دوست
تھی مگر اب بیت قسم مجکو حضرت سلیمان کی + کہ دشمن ہوئی اب تری جان کی + یہ کہکر کچھ پڑھکر
پھونکا کہ دست و پا کا شہزادے کے دم نکلگیا شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اُس پری
پر شیفتہ و فریفتہ رہا۔ اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہوتے ہی سوچا کہ کچھ مکر کرنا چاہیے یہ
سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا ای غنچہ دہن ذرا سی بات مین تم ہمکو ستانے لگین
بیوفائی دکھانے لگین ہم تمھارے بلبل نمط عاشق و شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی
جلد سحر دفع کر کے گویا ہوئی کہ ای جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ اُسکو
آنکھوں مین بھر لایا وہ آنچل سے دوپٹے کے اشک پاک کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیے وہ
گلے سے لپٹ گئی اپنے ایک ہاتھ منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور ایسا زور کیا کہ مرغ
روح قفس تن سے اُسکے پرواز کر گیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑکر جانب فلک گئی شہزادہ نے
اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ زار کو طی فرمایا کہ جب چند فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی ریگ بھری ہی دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سراُگاہ ہی واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ
ہی جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے اور ریگ کے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر تر ریز تھے کوسون تک
چٹیل میدان تھا انسان تھا نہ وہان حیوان تھا فقط اک لق و دق میدان تھا درندے بھوکے پیاسے پھرتے

اژدرون سے منھ غار کی طرح کھلے منزلون شجر کا نام نہین درخت امرت پھل طائر عنقا مہیب جنگل سایہ کو وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جن وپری کا سایہ بھی سر پر نہ ہوتا درختون کو مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ وبار نہین کہ بمقتضاے ابیات

اُس دشت مین لگیا معدم
کیا دخل جو وہم بھی گذر جائے
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
ٹپکے ہوئے ترعرق مین سرکے

گم خضر جہان ہین ہو کے رہبر
گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک
جھونکا تھا ہوا کا شعلۂ غم
رہ دور دراز کوس کالے

گر صرصر بھی چلے تو پانون بھر جائے
منزل ہوئی سخت راہ باریک
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے

ایک آدھ سوکھے درخت مین ڈنڈ نکلا ہی اُسپر چیل جو بیٹھ جاتی ہی پانون جلنے لگتا ہی چلچلا کر منڈل لاتی ہی آخر غش کر گرتی ہی اور ریگ گرم مین بھن جاتی ہی شہزادہ کے حواس گم ہین پیاس سے زبان منھ کے باہر ہی آبلے پانون مین پڑگئے ہین کانٹے گڑگئے ہین تلوون کی کھال اتر گئی ہی ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہی کہ آگ تلوون سے جو لگی ہی سر کو آئی ہی بیتاب ہوکر بیٹھ جاتا ہی اور دلکو سمجھاتا ہی کہ ای نوعروج تو حمزہ کا پوتا ہوکر گھبراتا ہی ہمت ہارا جاتا ہی چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ دل سے باتین کرکے پھر روانہ ہوتا آخر خدا خدا کرکے اُس وادی گرم کو طی کرکے قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اور آواز کیلی کے لالون کی کان مین آئی پیتابانہ اندر درہ کے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہی جب درہ سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا چرا اُسمین چلتا تھا چرس نرگاؤ کی کھنچتی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پُر فضا لگا ہی اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نو خاستہ لہلہا رہا ہی شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تاکہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کے آگیا تھا اُسمین پانون بھیگے پس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہوگئے کھال نئی پیدا ہوگئی طاقت بھی آئی بشاش اور فرحناک ہوکر جانب باغ قدم زن ہوا اور بصد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل یمن اُس گلزار کی سرخی گلہاے خوش رنگ دیکھکر رشک سے پیر اکھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مرمر جاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہواے سرو کا

چلنا درختون کا جھوکر مثل معشوقان چلنا فوارون کا برنگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہرون کا بسان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دل تنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سلا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغِ جگر نصیب لالہ	مملو مئے عشق سے پیالہ	سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سودائیون مین لکھا ہوا نام	خندان تھے چمن چمن دہان گل	گلشن مین چہکتا تھا بلبل
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا	ہر برگ زبان شکر رب تھا	دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہو کے ہنستا تھا بے تامل		

یہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پُرخوبی کے بڑھا تھا کہ یکایک گوشۂ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دامِ لگائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پُربہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تمنائے دید مین گل نرگس بنا تھا لالا اُسکے رخسار سرخ پر داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت مین پا بگل قربان اُسیر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو باد صرصر نون نفی بناتی گل اُسکے منہ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار ہوا اسے محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر نار زار نزار کہ نظم

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا	دیا خونِ دل دلدادگان تھا	زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی
سخن سے جان جاتی بلبلون کی	لباس اُس ماہ کا تھا سرخ کیسر	شفق پھولی تھی گرد ماہ انور
لبون سے مسکرانا اُسکا ہیہم	یہ کہتا تھا کرونگا قتل عالم	

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت پرائے مکان مین چلا آتا ہی جو آپ درانہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچۂ یار مین مشتاق رخ و قد آئے ✤ ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پانون کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اِس بارہ دری مین آپ بچائیے میرے ساتھ آئیے ورنہ گرفتار بلا ہو جیےگا یہ کہکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر

ایکطرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش کرسی شیشہ آلات
سے سجا تھا اُس بنگلہ مین مسند پر تکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے
جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ اے ملکہ اس طلسم کا کوئی اور بھی رستہ ہے
اُسنے کہا اے شہزادہ اس بارہ دری مین ایک چھتا ہے اُسمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار
لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہریار مین تم پر فریفتہ
ہون اسلیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھسے دار و مدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہان مین
مجھسا معشوق باوفا چراغ لیکر ڈھونڈھو گے تو ملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوا اُس بارہ دری کے
اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی جا
نہین جا سکتا ہے بڑا پُرخطر رستہ ہے ہم تم ایک ہوئے ہین اگر وصل ہمارا منظور کرو گے ہمارے پاس ہمیشہ
رہو گے تو سب راہین بتا دینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت محبت
جتاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجھکو کیا راستہ بتاؤ گی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ
بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہانتک آیا ہون
ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکل جائیگا علاوہ
اسکے راہ بتانے کا لالچ دیتی ہو راہ خود تم نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب
کھلا ہوا ہے اُس پری پیکر کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تہیا آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے
کہا اچھا چلیے غرض دونون اٹھکر روانہ ہوئے اور وہ معشوقۂ نیرنگ نما اس اہل تمنا کو اُس بنگلے سے
ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا
کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار
برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم
رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہکر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا
تھا گور جہود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سراسر انداز مثل
طول عمل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی
شمع کہ

ابیات

آسیب جو اسمین آئے ڈر جاے | دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجاے

تاریکی و تنگی آسمن حاصل | چشم اعمیٰ بخیل کا دل | وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی
گرد آسمین آگ اڑتی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھکر تلاوت سورۂ کہف کرنے لگا دمبدم ورد کرنے لگا اور اُس زن ماہ سیما نے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو میں اُس غار کے ایک کھڑکی ہے اور اُس کھڑکی کے پہلو میں دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہے اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہے۔ اب حالت تاثیر طلسمی سنیئے۔ یہ ساحرہ ایک پتلی طلسم کی ہے اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہے کہ طلسم کشا کو یہ پتلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے اور طلسم مین بجانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہے تو فریفتہ جمال عدیم المثال اس پتلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کر اس غار مین لائیگا چنانچہ اس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہے اُسپر کچھ لکھا ہے وہ اس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضہ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اس پتلی کو اُسپر کچھ لکھا نظر نہ آتا تھا جب اگر یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بٹا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ ای فتاح طلسم و ای بینندۂ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اس مقام پر لایا ہے اُسکے سر پر یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا اور بال و پر تمام جسم مین نکل آئینگے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ وا کرکے اندر لیجائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے لعل تو پاس کھڑی ہی تھی اُسکے سر پر مارا اُسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور کھڑی ہو لی چاہتی تھی کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا کہ وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور پتلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھالکر لے اُڑی شہزادہ جب اوج گرائے افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہو گئین بعد کچھ دیر کے وہ پتلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا الغرض طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پر گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صدائے دارو گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ او رعف راو صحرائے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ شہزادہ فتح طلسم پر آمادہ بعد طے اُس پتلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا

ہر قلعہ تا فلک رسیدہ تھا برج صدہا بنا تھا دربان دروازہ پر ہزارہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر نیا تماشا نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ وایوان شاہانہ آراستہ تھے دکانین رنگین تھین نہایت پر تزئین تھین جملہ اسباب ہر قسم کا اُنمین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا شہر کون پر ہوتا تھا نقشہ تھا کہ نظم

ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جسطرح کہ ذوذنب فلک پر
کرتا تھا دل زمانہ تسخیر
پرواز مین صورت پری تھی

نظارہ نیشکر سے دلشاد
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آکر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر
وہ گرم کباب سیخ پر سے

معشوق کا جیسے قد آزاد
لہراتے سانپ یون سڑک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
ہر جا اُڑتی کبوتری تھی
یا گرے سر مژہ جگر سے

شہزادہ نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ کہو مزاج اچھا ہی اُسنے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے سے ہمکو رنج ہوتا ہی اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہی ہمسے کچھ بولو نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بیت نقش فریادی ہی کسکی شوخی تحریر کا ✦ کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا ✦ کیا حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض وسما کی ہی کہ ایک ایک حکیم کو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہی کہ کاغذی پتلے مثل انسان بناگئے ہین غرضکہ حمد وثنائے باری زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اُس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اُسمین ساکن نتھا بسان آغوش عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی تیلیون کی پڑی تھین دیوارون مین لپٹے نصب تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اُسکے اکر ٹھہرا اِس اثنا مین کاغذ فروز نشی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلوۂ افلاک مین پتلہاے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا
کہ ای خالق طلسمی ہین یہ سامان

شب مہتاب کا چمکا ستارا

دل شہ کو تھی بس حیرت فراوان

شام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور رجلیاے شہر سب مردہ ہو گئی کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس وحرکت تن مین نہ منھ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دوکان سے اُٹھائی کسلیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی

نوش کرے غور کرکے جو دیکھا تو کاغذی وہ بھی ہے استغفر اللہ کہکر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ
بنگلہ مین آبیٹھا اور یاد خدا تعالی کرنے لگا کہ اہل دل کے لیے یاد اللہ کی غذاے روح ہے اور
طعام ظاہری قوت نفس ہے اسلیے خاصان خدا کھانا بقدر قوت لایموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی
زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ طاعت آلہی مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی
من المیت تیلیاے خاکی اس طلسم دنیا کے مرگ خواب سے پھر زندہ ہوے اور انسان اپنے کو
شمار کرنے لگے **نظم**

ہوئی روشن فلک پر مشعل رعنا | بنی بے نور وہ شمع شب افروز
ہوا خورشید عالمتاب پیدا | ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر
نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین دکاندار بیٹھے ہین شہزادہ نے دو آدمیون کو اشارے
سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا بھائیو تمھین رات کو کیا
ہوا تھا جو اوندھے مُنھ گر پڑے تھے پتلے بولے ارے میان کفر نہ بولو سامری کرو ہم تو جیتے ہین
کو ویسے ہی رات کو تمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہے ہمکو کاغذ کا بنایا ہے شہزادہ نے کہا ابھی رات بھر
تم کاغذی تصویرین بنے رہے بالکل مردہ تھے اور ہمسے کہتے ہو کہ کفر نہ بولو پتلون نے کہا کیون
طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو ہم تو مردہ نہ تھے تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ
اچھا یون ہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک پتلا وہان سے گیا اور دو روٹیان لیکر آیا شہزادے
سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان لین کاغذ کی تھین پس اُسنے کہا ارے میان کاغذ
کی روٹیان لائے ہو پتلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہے یہ کہکر ہاتھ سے لیں اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ تنہ در تنہ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ
بتاتے ہین شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذی تھی شہزادہ نے
کہا دیکھو تو اوندھے یہ آٹا ہے یا کاغذ پتلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغاباز ہے یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ
نے وہ روٹیان پھینک دین اور آپ بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین
لگائی کہ بیت بجھا گردون ہے دسترخوان انجم ؎ ہوئی نان ضیاے مہر بھی گم ؎ شام کو وہ پتلے پھر تصویر
کاغذی ہوئے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سبکو جلاکر جلا دون پس ایک پتلے کو بازار مین جاکر اُٹھانا
چاہا جیسے ہی ہاتھ لگایا پتلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ارے تو ابھی جیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ

سب انکا دم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کئی خوان میوون کے ہمراہ لائین شہزادہ کو آداب بجا لا کر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالکہ ہین اور انکا نام صورت کش جادو ہے یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور ازبسکہ ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہانکا کھانا نہین کھاتے ہین لبس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہے آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد خاصے کے خوان آتے ہین شاہ وزیر کو + بستر پہ بھیجدیتا ہے مگر افقیر کو + غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی اپنے ہاتھ سے اٹھکر بھرا اور پیا جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہے اسکے پشت پر ایک دیوار ہے اُس دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہے لہذا ہماری بی بی نے کہا ہے کہ اے شہزادہ آپ آگے بڑھنے کا ارادہ کیجیے ورنہ قتل ہوجیےگا اور اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو جانور طلسم کی ہین ایک گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہے تو طائر پر سوار ہوجیےگا اور اگر طلسم کے اندر جانا منظور خاطر ہے تو مرکب پر سوار ہوجیےگا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی اُسوقت عنان عزم جسطرف منعطف ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد کچھ عرصہ کے ایک طائر خوش رنگ برابر سیمرغ کے اُڑکر سامنے آیا اور ایک جانب سے سمند خوش رفتار خوش فعلیان کرتا طرارے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا ایسا تھا کہ سبزۂ فلک نے کبھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا ابیات

ہے دامن زین سے تند و سرکش | دامن سے بھڑک اٹھی ہے آتش | سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے | اڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر | کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہے | وہ ہے مہ نو یہ کہکشان ہے |

شہزادہ ذیجاہ توسن چکا تھا کہ مرکب پر سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا بس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانۂ زین مرکب طلسم کو منور فرمایا اور وہ بادپا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اسجگہ وہ گھوڑا پر پیدا کرکے اُڑا شہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک در قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پانون استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا جب قریب اُن دیوانون کے

پہونچا وہ سب دوڑ کر ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادہ پرخاش ہین غفلت مین اُن
سبنے کھینچکر مرکب سے اسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین مارین دو چار کو اُٹھا کر دے مارا دس
پانچ کا سر آپسمین ٹکرا دیا مگر وہ ہرومان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دوا ایک کی دو ہین اور دو کی چار +
شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزار ہا آدمی ڈھول
گلے مین ڈالے پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہماے
اوج شجاعت کو بند کیا اور اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نگئے تھے کہ ایک ساحر سیاہ فام اسباب ساحری
تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت بڑی پہنے منقل آتشین پر ہوم جلاتا بڑے تزک سے قریب
دیوانگان آیا اُن سبنے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ ای مالک ہمارے اس طلسم کے بربادی کو ہم انکی
خدمت مین لیچلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اسکے لیے آپ حکم دیتے ہین یہ عرض انکی سُنکر
اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بعد ادب دعا سامری سے
مانگ کر کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال نسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا
کہ اُسکو باہر قلعہ کے لیجا کر وہ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ حکمت کہلاتا ہے اُس پہاڑ کی چوٹی پر ایک
سِل بہت بڑی یاقوت کی پڑی ہے پس اُس سِل پر اسکو بٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے اسکے
اُڑا دو اور وہان لیجانیکی شرط اسلیے ہے کہ اُس یاقوت کی سِل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سواے طلسم کشا کے
اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو اُن حرفون کو پڑھیگا تمھین بھی حال معلوم ہوگا بس
اُسیجگہ لیجانا صلاح ہے یہ اُس تختی سے معلوم کر کے اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون
سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرض کہ آگے یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے
باہر نکلے اور ایک کوہ پُرشکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور گلون کے درخت بیشمار
فیض باد بہاری بیچ مین کوہ کے قلہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین پچی کیے ہوئے
طغراے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور درپے آزار ہوئے
لیکن اُن ساحرون سے تو حرف اُس پتھر کے پڑھے نجاتے تھے اس رازدان طلسم سے پڑھے گئے
لکھا تھا کہ یہ طلسم ہمنے مسلمانون کے لیے بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے
کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام طلسم کفر آباد ہو کر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا

مسلمان آئیگا اس شکستہ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے
نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اُسکو پڑھکر دستک
دے تو جملہ ساحران بحیا بیہوش ہو جائینگے پھر تیسرا اسم جو حاشیہ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک
عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑ کر اس سل پر بٹھائے یہ
سل شق ہوکر اُڑ جائیگی اور برروے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کریگی کہ مجکو اتار لو
چنانچہ جب وہ از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھکر دم کرے یہ سل اُتر آئیگی آگے پھر اس پتھر میں جو کچھ لکھا
پائے اُسپر عمل کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکماء ربانی
طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر اپنے اوپر دم کیا شکنیں کھلگئیں دست و پا میں قوت آئی اُٹھکر ساحروں پر
چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ برپا ہوا کہ لینا گھیر نا یہ بھی ساحر ہے جانے نہ پائے اسنے دوسرا اسم پڑھکر
دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ سب ساحران نابکار مثل مردۂ صد سالہ زمین پر گر کر بیہوش
ہوگئے اس بہادر نے سبکے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور ہنگامۂ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم
سوم ورد زبان کیا دفعۃً زمین شق ہوئی اور گنجینۂ حسن ظاہر ہوا وہ زن خوبرو با حسن نکو پیدا ہوئی
کہ مشاطۂ فلک خرفی طلاے مہر اور گنجینۂ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی زلف اُسکی یون
زمین سے نکلی کہ مار گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو شرمایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع
مہر کا عالم دکھایا سرین کو سبوچۂ لقرئی پایا از سرتا پا وہ زہرہ رقم طرفہ صنم تھی حسن کی اُسکے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
ہوا خواہ اُس سمنبر کی تھی بلبل
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

حلب میں نافۂ آہوے سرسہا
غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا

لباس اُسکا معطر صورت گل
کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ پیرو
لیس وہ گوہر گنجینۂ اسرار بھلا سے

شہزادہ ذی تبار میں آکر آبروبخش ہوئی اور لب سے یون دُرفشانی فرمائی کہ ساحری قسم تم بڑے
بیمروت ہو ہم تمکو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں نادیدہ فریفتہ تمپر ہوئے ہیں اور تم آنکھ بھی نہیں ملاتے ہو ہمکو
ہجر میں تڑپاتے ہو شہزادہ نے اُسکی صورت زیبا کو بدتر از آسیب سمجھکر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش
میں لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ گئی اپنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھادیا وہ سل پھٹی اور تڑاقا ہوا
یکایک سل جانب فلک بلند ہوئی اور برروے ہوا جاکر ٹھہری وہ زن مہ سیما پکاری کہ اے صاحب واسطہ

اپنے دین و مذہب کا مجکو آثار لیجیے دیکھیے اتنی ہیرپھیری نہ کیجیے کسیکو یون بیچ ادھڑ مین نہین چھوڑتے رشتۂ
الفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے مین غضب مین گھر گئی کہتی تھی
اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت و زاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ وہ سِل
اُڑ ائی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سرجادُوسا بندۂ مکار و پُرتلبیس
تھا آتے ہی اُس زن پُرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اِس مسلمان سے مل گئی رہ تو جا تیری خبر اتر سے
کیا رمین رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکالکر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر نارنج رد کیا اور وہی سِل کہ جسپر
اُڑ گئی تھی اُٹھا کر بزور سحر ساحر پر ماری کہ ہر چند وہ بچا لیکن بچ نسکا سِل پر جو پڑی سو ٹکڑے سر کے
ہوئے غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلطک ہار کر صورت
عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب بیحیا کی
ایسی ڈراونی کالی بھوانی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس
وہ عفریتہ چنگھاڑی کہ اری دھگڑے باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا اور میرے سنئے دولھا پُرارمان
نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ تو نے مجھے رانڈ کر دیا مین
جاکر بادشاہ طلسم ہزار رنج سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دل مین آگ لگی ہے ویسے ہی تجکو بھی آتش
عذاب مین جلواؤنگی اُس نازنین نے یہ بیان اُسکا سنکر اُسکو للکارا کہ جا مالزادی ایک فریاد نہین اٹھارہ
نالشین میری کر وہ تیرا بادشاہ میرا کیا کر لیگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہے میرا کنور کنہیا
ہے میرا سانولا سلونا ہے یہ میرا کھلونا ہے تجکو او فاحشہ کبھی ایسا مرد ملا تھا یا کبھی خواب مین بھی تو نے دیکھا تھا اب
جلد یہانسے گذر جا ورنہ اپنے دھگڑے کے پاس ابھی تو بھی جائیگی یہ سنکر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف
شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اُسکے جانیکے اِس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شمشاد باغ صاحبقرانی کے ہار کیے
اور کہا ای گل بوستان بیوفائی ہر چند کہ تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی الفت جتائے دیتے ہین پیچ
طلسم بتائے دیتے ہین سنو ای پیارے نام میرا آرائش جادو ہے اور تمہاری صورت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مین نے
کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اِس پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبۂ اعلے
پر پہونچیگا اور جو کوئی اُس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا پس یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور
اِس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاور ہوئے اور بخت رسا نے آپکی خدمت مین پہونچایا ابکی

ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہے اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون یہ کہکر پڑوس
سحر تخت تیار کیا اور شہزادے کو لیکر سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصے کے ایک بیابان مین آکر اُتری
وہ جنگل تھا زمین پر طبقۂ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر روح کا بہشت مین جانے کو جی نہ چاہتا تھا ہر
قسم کے درخت اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر
گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین رنگ گلونکی
سبزی اور گلون کی سرخی سے الماس پر زمرد و یاقوت جڑا نظر آتا تھا زیور مرصع کا شاہدان گلعذار کا
رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن روزگار بساتی تھی ہر طرف
لطافت و تراوت پاکیزگان بہر کی جان تھی دلمین ٹھنڈھک بڑھاتی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی **نظم**

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان
کیونکر نہ فدا ہو اُسپہ رضوان

گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
ہین منتظر بہار اشجار

ہر چشمہ ہے مثل چشمۂ خور
بجتے ہین ستارون کیطرح در

تھے جو گرے مین جھڑ کے برجا
باندھے ہوئے ہین قطار اشجار

شہزادہ اُس بیابان مین تخت
پر سے اُترا وہ معشوقۂ باوفا ہاتھ پکڑ کر خرامان خرامان چلی اور ایک نخل سرسبز کے نیچے آکر ٹھہری اُس
نخل کی ایک شاخ جانب زمین جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سربسجدہ باغبان قدرت تھی اُسمین ایک
چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتون کا تھا چھینکے مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن
نے مسکرا کر کہا کہ ای نہال باغ ارجمندی اِس سنگ مین کچھ لکھا ہے اور جو کچھ تحریر ہے مین اُسکو پڑھ نہین
سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر ہے بہر طلسم کشائی یہ
پتھر کیمیا ہے شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا ہشت پہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہر نا محال
تھی آفتاب کے جوت کی طرح سرخی اُسکی آنکھون مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا
لکھا دیکھا کہ اِس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہے جب وہ آئے تو اُسپر یہی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک
ہو جائے اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوادار جادو ظاہر ہوگا اور اُس پھول پر بھی کچھ
لکھا ہوگا۔ یہ مضمون ہنوز پڑھ نہ چکا تھا کہ آواز سائیں سائیں کی آئی نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک اژدر
مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے جنگل کے اُسکے سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھین مشعل کی طرح
روشن تھین منہ بھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُسکے زہرہ آب ہوتا تھا بھوت

زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلائے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچگیا اور شعلہ
منھ سے چھوڑ کر قلا اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کرکے اُس درخت کی
آڑ میں جا رہا مگر وہ نازنین دم اژدر میں بندھ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھینچکر منھ میں اُسکے پہونچی
شہزادہ نے اس عرصہ میں لنگر قائم کرکے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو بہ سر پڑا اژدر پانی ہوکر
بہا اندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلے اُٹھتے نظر آئے بعد
کچھ دیر کے اندھیرا ہوگیا اور آوازیں مہیب آنے لگیں کہ ارے غضب کیا اس مسلمان نے جو اس
دشت میں آیا

نظم

صدا کے ساتھ اُٹھا اک ابر بدرنگ
گرے اسمیں سے سو سو من کے بس سنگ
اندھیرا سامنے آنکھوں کے آیا
وہ ابر تیرہ اس جنگل میں چھایا
گھٹا دم جسم میں رخصت ہوئے ہوش
بڑھی خود رفتگی مانند مے نوش
سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا
زمین پر آپ کو بیہوش پایا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا سامان ہے مگر ایک اور صحرا ہے کہ
مثل مرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے صرف کف دست میدان
ہے مگر وسط صحرا میں ایک درخت بہت مختصر طول میں ہمرنگ قامت یار بہت پُربہار لگا تھا برگ
اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخیں نیلم کی تھیں اور مثل دست رنگین
معشوق نزاکت سے بھری تھیں اور نشۂ بادۂ بہار سے جھومتی تھیں درخت کی چوٹی پر ایک پھول
جواہر کا لگا ہے جان گلہائے زمانہ ہے چمنستان دہر میں یگانہ ہے پنکھڑیاں اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو
شرماتیں خوشبوئیں طرح طرح کی اُسمیں آتیں دماغ گل پیرہنان دنیا بساتیں شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس
پھول کو دیکھکر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسکی جانب باندھی اُسوقت اُس درخت کے پاس
زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا چڑیلوں کو
اُسکے سایۂ نحس کا آسیب ہوجاتا اُس زشت کردار نے اُس سعید کو للکارا اور کہا تو کیا تک رہا ہے
شہزادہ نے فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے تڑک کر کہا کہ
موئے کانٹے تیری نظر کو چبائیں پھوٹیں تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑے ارے تجکو خاک میں
ملا دوں اُس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ اُتار دوں جادو رہی ہو بیا نے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو
میں بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہکر قریب درخت آکر زمین پر لوٹ گیا اور پاؤن پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ سنتی

ہوئی اِسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ اہی واہ تمتو خوب راڑ لائے مچلکر پاؤن پھیلائے کیون تیری شامت
آئی ہی موت نے گھیرا ہی اجل رسیدہ جلد اِس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہکر شہزادہ کی طرف
ہاتھ بڑھایا گردن پکڑ کر اُٹھاؤون ازبسکہ قریب تو استادہ ہی تھی اِسنے دونون ہاتھ سے پاؤن اُسکے
پکڑکر جھٹکا جو دیا منھ کے بل وہ گری اِسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہی سحر پڑھکر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرو کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گرانے ہی اُسکو زمین سے اٹھاکر پاؤن تو پکڑے ہی تھا اُسکو گھمانا شروع
کیا چکر ایسے دیئے کہ ساحرہ کی عقل چکر مین آئی متوحش ہوا بیہوشی چھائی اِسنے خوب گھماکر ایک
پتھر پہ سر کے بل دے پٹکا سر اُسکا پھٹ گیا سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ دار و گیر
برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اُسکے مرتے ہی اِس درخت مین آگ لگی اور سب
درخت جلتے جلتے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹکر زمین پر گرا شہزادہ نے جلدی اُٹھا لیا
اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہی بلور کی ٹہنی لگی ہی اُس ٹہنی پر لکھا ہی کہ اے شکنندہ طلسم جسکے پاس طلسم کی
لوح ہی وہ اِس پھول کی عاشق ہی اور اُسکی جان یہی پھول ہی کسیکو یہ راہین طلسم کی کا ہیکو نصیب جو
یہانتک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہی جو یہ پھول تیرے ہاتھ آیا اب
اِس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچے گا اُس ملک مین جو کوئی کہ
تجھسے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ یہی ہی آگے عقل کا کام ہی للعاقل تکفیہ الاشارہ یہ
مضمون اُس پھول پر تحریر دیکھکر شہزادہ نے پھول تو کمر سے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ وغیرہ
صحائف ابراہیمی کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کرکے
ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر مصفا سونے کا کیا ہی آفتاب کی جوت سے ہر سمت
آفتاب نکلا نظر آتا ہی دیوار و در جگمگاتا ہی دروازہ مین تمام جواہرنگاری کیا ہی آمد و روند کا رستہ ہی
مرد کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہی شہزادہ اندرون شہر قدمزن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت
عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بازار مینا بازار نظر آیا وصاف اُس شہر کی توصیف مین مقطوع اللسان
خامہ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری زلف کا سودا ہر خاطر پریشان
ارزان نظارہ لبنے اپر آب نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک رشک ابروے
پری رخان محراب سے کے خم ہلال عید در ہر ایک دیدہ شنید ستون ہر ایک پُر نور غیرت ساعد و بام پنجہ اُسکی

قدرت کا ظہور چبوترہ مکان سے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ و بدیع دکانداری کی
شان رفیع کہین تمولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق سے دھوئین اڑاتی تمولن کی دکان تھی
ہر ایک کو دعوی جان سپاری دل خون ہوجانیکا بیڑا اٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری گال
اسکا یاقوت یا برجان عشاق قوت سامنے تمولن کے آئینہ لگا ادھر ادھر آئینہ کے سونے چاندی کے
مرتبان جنمین معنبر و معطر کتھا چونا پانون کے سامنے کھلی ہوئی ڈھولیان سرمایہ نقد و ہوش ڈھولیتی تھی
حسن پر اپنے بٹوہ لیتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے ✤ ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ✤
وہ لب رنگین پر اسکے مسی کی دھڑی اور اسپر پان کا لکھوٹا شب دیجور مین شفق کا تماشا نظر آتا بلکہ
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ✤ تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے ✤ پیک جہان وہ تھوکتی زمین کا
یاقوت بنتی زبان اسکے وصف مین لال ہے تماقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اسکا بھی غنیمت تھا
حقہ لعل اسکا دہن پر نزاکت تھا زلف پیچان پر اسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین پر
اسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویدائے خاطر عاشقان تھا وہ میزون پر قرینے سے پیچوان دھرے
پینے والون کے دماغ خوشبوے تماکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار
لگھڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق بہار بھجکر جان کو اس سے بساتے دار و مدار یہ انسے ہوتے جاتے
کہ دم بغیر ہم نہ محروم رہین تیرے عشق مین اے گل بیان جل جلکر مرین جب دم حقہ پر لگانے دود
آنکھون مین آتا اسوقت جھوم کر یہ سناتے کہ بموجب نظم

بزم توحید ست تماکوے ما ✤ بوی وحدت مید ہد ہر موی ما ✤ ان جوانانے کہ تماکو کشند
اولش الله و آخر ہو گشتہ ✤ کوئی نوجوان عشق مین ساقن کے دل جلا نال وو دولت سلفا سیکے یہ
اشعار پڑھتا کہ اشعار ✤ حقہ ز مجلس نہ از دو لفر شعار ای ✤ تا نہ پسندش نگوید حرف بیش و کمتری
میتوان آموخت آداب محبت را ازو ✤ سر نمی پیچد اگر ہر نہ بندش ناگہی ✤ کستی طرف بزازہ گلبدن دکان

لگائے بیٹھی اطلس فلک دل اپنے کپڑے کے سامنے واتھانے انجم سے مشجری بناتی جس خریدار نے
اسکے پاس جالی لوٹ اسپر دل ہوا لاہی الہی خیر ووہ دل ہوا شفق کی اطلس سنغ نظر مین تا بسند
ٹھہری قبائے گل گلزار بالکل بری لگی کف افسوس مل کر آخر جان دی نین سکھ اسی بزازہ کو
دیکھکر باقی سودے مین عریانی تن زیب نظر آتی مہر طلعتون کا دل اسکے حسن کو دیکھکر کتان کیطرح

پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا یادگار تھا اُسی طرح ایک سمت شیرینی فروش یعنی حلوائین
تلخکامی خریداران طلوا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دُکان آگے کیا کھلتی در بہشت کا وا ہوتا مگر
جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر مکھی بیٹھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ فرد
بیٹھنے دے ترسے ہم سمجھے لب یار کو قند + بات مشکل تھی وسلے تو نے یہ علی کھی + تھال اُسکی دُکان
کے مہر و ماہ کے تھالون کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ دل کو پیچ مین لاتے برفی برائی
سنگ کرنا سر اسر تلخکامی ہے شکرپارون کو اختر چرخ کہنا بدنامی ہے کہانتک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہ ہے
کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ صرافہ نوجوان عاشق کو کوڑیون کے مول لیتی فلک کا سینہ
اخترون سے بھرا ہے پارہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو اُس سیمتن نے بہری سے دیکھا ہے جب تو زرد روئی
نصیب ہے سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعوی ہمسری کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی
ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا اُسکا ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب روپیون کا
انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق نار محک امتحان مین ہر ایک کو نظر سنجیدگی تول لیتی کانٹھ
گرہ کا اُسکی زلف رسا کھول لیتی دولت ہوش و حواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سکہ دل
وہان بھناتے یہ شعر زبان پر لاتے کہ بیت طالب نہین ہے دولت دنیا کا دل مرا + اُس سیمتن کا
وصل ہے تحصیل زر مجھے + ایک طرف گندھی رشک چمن گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے
بساتی قرابہ دل مین گلرخساری اُسکی برنگ عطر گل بھری جاتی پسینہ اُسکا گلاب سے کہین بہتر
مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر
دھرتی جب گلاب کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھکر زر دادن و درد سر خریدنے کا
نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دُکان مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑکر اُسکے کوچہ مین آبسے تھے
اگر کی بتیان سوز درونی کا پتا دیتین جلنے اور دل جلانے کی راہین بتا دیتین شمعین سر کے بل
کھڑی تھین مگر زبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھین کہ فرد لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو + جل بجھے
اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو + غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہاگ نہ تھا شہزادہ یہ سیر دیکھتا
جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری بچی کان جواہر دکان کو سجائے بیٹھی
تھی جواہر کے دریا مین خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جوہر اُسکے کان کا عقد ثریا پر پڑتا تو خجل ہوتا اُسکا

ستارۂ قسمت پھر جاتا بالا اُنکے کان کا بالۂ مہر و ماہ سے بالا عاشقون کو تباتی وہ مالا مال تو رتن اُنکے
ستارۂ سحری سے زیادہ روشن گوہر دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق
اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے ❊ لعل
مسی تو شیلم کر دیا لعل بدخشان کو ❊ وہ جواہر اُنکی دکانون مین تھا کہ ایسا کاہیکو کانون مین تھا اگر جوہری
فلک سے بیچ جواہر کو کب کو اُنکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا حجر فیروزہ اُنکے فیروزون کے سامنے فیروزی
بناتا رنگ بدل بدلکر مقابلہ کرنا چاہتا اُن جواہر فروش معشوقون کا کیا وصف بیان ہو نظارہ باز خیال
نیرنگی حسن کو اُنکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارۂ لعل و عقیق
مین بنجاتے اور لب لعلین گاہے عکس گوہر دندان سے مسلک گوہر نظر آتے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر
لاتے ❊ اُس جواہر فروش کے دیکھے ہین وہ یاقوت لب ❊ جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے ❊ بلکہ
بموجب بیت ❊ با آبداری لعل لبش نخواہد بود ❊ اگر ہزار عقیق از یمن شود پیدا ❊ شہزادہ تادیر اُس بازار مین
ٹھہر کر مصروف تماشا رہا اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھرا کیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانین نظر آئین
کہین میوہ فروش کہین ترہ فروش اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتین سنگترین انگیا مین کوسے چھپاتین عاشق
تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل ہرے ثمر الفت سے مالا مال رنگترے رس بھرے عاشق چاشنی
انکی چکھنے کو کٹورے بیمارۂ سحر مین شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا ٹوکری مین نارنگی دھری تھی شریفہ پسند خاطر
وضیع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خربوزہ آرا کیسا تھے آبلہ ہاے دل کو خوشۂ انگور سے عاشق لڑاتے
توت کی خوشی تھے اور ترشروی سنگترے کی اٹھاتے شیرین کامی کا دل لیجاتے میوہ فروشی فن حسن بادام چشم سے صاد کیے
عاشقان برباد کیے تھے سرو قد پستہ دہن تھی معشوقہ زیبا رشک صد بہار چمن تھی پستان اُنکے نار وہی عاشق
کو اُسکے عشق مین جان دہی انناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کا اناس اور تو کیا کہون
لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقون کے لیے بلا ہے آسیب جان مضطر تاب
شفتالو کو دیکھکر لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ ولسانا و شفتین زبان پر لاتا فی الجملہ بیت دکان
پر اُسکے جو اکبار آگئے ❊ نہال آرزو مین بار آگئے ❊ شہزادہ تعریف سرسبزی شہر فرماتا جاتا تھا کہین
کنجڑین کسی جا جلوہ کسی مقام پر بھٹیاریون کی طرف آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین اُنکا دلمین شور محبت
ڈالتا تھا ماہ طلعتون کا دل شعلۂ حسن پر اُنکے کباب ہر گردۂ نان اُنکی توکا انکا آفتاب سینوسون مین

دہان معشوق کے بوسون کا مزا کلچہ وہ اچھا کہ جسکو گل چاہین کھانے والے قوت باہین خطائی کہ ان
کو ناپسند خاطر کا خطا تھا زر دے کے عشق مین زردیگر گاڑیون کو سودا کیا یرقان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو وہی
زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب و ماہ کے دو چیڑے لیے صبح و شام پھرتا ہی مگر آتا گیلا رہتا ہی اُسکے پیڑو تیج
کب مقابل کرسکتا ہی حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دل سوز غم مین کباب سے بدتر نظم

ملاحت اُنکے رخ پر تھی نمودار | صباحت کا ہوا تھا گرم بازار | جو وہ شیرین دہن کرتین تبسم
تو خوش آتا تھا اُسجا شور مردم | کہین کلال کی دکان تھی کلوارن نشۂ حسن سے مخمور بیٹھی تھی

پیمانۂ چشم سے شراب غمزہ و ناز دیتی تھی بادہ کشون کا اُسجا جماؤ ہر ایک کی زبان پر لاؤ لاؤ گلابیان
شراب ارغوانی و زعفرانی کی میزون پر چُنی ہوئین میخوارون کی نگاہین اُسپر جمی ہوئین کوئی
عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمیندہ چشم یار مین سرخی ہی نشہ کی + کیفیت شراب کے
قابل یہ جام ہی + کوئی کہتا کہ شعر وہ صراحی تو ساقی نے ڈھلکا + کاگ اُڑتا ہی جس سے بوتل کا +
شہزادہ اُس شہر مینو نژاد کو دیکھکر بہت محظوظ و مسرور ہوا اور قریب دار الاملۂ شاہی سیر کنان پہنچا
یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے
بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا رہی ہین جھولون مین گہنا گوندھ کر لگا رہی ہین گل ہر سبد
کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت برین ہی لباس اُنکا نہایت پر تزئین ہی
اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نگوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہوکر شب کو جگنو بنکر باغ عالم سے
اُڑجاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ کا زرچرخ کرکے اُن مالنون پاس آیا تھا
بہار نے در پردۂ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب شیدا کی طرح ہزار
دل اُن گلرخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن اُنکی ادنی کنیز تھی سید سے منھ بات کرنیکی
آرزو رکھتی ہمہ تن زبان ہوکر خاموش الصد تمیز تھی جوہی جو ہی وہ اُن البیلیون پر شیدا تھی جیتا جیتا گلی
بنکر گلے کا ہار تھی غنچہ اُنکے دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو اُنکی چشم حیا پوش کے دیکھنے کا دعویٰ ہین
جوش گل اُنکے سامنے کیا دعوی نزاکت کرتا جنکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسیکو
یاسمن سے + بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے + شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا
ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ ای گلعذاران سراپا بہار یہان تم کس گل کی ہوائے محبت مین

جمع ہوا انھون نے جواب دیا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو نووارد ہی یہان کا آئین نہین جانتا ہی اس شہر کی
مالکہ ملکہ ہوا اور جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی خواہش ہی اُسکی
تلاش مین ہر روز یہان آتی ہی اور تمام بازار کے پھول خریدے جاتی ہی اور ہمے تاکید فرماتی ہی کہ دور دور
کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی بڑی دور سے پھول لاتے ہین
اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اُسکے دم کا مجمع ہی ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہی وہ دستیاب
نہین ہوا ہی شہزادہ نے یہ ماجرا جو سنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہی جو مجکو ملا ہی تو
بھی اپنا پھول ہاتھ مین لیکر اِس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی یہ
یہ سوچکر رستے وہ پھول طلسمی نکالا اور ہتھیلی کی جنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب
پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی ہی گل
خورشید پر آئی نیاہی ❊ سہانا وقت ہوتے ہی اُس بازار مین سقنیان مشکین کمر پر دھرے جنپر ہزارے
کے فوارے چڑھے گلاب اور کیوڑے سے بھرے لیکر آئین وہ سقنیان بھی نوجوان حسینہ وجمیلہ تھین
دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے باد انگار لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے
تسمے گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ اِنکا اترا کر چلنا قمقمون مین انگلیکے داغون گلاس کا
عالم لبون پر مسی کی دھڑی اُسپر لالی جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیون کا ٹرینا دل پر بجلی
گرانا دست رنگین کا مرجھایا عاشقون کو گل کھلوانا پائے نازک مین کڑے پڑے نرم دل عشاق کو گرا اپنا
دکھاتے پامال ہونے کی ہوس بڑھاتے اُن رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکاؤ کیا اور رشک کوچہ
ہمشکل آئینۂ سکندر بنا دیا کوچہ کوچہ گلاب کیوڑے سے بسا دیا بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا
نظر آیا آگے آگے صد ہا نازنین کو منتظم پایا پھر کنیزان چست نشین قلماقنیان مہ جبینان داغستانیان شیرین ادا
کاندھون پر رکھے گرزین اُنکے بعد کئی سو چوبداریان عصاہائے طلائی ونقرئی
لیے بلبل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند کرتے عمر و دولت شہنشاہ ارجمند بکار تین
چاؤشون کیطرح للکارتین گلین ایک ایک آفت پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی کی بہار تھی
وہ اُنکا اٹھلا کر پاؤن دھرنا وہ سر سے تمغون کا جھمکنا مچھلیون کا ہلنا عکس اُن مچھلیون کا
آئینۂ رخسار مین اُنکے جو پڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا اُنکے گذر جانے کے بعد

ہزار ہا کنیزان مہر عذار لباس ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکبہائے باد رفتار زرنگار پر سوار ہوئین کلغیان مرکبون کی چوٹیون پر نگین زین جواہر دوز کسا ہاتھون پر تکلف بچھون پر شیرین دہانی رشک ہلال چڑھے کندہ کیے ہوئے

نظم

کیا کیجیے وصف راہ و رہوار　ہر تحفیک برنگ نغمہ و تار　زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
گلبن ہو چمن میں جیسے زیبا　سرعت میں ہوا سے تھے کہیں فزون　زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین شمشاد قامتان چہرہ چھپائے یاسمین کری جاتین کوئی اپنے عاشق کو گراپن دکھاتی کوئی آنکھ سے آنکھ لڑاتی کوئی شرماجاتی تنگ جوبن کا عالم دکھاتی اسیطرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان باغ بہار اور جلوس سواری پیدا ہوا دل تماشائیون کا جیسے شیدا ہوا اُس پھول بازار مین حور کردارون کا جمع ہونا گلزار بہشت کا رنگ نظر آتا تھا وہ عنبر کے لخلخون پر رشک ختن صدقہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہر طلعتان سے کاشانۂ عالم منور تھا نقیبون کی صدا نغمۂ بلبل گلرخون کی آواز صدائے خندۂ گل چشم نظارگیان سواری کے اشتیاق دید مین برابر لگی تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھاتی تھین آئینہ رویون کا برا عکس باندھکر چلنا چشمۂ صفا کا لہرانا تھا یا روح سکندر کو شرمانا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب محبوب کے مسی زیب تھے تختۂ سوسن کا پھولا تھا شوخی کی پراگنی کبک چال بھولا تھا اب ناظر اور خواجہ سرا غلمان بیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کہاریون کی صورتین پیاری مچلیان سرون پر نگین لٹکے پاؤنین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب

نظم

سواری سے ہوئی پہلے نمودار
ہزار اک لخت تھے ہمراہ سردار
علم ہاتھون مین تلوارین برابر
ترک انکا زمانے سے جدا تھا
مرصع تھا یراق و ساز زرکار
ہر اک خورشید رو مہتاب سیما
ہر اک پہنے مرصع کار زیور

بہت آراستہ افواج جرار
لباس انکے بدن پر زعفرانی
سر کان وہ کھڑے افسر آکر
قباؤن مین وہ انکے صرف کمخواب
یہ سب خواجہ سرا گھوڑونپہ اسوار
جوان ہر ایک کم سن و کش حور
مقابل انکے ذرہ مہر انور

پھر انکے اردلی کے خاص بردار
بھرا بیلون مین تھا سونکا پانی
عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقہ
خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
گروہ انکے عقب پھر عورتون کا
سراپا پیرہن جسمون پہ پرنور
عیان ناز اور کرشمے تھے غضب کے

مزین برچھیان ہاتھون مین سب کے
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر

پیادہ باخرامان تھین زمین پر
خجل تھا جسکے رخ سے مہر انور

یہ نکلین آسکے دو کان سکے برابر
تھی اک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اسکے پریون کی قطار ظاہر ہوائی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی در اصل وہ زینت فرماے انجمن رونق کاشانۂ جان وتن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم وحیا گلدستۂ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ وناز کی افسر خوش رو خوش خو گل اندام باعث صبر وآرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدار دلبر گلفام وسمنبر سلکہ اور دنیا بھر کی خوبیان اسمین تھین کرشمہ وناز وادا کی پوٹ دل اسیر بوٹ بہار گلشن وصل بہار حسن کی فصل نظم

وہ تھی ایسی حسین خوبصورت
خجل ہو آفتاب آسمانی
ہوئی پیدا نہ ایسی ورنہ پہلا

قمر کے دل مین ہے داغ کدورت
بلاشک قوم مین آدم کے تھی فرد
نظر آتی تھی اک قدرت خدا کی

نہین ہے قاف مین اسکا ثانی
کہ چہرہ شرم سے ہے حور کا زرد
اس حسن خداداد و پر نزاکت

اس رشک حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھوکے سے مرجھاتی تھی گر اس گل کی دو پہری ہوئی جاتی تھی پس اس نازک بدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سبکے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور وملایک فریب چشم حسن کا نور بار خمار جسکے ساحر زلف کے افسون سے تر دام جادو نگاہون مین اسکا افسر نام لب جان بخش کا اسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب صفا کا پیاسا دہن غنچہ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کے لیے گلزار ابراہیمی اسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون مشتری حسن ہزار جان سے مفتون قامت اسکا قیامت سرو بار دار آفت سر آمد خسروان زمن شیرین سخن عنقاے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجور سراپا ابتہاج وسرور خوبی مین خوبی تقدیر چین کی صورت راحت کی تصویر کہ نظم

لٹکتے بالون تک ہین موے مشکین
سلے ہین خوشۂ انگور کو آب
بیاض صبح کی وہ لوح ہے صاف

فدا ہین نافہاے آہوے چین
عجب بالون مین پیشانی پر نور
وہ آئینہ جلا جسپر ہو شفاف

جب ان بالون کو دیتا ہے وہ گل تاب
میان ابر تیرہ جلوہ مہ
سیہ آنکھین ہین ایسی چشم بد دور

بھرا ہی آفتاب سحر کا نور ۔ بس وہ سہی بالا ایک پھول ہاتھ پر رکھے کھڑا ہی غور سے جو دیکھا
وہی پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہی پھول تو باعث حیات ہی مگر پھول والا سبب حیات ہی
دیکھتے ہی ہوائے عشق نے گلہائے ہوس ریاض دل مین کھلائے بادصرصر نے گلستان صبر و قرار
تاراج فرمایا بیتاب ہوکے نقد ہوش و حواس کھو کے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین
تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان امید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے
جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہی میرے پاس بلا لاؤ یہ حکم سنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند
کنیزان بآئین سلیس روانہ ہوئی اور بعد انداز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ اے میان مسافر چلو
ہماری ملکہ نے تمھین بلایا ہی شہزادہ کا بھی اُس آئینہ رو کو دیکھکر یکے کا عالم تھا گریبان تا بدامن دریدہ تیغ الم سے سر عشرت بریدہ
درد و درمان سے بہتر سینہ یاد روے مصفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر بیت جلوہ کا تیرے وہ عالم ہی کہ گر کیجے
خیال + دیدۂ دل کو زیارت گاہ حیرانی کرے + اُن کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب نہ دیا پھر
تو وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور گویا ہوئین کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین اے صاحب ہم غریبون کی طرف
نظر رحمت فرمائیے ملکہ صاحب نے بلایا ہی تشریف لیجائیے شہزادہ نے اب بھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک
کنیز نے انیس سے کہا اے بوا اس مردوے کو بڑا غرور ہی اپنے ٹھسے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہی دوسری نے
کہا ہمن نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہی چہرہ اُسکا روتون کو ہنساتا ہی تیسری بولی کہ مجھے اپنے
دیدون کی قسم اتنا اخلاق بھی پھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے میرے اللہ
آنکھ ملانے غرور سے بات کرنا بھی دشوار ہی ذرا تو منہ سے بولیے سر سے کھیلیے کیا ہم سبکو آپ نے کوڑا سمجھ لیا
ہی یا دیوانہ بنایا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ ہماری چشم نمناک ہی دل درخشت منزل صد چاک ہی
جامۂ ہستی اندام شوق پر تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح ٹپکتا ہی کچھ خون بدن کا خشک ہوتا
ہی کچھ آنکھون سے ٹپکتا ہی زبان ناطقہ لال ہی ہمین کیا بتائین کہ کیا حال ہی بیت وہ بدخو اور میری داستان
عشق طولانی + عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جائے ہی مجھسے + یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین
اور انیس نے کہا اے بوا میرا مردہ دیکھے کچھ بھی تیری سمجھ مین اُس مردوے کا کہنا آیا اُسنے جواب دیا کہ مین مین تو
خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا اے بہنا سچ کہنا تو کچھ سمجھی کہ یہ بحر طویل کیا تھی
اُسنے جواب دیا کہ اپنی جان جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین انکی بات آئی ہو اب خدا دیکھو

مین پھر پوچھتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور شہزادہ سے گویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحبہ بلاتی ہین وہان
قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ اشعار

ہوئے ہین پاؤن ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی — نہ بھاگا جاے ہی مجھسے نہ ٹھہرا جاے ہی مجھسے
سنبھلنے دے مجھے ای ناامیدی کیا قیامت ہی — کہ دامان خیال یار چھوٹا جاے ہی مجھسے
ادھر وہ بدگمانی ہی ادھر یہ ناتوانی ہی — نہ پوچھا جاے ہی اس سے نہ بولا جاے ہی مجھسے

ان نازنینون نے کہا ای بہن واسطہ ساری کا جلد بہانے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہو جائیگا دم بھر اگر
لب پر آگیا مین تو بڑن ہو جاؤنگی اس الجھن کی کب تاب لاؤنگی انھین مین سے ایک بولی کہ نوج
ہووی ایسا گون مُٹھون مردوا مین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سپارون کا سبق آتو نے مجھکو پڑھایا سیاہ
ای بہنہ صاحب بھلا انسے کون مغز پھونکائیگا ہان ہان چلو ملکہ صاحب جانین اور انکا کام جانے یہ کہکر
سب ہانسے بجز ہن اور آن واداد کھاتین ملکہ پاس جاکر عرض پیرا ہوئین کہ واری وہ مردوا تو نہین
معلوم کیا پڑھا ہی جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیون کو سمجھائی نہین دیا اور نہ کچھ اسنے ہماری بات کا جواب دیا
کچھ عشق عشق بکے گیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہی جب ہی اسطرح حیران کھڑا ہی تو خود چلکر
اس مریض عشق کی عیادت کرے یہ سوچکر ہوادار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور
اترکر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سایہ مردان بھی اسپر بار ہی نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہی
شہزادہ ہزار جان سے اسپر فریفتہ ہوا اور اس نازک نے پائچے سنبھالکر کلائی پر ڈالے کنیزون کے
کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبون کو جنبش دی اور ہوائے کلام نے گلہاے بیان کی
خوشبو مشام شہزادہ مین پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے ہی قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا — تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے — دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہمکو
نہ دے جو بوسہ تو منھ سے کہین جواب تو دے

ای گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہان آنیکا کام بتا شہزادہ نے
یہ گلفشانی اس گل رو کی دیکھکر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی — تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی — چپک رہا ہی بدن پر لہو سے پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجت رفو کیا ہی — جلا ہی جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا — کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہی
رگون مین دوڑتے پھرنے کے ہم نہین قائل — جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہی — رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی

تو کس امید پہ کیجیے کہ آرزو کیا ہے

اُس سمن اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اِس صحرانورد الفت کو اپنے گھر لیچلنا چاہیے وہان یہ پھول دستیاب ہوجائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ہی گلرخسار کا بلبل ہے تجھی پر مائل بےتامل ہے پس یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آئیے آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانۂ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے۔ شہزادہ اُس رشک صد بہار پر ہزار جان سے نثار ہوچکا تھا کچھ عذر چلنے مین نہ کیا اور اُس ماہ وش نے ایک شبدیز باد رفتار پر سوار کرایا تمام بازار مین ایک غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اِس مہر سیما نے کسیکو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اِس شخص کا نیر اقبال تابان ہوا جو اِس آسمان حسن نے پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس مشتری خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک نے دامن دامن گوہر و جواہر پایا اور سواری بشوکت تزک و احتشام سے جانب دولتخانۂ شاہی روانہ ہوئی اور بعد کچھ دور کے شکوہ شکوہ خسروی نظر آیا شہزادہ نے اُس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام دیوار و زمین جواہر تابندہ تھا کہ آئی

در تھے کہ کھلے تھے باب رحمت
دو پٹ ورق کتاب رحمت
ہے قصر فلک رواق اُسکا
ہے عرش بھی پیش طاق اُسکا
وہ باب تھا باب فیض جاوید
کھولی تھی جہان نے چشم امید

ملکہ اُس قصر کے دروازہ پر اُتری سامان تزک اور ملازم سب اپنے مقام پر گئے کنیزین ہمراہ ہولین شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا لیسا ول و حاجب و چلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے باغ پر بہار لگا تھا بارہ دری کا جوبن عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف مین کتنا زیبا غزل

پھر اِس انداز سے بہار آئی
کہ ہوے مہر و مہ تماشائی
دیکھو اے سالکان خطۂ پاک
اسکو کہتے ہین عالم آرائی
کہ زمین ہوگئی ہے سرتاسر
روکش سطح چرخ مینائی
سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی
بنگیا روے آب پر کائی
سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہے بینائی

شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ ہر روش اُسکی برنگ خط گلزار یا لبان کہکشان پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت لگے چشم دلکو ٹھنڈھک بخشتے سہانا سہانا سایہ البیلا دلکش کہ پریان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چھوڑکر اُسکی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصان مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن لالہ

وناقران وصدبرگ پرجوبن وہ سروناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری مین آئی اُس جگہ کے وصف مین

نظم

یہ کافی ہی
لائیگا کوئی کہان سے یہ ظرف
چونے کو کیا تب اُسکے تیار
گر دیکھتے اُن چھتون کی پریان
وہ قطعہ ہی گلشن جہان کا

کیا نور فزا ہر ایک گھر ہی
شیشین مین طلا و نقرہ کی جڑت
ایوان مین ہی فرش سنگ مرمر
بلقیس کو چھوڑتے سلیمان
جس گھر مین ہی سبز سارا سامان

جو درجہ ہی سنبل قمر ہی
چھوٹے کئی موتیون کے انبار
ہر چھت مین جڑے ہین لعل و گوہر
گلرنگ ہی فرش جس مکان کا
گویا وہ زمردین ہی ایوان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین قاصون نے اور مطربون نے آگر ساز ملایا ملکہ نے جام مئے سرخ سے بھر کر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ ای بت شمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھسے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتایئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا اقورح بن بدیع بن حمزہ ہی اور طلسم ہزار برج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا اوسکو لایا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوادار جادو کی یہ پھول جان ہی ملکہ یہ کلام سنکر سُن ہوگئی اور دلمے کہا ای میرے نصیبو کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اِس پھول کی ظاہر ہوا اِس شہزادی کی ایکدایہ ہی کہ نام اُسکا محو جادو ہی اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ ای شہزادی علیحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اِس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہی سُنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تورح ہوگا بس یہ بیشک فتاح طلسم ہی تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ای انا آج تمھاری عقل کدھر ہی کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اُسپر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے لبس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہورہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہو چکا تھا ہی نا امید ماہ بزم آرائے کاخ فلک مے کہ بیت پری ہنگر پھر آئی شام دلخواہ ✦ ہوا شائع جہان مین جلوہ ماہ ✦ ملکہ نے اگر پہلوئے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ ای شہزادہ معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہین اور بارادہ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیئے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے

باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جواب تاجدار ہی اِسنے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میری قضا ہوا
اور درخت سحر مین لگا گیا بابن حیرت مین درخت بھجوا دیا اُس روز سے مین خائف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مینے
اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون
کے اِس قلعہ مین بٹھا دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک ساحر کو یہانکا حاکم کرکے میرا محافظ کیا مین خراج آپ
قلعہ کا اژدر سوار پاس بھیجدیتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون سے سنا تھا کہ گل حیات میرا منگوایا جائیگا اور
اُسکو کوئی شخص پیچھے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول لیتے بازار مین جاتی تھی اب یہ
حقیقت سنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو منگوا کر مجکو قتل کیون نکیا باعث اسکا یہ تھا کہ میرے باپکے
عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو بتا دی تھی اور والد نے وہ میرے حوالہ
فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہی لیکن اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نکرسکا اور یہ بادشاہ
ملازمان افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہی اور اُسکی اعانت سے اِس طلسم پر سلطنت
کرتا ہی یہ میرا حال ہی جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمائیے
اور جو کچھ قیمت اِسکی لیجیے وہ حاضر کیجائے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ ای ملکہ مجکو حقتعالی نے طلسم کشا
کیا ہی اور وہ زور دیا ہی کہ جسنے میرا مقابلہ کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم کہ ادیان باطلہ کو ترک کرکے خدا
لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے طلب کرتی ہو تو میری جان تک تم پر نثار اور قربان ہی وہی پھول
بہتر جو تمھارے سر چڑھے آپ یہ گل مجھے لیجیے لیکن ای جان عالم میرا کہنا مانیے دین خدا پرستی اختیار کیجیے ملکہ
نے ہنسکر کہا کہ ای بانی صد جور و جفا اگر تو میرا عاشق ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین
گیا ہی میرا دل تجھ پر آچکا ہی لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہیگا مین منظور کرونگی شہزادہ نے پھول
ہاتھ پر رکھکر سامنے ذرا بڑھایا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہی اور میری جان کے سب
دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہی اور تم مجکو فریب دے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کر دیا
ہی بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہی اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہی
یہ گل حاضر ہی لیجیے اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی
ہی یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ بھی اُسپر فریفتہ ہو چکی تھی اِن باتون سے اور زیادہ آتش
محبت شعلہ ور ہوئی پھول تو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اٹھا لیا اور کہا اُس بنگلہ مین جو نہر کے

کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی جانب چلا کنیزین
چند ہمراہ ہوئین یہ حال اسکی دایہ محو جادو نے جو دیکھا پکاری کہ ارے کنواری تو گور سے در گور ہو
تیرا ستیاناس بجائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ امان بیچ
محبت جتا کر پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جن جائے
انھین لجائے کیون مجکو دم دیتی ہی مین نہی بھولی نہین ساٹھ برس کی جروا تو میرے آگے کی چھوکری
کیا مین تیرے فقرے جانتی نہین ملکہ نے یہ کلام سنکر دایہ کو گھورا کہ جا دور ہو مردار جو میرے جی مین آئیگا
کرونگی یہ سنتے ہی دایہ پیٹنے لگی کہ ارے تیرا ستیاناس بجائے تو نے مجکو مُردار کہا ارے مین نے تیس بیس
دھار کا مجکو دودھ پلایا گیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سُلایا اور تو نے اچھی سی مجکو مردار بنایا تجھے
کیا کہئے نگوسون رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی یہ کہکر دو ہتڑ اُٹھا کر جانب ملکہ چلی ملکہ نے دونون
ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دایہ سے جلتی تھین باتین
سنانے لگین ایک بولی انا جی قصور معاف جوان لڑکی کے منہ ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری
بولی ہان بی سچ تو ہی ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگرا ہی جو یون
سے تون نہین کرتین بھلا اور کوئی کا ہیکو یہ بولیان اُٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی
لڑکی ہی ساری اُسکی ماں کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر صاحب پھر کہا نٹ کھٹ آدمی ہی بندہ بشر ہی مچھلی کے
بھی پتا ہوتا ہی کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب مثل چلی آتی ہی کہ رکھ پت رکھا پت انا جی
نے وہ زور باندھا ہی کہ شہزادی کا ناک مین دم کر دیا ہی اور نہین معلوم یہ دودھ تر کا ہے بڑی حشمت انکا
دودھ تر دھائین یہ محل سے نکلین تو روز کی دانتا کِلکِل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ شہزادی کا
روز کی تانس مین خون خشک ہو گیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بیزبان ہی کہ دودھ پیتے بچے کے بھی زبان
ہی اور اُسکے زبان نہین پھر لوگو یہ ہین کون جو ہر دم حلق کی دربان جان پر تلین مالک مختار بن بیٹھین
دودھ کیا پلایا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ وہ دی نوج در گور جائین کچھ ہین اس انا کے برابر
بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا نہو یہ تو بلا ہی موئی بڑھیا ہیولا اِن جسکے لپٹ پڑتی ہی پیچھا چھڑانا اُسکو مشکل
ہوتا ہی دایہ نے یہ باتین سنکر کہا ارے ستیاناس کیون موئی باندیون تم کیون میری جان کھانے لگین
لونڈیون نے کہا انا جی ہم کہے دیتے ہین تم ہمارے منہ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی نکلی ہین جو سہار گئی

اُٹھاتی ہین ہم ایسی چڑھاوُن کو ٹھیک بنا دیتے ہین دایہ اِن باتون سے کانپتی ہوئی اٹھی کہ اوموئی باندیان کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جا دارے جوتیون کے چند بانگی کر دونگی کنیزین دایہ کے اُٹھتے ہی آپہنچ جاپڑین کسیسے بال نوچے کسینے مُنھ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پہ جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مرمت ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نچلا تو کاٹ کاٹ کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکلگئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی لیکن تکیہ بیچ مین رکھ لیا اور کہا اومیان جاوُ ہوا کھاوُ پھول مجکو چاہیے تھا وہ مین سنے لیا اب تم کون ہین کون شہزادہ نے کہا مین تمکو غنچۂ دل دیچکا ہون ای پیاری اب اُس پھول کا کیا ذکر ہو اتنو موجب بیت غنچہ نا شگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یون ✤ بوسہ کو پوچھتا ہون مین مُنھ سے مجھے بتا کہ یون ✤ ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست آرزو بڑھا کر گود مین کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سمان بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دوجام رنگین چلنے لگا گاین خوش گلو زہرہ جبین تانین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام منزوان پانی کی لہرین پر دل بصد فرحت لہرانا گلونکا کھلنا ہواے سرد چلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے جام لالہ رنگین سے جوانان چمن مدہوش تھے غنچہ گلشن برنگ نگار پاے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن بصورت یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان ازخود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون قمریون کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ اُنکا پاکپڑ الاپنا وہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضاے

غزل

نپوچھو عشق سے کے صدمہ اُٹھاے ہین کیا کیا
شب فراق مین ہم تلملاے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے
طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا

مین آسکے حسن کے عالم کی کیا کرون تعریف
نپوچھ مجسے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے ای بے مہر
کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا

کوئی پٹکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے
ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا

ذرا تو آسکے آب روان کی سیر تو دیکھ
ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا

نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ
جگر پہ اُسنے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلا

کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لُوچو سی کبھی گدگدایا کبھی زانو مسک کر دلشاد کیا خانۂ شرم و حیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈر جانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملادیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رلادیا کبھی مسکرا کے منہ سے منہ ملادیا مہربان ہو کر عاشق کو ہنسادیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے پہلوے روز گرم ہوا نظم

شب وصل اس طرح الفت مین گذری
کہ جیسے غم کی شب عشرت مین گذری
چلی باہم شراب ارغوانی

وصالِ یار و لطفِ زندگانی
ترقی پر تھا ہر دم رنگ الفت
دلِ شہ مین اگا تخمِ محبت

بنی رونق وہ آغوشِ محبوب
اٹھائے شہ نے جسمانی مزے خوب
عروسِ شب نے آخر رنگ بدلا

سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جا کر غل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سنایا کہ یون پھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار باہم الفت ہے دار و مدار ہے وصل کا اقرار ہے اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہے تمام ماجرا پھول لانے کا سنکر گھبرایا اور سوار ہو کر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ تمامی سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا صبوحی ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کے الگ ہوئی کہ صاحب تمسے نہ کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہرچند وہ تڑپی مگر نچھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جلگیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کر کے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اُونچے کیے گولا سرد ہو کر زمین پر گرا اژدر جادو دایہ تالی بجا کر آگے بڑھی کہ اری اپنے دھگڑے کو تیغ کر کے بچاتی ہے کنیزان ملکہ نے کہا دور بھی ہو بالزادی موئی چھنال تجکو کاہیکی جلن پڑگئی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہو گئی کنیزین تو یہ کہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک ناریل مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اڑ گئی اور کہا ای شہزادہ اب مجکو بھول بجانا غرض بالاے ہوا جا کر اپنے کان سے چکر اُتار کر مارا کہ وہ خنجر بنکر جو گرا ناجی جو ہاتھ مٹکا کر لڑ رہی تھین اسی ہاتھ کو قلم کر گیا ناتو نگوڑی مارا بھار مین جا کے کستی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اُتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دوسرا تیغہ مارا ملکہ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا سات سپرین سر پر از خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپرین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر دو مہر مارا اور کہا جب مین قتل ہو جاؤنگی جب ای بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار مین حاضر ہون بیوی جو مانگو سو دون ملکہ نے کہا لوح طلسمی چاہتی ہون یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک تپلی بلور کی نکلی گلے مین اُسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اُتارلی اُس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے انکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ مین اور گرد اُسکے انگوٹھیان تختیان وغیرہ جواہر کی تھین ملکہ نے وہ ہیکل گلے مین شہزادہ کے پنہا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ مار لیجے اس ساحر نابکار کو اور دایہ فدار کو شہزادہ ہیکل پاکر اُس دیو قوی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیرانہ بلند کیا اُس ساحر نے ایک ترنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر نہ پہنچا چپٹا ہو کر گر پڑا اور ہن بہادر نے لوح ملاحظہ فرمایا اژدر سوار کو ہم جان نے ٹھہرنے نہ دیا دل فرار لایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر اور مجھ سے خبردار غفلت نکرنا شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدر سوار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اپنے تیغ قریب ہو چکر دو لگایا سر پڑکر ناکون کی طرف سے نکلا شور و غل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدر سوار جادو کو اس ہنگامہ مین دایہ اژدر کر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ مین تمام ساحرون کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کہ پہوالی شاہ دریائے دریا سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہ گئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ مین عملداری شہزادہ کے ذریعہ سے ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اُسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہین ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کر کے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش اژدر جادو کی پھنکوادی اور شہزادہ کو لیکر بارہ دری مین آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اُسی عشرت مین ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا کہ ای دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہین اب بتاؤ ہم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمھاری محبت مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا خیر اب جس طرح مجھ پر عاشق ہوئے تھے اسی طرح اور پر عاشق ہو کر لوح طلسمی نہ دے دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نچھوٹو گے کل تم یہانسے جاناگے ایک دریا ملے گا کہ نام اُس دریا کا باندھو ہو دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان ملیگا پھر ایک بیابان آتش مین گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نرہنا شہزادہ تا دیر اُس ماہ سیما سے صحبت آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اُس باغ سے نکلکر درود معظم پڑھکر لوح

طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت رسول دد ہراسکے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسمار آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو
کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس و آتش ہے پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق
طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے متعلق ہے بس مجموعۂ حرف آتشی را ظمقنا
وردِ زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہوا دار بھی اپنی کنیزون اور
ملازمون کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائے
نیرنگ طلسم کا حال سنیے کہ اسمار آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق دشت نوردی سے لب پر
دھوان تھا منہ تھوک خشک پا آبلہ دار جسم سے روان پسینا تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان
مین گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور بیابان پر از خس و خاشاک تھا کہ زیادہ بیم سے دیو سفید کا جگر
اسجگہ چاک تھا صحرائے لق و دق رستم و سام کا ہول سے وہان رنگ روفق سہراب و برزو و اسفندیار
کو جانکا قلق درخت خاردار بڑے بڑے سرجھاڑ جھنکاڑ آستین گنتھے ہوئے کھڑے جیسے رہزن راہ
روکے ہوئے مسافرون کی پگڑی اتارتے دامن و گریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ دو زبان
خانہ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گزشت دامن ﴿ زبان خار مثل زبان جاہل الجھنے پر ہر وقت
مائل بتون پر درختون کے کانٹے اُگے ہوئے فصاد جبلی پر نشتر دھرے ہوئے سودائیون کا خون پینے
تنے ہوئے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیر برتی سانس دھونکنی کیطرح شدت گرما سے چلتی زمین
بجاے سبزہ خار اُگے ہوئے کاوش خار حسرت سے کہین بڑھی ہوئی میدان مین گوکھرو دیکھا ہوا پاے
آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا جھیل مین پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو پڑا اشک پایا جو کوئی گھونٹ ایسمین سے
پی لیا تو اُسنے فوراً جی لیا زقوم کا پھل جہنم مین اہل عصیان کو ملا پانی حلق مین کیا ہو گیا کہ سر مین چھیدا
لگنے لگا اور جو نیچے حلق کے اترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل مین یہ پانی کہاں خنجر ظلم فلک مین ایسی روانی کہاں ہے

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
اوسے پہ شاق کا گمان تھا
سب خشک تھے ندی اور نالے
تل بنگئے چشم نقش پا کے

چنگاریان اڑتی تھین بدن سے
خشکی تھی یہ قلزم روان مین
سینے پہ حباب تھے کہ چھالے

جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
کانٹے تھے مچھلی کی زبان مین
ذرے سورج کی آنچ پا کے

وہ دشت پر خار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار سگے تھے پرون
کانٹے نکلے ہوئے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا قفس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آتشخوار کا نشان تھا غرض

سنے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہین
تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑیکا اور اوپر کا آدمی کا
ہوگا وہ پتلی تیر کمان مین جوڑے ہوگی اور ازبسکہ مشتری قاضی فلک ہے تو وہ پتلی سے قسم لیگی
تم قسم کھاکر اُس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس ستارے کی ہے چنانچہ
اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا تو
اُسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ھوزح) ہے مع اسمار
اعوان وموکیل اسطرح ورد زبان کیے (عزمت علیکم واقسمت بکم یا صاحب التاج ملک خادم شاہ
ویا بجزاد یا ارواح العلویۃ والسفلیۃ ویا موکیل ہذہ الحروف والعطار الرفیعۃ والحشمۃ واضعاف
المناصب العالیۃ العجل العجل العجل) چنانچہ تیرہ مرتبہ اِس عزمیت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی
اور اُسی طرح کی کہ جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزمیت سیارگان بہت طول
رکھتی ہین مین نے مثالاً ایک مقام پر مختصر کرکے یہ عزمیت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات
کے بیان مشرح سے لطف فسانخوانی نپاتے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے
شکستدہ طلسم اگر تو مجکو نہ مارے اور قسم اپنے دادا یعنی حمزہ کے سر کی کھائے تو مین یہ تیر و کمان
تجکو دون شہزادہ لوح سے معلوم کرچکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشیگا پس سر امیر کی قسم کھائی پتلی نے
تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہوجاؤن عزمیت نے تاثیر بخشی سر از خود شق ہوگیا خانہ تن مین اُسکے
آگ لگی جلکر راکھ ہوگئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ
فرمائی معلوم ہوا کہ یہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو اُسکی تاثیر سے
ایک اژدہا پیدا ہوگا تمنے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا اُس سے سہم نجانا یہی
تیر جو پتلی سے ملا ہے اُسکے منھ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے اسمار ابجد
خوان دیوانگدہ طلسم نے ورد زبان کیے ایک طرف اُس جنگل مین سناٹا ہوا اور ایک اژدر پیدا
ہوا کہ تمام جسم پر اُسکے کانٹے تھے ساہی کیطرح خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ
آہنی تھا یا شاخ سر آگدن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز اور تمام خار مثل نشتر مگر شرانگیز منھ سے
بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اُسکا بسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرز گفچہ دہن کا چمن نزاکت

سے زیادہ آسمان ظلم زہر برسانے پر آمادہ دُم اُسکی راس و ذنب کو چکر مین لاتی اُلٹی چال خوف سے
چلتے ایسا دہ بوکھلاتے جب سانس وہ لیتا گرہ باد کھلجاتا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اُسکے خوف
سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو وہمہ ہوا کہ برج عقرب مین رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے
شہزادہ کو دیکھکر منھ پھیلایا اِسنے تیر کمان مین جوڑا لب سوفار چلاسے کہ پہنا تیر گوشہ کمان سے
رہا ہوتے ہی اُسکے دہن پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑا تھا کہ جنگل سارا خاک تودہ
ہوا وہ موذی اُچھل کر کئی گز اُونچا ہو کر زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ
اور پیدا ہوا اور کفچہ برباد کر کے چلا شہزادہ نے سر اُسکا بھی کچلا آواز گرودار پیدا ہوئی اور صدا آئی کہ ہا
اژدر جادو کو غرض اِس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا عوض اُسکے صحرائے
سبزہ زار پایا نہرین اور چشمہ جاری ہر سمت وزبان باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جاکر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ اے سیاح این عجائبات آگے روانہ ہوا ایک باغچہ
کہ نام اُسکا باغ دھو ہے وہاں پھر لوح کو دیکھا شہزادہ وہانسے آگے چلا ایک درہ کوہ سے برآمد
کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینہ زمین
و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے
غش شہزادہ نے وہان ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ اسماء قمر بساعت قمر اٹھائیس مرتبہ
پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پشت مثل کشتی ہوگی تو جست کر کے اُسپر
سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچا ئیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ اُنکا (ذ ضظلغ) ہے تعداد
مذکورہ ساعت قمر مین پڑھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا نہنگ
بجرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند
کیا کہ دنیا کا کنارہ نظر آنے لگا کشتی چڑھاؤ پر چڑھکر بہاؤ پر اُتری لجہ ولطمہ و گرداب سے جان بخشی
کی یعنی ناؤ کنارے پر لگی بیڑا پار ہوا یہ آشنائے قلزم خرد درکنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق
بحر ارض و سما لیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو پانی مین غوطہ دیکر ہاتھون پر رکھکر بلند کر
ایک چاندروے ہوا سے تڑپکر دریا مین گریگا اور ایسی آواز مہیب آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ حقیقت
اُسکے سامنے نہین دل قوی رکھنا ڈرنا نہ چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن کی طرح اُڑ جائیگا

پھر چشمہ بھر مین تری پائیگا اور دریا مین تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر پانی مین رکھکر اوچھالا کیا ماہ طلسمی تڑپکر پانی پر گرا وہ صداے ہیبتناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جائین فلک پھٹ پڑے سا کن ارض تہ زمین مین سما جائین شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہوگیا سناٹے مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہوگیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش فاتح طلسم بجا ہوے بیشتر قدم بڑھایا اور اسمائے الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہواے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کو شرماتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو ٹیلا اور ٹیکرا تھا آگ کا انگارا معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب جھیلین جوش مارتی تھین لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آئی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درختون سے جھڑتی تھی گرمی دل جلانیکا دارومدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام مدار تھا آگ کا اسیجگہ قرار و مدار تھا تمام زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہین تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کر ایک لکہ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہوکر تمام دشت پر برسیگا تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کہ مجموعہ انکا (مسیح) ہے ورد زبان فرماکے اور جانب فلک دم کیے ایک لکہ ابر پیدا ہوکر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھون مین گھٹا سی ہوگئی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع	گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
ابر بھی جل نہین سکتا وہ اندھیر الگھپ ہے	برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر گیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نورسیدگان چمن کیطرح شجرہاے کہنہ سرسبز و نہال ہوگئے کہ بیت آسکے بہار جائے خزان ہو چمن درست + بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست + ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آئے مرغان چمن چہچہانے ہوا کے جھکورے سے پانی مین شرابور ہوکر نہال جھکے تھے جانور خوش رنگ اُنپر بیٹھے پیرا ن لے رہے تھے

شاہزادہ نے اُس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھکر ملکہ ہوادار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار میں یہ اشعار زبان پر لایا کہ

اشعار

خار دامن سے الجھتے ہیں بہار آئی ہے
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
رو کے آنکھوں نے نکالوں میں نجار دلکو
مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

چاک کرنیکو کیا گل نے گریبان پیدا
باغ سنسان نظر آنکو ہے مگر صیاد
کر چکے اب شجرہ بھی کہیں یاران پیدا

نسبت اس دست نگارین کو نہیں کچھ اس سے
بعد مدت ہوئے ہیں مرغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہو مرے خانۂ زنجیر آباد

غرض بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ یہانسے دست راست کی طرف چل اُسی سمت یہ رہرو بادیۂ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اس شکنندہ حصار طلسم نے اُس در مین قدم رکھا فوراً نعرۂ مہیب کسی سنے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد پایا کہ چقماق چادر گران سنگ کاندھے پر رکھے مُنہ تعریر بلا کیطرح کھولے تھا وہی چقماق چادر چرخ دیگر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کر کے تیغ خارا شگاف لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ حرف جو متعلق بہ مریخ ہین پڑھکر دیو کی طرف پھونک اور تیغ پر بھی دم کر پھر دیو نابکار کو قلم کر شہزادہ نے حروف منسوبۂ مریخ کہ مجموعہ اُنکا (طیکل) ہے پڑھکر دم کیا اور تیغ پر دم کر کے سر دیو کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ اے لوح مین تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہین کیونکہ تیرے دادا کے لشکر پر سیماب تن جو اس مرحلہ کا طلسم کے مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغ طلسمی کے مارا نجائیگا سب مسلمانون کو قتل کر کے آئیگا اور یہ طلسم تو بھی فتح نکر سکیگا جبتک اُسکو نماریگا پھر تو یہان وہ وہان بادشاہ طلسم تجکو مار ڈالیگا یہ کہکر ایڑیان رگڑ کر دیو تو داخل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے ساحر مذکور کے آئین طلسم مین فرق آئیگا نے الحال تمسے کچھ غفلت نہین ہوئی اس سبب سے خدا تعالے رحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الٰہی کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُسجگہ بیٹھکر پڑھو اور منتظر فضل خدا رہو یہ معلوم کر کے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام پاکیزہ پر بیٹھکر اسماء الٰہی پڑھنے لگا۔ یہ تو مصروف اسماء خوانی ہین لیکن دایہ اور ساحر وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے پاس گئے شاہ مذکور قلعۂ ہیرا برج مین سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ اُن لوگونکا بدحواس آنا دیکھکر زیادہ متفکر مزاج ہوا کیونکہ

پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم مسخر ہوتا جاتا ہی کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہین پاتا ہو پس خود چلنا
چاہیے اسی فکر مین وابیہ سے لوح پایا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اُٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ
لکھکر اُسے دیا ہو وہ اُسکے سرہانے خوابگاہ مین رہتا ہی وقت مشکل آسکے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہی
اسوقت بھی اُسکو جاکر ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ پرچۂ قرطاس مختصر سا ہی لیکن اُسکی نیت کے موافق حرف
اُسمین ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے یہ نیت کرکے رقعۂ مذکور دیکھا کہ مین فتاح طلسم سے لڑنے جاؤن
یا نہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے ملجانا چاہیے عمر طلسم بسر ہو چکی یہ طلسم کیا وہ طلسم کہ جسکے بادشاہ کا
تو مطیع ہو یعنی طلسم ہوش ربا چند روز مین برباد ہو جائیگا اور جو شریک **افراسیاب** ہوگا وہ مارا جائیگا
تجھکو لازم ہو کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کر دم اس شہزادہ کو قتل بھی کیا تو
حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہین جان بچانا اُنسے مشکل ہوگی خلاصہ سب طرح بہتر یہی ہی
کہ اطاعت طلسم کشا اختیار کر یہ معلوم کرکے شاہ طلسم نے جملہ سردارون کو بلایا اور کہا میرا ارادہ
طلسم کشا کی اطاعت کرنیکا ہی سبنے عرض کیا کہ ہم مطیع فرمان ہین سراسر بندۂ احسان ہین جسکے آپ
مطیع ہون ہم اُسکے خاکپا ہو جائین اور جس سے آپ لڑین اُسکے لیے تیغ جفا ہو جائین بادشاہ نے یہ
سنکر کئی لاکھ ساحران و مبارزان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحرون کو مع اپنے نامہ کے **ظلمات**
جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ مینے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادۂ موصوف
کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہان آؤ یہ نامہ جب ساحر کو پہونچا انجم عیار اور اخگر جادو اور
یاقوت وغیرہ کل رفیقان شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شالور عیذ بھی
ہمراہ انجم برائے تلاش نورج روانہ ہوا چنانچہ انجم کو تو ساحرہ نے اُٹھوا منگوایا اور اُس ساحرہ کو
بولتا ہوا بت دیکھا کر اُس عیار نے مارا تھا پس یہ تو اندر طلسم کے آگیا اور شالور نے ہر چند تردد
کیا اندر طلسم کے نہ پہونچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا کہ خدمت
ایرج مین پھر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار مذکور طلسم مین ہی تو اخگر نے ساحرون کو بھیجکر
اُسے بھی بلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم و خدم روانہ ہوئے ادھر ملکہ ہوا دار جو مخفی ہو گئی
تھی چنانچہ ایک درۂ کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو حملہ
فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اسوقت بھی خبر فتح اُنھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و

مہر جان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کرکے بڑے تجمل و شان سے سمت شہزادہ روانہ ہوئی اسطرف سے
بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا اور اُسی میدان مین جسکے
دروازے مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا جماؤ دیکھا لوح
طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے بیان سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسیطرح پڑھتا رہا ادھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند اُمرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ ہوکر
ٹھہرا شہزادہ جبتک پڑھے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا
بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور عرض کیا کہ مین نے اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم
فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہوجیے مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر اسکے ہمراہ جانا مناسب
شہزادہ نے یہ دیکھکر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام ہوا اور
شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کرکے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو ڈنکا بجا طائران طلسم نے سر پر سایہ
کیا کئی لاکھ ساحر جلو مین صدائے طرقوا بلند تھی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عجب رنگ
قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادے نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل
شیدا پایا خندق گرد اسکے کھدی تھی کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی
شہزادے کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی برج کے در کھلگئے پریان رقص کرنے لگین فصیل کے
قلعہ پر غول منہ سے قرنا لگائے ظاہر ہوئے اور قرنا کو دم دیا اسیوقت خندق کا پانی جوش کھانے لگا تھا
اُسمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم پکارے کہ طلسم کشا
آیا ہزار ہا ساحر انکی آواز سے اُترکر ہمرہ دیدار طلسم کشا آیا اسطرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا در قلعہ کھلگیا انکو
ہزارون ستارے برجون مین سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے اس آسمان وقار کے سر پر سے تارے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ
اُچھلنے لگے اسی دھوم سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم ہین سواری
دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر استادہ تھے خلقت کا جماؤ دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا بہت
سامان نشاط دعید تھا عمارات عالی کی صفائی بازارین تمام رنگین نہایت آرائش و زر نگار دو طرفہ دکانین

حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ گلرخ اور مہ پارہ جیسے بروج فلک مین نجوم سیارہ یکان
خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری روان آہستے آہستے دار الامارۃ مین پہونچی وہ مکان سرا امیر طلسم تھا
دروازہ پر امیر الامرار طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کئی سوزنیہ کا گسترده
تھا چاہا کہ اُسپر جلوس شہزادہ کرے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کرکے بادشاہ سے کہا کہ
ملکہ مہوادار جادو وارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کاروبار
سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت بنام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت
ملکہ مہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع مہوادار کیا تم دونون شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر
کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ مہوادار
بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی
شہزادی کو دیکھکر خوشی کی اور نذر دی پھر عہد نامہ بشرائط مذکورۂ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی
پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان
زہرہ جبین و خوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن و اداد دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ ناب سے
گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوش ربا مین جاؤن اور
پدر بزرگوار قید مین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ تھے عمل
بڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس آستے
کے دربند سیمابیہ پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا
مالک افراسیاب کیطرف سے سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے بس جبتک وہ مارا
نجائیگا راستہ دربند سے نملیگا لہذا مناسب حال یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت
بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نجائیگا اور لشکر اسلام کو بہت بڑا ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے
جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم کھلجائیگا
شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنیکا تہیہ کمان ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے
سے باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج
کے مرحلہ جو ہمارا تک آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسیطرح ہین مگر ان مرحلون

کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ بجا لائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہی
کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہی اور جسقدر کوہ و دشت و قلعہ وغیرہ آپنے طی فرمائے ہین
سب اِسی قلعہ مین ہین مگر راستہ اُنکا بانیان طلسم نے اُسی طرح مقرر فرمایا ہی جیسا آپنے ملاحظہ
کیا اور ایک میدان اس قلعہ مین اُسیطرح کا اور ہی کہ جیسے آپنے راہ طلسم ہوشربا کا
میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ لگا ہی اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہی
شہزادہ نے فرمایا کہ میرا لشکر یعنی جو کوہی وغیرہ مطیع ہوئے تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے
یہ سنکر طائر سحر بہر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ شہزادہ ایرج
جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل ہو کہ مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے برادر اور پدر وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہی تو
طلسم اُنکا شکست نہین کیا اُسی حال پر رکھا ہی بس مین نے بھی اِس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا
اب جلد طیاری کرو بادشاہ یہ حکم محکم شہزادہ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دیوار قلعہ
کیطرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین دونو داخل ہوئے سرو سنبل ریحان و ضمیران
و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نضارت و طراوت کا ظہور شہزادہ
سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرہ مقفل کو وا کیا اندر آ کے بالکل
اندھیرا تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ مین دہنہ نقب ہی یہ دونو
مثل دفینہ زر اُس نقب مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب تہ سے پاؤن
آشنا ہوئے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا اُس قصر مین صندوق پر از مال
طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ انکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر محافظ اُس مال کے
گوشہاے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لیجانے لگا بیس ہزار عرادہ زر سرخ
و سفید کے اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہاے طلا و نقرہ کے
اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار اور دگلہاے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان
وغیرہ اُسمین سے نکلا وہ سب ساحرون نے تختہاے سحر پر لادکے دارالامارۃ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم
شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوا بسبب شکست ہو جانے مرحلہ جات طلسم کے

راہ نزدیک ہو گئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار برق کردار لٹکتی ہے اور پاس نیولے کے دو گرے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم زرافشان کی ایک امانت اس طلسم مین لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات افراسیاب جادو کی یہ تلوار امانت ہے اور اسیو جہ سے راہ میرے طلسم کی تہخانہ سے مقرر کی گئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح مین ملاحظہ فرمایئے جسطرح یہ تلوار مل سکے حاصل کیجیے اور اُس نابکار کو مار لیے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ یہ اسماء الٰہی پڑھکر دم کر تلوار اُتر آئیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکر پھونکے تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹ کر گر پڑی شہزادہ نے یا علیؑ مدد کہکر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغ نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اسپر ٹھہرنا دشوار تھا اور اُسکا اجل کا دار تھا ہزارون سحر کے مارے ہوئے دارے نیارے کیے ہوئے **نظم**

ہم پلۂ برق عالم افروز	وہ برق کہ خرمن عدو سوز	گردش مین جو روز آسمان ہے
اِس تیغ کے واسطے فسان ہے	دورا ہے کہ تار دام صیاد	ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کر دار الامارۃ مین آیا اور رجال طلسم بار کرایا کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغ طلسمی غلاف پڑ رہین کر کے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین یہ پُرشوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت و منزلت سے چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قطار اور اُشتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور سپاہان تازی و عراقی وغیرہ پر جوانان رستم شوکت سوار بعد اُنکے پیادون کی قطار ساحر تختہا سے سحر پر اور طائر و فیل و اژدر پر روان قرنا سے جنگی کا شور ترسانندۂ جان یہ کیفیت نمایان کہ **ابیات**

در و دشت و کوہ و بیابان سنان	عنان تافتہ ترکہ در عنان	ہمیدون پیادہ پس نیزہ دار
ابا جوشن و تیر آہن گذار	الیس پشت شان ژندہ پیلان کوہ	زمین از پئے پیل گشتہ ستوہ
درفش خجستہ میان سپاہ	ز گوہر درخشان بگرد اوماہ	و دیگر کہ گوئی سلیح سیاہ
گرانمایہ اسپان و تخت و کلاہ	ز نو فند شہر و بر آمد خروش	تو گفتی ہمی کر شد از نعرہ گوش
جہان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب	تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب	روان گشت نوح باین فر و جاہ

سوے فوج اسلام بگرفت راہ	یہ شہزادہ کیوان کلاہ تور دبراہ ہو بکرشمۂ حقیقت سیماب کفر پناہ

بیان کیجاتی ہو کہ ایک روز لشکر لقا مین ٹھہر کر جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ سیماب روز بمارت آفتاب سے اُڑ گیا اور مہوس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینۂ ماہ پر پارہ چڑھا نظم

ستارون کا جو پہنا شب نے زیور	دکھایا مہ نے آئینہ بجوہر
ستارہ لعلشان کا خوب چمکا	لیا رستہ سیاہی نے عدم کا

شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے لشکر سے بدل اسجگہ حاضر تھے قاصد ہوے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جاکر عرض کرین یہ مگر نجیبا رک کی باتین سننے کو ٹھہر گئے کسلیے کہ وہ سیماب سے کہ رہا تھا کہ آجتک مین نے روک کر تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تمپر بھاری ہو عیاران لشکر اسلام مار ڈالینگے اور اگر رات کو بچ گئے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ ملکجی میری قضا ہی خدا نے باختر نے پیدا نہین کی یہ کہکر اپنے منھ پر دو ہتڑ مارا کہ منھ پاش پاش ہوکر پارہ کی طرح ڈھلک کر پھر لگیا اُسنے کہا چاہے کوئی ہزار بار مجکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجکو نہ ہو نچے شیطان یہ حقیقت اُس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت ترسندہ اور غمگین ہوکر وہان سے روانہ ہوگے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہوکر بہزار عجز و ادب یہ قطعہ دعا ثنا مین ابنے زبان پر لاے قطعہ

وارث ملک جانتے ہین تجھے	گیو و گودرز و بیزن و رہام	رعد کا کڑ کی ہو کیا دم بند
برق کو دے رہا ہو کیا الزام	تیرے فیل گران جسد کی صدا	تیرے رخش سبک عنان کا خرام
فن صورتگری مین تیرا اگر	گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام	اُسکے مغروب کے سرو تن سے
کیون نمایان ہو صورت ادغام		

ایک ساحر اسطرح کا آیا ہو کہ جب اُسکو قتل کرو تو پارے کی طرح لیجا ہو آج اُسنے طبل جنگ بجوایا ہو یہ کہکر کنارہ ہوئے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپ نے مہترین مہتر چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدا ے بزرگ ست ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے آقاے نامی آپکو خدا ے عزوجل جب اس ساحر پر مظفر و منصور فرما ئیگا تو مجکو رخصت طلسم ہوش ربا مین جانے کی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت مین جانے کو بہت چاہتا ہی امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہی محبت نامہ اپنے دوست کو لکھدونگا اچھا تم بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا لیکن داستان گو نے بیان کیا ہی کہ جب جنون جادو کو

چالاک نے مارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور مین جانیکے لیے مانگی امیر نے خلعت رخصت دیکر محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمھاری خیریت نہین سنی دل کو تردد ہی خدا تعالی کفاران طلسم پر جلد تمکو فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو تمھارا قدم یہان آئے چالاک یہ نامہ تودد شمامہ لیکر چلا اگر ہرچند طلسم مین جانیکا راستہ ڈھونڈھا نملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤن حال اسکے جانیکا بیان کیا جائیگا اسنے اپنی عوض کرسی تہہ بر کہ جگہ عمر کے بیٹھنے کی بارگاہ سلیمانی مین ہی اور عمر اسکو اپنا قائم مقام کر کے اُس کرسی پر بٹھا گیا اب اُسنے بھانجے کو خواجہ کے یعنی **الوالفتح اصفہانی** کو اسجگہ قائم مقام کیا ہی مگر ابھی تک آپ لشکر مین موجود ہی چنانچہ آج حسب الارشاد امیر نقارخانہ مین الوالفتح کہ جانشین ہو چکا ہی آیا اور کوس حربی بجایا داروغہ نقارخانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ عمرو کے لیے جمع کرا دی خلاصہ کلام جب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران عرصۂ شجاعت وشہامت خبردار ہوگے بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا سردار اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے مسل در مسل نقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ صیقل دوچند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرآت خاطر شجاعان کے لیے گویا قلعی تھی کہ ہمت جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ خانہ آرزو مین عروس جلادت جلوہ دکھلانے لگی عشق شاہد دلاوری مین ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح کا ہر ایک کو انتظار کہ کہین زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو پیدا صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس ظفر نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھلجائے جوہر آئینہ آئین شجاعت کھلین چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھین کہ کون مرات تیغ کے روبرو منھ بناتا ہی اور کون منھ بنسکر بگڑا ہوا نقشہ درست فرماتا ہی کسکے آئینہ تیغ مین صفائی ہی روح اسکندر کسیر آفرین خوان کائی ہی کون فولاد دل ہی آئینہ شمشیر سے بشاش ہو کر کون مقابل ہی کل مقدمہ نام و ننگ ہی کسکے رخ پر صفا ہی کسکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہی غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا لگنے لگی نامردون کو جو حاسی ہوئی تو غیرت نفرین منھ در منھ کرنے لگی نیزے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانۂ عالم مین تننے لگے تیر زہر اُگلنے لگے چہرۂ عمود نے نامردون کا منھ چڑھایا بر رو غیرت بجھایا بنایا سپر مین آئینہ تیغ و خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگین بھول اپنے دیکھنے بھالنے لگین جو تلوار مصفا کہ سپر پر بہادر نے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ مین ملک زنگ بجا اب

وہ طلب ہوا طرفہ ماجرا ہوا مقام تعجب ہوا پیادے حلقہ حلقہ محو صورت جنگ سواروں کو حیرت آئینہ آئینہ خیال پر سے صاف زنگ کھا تنگ گذارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ رہا جب مرقعہ دہر سے رقم شب اٹھا صورت دوسری نظر آئی تیغ سحر صیقل ہوکر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

اس ہنگامہ میں مطلع صاف پایا
سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی روے زمین پر
موذن نے کہا الله اکبر

امیر طاعت رب قدیر میں مصروف تھے کہ سپاہ اسلام دل کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ حشم حشم بیرق بیرق خدم خدم سنج سنجق طائفہ طائفہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کرکے در دولت باشوکت سلطان باکرم پر آئے ابوالفتح نے زینت اقدس امیر ذیشان پر پہونچکر ہنگام دعا آمین کہی امیر نے سجادہ لپیٹا اور صندوق اسلحہ طلب کرکے تبرکات انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہوکر پشت اشقر کو خانہ منور اور افق شاہ خاور بنایا جلوخانہ میں عیش محل سے تشریف لائے سردار آداب عرض کرکے الگ ٹھہرے یکایک پردہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا جلوس سواری کا نکلنے لگا کنولماے بلورین کنول بردارنیوں سے کنول بردارن نے لیے طلائی نقرئی نجشاخہ بھڑکنے لگے عود و عنبر کے لوٹے کنیزان محل سے طفلان ہوشیار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریان جوبن میں بھری اتراتیان ہوادار کاندھے پر لیے حاضر ہوئیں حضور عالم کہار جو تخت لیے استادہ تھے اس سریر بےنظیر پر ہوادار سے اتر آئے اور صداے بسم الله بلند ہوئی امیر اور تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے مردہ پکارا نظم

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال والاکرام
نوبہار حدیقۂ اسلام
شہسوار طریقۂ انصاف

امیر دوران صاحبقران زمان نگاہ روبرو بادشاہ سے بنظر الطاف ادھر دیکھا امیر نے مجرا کیا آنکھوں سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو جملہ سرداروں کا مجرا ہوا اور تخت ظل الله کو قلب میں رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہو القیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف ہاتھیوں کی فوج جلو میں آگے بڑھی آندھی سیاہ اٹھی یا کوہسار ہمراہ رکاب چلے وہ فیل البرز وان تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین جھلکتین جھنپان پٹکتین جھولین زرکار پڑین نظم

سیندور جبین پہ رنگ لایا
گردون پہ شفق کا رنگ اڑ آیا
یا گنبد ہفتمین پہ کیوان
صندل کا شجر ہر ایک ہندان
فیلون پہ تھے فیلبان نمایان
خرطوم تھی اسکے پیچان

کرتے تھے دلون مین راہ گھنٹے	تھے غیرت مہر و ماہ گھنٹے	ایک طرف ہزارہا گھوڑے

طرارے بھرتے سردارون کے زیر ران کجدیان کرتے کہ بموجب نظم

آہو صفت و عقاب پرواز	نسرین فلک کو تھے وہ شہباز	ہر چشم رکاب گوش محبوب
تسمہ ہی کہ زلف دوش محبوب	زیور سے ہر اک لدا تھا ایسا	گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
نرمی تھی خرام کی نمایان	تھے تار نظر پہ گرم جولان	نوجوان سنبھلین دکھلاتے تھے چاوش

دورباش کی صدا لگاتے لشکر کی آمد پرشوکت گھوڑون کے تھے باجون کی صدا ہتھیارون کے رگڑ کی صدا تلوارون کی چمک صحرا مین پھولون کی مہک بہادرون کے دل مین اُمنگ نشۂ شجاعت کی ترنگ کرنا کی صدا سے گوش کر و بیان کر خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر نظم

ابا صد ہزار از گزیدہ سران	ہمہ پہلوانان و کند آوران	ابا پیل و با کوس و با فرہی
ابا تاج و با تخت شاہنشہی	سپاہ و سپہبد برفتن گرفت	زمین سم اسپان نہفتن گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان بجای	بماند از نہیب سواران بجای	اسی جاہ و حشمت سے یہ شاہ مع

سپاہ وارد جنگاہ ہوا اسلاف سے لگا سے گراہ تخت ہاتھیون پر بچھو اسکے کوہیون کو ہمراہ لیے آیا ایک جانب سے برق و باران پیدا ہوا اور اژدرون پر تخت کھچا سیماب اسپر لہراتا ہوا اس کی پشت پر ہزار ساحران غدار نہنگ چہرہ و سگ پیکر و مردم آزار اسباب ساحری ہمراہ لیے منقلین آتش میں لگائے تھالیان برنجی آگے رکھے ماتھے پر ٹیکے لگائے جو سامری کی پکارتے آئے ڈہرو کی صدا ہر نکلنے لگے ڈفلی بجے اژدر پھنکارے جادوگرون نے ناش پڑھکر مارے دلاورون نے صف کشتی کی نقابت نقیب کرکے بیٹھے پرے بندھ گئے قشون قشون و خیل خیل الگ الگ غول باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی میدان کرگا ہوا ساحرون نے جھنڈیان بلائین ہزارون بلائین آتش بلائین سیماب نے خداوند کو اپنے سجدہ کیا اور اجازت خواہ ہوا اُس گبر نے کہا کہ مین نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا اور اپنے ید قدرت کو ترا دستگیر بنایا وہ سیہ رو یہ کلمات سنکر ہنستا ہوا چمک کر پیادہ وسط میدان مین آیا اور للکارا کہ ای فرقۂ مغضوب درگاہ خداوند من آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس نہیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اٹھ گئی اُس صف سے شہزادہ رستم پیلتن پیلتن کشندۂ قوہیل و دویل ہندی قاتل کپتیان فرنگی ابن حمزہ

صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان نے فوراً اسپ بالا کبود کو بڑھا کے
نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اُتر کر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلاہ عقیق
مرحمت فرمایا خلعت و بانی حفظ اللہ کہکر رخصت کیا شہزادہ موصوف جست کرکے پشت باد پا پر
اپنے ہو بیٹھا اور گھوڑا اُٹھا کر چلا فرنگیون نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ نے ہمراہ رکاب چلنا چاہا
ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اُس تیرہ درون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا
اُس عدو دین نے بغیر سحر کیے سبکے دکھانے کو ایک شہزادہ پر مارا اِس بہادر نے رد کرکے
تیغ برکیتان نیام سے لیکر کمر کو بچاکر سر پر ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لیکن بدستور
قدیم جسم اُسکا پھر ملگیا اور مجسم ہوکر کچھ اُسنے پڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونون لشکر کے
لوگون کی آنکھیں بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادۂ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہین یہ
دیکھکر امیر بیتاب ہوئے بادشاہ نے اشک حسرت بہائے سرداران سخنہائے بے اعتباری دنیا زبان پر
لائے کہ افسوس نظم

کوئی محفوظ ہوتا ہے جو کچھ دم
نہین رہتا کبھی قابو کسیکا
عزیز و اقربا سب سے جدائی

نہین دنیائے فانی گھر کسیکا
تو برسون ہے برابر کاوش غم
وہی دو گز کفن اور گوشۂ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی

بدلتا ہے سدا یان رنگ جی کا
زمان مرگ ادنیٰ ہو کہ اعلےٰ
سوا اسکے نہ دولت اور نہ ادراک

جب لشکر مین زیادہ کہرام ہوا
امیر مانع ہوئے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہے جزع و فزع سے کفار زیادہ تر شاد ہونگے اسی
گفتگو مین سیماب نے پھر مبارز طلبی کی ابکی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے
اجازت لیکر سامنے ساحر مذکور کے گئے ہنگام ضربت ساحر دو ٹکڑے ہوکر ملگیا اور بجلی گراکر اِس شہزادہ
کے بھی دو ٹکڑے کیے غریو لشکر اسلام مین برپا ہوا اور فرط غضب سے سرداران روم و فرنگ
خاور کرباختت شہزادگان دلاور یکے بعد دیگرے سامنے اُس بدباطن کے جانے لگے مگر ظفریاب
نہوئے سبکے اُسیطرح دو ٹکڑے نظر آئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر کے اُٹھکے
جنگاہ مین آگر سنت پذیر ہوئے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائیگا تو یہی حال ہوگا اسلیئے کہ یہ ساحر طلسم
بند ہے اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہوجاتا اسم اعظم پڑھکر کوئی طلسم درہم اور شکست نہین
کرسکتا امیر انکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہین عزیزون کا رنج و غم کھاتے ہین اُس مقام پر

بھی صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ سیماب شام تک لڑکر طبل بازگشت بجوا کر پھر جاتا ہے اور دوسرے روز پھر اٹھتا ہے پانچ چار روز کی میدان داری میں بہت سے سردار لشکر اسلام مارے جاتے ہیں چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روز کی تصریح وار نہیں لکھی کیونکہ ایک طور کا مضمون تھا داستان گویوں کو اختیار ہے جسقدر لڑائیاں چاہیں بیان کریں آمدم برسر مطلب آج کی جنگ میں فرزندان حمزہ قتل ہو رہے ہیں بختیارک نہایت خوش ہے کہہ رہا ہے کہ یا خداوند تقدیر کو ذرا سنبھالے رکھیے گا ایسا نہو کہ ہاتھ سے چھوٹکر الٹ پلٹ ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ بدبخت کو آج ہی تو غصہ آیا ہے اب تقدیر ان بندوں کے غارت کرنیکی بہت مستحکم کی ہے اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہے یہ کسیطرح نہ ٹلیگی ادھر اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحر میں آتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے برابر لڑنے آتے ہیں اور نقد جان دیتے ہیں رات بھر کے جاگے دولھا عروس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہیں جسم انکے خاک و خون میں بھرے پوشاک شہانہ زیب جسم کیے فلک کی گردش مہد جنبان یا الشکل تہیا وانایان شجاعت کو دلہ کی طرح اسنے بیسار زمین خاک بستر درخت نیلی پوش سراسر نخل غم برگ الشکل کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام میں ماتم جھنڈا نشان زمین سوگوار بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے شیشے بھرتے پلٹنیں رسالے بے افسرون کے بھاگنے پر آمادہ محلات مخدرات میں اس خبر کے پہونچنے سے عورتوں کا پیٹنا کوئی فراق شوہر میں ہے ہیر اوارث کہکر بال نوچتی کوئی بادبسر میں ہائے میرا بچا کہکر منہ پر طمانچے لگاتی ہزارہا عورتوں کا حلقہ باندھکر بال کھولنا اور نوحہ وزاری کرنا کہ

ابیات

کوئی بولی کہ تجھے تم سے ای ماہ
جہان کسکو کہیگا روح سلطان
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا

کوئی بولی کہ آ پیارے کہاں ہے
کہاں ڈھونڈھوں کدھر جاؤں الہی
حجاب خاک میں تم سوئے دلدار
جو ای رب انکو دنیا سے اٹھایا

مری گھر لٹے کہوں اب نشان ہی
بگاڑیگی یہ مادر کسکو ای جان
لحد تیری کریں ہم آہ تیار

جب فرزندان حلیم نے یہ جھمیلا تمام دیکھا سمجھے کہ ہم کبتک اسیر بلا تو قبر کو مانع ہونگے یقین ہے کہ امیر بھی اٹھ جائیں اور اکسی آفت میں گھریں اب یہ قافلہ گم کردہ راہ ہوا چاہتا ہے یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا چاہتا ہے پس مضطر ہو کر نجگشتی پر مائل ہوئے اور قرعہ پھینکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوئے ہیں

کشتہ سحر میں وہ جو بجلی چمکتی ہے اور آنکھ جھپکتی ہے اتنے ہی عرصہ میں سردار کو ساحر اٹھا لیتے ہیں اور کاغذ کا پتلا
ڈال دیتے ہیں جو سحر کی وجہ سے افسر کی شکل نظر آتا ہے اصلی سردار قید ہو جاتا ہے اب زمانہ فتح ہونے
لڑائی کا بہ جانب مسلمانان قریب ہے کفار کا لشکر شکست نصیب ہے زائچہ سے یہ معلوم کر کے خدمت
امیر میں آئے اور جملہ کوائف معرض بیان میں لائے امیر نے شہزادہ کرب کو کہ داروغہ بارگاہ
سلیمانی ہے محلات میں بھیجا کہ شہزادہ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ و شیون موقوف کرایا
اور یہاں بادشاہ اسلام نے تاج کو اتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بدرگاہ کبریا ہو کر بعد تضرع
و نیاز استغاثہ کیا کہ ای خلاق ارض و سما ہمکو اس بلا سے بچا کہ بموجب نظم

سپہدار گردن کشان آن زمان — گرفتند زاری سوی آسمان — کہ ای برتر از دانش و ہوش و رای
نہ بر جای دور و نہ ہر جا بجای — ہمہ بندۂ بر گناہ توایم — بہ بیچارگی دادخواہ توایم
ز افسون و از جادوی برتری — جہاندار و بر داوران داوری — تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
توانا بر آتش و زمہریر — ازین سختی با ما تو فریادرس — نداریم جز تو کسے را کس

سہام استغاثہ نشانہ مراد پر پہونچے یعنی دشت کی جانب گرد آری ایسی گرد تیرہ تھی کہ کاخ افلاک
نردبان لگی لگی تھی روے مہر چھپ گیا عیاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک ہانپتے
ٹھوڑے ہو کر پکارا کہ ہاے دل میں درد ہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا چاہتی ہے ذرا دیکھیے تو یہ گرد
کیسی اڑتی آتی ہے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی
جنگی سونڈوں میں بندھے ہوئے ظاہر ہوئے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے انکی پشت پر کھلے ہوئے
پیچھے انکے ساحران نامی طاؤس و ہنس پر سوار جادوگرنیان وضعدار خمار پیدا ہوئیں پھرتے
اپنا سحر کرتے گرد و غبار بجھاتے رسالے کے سوار گھوڑے اڑاتے پیادہ اپنا عظم و شان دکھاتے
نکلے لشکر کا آنا اور اسکا کروفر کا کیا بیان کیا جاے دم تحریر کمیت قلم کا بانگ ہے کثرت مضامین
سے عرصہ قرطاس نہایت تنگ ہے یہ شوکت و شان تھی کہ عظمت امیر قران تھی نظم

جہان شد ز گرد اندرون ناپدید — گلے از یلان خویشتن را ندید — ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر
بلرزید و از نیشان بریدہ مہر — ہمہ زنگ زرین و زرین جرس — کہ اندر جہان آن ندیدست کس
جہان افسر پلیساتان بہ زر — ہمہ طوق زرین و زرین کمر — ہمان چتر کز دم طاؤس نر

بروبافتہ چند گونہ گہر
کتانی و شکنی و ہری سیاہ
کمانی و نہری و رومی و ہند
زبس تخت فیروزہ برپشت پیل
بدست اندرون تیغ آہن گذا

سپہ بود چندان کہ دریای روم
دگرگونہ جوشن دگرگون کلاہ
پُر از خاک شد چشم کام و سپہر
درخشان بکردار دریای نیل

ازایشان نمودی چو یکمرہ موم
ختائی و چینی و سقلاب ہند
تو گفتی لقیر اندر اندود چہر
نشستہ بران تورج نامدار

اس سپاہ نے قریب جنگاہ آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ تورج مرکب پرسوار ہوکر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہا تھا کہ قریب تر جائے اُسوقت نہیب مبارز طلبی سیماب گوش زد ہوئی ہرچند کہ آمد شہزادۂ دلاور دیکھکر بختیارک نے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہی جب تو نیرۂ حمزہ وقت پر پہونچا ہی مگر سیماب کا بحر غضب جوش مین تھا اُسنے کہا شیطان کا نہ سنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادۂ دلاور مرکب اُٹھاکر روبرو آسکے پہونچا اُسنے بظاہر رسول شہزادہ پر مارا اس دلاور نے رد کر کے تیغہ طلسمی نیام سے لیا اس تلوار کو دیکھکر یہ گبر بھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغہ علم کر چکا تھا سر کو بتاکر پر جو ہاتھ مارا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وہ جو پارہ کیطرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوتا تھا وہ باقی نرہا آتش شمشیر طلسمی نے پارہ کے خول کو جسم پر سے اُڑا دیا اصلی جسم لیمان قیرسیاہ ظاہر ہوا سب پکارے کہ مار سیاہ کینچلی سے باہر نکلا تیغہ لیکن شہزادہ کا پڑ چکا تھا مثل چہار سالخوردہ کے جسد ناپاک سکے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا ابیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پھر تڑٹے اُسکے تن نجس سے سیم ہوئے روح و تن مین جدائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھکر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اسطرف سے فوج طلسم ایسان شہزادہ جو ساحر آئے تھے حربہ ہائے سحر پکڑ کر جا پڑے بختیارک نے منہ پیٹ لیا اور ایک دو ہتڑ لکا پر مارا کہ منحوسے مین کہتا تھا تقدیر کو سبنھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو تجھے رو کا گیا تقدیر کو اُلٹا ہو جانے دیا حالانا پاے دلری بگر یزلقا نے غصہ مین آکر فوج کو اپنی للکارا سنجانی باخرمی کوہی وغیرہ تیغین کھینچکر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے عقرب سلیمانی کھینچکر اشقر کو اُڑا کر چلے اُدھر ساحرون کے مرنے سے سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید تھے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر نکلے نگاہبان مرنے سے ساحر کے ایسے بدحواس تھے کہ روبفرار لائے اور افسران تہتن نعرۂ رعد آسا بلند کر کے طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک طرف آکر گرے انپر ساحر

ساحر پڑھکر بھڑ گیا اور دلاور سے دلاور نارنج ترنج ناریل کی ہرسمت بوچھار ہوئی کلو ابھیرون کی پکار ہوئی
بہیرون کے غل نے رعد کا منہ بند کیا تیغون کی برق صفت چمک نے دیدۂ دلکو بند کیا عاجز و مستمند
کیا دلاورون نے آب تیغ کی روانی دکھادی زورق ہستی دشمن بہادی ہائے ہوے دلیران و
ہانگ اسپان فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت طاری ہوئی کہین گرز لپیجا تیر کہین نیزے
کہین خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صدائے فشا فاش برتیران وچقا چاق شمشیران بلند ہوئی تیغ نکے
جوہر کھلے مرد و نامرد کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرۂ
صاد کیا بعض کو نقطہ بنایا قرطاس حیات مین جز حرف فنا کچھ اور لکھا نپایا اجزائے پریشان
اعضائے تن نظر آئے مجموعۂ ہوش وخرد ابتر ستھے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی
تیغ سے برباد تر کسے ابتر کی صفحۂ ہستی بترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھکر مثل
حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتہ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی
پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر پڑ ہنا تھا بد نیوجہ اسطار کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جائے
دم بھر مین غرق سکے دریا جاگنے دشت لاشون سے پٹے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ سکے پار
ہوئی تلوار مسلمانون کی بسان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزون نے جان لڑادی یہ نوبت پہنچی نظم

برآمد ز ہر سو ے لشکر خروش
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ز گرد سواران و رخشم تر
کفن جوشن و ترک شستہ بخون
نہ با خنگ او کوہ را جای بود
ہمہ دشت بی تن سر انداختی

ہمی پیل را زان بدرید گوش
ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ
نباید کہ داند کس از پای سر
ہمی رفت توسن میان دو صف
نہ با خشم او پیل را پاے بود
بیک زخم صد نیزہ کردی قلم

ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ
بہم این چنین تیر باران شدہ
مبارز ہمہ زیر خاک اندرون
یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
ہر آنگہ کہ خنجر بر انداختی
خروشان و جوشان چو شیر دژم

امیر دلاور نے قلب لشکر مین پہونچکر علم ضلالت شیم لقا کے بے حشم کو قلم کیا فوج کفار مین بھگدڑ
پڑی ساحر بہت سے مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صبا سے جادو تماشائے جنگ دیکھنے
آئی تھی وہ طریقہ رزم مسلمانان جانتی ہے سیماب کے مرتے ہی رو بفرار لائی لقا جانب کوہ عقیق
بھاگا مسلمانون نے زیر قلعہ تک تعقب بکھوڑا تھا تیغ بیدریغ رکھ لیا خیام و بارگاہ کافران مین آ گئے

لگادی مال و خزانہ و بازار لشکر سب لوٹ لیا ہزارہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کو بھی ورسبحانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہوکر متواری ہوئے لقا افغان و خیزان اندر قلعہ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافرون نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ ہوئے مگر تیر کے سبب دلاور شکار کے نکلجانے سے بگڑے چاہا خندق فراکر در قلعہ توڑین مگر امر حجت فرما ہوئے شہزادہ توریج کو بیچ مین لشکر کے رکھکر زر نثار فرماتے ہوئے بارگاہ مین آئے سپاہ نے گرد ملولی توریج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا محل مین سردارون کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادہ مذکور کے آنے کی خوشی مین اور فتح جنگ کی عشرت مین حکم جشن ہونیکا دیا اس عرصہ مین سپاہ ضیا سے خورشید بھی رو لقرار لائی خسرو لیل شادان و فرحان الفتح و فیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا کہ نظم

بڑھی مغرب سے لڑائی ہوئی شام ۔ ہوا خورشید پر احسان ایام ۔ فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا ۔ دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش ۔ ہوا اشرار کے عہد توبہ روپوش

لگے سرداران ذیہوش حمام کرکے بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی ودنگل ہوئے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان سمنبر ہوش و خرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چھلبل دکھانے لگے شراب کی بوتل کھلنے لگے لشکر مین ہر سمت چراغان کی بہار مردان لشکر کا نکھار آپس کی چہلین ہر خیمہ لبان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسۂ عشرت جا ہوا محلات مین خوشی کی دھوم دھام گانے کا اژدہام بارگاہ سلیمانی مین سردارون کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصون کا حسن دلربا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائین دیتا یہ جلسہ تھا کہ نظم

بہار فصل گل ساقی پھر آئی ۔ دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی ۔ لگایا بے تامل لب سے ساغر
کیا احسان نیا پیر مغان پر ۔ اٹھا کر رکھدیا ایمان سر طاق ۔ کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اسے شاق
بنے تسبیح آب موج مے ناب ۔ کرون شیشون کو جلوے سجدہ آکا ۔ جو نوکر طائفے تھے حور پیکر
ہوئے حاضر وہ ساز رقص لیکر ۔ سمان وہ رقص نے باندھا وہان پر ۔ کہ حیرت چھاگئی تھی آسمان پر

یہان تو یہ جلسۂ عشرت بصد مسرت ہے ادھر لقا کو ہزار طرح کی کدورت ہے باغ مینا مین بھاگ کر آیا ہے نہ ناچ نہ شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو ہی چپ اور سُن بیٹھا ہے قلعہ مین مرگ عزیزان سے

ہر سمت نوحہ گری ہے جنگلی فوج کوہ و دشت سے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز ہائے کی آتی ہے لقا نے
تمسخر سندہ اور خفیف سمجھا ہے کہ صبا سے جادو کا داخلہ ہوا اور اُس نجبہ نے آتے ہی خداوند کی بلائیں
لیں اور کہا میں صدقے مزاج خداوند کیسلیے رنجیدہ ہے ایسے لیے بندہ تیرے ہزاروں تیرے اوپر سے فدا ہو جائینگے
میں بحر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہوں خداوند کی بلا بج کرے ایکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ
بندگان خوانی کو زندہ نچھوڑیگی وہ خرس اسکی باتوں سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر
کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا پس وہ مارا جائیگا اور طلسم سے اور کوئی
ساحر زبردست آئے غرض لقا نے بختیارک سے نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہاں سیماب
بھی اگر مشتاق سیر بہشت خداوندی ہوئے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کے لیے ای شاہ
طلسم روانہ فرمایئے یہ لکھکر رات ہی کو پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا کہ پنجہ نامہ لیگیا پنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ
اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ و خیام بہر لشکر درست کرائے فوج کو ترتیب پذیر کیا خداوند کے لیے
شراب و کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام میں شب بھر جلسہ عشرت رہا آخر وہ وقت آیا کہ
شاہ دہر نے گنجینۂ گوہر اختر شب خوشنود ہوکر لٹا دیا اور خورشید جہانتاب ضیائے زر سے مالا مال انظار کیا
روئے سحر خندان دکھائی دیا

نظم

جلائی دہر نے پھر مشعل زر — ہوا روشن چراغ عالم افروز
جو نکلا شہسوار اسپ افلاک — اُڑے تاروں نے مارے صورت خاک

ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار میں جلوہ فرما ہوئے اور قصد کیا کہ انتظام
لشکر کرکے آج کا دربار موقوف کیا جائے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کرے ہنوز کوئی
حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق بارگاہ پر حاضر ہوکر آداب بجا لائی اور
عرض پیرا ہوئی کہ ای شہنشاہ کیوان کلاہ صبح کو غلامان جانباز بالا دوی کے لیے کوہ و دشت کیجانب
گئے تو یہاں سے پانچ کوس پر ایک صحرا میں گذر ہوا کبھی ایسا بیشہ فرحت آگین اور وادی نزہت
آئین غلاموں کی نظر سے نگذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن میں طرح طرح کے گل شگفتہ ہیں اور چشمے
جاری ہیں پہاڑیاں رنگین و منقش گلہائے بوقلموں سے نظر آتی ہیں جانوران خوش الحان چشموں
کے کنارے درختوں پر نغمہ خوان ہیں نہروں کے کنارے بگلے بندھے بیان سرخاب بط قرقرے سینکڑوں کلیلیں
کر رہے ہیں پہاڑ کی گھاٹیاں سنگ سرخ و سبز کی سیڑھیوں کی طرح بنی ہیں جھرنا جھرتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے

کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہو جتنے وہان سے لشکر جو اُس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگون نے بتایا
کہ بیشۂ حیرت اِس مقام کو کہتے ہین غلامان جانباز کی نگاہ حیرت انتما سے ایسا صحراے پُرفضا کبھی
تگدز اِلتفات ظاہر اِیہ ظاہر ہوتا ہو کہ اسجگہ کچھ اسرار ہو باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہو یہ کیفیت عرض
کرکے برکارے کنارے ہوئے اور امیر والاتدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان ازراہ پند و نصائح گلشن
کلام کو یون پُرازگلہاے سخن فرمایا کہ نوجوانان بیشۂ شجاعت اِس ضعیف کا کہنا بگوش ہوش سنین کہ حوالی مین
اِس کوہستان کی نیرنج و طلسمات و ساحران پُرفن کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا ہو جو کوئی جائیگا آفت
مین گھر جائیگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آجتک آفت مین مبتلا ہین فی الحال لقاے خبیث
بھاگ کر قلعہ مین گیا ہو لڑائی موقوف ہو کوئی صاحب قدم لشکر سے باہر نہ رکھین خیمون مین ناچ
دیکھین آفت مین نہ گھرین ہر ایک سردار کلمات ہدایت آیات امیر والاتدبیر سنکر خاموش تھا بعضون
نے بجا اور درست کہا لیکن شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ دل و جان حمزہ
عالیجاہ اپنے مقام پر سے اُٹھکر سامنے جد ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض ساہوا کہ ای قبلہ و جہان نظم

ای شہنشاہ فلک منظر و بیمثل و نظیر　　ای جہاندار کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل
تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام　　تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تا ترے وقت مین ہو عیش و طرب کی توقیر　　تا ترے عہد مین ہو رنج والم کی تقلیل
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر　　زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل مین اپنے کہینگے کہ ابھی مین جس امر کا مانع ہوا اِس گستاخ نے وہی تذکرہ
مجھسے کیا اور قدم حد ادب سے باہر دھرا مین قسم خداے پاک کی کھاتا ہون کہ میرا عزم پیشتر سے
شکار پر جانے کے لیے آپسے اجازت لینے کا تھا کیلیے کہ بغیر عم نامدار بدیع الزمان ذی تبار لشکر
مین رہنا مجکو ناگوار ہو اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہون کہ براے چند روز اجازت یاب بہر صید افگنی
ہون وگرنہ رگ رگ کر ایسا نہو کہ مین قدم جانب بادیۂ ممات بڑھاؤن غم اپنا خاطر اقدس پر دھر
جاؤن امیر نے یہ عرض شہزادۂ ذی توقیر کی سنکر بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نمانا اور اصرار از حد کیا اور
کہا لوگ مجھ پر خندہ زن ہونگے کہ قاسم کو ایسا بود امیر سمجھے کہ صحرا مین جانے نہ دیا امیر نے ناچار ہوکر
فرمایا کہ تم رستم وقت ہو تیرا کیا کوئی سنیگا ہر چند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہین چاہتا مگر تمھاری ہٹ سے

مجبور کر دیا اچھا ای فرزند جو منظور خدا سپرد پروردگار عالم تمکو کیا لیکن بہت دور نجانا اسی اطراف مین شکار
کھیلکر جلد چلے آنا تمکو کیا سپرد خدائے جلیل کے ہر حال مین تمھارا وہی ہو کفیل دیا شہزادہ اس اجازت
ملنے سے گل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اٹھکر بارگاہ مین اپنی آیا سرداران صف شکن کو اپنے یاد فرمایا
سلیم شیر شکار و سالم سیہ شکار و مالک ترک سفید جامہ و ترک توسن بیلطاقی و معظم خان
بن بہرام اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان و خسرو دزد و کئی سو سردار اور ہمراہی
شہزادہ کے قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری
وغیرہ سامنے آئے اور سامان روانگی کرنے لگے ستیارہ بن عمرو نے پیش خیمہ خسرو قاطع سر بار کیا
بارگاہ طلسم افراسیابی بار ہوئی چالیس ہزار سوار چیدہ روزگار سات لاکھ کے لشکر سے ہمراہی منتخب
ہوئے قراول بیلے میر شکار یوز باشی جانوران شکاری لیکر اسیوقت کوچ کر گئے بازدار باز ہاتھ
پر بٹھائے در دولت پر حاضر ہوئے بحری ترمتی باشہ جرہ لگڑ جھگڑ پیش ہونے لگے موسی نیولی کی جھلیان
شہزادہ کے چلنے کا حکم ہوا جانوران چرندے شکار کو چیتون کی ڈھولیان تانگون پر لد گئین سگان تازی
کی جوڑیان ڈورئیے لیکر صحرا کو چلے دام دار دام بردوش چڑیمار فرمان کوش جھلی کیا درست کیے دو چھکے
کی ٹٹیان کندھے پر لادے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو جھکا کر مار ڈالین انپر چار خانہ کھنچ گئے ہودج
زرین رکھے گئے لباس چرمی فیلبانون نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صیدگاہ عالم مین دھوم
کی مچی ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک جکر لگانے لگا اور مرغ زرین بال مہر خوف سے صحرائے
فلک چھوڑ کر بھاگا کہ

ابیات

کہ اس عرصہ مین سلطان کو اب	ضیائے جسکی ہر شان کوکب
قدم فرسا ہوا مہر بسہ آرام	نظر آنے لگی کیفیت شام

رات کو بکاول و رجھار ساز اور باغبان جو صحرا کو بہ از گلشن جنان
کر دکھائین بہر آرایش خیام و مقام روانہ کیے گئے جنھون نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کرکے
نہر و چشمہ ہائے دشت کے کنارے گلشن نگار بنادیا فرش تکلف بچھادیا دیگین چڑھگئین طعام لذیذ
تیار ہونے لگا یہان شہزادہ نے سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے تیغین جو رنگ مین خوب کاٹ کی
تھین پسند خاطر ہوئین شمشیر دودمہ ہندی زیب کمر کی وہ تلوار جو دم شکار گینڈے کی پشت مثل
خیار تر کاٹے سنگ پشت کا بکتر بن لمو جائے پسند خاطر دلاوران ہوئین تیغین جو چلین بن کر کی

کتا کہ جھاڑ مین شیرون کا مسکن ہے اسی طرف بھاڑا گل روان تو مین ہی بندہ تو شیرون ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہی واقعہ جو لکھا کہ بنام اسد اللہ الغالب شیر کو مارا تو کچھ کام نکیا بعض کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیند واحرازادہ ہوتا ہی مین تو اُسیکو ڈھونڈھکر مارونگا غرضکہ وہ رات اسی حرف و حکایات مین بسر ہوئی جھاڑیون کا ذکر رہا کہ وہ بنی بن مین بہت قلب ہی کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی مین جانے سے روح دلاوران سلب ہی اسی چھپون تھمون مین وہ زمانہ آیا کہ شہباز پرورنے پنجہ کھولا اور خطوط شعاع سے دام بردوش صیاد مہر صحراے فلک مین آیا کہ نظم

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار
نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا
اڑا عنقا صفت رنگ شب تار
یہ گلچین فلک پھر رنگ لایا

صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی گلشن بارگاہ سے طالع ہوا اور خانہ زین کو مرکب شبرنگ زہرہ جبین سے منور و روشن فرمایا سردار مثل خطوط شعاع گرد اس نیر تابان کے ہوکر روان چالیس ہزار سواران جلتہ پوش ہمراہ جوڑیان نقارہاے نقرہ و طلاکی بجتین

بہ عظم و شانی کہ ابیات
ہزار و چہل مرد شمشیر دشت
چہ با باشہ و چرغ و شاہین کار
بزنجیر ہفتاد شیر و پلنگ
بزنجیر زرین و بان دوختہ

ہزار و صد و شصت خسرو پرست
کہ دیبا ز بالا زرہ زیر دشت
وزان پس برفتند سی صد سوار
بدیبای چینی اندرون لشکرگ
قلادہ بزر زشت صد یوز و سگ

پیادہ ہمیرفت ژوبین بدست
پس اندر روان ہفتصد باز دار
پس باز داران ہمہ یوز دار
پلنگان و شیران آموختہ
کہ در دشت آہو گرفتی بہ تگ

فی الجملہ جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی کیفیت چشمون کی تراوت اور لہلہاتے سبزہ زار کی نزاکت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتیون کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو گھیر لیا کمین پاڑھا نشانۂ تیر ہوا کبھی آہو بچا لاکی کمند مین اسیر ہوا شہزادہ اسیطرح اُس بیشہ کیطرف کہ جسکا ہرکارون کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشۂ حیرت پوچھتا ہوا آخر اُسی وادی مین پہونچا دیکھا تو واقع مین ہرکارون کے بیان سے اُسجگہ کو دو چند عمدہ پایا قدرت کردگار حقیقی کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہرین جاری اتراتی پھرتی باد بہاری چھیڑ چھاڑ تا فرہاد کی روح کا حوصلہ نکلتا دامن کوہ پھولون سے بھرا ایا آغوش پر تمناے عاشق مین معشوق رنگین ادا ہر نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھکر روح مخمور مزاجان درود پڑھنے فضاے

گلزار سراپا بہار سو جان سے اُس جنگل پر نثار طبقہ ارض پُر بہار برنگ دامن قبائے دلدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و غیر فصل کا تیار نہال پُر ثمر و بار آور سبز رنگان چرخ کہیں بہر شاخ سے شاخ بروش مستانہ یا برنگ مشتاق جانانہ عشق پیچان کیطرح پیچان باہم دست و گریبان کہیں جھاڑی مثل زلف شکن در شکن مہوشان پیچ چھلّے سامنے چوٹی سنبلہ چرخ اخضری کی پیچ صبائے بہارین کا مستانہ بہر ادم بطاؤ و ناز قرقرون سے خرام پر جان خوش قفان بیدم کوئل الگ پپیہے کے ڈولنے پر سودازدگان محبت کی زبان لہو تھوکتی طاؤسون کا رقص عجب طرح کا جھکڑ برسات کی آمد گرمی کا جانا ہر جگہ چشمہ ہائے سرد کا لہرانا زمین پر فرش زمردین بچھا ہر شجر پر بلبلوں کا غنچہ رضوان کا دل اسیر دام الفت وہان کا ہو کر مثل طائر پھڑکتا نغمہ سنجی مرغان خوش الحان نئی طرحکا زمزمہ خوشبو سے گلون کی دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال گل قدم بہکتا کبھی بدلی گھر آتی کبھی بجلی چمک جاتی یہ بہار ہر سمت تھی نظم

تو گوئی که آمد مه فروردین	بیاراست گلبرگ روی زمین	ز رشک سر ابر چون ژاله گشت
همه کوه و دامون پر از لاله گشت	همه راغ مانند پشت پلنگ	زمین بچو دیبای رومی برنگ
بزرگان ببازی بباغ آمدند	همه میش و آهو براغ آمدند	نشستند و بر سبزه می خواستند
بشادی روان را بیاراستند		

شہزادہ نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام وغیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اُٹھا امیرون مین آکر ٹھہرا دہان جھولے پڑگئے ستار چڑھ گئے بائین کی کمک نے ناہید فلک کو بیچارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو مین آکر بیٹھ گئے محبت سے پینگ بڑھے رنڈیان جو سردارون کی ملازم تھین وہ ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگین عجب طرحکا سماں بندھا اُسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت آگیا تھا اگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا بگولے بن مین بن بنکر اُٹھتے تھے قامت یار شوخ و طرار نظر آتے تھے جھونکے ہوائے گرم کے گرمی معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو ہرن جست کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آگیا دشت مین دھوپ کا ٹھہرانا تھا یا مشاطہ فلک عروس غبرا کو آئینہ مصفا دکھاتا تھا سطح ارض چمک مین مرآت رخسار جانان تھا ذرون کی چمک سے ماتھا شاہد زمین کا پر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکلا نیا ماجرا پیدا ہوا یعنی ورد گہ تیا جن

گرد آوری جیب دامن گردنچہ ظلم صبا سے چاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار زنگیان آدم خوار مسلح و مکمل کینہ ور گھوڑون پر سوار آتے ہین اور آگے سبکے ایک حبشی سیاہ قلب و تیرہ رو بالکل اُلو جاہل و بدخو بے ایمان نطفۂ شیطان مردم آزار خدا نا ترس کاہل و زبون شعار کہ ابیات

گنہگار یزدانی و ناسپاس
کہ چشم خرد داشت آن دیو کور
چراغ خرد پیش مغزش بمرد
کہ او در جہان دشمن ایزد است

تن اندر نکوہش دل اندر ہراس
ہمان کز بینی دو خوابیدہ چشم
ز جان و دلش روشنائی ببرد

ستمگارہ دیو لیست با خشم و زر و در
دل آگندہ دارد تو گوئی بخشم
بدیدہ بہ بینی مرا و را بد است

وہ حبشی بھی گردن پر سوار اژدہ پشت تنگ گران وزن باندھے اور ہر ایک ہمراہی اسکا جلادی اور ستمگری پر کمر کسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر بیبا کی اُنسے اور وہ بیغیرتی سے خوب ماہر قامت جسکے دراز ہیچ ہے کہ بیغیرتی کی عمر دراز ہاتھ دامن ہمت کیطرف سے کوتاہ دل حرص و آز کیطرف گزون بڑھا ہوا پاؤن عرصۂ ہمت و پامردی مین شل سرگرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل توسے کیطرح ہنستے بیکس پیٹے ہوئے جیسا انکے نظر آتے برچھے تسموں مین لگے سنانین اُنکی چمکتین ترکش سے پر داز تیرون سے بومون کے دُم لگی پاسنیجا اور ذنب کا قرآن غرضکہ ایسی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے اِن بد شعارون کے کئی سو عورتین بے مقنع و چادر شتران برہنہ پر سوار بحالت سوگوار تھین چھوٹے چھوٹے بچے آگے اُنکے پیچھے بال اُنکے گیسون کے زنجیر کھلے ہوے پیشانیان اُنکی خاک مین بھری پیٹھ تازیانون کی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما مہر طلعت آلودہ بغبار رنج و مصیبت ہجوم یاس و بیکسی ہمراہ سبکے لب پر نالۂ جانگاہ کسینے طمانچوں سے منھ اپنا نیلا کیا تھا گل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی بسان گل گریبان چاک کیسے سر پر خاک غم عصر انکو جگر

غرض یکسان نہیں یہ دور افلاک
نہیں رہتی کسیکی نوجوانی
جو بلبل ہے تو وہ بھی نوحہ زن ہے
یہان سے عیش کا انجام غم

بشر کو ایکدن جانا نہ خاک
اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزان کا
کہ یہ گلشن نہیں جائے وطن ہے
جسے دیکھا ذرا بھی خرم و شاد

عبث ہے یہ بہار ملک فانی
بھروسا کیا یہان کے میہمان کا
بشکل زلف یان ہوتا ہے برہم
کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریان آفت کی ماریان تو غم سے سر در گریبان تھین مگر بچے تھے ہوکے مارے کلیجون سے لپٹے اور پانی مانگتے حرامیان لعین اُنکے رونے پر ہنستے اور پانی نہ دیتے اُن سب بیکسون کے آگے

ایک زن خوبرو اشتر پر سوار تھی کہ بال اُسکے رخ جو کھلے تھے وہ صحرا سنبلستان نظر آتا تھا یا کعبے پر
کافرون کا دھاوا ہوا تھا یا ملک حلب زنگیون کے قبضہ مین آیا تھا آنکھون سے جوے اشک اُسکے
جاری تھی یا مشاطہ حسن برنگ باغبان گلستان رخ کے لیے مصروف آبیاری گریبان اُسکا
چاک تھا یا آفتاب ظلم نے قرص ماہ کو تختہ شعاع کیا تھا ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت
اُمیدون کے دن گلاب کی پتی اُسکے رنگ رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ کمھلایا ہوا سر برہنہ کرتا
پھٹا سہما ہوا آگے اُس زن مہ سیما کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر
بہار گریہ وزاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی نظم

کہ قسمت کا برا ہو کیا دکھایا | فریب آسمان جگر مین لایا | نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا | نہ قدرت ہے کہ مرجائین بعد غم | یقین اُس سے تشکیل لفظ باہم
فلک کے شکوے سے لب بھرے تھے | ندامت خیز سارے مدعا تھے | شہزادہ قاسم نے جو اُس لشکر

ظلم پیکر اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نرہی بزم عشرت سے اُٹھکر پشت توسن
پر آیا اور سردار بھی جلد جلد جھولون پر سے اُتر کر سوار ہوئے شہزادہ موصوف آگے بڑھکر اُس
زنگی خیرہ سر کا سد راہ ہوا اور للکارا کہ باش او ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی سنبھل
اُس زنگی نے جو روے زیباے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی منھ
چومنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او یاوہ گو
ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منھ پر آنا مُنھ پہنچے
مزا دیکھے بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سُنے نیزہ کر کر حملہ آور ہوا
شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھکر پہلے ہی طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر
کئی نیزہ آب ندامت مین ڈوبا کہ نظم

کہ آمد یکی دیو چون پیل مست | گُسندے بغرّاک و نیزہ بدست | چو زنگی بہ نیزہ در آمد زجاے
جہانجوی برجای بفشرد پاے | چو نیزہ نیامد بروکار گر | بروی اندر آورد زنگی سپر
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش | کہ تا سینہ بر ید بجلے تنش | جب اُس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا

شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھکر جگر مین در آئی وہ آہ کر کے گُسند سے گرا فوج نے اُسکی یہ حال

دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اسطرف سے جوانان رستم شعار تیغہاے شرر بار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوے کہ دو لشکر باہم بھڑ گئے شب تاریک بروز روشن پر چھائی کفر و اسلام مین لڑائی تھی زخ زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سیاہون کے جسم پر بنا لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سوداز دگان کھل گئی تھی جوے خون جاری تھی لخت لخت خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر نگ عقیق جگری کے جڑے تھے سوداے بازار قتل و قمع ہوتا تھا یہ حال تھا نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاه — جہاندید یکسر بلشکر سیاه — چکاچاک برخاست و بانگ سران
ہمان رستم شمشیر و گرز گران — کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر — کہ از تیغہا تیرہ شد روے مہر
یکے حملہ بر زند از انسان کہ کوہ — بدرید از آواز قاسم گروه — تو گفتی کہ دریا بجوش شدے
سپہر روان خون خروشد ہمی — زلبس کشتہ اندر میان سیاه — بماند بر جاے در لب بت راه
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری — بر آنکس کہ چندان دلیران سرے — تا در ہنگامہ گیرودار بر پا چسقدر

کہ سرداران نامور اُس لشکر خود سر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوکے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوئے بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوئے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر اعدا اُن عورتون کو اُن اشترون سے اُتارا اور خیام و بارگاہ جو اپنے بیابان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون مین لگا کر بارگاہ پر لیجائین اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ سبھی آب و طعام سے آسودہ و سیراب ہو چکین شہزادہ در بارگاہ پر گیا اور اپنے آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سب کی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر تا پا چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند نحیف کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ لڑکے کو لیکر گاو کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجھکو ماہر کرو مین تمھارے خاندان تک بآبروے تمام تمھین پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سنکر عرض رسا ہوئی کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت کی یہ حقیقت ہے کہ شوہر میرا ملک سلطان تاج بخش نام

کوہ ارم کا حاکم ہی قلعۂ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار فوج جرار اور سرداران نامدار تھے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ
کا میرے بطن سے ہی میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی تو سنگ زردرو نام کہ قوم کی زنگن
تھی اُسیکا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہی بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ گھر کا خانہ زاد تھا اِس
سبب سے گھر مین آتا تھا اور اسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اِس بیحیا نے میرے اوپر نگاہ بد
ڈالی اور بیہودہ ہنسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی
میری جان تجھپر جاتی ہی واسطے اپنے دین و مذہب کا کہ اپنے وصل سے مجھکو شاد کر مین اُسوقت اکیلی
تھی اِس خوف سے کہ یہ مجھکو ہلاک نکرے گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسیدن تجھکو اپنے ساتھ
سُلاؤن گی وہ بیحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھکو اُس فعل شنیع پر راضی سمجھکر پیار کرنیکا ارادہ کیا مین
اُس مقام نہاے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ سیہ رو سمجھا کہ ناز معشوقانہ
کرتی ہی خیر آج نہین پھر اور کسیدن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی درزی
وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے ہین بیٹھے تھے اور انھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا
وہان بیٹھکر شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہوکر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت
لگائی ہی کہ کچھ دنون مین قطع ہی اور ہو جائیگی نائی بولا کہ ارے میان وہ جو تم مجھسے ذکر کرتے تھے
وہ ہی معاملہ ہی اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ مارکر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہی مگر یار کہین ایسا
نکرنا کہ جو سر مُنڈاتے ہی اولے پڑین بھی اب اور کسی سے ذکر نکرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کیسی
فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہی اور پردہ داری راز کسقدر ہی کہ ایک جلسۂ عوام مین آپکا
ذکر بیباکانہ ہو رہا ہی غرضکہ اسیطرح باورچی نے بھی اپنے اڑھائی چانول گلاکے کہ میان تم
بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین ساجھا کیا ہی کہ جہان فرشتے کی بھی دال نگلتی تھی
اب کیا ہی بڑھ بڑھکے ہتے مارو پانچون گھی مین سر کڑاہی مین فراش بولا کہ ارے میان چار دنکی
چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ انکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھ جائیگی انھین یہ چاہیے
کہ فرش نہو جائین اُسپر چھائے رہین جب تو وہ انپر قناعت کریگی نہین تو اور کسیکو تاکیگی بھشتی
پردہ مین زر دلگانا انھین مسواؤن کا کام ہی حبشی بولا کہ اتنو اپنا خیمہ ڈیرہ پڑگیا پھر مجھ لنگے جیسا ہوگا
غرضکہ یہ تو اپنا تخم مٹھائیان کر رہا ہی اِدھر مین نے خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ

محل مین آئے بیٹے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا اظہار نکیا باب سخن اسطرح کھولا کہ سنو صاحب مین اُنمین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ میرے دامن پر نماز پڑھین میرا منہہ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے کہتی ہون اور خداوند ابڑا بول نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہیگا تو بدکار بھی نہ کہے گا اور کچھ مین ایسی خوبصورت بھی نہین لیکن اگر اچھی نہین تو اب اُتار نے جوگا بھی نہین خیر جو سو سے بری ہون تو دس سے اچھی ای میرے خالق تیرے صدقہ جاؤن کہ تونے ناک نقشہ درست بنایا بولا لنگڑا کانا لُنجا نہین پیدا کیا ای بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمہارے کنبے مین جو شہزادیان ہین اُنمین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہے گا کہ اُنمین پلتی نہین بلکہ میرا ہی پلا بھاری رہیگا اُنکے حسن سے کہ جو خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سنکر فرمایا کہ ای ملکہ اسوقت پارسائی اور حسن کا کیا ذکر ہی واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ عورت کو پارسا ہونا اور رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہی آخر کچھ کہو کسینے تمکو بُرا کہا ہی یا عیب لگایا ہی کیا ماجرا ہی مین نے کہا حال تو کچھ نہین ہی مگر جوان جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نزاکت کرے دیکھو صاحب کل کو تمھین مجکو بدراہ کہنے لگو گے مین سچ کہون یہ حبشی موا بدنظر اہی آج مجھے دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے یہ جو سنا آگ ہو گئے اور فرمایا کہ لوگ جا کر اُسکو پکڑ لائین ملازم جبتک جائین جائین مان اُسکی جو محل مین موجود تھی پیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام اہل محلہ پر جا کر جہان بیٹا اُسکا ڈینگ ہانک رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیے کہ حبشی اپنے یارون سے باتین کر رہا تھا اور کپڑا قطع کرانے اور خط نائی سے بنوانے دو ایک شریف ملازم شاہی بھی آگے تھے اُنھون نے بھی یہ حال سنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتونمین نائی کہ بیٹھا کہ بھائی اب تمسے ڈرنا چاہیے کہ آدھی گدی سکے تم بھی مالک ہوکے بادشاہ سے اُدھر سا جھا کیا یہ سننا تھا کہ اُن شریفون کے ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہی بس پھر تو جوتا پاؤن سے اُتار کر بہت تیرے خلیفہ کی ایسی تیسی آو دیکھا نہ تاؤ سر پر اُسکی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہی نائی کو آشنائی حبشی کی خوش نہ آئی چند یا گنجی ہو گئی کہ باورچی کا قورمہ کر دیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کر دیا درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی

دیتی تھی سوا اسکے کیون سب بے پر کہیگا ارے حرامزادے اور کچھ لیگا او تیرے نانی کی یون کی یون
تیرے باورچی کی مین یون کرون تڑ تڑ پڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آگئے ہین وہ سمجھانے نہین
ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا اُنسے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسینے کردیا وہ لوگ
بھی مارنے لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین تو سک زرد رو پہونچی اور
بیٹے کے ایک دہتر مارا کہ ارے بادشاہ نے تیرے قید کرنیکا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ
سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا منھ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوگئی مع اپنی مادر زرد رو کے
وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون سبز قدم بھاگ کر قلعے سے باہر نکلگئے اور روپوش ہوگئے ادھر
بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے اور اہل عملہ جو اُسکے رفیق تھے گھر بار انکا
ضبط کرکے حکم جلاوطن دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا انھین دنون مین نخل آرزو
بارور ہوا اور خدا تعالی نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دہوم سے اسکی چھٹی کی
اور **سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش** اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے
اسکی شب و روز کام رکھا جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایکدن شکار کو گئے جانوران پرند کا
شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہوکر بہت دور نکلگئے اب اُس زنگی کا حال سنیے
کہ وہ قلعے سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے کہ بارہ ہزار سوار سے ایک زنگی فولاد
قوی بازو نام اُسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسیکے قلعہ مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اُسکو اپنا ہم قوم
پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اُسکی مان کا محل کرلیا اب وہ بادشاہ کا بیٹا کہلانے لگا اور سلطان
پر لشکرکشی کرنا چاہی لیکن باپ اُسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہوچکا تھا اور خراج دیتا تھا
اسوجہ سے کچھ بس نچلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کے افعال کی خبر مجکو دیتے رہین چنانچہ
شکار پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہوکر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کرون چنانچہ
جب ہرن کے پیچھے بادشاہ میرے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑکر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب
جھاڑی مین چھپکر بیٹھا کہ دھوکے مین بادشاہ کو مارون اتفاقاً بادشاہ اسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان
وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اُترکر ذبح کیا چاہتے تھے
کہ پھر سوار ہون بقدرت کردگار پہلو پر اُس جھاڑی کے اور ایک جھاڑی تھی اسمین سے شیر برنکلکے

خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا شاہ نے اُسکے تیغہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا پنجہ کیا کہ
بادشاہ اُسکی ڈپٹ مین آگر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے اُسوقت بمصداق اس مثل کے
کہ جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے یہ حبشی جو درِ قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ کا یہ حال دیکھکر خوش
ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دلکو مقلب القلوب نے پھیرا اور یہ
اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ اس بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا
تو تجکو اپنا جان بخش سمجھکر خطاے گذشتہ سے در گذریگا اور ملک و مال دیگا تیری رسائی اسکے ملک
مین ہوگی کسیوقت موقع پاکر اسکو مار ڈالنا اور اسکے ملک پر قبضہ کرنا اسکی بیگم بھی ملیگی اور سلطنت بھی
ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھاکر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹکر نعرہ زن
ہوا کہ باش او سگ صحرائی کیا کرتا ہے شیر اسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اِسنے ارّہ پشت نہنگ اس زور سے
مارا کہ شیر زخمی ہوکر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا
اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون جو کچھ کہ میری جانب ملکہ وزران کا گمان ہے ایسا
کبھی مجھسے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ ظل اللہ میری خطا معاف فرمائین شاہ نے فرمایا کہ اے شخص
تونے اسوقت میری جان بچائی اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا یہ سنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب
پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑکر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوے اور قسم دیکر اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ
داخل لشکر ہوے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اُسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا خلعت دیا اور خطاب
اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچگئی محل مین
صدقے اُترنے لگے سرداران شہر تصدق لائے شہر مین روشنی ہوئی جلسہ عشرت کئی دن رہا مہ جبین نے
سجدہ شکر کیا کہ خالق نے میرا افسر و سر تاج دوبارہ دیا الجادہ زنگی خدمت بادشاہی مین رہنے لگا اور افسرانِ
لشکر کو وعدہ و وعید عطیہ دولت و جاگیر کرکے اپنا یار و معاون اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز
بادشاہ سے کہا کہ بیابان سے کچھ دور ایک جنگل ہے کہ نام اُسکا بیشہ حیرت ہے اُس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ
تعریف اُسکی زبان سے ہو نہیں سکتی آپ دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے
عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال سنکر مشتاق ہوا اور اسکے ہمراہ سوار ہوکر مع چند رفیق و غلام
کے اُس کوہ پر آیا اطراف قلہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گذرا وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور

حصار سنگ رخام کا کھنچ دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی ہمراہ نہ گیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھ آئیں میں اسجگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نفرمایا اور اندر گئے اُسوقت ایک صدائے مہیب آئی اور دروازہ بند ہو گیا پھر نہیں معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور خدا جانے کہ حصار طلسم روح و جسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہو گیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم میں بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے پدر جدید کے قلعہ سے بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل میں پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنے ساتھ لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر آگرا بعض افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ جان دینے پر تیار ہوئے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بیگناہان سے زمین رنگین ہوئی فلک بیرحم ظلم تازہ بروے کار لایا کہ دلاوران نیکخواہ کو خون خاک میں ملایا ظالم کو فتحیاب فرمایا نظم

چو دریا شد از خون گردان زمین
تن بے سران بد ہمہ دشت کین
خروشے بد اندر میان سپاہ
کسے راندیدند بر سر کلاہ
ہمہ مہتران زار و گریان شدند
ز بخت بد خویش بریان شدند
زن و کودک شہر گشتہ اسیر
روان خستہ از اخر و تن بہ تیر

جب وہ سپاہ بھی قتل ہوگئی قلعہ لٹ گیا رعایا فرار ہوئی زنگی روسیاہ نے قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ ای زن پُرفن اب مجکو منظور نہ کرے گی تو اس حال خراب سے تجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار پُرآزار کو تجھپر رحم آئیگا اور میں ترس نکھاؤنگا میں نے کہلا بھیجا کہ اُس اژدر زہر آلود سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہیں اور میرے بوستان جمال میں زاغ و بوم شوم کا گذر نا محال ہے جسکا کوئی وارث رہے نہیں مگر بیت کس نیاید بزیر سایۂ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم + یہ کلام جو اُس بد انجام نے سنے کچھ فوج لیکر محل میں در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوے خسروی میں برپا تھا بحر غم گویا جوش میں تھا نواب ناظر خواجہ سرا اور قلماقنیان ترکنین اُردہ بیگنیان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیاں اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن یہ پریزاد اُس دیو قوی ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو گھیرتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے مگر وہ جب اوجھڑ سپر کی مارتا دس دس گر کر تڑپنے لگتے جب

قبضۂ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیان ہون کرکے گھماتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامۂ
عظیم برپا تھا جوان عورتین تو لڑکر زخمی ہوتین اور جان دیتین بڑھیان گود پھیلا کر کوستین کہ ای
تیرا زور ڈھی جائے خدا تجھے غارت کرے سوئے رنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قد برابر بجلی
گر گتی تجپر گرے ایک طرف جواصون کا زیور لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین
محل مین لاشین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین خوف سے کنوئین مین گر گئی تھین
بعض کوٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانوںین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگشتری الماس کی کھاکر
پھانکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انہین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ ای شہزادی دیکھو کیا
ہوتا ہے دنیا مین کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے یکسان زمانہ نہین رہتا ہے پلک مارنے مین حال دگرگون ہوجاتا
دنیا زبون ہے غرض سب رفیقان نیکخواہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی جب ہوچکے وہ زنگی میرے قریب
آیا اور مجکو بیعت کرنا چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ
موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شاقہ پہونچاؤن آپ ہی یہ راضی ہوجائیگی یا یہ کہ اس مصیبت
مین جان دیگی پس اُسنے مع ان عورتون کے جو آپ نے میرے ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور اشتر بے زبان
پر سوار کرکے لیچلا قلعہ مین اسوقت ماتم و شیون برپا تھا دست بادشاہ کے میرے حال پر دوپٹے
غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب ابیات

پس پردہ ہا کودک و مرد و زن
بہر برزنے ماتم شاہ بود

لگوی و بازار و ہر انجمن
سران سر نہادند یکسر بخاک

خروشیدن نالہ و آہ بود
ہمہ جامہا کردہ زین درد چاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سبکو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اِس دشت مین کام
اُس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا مجکو زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہے کہ آئے اور دیکھی
روز بد پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا
کرون بہتر یہی ہے کہ مرجاؤن شہزادۂ قاسم نے جب یہ سرگذشت اُس نیکبخت کی سنی بے اختیار
رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ ای ہمشیرۂ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحۂ
عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ ہے مجکو یہ حال سنکر بہت
رنج ہوا اب یہ فرزند سلطان میرا فرزند دلبند ہے مین اُس طلسم سے جاکر تمھارے شوہر کو بھی لاؤنگا

اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے اسکی بادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو گود مین لیا اور پیار کیا اور تا دیر بطریق اہل اسلام دست مرحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھکر باہر تشریف لایا اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوئے اُنمین سے اپنے ماموں قیاس خان خاوری کو حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جائیے چند منزل آگے ایک قلعہ ہو اور اُسکا حاکم فولاد زنگی نام ہو خود سر بد انجام ہو اُسکو اسیر کیجیے یا اُسکا سر لائیے اور رعایاے قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو مشرف بشرف اسلام فرمائیے اگر وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو بالکل اُڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت کرکے بخوبی سزا دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین توسک زرد رو نام ایک حبشن سیہ فام ہو اُسکو اسیر کرکے حاضر لانا مین یہان سے کچھ دور پر ایک شہر ہو وہان کی شہزادی کو اس ملک مین آباد کرانے لیے جاتا ہون تم بھی اُسجگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیاس نیک اساس یہ کلمات سنکر اُسیوقت بارہ ہزار سواران جرار جلیتہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بعد جوش و خروش روانہ ہوئے کہ بمقتضاے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت	زمین از پے پیل چون کوہ گشت	سر لشکر رزم شد باسمان
برفتند گردان ہم اندر زمان	برفتند کار آزمودہ سوار	پس پشت اسلامیان دہ ہزار
ز رومی و مصری و از بربری	سواران شائستہ و لشکری	گزین کرد آن شہ دہ و دو ہزار
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار	برفتند زان دشت چندان سپاہ	کہ از نیزہ بر باد بربست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد پر روانہ ہو مگر شہزادہ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور و لباس سے آراستہ کراکر مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ و حشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ و تیجے اُس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ کہ ہوا خواہ زنگی رو سیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوئے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی منڈا تا قسائی ذبح لوگونکو کرتا تو درزی قباے شاہی پہنتا از بسکہ وہ تین ہی روز اُس زنگی کو گئے ہوئے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دوست ان چھوٹی اُمت والون کو جانتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھاتے تھے

خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادہ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے گڑگڑانے کی صدا دہشتناک
زنگی کے کان مین پہونچی وہ زنگی تو ایسا گھبرایا کہ سوراخ سوزن مین چھپنے لگا نانی کو سوائے بھاگنے
کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل تو رو بفرار لائے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے انکو بھی اپنی
جانکا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سبکو جانتی ہے ایک کو بھی زندہ نچھوڑیگی بس یہ جانکر وہ سب
بھی بھاگے باقی رعایا اور بے سرداروں کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم
اور شہزادہ مالک تخت و تاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھکر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے
قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادہ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادہ نے سبکو مشرف بہ اسلام
کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم و شان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم نامور
شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک کار شہر
نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد
دشمن پامال ہوئے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیر سے بتکدہ کھدگئے مسجدین مدرسے بنگئے
بانگ صلوۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رفیق و ہمراہی کے رتبے بلند ہوئے
بعد اس انتظام کے شہزادہ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا
شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم دردمند تھین مین نے سوال اسلام تمسے نہین کیا اور اب بھی یہ
تصور نکرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہے اسوجہ سے تمکو مسلمان کرتا ہون نہین بلکہ ہدایت
تمھین خدا تعالی میری وجہ سے نصیب کرے اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین
اسلام قبول کرو تو مین بہر رہائی سلطان طلسم مین جاؤن اور اگر تمھین انکار ہو تو حمایت کفار
ہمارے مذہب مین حرام ہے پس خوف خدا کرکے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا یہی کافی ہے آگے کچھ امید مجھسے
نرکھنا اتنا ہی احسان غیر کفت پروانی ہے شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سنے عرض کیا
کہ ای محسن ہمارے جو آپکے دین مین آے گیا کیے مین نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا
آپ چاہین طلسم مین جائین یا نجائین مین کنیز ناچیز آپکی ہون یہ آپکی عنایت ہے جو مین محکو آپ فرماتے ہین
شہزادہ نے یہ سنکر کلمۂ طیبہ سبکو پڑھایا ملکہ مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ
نے خوش ہوکر بہت کچھ جواہر زیور بنانے کو برشتہ برادر ملکہ کو دیا اور فرمایا کہ نامون میرے قولاً

زنگی کی لڑائی فتح کرکے آلین تو مین طلسم مین جاؤن غرضکہ بعشرت تمام اہتمام پرسا کن ہوا اور انتظام اپنے ہامون کا فرمانے لگا۔ اِدھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل کرتا آخر قریب قلعہ زنگی مذکور پہونچا اور دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر نے ورود اقبال فرمایا صبح زنگی و ناے رومی و طبل خاوری بجی زمین و زمان دہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی تھی ہان اُس زنگی مقتول کی روئی پیٹی چلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاؤن چنانچہ ترتیب فوج مین مصروف تھا کہ ہرکارون نے اُسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اُس خیرہ سر کو خبر سنکر تاب نہ آئی فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہان لیکر باہر آیا خیمے و بارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت پر قلعہ رکھکر میدان بہر رزم چھوڑکر اُترا دن بھر لشکر کے انتظام مین رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ فلک طے فرماکر دریرد ہ قلعہ مغرب پر ظلمت وارد و نازل ہوا اور قلعہ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا کہ بموجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر
ز ساز و ز گردان ہر دو گروہ
ز اسپ و ز آلات و برگستوان

بپوشید دیبای مشکین سپہر
برآمد دم بوق و آوای کوس
زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ
تو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ ست

سیہ کوس بودش ز چرم ہزبر
زمین آہنین شد ہوا آبنوس
ز خفتان و از خنجر ہندوان
ز گرد آسمان روی زنگی شدہ ست

رات ہوتے ہی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو سنگ صیقل فرمایا چمک نے خنجر و سنان کی تاریکی روے زنگی شب کو روشن فرمایا اُس رات کو نقیبونکا بولنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑون کے ہنہنانے کا شور طبل و بوق کا گڑگڑانا پناہ بذات خدا دل سنگ و کوہ دہشت سے آب تھا نجات پانا نایاب تھا کہ بیت غوہا سبان خاست چون ولولہ + ہمی شد چو آواز شیر یلہ + اِسی ہنگامہ و لشکر آرائی مین آخر وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اِس تیرہ رو خاکدان عالم مین رخ روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زرین سپہر گرفت آفتاب
بزد کوس و آورد لشکر براہ
خروش آمد و گرد رزم از دو روی

سر جنگجویان برآمد ز خواب
بیامد خروشان دران دشت جنگ
برفتند گردان پرخاش جوے

چو قیماس بشنید کامد سپاہ
بجنگ اندرون گرزہ گاو رنگ
فولاد بد بلو سپاہ زنگیان پر

غناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم ہلیداروں اور سقوں نے بسان آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت کرکے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا اڑایا اور وسط میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا اسطرف سے قیاس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک بردشت ہو کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادہ علمشاہ سے عشق ہوا اُسی زمانہ مین امیر نے ترکستان مین جاکر اُسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت و شہامت مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہو نہایت تنومند و درشت چنگال ہو اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اُڑا کر جو آیا اُسنے اُسکو پہلوان یگانہ دیکھکر گرز کا پھرخ دیکر لگایا اِس بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی سے اُسکو خانہ زین سے بدر کیا اور بر سرے ہوا اُچھال دیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغ اِس زور سے لگائی کہ مثل ہیمہ کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو جان زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا جو رنگ ہوائی کمنا دیکھکر فولاد کی آنکھوں مین خون اُتر آیا گینڈے کو مہمیز مار کر سامنے آکر نیزہ سینۂ قیماس پر مارا اُسنے سینہ کو ذرا جوکن دیا نیزہ وہان سے ہٹکر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کر دیا نیزہ زیر بغل پہونچا فولاد نے داب لیا نیزہ کی سنان فولاد کے سینے پاس تھی رک جانے سے نیزہ کے سنان سینہ پر پڑی قیماس نے ہلکا دیا زنگی نے بہت جلد تیغ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُس پر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا تو سینہ ٹوٹا پس تیغ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ مین آکر وہی تلوار قیماس کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی اُس شجاع نے گھوڑا ایڑین پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائین جانب آ گیا اب وہ خیرہ سر اُسکے زیر بغل ہوا اور تلوار جو اُسکی خالی گئی تو جھونک مین اُسکے لنگر کے سنبھل نہ سکا تھا کہ اِس بہادر نے تیغ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود و طبلہ زرہ ٹوپ عرق چین کاٹ کر تلوار کاسہ سر مین در آئی اُسنے چاہا کہ واستانہ مار کر تلوار سر سے نکالدون مگر شمشیر خارا شگاف اِس زور مین جاتی تھی کہ واستانہ جو مارے وہ بھی قلم ہوگئے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار کاسہ سر سے گذر کر کلہ فرہ کاٹکر صراحی گردن سے برنگ قطرۂ آب روان ہوکر صندوق سینہ سے متاع جان لیتی ہوئی اوجھ جھوجھ کو پاک کرکے سرمگاہ کے پھاٹک سے نکلی دو ٹکڑے ہوکر زنگی ہکے گرے یہ حال دیکھکر فوج زنگیان بسان رعد خروشان

ہو کر کھٹا کی طرح اس آفتاب خاوری پر آ چھائی پھر تو نیام انتقام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا شرق
نیام سے ہزار ہا آفتاب برائے دفع ظلمت رخ لیل زنگیان ساطع الانوار ہوا روز و شب بہم دست و گریبان
غٹ پٹ زنگیان و اسلامیان واو عطف ما بین مین گرز و خنجر ادھر خیز اور ادھر شیر خشم و نیز علم بلند
تھی سیاہ و سفید دونون گردش مین تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دنیا
اندھی نظر آتی تھی نظم

چو قماس پیش آمد و حمله برد	عنان را به اسپ تکاور سپرد	به پیش صف زنگیان کس نماند
ز گردان شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاه اندر آمد چو گرگ	پراگنده کرد آن سپاه بزرگ
وزان جایگه شد سوے میمنه	بیاورد جنگی سلیح و بنه	همه لشکر زنگ برهم دربه
کسے از یلان خویشتن راندید	دلیران خاور بکردار شیر	عدے تاختند از پس آن دلیر
بکشتند چندان ز زنگی سیاه	که گل شد ز خون خاک آوردگاه	

آخر بقیۃ السیف رو بفرار لائے
دلاورون نے طبل فتح بجائے خیام و اسباب عدو لوٹ لیا اور قماس نے سر سواری جانب قلعہ رخ کیا
رعایائے شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھکر باہر نکل آئی اور منت کر کے جان بچائی اُس
بہادر نے سب کو سرچشمۂ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ مین تشریف لایا توسک زنگی
رو کو گرفتار کر کے تمام قلعہ کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص اکابر شہر مین سے تجویز کر کے حاکم قلعہ
کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب دوسرے دن شہزادۂ خاور سیاہ قلعۂ افلاک مین
آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد + برآمیخت خورشید تیغ نبرد + توسک کو ایک عرابہ پر
بٹھا کر اور مال غنیمت بار کر کے وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ قاسم کے
پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت نذر دیا اور توسک کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش
ہوا اور اُس زنگی کو محل مین لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُنسے اُسکو دار پر چڑھایا اور تیرباران فرمایا
پھر کئی روز تک جلسۂ مسرت رہا آخر الامر شہزادہ قاسم نے لئے رخصت طلسم مین جانے کی چاہی
ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نمانا ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا یہانتک کہ بیشۂ
حیرت مین اگر اُترے دن بھر وہان کی سیر کی جب دوسرے دن چادر سیاہ زمانہ نے سر سے اُتاری
اور رداے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت سحر گہ چو از خواب برخاستند + بران

آرزو رفتن آراستند۔ شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اُسوقت ہر شخص دست دعا بلند کیے تھا
اور شہزادہ کے قدم پر گرنے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت مین
ٹھہرے مگر سیارہ عیار نے ساتھ نچھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھاکر روانہ ہوا اور کہتا گیا
کہ چالیس وزیر اراستہ دیکھنا پھر تم لشکر امیر مین چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر
ساکن ہوئے اور ہمایون بن شداد بادشاہ بیگم کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک مین گیا مگر شہزادہ قاسم
جو روانہ ہوئے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالاے کوہ جو دروازہ اور حصار ہے اُسطرف
سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم مین خلاف راہون سے جانا بہت نامناسب ہے آپ اطراف کوہ مین پھر کر
دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت
داخلہ طلسم لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہان طرفہ تماشا
دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہے کئی سو برج اُس قلعہ کا ہے اور ہر برج مین دروازہ سونیکا
لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان یاقوت سرخ کی بچھی ہین اور اُنپر عورتین گلبدن نازک
تن ہزار ناز و انداز بیٹھی ہین جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ شاہدان زہرہ جبین سیارے ہین
کہ بروج فلک مین داخل ہین بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب باطل ہین
بیچ مین قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر نیلم کا ہے بام و در برج بھی منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ
اُسکا زمرد سبز کا ہے اُسمین بھی کرسی بچھی زمرد کی رکھی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سو برج کی
کرن اُس یاقوت کی ضو ریز شرار ہے تا نگاہ سیمتنان کا رنگ اظہار ہے اور اُس کرسی پر کہ جسکی جگہ
سے پری بھی نہین جھپکا کہ ایسا کچھ نقش و نگار ہے اُسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہے یعنی ایک نازک بدن
جان بلبل گلشن شہنشاہ خوبان عالم بانی جور و ستم بیٹھی تھی دل و جان عاشقان ایک ایک ادا پر
لیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پُر پیچ و خم دار عقدہ کشاے مشکل رنج و فراق پیشانی اُسکی طباشیر
دافع خفقان خاطر عشاق ابرو کے روبرو ہلال فلک سرنگون بہر قتل عاشق دو خنجر آنکھون مژگان
جیسے خاطر عاشقان مین خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش اُسکی
گردش بخت ہجران روے تابان آفتاب سے جیتے ہوئے میدان آفتاب کا یہ منھ کہان کیا حسن
کا اُسکے بیان ہوا ایسا نہو کہ طول داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ و مشتری گوہر بحر دلبری سرو قد تھا

پرغم دافع رنج والم شیدا جسپر دل عالم سراپا نمکین حرکات اُسکے شیرین حسن نمکین طرحدار کرناگرم شوخ وطرار بیماردن کی مسیحا صورت اُسکی برآرندہ ہزار تمنا جان عالم اُسپر فدا کہ نظم

کہ گر بیندش آفتاب بلند
شود تیرہ از روے آن ارجمند
کمندست گیسوش ہم رنگ قیر
ہمی آید از دو لبش بوی شیر
خم آرد ز بالای او سرو بن
در افشان کند چون سراید سخن
ز دیدار وچہرش خرد بگذرد
ہمی داستان را خرد پرورد
چو خامش بود جان شرمست و بس
چو او در زمانہ ندیدست کس

شہزادہ اس غارتگر صبر وشکیب کو دیکھکر دل از کف دادہ ہوا چاہا پاس جانے پر آمادہ ہوا مگر مقدمۂ طلسم ونیرنگ سمجھکر خاموش رہا بادۂ الفت سے بیہوش رہا پھر جو سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہی مگر برجون کے کوٹھون پر غول اور پریان قرنا منھ سے لگائے استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ ٹنگا ہی ایک پری موگری لیے پاس اُسکے استادہ ہی اور سامنے اُس قلعہ کے جو میدان ہی وہ غیرت بخش صد گلستان ہی انواع واقسام کے درخت اور پھول اُسمین لگے ہین میوے پھلے ہین بادام اور الاچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا شاہد بہار کے پان کھانے کا حسن دان تھا نمکین برنگ رنگین لبان تھا بادام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر نشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو پھول تھا وہ سرتاج گلرخان تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب برگ گل آگئی تھی تو وہان معشوق کو مسی جاگئی تھی یا لب لعلین پر لکھوٹا جمایا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدۂ نرگس شہلا مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اُسکا آنکھون مین کھبا تھا عروس چمن نے گھبراکر سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا کہین لالہ اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہر مین پڑا تھا گوش شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جوئبار کا اگتا اور عکس اُسکا پانی مین پڑنا آئینہ خانۂ معشوق خوش قامت کا اگر منہ نظر آتا گویا قرطاس نہر پر الف کھنچا تھا گل زنبق کی طرفہ رونق تھی سیوتی دافع خفقان بنفشہ زار کا سودا الکوتی سنبل جعد گیسوے یار بالکل ہوتیا مرد سخندان کی طرح موتی سلک نظم بہار مین پروتا جو اسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر اشک و تا تمام عمر ہواے دید مین جان کھوتا کسی جگہ بادنجان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار شجر کا بچھا تھا گرد اُسکے بابونہ کا حاشیہ تھا ہر شاخ نہال پر دھاو نر کو کلا وحق سرہ بلبل ہزار داستان طوطی شارک جواہر کے جانور ہزار در ہزار بیٹھے تھے اور عجیب

زرنگ تھا کہ وہ جو اُن مین طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو لپنے زمزمون کے
سامنے ہنستے تھے کہ نظم

پہونچی تھی بہار آسمان تک
گل مثل چراغ گلفشان تھا
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز
تھی گرد چمن فضا سے کشمیر

نغمہ جو طیور گا رہے تھے | کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے
تھا کوچہ باغ کہکشان تک | غیرت دہ بزم بوستان تھا
مستی تھی صبا مین پائی جاتی | چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز | نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر

بیچ مین اُس مرغزار فرحت آگین کے ایک نہر آب لعبد آب تاب
جو کنار عالم مین نایاب ہے وان یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایان تھی لطافت مین روح روان پاکیزہ
لفشان سے بہتر صفائی مین آبداری گوہر دندان یار سے بڑھکر چشمہ خضر کوئی پوچھے کہ کیون نہان ہوا اسی
نہر سے شرمندہ ہو کر نہان ہو کنارے اُس رشک تسنیم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ و قاز و بوتیمار و مرغابی
و مرغابی و قرقرے جواہر کے بیٹھے تھے خوش فعلیان کرتے غوطے لگاتے اور اُڑتے تھے نہر مین لہرین آہستہ آہستہ
اسطرح روان تھین کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھین لہرون سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو
بہشت بیل تراشا ہو اور اُسمین فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن جڑ خطا
ہی پر روے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا ہوا اور کندن مین عکس سے اُسکے یہ ظاہر
کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی اُس ابر مین چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی دلائی سوسنی سنہری لچکے کی نظر
آتی تھی شہزادہ اس بہار نیرنج طلسمات کو دیکھکر دنگ تھا گر صاحب فرہنگ تھا ستیارہ
سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہرین اور وضو کر کے عبادت خدا کرین عیار نے عرض
کیا کہ ابھی ابھی دشت رشک بہشت کی سیر فرمایئے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش
ہو کر گلگشت فرمانے لگا جب چشمہ خورشید اُس نہر طلسمی کے روبرو بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر
مغرب مین سماکر روپوش ہوا عالم مین ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی نظم

ہوا یا جوش پر جب قلزم شام
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا

الجھا تھا جال پر سو گلستان کا | بنی پھر چادر عبرت دام

ہر شام خاور سیاہ اُس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی
رنگ نیچے جھک آیا اور پانی نہر کا زور سے بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ
خیال نفرمایا اور ہاتھ پانی مین ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسینے پکار کر

کہا کہ ارے بڑا غضب کیا اِس مسلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا تبھی وہ پانی آگ کا شعلہ ہو گیا
اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا اُسوقت قلعہ کے برجون مین کرسیون پر سے پریان اُٹھ
کھڑی ہوئین اور غولون نے قرنا بجائین اور اُس پری نے جو موگری لیے دروازے پر استادہ تھی گھنٹہ
بجایا اور اُس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر نہ ابر آیا اور چاند بنگیا اُس مہتاب کی چاندنی تمام
جنگل مین چھٹکی اور نہر مین ہزارون مچھلیان سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری اُبھر کر کرنے لگین
پھر غوطہ مار کر سر سینے نیچے کر لیے اور دُمین اُٹھا دین اور دُمین ہر ایک کی ایسی چوڑی تھین کہ ایک
ایک کنول اُپر از خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا
نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل کو
تازگی پاتی تھی پھول درختون کی شاخون مین مثل گوہر شب چراغ فروزان و روشن سمجھے
آویزۂ گوش معشوقان پُرفن تھے دریا سپہر خوبی تھا اور کنول مچھلیون کی دُمون پر ستارے تھے بلکہ
ستارے برج حوت مین مالک بر و بحر نے اُتارے تھے ابر سوسنی اُس چاندنی مین عجب کیفیت دیتا
تھا سفیدی اور اُودا ہٹ سے سہانا پن دل لبھائے لیتا تھا برج قلعہ پر پریان ناچتی تھین عجب سماں
تھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش سیر طلسم مین بیہوش تھا
کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر مین پشت قلعہ کیطرف سے ایک
مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن ہزاران جوبن تھی گلرخون کے مجمع سے وہ مورپنکھی
رشک گلشن تھی جلو رنگ اُسپر بچھی تھی مورپنکھی کے مورمنھ مین موتیون کے ہار لیے تھے مسند زرنگار
اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاوس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا
کہ خوبی تقدیر مجسم ہو کر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کم سن مسند پر جلوہ گر پائی وہ زورق لبسان صدف تھی
اور نازنین اُسمین گوہر بحر شرف تھی کئی سو کنیز گرد اُسکے حلقہ فگن اور بیچ مین وہ گلبدن رشک چمن
جو برج قلعہ پر جلوہ فگن تھی اس محبوبہ پرفن کے مقابل بد صورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی
کہ گیسوے مشکبار غیرت دہ صد ختن و تاتار زلف رسا اطال اللہ طولہا مثل عمر خضر دراز سنبلۂ فلک
کی چوٹی پر اُسکو ناز ہر تار زلف آئینہ رخ حور سے جوہر پیشانی منو آئینہ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم
جو پیشانی پر آگر گیسو کو تر کرے زلف شب مین رات کے بھیگنے کو شبنم گرے چہرہ روشن جو کبھی بے نقاب ہو

تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پہ تعویذ مرصع کار لگا تھا چاند سورج اُسمین بنے تھے
طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب مین شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قِران کیا تھا جبین پرافشان سے کے قرین
ابرو کا ہونا بیچ قوس مین ستارون کا مجمع تھا چشم فتّان کی نگاہ گرم نے غمزہ کاران دہر کا دل
تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیان اگر ماہ نو دیکھے ناخن بجگر رہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گر پڑے
لب لعلین برگ گل کو گھانس سمجھکر بے حقیقت سمجھے موتیون کی آبرو دُرِ دندان کچھ نہ جانے دہن تنگ
ایسا تنگ کہ گنجایش کلام نہین اسی سبب سے مشہور اُسکا نام نہین سواد گیسو سرمۂ دیدۂ بینش
اولی الابصار بیاض گردن نور عینین خرد پروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع
کرتا تھا یا یہ نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر مین خشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال
ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترقیم ہوتے ہین بر و دوش کے وصف مین سر در بغل ہون کہ کیا کہون
زبان قاصر ہے چپ رہون گات اُسکی گول اُبھری ہر بخت نکلی چھاتیان پردہ پردہ مین دل چھپا لیجاتیان ہر
عضو کا بیان نظم مین عیان ہے

نظم

جلوہ گر سینے پہ وہ آب روان کی کرتی | جسطرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن
جھلکے کرتی سے جو حجا شکم صاف کا نور | چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن
وصف مین ناف و شکم کے وہ لکھون مطلع صاف | دیکھکر جسکو پھڑک جائے ہر اک اہل سخن
مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن | ناف ہے جوہر آئینہ و یا عکس ذقن
چشم حیران کو ملا موے میان کا نہ سراغ | مو شگافی پہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن
قوت واہمہ نے گرچہ بدقت سو بار | کیا انگشت مژہ سے یہ اشارہ ابین
آگے اب جوش چلے نہین یارا ے کلام | صفت ناف ہوئی مہر خموشی بدہن
بند شلوار مین لچھون کا نہین ہے جلوہ | دو ذنب مین ہین یہ دو عقد ثریا روشن
بند شلوار نہین زیر کمر جلوہ نما | ہے سر گنج نہان مار دو سر کا مسکن
ساق یا شمع سر طور ہین یا مشعل نور | ید بیضا کی طرح دونون کف پا روشن
زیب پا ایسی ہے لعلون کی جڑاؤ پازیب | کہ نہو جسکی بہا حاصل بحر و معدن
حسن تمثیل ہے ہر عضو ہے نکہ سک سے درست | سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے مین بدن

شہزادہ اُس بُت خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر پر قابو نرہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج لشکر صبر و خرد کا　　نہ تھا کچھ پاس دل کو ننگ و بد کا　　دکھایا جائزہ فوج الم نے

کیے حاضر پیادے آہ و غم نے　　رسالہ اشک گلگون نے جمایا　　علم بر آہ نے آگے بڑھایا

وہ رن مہتاب تھی یا آہ سوزان　　جلایا جسنے سب راحت کا سامان　　پس بیتاب ہو کر پکارا کہ بیت

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو + کاش کے تم مرے لیے ہوتے + اُس قلزم حسن نے جو صدا اپنے مضطر کی سُنی نظر الفت اُسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار مہر و الفت کا سودائی دشت محبت کا سودا زدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر کے جان سے ہاتھ دھوکے غرق دریاے نام و ننگ سے آبرو ڈبوکے بیٹھا ہے یہ اُسکا نقشہ ہے کہ گیسوؤں سے آشفتگی ہویدا ہے آنکھوں سے ہوس پیدا ہے پیشانی پر پیش آنی جان جانی لکھا ہے آنکھوں سے صاد دفتر عشق پر کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام میں لیے ہوئے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی ہے کہ دفتر میں لکھوا لئے ہے معرکہ محبت میں قدم جمائے ہے سلطان خوش رو خسرو نیکخو مشتاقوں کا آرام جان بادشاہ خوبان جہان خوبی مجسم شب خلوت میں انیس و ہمدم بہتر سے بہتر آسمان حسن کا نیر فلک ناز کا ماہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا دافع صدمات و آلام جس سے دلون کو آرام تسلی دینے والا دل سبکا لینے والا ہزار جان سے ہر ایک کا پیارا محبوبوں کی آنکھ کا تارا مطلع

طبیعت اُسکی خود بینی سے بچی ہے　　کہ ہے دیوار گلشن سو تو ان ناک　　لب گلرنگ پر رستے ہیں مرجان

لیے ہیں شرم سے لعل بدخشان　　عجب دلکش ہے وہ آواز شیرین　　نظر مین تلخ ہے انداز شیرین

کلام اُسکا فصیح و پر کرامات　　نہ نکلے خفر سے بھی رو برو بات　　وہ گوہر محیط حسن اس صورت

زیبا کو دیکھکر غش کر گئی گویا زبان حال سے یہ کہتی تھی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن + بیٹھے رہیں تصور جانان کیے ہوئے + ایک بڑھیا ابلیس کی نانی تلبیس میں آفت زمانہ ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا قصابہ سر پر باندھے تھی اُسنے گلاب منھ پر چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اُس ضعیفہ نے مورنکھی جلد کنارہ پر پہونچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملاکر گویا ہوئی کہ اے شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکہ خوش صفات ہیں تو یہاں تشریف لا کے سیر دریا فرمایئے باتیں کیجیے اپنی کہیے اور کی سنیے پھر چلے جایئے گا شہزادہ یہ سنکر عازم روانگی ہوا عیار نے ہر چند منع کیا کہ اے آقا سے من آپ کہان جاتے ہیں یہ مقام طلسم و نیرنگ ہے یہاں کا رنگ

بیڈھنگ ہے واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے خوب سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ سُنا اور حسرت کرکے اپنے تئین کشتی پر پہونچایا اور پاس اُس اُس بحر خوبی کے آکر مسند پر پہلو مین بیٹھا دل مضطر کو قرار آیا وہ مور نگھی اُس گوہر خوبی کو پاکر مثل باد صرصر کے سن سن روانہ ہوئی ستارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہگیا یہانتک کہ بیچ دریا مین پہونچکر مورنگھی نے چکر کھایا قاسم ایسا محو نظارۂ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مورنگھی چکر کھا کے دریا مین آخر بیٹھ گئی ستارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ ناؤ پھر اُبھر یگی لیکن سُنتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین + ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین ؟ الحاصل جب کچھ پتا اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نپایا رات بھر جنگل مین پھرا کیا جسدم بحر نور سحر عالم مین موجزن ہوا اور دریائے ظلمت نے کنارہ کیا فروغ ماہ قلزم نور مہر مین ڈوبا نظم

کہ وہ شب صورت فرہاد عشاق	ہوئی یکبارگی رخصت کی مشتاق
رہائے نور پھیلی آسمان سے	ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے

ستارہ نالان و گریان بسان سحر چاک گریبان پشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذیجاہ مین آیا اور سرداروں سے حال شہزادہ سنایا اور کہا مین پہاڑ پر جاتا ہون وہان جو دروازہ لگا ہے جس راہ سے کہ سلطان گیا ہے مین بھی داخل طلسم ہوتا ہون کہین تو اپنے آقائے نامدار کو پاؤنگا یہ کہکر آنسے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم مین جاتا ہے اور شہزادہ قاسم کو وہ نازنین لیگئی اِن دونون کا حال آیندہ انشاءاللہ بیان ہوگا اب شمۂ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہے اور ضمناً حال کوکب وغیرہ

داستان دلستان پہونچنا افراسیاب کا کوہ نیلم پر اور دیکھنا دوربین سحر لگا کر لشکر لقا کو اور اطراف طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا دربند آہنی در سے کے متصل جنگ فتح کرنے جہانگیر بن صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہے مگر اپنی نسل سے بیخبر ہے اب فرزند خورشید جادو کہلاتا ہے غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب مین اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر بن امیر کے لمؤلفہ

کہان ہے اے مرے ساقی کہان ہے	مے رنگین جو ہے باقی کہان ہے	نشہ اترا بدن سب ٹوٹتا ہے

متاع صبر کوئی لوٹتا ہی
یہی کہتی ہی لانا جام لانا
لبی غلغل تو بہ ای توبہ کنان ہی
مزا دیتا ہی زاہد کا ٹھگانا
اُٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
مزا دونا ہو تا لطف سخن کا
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہی
چلن ہی دور جام مے کا جاری
کرم ساقی کا جبتک ای خدا ہی
وسیلہ ہی جو لطف داستان کا
کنون رنگین نویس داستانم

مزون سے کے دو سے حسرت کی گانٹھ
بہانا کچھ نہ ای ساقی بتانا
ہوس شرما کے جام مے ہی تکتی
وہ اُسکا مے پرست ہمکو بتانا
کہا تنگ صبر اب ہی بیقراری
چھلک ساغر کی بھر ہمکو دکھا دے
ابھی کچھ دل کا مطلب بگیا ہی
عرض ساغر کے لب بھر جا ہی
بہار جام رنگین جبتک ہو
شراب سرخ مین جبتک مزا ہی
مرے ساقی سے بھر کی مہربانی
زرفشانان و تحسین ستانم

ترقی آرزو کی دل کی خواہش
دو ور شوق بھر منت کنان ہی
نظر مین شکل مینا ہی جھلکتی
خدا را اتبو ای ساقی پُرفن
صراحی کی طرح ہی اشکباری
مے گلگون سے پیمانہ کو چھلکا
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہی
ہی جبتک دل کو مے کی بیقراری
مے گلگون سے ساغر کی چھلک ہی
بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
پھر آیا جاہ وقت قصہ خوانی

دوربینان خرد خردہ انجام کار و نظربازان اطراف طلسم روزگار۔ گرم سازان معرکۂ دلا۔ دمسازان میدان وغا۔ مدہوشان بادۂ مستانِ نصرت و یاوری۔ و خلعت پوشان ملبوس اعانت و وفاداری تحمتعان عرصۂ جنگ و جدال سیمتعان اخبار نام و ننگ معرکۂ قتال۔ کوہ مضامین کی بلندی پر سے براے تلاش فتاح طلسم معانی و الکتش اسطرح یک نظر دوڑاتے ہین اور دوربین فکر و دیدۂ خیال پر لگاکر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بادل بیتاب جویاے طلسم کشا رفتہ رفتہ آخر کوہ نیلم پر پہونچا یہ کوہ پُر شکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہی نہایت ارجمند ہی اطراف مین اس پہاڑ کے بہت سے ملک آباد ہین ساحر ساکن بادل شاد ہین شاہ جادوان جب جاتا ہی دم بھر مین یہان آتا ہی اسوقت بتلاشی طلسم کشا جو آیا ہی اس سبب سے صحرا و کوہ و قلعہ جات طلسم مین پھرتا اور جا بجا ٹھہرتا ہوا دیر مین اسجگہ پہونچا ہی بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہی مدبر و ساحر خود کام دار الامارت اُسکا دریاے نیل مین ہی وہین اُسکا مقام ہی بادشاہ طلسم سے دعوی برابری کا رکھتا ہی اور شاہ جادو بھی اُسکو اپنا برابر والا جانکر خراج و باج نہین لیتا ہی اسوقت افراسیاب کو اُسکے پاس تو جانا منظور تھا

پس کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر سے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر
حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر ایک قصر مین نے بنوایا ہی سیر و شکار کے وقت جا کے
سکونت و آرام مقرر فرمایا ہی حضور وہان تشریف لیچلیں اور کچھ دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین
پھر آؤنگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہون یہیں کا حکم فرمایا کہ اسیمقام پر فرش کیا جا
نیلم نے ایک میدان وسیع و پُر فضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین اور مسندہاے جواہر آراستہ و پیراستہ
کیے کرسیان طلاکار بچھ گئین تکیے جواہر دوز سلک گوہر سے آراستہ استادہ ہوئے بادشاہ ایک
کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی خوش ادا جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب
سے گرم ہوا اور کسل راہ مٹا فوراً اسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری زیور
زمردین پہنے لباس سبز سے آراستہ صندوقچہ ہاتھون پر لیے اُڑتی ہوئی آئی اور زمین پر پہونچکر بادشاہ
کو آداب بجالائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر کچھ اسم پڑھا کہ وہ صندوقچہ کھلا اسمین دوربین سحر کی
رکھی تھی واقع مین اصطرلاب جاماسپ تھی تمام عالم اُسمین نظر آتا تھا آئینہ سارا ماجرا ہو جاتا تھا وہ دو
شکل صراحی کے بنی تھی دو طرف اُسپر شیشے سحر کے چڑھے تھے جواہر کی پچی کاری تھی خیال و اندیش
جہان نہ جاسکے وہان نگاہ اُسکے لگنے سے جاتی فکر رسائی جہان رسائی نہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد
جسطرح فکر منجم ہو فلک کی سیار ✦ اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار ✦ بادشاہ طلسم نے وہ دوربین
آنکھ پر لگا کر سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی تجسس اسلیے اسنے کیا ہی کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا تھا
کہ فلان زمانہ مین طلسم نور افشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہی تو یہی
پایا ہی پس چاہتا ہی کہ اُس طلسم کشا کو مین پیدا کرکے نام اسکا کرون اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا
بناؤن اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہی جب اُسکے گھر پر آفت آئیگی تو اُسکے بچانے مین مصروف ہوگا
شراکت عمرو کی کیا کریگا غرض جب دوربین لگا کر دیکھا اور اطراف مین نظر کی دربند اژدر یہ جو آخر دربند
طلسم ہوش ربا کا ہی اُسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق
اس دربند کے متصل ہی اور شہزادہ بدیع الزمان بھی اُسی مقام پر قید ہین کیونکہ عمدیا سے غل کا
زندانخانہ بھی دربند اژدر یہ ہی حاصل کلام کوہستان کی جانب لقد صحیح و بصیر جو اسنے بغور دیکھا
ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ ہی توپین لُچھر لُچھر پڑی ہین اور آہنی ڈھلی ہوئی چھاگلیون مین

لگی ہین گولا انداز برق انداز الگ الگ مستعد بجنگ عمل رہے ہین کڑپ کے پوسے ڈھیر ہین پرانے پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین تیر انداز فصیل قلعہ پر لیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہے اس میدان مین دو دریا سے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغزن ہین علم سربلند ہین عراسے گرزون سے مملو سرداران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین معروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کو پشت پر لیے فوج صف کشیدہ تھی اُسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار تندخو قامت دراز لسان کوہ البرز زبردست تیز جنگ قوی گرز نظم

همه جسم او بود چون پر زاغ — سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
برہنہ تن و سفت و بالا بلند — تنا ور بقامت ببالا و سہند

جھولی سحر کی گلے مین ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان مین ہو اور دوسری جانب جو لشکر آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ جوانزاد قمر پیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جہاندار کشورستان نصرت و شوکت اسکی جبین بانگین دمبین سے عیان آیا ہے اسکی تنو مندی اور زور بازو کی یہ کیفیت کہ عیان راچہ بیان نظم

بہ بالا ز سرو سہی برتر ست — ز مشک سیہ بر سرش افسر ست — رخش را توان کرد نسبت بماہ
اگر ماہ دارد دو زلف سیاہ — ہنرہا و دانش ز دہ بار بیش — خرد را پرستار دارد بہ پیش
فرو ہشتہ از ترک و مغفرہ — زدہ بر زرہ بر فراوان گرہ — یکے گرزہ گاو پیکر بچنگ
زدہ بر کمر چار تیر خدنگ — ببازو کمان و بزین بر کمند — میان را بزرین کمر کردہ بند

چنانچہ اُس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربہ اُسکے رد کرکے بند دست اُسکا ہنگام تیغ افگنی بکار آسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر اُتر آئے مرکب چھوڑ دیے کشتی بعبد درشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اُس نوجوان نے اکھیڑ کر جو مارا چار دن شانے چت اُس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنیکا کرنے کے وقت انکار پایا کمر پکڑ کر زیر باد بالکر شل کر پاس بوسیدہ چیر ڈالا فوج اُسطرف کی لیا لیا کر چلی اُس شہریار نے کود کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف زرغہ فوج دشمن مین

در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم

ہمی رفت ازان گونہ برسان شیر	ز فوج عدو ان چندان بکشت	کہ گفتی جہان تیغ دارد بدست
ہمی ساخت برسان شیر ژیان	نہنگے بجنگ اژدہائے بزیر	چنین تا بلشکر گہ دشمنان
	ز بس شد ز دشمن چو دریائے خون	جہانجوی را تیغ شد رہنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی پل تختہ اٹھا لیا قفلبند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی موج جو قتل کرتی آتی تھی وہ رُکی لیکن شہزادہ فلک جاہ بسان شیر غضبناک توپوں سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے روکتا جانب قلعہ چلا اُسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولاں سے رنگین تھا دھواں ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولا اولہ کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہو	بیشک انھیں توپوں کا دھواں ابر	پیدا جو دھوئیں میں ہیں شرر
گویا کہ ہیں رات کو ستارے	آواز اگر سنے نہو فرق	بجلی بھی ہو ڈر کے ابر میں غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق پہونچا اسوقت لغفا سے حقہ قارورۂ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے لگے اُسنے سپر فراخ دامن منھ پر رکھکر سب آفتیں جھیلیں اور گرز جھولا دیکر خندق کے اُس پار پھینکا پھر آپ مرکب سے اُتر خندق پر آگیا قلعہ پر توپ بند ہو گئی مگر تیرانے چیروں میں آگ دی گئی تیل سے کڑھاو اُنڈیلے گئے اُس دلاور نے بڑھکر پھاٹک توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا اتنے تو یہ بند ہو چلی تھی فوج اُس بہادر کی خندق پاٹکر اُتر آئی قلعہ میں بھگدڑ پڑی ساحران قلعہ نے سحر بھی ہر طرح سے کیے لیکن کچھ اثر نہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوئے رعایا نے چادر امان ہلائی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت و خون رہا آخر اُس مرد جنگی نے بسر سواری قلعہ تسخیر کر لیا یہ ماجرا افراسیاب نے دوربین سحر میں دیکھا حیران ہو کر نیلم جادو سے پوچھا کہ تمکو معلوم ہو یہ طلسم قریب ہے بند آخر طلسم کونسا قلعہ ہے اور میں نے ابھی دوربین میں یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمھارے ملک میں واقفیت رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اسکو قلعۂ زرد کوہ کہتے ہیں اور حاکم اُسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو کہ آپ نے دیکھا کہ اس بہادر نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعۂ کوہ خورشیدیہ کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ اسکو پہلوانی نہیں آتی ہے مگر عیار بے بدل

ہے اور نام اُسکا مہتر چالاک تیز رفتار ہے ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کرکے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اُس اُسکے پر تاثیر نہین کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور و طاقت مین رُستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع مین نظر نہین رکھتا ہے سُنتے ہین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے از بسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کرکے پالا ہے لیکن تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونون لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے۔ یہ ماجرا جو **افراسیاب** نے اسکی زبانی سُنا بہت خوش ہوا اور دور بین مین صورت شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رگ ہاشمی چہرہ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور کلالۂ سلسلۂ اسمٰعیلی دوش پر چھوٹے ہوئے تھے پس سمجھا کہ بیشک یہ نسل حمزہ سے ہے اور ساحرون مین ملا ہوا ہے ضرور تیری اطاعت کریگا اب یہان سے چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بُلا اور دوستی کا برتاو کرکے طلسم کو کب پر اس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ سوچکر دوربین سحر صندوقچہ مین رکھکر برزاد کو حوالہ کی کہ وہ جسطرح لیکر آئی تھی اُسیطرح لیگئی اور آپ تادیر اُس کوہ پر بعد سر در گھر ایا شراب پیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام تر باغ سیب مین آیا ارکان سلطنت واعیان مملکت نے نذر دی تعظیم کی تخت پر یہ جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر باوقار تخت کے گرد بیٹھا دربار جمع ہوا جام مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا کہ ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر	قلم خواست رومی و چینی حریر	نویسندہ از کلک چون خامہ کرد
سوے شاہ خورشید یہ نامہ کرد	ہم انگاہ صد مرد از ساحران	گزین کرد گویا و شیرین زبان
در گنج ہے ریخ بکشاد شاہ	گزین کرد ازان بادہ و تاج و گاہ	ہم از گوہر و جامہ نابرید
ز چیزے کہ شایستہ تر برگزید	بردند سی صد شتر وار بار	ہمان جامہ و گوہر شاہوار
دو اشتر ہمہ بار دینار بود	صد اشتر ز گنج درم بار بود	بہ پیل یک تخت زرین نہاد
بہ پیلے کہ پرمایہ تر زین نہاد		

جب یہ تحفہ تیار ہو چکا منشی عزرت رقم نے نامۂ محبت مشحون ترقیم کرکے بلوشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامۂ شاہ افراسیاب بنابر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید

تاج بخش محتوی بہ انکسار والتجا لمولفہ

پہلے تعریف ساحری کی لکھون
ہے عیان قلب ساحران پر جسکی
ناصر دین سامری کیشان
جرس کاروان صدق وصفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کرکے ارادہ باصد ذوق
باغ یکرنگی و محبت کے
اُسی گل سے بہار ہم بھی ہین
ہے کرم سبز ابر آذاری
تازگی بخش ہے وہ برگ وخار
بیسرو تن مین جدا جو گوہر ہین
ہے ہماری تمھاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہون مین لیکن
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
اور اگر کیے تو نے کی غفلت
فکر مین مبتلا بہت مین رہا
ہین خداوند باخبر مغلوب
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
گو کہ اس حالمین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ ہو نے لطف انجام
وہ جہانگیر وصف شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اُسکے گہر

اور جمشید کا مین وصف کرون
اُنکی تعریف کیا لکھے خامہ
مرہم زخم سینۂ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہین آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہون
گلشن دوستی والفت کے
خار وگل دونون باغمین ہین ایک
فیض باد صبا کا ہے جاری
اک شجر مین جدا جدا ہین ثمر
رشتہ داری مین سب برابر ہین
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
آپکا میرا ایک ہے مامن
نہ کبھی آئے یان نہ کچھ لکھا
ہمسے پہلے جتائی کب الفت
یعنے کچھ لوگ بدظن و باغی
اُنکی بھی یاری دلسے ہے مطلوب
اسی اندیشہ و تفکر مین
لیکن ہے تمسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغزن قاتل خلف کردار
لینے دشمن کی گوشمالی کو

ہوئے دو سو خداؤن سے کا وصاف
دوست کو اپنے لکھتا ہے نامہ
رہبر راہ دوستی و ولا
زیر حکم ہو کے ہے تا ماہی
رسمہائے وداد وخلت وشوق
نقش پرداز مدعا ہون یون
آپ گل ہین تو خار ہم بھی ہین
پرورش پاتے ہین بفیض بہار
باغمین چلتی ہے جو باد بہار
ہین برابر مزے مین سب یکسر
ہے مراد اس سے یہ شہ ذیجاہ
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہے یہ کہ آجتک تمنے
واہ وا واہ یہ ہی چاہیے تھا
مشفق من سبب یہ ہے اسکا
مجھ سے آمادہ جنگ ہین طاغی
بھیجا کرتا ہون فوج اُنکے پاس
آئنہ سا ہون مین تحیر مین
اسلیے نامۂ محبت خیز
لکھکے تشریف لائیے یان پر
آئے اسجا تو ملک و مال مین دونون
بھیجون اُنکو مین اے شہ خوشخو

ختم کرتا ہون اسجگہ نامہ — رک گیا چلتے چلتے بس خامہ
ہو ہمیشہ وزبان رہو تم شاد — گلشن دوستی مین باد مراد

اِس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور اُن سو ساحرون کو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوگے تھے ایک ساحر عقیل جادو نام کے ماتحت کرکے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہوکر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریاے خون رواں کے اِس پار رہتا ہی جب یہ اپنے گھر آیا تو اُسکے جانے کی نامہ لیکر خورشید کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سنا کہ شاہ طلسم ملک خورشید کو بلاتا ہی بس اپنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اُسنے فوراً عرضی تحریر کرکے ایک طائر سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہی کہ شاہ کوکب کو فکر لوح طلسم کی تھی اُسی فکر مین اُسنے اپنے استاد نور افشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی استاد نے مضمون عرضی معلوم کرکے اپنے سحر کے زور سے حال کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمھارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہی سمجھ فکر نکرو کہ افراسیاب نے کوہ تیلم پر جاکر جہانگیر بن خورشید کو اُسنے دکھا ہی چنانچہ اُس شہزادہ مین نشانیان نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اُسکے بلانے کو نامہ لکھا ہی اگر وہ آجائیگا تو تمھارے طلسم کے فتح کرنے کو شاہ جادوان اُسے بھجوائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہی ۔ جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے مقام سے ایک نفر بھیجا کہ وہ عمرو جو قلعہ ہفت رنگ مین تیران پاس تھے اُٹھا لایا عمرو نے جسطرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرضکہ آداب بجالایا بادشاہ نے تخلیہ کراکر مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملک خورشید کے پاس بھیجیے اور اُسکو اپنے پاس بُلا لیجیے وہ یقین ہی کہ دو شاہ کو اپنا طالب دیکھکر کسیطرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشید مین بھیجدیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو اُسکو اُسکے حال پیدایش سے آگاہ کرکے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھ بھیجیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونے کا ملک خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شراکت اُسکی قبول کرلے ۔ شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہی کہ تم نامہ مشتمل بسمت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہونچا اُسنے

اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہی نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اسکے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا اسکے نامہ کا حال بر وقت پہونچنے ملک خورشید کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیے کہ تحفہاے گرانبہا اور کشتیہاے جواہر پر از اسباب طلا اور چند اشیاے طلسم ایک ساحر ذوفنون جادو نام کو دیکر کئی سو ساحر ہوشیار اسکے ہمراہ کیے اور منشی ندرت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اُسنے عروس قرطاس کو زیور درہاے مضمون سے یون آراستہ کیا

نامۂ کوکب روشن ضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل بر مضمون تودد تحمید و ہدایت تنویر لمولفہ

کرون پہلے حمد خداے قدیر ۔ وہی سبکا ہی خالق بے نظیر ۔ خداوند بخشندہ و دادگر
خداوند خلاق شمس و قمر ۔ جہان اُسنے اک کن مین پیدا کیا ۔ مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
وہی سبکا خالق وہی بادشاہ ۔ اُسیکے ہین محتاج شاہ و سپاہ ۔ جسے چاہے دم بھر مین رسوا کرے
جسے چاہے پل بھر مین عزت دیے ۔ ذلیلون کو کرتا ہی دم مین جلیل ۔ جلیلون کو کرتا ہی دم مین ذلیل
غرض اُسکو ہی سبطرح اختیار ۔ وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار ۔ نہین چاہیے ہی بشر کو غرور
کہ مغرور سے رب ہی بیشک نفور ۔ اسی وجہ سے شاہ خورشید کو ۔ شہ دادگر رشک جمشید کو
لکھا جاتا ہی بعد رسم سلام ۔ کہ اے شاہ فرخندہ و نیکنام ۔ شہ خسروان صاحب عقل و ہوش
خرد گستر و عالم جرم پوش ۔ خداوند لشکر خداوند تخت ۔ شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
شہ نامور خسرو روزگار ۔ سرافراز و گردن کش و تاجدار ۔ خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
جہاندار و کیخسرو و کجکلاہ ۔ سعادت قرین ملک زیر نگین ۔ رہے کانپتا تجھ سے مہر مبین
ہی رسم مروت کے شایان یہی ۔ ہی دنیا مین کار نمایان یہی ۔ ہمیشہ ہون سرکش سے نفرت پذیر
اولو العزم عاجز کے ہون دستگیر ۔ یہی میرے دلکو بھی آیا خیال ۔ کہ مہرخ ہی دنیا مین عاجز کمال
مدد اُسکی کرنا ہو لازم مجھے ۔ کہ خالق جزا اُسکی محشر مین دے ۔ جہان مین ہین جس مرتبہ سر بلند
ہمیشہ ہین وہ حامی مستمند ۔ فلک گرچہ سرکش ہی بیدادگر ۔ مگر وہ زمین پر جھکائے ہی سر
درخشان ہین گو نجم افلاک پر ۔ مگر روشنی بخش ہین خاک پر ۔ فلک سے نظر مہر کی آفتاب
کرے جب تو ہو سنگ لعل خوش آب ۔ شجر جتنے ہین بار لائے ہوئے ۔ زمین ہی مین سر کو جھکائے ہوئے

نباتات کا دیکھکر حال زار
وہین آب صاف اُس سے ظاہر ہوا
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
خدا کا ہمیشہ رہو اسیر عتاب
تمھین بھی نہین چاہیے ای شفیق
مری سمت آنا گوارا کرو
عمرو مسخ و حمزۂ نامدار
نصیحت سے خالی نہین یہ پیام

گُہر اشک کے ابر سے بیشمار
اسیطرح سے ای شہ تاج گیر
دکھاتا ہی منھ اُسکو روز جزا
نہ تھی اُسکی شرکت گوارا مجھے
کہ ایسے سے جا کر ہو تم رفیق
اگر آپ یان آئیے مہربان
یہ سب ہونگے خوش اور زمین کسان
رہے ملک آباد خلقت ہو شاد

زمین پر پسیجا جو دل کوہ کا
زمانہ مین عاجز کے ہین دستگیر
ہو مغرور و سرکش جو افراسیاب
خدا کے غضب کا ہو بار اسکے
غریبون سے لطف و مدارا کرو
تو احسان فرمایئے مہربان
کیا ختم اسجا پہ مین نے کلام
ترقی پر اقبال و دولت مدام

صحیفہ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شایستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی سو ساحرون کے ہمراہ مع خواجہ دیباجہ چلا اور اُسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید یہ قریب تر تھا طلسم کے باہر نکلا اُس طرف سے قاصد فرستادۂ افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پر کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید یہ روانہ ہوا اسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر نکلا اور اسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اس سبب سے اُسکو نہین روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ بھی جاتا ہی دیکھون تو کہ وہ اسکو کیا جواب دیتا ہی اور کسکے پاس آتا ہی پس اہل دربند کو حکم پہونچ گیا کہ طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اِس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک خورشید یہ ہوئے زمین سرسبز اور جاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کر لیئے اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کوکب آیا ہی وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی ایسی بنا کے علحدہ ٹھہرا اُس طرف جہانگیر قلعہ فتح کر کے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہو کر

آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کر ایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے سامنے آکر
بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی اُسنے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے
لانے کو بھیجا سردار باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کر کے کہا کہ چلیے حضور مین آپکی
طلب ہے اُنھون نے کہا بہت انسب ہے پس درباری لباس سے آراستہ و محلی ہوکر تمام تحفہ
ہمراہ لیکر روانہ ہوئے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا
اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دکانین محرابدار و منقش و رنگین ہر عمارت کے
بالاخانون پر کنگرہ رکھے ہوئے کنگرہ چرخ سے برابری کرتے کرسے بنے بروج فلک کو رشک دیتے
کٹہرے رشک دہ خطوط کہکشان و شعاع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ
تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیا رنفیسہ کا بازارون مین انبار تھا ہر ایک بدل و جان اسکا
خریدار تھا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے ڈنڈیے کسانون کی خدمت کر رہے
تھے بنیے چلین پی رہے تھے توسے کو تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے دو پایا دو پایا
دو پایا تینا ہین مینا خریدار چنگی مین اناج لیکر بر کھتے تھے اسیطرح سے یہ سفیر والا تدبیر ہر مقام کی سیر
سے سیر ہوتے دار الامارۃ مین پہونچے فرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گرد گرد دشش
کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہین ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی
دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر تشریف فرما ہے اور کئی سوزنیہ کا سرپہ یاقوت و زمرد سے
آراستہ ہے اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی بہا مین کم ہفت کشور کا خراج سر پر رکھے ہے
اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر بال ہما کا گردش کرتا ہے
پریچہرگان ساز لیے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہے **نظم**

زدیباے چینی دار بر میان	در فشی بہ ہر پردہ اندر میان	تو گوئی بہشت ست یا بزمگاہ
سپہر برین ست یا چرخ ماہ	نہادند در جیش تختی زعاج	بار آیش تخت کرسی ساج
نشستہ بران تخت خورشید شاہ	بگرد اندرون پہلوان سپاہ	ایلچیون نے اس کر و فر کو دیکھکر

مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور ستائش کنان حسب ایماے شاہ قریب آکر اول تحفے و ہدایا پیشکش
کیے اور نامہ دیکے پھر بموجب حکم کرسیون پر با دب متمکن ہوے منشی عطارد رقم طلب ہوا

بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارہ اُٹھوا کر جلوخانہ مین اسپ و فیل و شتر
جو پُر از گنج و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے اُنپر نظر کی پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جسطرح دونون بادشاہون
نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلمبند کیا تھا کہ ای
شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجزہ و مسکینہ بے یاور و نہایت
مضطر ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہی اور کوئی سواے خدا کے نہین وسیلہ ہی
امید ملازمان درگاہ فلک پایگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمایئے دشمن
کو میرے روز بد دکھایئے زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد و عیش و عشرت
مقرون ہو جیو یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے جب سنے شہزادہ جہانگیر کیطرف مسکرا کر دیکھا شہزادہ
موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہی ہر چند کہ در پردہ اُسنے ہمکو منکر اور بے ایمان بنایا
ہی مگر مضمون بہت نایاب ہی قول اُسکا براہ صواب ہی عاجزون ہی کی شراکت کرنا کار مردان نبرد آزما ہی
اسی بات سے خوش خدا ہی پس کوکب شریک مہرخ ہی ہمکو بھی اُسیکی شراکت زیبا ہی افراسیاب
تو خود شہنشاہ ساحران ہی اُسکی اعانت کرنا ننگ بہر مردان ہی ملک خورشید نے جب یہ تقریر شہزادہ
کی سنی از بسکہ اصل مین تو اُسکی کچھ حقیقت نہین ہی بادشاہ مثل اور قلعہ داران یہ بھی ہی شہزادہ کے
سبب سے توقیر ملی ہی اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اُسکو
خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہی ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے چنانچہ شریک
اُسیکے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند حمزہ ہی ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا
چاہیے کہ یہ کسیطرف نجائے یہ سوچکر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے آشنا کیا اور کہا ای فرزند دلبند کوکب
سے شریک عمرو عیار ہی جسکا مالک زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ نامدار ہی اور عمرو سردار لشکر مہرخ
ہی پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسیکی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب
کو اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہی کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف
نکرو اور میرے نزدیک افراسیاب ہی کی مدد کرنا زیبا ہی کیونکہ وہ خداے باختر کی طرفداری کرتا ہی
اور ہمارا دین اور اُسکا ایک ہی اُسکو چارطرف سے گھیر کر بیدینون نے روز بد دکھانا چاہا ہی شہزادہ
نے جب یہ تقریر سُنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب ہو سکتا ہی کہ کوئی اُسکو نہ بیرو

آزمائی بلائے اور وہ بجائے اور کوئی اُس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت * کہ اول بانگہر تیغ داد کابینش * بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست * اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کرکے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوگئے اول گوشمالی طنبور کو دی گئی اور طبلون کو طمانچہ تھاپ کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا نظم

بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا
تھی غارت ملک دل کو کافی
تھی پیچ کی تان غضب ہوئی تھی
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
کسطرح کرین نہ دل کو تسخیر
سُن سُنکے سب اہل فہم تھے سُن
آتی تھی زبان پر جو کافی
وہ کھینچتے تھے ہوا یہ تصویر

اسی ہنگامہ عشرت مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ ایک کلانوت پیر زمین گیر در پر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلانوت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ بہ نہایت نحیف ہے پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہے داڑھی تا بہ سینہ ہے پان تک کی پیک بہی ہے کرتا آب رواں کا گلے مین گلبدن کا پاجامہ پانوُن مین کڑے ڈگی پکھاوج ہاتھ مین لیے پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے پس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالامال ہوکر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بلاؤن ام الجبال مین رہتا ہون مگر میرا رہنا کیا کانور دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھر آیا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے نَے کو منہ سے لگاکر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی نظم

یہ کہکے اُسنے جو مونھون پہ دھر
نَے جو پھونکی وان سورون کے بجے
یہان تک بجائی کہ دیوار و در
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل
کھڑے رہگئے ہوش طوطے ہو کے
تو جون شمع اشک لگے نکل

بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا شہزادہ نے بیچین ہوکر کہا کہ اے مرد باکمال واسطے اپنے دین و مذہب کا ہم لوگون کو نغمہ سلسبیل بخشو پیر نے عرض کیا کہ اے شہزادہ فلک جاہ یہ بوڑھا شراب کا عادی بہت ہے اگر پیمانہ میرے سپرد فرمائیے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اٹھائیے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا

کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیون نے سبو و ساغر لاکر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ بیت بنکر فقیر بیٹھا
بھی یہ رند تیرا + سب میکشون نے ملکر پیر مغان بنایا + کلا کوت کہ اصل مین عمرو ہی اور بیان کیا تھا
کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے
پاس بھیجون اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کراون فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کٹورون
گلابیون مین الٹ پھیر کرنے لگا اور کئی مقام پر اسکا میخانہ سجنا بیان ہو چکا ہے اسیطرح بیان بھی
درست کرنے لگا اور اسی انتظام مین شراب کو آغشتہ بداروے بیہوشی کیا اور نے بجاتا جام پر از شراب
ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادہ موصوف کا
مہر چاپک کہین گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اسنے وقائع نگارون کی تحریر مین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین
اور تعریف گانے کی اور نے بجانے کی لکھی دیکھی ہے پس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اسنے دیکھا
اور از سرتاپا عمرو پر نظر کی نگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار اور ایلچیونکے ہمراہ آیا ہے دستبردی کیا چاہتا
ہے چنانچہ اسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ ای پیر یہ ساغر پہلے تو پی پھر
اور کو پلانا خواجہ نے اسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے بدن کا
انسان پایا کہ کمند بازوون سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے توبڑا خنجر کا لگائے بانا ہائے عیاری
سے درست نہایت چالاک و چست ہے بعینہ تیرا فرزند معلوم ہوتا ہے میرے لڑکون سے بہت مشابہ
مفہوم ہوتا ہے غرضکہ جب اسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اسکی نگاہ بچاکر ایک بتاسا کمر سے نکالا وہ بتاسا
دافع دارو بیہوشی تھا چاہا کہ اسکو شراب مین ملاکر جام کو پیے مگر چاپک بہت ہوشیار تھا اسنے
بتاسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا عمرو سمجھا کہ بھید تیرا کھلگیا اب اس ناشدنی کو بھی گوشمالی دینا چاہیے
یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو کن دیا تا کہ چربدست تھا اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول
اسکے لگائی اور کلاہ اسکی لیکر جست کی دیوار پر دار الامارۃ کی پہونچا چاپک دھول کھاکر منفعل ہوا
تھا پکارا کہ ساحر کوئی اس ناعیار پر سحر کرے مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر آپ بھی دربار سے باہر
نکلکر چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اس عرصہ مین دیوار پھاند کر بھاگا ملازمان شاہی چوبدار اور سپاہی
پیچھے دوڑے چاپک نے سبکو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہے مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہے اگر سبنے ملکر
گرفتار کیا تو فن عیاری کے خلاف ہے ایک سے ایکہی کا لڑنا معاف ہے غرضکہ سب تو ٹھہر گئے یہ

تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو اسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی مین زنبیل سے نکالکر زیر بغل
چھپالی حال اس سپر کا آگے بیان ہوگا چنانچہ اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی
مین شہر کی آیا کہ جدھر سے راستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چابک بھی وہان پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار
اب کہان جائیگا عمرو نے بھی نیمچہ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آ تو سہی جوانا مرگ وہ
عیار طرار بسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور نیمچہ مارنے لگا خواجہ نے دو ایکبار تو نیمچہ اسکا خالی دیا
پھر جو اسنے کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اسکے سامنے کر دی اس
سپر پر کاغذ صرف منڈھا تھا اندر اسکے غبار بیہوشی بھرا تھا نیمچہ جو سپر پر پڑا وہ بیچ سے شق ہوئی
اور غبار بیہوشی مین چہرہ چابک کا چھپ گیا تراتر کئی چھینکین اسکو آئین اور بیہوش ہو کر گرا اسنے
پیرہن اسکا اتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگا کر اسکو مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ
طلب کر کے اسکی ایسی صورت بنا اور اسکو اسی طرح بیہوش مشکین باندھکر دوش پر لادکر دار الامارة
مین سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اسکو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو
اسنے کہا اسکو ہوشیار نکرایئے ورنہ یہ بڑا فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اٹھیے گا اسوقت اسکو
ہوشیار کر کے قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہے اسنے ستون سے اسکو اسیطرح بیہوش باندھ دیا
اور شہزادہ سے کہا ان ایلچیون کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ عیار چلے آئے ہین آپ ساقیون اور
فراشون خدمتگارون وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ مین
شراب پلاؤن مبادا عیار زک دین تو بڑی ذلت کا سامنا ہے شہزادہ تو اسکو اپنا بھائی جانتا ہے اسنے
اسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اسنے میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب
جو پہلے کی تھی اسکو بظاہر علیحدہ کر دیا کہ یہ خراب ہے لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ ایسا پھیر بدل کیا
کہ اسی شراب سے ساغر بھر کر شہزادہ کو دیا اسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر مین بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا طمانچہ بیہوشی کا ایسا
لگا کہ اوندھے منھ گرے لحظہ بھر مین تمام محفل بیہوش ہو گئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب
کا ہے اٹھا کر زنبیل مین رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کر کے سلام کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا پایا اور
رنگ محفل بنا پایا سمجھا کہ عمرو بلائے مبرم ہے وہ تحیر غالب آیا غرض تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے

اسکے جلانے کو پہلے لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل مین رکھا تمام اہل دربار کے کپڑے اُتارے ملک
خورشید کا تاج لیا اسیطرح یہ لوٹ پر تُلا اب اور ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا
تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اُسکو ہوا کہ دیکھوں جہانگیر آتا ہی یا نہین اسی تردد مین
آخر اُسکو تاب نرہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا یہان عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار
بیہوش ہی اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہی ایک عیار ستون سے بندھا ہی بس یہ دیکھتے ہی اسنے کہا کہ واے
مردیم ارے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشیدیہ مین پہونچگیا سبکو قتل کیا چاہتا ہی یہ کہکر چاہا کہ کسی ساحر کو
اُسطرف بھیجے پھر سوچا کہ جتبک کوئی جائیگا وہان خاتمہ ہوجائیگا تو آپ چل پس اس اضطرار مین کچھ کتاب سامری
پر بھی دھیان نکیا اُڑ کر اُڑا اور ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہی بہت جلد راہ طی کرتا ہی اُسوقت یہ دار الامان
خورشیدیہ پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹکر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار
چمکی رعد گرجا عمرو سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھکر الگ ہوا اس عرصہ مین شاہ
جادوان دربار مین اُتر کر ہوا سے آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر جامہ
خانہ مین جا کر لباس پہنا سرداروں نے پوشاک منگوا کر زیب تن کی ادھر شاہ جادوان نے چابک
کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ باادب
تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو
حضور تشریف فرما ہوئے شہزادہ اُٹھکر رسم تعظیم بجالایا افراسیاب نے فرط شفقت سے پیشانی پر
بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا ای شہزادہ تمنے اس دزد مکار کو دیکھا اگر مین اسوقت نہ آجاتا
تو وہ سبکو ہلاک کرتا اسیطرح اُسنے میرے تمام طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہی اب تمکو لازم ہی کہ میرے ساتھ
چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہی اُسکے طلسم کو توڑو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مین اور باغیون کا
خاتمہ کرون اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان
تمہارا ہی خداے باختر کو تمام دنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ زمانہ بھر تسخیر ہوگا خداوند
باطرۂ پیغمبری کا دینگے سپہ سالار قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائکہ خداوند تمہارا مطیع ہوگا
مین جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمھین اختیار ہی جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا
اُسنے جواب دیا کہ ای شہنشاہ مین ملک کوکب مین گھسکر اتنی تلوارین مارونگا کہ ندیان خون کی بہادونگا

اور اُس ناعیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ لکھ ایلچی کو کوکب سے تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیوں لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہیں لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور ہوا غرضکہ ہنگام تلاش مہرخ و کوکب کے سفیروں کو پایا اُنکے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور تحائف بھی پھیر دیے اور کہلا بھیجدیا اپنے مالکوں سے کہ ہم آتے ہیں ہوشیار ہو وہ سب بے نیل و مرام یہ پیام لیکر پھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے **افراسیاب** کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ **عمرو** اور **برق** اندر دارالامارہ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اُسطرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہوجاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال انکا بیان ہوگا یہاں جام مے ارغوانی کا دور چلا گیا ناچ ہوا اغذیہ لطف سے نعمتخانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید کی گو اُس انجمن پر رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ ابیات

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
پروانہ ہر چراغ رخسار
آغاز ہوا وہ نغمۂ تر
جو بزم میں تھا وہ بیخبر تھا

جسمین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
المدد سے جوش نغمۂ تر
بیخود ہوئے سنکے سب برابر
شیشونکا تھا اشتیاق غائب

دیوانۂ ہر پری دل زار
تعریف سے جسکی بات باہر
نغموں میں شراب کا اثر تھا
قلقل کی صدا کے کان طالب

ایکدن اور شب بھر جلسۂ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہوکر مہمان کاشانۂ سپہر ہوا اور بزم شبینۂ انجم برخاست ہوئی کہ **بیت** دنیا میں ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + **افراسیاب** وہاں سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کرکے میں بھی حاضر ہوتا ہوں شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان و خندان کنان اُڑ کر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیتا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ میں یہ تو باغ سیب میں پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ **حیرت** کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ نابد ولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر مقابلۂ نمکحراماں تم آؤ اور بارگاہ زرنگی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش و زیبائش انجمن عشرت دہ چند ہوتا کہ ایک مہمان بہتر از دل و جان آتا ہے وہ محظوظ و خرسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر میں آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرما کر خلعت سرفرازی تمھیں پہنچائینگے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا مع مصورہ

صورت نگار و ابلق و سرمایہ و شکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر و ارکان
سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بحشم و خدم حصار طلسم سے باہر نکلی اور بادپاے
خوش روان سے اُتر کر جس مقام پر کہ پہلے اُتری ہوئی تھی اُسجگہ فروکش ہوئی لشکر لقا نے رنگین جھلمل
حوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے سر زمین صدا گونجنے لگی سنکھ تھے
بجتے تھے یا فلک کج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑ رہے تھے کہ روے ہوا کالا تھا شعلہ ہاے آتش
ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام و خرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے
ارض غبرا مین زلزلہ تھا رسول اور غسول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض
خاردار تھی فلک شنگرف نے یہ پھل زمین کو دیے کہ کشت عالم مین تیغ و خنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے
روح رستم و سام خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نمایان گھوڑون
کے ہنہنون سے فیلون کے چنگھاڑنے اشترون کے بلبلانے سے دشت و کوہ گونجتا تھا یہ عالم ہو رہا
تھا کہ بموجب بیت ع حیرت بیاید دران رزمگاہ ¤ بچرخ اندرون مہر گم کردہ راہ ¤ مختصر یہ کہ عسکر
شقاوت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی پہنچائی
کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ
ہوئے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر
ہوا بازارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیار یعنی جانسوز
و ضرغام صورتین بدلکر خادم و فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو
نے بعد اُترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت وزیر کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوکر
باغیون سے لڑی تھین جب عدو پر ظفریاب نہوئین تو اپنا لشکر لیکر حوالی طلسم مین چلی گئین لشکر تمہارا
مور و ملخ سے زیادہ ہے اُس لشکر کی نسبت میرا یہ ارادہ ہے کہ بہر استقبال مہمان عزیز شہنشاہ خوش
اقبال بلاؤن پس بفور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر حکم لشکرکشی دیا
ہے اور ساحران نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ سحر کا تیلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر حوالی گنبد نور کیطرف
چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاء اللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس
فقیرہ کو نامہ ملکہ طلسم پہونچا سحر ہفت بیضہ درست ہوچکا تھا اس نامہ پڑھکر اپنا کوچ کرایا اور آ

بھی بصد جاہ و عزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر حیرت ہوئی فوج کو اُس لشکر سے علیحدہ اُترواکر
آپ خدمت ملکہ مسطور میں آئی ملکہ نے بنا بر حکم شاہ جادوان بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ
میں استادہ کرائی جسکے سامنے دریا بصد آب و تاب موج زن تھا کنارے کنارے اُس بحر کے دشت
غیرت بخش گلشن بطالب دریا فرش پُر تکلف بچھوایا جھاڑ سربلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب
ارغوانی کے جام و سبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے بارگاہ
کے سراپچے اُٹھوا دیے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو ڈنگل یاقوت
احمر کا تراشا ہوا گستردہ کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پُر زیب
نقش نگار فیروزہ کی قریب مہتر چالاک کے لیے آراستہ کرائی لخلخے ہوا کے رخ رکھے گئے عود و سوز و عنبر
سوز سے تمام بارگاہ معطر کرادی روبرو اُس بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چینچ بوجن خسرو خورشید
مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت اُسکے مقابلہ کے کب لائق تھی زہے
کر و فر و خہے حسن انتظام کہ برجیس و کیوان کی زبان ثنا خوان زیب محفل پر ناہیدۂ فلک بلا گردان
بیت اندر نے نہ دیکھی تھی یہ محفل + پریون کا بھی ہے قرار تعادل + اُس محفل کی آرائش بروقت
آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اِس آراستگی مین معروف ہو کر جہانگیر نے بعد چلے آنے
افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ ما بدولت بادشاہ کوکب
سے لڑنے جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باج گزار
کو پہونچے ہر سمت سے فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادہ ذیجاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو
آراستہ کیا کچھ عرصہ مین بارہ لاکھ کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق و چست
ہوا رایات زر سرخ و سفید کے ہمراہ ہوئے علمون کے پھریرے کھلگئے زنگار رنگ کے پرچم برے ہوا
اُڑنے لگے روے ہوا بھی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے
خاطر زمانہ پُر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار جب کارسازی لشکر ہو چکی ملک خورشید تخت
پر سوار ہوا شہزادہ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا ہزارہا نقارہ بجے سلحدار آن
عذار جمشید نشان سامری وش طائران و درندگان سحر پر چڑھکر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ نائے ترکی کا
شور ہوا آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا علم شیر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشہ صاحبقرانی یعنے شہزادہ جہانگیر

لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ بارہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ چلا ایک سمت بہتر چالاک صندوق عیاری پر سوار گرد اُسکے کئی ہزار شاگرد اور ملازم عیار اکتارہ بجاتے شلنگین لگاتے چلے آتے تھے بانک سکے پیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہائے نفطی چلتے تھے کہین میدان دُھوان دھار ہو جاتا ابر چھا جاتا کہین بجلی خنجر کی چمکتی کہین مطلع صاف نظر آتا حقہ ہائے آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے اسلحۂ شعلۂ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا کو بہارسے اٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو مشعل دکھاتی تھی بدلی مین سحر کے مور چنگھاڑتے پر طاؤس منقش پرند مشکین سحاب پر نقش و نگار بناتے خوش فعلی کر کے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگرنیون کے جوبن پر دل عالم شیدا ہر کان شکر غارت گر جان و ایمان طاؤس اُنکی سواریون کے شرر افشان مختصر یہ کہ نہایت جاہ و حشم انتہا کا کروفر فوج مبارزان و لشکر ساحران کا مجمع جاؤ شان سپاہ کا آوازہ لگا تا نظم

دران دشت بسیار شاہان بُدند
ہمہ گنج داران گیرندہ شہر
کمر ہاے زرین دیباجہ تاج
زگوپال و رخنجر ہندوان
زرزین لگام و جناغ خدنگ
ہمان نیزہ و تیر و گرز گران
سپہبد بکیسر ہمہ کوہ و دشت
چنین تاجہانگیر از و در گذشت

ہمہ نامداران دگیہان بدگہر
سپہبد بیامد ہمہ گرد گرد
ز دیبای رومی واز تخت عاج
ز دیبای زربفت رومی ستخت
رکاب دراز و جناق پلنگ
عنان پیچ گرد افگن و نیزہ زن
خروشی زگردون دون برگذشت

زچین و ز سقلاب و از ہند و بر
برفتند گردان بدشت نبرد
ز تیر و کمان و زبرگستوان
زیاقوت و فیروزہ تابان تخت
دو صد جوشن و تیغ و برگستوان
بیازو قوی ہیکر و بیلتن
ہمی بود با گرز و پیلان بدشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل طی مراحل ہمراہ ایلچی فرخ سیر جا بل طلسم ہوش ربا مین داخل ہوگئے یہان کے ناظم و مالکان و رہبند نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ ای ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین اسکی اٹھا نرکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھکر صنعت و ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو براے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملک خورشید سے جا کر

ملاقی ہوئے اور مراسم تعظیم بجا لائے پھر بڑے اعزاز سے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکۂ مذکور نے طبل شادیانہ بجوائے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اُترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر بصد شفقت ہاتھ پھیرا لشکر اُسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ اُترنے لگا خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اُسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور دنگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بٹھا کرسی جواہر نگین پر چابک تیز رفتار بٹھا گرد تمام گرد و گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بصد بشاشت و فرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہوکر یہان آیا اور بارگاہ مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنا بر تعظیم اُٹھے اُسنے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ	در فرش سیمین بگسترد ماہ
بر افروخت شب شمع گیتی فروز	نہان گشت قندیل زرین روز

تر شام پردے اُس بارگاہ کے بند ہوا دیے گئے سامنے دریا مین کنولہاے زرین رنگ برنگ چھڑوا دیے گئے ایک طرف اُسکے دریا کی بہار ایک جانب کوہ و صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختون کے غرفہ مین گیند بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر ہوتے تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ مہمانون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا احسان سر پہ آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُنپر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل سے لبھا کر پابزنجیر کرنا چاہتا تھا کہین صحرا مین نرگس و ان جواہر کے دھرے تھے کسیجا بجا مین بھرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادلے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین چلمن پر ایک گلدام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا طعیت کرنا سمین مقیش کا اُسکا تماشا طرہ ماہ کا آئینہ عروس بہار کو دکھانا پھولون کی خوشبو کو ہوا کے کا کھلنا موتیون کا دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ

مین گلرخان قمر پیکر کا ہجوم ساقیان مہ جبین کا بناؤ رقاصون کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیون کی نگاہ مستی نا کیفیت دیتی تھی **ابیات**

شگفتہ گل تھے سب جلسہ سے باہر
سفال جام مستی مین بھرے تھے
زمین پر چاندنی کا بچھگیا فرش
سراپا نور کے وہ پھیل تھے سارے
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
سمجھی آپ کو تھین غیرت حور
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
کوئی بھر گزک لائی تھی بادام
کوئی لائی سلفچی آفتابہ
تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
ہوا محظوظ دل جلسہ سے وہ شاہ
زبانون پر کلام فرحت آثار

بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر
عروسان چمن کا تھا عجب حال
عروج مہ سے رفعت مین ہوئی تر
بنا تھا درمیان دشت بنگلا
گل اندامون سے صحرا وہ چمن تھا
قیامت قہر تھا انداز اُنکا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
کسیکے دست رنگین مین گلابی
غزل گاتی تھی کوئی بجا بہ
کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز
زبان پر صاف جاری واہ واہ

چمن مین بلبلون کے دل ہرے تھے
درختون پر پڑے موتی کے تھے جال
پھلے تھے نخل شب مین کیا ستارے
کھلا گرد اُسکے تھا پھولونکا جنگلا
متاع حسن سے تھین سخت مغرور
بلائے جان تھا عشوہ ناز انکا
کوئی دست نگارین مین لیے جام
بنی تھی مہ سے برج آفتابی
ملاتی تھین جو ساز رقص و چالی
کیا اُسجا کسی نے رقص آغاز
ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے حال جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ ای شہزادے عیارون نے میرے ملازمون کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہی انھین سے فی الحال مقابلہ ہی عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین اور ہر جلسہ دہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے ہین یقین ہی کہ اس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوئے تھے مشورہ پذیر ہوئے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہی اسپر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہر چند کہ ہمارے لیے قباحت ہی پھر جو ہو باد ا باد یہ صلاح کرکے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری سرکوبی کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر انکو گرفتار کراؤن پھر سوچا کہ اسوقت انکا ظاہر اپنے تئین کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہی مجکو بھی اپنی جرات اور تحمل دکھانا زیبا ہی اشارہ انسے

گفتگو کر لیں اسنے بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا تمھارے ہی گردن کے لیے ہی ان دونون نے
بایان ہاتھ سے سر کو ہلایا اور جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے مکر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان
کھا کر تو آیا ہی اب یہان ہم پاپوش کاری کرینگے چابک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار رہو
مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کرکے ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکار کر
ارے آب خاصہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فوراً آبدار خانہ سے تھالی جوڑ مین گلاس پانی کا
لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملا کر سامنے لایا چابک نے وہ گلاس لیکر لبون سے لگایا منھ مین سفوف
بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا کرسے
نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ہی ضرغام نے
اسکو بیضہ نکالتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اُسکی بچا کر چکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے
بیضہ دیا اس ترکیب سے بچا لاکی لیا کہ اُسکا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا
ہاتھ مین آگیا پس اُسکو ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اسمین خوشبو مثل مشک کے آتی ہی
بیضہ نہین مشک نافہ ہی اور وہ عجیب جانور ہی کہ جسنے یہ انڈا دیا ہی لیجیے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر
جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اس سُبکی سے ہاتھ کو گُن دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے
دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے
ہاتھ سے اپنی ناک کو کھجایا چٹکی مین عطر دافع بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو
سونگھا اسیطرح بر فرد کنایہ اس سے اور دونون عیارون سے عیاری ہوئی آخر یہ شاہ طلسم
سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹ لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ
سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت
جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار بہت ہوشیار رہین کہ چابک نے دعوی عیاری کا کیا
ہی یہ ماجرا سنکر مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ مین بھی جلسہ رقص و سرود آغاز ہو اسلیے کہ شاہ
طلسم ہمکو آمد خورشید سے خوفناک نہ جانے پس بنا بر ارشاد ملکہ خوش نہاد سامان عشرت و
نشاط مہیا ہوا ساقیون نے ارباب محفل کو مست ولایعقل بنایا مغنیون نے بزم جمشید وکی کو
خجل کر دیا عیار بھی دونون شریک صحبت رہے اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہین یہان تو یہ

کیفیت ہی مگر جایک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر مین جو خیمہ کہ برائے استراحت آراستہ اپنے واسطے کرایا
تھا اُسمین آکر چند شاگردون کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل مین بطور مخفی لیجاؤ شاگرد اُسکے حسب
حکم عمل مین لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا از بسکہ خردسال ہے روے زیبا نرم و
نازک تر رکھتا ہے زن حسینہ وجمیلہ کی شکل پر بنکر تیار ہوا کہ کاکل مشکین اُسکی جو دیکھے جینا وبال ہو سودائی
محبت بخش طبیب ٹھہرے پری کا سایہ نیش رمال ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل ونہار کا مارا
کہلائے دیار راحت آباد شہر پُر آشوب اُسکو نظر آئے آتش شفق دیگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ
کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے جب بھی عرق جبین کے برابر نہ ہو سکے مژگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان
برج قوس کو با اینہمہ بے ادبی سینہ سپر بناتا ہے خنجر ابرو کو یاد کرکے بہرام گردون تھراتا ہے روے خورشید
ضیا کے روبرو آئینہ مہر آتے شرماتا ہے گوہر شبچراغ جو بہت کم ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ اُسکے رخ انور سے منفعل
ہو کر بطن صدف مین منھ چھپاتا ہے اپنی آبرو بچاتا ہے لالہ وگل جو گلشن عالم مین خونین کفن ہین اُسکے رخسار
کے کشتہ جوبن ہین یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے ہیرا کھائے غنچہ پہلے منھ بنوائے
جب دہن تنگ کے مقابل آئے گلوے نازک صباحت مین بیاض سحر کو غلط کرکے خامہ غیرت
سے کاٹ دے بر و دوش ساکنان جہان کا جورون سے دل اُجاٹ دے سینہ پروہ اُبھری اُبھری
چھاتیان رسیلی نکیلی مفت عاشقون کی اُنھون نے جان لی جی کی مراد نکلی تھی دل کا حوصلہ نکلا
تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق کے دو آبلے تھے دو حباب بحر حسن مین آ ملے تھے شکم لوح بلور نہین
نہین رخسار حور کمر بال عنقا ناف عقدہ سربستہ زانو وساق دلبری وخوبی مین طاق پائے رنگین بہتر
از شفق چرخ برین سر سے پانک حسن کا نقشہ چاہت کی صورت خوبی ومحبوبی کی مورت اِس شکل
سے اپنی وضع بعد و ادا بنائی کہ دلربائی اسپر صدقہ ہونے آئی نظم

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے	جان کالبد صورت دیوار مین آئے
سایہ کیطرح ساتھ پھرین سرو وصنوبر	تو اِس قد دلکش سے جو گلزار مین آئے
اُس چشم فسونگر کا اگر پاسے اشارہ	طوطی کی طرح آئینہ گفتار مین آئے

جب اِس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہو چکا زیور جواہر جسم پر زین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیان منگائین	بالی نے وہ کانون سے لگائین	بالون مین گُہر لگا کے پہنے

بالون مین مگر لگا کے پہنے	ٹیکے کو لگا چنی جو افشان	اک جا تھے نجوم و مہر تابان
زیور سے ہوئی وہ مہ نگارین	جھومر سے خجل تھا عقد پروین	تھی دلگی کڑی کڑے بھی پہنے
ہیرون کے ہنگا چھڑے بھی پہنے	خلخال بجا بجا کے چلتی	سینون مین دلونکو بھی وہ ملتی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھکر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کیطرح بندھا تھا اُسمین طبلے بستنی مین بندھے رکھے تھے سارنگیان غلاف چڑھی مُنھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوئے رکھی تھین سازندے دو اگاڑی جوے پر بیٹھے مانگ سر پر نکالے برہنہ لنگائے تین کرتی کے انگرکھے پہنے کچھ بدل کچھ پیچھے گاڑی کے بیٹھے ہوے یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی بیل پر مار کر دُم اُسکی دبائی ٹک ٹک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے کان پر ہاتھ رکھکر تان لگاتے، جات نگریا مین بھول ڈگریا گاتے روانہ ہوئے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اُتری لشکریون نے جو اُسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی + کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دل یہ ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے + وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی اُس خیمہ کو دریافت کر کے کہ جہان داروغہ ارباب نشاط تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا نقد ہوش رونمائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرئی ہین آپ کے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی پسلی پھری اور کہا بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتہ آن و ادا تھے گویا ہوئے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجے کچھ دیر جلوہ گری فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد فریے مین آگئے ای میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی اُدماتی ہون جو تمھین دیکھتے ہی پھسل پڑون اور پہلو تمھارا ہیرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہمارے تمھارے وعدۂ وصل ہو جائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی برآئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا

اپنا منھ ہنواؤ یہ منھ اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل سے جاؤ جاؤ میرا کام کر لاؤ بہت باتین نہ بناؤ
داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوئے اور سمجھے کہ یہ راضی ہی بس اٹھکر دربار مین سامنے مہرخ
ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہونچائی
ہی کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اتر آئی ہی عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار
مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے جانتا ہون مجھے اُس سے
عرصۂ دراز سے رسم وراہ ہی مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اُسکا جی حضور مین حاضر ہونے کو بہت چاہا
تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر ملکہ نے حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہی لے آؤ داروغہ
اجازت پاکر ہنستے ہوئے خیمہ مین آئے اور کہا لو ای جانمن ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر جاکر سازندونکو
لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہانسے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سازندونکو ساتھ لیا گھڑی پیشواز
کی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغۂ مذکور آئی اہل دربار نے جو اُسکی صورت پُر فریب کو
دیکھا فریفتہ ہوئے اور ایسی شکل اُسنے بنائی تھی کہ ہر چند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا مگر نہ پہچان سکا
اور اس زہرہ جبین و قمر پیکر نے اسطرح ہر اپنا جمانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہی کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپس مین مل
ملے سُر طنبورون کے بالیدگر
کھڑے ہوکے دو گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کرکے ابرو درست
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
ادھر اور اُدھر رکھکے کاندھے پہ ہاتھ
لجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
اُلٹنا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال
کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے

جمانا کھڑے راگ کا دیکے دل
اُدھر کی تو یہ گت اور انکا سبھاؤ
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
اُلٹ آستین اور مہریکا چاک
جھٹک دامن اور ہوکے چالاک و چست
بڑے کان اور نگھو نگھر و کو اُٹھا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کہرو کی چال
خوش آوازیون سے وہ گانا خیال

وہ امین کی تانین اُدھر اور اِدھر
اِدھر اوٹ مین ناکہ کا بناؤ
انگوٹھی کے سے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پر اُلٹ اور سنبھل
بھن پائون مین اپنے سر سے چھوا
فتح جنگ کے ہاتھ کی صورت ایک
رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر اِک دم مین اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل متحیر ہو گئی اور ہوش بجا نرہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار

جان سے اسیر شیدا ہوا بعضون نے اسمقام پر بیان کیا ہی کہ چالاک طلسم مین آچکا ہی اور اُسی سے اس
عیار سے عیاریان ہوتی ہین اور وہی اسوقت اسکی صورت پر فریفتہ ہوتا ہی اس حقیر نے چالاک
فرزند رشید عمرو کو کہ بجاے عمرو ہی اس چھوکرے سے دھوکھا کھانا مناسب نجانا اور اُسکی شان کے
خلاف تھا کہ وہ اسکو پہچان نسکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو
کہ صاحب فرنے حال چالاک کا نہین لکھا ہی بلکہ یہ ذکر میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو
ہین اُنھون نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والون نے پسند کر کے محفلون مین
قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سنا پس مین نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام
بھی اس داستان سے حظ اُٹھائین و نیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس
کتاب مین وہ نہین ہی کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی۔ آمدم بر سر مطلب چالاک ایسا گایا اور ناچا
کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اُسکے عشق مین بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و
جواہر انعام مین دیا اُسنے عرض کیا کہ مینجانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤن بادۂ عشرت دور
سے ہر ایک کو بیخود بناؤن اس نشے کی ترنگ مین انجام کار کا خیال کسی نے نفرمایا میکدہ کا مختار اُسے
بنایا اُسنے شراب کو پیمانہ و ساغر مین پھیر بدل کر کے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سبکے سامنے
لیگیا ہر ایک اُسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر مین رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا
از بسکہ اہل ظرف تھے اس سبب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نسکے بیہوش
ہوگئے عیار مذکور نے تکمہ دربارگاہ مین جا کر دیا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر مہرخ و بہار وغیرہ جملہ سردارون کا
جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہی برق قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہی اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہی
اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسیکو اندر بارگاہ کے بولتے نسنا حیران
ہوکر سراپچہ چاک کر کے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سردارون کو قتل کیا چاہتی ہی
اس حال کو دیکھکر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہی بس اپنے سراپچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش
اے طفل بے ادب چالاک نعرہ سنکر گا اور اُسکی جانب نے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامۂ مکاری
سے آراستہ دیکھا کہ چالیس من کا لنجہ تولے ہوئے میری جانب آتا ہی یہ دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین جست کر کے نکلجاؤن
لیکن قران کب جانے دیتا ہی بسان برق چمک سے اسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ لنجہ مارے اسوقت شاہ جادوان

نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جاتے ہین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس
اپنے مقام سے اتنا جلد الحکم سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر قبضہ چالاک تھا اُسنے پنجہ بنکر اسکی کمر مین ہاتھ
دیا اور اُٹھا کر بلند ہوا مہتر قران اُسکے آنے سے پہلے تو جست کرکے سراپچہ فرا گیا پھر بارگاہ مین آگیا اور اگرکہ
سبکو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ ایسی منھ پر نام اپنا
عیار رکھا ہے چھپے منھ ای نالائقان اس بیغرتی سے تو تمھارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا
غرضکہ بہت کچھ برا بھلا اُسنے دونون کو کہا انھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہے کچھ جواب
اسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام
بخوبی کرکے اپنا بدلا لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے جسقدر چاہے عیاران ضرغام و چالاک
کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین ماحصل مرام کبھی چالاک نے
ضرغام کو دھوکا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اسکو گرفتار کیا تو افراسیاب
آکر چھڑا لیگیا ایک کا پنجہ دوسرے پر غالب نہوا اسی دوا دوش مین وہ شب جلسۂ عشرت و مسرت
بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے
شراب سرخ شفق پیمانۂ سحر مین بھری

نظم

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو
نظر آنے لگے رخسار و پہلو
فروغ صبح سے تارے تھے پنہان
زمین پر آسمان سے تھے نور افشان

صبحدم افراسیاب نے چالاک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب
تم جیسے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا
بہت اچھا اور مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ
آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑ گئی راہ نہ سجھائی کوئی عیار ناچار اپنے
لشکر کی حفاظت مین معروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان + شاہ طلسم نے
بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہوائے سرد وہ جنگل کی
کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزۂ اخضر نے
ظلمت کدۂ عالم کو فیروزہ گون بنایا تھا گلہائے خود رو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے
اُنکے سامنے ماند ہوئے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوئے تھے دریا مین طرح طرح کی

بہارین پیدا دل اہل انجمن جب خورشید اقلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوئے دامن گلچین جسکے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص تمنان بھیروین کی تانین نرگس مست گلپیرہان کا خمارین ہو کر ہنگام گردش جام و رنگین کی گردش دکھانا مینڈ کے سبب نیچی نیچی نظرونکا انکی دل لبھانا کہ نظم

گلابی رنگ پایا بام و در مین
ہزارون تھین بہارین ہر دکان
ٹپکنا تھا لب مینا سے قطرا
وہ رشک مہر روے نازنینان

شفق نے روشنی بخشی نظر مین
ہواے سرد و عطر آمیز آئی
کہ تھا گلگون لباس جام و صہبا
صداے نغمہ خوش نوایون کی آواز

نظر ہو پنچی جو سوے شاخ و اشجار
کلی پھولونکی تھی جو بن دکھاتی
وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
دف و چنگ و سرود و مطرب و سازنا

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرما کر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکۂ تاریک صورت کشش کو لکھا یہ ساحر حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا ہی کہ دوسرا حجرہ اُسکے نام پر ہی اسکا ذکر آنا بر وقت کھلنے حجرہ ہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جہان کہی آلاو پر آکر رہتی ہی کہ جس الاو کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہی پانچ کوس تک آگ بھری ہی زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہی صحراے محشر سے زیادہ تر گرم وہ مقام ہی اُسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہی اور شاہ طلسم کو اِسنے دودھ پلایا ہی بادشاہ اُسکو اپنی مان سمجھتا ہی اور نہایت ادب کرتا ہی اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہی اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہی ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی چھوکرا سمجھتی ہی خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مالک مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو بگھرا مسلمانون نے بہت ستایا ہی ملک و مال چھین لینا چاہا ہی اور انھین کور نمکان کا شریک کوکب بھی ہو گیا ہی مجھ سے کئی بار لڑ چکا ہی چنانچہ مین نے اُسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہی اور طلسم کشا جسکے تمام ہاتھ آیا ہی لوح اُسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی ظاہرا اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتاحی اُسکے طلسم کی ہی تو لوح اُسکو دستیاب ہو جاے گی مین مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اُسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اُس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمائیے

تاکہ یہ فرزند ایکا جور عدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ
کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھکر بزور سحر ایک موسیقار بنایا اور اُسکے گلے مین خط باندھکر حکم دیا کہ اسیوقت
یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچا کر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طے کرکے الاؤ پر
پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ سیاہ
مسطورہ کو موسیقار نے لاکر دیا اُسنے پڑھکر ایک خندۂ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اُٹھاکر پانی سے
تر کرکے ایک پتلی اُسکی بنائی اور افسون پڑھکر اُسکو جاندار کیا ایسا حسن اُس پتلی نے پیدا کیا کہ آئیندہ
مذکور ہوگا اُس زن سحر نے حکم دیا کہ میرے بچے کے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب کے مرحلون کا
مع گل حیات کوکب سے بیان کردے اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہے یہ ہے اس طریقہ کو
بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت مین رہنا
پتلی یہ سنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اُسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا
کہ ای برخوردار سعادت اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا ساحری تمکو خوش رکھے
ہر چند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے برابر اُسکی محبت مجکو نہین اسلیے کہ اپنا خون چوساکر تمکو پالا ہے
وہ میرا شاگرد ہے گرو کا پالا ہے ونیز بانیان طلسم نے تمھارے طلسم کے چہرۂ بلا کا تمکو مالک کیا پھر جس کام مین کہ تم
مامور ہون اُسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال نرکھونگی ہان ایک مرتبہ اگر فہمایش اُسکو کیجائیگی
اگر مانیگا تو بہتری اُسکی ہے ورنہ سزاے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو
روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کردیگی مگر تمکو یہ لازم
ہے کہ اُس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اُسکو قتل کر ڈالین اگر وہ قتل ہوگی
تو پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشان کا نہین ہے اور مین بھی خبر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اُس
پتلی کے قالب مین اُس ملعونہ نے وہ بیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اُس
بیر کو جلا دیگا تو واقع مین یہ ماجراے مذکور نہ بتا سکیگی اسلیے اُسنے تاکید اُسکی حفاظت کی نسبت لکھی
اور پھر یہ لکھا کہ ای فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات چار چشم جسپر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو
میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم
حیرت کو معزول کرکے تخت طلسم ہوشربا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر تمھارے

برج دل مین آکر نزول کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اُس
خورشید آسمان ساحری کو ایسا ویسا نجاننا میری شاگرد ہے سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے
پس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم تو سیقار کو دیکر رخصت
کیا وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون پر واقف ہوکر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو ہزار جان قبول
ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے بیت یار آنجا ومن
اینجا وہ چہ باشد گر فلک ✤ یار را اینجا رساند یا برد آنجا مرا ✤ یہ پیام جب دایہ ناکام پاس اُسنے ملکہ ظلمات
کو کہ اُسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے
جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ تیلی فرستادہ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین پہونچی ہے اور یہ جاوہ
بھی رہ براہ ہے مگر شمہ حال کوکب سنئے اقلیم طلسم مین بانتظار خواجہ عمر تشریف فرما ہے لیکن اُسکا ایک
پیر بھائی ہے برہمن رو مین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے
دبستان کا جانتا ہے اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کیطرح مانتا ہے ✤ کشور سحر اُس سے ہے
آباد ✤ ساحران جہان کا ہے اُستاد ✤ وہ ملک طلسم نورافشان مین اُسکے زیر حکم ہے جو الاوے جمشید
کے قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے الاو ہے اور اُسکے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا علاقہ
ہے چنانچہ بپاس خاطر کوکب ہر وقت تاریک کی خبر وہ رکھتا ہے کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ
طائران سحر بڑے بڑے زبردست برہمن کے گرد رہتے ہین اسوقت برہمن سے جملہ کیفیت تیلی کے
بھیجنے کی اُسکی خدمت مین عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کرکے شاہ کوکب کو لکھا کہ ای طغرا نویس منشور ہو انگدہ
محبت وای املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس تحریر ہے آپ بفور ملاحظہ نامہ تو دو شمامہ سبق خوان
کتاب یکجائی ہون کہ مجکو کچھ صلاح کرنا ہے یہ خط تیلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ پڑھکر روانہ
کی اور اُسکی پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور کہا آپ نے گل حیات کو اپنے خزانہ مین
رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے نہ سکتا شاہ جواب دہ ہوا کہ ای برادر بیابان
عجائب بادشاہان طلسم بنواتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی
کیا ہے اور بہت احتیاط سے وہ رکھا ہے کیون اُسکی نسبت تمھین کیا اندیشہ ہے اُسنے سارا ماجرا
تاریک کے تیلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا کہ جلد تدبیر کرو ورنہ وہ تیلی حال مرحلہ جات طلسم

مقام کل مذکور بتلادیگی جہانگیر اُس پتے پر جرم آئیگا طلسم پر آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سنکر اُسکے
گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ ای بھائی اب اسکی تدبیر تمھین کچھ کرو مجھسے تو کچھ نہین ہو سکتا ہو برہمن یہ
سنکر بعجیب تفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرد ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا اور افسون دم کرکے
جلایا اور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تر اس پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ تپلی بارگاہ افراسیاب
مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہو کہ وہ حال بیان کرچکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید
تاریک راہ مین پکڑے پس تم اُس راہ سے اسکو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب
شادان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر قلعہ کو کبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ ای سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک
کی تپلی کو ہلاک کر پتلا پرواز کرکے چلا یہ تو اُدھر سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ مین وہ تپلی بارگاہ شاہ جادوان
مین آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدا سے خلخال و پازیب کان مین آئی جھنکار گھنگروون
کی سنکر سبنے آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہی حسن زیبا
کی اُسکے عجب بہار ہی زلف عنبرین کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر روے منور کے مقابل شمع
بدر حیب بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید اسکے دیار ظلمت مین بغیر اعانت
خضر رخسار اسکندر فطرت قدم نہ دھر سکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبحیان عالم غیرت
سے مقابل اُسکے کافور صفحہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع
صبح خوشنمائی وصف ابرو مین بیا شاخسانہ ہی برات عاشقان بر شاخ آہو اُسکے اشارہ کیا بہانہ ہی ہلال
عید درد دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی تلاطم حیات عاشقان بے تامل کا
چشم شمشیر زنی مین طاق تیغ مین اُسکے جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمشیرہ جام رنگین انجمن دلبری طائر
ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش مرغ جان کب اُس سے آزاد خنجر ابا و اشارہ تیز کیے
خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمہ نور یا طور پر شعلہ طور کان حسن و خوبی کی کان
رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز نہان نقطۂ موہوم لب ا
کرے تو میم دو نیم ہو گوہر دندان نقطہ بنے دہن جیم ہو بیاض گردن صفحۂ سیم طفلک خورشید کو لوح
تعلیم کیا وصف اُسکا بیان ہو نظم

گردن ہی صفا مین شاخ بلور	پروانہ ہی جسپہ شمع کا نور	تابع ہی ہر اک حسین خوش و

آتا ہی جھکا کے گردن آہو
کیا ساعد صاف نازنین ہے
فانوس مین ہے یہ شمع روشن
موتی ہے جو پشت دست تابان
بھر جائے کرے جو پنجہ خورشید
لکھتا مین ضرور یان سراپا

الماس تراش ہین وہ بازو
یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
کف حسن مین برگ گل نمط ہے
انگشت برنگ شاخ مرجان
القصہ وہ شاہد طرحدار
پر خوف ہے طول داستان کا

ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو
بالے سے عیان قمر کا جوبن
رشک رگ گل ہر ایک خط ہے
پنجہ کو ملا وہ نور جاوید
خوبان زمانہ کی تھی سردار

تو وہ بانی صد جور و ستم بر رنگ مہ تخت سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن بہر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اُسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بے نظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی مہ آئینہ رخسار کا عاشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا درد دل اپنا اصطلاح اس سخن ناشنو کو سنایا غزل

فیصلہ کیا ہو جان بسمل کا
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا
آپ کو کھو کے تمکو ڈھونڈھ لیا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

ہوت رخ دیکھتی ہے قاتل کا
ملکے تلوون سے ہنسکتے ہین
حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا

اپنے سلنے کی کچھ نہین پروا
تھا زمانے مین شور اسی دل کا
ذکر غم بزم یار مین زیبا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادۂ پر شوکت کی دیکھی تسلی دی کہ ای حیرت زدہ آئینہ برنگ حسن سیماب وار بیقرار ہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہونا وہ نازکبدن بھی بایماے بادشاہ شہزادۂ ذیجاہ کیطرف مخاطب ہوکر عشوہ گری کرنے لگی اور ہر ایک ناز پر ہوش و خرد لیجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادۂ ارغوانی سے شہزادہ اور اُس شراب حسن سے مخمور کو مست کر دیا حالت مستی مین کچھ بیکا پاس لحاظ نہ رہا دونون سرگرم اختلاط ہوے باہین گلے مین ڈالدین خسار پر رخسار رکھدیے بارگاہ ساحران ہنسی بشری اُنکے آب و گل مین ہے سب ساحر اس ناز و انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آن وادا دکھاتین جو بنون کے اُبھار کر کولے کی پھڑک پر دل اہل انجمن لبھاتین جب وہ چنچل خوب مستی مین بھری چاہا کہ حال طلسم گوگب بیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجاے حکم اپنی مالکہ کا

بجالائے پس لب شکر بز کو اُس طوطی سردستان حسن نے اسطرح کھولا کہ ای شاہ جادوان جب جلد
نورافشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانب دست راست جائے لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو
یا اُسکا کوئی ساحر معین وسرپرست ہو ورنہ ملازمان کو کب اُسکو جانے نہ دینگے اور بہت بڑا فتور
برپا کرینگے چنانچہ جب سمت دست راست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اُسکو ملیگا کہ نام اُسکا بیابان تاریک ہے
وہ تاریکی وہان ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا ہے زمین وآسمان کچھ نظر نہین آتا ہے گویا زمانہ
کسیکے غم مین سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل ناکہ ہے پس رہرو کو اُس بادیۂ ظلمت سے
اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اُس گنبد مین تیغہ جمشیدی اور چراغ
جمشیدی رکھا ہے اور مالک اُس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہے چوہوم جادو نام اُس ساحر کو
اسطرح تسخیر کرے کہ گنبد کے دروازہ پر چند اسم بلندی کی جانب لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان
کرے دروازہ گنبد کا کھل جائیگا اور اندر سے چوہوم نکلیگا اُس سے کہے کہ بعظمت تاثیر اسماے
جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر بسیار اندر گنبد کے لیجائیگا
اور چراغ و تیغہ حوالہ کریگا پس اُسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحراے تاریک مین داخل ہو
بعد اُسکے لشکر اُسکا داخل کرے اُس بیابان کا مالک سرحددار نیلی پوش جادو نام ساحر زبردست
وذی احتشام ہے کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اُس صحرا مین اُترا ہوا ہے اور بسبب اندھیرے
کے نظر نہین آتا ہے چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اُسکا دکھائی دیگا پس طلسم کشا تیغہ جمشید لیے
مقابلہ وہان کرے اور سرحددار کو قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے اُس پتلی
نے یہان تک اِس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب
اہل انجمن چپ بگوش دل کہانی سن رہے تھے کہ یکایک بروے ہوا نعرہ ہوا کہ زبان اپنی نگاہ
رکھ منم فرستادۂ تاریک صورت کش یہ نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب
حضار ان مجلس کھڑے ہوگئے ناگاہ ایک جوان حسین بافر و تمکین روے ہوا سے نیچے اُترا جیسی
وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن وسال
تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان
غواص دریاے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر فرمان فرمائی مین نادر شاہون

یں جمشید ستاروں میں خورشید کلاہ گوہر آگین سر پر قبائے جواہر دوز و پر زر در بر از پا تا سر

محبوب و دلبر کی غزل

گل نظر آیا چمن میں اک عجب شکل چمن — گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین — سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر — غنچہ لب نگین ادا شکر دہان شیریں سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہیں یہ چاروں غلام — مشک تبت مشک چین مشک خطا مشک ختن
مبتلا ایسوں کے جو ہوتے ہیں وہ ہیں ای نظیر — بیقرار و دل فگار و خستہ جان بے وطن

پس اُس شہریار کشور خوبی نے اُس پتلی سے قریب آ کر کہا کہ ای جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یوں بیٹھا کانہ پہلوے غیر میں مجھی ہوئی راز طلسم جلسۂ عام میں بیان کر رہی ہو ہمارا ذرا بھی خیال نہیں یہ کہکر قریب اُسکے بیٹھ گیا جہانگیر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہے بس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم ابھی دھوکے میں ہے کہ یہ فرستادہ تاریک ہے اور وہ پتلی سہکر مُنہ افراسیاب کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے مگر اُس جوان حسین نے گردن میں اُسکی ہاتھ اپنے حمائل کرکے لب سے لب ملا کر ایک بوسہ اُسکے لب رنگین کا لیا وہ سوز درون حسرت بوسہ میں رکھتا تھا کہ بموجب مطلع

دلمیں پوشیدہ تپ عشق بتان رکھتے ہیں + آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہیں +

بوسہ لیتے ہی اُس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم میں گرمی نے سرایت کی اور مُنہ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلۂ آتش نکلا پھر تو یہ حال ہوا کہ بمقتضاے بیت قریب سر و چراغان ہے سرگذشت اپنی + کہ سیر دیکھتے ہیں شعلہ رو جلا کے ہمیں + سارا جسم اُس خورشید رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہو گئی یہ حال دیکھکر افراسیاب گھبرایا کہ وائے حسرت و ناکامی یہ کیا ہو گیا اُدھر جہانگیر نے آہ سوزان سے کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت میں کہ ہائے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اِس پتلی کے حافظ رہنا مجھے بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر میں تھا کہ اِس جوان نے نعرہ مارا منم رستم بہمن روئین تن اِس قحبہ کو تو جلا چکا اب جہانگیر کو لیے جاتا ہوں یہ کہکر جانب شہزادہ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ نے کھڑے ہو کر بقوت تمام ایک گرز دودستی مارا مگر گرز اُچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہو گیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا افراسیاب

تخت پر سے اٹھا بیچ مین آگیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہاتھ سے اُسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور جانب
فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین پر
گر کر سرد ہو کر غائب ہوئی مگر سر اور منھ بادشاہ کا زخمی ہوگیا اور تاج سر سے اُتر کر دور گرا یہ تاج حکومت طلسم
ہو اسکی حفاظت ہزار ہا بیر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک پتلی زمین سے نکلی اور بناز و انداز قریب
اُس جوان کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہو کر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا
کہ وہ جوان فوارہ کیطرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس زن سحر کے پانی ہو کر پتلیا
کو عشق مین اُس بُت خوبی کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ پتلا بہ گیا پتلی نے تاج بادشاہ کے سر پر
رکھا اور غائب ہوگئی جہانگیر کو بہت صدمہ پتلی کے چلے جانیکا ہوا نالہ موقوف تھا دل بہلانے کا سامان کیا تاج پہننے لگا
شاہ جادوان بھی رنجیدہ ہوا کہ اب کس حال طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر پتلی نے بیان کیا ہی
اُسکی تدبیر کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلا کر اُس طلسم پر لیجانا لازم ہی اگر یہ طلسم کشا ہی تو از خود
کوئی راہبر پیدا ہو جائیگا اور پتا گل حیات کا بتائیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ
کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی آمادہ ہوا اور کہا ای بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کارسازی
لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو اس حال مین رکھیے لیکن تتمہ حال خواجہ عمرو
نیک خصال سنیے کہ یہ قلعہ خورشید سے جب نکلکر روانہ ہوئے تو برق فرنگی بھی کہ نامہ دار کے
ساتھ سے جدا ہو گیا تھا خواجہ کے ساتھ ہو لیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون کو راہ مین
قتل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوئے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اُسکے ہمراہ
ہو کر چلین تو راہ مین بھٹکتے نہ پھرینگے ورنہ ناظمان دربند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوئے خنا
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھکر دوربین لگا کر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل اور
قلعہ جات طلسم نظر آئے ایک طرف کوہ ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان
وغیرہ طلسمات کے عجائبات دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اُترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ
سے اُتر کر اُسی لشکر کی جانب چلے جب قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دور تک استادہ
ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلایہ دار طلایہ پھرتا ہی ہر سمت ساحرونکا مجمع ہی سوار رونکی
لین پڑی ہی پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہی خیمون مین ستار ڈھولک بجا بجا کر جادو

پڑھتے ہیں جا بجا ہوم خانے ہیں ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہیں لشکر کے قریب جو چشمے جاری ہیں
اُنکے کنارے مردان لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہیں کہیں جادوگرنیاں مصروف
سحر خوانی ہیں نیا جوبن ہے اُٹھتی جوانی ہے کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک میں اُسکے خیمہ کی طرف
چکر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسیکو
قربت حاصل ہے نزدیک سے باتیں کرتا ہے حوصلہ دل کا نکلتا ہے کوئی نامراد کسیکو دیکھکر آہ سرد بھرتا ہے
ہر جانب گھما گھمی ہے کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دیکھے سے جی لگتا ہے بیچ لشکر میں بارگاہ فلک فرسا
استادہ ہے قبہ اُسکا سقف گردون سے باتیں کرتا ہے قناتیں جواہر دوز ہیں پردہ ہائے زنبوری
چمک دمک میں ماہ عالم افروز ہیں سائبان زربفتی سامنے اس بارگاہ کے کھنچا ہے سلک گوہر
اُسکی جھالر میں جلوہ ہے نیچے اُسکے تخت عاج جواہر اندود گسترده ہے گرد تخت کرسیاں بچھی جو چہرہ طلائی
رکھتی ہیں تخت کاؤس کو شرماتی ہیں اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس
پُرزر اور زیور گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے فی الحقیقت معشوقوں کی افسر ہے اُس
نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُسکے سراپا
کے لکھی جاتی ہے

غزل

نظر پڑا ایک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتیں سنیے تو میٹھی میٹھی
یہ دل وہ پتھر کہ سر اٹھا دے جو نام لیجے کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسیکو ٹھوکر کسیکو جھڑکی کسیکو گالی نپٹ لڑاکا

یہ راہ چلنے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہے نظر کہیں ہے
کہا نکالا ونچا کہا نکالا بیجا خیال کسکو قدم کی جا کا

لگا دے آنکھیں تو بجلیاں کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ جھنجلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ ہے
جو چیرا الجھا بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

لگے لپٹنے میں یوں شتابی کہ شکل بجلی کے اضطرابی
کہیں جو چمکا چمک کہ کہیں جو لپکا تو جھپکا کا

نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا

نظیر ہٹ جا پرے سرک جا بھلا سے صورت چھپا کے منہ کو
جو دیکھ لیوے گا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھگڑا کا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اس نگار کشور دل و جگر کو دیکھا اور اسکے کرو فر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیاں

ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہی کہ ایک ایک حشمت مین شاہون سے بہتر ہی
پس یہ دیکھکر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہین
اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہی اور سفر کرنے سے اسکو کیا کام ہی اُسنے جواب
دیا کہ اس شہزادی کو ملکہ ظلمات چہار چشم کہتے ہین شاہ طلسم ہوشربا نے اسکو اپنے طلسم کے
تخت پر بٹھانے کو بلایا ہی اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہی اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہی
اور تاریک کے پاس سے آتی ہی خواجہ نے یہ ماجرا سنکر الگ جاکر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے
ورنہ یہ آیندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا لنگی تہمد باندھکر کشکول
شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ مین لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازار مین کوڑیان مانگتا سامنے اُس بارگاہ کے آیا اور
ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہی جمشید کی کرپا ہے میری جھولی سے سب کام سنورین ہون من کی
اچھا پوری ہو میری دھرماتما جگ جگ جیو سے آج تو ان اتنا ملنے کا علم ہوجائے کہ جبتک جیو بیٹھ
بیٹھے ساحرہ نے اُسکا سوال کرنا سنکر بغور اُسپر نظر کی سحر نے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہی بارادہ قتل
تیرے آیا ہی بڑا مکار ہی یہ معلوم ہوتے ہی اُسنے صندوقچہ طلب کرکے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیون سے بھرکر
کہا کہ ای فقیر لے خواجہ بھی اسکی نگاہ بد پہچان گئے اور جیتی و ہوشیاری دعا دیتے قریب جاکر ہاتھ پھیلائے
گویا ہوئے کہ تم جیتی رہو لاؤ اُسنے ہاتھ مین اشرفیان دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ جکڑا گیا
تھا لیکن دیکر انھون نے چھڑایا اور ڈھیکلی کھا کر ایک دولتی اُسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری تو
اُسکے اُٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کرکے چند قدم پر جاکر گلیم اوڑھلی اسلیے کہ لشکر ساحران و تنگ
ہی مین بھاگ نسکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے اور ساحرہ کو اسکے ملازمون نے اٹھایا
گر خواجہ نے صورت اپنی ساحرون کی ایسی بنائی اور بازار مین لشکر کے پھرنے لگے ادھر ساحرہ جب
سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکے خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار مین پھر رہا ہی اُسنے ایک گھوڑا باساز و یراق طلا کا
سے آراستہ کرا کر ساحر معزز کے ہمراہ روانہ کیا کہ جاکر عمرو کو باعزاز تمامتر میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر
بازار مین خواجہ پاس آیا اور تسلیم کرکے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہی عمرو نے چاہا
کہ بھاگ جاؤن لیکن ساحر سامنے کھڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے
آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باصد عظمت کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس

صندوقچہ مین ہزار در ہزار سحر ہین پس آپکو مناسب ہی کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آئیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ نے بجواب اِن باتون کے فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا پس زر وجواہر بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ نے کہا ای ملکہ دیکھیے یہ آپکے پس پشت کون استادہ ہو اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے وہ صندوقچہ جو اُسنے دکھایا تھا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور کہا ہم جاتے ہین ساحرہ نے یہ سنکر ادھر دیکھا عمرو وگلیم اوڑھکر غائب ہوگیا ساحرہ نے اُسوقت خیال کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کریگا کہ دعوی مقابلہ شہنشاہ ساحران رکھتا ہو پس یہ سوچکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس ناعیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم تلاش کنان روانہ ہوئے اُسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان اور کہا کسیطرح اس قحبہ پر قابض نہین ہوتا ہی اور وہ جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہی بلکہ لشکر مین پھرنے سے اُسکو ہماری خبر ہوئی ہو یہان ٹھہرنا بھی مناسب نہین ہی یہ کہکر دونون لشکر سے صحرا مین چلے آئے اور کچھ دیر مین ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحرون کو دیکھا کہ کسیکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ یہ ہماری ہی تجسس مین ہین پس دونون نے صلاح کرکے صورت اپنی بدلی عمرو تو گرو بنا اور برق چیلا ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے اُسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھون مین دونون کے کڑے لوہے کے پڑے تھے چمٹے سامنے رکھے تھے گرو کی ڈاڑھی تا بہ ناف تھی چیلے کے چارون ابرو صاف تھے ایک گھوڑی زنبیل سے نکالکر چھوڑی تھی کہ وہ چرتی پھرتی تھی اسصورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونون ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے کہ باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہین آیا ہو انھون نے جوابدیا کہ بچا ہمنے تو نہین دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ دونون دھونی پاس آکر بیٹھے انھون نے چلم مین بیہوشی بھر کر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھون نے دونون کے سر کاٹ ڈالے شور انکے مرنے کا بلند ہوا اور بیرون سے یہ خبر ظلمات کو پہونچائی کہ اسطرح عمرو برق نے تیرے ساحرون کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونون ساحرون کو قتل کرکے وہ اسباب جو بہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل مین رکھکر جھولیان اُن مقتولون کی تلاش کررہے تھے کہ یکایک ایک بجلی کڑک کر گری اور دونون کے گردن وکمر مین زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر

بلند ہوگئی یہ دونوں بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی اُسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور ظلمات کو بیٹھے پایا اور اُس ساحرہ نے بہت کچھ اُنسے عتاب و خطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگا دونوں کو اُسمین بندکیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اُس قفس کی کھڑکی سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ متین جادو نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہے جبتک کہ اس قفس سے مس ہوگا یہ نکلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھو اور ان دونوں قیدیوں کو بھی لیجاکر اپنے پہرے مین کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسیکو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم قفس مقیدان اور نقش لیکر اپنے خیمہ مین آیا اور جہان سوتا بیٹھتا ہے اُسی جگہ سقف خیمہ مین لٹکایا اسطرح کہ سینہ کے مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو مقید کرچکی نقارہ کوچ کا بجواکر جانب شاہ جادوان چلی اور بعد قطع منازل وطی مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی طائران سحر نے خبر اُسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ بسبب آنے جہانگیر کے باغ سیب مین نگیا تھا اسی لشکر مین تھا اور شہزادۂ مذکور کو طلسم نور افشان پہ بھیجنے کی تدبیر کررہا تھا جب خبر آمد طلسمات اُسنے سنی جملہ سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین اور یہ بھی کہا کہ سب ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کرین یہ کلمہ جو ملکہ حیرت نے سنا تیوریان چڑھا پوچھا کہ کیون صاحب یہ محل تمنے کب کیا تھا اے میان جسدن سے مین نگوڑی نصیبون جلی تمھارے گھر پڑی جلتی ہی رہی مین کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو کہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہین تو وہی نوکری لاچین تاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیون کا صدقہ ہے جو بادشاہ تم بنے میری تقدیر مین ہے تو ہر گز چین کرونگی تم مجکو جلاؤگے کیا میری پاپوش کی نوک کی جھوک پر سلطنت ہے جہان جا بیٹھونگی لالون کی لال رہونگی مین کوئی کسی بالزادی کو سوت بنانے لگی یہ تو وہی مثل ہے کہ کرتاران تکرتا پشیمان جو تمھارے پاس رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہین کہ موز ے کا گھاؤ میان جانے یا پاؤن افراسیاب نے یہ تقریر سنکر تیور بدلکر جوابدیا کہ اے حیرت یہ بدزبانی تمھاری مین بہت اُٹھا چکا ہون مین ہی الیسا سامری کی قسم مردھون جو الف سے بے نہین کہتا ہون کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت کو اس مقدمہ مین دخل دینے سے کیا مطلب مرد سو سو رنڈیان کرتے ہین بادشاہون کے سیکڑون محل

بیٹھے میں تو کیا اُنکی بیبیان نکل نکل جاتی ہین یہ کلام جو حیرت سنے سنے اور ناک کاٹنے کا نام سنا
ایک دو ہتڑ اپنے منھ پر مارا اور کہا مین خاک مین ملاؤن اُس مرنیے کو جو میری ناک کا نام لے سامری
اُسکا ستیاناس کھوئین تو صاحب ابھی سے اُس سوت حرامزادی کا ایسا پیار ہوا کہ اُسکے بدلے
ناک ہماری کٹنے لگی مین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتاروں اُسکو وہان تصدق کرون جہان
میری دائی نے ہاتھ دھوئے ہون اُس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ
ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے عوض بھیچڑا تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوئے
جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہونٹون سوتون بھر کی ناک کاٹینگے مین اُس مردار کے منھ کو نگل
اتوار سات جھاڑون مارون نا صاحب مجھے تمسے نباہ نہو گا شاہ نے یہ سنکر کہا کہ بس چپ رہ نہین تو مار
کوڑون سے کھال گرا دونگا تو نے مجھکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہی بہت چل نکلی ہی جو زور بکے جاتی ہی یہی ٹھہری
کہ حکم دون جلاد کو جو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤن اس
سلطنت کو اور بھاڑ مین جائے تیرا ساتھ اب کنیزین اور جادوگرنیان عزیز بیچ مین آگئین بادشاہ مارنے
اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ اے میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہی کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا
کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہی بعض عورتین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے بی بہت مرد کے منھ نہین چڑھتے
سب جانتے ہین کہ جو تم ہوگی اور کوئی نہوگی ایسی اوداتیان بیسیون اُٹھینگی اور چلی جائینگی اور بی بی انکا
بُرا ماننا کیا وہ مرد ذات ہین ایک جو ناچڑھاتے ہین ایک اُتار دیتے ہین اور اُنکو تو سامری نے چاہیے
دیے ہین والی ملک کیا ہی میان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہی لنگوٹی مین بھاگ کھیلے ہین
پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آؤ اب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون
پر گرین کہ اے مین واری میرے بھوسے کنور کنہیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اُسکا دل تھوڑا ہی یا بنتا
بحالت غضب تھراتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لیچلین اُسوقت اُس صاحب
حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصے سے تھرلتے تھے برگ گل کو باد خزان
جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا مجلس حیران ہو ٹھون پر گویا آراستہ برگ سوسن
کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بنا پیدا مسی کی اُداہٹ اُس شیدا زلفین پریشان ہوکر تمام رخ پر کھڑی
ہوئی اور آنکھین وہ چشم نرگسی مخمور رنج سے لال لال گویا شفق بر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا ہوا

تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائنچے پاجامے کے چھوٹے ہوئے سلوٹین رانون اور پیڑو اور پنڈلیون کی نمایان صفحۂ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان حاصل الامر ملکہ تو انہین سمجھا کہ ایک کمین کہ قریب تر اُس مقام سے تھا لائین اور سامان آسائش مہیا کرکے وہان بٹھایا اسکا رونا رشک سے بلبلانا کنیزون کا سمجھانا بیان ہوگا مگر سرداران ذی رتبہ تختہاے سحر پر سوار ہوکر برائے استقبال ظلمات روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین جاکر اُس سے ملے ہر ایک نے گردن بہ تسلیم خم کی نذر دی اُسنے خلعت سے مخلع کیا اور بجاہ و حشم سوار ہوکر چلی افراسیاب نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی مراتب لیساول و چوبدار تخت روان فوج بکران بھیجی وہ ملکہ اُس تجمل و حشمت سے سوار ہوکر چلی کہ ابیات

آہستہ روانہ تھی سواری	ہر گام پہ نہر فیض جاری	رستے ہوئے بند لوگ بیکار
رہرو سے گئے بھول طرز رفتار	بازار ہجوم سے لبالب	فیلون کی قطار و خیل مرکب
ممکن نہین کلک سے ہو تحریر	سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر	چلتے تھے مصاحبان سلطان
سب چلتے تھے ملازمان خاقان	جو خواجہ سرا تھے با وفا خاص	تھے انکے دلون مین نقش اخلاص
تھے منتظم اور آگے آگے	کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے	خدام و مصاحب اراکین
پہنے ہوئے جامہاے زرین	ہمراہ تھین پلٹنین رسالے	سردارون کے فوج سب جلو مین

اُسی جاہ و تجمل سے سواری تا بہ لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اُس معشوقہ کے خود قریب ہوادار گیا اور گود مین لیکر اُسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی لی لشکر اُسکا اُتر پڑا بڑی کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج اُس ملکہ کی اُتری بادشاہ صورت زیبا اُس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھکر غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اُسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کرکے روز سعید اور آوان حمید براے جلوس مقرر فرمایا اُس روز یہ تجمل اور شان تھی اسباب خرمی مہیا عشرت فراوان تھی نظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی بار اُس	اک تختہ ہو اُسکا تخت کاؤس	ایسے تھے جڑے ہوئے جواہر

گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
کیا مہر تھی مہر بادشاہی
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
خورشید فقط نہ زر بکف تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
یہ تاج و نگین شہا مبارک
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
عشرت سے ہوا جہان گلستان

جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
نقش رقم جہان پناہی
دینے لگے نذر اہل دربار
بہرام فلک بھی سر بکف تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
محتاجون کو ملگئے خزانے

ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے
اللہ رے سرور قرب سلطان
لائی صدف اپنا در شہوار
جو گل تھا وہ زر بکف جدا تھا
دربار مین سب درستہ حاضر
باجون کی یہی صدا مبارک
باران کی طرح گہر فشانی
القصہ ہوا جو جشن سلطان

اُسی جشن جلوس مین بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے شاکر تخت حکومت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر چرخ پر جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
ضیائے ماہ بھی صدقے تھی اُنپر
جو حاضر تھین پرستاران گلفام
بھرا پیر مغان نے گوہر رنگ
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
نکال نخل خواہش نے دہن شاخ
نہایت ملگجی بستر کی چادر
پری نے بال کھولے بہر پروانہ
نہ تھا بوسے جبین کو جبین رستہ
ہوا جب غنچۂ لبستہ شگفتہ

کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام
اُٹھا وہ بادشہ آیا محل مین
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
چُنے کشتی مین گلدستون کی صورت
فدا ہر جام پر تھا جام جمشید
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ
کہ دوڑے سوے پستان دست گستاخ
کلی دار اُسکا تھا جو پائجامہ
بشکل برج حوت اُسکا تھا انداز
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
گری تب شبنم آب نعمت

پری سر پر ستارہ دار چادر
ہوئے شمس و قمر یکجا حمل مین
عجب شیشہ سے نکلا چھوٹ کر رنگ
صفائی سے شیشے سے کدورت
جتایا نشہ نے جیب رنگ صحبت
نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ
پسینے سے ہوئی محرم ملک تر
صفت مین گلفشان ہر شاخ خامہ
وہین تھا مثل غنچہ اُسکا بستہ
بنی آغوش رشک برج مہتاب

یہ تو دونون سینہ بسینہ لب بلب مزے وصلت کے اڑا رہے ہین اُدھر باغ مین ملکہ حیرت کو غش پہ غش آرہے ہین غرض

معمور ساغر مینائے چشم اشک سرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک و حسرت انیس ندامت ہم رنج
فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب نظم

ہان ناسے ادھر ہین شادیانے
یان گردش بخت سر پہ دستار
وہ مالک فوج ہفت کشور
یان سینہ مین داغ بیقراری
اب کون ہے صورت ملاقات
اب کون وصال کے ہین سامان
دام الم و عنا سے چھوٹین

دیکھو تو خدا کے کارخانے
وہ تخت نشین تاجدار ہی
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر
وان رقص و غنا سے گرم محفل
جو چاہے خدا لگے کی کیا بات
ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا
موت آئے اگر بلا سے چھوٹین

وان گردش چتر سر پہ برپا
یان فرش زمین و خاکساری
فرمان ہے ادھر تو مہر جاری
یان دل کی تڑپ سے رقص بسمل
حاسد ہین ہزار دشمن جان
یون رفع ملال ہو ہمارا

انیس دمبدم صدقہ قربان جاتین اسطرح سمجھاتین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہے جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر مین چھوڑ دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کی کے دن محبت رکھو ابھی سنئے ارمان ہین کچھ دنون یہی کھیل سہی ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن اسکی چڑھی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھینگے دوسری نے کہا ای بوا تمھارے کہنے کی بات ہے ہماری ملکہ کی برابری وہ چڑیل کیا کریگی وہی مثل ہے نیا نو دن اور پرانا سو دن انکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ آنا ہی ہے ای دیکھ لینا جو چارون مین انکو نکالا نہ ملے ای تو سہی میرا نام جو منھ کالا کرکے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ مین میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ بیوا جو آج تخت چڑھی ہین کل کوئی دو کوڑی کے اسکے ہاتھ سے بیر نگی ایگا اسی گفتگو مین ایک مغلانی بولی کہ ای بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین سایہ کا کاٹا خوب پڑھتے ہین ملکہ عالم فرمائین تو پڑھوا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا سات جمعراتین اگر اُس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی پتی اور نمک کنوئین مین چھوڑین یہ ایک پر ایک ہے فوراً الزادی نکلجائیگی یہ تو سب اسطرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اُسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤن اور بطور مخفی اُسکی شریک ہوکر اس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤن یہ تجویز کرکے کنیزون اور انیسون سے کہا تمنے کیون بک بک کر میرا مغز کھایا ہے جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ ہجوم سے میرا دم

گھبراتا ہی دل اُلٹا جاتا ہی وہ سب عورتین یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہہ پر چلی آئین ملکہ نے باری دارنیونکو بھی ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھکر بلبان شمع اشکبار ہوکر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ میرے ساتھ ماں کی کوکھ مین پانوٴن پھیلانے والی اَی میری ماںجائی اَی میرے ساتھ کی دکھ اٹھائی اَی میری جان جان و دل سے بہتر اَی میری نور نظر لخت جگر تیری ماںجائی پر بڑی آفت آئی ہی گھر برباد ہوا جان لینے کے پیچ نے دھوم مچائی ہی اَی میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجکو اپنی صورت دکھا جا اَی بھینا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ مین جیون یا مرون یہ لکھکے جوڑے سے ایک تیلی نکالی وہ خوش صورت پری بنگئی اُسکو وہ خط دیکر کہا جہان میری بہن ملکہ بہار ہی وہان لیجا تیلی اُڑکر چلی ملکہ بہار اُسوقت دربار سے اُٹھکر بہ آرام اپنی بارگاہ مین آئی تھی کہ تیلی اُسی بارگاہ مین آکر اُتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے پڑھکر تیلی سے سبب پتا اور نشان اُس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہی دریافت کیا اور کہا تو جاکر کہدینا کہ مین آتی ہون تیلی یہ جواب لیکر پھر گئی اور حیرت سے جاکر بیان کیا اُسنے تیلی کو اُٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی مگر بہار بارگاہ سے اُٹھکر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام و جانسوز کو بلا کر مشورہ لیا اُنھون نے عرض کیا کہ بہتر ہی ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا بعید ہی جو وہ ہماری شریک ہوجائے اور ہم مین سے ایک عیار ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور انکا معین وہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علیحدہ جاکر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوق و تجمل جسکے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مسی کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبود دست و پا حنا آلود خون کن خاطر گلرخان لباس پر زر پر فضا عاشقون کی جان ستا دی بجلیان کانون مین لطافت جان پاکیزان موتیون کے دانون مین پاجامہ مشروع کا پانوٴن مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سرپا داوٴن پر اُسکی تصدق ہر دلربا سمبز غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب ابیات

گل رویت عرق کرد از می ناب | ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب | بنازان چشم را از خواب مکشا

بجان بہتر کہ باشد فتنہ در خواب | تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ بر روی | دہم پنجہ خورشید را تاب

چو در سر میل ابروی تو دارم | سزاوار فرود آید بہ محراب | اس صورت خوب و حسن محبوب

بر درست ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آیا اُسنے مطلق اُسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی غلام
یا خواص ہو غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سحر پڑھکر ایک تخت تیار کیا اور
اُس تخت پر بیٹھکر مع عیار مذکور و چند کنیز ان کے حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت
ہو وہان پہونچے تخت سبکی نظر سے غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے سینے اُسی باغ مین اپنے تئین
دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان تنہا بیٹھی تھی اُسی بارہ دری مین یہ سب پہنچے
حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی
کہ میری آنکھون کی ٹھنڈھک آ میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اُسنے بلائین
لین اور سر سے سر آتارا پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی امان آخر کہو تو کیا ہوا اُسنے کہا اے بیٹی یہی
میرا مقسوم تمھارے دولھا بھائی نے رنڈی کی ہو ہمکو دودھ کی الیسی مکھی جانکر نکالدیا اے جانی
میرا دل اکتا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہو وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے سے پانی جدا نہین
ہوتا مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت رو رو کر آسنے ظلمات کی اور
تخت نشینی اُسکی بیان کی بہار نے کہا اے باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہو گی کہ مجھ پہ سانحہ
جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہو قصور معاف مین تو سچ کہون میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو
اُسکے منہ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھڑوے تیری یہ راہ ہو میری یہ راہ ہو
اے باجی مجکو جو تمنے بلایا ہو تو مین دولھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون
ہان اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اس قحبہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو
بھی ناک چنے چبوا دین اور اے میری مان کے برابر یقین جانو کہ مین جیسے شریک خواجہ سلامت کی
جا کر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے بچھڑنے کا خیال رہتا ہو کسیوقت آنسو نہین تھمتا ہو باجی اپنے
دیدون کی قسم تم بڑی سنگ دل ہو کہ ہمکو بُرے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو اچھا اب
اِن باتون کو تو جانے دو لو آؤ اُٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تمکو تخت حکومت پر بٹھاؤنگی
دولھا بھائی کو بھی قدر عافیت کھلجائیگی کہ ہان کسیکو جلانا ایسا ہوتا ہو اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہو
اور دوسرے مین سچ کہون مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہو اے بہن اُس دین مین
حرام نہین کرتے ہین اکیلے خدا کو پوجتے ہین جادو کرنیوالے کو نام دھرتے ہین غریبون کے

حال پر ترس کھاتے ہیں ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے ہیں عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہیں اور باہم اُلفت محبت بہت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت میں کام آتا ہے اور جو کچھ بُرائی اِس دین کی ہے مین بیان نہیں کر سکتی حیرت نے کہا بیٹی یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو ماں باپ کی لاج کرتی ہوں جب تو اِس موئے کا ساتھ کر کے مصیبت بھرتی ہوں اور دوسرے یہ کہ خواجہ سلامت کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہے اِسلیے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہاں آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور پتا خواجہ کے قید رہنے کی جگہ کا بتلاسیئے تو مین چھڑا لاؤں حیرت نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین ضرغام عیار ہوں حیرت کو اِسکی صورت دیکھکر حیرت ہوگئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے پس اُسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اُسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے قفس جسمین عیار قید مین اپنے سینہ کے مقابل لٹکایا ہے کئی سو ساحر ونکا درِ خیمہ پر پہرا ہے اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو وہ مار ڈالیگا اِس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اوّل کسی تدبیر سے نقش جمشیدی اُس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کر لیگا تو اُسکی تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھے گا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ اے بی بی مین ابھی جا کر خواجہ کو لاتا ہوں حیرت نے کہا یہاں سے بچاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور تابل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پہ نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین اپنے تئین پہونچا یا اور اُسنے لشکر ملکہ ظلمات کا راستہ لیا اور اُسی خیمہ متین کے پاس حسب نشاندہی حیرت آیا یہاں دربانوں نے روکا یہ زن حسینہ تو بنا ہوا تھا ہی اُسنے گویا ہوا کہ موؤ کچھ شامت تمھاری آئی ہے مجلو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے لو دیکھو جھٹ یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکالکر دیا اُسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم تمھارے حسن انتظام سے بہت خوش ہوئے از بسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہو سکے اسلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آئندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیہ دعوت کے سلیے تمھاری بھیجا ہے یہ مضمون اُس کاغذ کا دیکھکر دربان تو خاموش ہوگئے اور یہ اندر

خیمہ سے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمعہائے مومی وکافوری روشن ہین فرش پرتکلف بچھا ہے پلنگڑی پر
جواہر کی ساحر لیٹا ہے قفس اُسکے سینہ پر ٹنگا ہے یہ دیکھکر اسنے آگے جاکر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھدیا متین
کچھ نیم خفتہ تھا گھبراکر اُٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جسنے خواب عدم سے فتنہ
خفتہ کو جگایا کتنون کو خوابگہ گور مین سُلایا یعنے ایک نازنین شوخ وبیباک قاتل خلق پرفن اور سفاک
کہ بموجب بیت ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا +
باین شکل وشمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہے شمع وچراغ کو بھی لو اُسکے دیدار کی لگی ہے فروغ
ضیائے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہے چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہے یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا
اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ بیت جان من باآنکہ خاص از بہر رفتن آمدی +
ساعتے بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اُس نازک اندام نے ہاتھ چھڑاکر ہاتھا کوٹ لیا ای میرے ستاری
مین نگوڑی جہان گئی مردون نے ستانی ہی سمجھا لگے دھڑپکڑ کرنے اور مردون کو غیرت نہین آتی
یہ ستی جاتے ہوئے وہ جو کہتے نہین کہ بیت ہونٹھون سے ہونٹھ منھ سے مرے منھ ملالیا چھڑا
کچھ اس طرح کر گلے سے لگالیا + ای میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہے
ذرا اپنے ہوش مین آؤ مین صدقے مین دوون اِس نوکری کو جسکے کارن آبرو جائے مین نگوڑی کہتی
تھی کہ ای ملکہ اِس ادھر رہنا کو مجھے غیر مرد پاس اکیلے مین نہ بھیجیے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی
پیش آیا نہ کہ یہ مردوا مجکو اُدمانی سمجھا کہ بیت ہر کجا رفتی بلا لی عاقبت رسوا شدی + جائے آن
دارد کہ رسوائے جہان گویم ترا + متین نے جو یہ باتین سنین اسکی ادائے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ
ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشہ تنہائی جنابِ عالی
دل نے مسند ہوس پر پاؤن پھیلائے اور پکارا کہ ای جانی خفا نہو میرا دل اسوقت قابو مین نہین ہے
کہ فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن زمن + جان زلف بگذارم واز دست نگذارم ترا +
اور میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون اُس دلربا نے ہنسکر
کہا مردوے کیون باتین بناتا ہے آجتک سوا تونے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اسنے یہ سمجھا کہ
ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہے اُسکی یہ ملازم ہے لاؤ اپنا عشق قدیم جتاکر اِس بت کو رام
کرون یہ سمجھکر گویا ہوا کہ واہ وا ای صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُسدن تجھی نہین تھین جو ملکہ

نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اُسیدن مین آپکو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا اُس عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے
خیال کیا کہ اب یہ خوب عشق مین تیرے تجربہ ہی کہ اپنے دل سے باتین بناکر تراشتا ہو اور فقرے کرتا ہی
یہ معلوم کرکے شرماکر بناز و انداز گردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھکر دست ہوس زیادہ دراز کیا
اور پکارا کہ

ابیات

پوچھا جو مین نے دل کوئی تمنے چرا لیا
اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا
دل مین ہمارے میل ہی تم بھی پرکھ کے لو
کھوٹی کھری پڑی تو یہی ہو بڑا لیا
بعد فنا بھی دل ہی مرا آرزو کی پوٹ
ایسا دھرا نہین ہی کہ جیسے اُٹھا لیا
بوسے سے جو کتا تھا کہین یکے دل ربا حسن
لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا تھا

اُس گلفام نے مسکراکر کہا مستیان پھر جتاتا ہو یہ عطیۂ بادشاہی تو لو مین جانتی ہون کہ تم مجھپر
مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اُسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان
طلائی کرسے نکالکر اُسکے سامنے رکھا اُسنے اُسکو کھولکر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اُس پوش
نے اُسوقت ایک رقعہ بھی نکالکر دیا اُسمین لکھا تھا کہ ای حسین یہ جواہر تمھاری دعوت کے لیے بھیجا
ہی اور چونکہ خالی کوئی چیز نہین بھیجتے ہین پس حسب دستور گلوریان بھیجی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی
مالکہ کی دیکھکر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اُس نازکبدن سے کہا ای جانی ایک گلوری اُسمین سے
مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اُٹھاؤ اُس گلگون پیرہن نے مسکراکر منھ چڑھادیا انگوٹھا
دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردوے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہو وہی مثل ہی کہ مان نہ مان
مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دلمین بھرے ہین اور مین نگوڑی تو یہان آکر بلا مین
پھنس گئی لو منھ کھولو گلوری زہر مار کر و خیر اتنو میری یہ مثل ہی بیت بوجھ وہ سر سے گران ہی کہ اُٹھائے
نہ اُٹھے + کام وہ آن پڑا ہی کہ بنائے نہ بنے + وہ یہ سنکر گلوری اُسکے دیتے ہی کھاگیا اور کہا کہ فرد
اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان + شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے + یہ کہکر
چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا ضرغام
نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئینگے خواجہ کو تم رہا کر سکوگے بلکہ خود
پھنس جاؤگے یہ سوچکر اُس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا

وہ نقش اُسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اُسکی یہ آگاہ تھا نقش ایکدفعہ سے مس کیا تیلیان اُسکی الگ الگ ہو گئین خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور متین کو اُسیطرح بیہوش چھوڑکر باہر بارگاہ کے نکلے اس نقش کی تاثیر یہ تھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق اُنکو نزدکا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ وہان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت کاٹتی ہے مسلمان کبھی نہوگی اور اُس سے کہدینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین نفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانۂ مشرق سے نکلکر عرصۂ فلک مین آیا نظم

کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا
نہ پھر آنکھوں نے وہ سامان پایا
صدا دی طائروں نے ہر شجر پر
سحر چمکی اُٹھے لوگوں کے بستر

رات بھر افراسیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت و نشاط دیا کیا بادۂ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی و یاس لیتی اُسکے وہ حور
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
کیا منت سے پی اسکو مرنجان
گلے سے لگ گئی وہ حور پیکر
پسینا اُسکے چہرہ تمتمایا
رہے ذوق و جوش سے گریبان
شعاع مہر نے جب منہ دکھایا
لگے معشوقہ و عاشق نہانے
نہائی لا کے عمدہ اُنکو پوشاک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ غیرت ماہ
شہنشہ بھی بغل مین آکے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جسم

ہوئی افسردہ خاطر شہ کی سرور
ملا لب سے قسم دی اپنے سر کی
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
دیے بوسے لیے اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ رغبت جو پایا
کہ اتنے مین بجی نوبت سحر کی
ہر اک اُٹھکر سوئے حمام آیا
ملا خدمتگزارون نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
جھکائی سینے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

کبھی سینے لپٹے کبھی لبس بہر آرام
پھر اُسکے بعد گیسو و کمر کی
ہجوم شوق اُمڈا ایسکہ دل پر
سنگھائے پھول عارض کے چمن بیچ
نکالے دلمین تھے جو جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوئے کھینچے کھینچے بالون مین شانے
کیا پر نور رخسار و دہن کو
سر یر حکمرانی پر بصد جاہ
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا سامان عشرت پھر فراہم

اُسی ہنگامۂ مستی زا و جلسۂ طرب افزا مین اُس معشوقۂ دلربا کا دل

گھبرایا بادشاہ نے اُسکا چہرہ اُداس پایا سیب ذقن کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ ای میوہ نورس باغ دلربائی تیرے
گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہو دلکو میرے ستاتی ہی جو آسیب پہونچا ہو اُسکا اظہار کر تا غم دور کر کے
میرا خانۂ دل گلزار کر اُس غنچہ دہن نے کہا کہ مجکو عیارون سے کھٹکا ہی ایسا نہو کہ نقش جمشیدی جاتا
رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ جائے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا کہ متین کو بلا لائے ساحر اُڑ کر بارگاہ
مین متین کی آیا وہ ہوائے سرد سحر سے ہوش مین آیا اُٹھکر آنکھین مل رہا تھا کہ اُسنے پیام ملکۂ مذکور دیا
وہ اسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبرا کر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش
نپایا سمجھا کہ بستر پہ گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ ای ملکہ مین ابھی لایا اُلٹا پھر کر بارگاہ مین آیا نقش کو ڈھونڈھا
نپایا گھبرا کر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا پھر پلٹا سامنے ظلمات کے آیا اور قصہ شنیدہ سنا کر کنیز کا خاصدان لانا
بیان کیا ملکہ نے مُنہ پیٹ لیا اور کہا ای شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا
کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اسکے زانو پر بیٹھا اُس سے پوچھا کہ ای مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیارنے
آکر عمرو کو چھُڑایا ہی اُس طائر خوش نوانے زمزمہ سنجی اسطرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بنکر گیا اور یہ ماجرا گذرا
اُسنے کہا اب وہ کس مقام پر ہی طائر نے کہا وہ عیار اسوقت صحرا مین پھر رہا ہی یہ سنکر اُسنے سحر پڑھا کہ طائر
زانو پر سے اُڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑکر تلاش عیار مین روانہ ہوئی ضرغام خواجہ سے الگ ہوکر
جانب باغ حیرت جاتا تھا اور عقب اسکے ملکہ بہار بھی چلی تھی کہ خواجہ کے رہا ہونے سے اُسکو
مطلع کر کے مشورہ در باب قتل ظلمات کرون چنانچہ ضرغام جنگل مین پہونچا تھا اور بہار بر سر
ہوا اُڑتی اُسکے پیچھے کچھ دور پر تھی کہ ظلمات آکر پہونچی اور سحر کر کے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین
اُتر کر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ
باش او قحبہ اری تو وہ مستانی ہو کر منزلون سے میری بہن پر سوتا پا دینے آئی ہو یہ کہکر ایک گلدستہ
جھولی سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چٹکا اور ایک طاؤس پر کھولکر ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجہ مین
دابکر لے اُڑا ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکلگیا مثل شیر غضبناک پھری اور ایک ناریل جھولی
سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب ملکۂ مذکور پہونچکر شق ہوا اور ہزار ہا شعلہ نکلکر جانب بہار
چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکالکر جانب آسمان اُچھالا فوراً ابر گھرا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے
اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین

وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش تھا لالہ جام بکف ہمشکل رند مینوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان مین حیرانی کلیان چمنستان مین کھلتی جاتی تھین تبسم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھین ــ نظم

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق
طرلہ تھی وہ زبان تھی سوسن
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
صیاد سے تھی فراغ بالی
جانبخش ہوئی ہوا جو آئی
خوبان جہان کی انجمن تھا
جلوہ مہ مہر کا عیان تھا
وہ چشم و چراغ بے مثالی
اُس باغ مین یون تھی زینت مجلس

گل ہیر ہنون پہ تھے جو فائق
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
استادہ تھی اُس چمن مین گلنار
کیا حسن فروش کاروان تھا
شمشاد ریاض کا منگاری
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

آرایش بوستان تھی سوسن
ملتا ہی نہین وداغ تزئین
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
اُس تازہ چمن مین اک چمن تھا
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
وہ لالہ رباغ بے مثالی
بنیاد مکان بختیاری

ملکہ ظلمات اس بہار روح پرور اور حسن بہار فتنہ پرور ستمگر کو دیکھکر دیوانی ہوئی عقل وادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ گنگناتی مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی گرچہ شاگردہ تاریک ہی بہت تحفے الاو جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہی پس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کیطرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اُسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ظلمات کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ ای ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پُر از نیرنگ ہی سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہی یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکالکر سیندور اُسمین سے لیکر ملکہ کے مُنھ پر ملدیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اُس سرخرو پرسے سیاہی بیخبری کی دفع ہو گئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہاے گل ولالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ برنگ باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار نزدہ و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقہ گل شکل خاطر عشاق جلی کہ مؤلف واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر ✚ آگ نالون سے لگی سارا گلستان

جلگیا ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکل بہار
اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی تھی اُس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے
حاضر کیا اُسنے حکم دیا کہ اِس مجرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم خوش رفتار
جادو کو بُلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین آکے وہ بارگاہ جو اِسکے رہنے کی ہو اُسمین
پہونچکر پکاری کہ بی بیو تم مین سے نسیم جادو جسکا نام ہو اُسکو ملکہ عالم بُلاتی ہین فلان مقام پر
تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہو یہ پیام دیکر پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب اُسمین
کنیزین جمع تھین اور کہ رہی تھین کہ ملکہ دوران بہ غضب تمام جانب صحرا گئی ہین اُنکو ڈھونڈھنا چاہیے
سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہو لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا اچھا نہین
اِسی تقریر مین پتلی کا پیام جو سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھکر چلی لیکن حال عمرو برق بیان ہوا تھا
کہ اپنے لشکر سے نکلکر قبل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوئے اِس بارگاہ مین
موجود تھے اُنھون نے بھی بیان پتلی کا سنا اور جب نسیم ہوا نسے چلی یہ بھی اِسکے ہمراہ ہوئے اور
بہت جلد اُس سے آگے جا کر صحرا مین ٹھہرے اور از بسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے
اور نام سے نسیم کے آگاہ ہوچکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہان یہ ٹھہرے تھے پہونچی
اِنھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جایئے اور جو کچھ ہم عرض کرین مسموع
فرمایئے ساحرہ اپنی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا ذکر کچھ کرینگے
پس یہ سمجھکر اُتر آئی اِنھون نے سلام کیا اُسنے بخندہ پیشانی کہا بھیا مزاج اچھا ہو اِنھون نے کہا
جی دعا کرتے ہین ہمنے اسلیے آپکو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب
ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ مذکور کے لیے ایک روغن حکم طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل
روئی کے نرم اور بعد خوردنی نازک ہوگیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے
تن نازک کی ہو چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نہج سے ملکن ہوا اور ابتک موجود ہو پس وہ کھانے کی
ملکہ کے بہت کام کا ہو آجکل ہم پریشان حال ہین آپ اُسکو لیوا دیجیے آپکا احسان ہمپر ہوگا اُسنے
یہ تقریر سنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہو اُنھون نے کہا حاضر ہو اور ایک بوتل پُر از روغن بیہوشی
کمر سے نکالکر اُسکے سامنے پیش کی اُسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرہن اُسکا لیکر

صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین
جا کر ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اُس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہر رہا اسلیے
کہ قتل کرنے سے ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہو جائے اور پیر سحر کے روتے ہوئے آنکے سامنے جائین
تو خواجہ کی عیاری مین فرق آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا
واری یہ جنگل مین تمہا آنا اچھا نہین اُسنے کہا ای نسیم سے اس مجرمہ کو لیجا کر قید کر مین تلاش مین عیارون کی
آئی تھی یہ مجھے اگر اُئی خراب مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور
عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد کر دین کہ مین اپنا جادو کر کے اسکو رکھون اُسنے سحر اپنا دفع کر دیا اور خواجہ نسیم
بہار کو بقچہ مین داب کر کچھ دور لنگاتے ہوئے لائے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت
پر لاد کر برق جہان تھا وہان پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منھ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھل گئی کیونکہ
سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی ملکہ اپنے ہی سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعا ئین
پڑھکر دم کین کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے اُسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکالکر ذبح کر ڈالا شور
اُسکے مرنیکا بلند ہوا پیر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ
بہت زبردست ہی ای ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کر کے اسکو آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرنا نہ چاہیے
ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہی دوسرے تمہارا خیال کرنا پڑتا ہی یہ اچھا نہین ہی تمھین چلے جانا
زیبا ہی بہار یہ سنکر وہان سے جانب لشکر پھری اُدھر ظلمات نے بعد چلے جانے نسیم نقلی کے سحر
پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بنکر آیا اور
تجھے بہار کو لیگیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار اُسجگہ ہین یہ خبر معلوم کر کے
حیران ہوئی تھی کہ پیر سحر کے روتے ہوئے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکر غائب ہو گئے اُسکو اور زیادہ
غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اُتار کر اُسی سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا
کنگن سورج کیطرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع ہزارہا پیدا ہو کر ہر سمت روانہ ہوئے عمرو و برق
ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار شورہ بر قتل ظلمات کر رہے تھے کہ یکایک چند سنہرے خط ایک
سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور کھینچے ہوئے لیچلے اور ضرغام کو جو طاریہ بہار کا
لیکر اُڑا تھا اُسنے اُسکو لا کر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرین اُسکے بھی

جاکر پہنچین اور کھنچتی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا
بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہے اور قریب اُسکے ملکہ ظلمات ایستادہ ہے اُس آفتاب کی کرنین ہمکو
کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی
جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹکر بےحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے
کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمامتر گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اسوقت بہت
غصہ ہے گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین جام بادہ سرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال
ہین پس اُس لالہ رخسار نے انسے بعتاب خطاب کیا کہ اے ناعیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو
مارتی ہون بڑی تمنے آفت ڈھائی ہے مجکو بھی حیرت مقرر کیا ہے کہ عیاریان کرکے جسکو چاہا مار ڈالا
اور اُس سے کچھ نہو سکا کیسی خاتون شہنشاہ ساحران تھی واہ واہ نام بڑا اور درشن تھوڑے
عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب ندیا اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ عیار اُسکے ساتھ چلے
یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نگئی اتفاق سے اس لشکر مین جب ملکہ
بہار پھر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اسنے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سنا کہ صحرا مین
ہے اور خواجہ برق ارادہ قتل اُسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ
اسیر پنجۂ ستم ساحرہ ہون مجھے بھی لازم ہے کہ چلکر آنکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اُسطرف سے
ظلمات آتی تھی یہ اُسکو دیکھکر راہ کتراکر چلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اُسکے آیا اور آداب
بجا لاکر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ جادوان آپکی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو ڈھونڈھنے
بھیجا تھا لائیے ان مجرمون کو مجھے دیجیے اور آپ شہنشاہ پاس جائیے یہ تقریر سنکر اور اس عیار کو ساحر
بنا ہوا دیکھکر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہے مگر جب اُسنے قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبارگی چونکی
سے درباب بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھکر نیت اُسنے کی کہ مجکو ظاہر ہوجائے
کہ یہ کون ہے عیار ہے یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہے سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہے یہ معلوم کرتے ہی
پکاری کہ اب آئے ہو تو جانا نہین ایسی تاثیر اس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بےحس و حرکت ہوا اُسکے
ہمراہ ہوا اور اسنے کہا کہ ہو وہین اسی فکر مین اسطرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کردون
اور طبل جنگ بجوا کر مکرامون کو بھی سزا دلواؤن چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچوین کو بھی گرفتار کرون تو اپنے

لشکر مین جاؤن یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر مشت خاک اُٹھاکر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کہ
قران عیار لشکر نگران مین ہے یا بیابان مین ہے خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی
کبھی لشکر مین آتا ہے ورنہ ہمیشہ بیابان مین رہتا ہے یہ سنکر ساحرہ وہان سے پھری سحر کے زور سے عیار
بھی ساتھ ہوئے اور یہ سمت صحرا ابتلاش قران روانہ ہوئی قران درۂ کوہ مین بیٹھا تھا اتفاقاً چند
ساحر ملازم شاہ طلسم اُسطرف سے گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ ملکہ بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی
کل تو بادشاہ کی بی بی بنی آج عیارون کو پکڑنے گئی ہے ایک اُنمین سے بولا کہ بھائی حیرت بھی
اگر چاہتی تو عیارون کو پکڑ لاتی لیکن ایسی باتون مین حاکم قتل جلد تر ہو جاتا ہے حیرت خوفناک ہوئی
اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آجتک زندہ ہے ورنہ مار ڈالی جاتی تم دیکھنا
یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کسلیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر مین ہین دوسرے انکو ستایا ہے اب بچنا اِس
شہزادیکا مشکل ہے دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیارون کی طرف سے چشم پوشی
کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے ارسے بھی عیارون کا ستانا کچھ اچھا تھوڑی ہے یہ باتین سب
قران نے جو سنین غور کیا کہ ظلمات ہم عیارون کے قید کرنے کو شاید آئی ہے مجکو بھی فکر اپنی لازم ہے
یہ سوچکر وہان سے اُٹھا اور اُس سمت کو خیال کیا کہ جہان مین استادہ ہون کون سی سمت ہے معلوم ہوا
کہ مشرق ہے پس اب جانب مغرب رو بفرار لایا یہ تو اُدھر گیا اور ساحرہ اُسکے مقام پر پہونچی دیکھا
کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہے بسان قلب پارسایان پُر از صفا ہے شیر کی کھال ایک مقام پر بچھی ہے
اور ایک سمت کو اُس درہ مین غار ہے یہ اُس غار مین اُتری یہان طاق بصد خوبی محراب دار کاٹے
تھے اور دریچہ اسطرح بنائے تھے کہ جب اُسمین کوئی جائے صحرا مین پہونچ جائے کہین در ایسا بنا تھا کہ بیچ
اُسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچون سے راہین ہر سمت صحرا مین نکلتی تھین
بھول بھلیان بنی تھین چبوترے صحرا مین دریچون کے سامنے بنے تھے اُن پر مرگ چھالے بچھے تھے
غار کی کوٹھریون مین غلہ اور اسباب سبکتی وجملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا سر غار ہر سمت سے
پوشیدہ تھا کہین اُجالا کہین اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر
نازک مزاج و مہ پارہ تھی خوفناک ہو کر غار سے باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ مین بیٹھا ہو اور
قتل کر ڈالے غرض باہر آکر اسنے ایک طائر ماش کے آٹے کا بنایا اور سحر کا بیر اُسمین پھونکا کر زندہ

کرکے حکم دیا کہ ہر سمت اُڑ کر جا اور پتا لگا لا کہ قران عیار کہان ہے طائر اُڑ گیا اور مہتر کو ایک مقام پر دیکھ آیا ساحرہ سے بیان کیا یہ اُسی سمت اُٹھکر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ مین کوئی فتور قیدیون کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا نہون پس درۂ کوہ مین ایک گنبد خاک کا بناکر تینون عیارونکو اُسمین بند کرگئی یہ تو جانب قران چلی اور اُسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بناکر چار سمت کا نام ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی کہ یا خبیر اخبرنی اسوقت ساحرہ کسطرف آتی ہے یہ نیت کرکے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر رکھی جس سمت پر انگلی پڑی اُسطرف کو چھوڑکر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ جہان طائر نے بتایا تھا کسیکو نپایا پھر طائر کو اُسنے روانہ کیا کہ وہ جاکر خبر لایا کہ اب اُس طرف عیار ہے یہ اُس جانب چلی وہان مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جاکر ٹھہرا تھا اور دم راست کرکے پھر نقشہ کھینچکر مخبر بفال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اِس جانب آتی ہے پس یہ تیسری جانب چلا اسیطرح اُس مہر سپہر ساحری کو اُسنے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا دوپہر کامل اُس ماہ کو پھرایا عجب حال اُسکا بنایا کہ پانچے چھوٹے ہوئے پسینے سے پوشاک بدن کی تلچھی جسم تمام عرق مین ڈوبا ہوا ایاغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی دھڑی پر پان ہونٹھو نپر رنگ رخ فق فق صباحت مین صادق نگہ پر دل مین جھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرے سے ظاہر گیسوون کا رخسار پر پیچ کھاتا گویا افسون خوان ساحر بالآخر جب زیادہ دوادوش اِسنے کی غضبناک ہوکر سوچی کہ عمرو سرگروہ عیاران عالم ہے اُسکو مع دونون عیارون کے جلکر مار ڈال قران اُسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کر لینا یہ تجویز کرکے اُسیطرف روانہ ہوئی اُدھر قران تو اِسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اِسکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھکر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب تیرے مسکن کی سمت جاتی ہے یہ معلوم کرکے بہت جلد روان ہوا اور اُس سے آگے نکلگیا اور ایک مقام پر دامن کوہ مین بہت سے درخت لگے دیکھکر اور صحراے سبزہ زار ملاحظہ کرکے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر پر از گل وثمر بیخ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کرکے چارکونون پر اُن درختون کو لگایا اور سب پھل اُنکے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھکر اسطرح سے اُنھین چاک کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو پس اُنمین بیہوشی داخل کی اسطرح کہ تمام جگر اُنکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہوگیا جب یہ باغبانی گلشن عیاری مین کرچکا بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی

اور اُسمین اُترکر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحر غدار مین بیٹھا آپ دفن ہوکر اُسکو زندہ درگور کرنیکی فکر فرمائی نظر کردہ بوتراب کو خاکساری کی عیاری پسند آئی چونکہ یہ مقرر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ ساحرہ اسطرف کو آئی صحراے سبز و خرم دیکھکے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھالے درختون کے سنگین بنے پائے ہر نہال برنگ تارک الدنیا زبان برگ سے مدحت دنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل شیخ و فقیر طائر اشجار پر مصفیر بلبل سدرہ ثمر پائے بے نظیر ہر رنگ اثمار نہال طوبیٰ وہان شگوفہ پا غنچہ العدنیا حسنا جاری زبان برگ پر طوبیٰ لہم وحسن مآب طاری بیچ مین اُن اشجار پر بہار کے میدان بسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس نہ خاشاک آئینہ بہار الطاف روح باکمال ان سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا یا اُس زمین صاف پر یہ گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہر وہ آئینہ بنایا تھا جسنے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین عکس اُتارا تھا ہمسر پر طوطی سطحہ غبرا تھا بلکہ اُس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ بیت

	زمین وہان کی لطافت مین روح سے بہتر		درخت چار دن تھے جسم زمین کے عنصر	

ہر درخت کے تھالون مین جو پتھر لگے تھے اکثر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین مین گڑا ہوا تپشیا جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آینده و رونده زیادہ تر اس مقام پر ہو نکر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا راستا لگ ناساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جو یا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایک مقام پر دو آنکھین جھلکتی دیکھکر جوتیان اُتار دین اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدہ سامری مین گری پھر کچھ اشرفیان اور زیورا پنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال حیلہ نہ آیا ہاتھ جوڑکر گڑگڑائی کہ اے سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھا پوری کر خداوند میرا مجھے تا عمر راضی رہے اپنے بیریون کو مین ماروں لڑائی جیت جاؤن اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھکر جوگی کا ذرا سا منھ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا بچہ جا ایک پھل کسی درخت کا توڑکر ہمارے درختون مین سے کھا لے تیرے سب کام سنپورن ہونگے پھلے پھولیگی اب زیادہ

یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہے ابر جھتی ہے یہ سنکر ساحرہ اُٹھی
اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جاکر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کرکے
جمشید کے دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم بھی کھاکر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش
کھاکر گری عیار جسنے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران و مہتر بہتران عبد
ذلیل ایزد منان مہتر قران۔ نعرہ قران جنبش مہتر نامدار۔ نظر کردہ صاحب ذوالفقار۔ یہ نعرہ کرکے بغدہ ہاتھ
جانب ساحرہ چلا ادھر سے تو یہ چلا اُسطرف پہلوے افراسیاب سے اُٹھکر آئے ہوئے ساحرہ کو عرصہ
بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے
فکر ہوئی کہا یہ نہو معشوقہ میری قتل ہوجائے اس خیال سے اپنے کتاب سامری منگاکر حال
اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور
سحر اُڑا اور ازبسکہ بادشاہ طلسم ہے مسافت راہ بہت جلد طے کرتا ہے اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ
اسکی بیہوش ہے اُسوقت پہونچا کہ قران بغدہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا اسنے نعرہ کیا کہ باش
یہ کلمہ ایسا پُر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نرہی ہاتھ اُسیطرح اونچا رہگیا اور پانون سے
بھاگا نگیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُترکر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا ران حنائی
سے آئینہ نمط جھلکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بصد پریشانی رخ پر لہرا رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا چھاتی
باہر نکلی تھی بلورین گنبد سینہ پر دھرا تھا یا قمقما رنگ سے بھرا تھا پیڑو کا ابھار سرکشی عیار کا بتا زبان
حال سے دے رہا تھا جھُنسی تھی یا تیرگیٔ غم چھاتی کے منہ پر چھائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت
آئی تھی شاہ جادوان اُسکے سینہ سے آکر لپٹ گیا منہ پر منہ رکھدیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر
چھڑکا انکھ اُس گلبدن کی کھلی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی دوپٹا سنبھالکر اوڑھا انگیا کی کٹوری اتاری بدن سب
شرماکر ڈھانکا شوہر کو دیکھکر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو پھراکر ادائے مستانہ دکھائی تیوری
چڑھاکر سنبھلو صاحب ہان پرائی پھرسکی پھر کر دوڑی یہ کیا آفت ہے کہکر اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے
جانی تو اسطرح بیہوش تھی مین نے آکر ہوشیار کیا اور اِس ناعیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اِس
ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہتا تھا اور خانۂ عیش پر آ تاریک کیا اُسکے دل مین آیا تھا
یہ تقریر سنکر ساحرہ بغضب تمام تیغہ لیکر جانب قران چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر مین

دیکھکر دعا کی کہ اے خالق کل مخلوقات واسطہ شیر کا اپنے میری مدد فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اس اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہے بیت صورتے گر دو مجسم فتح گوید آشکار + لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار + یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی یعنی ملکہ بہار جو چھوٹکر اپنے لشکر مین گئی حال عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرآت صلاح سامنے رکھکر یہ صورت نیک دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہے ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہے پس یہ مشورہ کرکے از لبسکہ آپ بادشاہ لشکر تھی جانا مناسب سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ مذکور فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طائران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ کیے ایکبار تو طائرون نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی اسوجہ سے تامل پذیر ہوئی پھر طائرون نے خبر دی کہ مہتر قران اسطرح ساحرہ کو چکر دے رہے ہین بہار بہت ہنسی پھر ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساجباز اور بطار سوار ہوکر چلے ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ ظلمات تلوار لیکر قران کے قریب پہونچی تھی بہار نے پہونچتے ہی ایک گولا سحر کا فولادی اسکا سینہ تاک کر مارا گولا لوہا آگ کا بنا ہوا اسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہوکر گری اسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار چیدۂ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان بنے اور کڑکڑا کر گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کردین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بتیابانہ دوڑا اور ایسا افسون پڑھا کہ چالیس ہزار سپرین ظلمات پر چھا گئین مگر بجلیان انکو کاٹکر ساحرہ پر چلین تب تو بادشاہ نے پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر آلگ گرین اور بجلیون سے سینے صورتین ساحرون کی پیدا کین اور ترسول اور پھسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ بہار اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلعذار ہے پس اگر تو لڑیگا تو یہ محبوبہ قتل ہو جائیگی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ مین ظلمات بھی قتل ہو جائے لہذا یہان سے ٹلجانا چاہیے یہ سوچکر بنجہ جوگر ظلمات کو اٹھاکر بلند ہو گیا ساحرون نے نارنج ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے ملکر اسوقت سحر خوانی

ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اُسنے سب حال خواجہ وغیرہ کے
گرفتار ہونیکا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر انکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین
کیونکہ اُسیجگہ سے میر العقب اُسنے کیا تھا ملکہ مذکور یہ ماجرا سنکر اُسکے ہمراہ اُسکی جگہ پر آئی اور یہ سحر
شاہ طلسم کا نہ تھا بلکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اُس سحر کو
اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگری زبردست ہو اُسپر
سمجھ بوجھکر عیاری کرنا چاہیے اور اُسکے پنجہ ظلم سے بچنا زیبا ہو غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق
ہوکر اپنی تدبیر مین مصروف ہوئے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کیطرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب
اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات
کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کرکے فرمایا کہ ای ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعقب
نکرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اُسنے جوابدیا کہ ای بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا
سحر کا مارا اب مین اُسکو زندہ نچھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہونگے
کہ بامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہو ای بادشاہ قسم ہو آپکو سامری کی کہ لشکر مین جائیے اور اگر ایسا
ہی میری تنہائی کا خیال ہو تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیجدیجیے بادشاہ قسم
دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اُسکی انیسون کو سامنے بُلا کر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ
کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سوارون کے
پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان نکلے ملٹین اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ اسباب
سحر سے پیراستہ مرکبہائے پرند و طائران سحر پر چڑھکر چلے کسیطرف سے دریا جوش مار کر روان ہوا
کہین ہوم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی
کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کیطرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل اُمڈا
کہ بمقتضائے

نظم

روانہ ہوا لشکر لاتعد ۔ نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد
کسی جا پہ جادوگرونکی قطار ۔ کسی سمت کو ساحرہ بیشمار ۔ وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل
زمانہ پُر از شور بوق و دہل ۔ یقین تھا کہ برام خیبر گزار ۔ فلک پر سے بجلی لالاکے رود فراز
وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا ۔ وہ اُٹھنا تیم قیصر کی موج کا ۔ یہ خبر ملکہ مہرخ کو جو پہنسنے

بھی بجائی اُسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد تر کمر بندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سرداروں کو لشکر کے جرارون کو برائے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران نامور کی جمعیت سے روانہ ہوئی صدائے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنیوں کی آن بان طاؤس ہنس و بط بوتیمار زیر ران اُنکے ہر ایک کے جوبن جوانی کے دن رن پر چڑھے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن منہ غصہ سے سبکے گلنار سینہ ور کے تکمے ٹانکے پر لگے آسمان حسن میں ستارے نکلے ہوئے گاتیاں دوپٹے کی باندھے کمر مرنے پر کسے چھاتیاں نکیلی سنانیں اُبدار آنکھیں بے مارے جگر کے پار آنکھیں ابروان خمدار وہ کمان جسمیں تیر مژگان چڑھے ہوئے کہ بیت کم نہیں ابروون سے یار آنکھیں ✤ دو کیا ہو گئیں جو چار آنکھیں ✤ سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل نارنج ترنج اُچھالتیں جو اُستاد کی بولتیں جادوگر ہر ایک یادگار جیپال اُستاد شہپال قشقے ماتھوں پر دیئے ترسول اور غیبول ہاتھوں میں لیے آگے ہر پلٹن کے ڈہرو بجتا کہیں پیادون کی قطار کہیں سوارون کا پرا کسیطرف غازیان صف شکن کا مجمع نقشہ نظم

ہر اک ساحرہ شیر شمشیر زن
وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئیں
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان
کہ تھا ڈر سے ترک فلک کو شر گیر

ہزاروں جنھیں یاد جادو کے فن
کسیکی بھری مانگ صندل سے تھی
سرون پر سیہ ابر کے سائبان

چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئیں
کسیکی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر

بآئین جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت بہار با اقبال چلا اسطرف سے ایسان ظلمات فوج لیکر چلیں ہنوز یہ دو لشکر راہ میں ہیں کہ ظلمات شاہ جادوان کو رخصت کر کے جو چلی راہ میں بہار بھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری او جھلو میری سوت کی بہن سوت پرائی خوب عیار تھے پیچھے پیچھے آلتی ہی یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھولکر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کیطرح آنا تھا کہ اُسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن میں دنیا سیاہ ہو جائے یہ کہتے ہی عالم میں تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اسمیں سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی شکل چادر آب پڑنے لگی پھر ایسان بہار نے ہر چند رد اس افسون کا کیا ممکن نہوا کچھ دیر میں سبکی آنکھون سے روشنی کم ہوئی اور بینائی کم ہوئی نظم

گیا چشم گیتی سے نور نگاہ | فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ | ہوا تیرہ اس درجہ ہامون راغ
بجھا خانہ چرخ کا تھا چراغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ مین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکلجاؤن لیکن میسر نہوا جہان تنگ نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج ظلمات کی آپہونچی اور ایک طرف سے مہرخ لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس و دمامے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے نگریان ساحرون کی اور غول جادوگرن کے پیدا ہوئے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین و آسمان چارطرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غرض ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکرون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سوجھائی نہ دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد و غبار اڑا لیگئی سقائی ابر سحر نے کی خس و خاشاک کا نام نہ رہا میدان پاک ہوا گھٹائین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین میمنہ و میسرہ وغیرہ جمگئین نقیب و کیت چاؤش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان رن چڑھے والو نام پر مرنے والو آج نام سامری و جمشید مٹادو دشمن کو روز بد دکھادو یہ میدان ہاتھ سے نجائے جان جائے مگر مردون کی بات نجائے یہ کہکر وہ ہٹے تھے کہ ظلمات جانب مہرخ بڑھی اور اسیطرح زلف رخ پر گرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے مہرخ بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اسنے اس شعلہ خو پر آگ برسادی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھادی اسکے سر پر بجلی گرادی اسنے رد اس سحر کا کرکے سنگ باری کی اسنے وہ پتھر اسیکے لشکر پر برسادیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے سر اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوگئے عقل و خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم برپا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان ان نمک حرامون کو جلنے نہ دینا لشکر کے سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہائے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اسطرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے تیغ و خنجر پکڑ کر بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑ کر ادھر ماجرا سنیے کہ کوکب جو تیلا تاریک کی تیلی جلانے کے لیے بھیجکر قلعہ مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اسپر کیا سانحہ

گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی گئے تھے اُنکا کیا حال ہوا پس اسی فکر مین اسنے مرآت سحر
طلب کیا اور حسبِ دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اُسنے سب حال خواجہ کے گرفتار ہونیکا اور ظلمات
کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور اسی فکر مین اپنی
جگہ سے اُٹھکر ملکہ جنار گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکۂ موصوفہ نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پُر بہار کا اول مین تحریر ہوچکا فی الجملہ اُس معشوقۂ باوفا نے چہرۂ زیبائے
بادشاہ متغیر دیکھکر سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من وعن کیفیت بیان فرمائی اسنے
عرض کیا کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہو کہ شاگردہ تاریک ہے لیکن اس اپنی کنیزک کو اگر اجازت
دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی اُسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہار باغ
خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کریگی اُس گل رعنا نے جواب دیا کہ مین ایکمرتبہ
جب طلسم ہوش ربا مین غدر نتھا اور افراسیاب سے اور آپ سے دوستی تھی الاؤ پر تاریک
کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لیگئی تھی وہان اُسکو بہت تحفے ملے تھے مگر مجکو ایک
ناریل ملا تھا کہ اُسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سوائے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاے کیسا ہی ساحر
ہو مگر جان سلامت نلیجائے پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہو آجتک کام
اُس سے نہین لیا ہو بادشاہ نے جب یہ ماجرا سنا اُس لعبت دلفریب بت با زینت وزیب کو بجبہ
پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجسے آگر ہمنبرد ہوگا تو یہ شیدا تیرا مدد کو تیری آئیگا
جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اُس رشکِ چمن نے یہ سنکر اُسیوقت اپنی کنیزون اور انیسون
وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح وکمل ہوکر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ
دو لکہ ابر سرخ و زرد و سفید کے آگے لشکر کے ہین اور اُنپر نقار سے نقرئی و طلائی لدے ہین اور
اُن ابرون سے بجلے دمبدم نکلکر نقارون پر دوال دیتے ہین بام سحاب پر نقار خانہ بج رہا ہو یا فیل گردون
جلو داری کو دمامہ لادے تیار ہو بعد اس نقار خانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ
وخیام اُسپر بار تھے اور اُس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ گرد و غبار بجھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی
پھر ایک طبقۂ زمین اُترتا ہوا نظر آیا کہ اُسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہائے رنگین و اثمار لطیف
و شیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہ بہار کا کوچ ومقام کرنا

ہواے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل سکے مع الخیر ہر شہر مین داخلے ہول اس گلشن سکے نیہ بات
ہوتا کہ آسمان بہار کے سیارے بسان بوے گل بہار نے کلیون کی کھڑکیون سے نکلکر گلگشت
پھرنا شروع کیا تھا اور برنگ نسیم گلشن اُس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبہ گل خرامان زوان کبک
ہزار جان سے اُسپر قربان اِس چمنستان کا جنگ پر چڑھنا نوجوانان گلشن کا تمنا تھا گل عباس طرم بجاتا تھا
گلگون لالہ داغ کھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان سوسن سحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلو گیر چنار کو یاد شعلہ
باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منہ پھلائے گل چہرہ لال کیے بلبلون کو عہدہ نقابت خاطر خزان مین تحمل بہار
کی مہابت بیچ مین اُس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا نگیرہ اُسپر مخمل کا شانی کا کھنچا مسند
مغرق زرنگار بچھی دوہری بازو مروڈیون کی لگی اسباب عیش و نشاط جنکی بین چو گوشے رکھے کنیزان گلرو
یاسمن بو ہزارون اُس گلستان مین جمع ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل اُنکے عارض رنگین سے
شرماتا لالہ اُنکی شمائل پر داغ کھاتا سہو زون قامت رعنا پر اُنکے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان
ملکہ حنا اُس بوستان مین اُتر گئی اور چبوترہ پر جاکر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے نان دستے چنے
رکھے تھے اُنمین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتے تھے ملکہ کے باغ مین جانے
سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساونی بھولی بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون مین
پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ سن سن بروے ہوا پرواز کر گیا اُسکے جانیکے بعد
لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی نیرنگیان
سحر کی دکھاتی گذرین پھر سواران جرار مرکبہاے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فر و تمکین نکلے کہا تک
اس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گو اس بیان سکے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا
تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب سے حیران تھا واقع مین یہ سامان تھا

نظم

زمین شد بگرد ار کشتی بر آب
زمین گشت جنبان چو دریای نیل
یکے زنگ ناہ مست سنگی بجاے
ہیون تگاور بر آوردہ پر

تو گفتی سوے جنگ ارد شتاب
ہمان پیش پیلان تبیرہ زنان
ز شیپور و نالیدن کرنا ے
سپاسے بکردار مور و ملخ

بزد مہرہ بر کوہہ زندہ پیل
خروشان و جوشان چو پیل دمان
خروشش تبیرہ بر آمد ز دور
نہ دشت پیدا نہ کوہ و نہ شیخ

اسی کر و فر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کر کے اُسوقت مقابلہ مین طلسما

کے پہونچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہوکر اُٹھتی آئی تھی کہ یکایک بالاے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیے
اور ابر اُتر کر نقارہ خانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پُربہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر پرا جمایا اور ملکہ مذکور
نے مہرخ کو میدان سے ہٹاکر آپ **ظلمات** کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین
دونوں طلسم کے بادشاہوں کی مقابل تھیں دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک
جمال نے سرتھمری کا نقشہ جمایا تھا دو شاہ کشور خوبی باہم آمادہ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی آبرو برگرد
غرضکہ **ظلمات** بانکپن ناز سے کلائی پر ڈالکر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی
اُسمیں سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اسطرح زلف لہرائی اور شمیم جان پرور ایسی
آئی کہ مشام لشکریان حریف بس گئے بیخود ہوکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ **بیت** تو اور آرائش خم
کاکل + ہیں اور اندیشہاے دور و دراز + ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مار زلف
سبکو سونگھا کر بیہوش کر رہا ہے ازبسکہ باغ پُربہار سے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھکر دستک زن
ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسپر درخت مہندی کے ناندوں میں سے لگے تھے یہ قریب تخت گئی
اور اُس گلرو نے مہندی توڑکر دست نگارین میں ملی ہولے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیں
پڑیں موسم برسات کا ظاہر ہوا پھر تو یہ عالم تھا کہ **لمولفہ**

بہار آئی کہاں تو ساقیا ہے
ہر اک سو باغ میں سبزہ اُگا ہے
ملاروں کی کہیں آتی ہے آواز
پپیہے کی کہیں پی پی صدا ہے
کہیں پر فاختہ کہتی ہے کوکو
غرض ہر سو نیا اک گل کھلا ہے
حنا معشوقہ رنگین کو کب
رچی ہاتھوں میں پانوں میں حنا ہے
گلابی پائجامہ سرخ کرتی
کہ سارا مثل عنبر بن بسا ہے

تصور ہر گھڑی مجھکو ترا ہے
وہ پانی نہر میں ہے صاف جاری
کسیجا شاخ میں جھولا پڑا ہے
کسیجا نعرہ زن پھرتی ہے کوئل
کہیں طاؤس رنگین کوکتا ہے
وہ جوبن ماہرویوں پر ہے اسدم
اسی صورت سے لبس آراستہ ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر میں
دوپٹا گاچ کا دھانی رنگا ہے
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن

زمرد ہوگئی ساری زمین ہے
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
کہیں حق سرہ کہتی ہے قمری
کہیں پر آم کا ٹیکا لگا ہے
ہزاروں بلبلیں ہیں چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
مسی ہونٹھوں پر اور آنکھوں میں سرمہ
جبنی ماتھے پہ افشان خوشنما ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہوں کیا میں کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن دلربا جو لشکریان ظلمات نے دیکھا بیتابانہ گلستان حنا کیطرف چلے
اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشگال اور وصف جان
جانے بہر تمثال مین پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ بیت یاد تھین ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین + کسینے کہا کہ فرد مجھے اب دیکھکر ابر شفق آلود
یاد آیا + کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ مطلع گلشن مین بندوبست
برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج + کسیکی زبان پر تھا کہ شعر باغ مین مجکو نہ
بلوا ورنہ میرے حال پر + ہر گل تر ایک چشم خونفشان ہو جائیگا یہ رنگ جو ظلمات نے دیکھا
ناریل اُس دشت بہارین پر سحر پڑھکر کھینچ مارا اُس ناریل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض
و غبرا کالا ہو گیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سبکے حواس بجا ہوئے ملکہ حنا نے
ایک سحر یہ حال دیکھکر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ سے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ
بجلی بلند ہوکر جب اس تاریکی مین گئی فوراً روشنی ہو گئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر ظلمات کیطرف
چلی اُسنے یہ دیکھکر ایک قہقہہ مارا اسکے مُنہ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پُروا ہوا پیدا ہوکر وزان ہوئی اور
اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان حنا پر لیگئی اور اُس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختۂ گلشن پر وہ پانی پڑا سارا
تختہ جلگیا پھر تو تیغہ سحر ہاتھ لیکر ظلمات سحنا پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی پریشان
ہوگئے تھے اُنکو بھی حکم دیا کہ محاصرہ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگرنیان مع تیغ ترنج
لیکر حملہ آور ہوئین ملکہ حنا کی بھی فوج لیا لیا کہکر چلی ایکطرف سے اہرخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی
مار ہونے لگی لیکن ظلمات نے قریب ہوتیکر تیغۂ سحر بسر حنا لگایا اُس کمان ابرو نے افسون
پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر تیغ سے لپٹ گیا اُسنے سحر کرکے نیچہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی
کہ سرین سحر کی سر پر لگین تلوار اُسکی سیرون پر آکر رُکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار او ناگاہ
یہ کہنا کہ آگاہ نکنا یہ نعرہ کرکے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکالکر پیشانی پر اُسکی لگایا اُسنے ہزار ہا
سحر اُسکے روکنے کو پڑھے مگر وہ ناریل نرکا اور ماتھے پر جو بیٹھا کھوپری توڑ کر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر
دور گرا اور وہ بھی چرخ کھاکر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی اک شور قیامت خیز مرنے سے اُسکے
برپا ہوا اور صدا آئی کہ ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب مین

وہ گل رعنا مرجھا گئی غرض برہم سکے روستہ بیٹھے جانب شاہ جادوان سچلے اور تاریکی اُسکے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی لشکر نے اُسکے جو مرنا اپنی مالکہ کا دیکھا ناگوار کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے اسوقت بہار وحنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا رعد باری اور آتشباری شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی صرصر فنا چلنے لگی نوجوانون کی حسرت مثل تخم پاشی خاک مین ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب تُلے اور مٹے لیکن جانبر نہو سکے بخت کار سب کٹ گئے نحیف دھان پان کیسے کڑیل جوان پامال سم اسپان تھے روبرے صیف شتالنگ مرد میدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان سنے اُسکے عامل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر مین ہلچل اُس لشکر مین پڑگئی برفباری سے کشت لشکر پر پالا پڑگیا ایک سمت سے بہار سنے لالہ زار پیدا کرکے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کرکے خریف کو مثل ربیع قلم کیا اور بستان خریف زمین مین بویا ایک طرف سے مہرخ نے سحر دیرینہ انواع واقسام سکے کرکے ہزار ہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوئے غازیون سنے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا یہ ہنگامہ تھا کہ

نظم

وہ سب گلعذاران زیبا صنم
یقین تھا کہ اٹھ جائیں اہل ستم
پڑ عنت ہوتی تھی اور ستر کی جا
برسا وہ تیرون کا مینہ اسکے بعد
روان تھا ہر اک سمت سے جوئے خون
نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

انیسان ظلمات اندوہگین
ہوئیں صورت تختۂ گل قلم
کہین سحر کا بحر تھا موج زن
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ
چمکتی کہین برق شمشیر تیز
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون

جو تھیں نازنینان زہرہ جبین
وہ تیرون کا غل ورعد یا جو بکا شور
کوئی خرمن جان پہ آتش فگن
کڑک کمانون کا مانند رعد
کہین خنجر جانستان شعلہ بز
غرض دو پہر مین یہ تھا حال ان

بہت سے ساحر اسیر ہوئے اور ہزارون تہ شمشیر ہوئے کچھ بھاگ کر جان بچا لیگئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے مہرخ و بہار ملین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اُس سے استدعا کی کہ لشکر مین چلکر کچھ دیر استراحت فرمائیے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل معشوقہ سنکر آئیگا بکھیڑا مچائیگا اسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر مین جائیے اور مین اپنے گھر جاؤن بادشاہ کوکب تیرے منتظر ہونگے یہ تقریر اُسکی ان لوگون کو پسند آئی اور اُسکو رخصت کرکے مع لشکر مراجعت فرمائی یہ بیتیں

تو اسطرف بھیرے گر شاہ جادو ان انتظار مین اپنی محبوبہ کے باغ سیب مین بھی نگیا تھا لشکر مین اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعتہً کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ و بکا ماجرائے قتل ظلمات زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرہ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر پھینکا ارکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ و شیون سے گیتی خانۂ ماتم تھی ہر چشم پر نم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آئی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ مین فوج لقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیرون اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اُسی دشت مین جہان رن پڑا تھا ہر ایک بیگور و کفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ ای آہو چشم تو کس جگہ بخیر کی ہوئی پڑی ہی کہان تیری رعنائی و زیبائی خاک مین ملی ہی ای ماہ تو کس ابر غم مین پنہان ہی ای میری ہوا خواہ تو کہان ہی افسوس تو مجکو جواب نہین دیتی ای مالک جان و دل میری جان و تاب و توان کا حساب نہین دیتی یہ کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہی زلف مشکبیز خاک مین اٹی ہی چشم حسرت آلود مین سرمۂ خاک گور لگا ہی مسی کے بدلے لب پر ایک زہر مرگ سے نیلا ہی حنا خون کی دست و پا مین لگی ہی موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہی چادر خاک اوڑھے دامن خاک سے منھ چھپائے خونین لباس سے شہانی پوشاک زیب قامت فرمائے دلھن بنی ہوئی وہ سہاگن پڑی ہی اشک خونین کیطرح لہو کی بوندین رخسار پر ٹپکتے سے بجا ہین سوتی کے سہرے کی جھرے پر لڑی ہی مانگ کو کم کیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہی نہ دودھون نہائی ہی پوتون پھلی ہی صرف خون مین ڈوبی ہی بادشاہ اُسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ صاحب ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہین اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہین ای شرم و حیا دکھانے والی لوگ آتے جاتے ہین تن اپنا ڈھانکو ای صاحب ہاتھا پائی کرنے مین ہانپو ای جانی پھر شرماکر نیچی نظرین کرلو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر مجھسے روٹھو پھر اپنا ہاتھ کو ٹو ہائے وہ دور ناز و غمزہ کدھر گیا اس چاند سی تصویر کو کون خون مین بھر گیا ای میرے پیاری اس جنگل کی فضا تمکو بھاگئی شب وصل مین جاگی تھین جو ایسی نیند آگئی ہائے کون سی نظر بد تھین کھاگئی تخت سلطنت تمھارے بغیر سونا پڑا ہی ارکان دولت مین رونا پیٹنا پڑا ہوا ہی سب مجرائی واسطے تسلیم کے

حاضر ہین تمھارے بر آنیوالے منتظر ہین ای صاحب نذرین اُٹھاکر خلعت سرفرازی دوا ی دلدار مین تجکو اب کہان پاؤنگا اور کس اداکو تیری دل مضطر سے بھلاؤنگا کہ ابیات

لحاظ آمیز باتین بھولی بھولی
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے
نہونے پائے لب لذت چشیدہ
کنار قبر سے ہی تو ہم آغوش
طبیعت کو سنبھالین آپ لند
ہوا اتنا مزاج شاہ برہم
اُٹھائی لاش اُس گلرو کی جسدم
کیا مدفن جواہر کار تیار

خفا ہونا اگر ہمراز بولی
زبان ساکت رہی عرض ہوس سے
تمنا رہگئی دامن کشیدہ
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
نہین بتا ہون کا وقت ای شاہ
غرض جب گھر مین آیا وانسے سلطان
گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم

وہ رونا کچھ مزدون کی گفتگو سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
ہوا اچھی طرح تجھسے نہ ہمدوش
کہا دستور نے ای شاہ والا
چلین حضرت سے آتے مین انھین ہم
ہوئے سب جمع خویش و اقربا و اعیان
حجاب خاک مین سوئی وہ دلدار

شاہ جادوان نے ایک نامہ اس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو لکھا اور سیاہ طائر پرزور سحر بناکر اُسکے گلے مین باندھکر روانہ کیا طائر روتا ہوا جمشیدی الاو پر گیا ملکہ نے نامہ اُس سے لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ ای بادشاہ مین وابستہ اہل مرگی ہون کہ حجرۂ دوم منجملہ حجرہ ہائے ہفت بلا کی مالکہ ہون اور وہ حجرہ جب تک نذر بعینۂ دیگر کھولا نجائے بلا اُسکی اُڑنے نپائے اگر جائیگی تو آئین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اُس خون کا قصاص ایسا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا جو گذر جاتا اب تم صبر کرو مین تجویز کرکے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دنون مین بھیجونگی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نکرتی تھی اب مراد بر آئی تھی پس جدائی اُسکی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو ہمپر یہ سانحہ عظیم ترگذرا لیکن ملکہ حیرت نے جھوٹون بھی ہمکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین پھر اُسکا رشک کیا کرتے ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بنجاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ اُنکی نادانی ہی اب حضور اُنکی خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکۂ مذکور کو لکھ بھیجا کہ ای ملکہ تمکو لازم ہی کہ نامۂ مشتمل عذر لکھ بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی اُسنے مناسب سمجھکر نامہ لکھا کہ ای بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپکی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہی

سامری کی کہ مین اُنکے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور سے اسوقت کج بحثی ہوگئی
اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال
رہین ملازم خوشحال آپ باقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دی گذری اور نامہ
دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھر دیے ہین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمہ جانکاہ
سے بچائے اور مجھے چلتے چلتے کہدیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا ای بادشاہ
چلیے ملکہ پاس آؤ اور انھین منا لائیے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کی مالک ہو سوا اُسکے کون
میری دلداری کریگا یہ کہکر وہان سے اُسی باغمین کہ جہان حیرت فروکش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی
انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھکر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ
سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹا دیا اور کہا چلو مین ایسے چھلاوون مین نہین آتی وہی مثل ہو کہ جب
انکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار انکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آج تک نہ پوچھا کہ تمپر کیا
گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آئے مین ایسی الفت سے درگذری انیسون
نے یہ کلام سنکر کہا ای شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہو ای بیوی رہتا پانی رکھیا اور بہتا پانی بہ گیا
اُن باتونکا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم آپکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے
انیسون سے خطاب کیا کہ جمشید کی قسم مین انکی انھین باتون سے گھبراتا ہون جب دیکھیے جب جلی
کٹی کرتی ہین انیسون نے کہا ای میان ناز کر نازبردار سے اور سودا کر خریدار سے مثل چلی آتی ہو
دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہین کوئی ہاتھ پکڑی تو نہین پھر رنڈی منڈی سے جلینگی نہین کہ گھر برباد ہوتا ہو
آپکو مناسب ہو کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اُس انیس کیطرف تیوری چڑھا
کہا کہ خوب تو نے کیا مجکو خیلا بنایا ہو تو آپ بادشاہ پر مرتی ہو حسرت مین بھری ہو گلے سے کیون نہین
لپٹتی ہو انیس نے کہا چلو مین ہی ستانی سہی کیا کرون تمھین کو گلے ملتے دیکھ لون قصور معاف مین
ہی تو ردیا کرتی تھی ای بیوی بس باتین نہ بناؤ لو آؤ گلے سے لپٹا دو یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ
کے قریب کر دیا اُسنے آغوش محبت مین لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اری میرا ہاتھ دکھا جاتا ہو کچھ تیری شامت
آئی واہ مجکو یہ ہنسی نہین بھاتی ہو لو اور چونچلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا کہنا کسی نے نہ سنا شاہ نے گلے لگا کر
ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دلکا حوصلہ نکالا اور گلے شکوونکا ذکر ہوا نظم

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا
بلا سے گو پھرون مین خوار و مضطر
کسیکے دل پہ مین حاکم نہین ہون
کہ جب چاہا گلے آکر لگایا
مناسب ہے کہ مر جاؤن اسی دم
یقین تھا اسکو ہو جائیگی جلد پر
مین صدقے ہوش کیون کھوئی نہ جانے
طبیعت کو نہین پہچانتی ہو
بہم زاری رہی تا دیر باقی

مزا اچھا کوئی دل مین سمایا
بپاس عشق چھوڑا مجکو تنہا
بلا سے ہو تمھاری میر اگر خون
کبھی تمسے تعلق اب نہوگا
کہ پھر باہم نہون تا حشر تم ہم
وہین سلطان نے روکا ہو کے بیتاب
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
یہ کہکر بس گلے سے اُسکے لپٹا
پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی

مبارک آپکو ہو آپکا لطف
ابھی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
بنایا تمنے مجکو فاحشہ کیا
زیادہ اور اس سے مین کہون کیا
یہ کہکر اک نکالا اُسنے خنجر
کہا اُس سے کہ اُس نے رشک مہتاب
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
بہایا اشک کا آنکھونسے دریا
غرض دونون مین اتفاق ہوا

دور دلون سے نفاق ہوا انجمن عشرت مرتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت مین وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کرکے لشکر کی بارگاہ مین لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے نذرین دین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئین ہر سمت خوشی پھیلی

ابیات

اللہ رے سرور قرب سلطان
کثرت سے تمام شہر رشک
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
اعجاز نمائیان تھین ہر سو
طاؤس نمط چمن مین رقصان

تھا چرخ خوشی سے سر بہ رقصان
پی کر دو خمری کا کاسا
کشور کا خراج ہو مبارک
رقاصون سے جھکے ہاتھ اُٹھاتا
آواز تھی اُنکی لحن داؤد

اُمڈا ہوا شہر خرمی سے
گلشن سے نسیم آئی اُسجا
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
قابو مین دلون کا کھچکے آنا
ہر سمت وہ انجمن مین رقصان

جب اس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب کیا کہ ای مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین اتبک کئی ملک فتح کر چکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سننا تھا کہ شہزادہ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران و بہادران تیار ہونے لگا پلٹنین رسالے کوچ کر گئے پیش خیمہ لدگیا شہزادہ نے

ملک خورشید کو جانب خورشید یہ روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نور افشان
توسن عزم کو جولان کیا مگر شاہ جادوان وہانسے باغ شیب مین آیا اور کچھ افسون زبانپر لایا زمین
باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیر ببر سوار
تام وہانسے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین
ملکہ حیرت کی جاؤ اور نکو اسو نکا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا حال اسکا آگے
کیا جائیگا بعد جانے اُس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیر کو بلا لا
طائر روانہ ہوا حال اِس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور کبھی اُٹھے
وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اسکا اُسی سمت ہے اسکا انتظام بھی رکھتی ہے اسوقت
طائر نے جاکر حکم بادشاہ اُسکو سنایا وہ اُسیوقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا
اے ملکہ میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ اِن باغیون کو ابھی قتل کردن یا اپنی جان دون ملکہ مذکور
بولی کہ تیری جوتی رنج کرے اگر تو کہے تو اے بادشاہ ابھی طبقہ الٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو
دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جاکر ایسی جگہ پر بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا
نظر آئے مین دو گھڑی وہین ٹھہر کر دل اپنا بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہین وزیرہ نے
کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑی اور اپنے لشکر مین آکر ایک لاکھ
اور چند خیمہ اژدران سحر پر بار کراکر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازمون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے
دریاے خون روان کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام سبزہ زار
مین پہونچکر ٹھہری بارگاہ استادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کر کے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اسطرف
بادشاہ باغ شیب سے پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادہ جہانگیر باتوقیر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمایئے سامری
وجمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو پتلے سونے کے بلائے اور انکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اِس شہزادہ کے جاؤ اور
سرے طلسم کی راہ بتاکر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچاؤ اور شہزادہ سے کہا کہ اِس گنبد پر
پہونچکر جیسا کچھ پتلے کی زبانی سنا ہو اُسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اُسیمقام پر پہونچا جانا تمہین
فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو لو سدھارو شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا
یہ شہسوار عرصۂ شجاعت مرکب پر سوار ہوا چالاک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ فوج

اور ساحرون کا لشکر ہوا طول ہر جگہ دیا برا ہی یہ شہزادہ بڑے احتشام اور تمکنت سے جانب طلسم
نور افشان جاتا ہی حال اسکا آیندہ انشاءاللہ ترقیم ہوگا اب شمہ داستان اور مقام کی گزارش کیجاتی ہی

داستان آنا شیرزن بیبر سطوت کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اُس نابکار
کو عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اسکو زوجۂ
باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اُس وفادار سے اور
اندھا کرنا وزیر بدگہر کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بہر رہائی خواجہ بران ماہ رخسار کا اور
قید ہونا عمرو کا برج عقیق مین اور آنا نجم آتش زبان جادو کا مقابلۂ مہرخ مین
اور قتل کرنا برق کا اُس زشت خصال کو پھر جانا جانب ظلم شاہ مکار کا مولفہ

مقفل کیون ہی یہ میخانہ ساقی
زبان تر ہو ذرا بھر جام لانا
بہار آئی ہی توبہ ٹوٹتی ہی
یہی رندون کے دل کی دل لگی ہی
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
بہار آئی ہی کیا ٹھنڈھی ہوا ہی
بنا ہی میکدہ سارا گلستان
گل رنگین گلشن کی کلی ہی
صدا شیشون سے جو آتی ہی قلقل
بشکل نہر ہی موج مئے ناب
بہار عمر کیفیت ذرا دے
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
ملے گر دختِ رز کا خون رنگین
شراب تند سے لبریز ہو جام
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے

نہین کیا بادۂ خوشرنگ ساقی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
کہین اگلی بھی الفت چھوٹتی ہی
ہوا ہی دل کو عشق دختِ تاکی
وہ بیخود ہون کہ دنیا سے نہو کام
دل پُرخون ہی رنگین صورت باغ
رخ ساقی برنگ گل ہی تابان
خطِ ساغر ہی مثل سنبل تر
چہکتا باغ مین گویا ہی بلبل
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
لبون سے جام رنگین کو ملا دے
جو ریحانی مجھے دے ساغر مل
لکھون مین ساقیا مضمون رنگین
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے

نہ سوجھی ایسی رندون کو سُنانا
کرون مین ترک توبہ اسکو کیونکر
محبت دختِ رز سے بڑھی ہی
طبیعت شیشۂ خم سے بھری ہی
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہی
بشکل لالۂ احمر ہی ہر داغ
دل رندان مین جتنی بیکلی ہی
صراحی سرو کی صورت ہی یکسر
بطِ مے ساقیا ہی مثل سرخاب
برہمین یون ہمت شیشۂ و گستاخ
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
کرون مین نغمہ سنجی مثل بلبل
اگر اے ساقی دلدار و خودکام
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
روان ای جادہ کر تیغ زبان کو

ذرا بحر سحر کہ سنج بیان ہو	نجر داران الفاظ و معانی	چنین دانند راہ خوش بیانی

سرمہ کشان دیدۂ انجام بین۔ و نورافزایان چشم مروت آگین۔ زندانیان سر حلقۂ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری۔ دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و مصیبت۔ کحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یون نورافزا کرتے ہین اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر مین اسطرح سرمہ لگاتے ہین۔ کہ بعد روانگی شہزادۂ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیرۂ صنعت مجز تزویر مین حیران و دلگیر آیا یاد کر کے اپنی معشوقۂ بے پیر کو رو یا پیٹا چلایا خیمے سے پردے اٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحرائے سبز و مطرا دیکھکر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اسوقت اُسکا یہ حال تھا

نظم

ہر وقت نئے نئے تصور
حسرت سے نگاہ سوئے کہسار
تصویر خیال پیش دیدہ
ہر وقت نئے نئے تفکر
کوئی سے کہے ملتفت نہ ہوتا
اشک آنکھوں میں ایک رخ پریدہ
بستر پہ پڑا تھا بیخود و زار
منھ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا

ملکہ صنعت نے جو یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہے تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا رنج کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اُسنے جام بادہ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے۔ مگر شیرین بر سعادت جولشنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے اُسمین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اُس فوج کو اُسنے تیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے ڈمر دبجے ناقوس پھنکے شیر نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اسکے پاس ایک تو بنا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور انگیٹھی ہے تاثیر ان اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو بنے مین خاک بھر کر یہ اڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کہے بجا لائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اسکے پاس نہ آسکے اگر آسکے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والیکا نقش ہو جائے چنانچہ ان اشیائے عمدہ کو اپنے خزانے سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اٹھین بگولے پیچ کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اُسکے ہمراہ روانہ ہوئے ہر سحر کے غل مچانے تھے شور روانگی لشکر سے زمین زمانہ مین تہلکہ تھا کہ نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بگولون سے ہزارون دیو نکلے
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی

ہوئی گوگل کی پیدا ہر طرف بو
بجا ڈہرو کیا بیرون نے پھر غل
گھٹا جادو کی کالی کالی آئی

زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل

اسی صورت سے یہ بوم صحراے ساحری وجغد ویرانہ شماری دریاے خونزدان کے پار اترکر قریب لشکر حیرت شگر پہونچا وہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ گستر تھی کہ خبر آمد اس خودسر کی سنی استقبال کراکر بلوایا لشکر اسکا اتروایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اسوقت ملکہ پاس ایک تپلاء عرضیہ صنعت لایا مضمون تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استاد کراکر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم اگر دور کرو مزاج ہمایون شاہ سرور کرو یہ عرضی پڑھکر بادشاہ پاس چلنے کا اسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ تلال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اسکا رشک نکرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسیکا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہے غرضکہ شیر سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لاؤ اسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے مین بھی بعنایت خداوند سامری سب نمکحرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اس لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سنکر علیحدہ گئی اور حمام کرکے لباس وزیور سے اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور اپنے غمزہ وناز و ادائے مستانہ ودلفریب سے پہلوے شاہ مین بیٹھکر دل اسکا لبھانے لگی ادھر بعد اسکے جانے کے شیر اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کچھ دیر آرام کرکے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتش بار پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر ملکہ مہرخ چلا یہان ملکہ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حنا سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحراے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو نہ آیا تھا اسکو شاہ گوکب نے بچہ بھیجکر صحرا سے اٹھوا لیا تھا یعنی جب حنا بفتح و فیروزی سامنے شاہ موصوف کے آئی بادشاہ نے بچہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور بچہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو ہمارے پاس پہونچا دے بچہ خواجہ کو بہان پاس لایا یہ اسجگہ بعزت تمام بیٹھے اور قران ودعا کو دمگوہ مین آکر سکن گزین ہوا ادھر شیر بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین براے حفاظت پھرنے لگا اور جانفسوز براے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ جب شیر لشکر اسلامیان کیطرف چلا تو اسنے اس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ

کو اطلاع دی ملکہ خرام ساحر شکر گزاری اس اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکہ مذکور نے ناچار ساحر
پیشوائی کو بھیجی شیر پر ایک سے چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسیکا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر
تیز دبنگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر دیکھکر گردن براہ استعجاب ہلاتا کہ ان باغیون نے بھی بڑی
جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہی اور یہ شان و شوکت ہم پہونچائی ہی کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہی
ہزار ہا بارگاہ استادہ ہی وہ کون ایسا سامان ہی جو نہین مہیا ہی غرضکہ ابھی آتش عناد و حسرت مین جلتا
یہ ناری در بارگاہ دار الامارۃ پر پہونچا یہان کا سامان جو دیکھا اور بھی جلکر کباب ہوگیا کہ سواریان
سردارون کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کارگزارون کی اور سرگرم انتظام ساحر ہین لشکر کی
کیفیت اور استحکام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اسجگہ کو آ
شوکت مہرخ سربلند پایا چہل ستون مین ہزار ہا دنگل جواہر کا گستردہ ہی سرداران نامی گرامی اُسپر جلوہ فرما ہین
باہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگرنیان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین
آبریز یک جڑی ہین زمین بارگاہ طلائی ہی کسیطرف بہار کی کنیزین عمدے ہاتھون مین لیے
استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عملہ ہین کسی سمت دفتر کھلا ہی عرضیان گذرتی ہین کسیجا خیمہ کا
مجمع ہی بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے اسطرح آراستہ کیا ہی کہ واقع مین دولہن بنا دیا ہی مردہ ہائے
یساول فراش و خدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے دست بستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے باہم
ہین مہرخ اور رنگ آراے مملکت ہی تاج کئی سو کنگرہ کا گوہر و لعل سے مرصع سر پر قباے شاہی
جواہر دوز زیب قامت پُر عظمت ہی وہ رعب و داب ہی کہ روح کیقباد و منوچہر کا زہرہ یہان آنے
سے آب ہی خسرو خاور ہر سحر تھرآتا نکلتا ہی یہ نقشہ ہی

نظم

خورشید فلک ہی سایہ اسکا	ایسا ہی بلند پایہ اسکا	پابوس کو ہی جو سر خمیدہ
ہی پیر فلک کمر خمیدہ	قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال	خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال
رفعت مین جو دیکھیے فریدون	حکمت مین جو دیکھیے فلاطون	خورشید جمال عالم افروز
ہی جسکا غلام بخت فیروز		

یہ مرتبہ اپنے دیکھکر سررشتہ عقل ہاتھ سے کھویا اور از خود رفتہ
ہین اگر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بہ عنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجہ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا
کہ آئیے یہ کہکر دنگل خالی جو بچھا تھا اُدھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب دیکھا اُسنے جام

شراب اُسکو دیا اُسوقت اُسکو ہوش آیا کہ مین بارادہ رزم آیا تھا نبارادہ آشتی پس للکار کر مہرخ و بہار کیطرف خطاب کیا کہ ای فرقہ گمراہان و خودسران مین فرستادہ شاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمھارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہی کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریر آرائے سلطنت ہون اُس طلسم مین تم سریر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہی بیت غضب یہ ہی کہ زاغ تیرہ صورت + کرے مسکن نشیمن پر ہما کا کیون نہو جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہی اب جلد ہاتھ اسپنے رومال سے باندھکر چلو کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے مین معاف کرادون ان باتونکا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب ندیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ پر سے اُٹھا شیر تو جوش مین اپنے عتاب کر رہا تھا اپنے پشت پر سے حلقہائے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ دنگل سے گرا اُسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نگلکر غائب ہوا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑ دی اور جست کرکے باہر بارگاہ کے نکلگیا شیر کو قعر زمین مین جاکر شیر نے اگلا اُسنے خنجر سحر سے حلقہ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر اپنے لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقہ ارض توڑکر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیدیا کہ کمربندی کیجائے لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے کرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگرنیان جھنڈیان ہاتھون مین لیکر اژدر اور طائر سحر پر سوار ہوئین تھالیان پیتل کی سلیے تختے سیندور کے ہاتھے پر دیے ڈھیر دیجیا منقل سلگتی بڑی تیاری تھی کہ بموجب

نظم

ہر اک بد حقیقت ہر اک تیرہ فام　　کہ ڈر جائے شیطان جو لو انکا نام　　چلے اژدہون کو اڑاتے ہوئے
فسون سازیان سب دکھاتے ہوئے　　کسینے ہوا مین جلائی تھی آگ　　کسینے دکھائی تھی نفتر کی لاگ
وہ آتش سے منقل دہکتی ہوئی　　وہ شعلون کی بجلی چمکتی ہوئی　　کمانین کڑکتی ہوئین بیشمار
دہل زن دہل زن تھے آگے اگر　　سوار اور پیادون کی جم غفیر　　وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہوجائیے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کمر جنگ پر کسی عجب شعار دون کے منھ پر ہنسی آئی نامردون کے رخپر اداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلاد تیغے دفتر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاء اللہ مار لیا ہی بہادرون نے کہا نصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہی یارون کی فتح ہی ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیگر خیمہ سے نکلی

گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اُسکا سبزہ رنگ سبزہ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا گل بوستان
خوبی رو بروے رخسار مرجھاتا اُٹھنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیون کی سرکشی جان لیے لیتی تھی دشمنون
کے حوصلے دلون سے اُبھرنے نہ دیتی تھی بانکپے کلائی پر ڈالا قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ لو گلشن لشکر مین
بہار آئی ایکطرف سے مخمور غصہ مین بھری بارگاہ سے نکلی آنکھین سرخ ساغر بادۂ احمر تھین متوالون کی
نگاہین اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان برہمی انجمن مزاج
سے دو جام واژگون مستون کے دل جنبر خون گلوے نازک صراحی داربان کی سرخی اُسمین اظہار جیسے
شیشہ کی گردن مین بادۂ گلنار یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کاکل کشا
زلف عنبرین سے دشت معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر
لہراتی تھی غصہ سے روے رنگین پر پسینا تھا تو ناگن اُوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا گنج
قلعہ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا کہنا تنگ گزارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی سواریون
پر سوار ہو کر بڑھین مہرخ بھی تخت اپنا بڑھا کر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے
ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھکر کچھ زمین پر ٹھہرے کچھ بردے ہوا لگے ہوائین سرد آئین
طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے اسلحہ کی جھنکار گنبد گردون گردان کے پار ہوئی فوج کی گھاگھم سے
قیامت آشکار ہوئی ابر آئے چاند سورج سحر کے نکلکر روشنی دکھاتے آگ تھے برس جاتے آفت
عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی	سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان	نشیب عدم کا زمین پر گمان
	اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی	نکلتا تھا سورج بہتے تھے مار
صدا تھی یہی ہر طرف بار بار	وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل	وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہو کر ٹھہرا تھا کہ اُسطرف سے شیر بن ببر سوار اژدر خونخوار پر سوار تھیب صورت
بنائے منقل طلسمی اِس خوف سے سلگائے کہ کوئی عیار پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے لوح گلے مین ڈالے
سانپ کالے رسے لپیٹے بھبھوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنے پشت پر گٹھڑین اور رسالے لیے آیا اور
ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ تھیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار سکے وہ میرے ہان خبردار ہو جاوے یہ
کہکر اُس تھیلے کا منھ جانب خاک کر دیا خاک جو اُسمین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے
ہی آندھی جنگل سے آئی اُسنے اور زیادہ ناؤ مین بحر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باعانت باد تند

خاک پھیلی زمانہ نے دلکا غبار نکالا یہ مجنون صحراے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک
لیلی لشکریان مہرخ نے اُس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھکر ابر سحر سے پانی برسایا
کہ خاک دب جاے آتش فساد سرد ہو دور یہ گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی تھی
بلکہ طلسمی تھی جسنے مزاج سحاب بھی مکدر کردیا ابر شق ہوگیا کچھ پانی برس کر رہگیا تھوڑی دیر مین
عالم تمام گردآباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چہرہ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام بوتراب کو یاد کرنے
لگے گرد رات قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست دشمن سب یکسان نظر آنے لگا دل صفا منزل خاکساری
دکھانے لگا آپیکا خیال بالکل نرہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اُتر پڑے اور ہاتھ
باندھکر صفت و ثنا شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیر نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سبکو گھیر لو فوج نے محاصرہ
کرلیا اسنے افسران نامی مثل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سرداران گرامی کو قید کرلیا لشکریان بیریان بھاگ
ارابہ کو حکم دیا کہ بس اب تم اس لشکر کو گھیرے ہوئے یہین ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو
لیے جاتا ہون جب تمکو حکم بھیجون سر لیکے کا لشکر بھیجدینا فوج بموجب حکم رکی اور لشکر مسحور نے اسکے
ساتھ چلنے کا قصد کیا اسنے منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسیجگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ
بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے آنکے ان بیخودون کو گھیر کر مقام کیا کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر
کھولی آرام کیا اور شیر ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلا اُسوقت برق جو باغ
سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر یہ لشکر سے بھی دور تھا اسلیے دور از مسحور رہا پس پیچھے پیچھے چلا راہ
مین ارابہ پر اپنے سردارون کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار
تابناک پر گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہوگئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ
اپنے تئین نہین پہچانتا ہے شراب افسون سے کاسۂ دماغ پرخمار ہے یہ حال دیکھکر اُسنے اشک حسرت
سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر سے کچھ آگے بڑھ گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان
وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُنکے ایک کنوان پختہ تھا چبوترہ اُسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے
کے تھالے کنارے بنے تھے چرخ کنوئین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا فوراً ایک دھوتی
گھٹنون تک باندھکر جھولی کوڑیان رکھنے کی دھوتی مین بنائی انگوچھا سر سے باندھا بہ فن عیاری
صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا ڈول کی اور ڈول پانی سے بھرکر ڈونگا

بجانا شروع کیا اس عرصہ مین شیر بھی قیدیون کو لیے اسمقام پر پہونچا ازبسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا
ٹھنڈھا مقام دیکھکر ٹھہرا ارابے کے گاڑیان لٹیا ڈور لیکر اُترے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا
سدا جو رہے جو سنکٹ کی ناس جیتر کی سے بھگوان بنائے رکھے مورے مہاتم دھرما تما ٹھنڈھا جل
ہمکا حکم ہو تو ہم پیائی شیر نے گاڑیانون سے کہا مہاراج سے پانی لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب گئے
مہاراج نے لوٹا چٹکی خاک سے مانج کر ایکبار کنوئین مین ڈبویا پھر وہ پانی اونڈیلکر اور لوٹا بھر اکے سبکو
پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی
گاڑیان تھے جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیر کے
لایا کہا مورے گسیان تم ڈول سے پیو اپنے چلو باندھا برہمن نے اُسوقت بیہوشی پانی مین لا کے
اور دھار پانی کی اسکے ہاتھ پر ڈالے اُسوقت دو پنجے پیدا ہوئے اور اُسکے ہاتھون پر از خود آ گئے
یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اُسپر نام کندہ پایا کہ یہ برق عیار ہے یہ دیکھکر
اُسنے ایک تاش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ عیار مذکور بیحس و حرکت ہوا اسنے جو پنجے پیدا ہوئے تھے اُنکو حکم دیا کہ گرم
پانی لاؤ پنجے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوئے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا اٹھا لیے تھے چنانچہ ایک
پنجے نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا مُنھ پر برق کے پھیرنے لگا رنگ و روغن عیاری سب چھوٹا
صورت اصلی ظاہر ہوئی شیر نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور اس سلسلہ سحر کے آگے کا راستہ لیا
یہ تو اسطرح روانہ ہے لیکن عمرو جو بران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے
اسکی خاطر فرمائی انجمن عیش ترتیب دی اسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی
ہے اُسنے ضرور کوئی آفت برپا کی ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوگی آپ خبر میرے لشکر کی منگا دیجے ملکہ
نے بخاطر خواجہ دو پتلے سحر کے راہ نزدیک سے بھیجے کہ وہ اگر اسیر ہونا مہرخ کا مع تمام لشکر کے دیکھ آئے
اور سامنے ملکہ کے پہونچکر معرض بیان مین لائے خواجہ تمام ماجرا سنکر گھبرائے بران خود اُٹھی کہ
مین جاکر چھڑاتی ہون عمرو نے اٹھکر کمر مین ہاتھ ڈالدیے کہ آپ نہ تشریف لیجائیے ایک ساحر پر
چڑھ جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اُس ساحر کی اعانت کو آجائیگا ایسا
نہو کہ مہلکہ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا پس مجکو آپ
جلدتر روانہ فرمائیے کہ مین کام اُس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کرون بران نے کہا اُسکے پاس

تحفہ طلسم کے مین تم اُسپر غالب نہ آسکو گے خواجہ نے کہا مین بہر صورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہی تو جب
مجھپر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آئیے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو تیلون کو بلا کر حکم دیا کہ خواجہ کو
اپنی گردن پر سوار کرکے جس مقام پر کہ شہیر ہو پہونچا دو یہ سنکر ایک تیلے نے خواجہ کو گردن پر اپنی بٹھایا
اور دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شہیر قیدیون کو لیکر اُدھر آئیگا غرضکہ
عمرو نے اُسجگہ اُترکر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہی تیلون سے کہا تم بطور مخفی میرے حال کو دیکھتے
رہو اگر کچھ آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا تیلے تو چھپ گئے اور عمرو درۂ کوہ مین آیا اور کچھ درخت
گنجان ڈھونڈھکر چند تونبے زنبیل سے نکالکر پانی بھرکر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھا کر
آپ بیٹھا صورت اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھکر
لنگوٹا کسا موے زہار باہر نکلے ہوئے رہے جسم مٹی سے بھر لیا کان مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ بھری
سامنے رکھی اور بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹکر گرد اپنے انبار کرکے سُلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا
اور جپنے لگا اُدھر سے شہیر برق کو اسیر کرکے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے
بیٹھا ہی ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا تھا سوچا کہ یہ مہنت بھی کوئی عیار نہو یہ سوچکر اسنے لوح کو دیکھا اُسمین
منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہی یہ معلوم کرکے اسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے
مجھکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہی انکی قضا خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ سے لکھی ہی پھر
برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہی یہ تیرا باپ ہی اُسنے جواب دیا کہ تمہارا دادا ہی اسنے
جھلا کر کہا ارے یہ عمرو عیار ہی یہ سنتا تھا کہ برق نے چاہا مین پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ
ہوشیار ہو جائیے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہی شہیر اسکے ارادہ کو پہچان گیا کہ یہ چیخ مارکر عمرو کو
بھگانا چاہتا ہی بس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ برق بول نہ سکا زبان بند ہو گئی یہ سب
ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہی کیونکہ اسنے لوح کو دیکھا ہی اور
تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس توبنا اور لوح اور سحر ہی بس یہ تجویز کرکے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑون پر اسنے
بھی چھڑک دی اور جب چھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے دلمین کہا کہ کیا مکار ہی مجھکو
پوجا کرنا دکھاتا ہی تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کرکے ارابہ وغیرہ رکوا کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن
برق بیچارہ اشارہ سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جائیے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل مستعد پایا

بیکار کر دیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی لپٹنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھکر کلیم اوزہو لیکن
عمرو نے کچھ خیال نکیا اور شیر ہنستا ہوا کہ میاں تو یہ مکار مفت بنا ہو ویسا ہی تو بھی اسکے ساتھ مضحکہ کر کے
اسکو گرفتار کر لیکا لیک قید کرنا اچھا نہیں پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہو کہ جنے ساحر شمشمش اور دامہ کو مارا
عالم کا سر اُتارا اسکی اسیری مین دیر کرنا اپنے حق مین زہر ہو کر اسکا تا مری کا قہر ہو پھر سوچا کہ ساحر
شمشمش وغیرہ غافل تھے اب کیا تو ایسا نادان ہو جو پہچان بھی چکا ہو اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے
ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لکڑون کے قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائین جی میرا بھی سلام ہو
عمرو نے کہا ارے او دنیا دار خوار جا اپنے کام لگ راہ باٹ مین بیچ بڑے بڑے ہین یہان عیار فقیر
بنکے مارڈالتے ہین ابھی کسی سے پالا پڑا نہین مین تیرے بھلے کو کہتا ہون اسنے جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ
یہ کیسی باتین کرتا ہو شاید عمرو نہین ہو کوئی فقیر ہو یہ سوچکر اسنے پھر لوح کو دیکھا اسمین وہی نقش تھا کہ
عمرو عیار لیس یہ معلوم کرکے پکارا کہ پاش اور رند و مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہونے سے اسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑلاؤن دھوئین
مین لکڑیون کے تو لگا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا منہ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑ کر خنجر
بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اُسکے جسم پر پڑکر اُچٹ گیا اُسوقت خواجہ نے سیخ زنبیل سے نکالکر اُسی
آگ مین خوب لال کیا اور اُسکے مقام براز مین چلا دیا العیاذ باللہ آنتین دل جگر جلگیا چرّاتا ہوا
ماری تڑپکر سرد ہوگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر غباری سنگباری ہوئی پھر آواز آئی مارا میں
ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار جملہ سرداران سحور بخش مین آکر قید سے چھوٹے اور
خواجہ سے کہا ہم سب جاکر لشکر اس ساحر کا تباہ او قتل کرتے ہین یہ کہکر پرواز کر گئے خواجہ نے وہ
لوح اور مجمر اور تو بنا زنبیل مین ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا لیا یہانتک کہ سحر کرنے
کے لیے جو اُسکے پاس نمونے اور ہلدی کی گرہ آر دانش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام
آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی لے رہے تھے لیکن اول مین مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان
وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کوکب سے آئے تو اُسکو اسیر کر لانا وزیر مذکور نے بہر دریافت
حال خواجہ تیلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی عمرو کو طلسم مین یہان سے دیکھنا تو مجکو
خبر دینا چنانچہ جبسے ابتک اسطرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا ظلمات زمین کی

اور اسکے مقدمہ مین دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ مین زوجہ پاس
اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ اسطرح عمرو عیار نے شیر کو آکر مارا اور فلان مقام پر پہنچا ہے یہ
سنکر وزیر جیا بانہ اٹھا زوجہ نے اسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو نہ قید کرو
تمھاری جان رہیگی تو نوکری اور مل رہیگی یہ کام اچھا نہین ہے وزیر نے کہنا اس وفادار کا نہ مانا اور
روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی فرط محبت سے اسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اسجگہ آیا کہ جہان عمرو تھا
اور اسنے آتے ہی ایسا سحر کیا کہ عمرو بیہوش ہو گیا پس اسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیرین پر
سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت بنکر زندہ ہو گئی اور ایسی شکل اسکی بنی کہ دھڑ انسان کا
چہرہ شیر کا پس زندہ ہوتے ہی اس لاش نے کمر مین عمرو کے پنجہ دیا اور بریدا کرکے اڑ گئی برق
عیار جو نگر ٹھہرا تھا کہ استاد سے ملونگا وزیر کے آنے سے چھپ گیا اور وزیر نے بھی کچھ اسکا خیال
نکیا تھا کیونکہ جویاے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھکر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کیطرف
پھرا اس سے پہلے مہرخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آئی تھین یہان لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی
ہوشمین آگیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر پہونچے پھر تو سحر کی مار
تیرون کی بوچھار تھی ہر غل مچانے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی برچھون کے بار چلے جسم دشمنان مین
چھانے نکلتے ترنج ناریل نارنج سینون کو توڑتے بغیر جان لیے پیچھا نچھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ
تھا صفحہ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی کا الٹا ہوا شیرازہ اجزاے
عناصر کھلا ہوا کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس سراسر غلط خامہ تن کا کار و تیغ سے مرالقطع جوہر
شمشیر نقطہ صحیفہ شجاعت بلا نکات رسالہ جلادت تار رگ جان مسطر جریدۂ قربان قضا خون جسم کا
مداد بہر تحریر علمنامہ مرگ ہر ایک راضی برضا معروف جنگ ہر ایک فرد و سترگ شورش عظیم بپا
لشکر شیر صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت بھی
یہان نہ تھی اسلیے اسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست فاش کھائی اور لشکر حیرت
کے قریب بھاگ کر گئے اسوقت مہرخ نے بھی تعقب کرنا مناسب نجانا طبل فتح و ظفر بجوایا لوٹ مار کر کے
بستر پر آکر کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورہ جام شراب آغاز ہوا جلسہ

چنگ ورباب ہوا اُسوقت برق عیار نے اگر گرفتار ہوجانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے
کہ خداوندا بچانا یہ سب تو اِس فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان چلا خیمۂ صنعت مین آیا یہان [illegible]
کو بستر غم سے ملکہ حیرت نے اُٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر بیٹھی تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن
آرائی لیے حاضر پہلو سے بادشاہ مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچکر بادشاہ کو
تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ شیر کا عمرو کو پنجہ مین دابے اُترتا ہوا خیمہ مین اُتر آیا اور پکارا
کہ ای بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر زمین پر گرا مثل مردۂ صد سالہ بےحس وحرکت تھا بادشاہ کو اُسکے
قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج وغم غلط ہوگیا جب
ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیر کی لیجاکر بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد
فراغ ان امورات سے خواجہ کیطرف شاہ متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب
بادشاہ نے اُسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کرکے ہوشیار کردیا عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا شاہ
جادوان سامنے بیٹھا ہی آپ نے آنکھین اپنی بند کرکے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان
مجکو نظر آیا کس بخیل وظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتون کو سنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود
گرفتار ہونے اِس آفت کے ایسی باتین کرتا ہی غرضکہ بطور طنز اسنے کہا کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا
ہی عمرو نے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہی مین بہرحال اچھا ہون ای بادشاہ تم کہو کہ کس آفت مین گرفتار
ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا سچ ہی مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہون کہ باتون
مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسیکا گھر لینے آتا ہی وہ زنجیر پہنتا ہی اسکا کچھ غم
نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا کیا آتا اب تم
قید ہوگئے ہو تو شاید وہ بچہ کری بران آئے لیکن کیا کرسکتی ہی ای عمرو بغیر مار ڈالے اب تجکو نہ چھوڑونگا عمرو
نے کہا ہمارا خدا حافظ ونگہبان ہی شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنیکی کیا احتیاج ہی وہین سے بیٹھے
بیٹھے تیری سر کو بلیکافی ہو تو ہین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پاؤن تیرا ٹوٹ جائے اور
اگر ہمپر ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا اور تلوار کھینچ کر بغضب
تمام تر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین چور تخت کے نیچے پاؤن اُتارا زیر جامہ کا کونا تخت مین اٹکا منہ کے بل
گرا اور عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پاؤن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا

اور صنعت نے سنبھالکر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان ای بادشاہ اس مجرم کی بات کا بُرا مانا
کیا یہ تو اپنی جان پر کھیلگیا ہو اور اگر اُسکو قتل کرنا منظور ہی تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اسکا
جدا کر ڈالے شاہ نے کہا مین اسکو دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان
جو عقب اپنے شوہر کے چلی تھی پتا دریافت کرکے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام
تھے اُسنے معلوم کیا کہ بیشک خاوند تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہی بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ
نچھوڑینگے غرض بادشاہ کو سلام کرکے چپ ہو کر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان
نے حکم دیا کہ جلاد حاضر ہو اور سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ مقام سب
حضور کا دیا ہوا میرے زیر فرمان ہی اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہی یہان سے
بہت قریب ہی وہ جو سامنے درۂ کوہ ہی اُسکے متصل تعمیر ہی آپ اس مفتری کو دو گھڑی کے لیے اُس
مکان مین بھیجدیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون
کہ یہ بعذاب الیم ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایما رشاہ پاکر ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اُس مکان مین
لیجاؤ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمتخانہ آراستہ ہی کچھ تشریف لیجاکر تناول فرمایئے بادشاہ کھانا
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے دفع کر دیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہی پس دو نیچہ سحر کے پیدا
ہو کر خواجہ کو اُٹھا کر لیچلے اُسوقت عمرو نے باغبان کیطرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا
کہ ابکی عمرو چھوٹ گیا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالیگا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران
وغیرہ مار ڈالینگے پس ابکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہی کیونکہ تیرے شوہر کا بچ ہی جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچکر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر
گئے مگر یہ وہان سے ملکر باہر نکلی اور جتبک نیچہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لیجائین اُس سے بھی پہلے یہ اُس
مکان آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہی مکان ہی یا برج آتشی
ہی یا منازل مریخ و مہر مین نہایت درجہ کی گرمی ہی دیوارون سے شرارے نکلتے ہین ردے ہوا سے
صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت
سے سر افگندہ

نظم

گلشن گرم تھی زمین تمام	چرخ سے دُود خانۂ حمام	رات سو سے زمین پہ جو انسان

کرو مین یون سے جون تیرے پیرہن	بسکہ گرمی کی آن مانی ہی	شرم سے آگ پانی پانی ہی

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھکر از بسکہ زوجۂ وزیر ہی ساحرہ پُر تدبیر ہی ایک غلولہ تخم گل اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ خانۂ آتش لبان گلزار خلیل بنا آتش نمرود وشان کا بازار گرم سرد ہوا اور جسطرح کسیکا دل ٹھنڈا ہوتا ہی اسطرح وہ مکان خنک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ وا کرکے اندر مکان سے ڈالکر دروازہ بند کرکے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین انکو خوف اپنے جلجانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے خواجہ نے اُس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اسی اثنا مین گلچین تہ زمین سے نکلی عمرو کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ ای خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگزاری کو حاضر ہی میری تقصیر جو کچھ ہو اُسکو آپ معاف فرمائیے مین ہرچند اُس مرلیے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانا مرگ نہین مانتا مُوا وزارت کے گھمنڈ مین ہی کہتا ہی کہ مین نمکحرامی نکرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمائیے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپکو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اُسکی سفارش کریگی مثل مشہور ہی کہ بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی ایکدن فرزند کو چھُری تلے پائیگی ساحرہ نے عرض کیا کہ ایکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمائیے پھر جو بےادبی کرے تو سمجھ لیجیے گا خواجہ نے کہا اچھا ایکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کردے ساحرہ نے ایک ماش پڑھکر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پانون مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکلجائیے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اُس مکان کو صنعت نے از بسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا سو جابجا بیرون سحر کے بھی مقرر کیے تھے کہ وہ بیرون نگہبان محافظ تھے جو کوئی نکلجائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس یہ عمرو جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچائی کہ لیناجاتا ہی خواجہ نے جلد گلیم اوڑھ لی بیرآتش کے شعلے بنکر ہزارون ہرسمت دوڑے لیکن کہین پتانہ ملا غوغاے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکلگیا شاہ جادوان خاصہ نوش کرکے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہی صنعت نے کہا بلالون عمرو عیار مکان آتش مین قید ہی وہ جلکر مرگیا ہوگا اُسکا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ بیر

سحر کے طائر بنے سامنے آئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھولکر ایک مجرم نکلگیا ہمنے ہر چند
تلاش کیا نہ ملا یہ سُننا تھا کہ صنعت خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان
بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دیلے کہا تو نے ناحق اُس مغری کو قتل ہونے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ
کو مظنہ بد تیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن بغیر کسیکے شریک ہوئے یہ عیار
ہاتھ نہین آئیگا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دستک مارا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو نے اس مکان مین آتش ریز
ایک بفضیح کا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اسطرحسے نکالدیا یہ کہکر پتلی غائب ہوگئی اور ملکہ گلچین ایک
گوشۂ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ غل ہر طرف ہوجائے تو مین نکلجاؤن اب پتلی کا بیان سنکر
سمجھی کہ تو پکڑ جائیگی پس پرواز کرکے وہانسے چلی ہر وغیرہ اسکے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر اسکے
پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ ای عمرو اب اس قید کرنیکا بدلا افراسیاب
سے لینا چاہیے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگار مرد
ایسی بناکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اُسوقت ہزار ہا پتلا حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ
جانے سے خواجہ کے بہت متفکر تھا چار طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے
بزور سحر پہچانا کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ لڑتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اِسنے مجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چلا کہ
بارگاہ سے نکلجاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتلے جو حاضر دربار تھے اُنہین سے ایک نے دامن
پکڑ لیا خواجہ نے دامن جلد چاک کر دیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ بچانے پائے کئی پتلے پرچھائین بنکر
لپٹ گئے دست و پا بجیں حرکت ہوئے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھکے آؤ پتلے باندھکر
سامنے حاضر لائے اس عرصہ مین صنعت مکان آتش سے پھر کر آئی اور عرض کیا کہ ای بادشاہ
آپکے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے ملی ہوئی ہے اسطرح اُسکو رہا کر دیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین
پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا
سنئے یعنی بقدرت فراش بساط ارض وخیمۂ آسمان یہ خیمہ صنعت نے اس بار دریاے خون روان کے
استاد کرایا تھا پس برق نے جب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ بیان کیا اتفاق سے بہت
قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے شاہ طلسم کہان ہے اور علام

پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہی غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ اسطرح صنعت
نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہی اُسیجگہ بادشاہ ہی یہ دریافت کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی
اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنمین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا
اُس طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کر کندھے
پر لادکر بارگاہ افراسیاب مین آیا بادشاہ اسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا
تھا کہ اسنے تسلیم کی اُسنے اسکو پشتارہ بدوش دیکھکر پوچھا کہ کسکو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ آنحضرت
آپ لیجیے اور عمرو پر سے سحر دفع کر دیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کرون مجکو اس عیار نے
بہت ستایا ہی ہزارون مرتبہ گھر میرا لوٹا ہی بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے دور کر دیا اور آپ
چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا سب ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پشتارہ گلچین تھی اس ساحر
نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھاکر پشت پر لادا اور سراچہ فرا کر باہر بارگاہ سے پہونچکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ
نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ساحر
ڈھونڈھکر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا اُسکی جب آنکھ کھلی پکار کی دُہائی شہنشاہ
کی مجکو ساحر طمع زر دیکر لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے منہ اُسکا دُھلوایا دیکھا تو ایک زن بیسوا
ہی اُسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا کہ حضور بخیمہ
نہون مین ابھی اُس ناعیار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور مثل مشعل روشن ہو گئی پھر مشعل کی لو
مین سے دھوان نکلا اور مثل ابر بلند ہوا اور ایکطرف چلا اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو
اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کر لو ساحرون نے باغبان کو گھیر لیا وزیر چپ کرسی پر
بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر مہ جبین یعنی زوجہ
اُسکی ملکہ گلچین جو رو لغزار لالۂ نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام فرحت آگین
مین بہار کی حکومت ہی گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہی ہوا ہوا خواہی کا مثل ارکین دولت دم
بھرتی ہی بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہی زلف سنبل دام کو بچھائے ہی کمند گرہ گیر عیاران کی صورت
بنائے ہی نرگس زر گل کی نگاہبان ہی سرو ہر ایک پاسبان ہی گل اشرفی کو تحویلداری ہی سوسن کی زبان
سے یہ حکم جاری ہی کہ لالے کی پلٹن تیار رہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزارہا رسالہ دلہ ربے خزان

قدم یہان نہ دھرسکے فوج ہوشیار رہے
نظم

پس اہلکار الاکہ خود روے کہین
زنگین شتاب مستک فیلان کو ہار
ہو گلے ہزار رنگ کے پہنا دین ہر کو

سج ہو اتنک ہو زرہ پوش ایکی
تقسیم کر دین قرقہ غنچو نہین چلتے ہین
دین دوپنی رسالہ گل ہو امید فوج

کہدین کہ چار نہر سے گلشن کھلی باغ
چار آئینہ کو سج کے رہے مستعد کا
پس اس مقام نزہت انتما کو

دیکھکر یہ شمیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم نمط یا برنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت اپنی سحر سے ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھکر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے پس اُسی درخت مین اٹکر پھول بنی ہوئی لٹک گئی ساحران باغی جو پیچھے اسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے اسطرف سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلیے کچھ کچری مین پکاؤن کھا لیجیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے کسی زبردست ساحر کو نہ قتل کرونگا اُسوقت تک بھوک پیاس مجکو نہین ہی قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو رفع ہو چکا تھا کہ کوئی میری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اُتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور سے گئے کہ ایکطرف سے دھوان پیدا ہو کر چارطرف اُنکے ہو گیا اور بلکین دھوئین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین لپٹ گئین سینہ بختی نے نیا رنگ دکھایا روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوئے ہوسناک بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان پھر صنعت بنا اور خواجہ کو بھی اُسنے گرکے بادشاہ سے کہا کہ ای شہنشاہ مین نے قسم کھائی ہے کہ اسیوقت اس ناعیار کو قتل کرونگی پس آپ حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑا تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا کسے بیرحم و سیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی باہر برآمد ہو کر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گرد و پیش ایستادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر بوریا سے ہلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہو کر عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ حکم اول ہی ذرا سوچ سمجھکر دیجیے گا کہ مارے ہوئے انسان پھر جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا یہ حکم دیا جاتا ہی کہ جلد اسکو قتل کر جلاد نے اگر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ ای گروہ تماشائیان ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے اُسوقت عجب طرح کا

غوغا تماشا بینو نکا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار و گردون غدار کا یہی طور ہے بسا صاحب جور ہوا و اولو العزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہے سربلندون کا دشمن جان رہتا ہے کہ ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراش دل
مارا نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال

روشن طبیعتون سے برا ہے یہ تیرہ عقل
کرتا ہے نور مہر کے سایہ کو پایمال

رکھتا ہے پر غرور کو جون نیزہ سربلند
جون جادہ خاکسار کو دیتا ہے زمین پہ ڈال

ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی
محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال

پارے کو دے ہے رتبہ اکسیر بعد مرگ
دولت کبھی کسیکو نہ دی بے نیزوال

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد ظلم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا برجوع قلب درگاہ کبریا مین استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا نظم

یا امیر المومنین دریاب زود
ورنہ جلاد غمم بسمل نمود

در خلاص من اسیرے چیست کو
تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر

یہ استغاثہ مقبول درگاہ دافع البلیات ہوا یعنی وہ تیلے جو اسکو لیکر بران کے حکم سے آئے تھے چنانچہ جب اسکو لاشہ شیر کا لیکر اڑا تھا اسیوقت سے تیلون نے جا کر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہمارو جادو وغیرہ سے کہا کہ اب کیا منہ دکھاؤنگی خواجہ کو کہ وہ اسطرح اسیر ہوئے اور ہم بیٹھے رہے ای ہمارا اس راز کو کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر بر رنگ بوے گل غائب ہو گئی اسوقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہمارو جادو بس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چمن بہار حدیقہ سلطنت ملکہ بران بصد شوکت سنا ٹا بھر کر اپنے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بید اسکے کانپنے مسی طائر رنگ حنا کیطرح لبون سے اڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اٹھی اسوقت ملکہ موصوف ہنسی لالی پان کی لبون سے چھوٹکر اس گھٹا مین بجلی جا کر بنی پھر ملکہ لالہ فام بالحان دلکش کچھ گنگنائی صدائے نغمہ نے صورت طاؤس و کبک کی بنائی اور اس گھٹا مین جا کر سجدہ کو کئے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر مین پیدا ہوا اس ماہتاب حسن نے اپنے تئین چاند بنا کر اس تخت پ

پہونچا پایا تو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا مین چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاند ٹکی کو ماتھے پر لگایا تھا نہین نہین فروغ علم ملکہ بران کو سر پر فلک نے چڑھایا تھا کہ نظم

برج حمل مین مہر کے خاور کا تاجدار
آنکو یہ امر ہی کہ اسیران نامدار
طاؤس نام وہ جو ہین اس فوج کے نقیب
ہان جلد باندھ لو کمر کینہ استوار

کھینچے ہو اب خزان پہ صف لشکر بہار
منھ کھولدو خزانۂ گل اشرفی کا تم
کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرتی ہی جاروب باد تند

ہین بخشی و وزیر جو مریخ و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار
باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کے شیر مست
تا وقت کار دامن گل سے نہ الجھے خار

سور شور کرنے بجلی چمکتی لواے فتح وظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبون کی طرح گرجکر للکارتا ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکۂ نسرین بدن کی سواری جانب حریف روان تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا گلہاے بوقلمون کھلجاتے بلبل سے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس سامان سے روانہ ہو لیکن بعد اسکے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اسکے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھکر گلے سے لپٹی اور بہلا کر گویا ہوئی میری امان جان سچ بتاؤ تم چپ کیون ہو میری جان کی قسم میری اچھی امان آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہما نے اسکو گھڑکا کہ تجکو ہر بات مین خیال آتا ہی خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑ گئی مین رنجیدہ کیون ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہان ہین اور اگر نہ بتاؤگی تو مین اپنی جان دیدونگی یہ ضد اُسکی دیکھکر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہین عمرو گرفتار ہوا ہی اُسکے چھڑانے کو گئی ہین یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر مین بہلا وادیکر بالاے بام گئی اور کہا مجکو نشۂ شراب اسوقت زیادہ ہی کوئی بک بک نکرے مین آرام کرونگی کنیزین جو بہر خدمت ہمراہ تھین اُنسے بھی حکم دیا کہ یہان سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئین اور جو دلیری سے ٹھہر گئین اُنپر اُسنے الزام رکھکر نکالا ایک کو خوب مارا کہ بالزادی تونے مجکو راہ چلنے مین دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھکر کہا گھورتی ہی تیسری سے کہا تو بڑبڑا کر مجکو برا کہتی ہی غرض اسطرح الزام دیکر سبکو وہان سے نکالدیا بالاخانے کا دروازہ بند کر کے آپ ایک سحر الیسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا روے ہواے اسکے پاس آیا یہ جست کر کے اُسپر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش ربا چلی لیکن اول حال بران سنیے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر سحر مین چمکتی صحرا و کوہ کو سبز کرتی اُس مقام پر کہ جہان خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحرون سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما

گھٹا اٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال بھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر چھایا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگری زبردست ہے یہ اس گھٹا کو دیکھکر سمجھی کہ مقرر اسمین کوئی آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اسوقت اس ابر مین بجلی کوندی اور چمک وہ بجلی چاند بنگئی اور اس چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سبکی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اٹھاکر بلند ہوگیا اسکے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گنبدی سامری کے گنبد کی نکالی اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفۂ طلسمی کے زیر نہو سکیگی چنانچہ اس گنبدی کو افسون پڑھکر اس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گنبدی روے ہوا پر جاکر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اسکا نیچے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سرپوش ڈھکا پھر تو زمانہ اندھیر ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام تار ابر لباس غمناکان اشکبار کے ہو جب نظم

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
گل بھی سودا زدہ چاک گریبانی ہے

زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی

دل مین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے
پا بگل سرو ہے رفتار کی طاقت کیسی

ملکہ بہاران عالیشان کا اس برج مین مقید ہونا تھا کہ اسنے انتہا کا زور کیا اور ازبسکہ نہایت زبردست ہے مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ ہو کہ تحفۂ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی بازنہ آئی اسطرح مثل برق اس گنبد سے تڑپ کر اڑی کہ چھت اس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ ہوا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹکر اسی گنبد مین گرا اور یہ سنانا بھر کر جو چلی ایسی رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گر جانے کا مطلق خیال نرہا آپ اس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جا کر گری اور اسوقت کی سراسیمگی اس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی

گل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی سرجوشش ہو کر خون بالونمین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا
ہوتا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہکا تھا تر ہوگیا تھا گویا خونریزی عشاق کا اسلیے سر ٹپکا تھا
رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکا آتا اور جم جاتا مصحف رخسار پر شنجرفی آیتون کی گڈیان
بنا تھا نہین نہین دکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا
وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی
ہوئی زلف رخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر بپھری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ
کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تین قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد
ہوئی کہ جاکر دوبارہ اس گنبد پر گرون پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہو اور یہ سحر زبردست
ہو رنگ سکیگی تو بھی چلکر کوئی تحفہ طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت لیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر راجعت
فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کر کے حال مزاج ہمایون پوچھا
اسنے سب کیفیت بیان کر کے کہا کہ ای فرزند اب پھر چلو تدبیر کامل کر کے آئندہ آئینگے مجلس ناچار
اسکے ساتھ ہوئی اور یہ اپنے مقام پر آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اسطرف شاہ طلسم ہوش ربا نے
بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اس برج سے نکلگئی لیکن عمرو رہگیا ہو اور برج مین شگاف بھی پڑ گیا ہو
ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکلجائے لبس اسنے اڑ کر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے
افسون پڑھکر اُس شگاف کو بند کیا وہ شگاف برابر ہوگیا خواجہ اُسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ
کھلتی ہو تو اندھیر نظر آتا ہو پھر بیہوش ہو جاتے ہین یہ بھی مصلحت خدائی ہو کہ انکو بیہوشی طاری ہو جاتی ہو
ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہو کر نکلجاتا انکا تو یہ نقشہ ہو لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُتر کر دربارگاہ پر آیا اور
ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے بادشاہ نے صنعت سے کہا کہ اسطرح سے وہ
چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری قید سے نکلگئی اور اُسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجسے لیجائے بھلا کیا ایسا ہو سکتا
کر سکتی مجکو رحم آگیا کہ اُسکو نکلجانے دیا ورنہ وہ بھی نہ جا سکتی اب اس مفتری ناعیار دزد مکار کو یون ہی
بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے آب ودانہ مرجائیگا اور دیکھون تو کون اسکو اس برج غضب سے
میرے رہا کراتا ہو اب ایسے مین خوب موقع ہو کہ میدان خالی ہو کوکب کیطرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون
وہ اُسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہو بس ایک ساحر زبردست کو بھیجکر سب نمکحرامون کو قتل کرانا چاہیے

اور میں کوہ نیلم پر جاتا ہوں وہاں سے ایک ساحر مالک مدار طلسم کو مع تحفۂ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا
کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کردے ملکہ صنعت نے عرض کی کہ ای شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہی لیکن دشنام
نے ملکہ حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغیان بھیجتا ہون ملکہ زند کو
سوار ہوکر لشکر مین آئی اور سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان
کیا طائران سحر نے یہ خبر جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین
خواجہ کے بیقرار ہوئے اور ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جاکر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو پامال
کرکے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو تیران زخمی ہوکر گئی ہی ضرور
اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہو سکے تو آئندہ جان دینے کا اختیار ہی اسکی فہمایش سے ہر شخص سست بدعا
ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اور ازبسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون رواں کے ہی تو ساحران
لشکر جا جاکر دیکھ دیکھ آتے ہین اور وہاں کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن
بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ ای شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا
باغبان وزیر کی معاف فرمائی جاسکے اس بیچارہ نے سواے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین
کیا بادشاہ نے کہنے سے اُسکے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جاکے وزیر وہان سے
روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب
سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم
اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور مُنھ جسطرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہی اسطرح کا تھا اُس مُنھ مین زبان مثل انگارے
کے دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلۂ آتش لپکتی تھی ہر بُن موسے شعلۂ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلاے
بے درمان آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُسکا سلام لیکر خطاب کیا کہ ای مجمر آتش زبان جادو
تم جاکر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کرکے لشکر خونخوار اسد غارت و برباد کردو اُس آفت
روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا کہ اور تو کوئی جادوگر تمھارا کچھ نہ کرسکیگا کیلیے کہ تم رہنے
والے ظلمات طلسم کے ہو عیاروں سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین انکا سردار اور اُستاد عمرو
عیار تو میری قید مین ہی شاگرد اسکے باقی ہین انھین سے بچنا اور افسوس ہی کہ برّان میری قید سے
نکلگئی نہین تو اُسکا بھی خوف نہ تھا خیر تم جاؤ مین سمجھونگا اُسنے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے

زبران میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میرا کوکب کچھ کرسکتا ہے اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجالا کر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردۂ ظلمات مین ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا دُخانیہ ہے یہ اُس قلعہ کا حاکم ہے لاکھ ساحر اسکا ملازم ہے اُسنے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا دُہُر دُل کی صدا پر پرشل زاغ منڈلائے اژدہے پھنکارتے ہوئے آئے ساحر سوار ہوئے جی جی کا غل بلند ہوا دل دہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتش بار پر سوار پیچھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہنس و باز و اشتر بردار کی قطار پر ساحران غدار و نابکار سوار سحر سے اُنکے تاریک تمام روزگار کہ بموجب ابیات

کبھی نظروں مین تھے وان روز و شب گم
کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل
کبھی اسلحہ جون برسے ہے بادل
ہوا کا نام بھی ہوتا نہ زنہار
مگر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار
ہزاروں تھین بلائین وحشت انگیز
کہ وحشت جنگی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل
چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

باین کر و فر وہ خود سر جب قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُسنے کیسوے بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو براے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بد خصال داخل لشکر ملکۂ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کر اسکے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے شعلۂ آفتاب سرد ہوا اور رونق گرم بازاری روزگار کم ہوئی نظم

عروج مہر پہونچا جب لب بام
ترقی پر جب آیا اختر شام
موافق تھا جو اقبال شب ماہ
تو کی ظلمات نے درباری اما

سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ حیرت بدانجام مین آیا اور مشغول میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکۂ موصوف یہ خبر سنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُسکے چہرہ کا متغیر ہوگیا خشمناک ہوئی اسلیے کہ یہ ثانی مہ جبین کی ہے اور عزیزدار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونیکے

ساحران نامی اور اُنکے حالات کو جانتی ہے یہ حال ملکۂ نیک خصال دیکھکر مہتر برق فرنگی نے کہا
کہ ای ملکہ تمکو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اِسکا کیا سبب ہے ہمنے بارہا عرض کیا کہ مالک
ہمارا رب ہے نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاء اللہ ہم فتح پاوینگے اور
مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہین ہے تو مارے جاوینگے ملکۂ مذکور نے فرمایا کہ ای مہتر خدا اِس دیو
کے شر سے ہمکو بچائے اِس حرامزادے پر سحر اثر نہین کرتا ہے اور نہ اِسکی کسی حربہ سے قضا ہے ہان
اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ممکن ہو اور اُسمین تلوار بجھائی جائے جب اِس خیرہ سر کی
قضا آئے برق نے کہا تم اِن خیالو نمین نہ پڑو نفیر سحر بجاؤ پانی غسل سامری کا کیسا مین آب تیغ عیاری
سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ سب حرام ہیگا جہنم مین ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا ای مہتر
اِس پر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نکرنا اُسنے کہا یہ سب ہمنے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہے اسوقت
ملکہ بہار نے بھی کہا کہ ای ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر چہار چشم
دو زبان جادو جو زیر زمین کی اِس طلسم مین مالک ہے آئے تو ہم اِس سے بھی لڑین چاہے
جان جائے یا رہے ملکۂ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرمایا کہ نفیر سحر کو دم دیا کوس
دمامۂ جادو سے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوئے دربار شام کا موقوف رکھا گیا بہادر اپنے خیمہ مین بیٹھکر سامان جنگ
کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے پریان بلانے لگے کج فہم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی اُلجھن کو کمند گرہ گیر
سمجھے ترقی حوصلہ کو بازوئے شمشیر کی جا نگر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم ہے کے دھوئین سے وہ بن گلی بن بھاگ ست
ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگنے پر تیار مثل برن تھا نامردون کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو
تھی ہوائے سحر کے سناٹے چراغ خرد گل کرتے تھے آندھیان چلتی تھین کلو ابھیرون کا ساحر دم بھرتے تھے دم
کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا برا حال تھا ہندوئے زحل کا سنیچر بنکر سر پڑھنے کا ارادہ تھا ساحر لوا بن تنگ
مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا بسان عاشق جان دینے
سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف پر پیچ جانان جسمین اُلجھا ہوا رشتۂ جان بہادران خنجر جسکی نظر مین
ابروئے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون کو
ابرو سمجھکر قربان جان جانبازان کہ

نظم

بسمل سے یقین ہے کہ سپیدا ہی جسم ٹھہری	للکارین جو تلوار کے تئین کھینچکر کبھی
آگو بر کے سامنے اس آن مین رستم کا گاؤ	

بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار
مرنے کا جو ہمی برزو وغلے کے روز
ہو جائیں انکے سامنے آئین کر ذلیل
پیلا زیادہ پانی سے ہوا انکے بس حضور
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو جناب داؤ
لشکر میں تو یہ تیاری ہو رہی ہی

لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکۂ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مجمر بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہی ملکا اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کر رہی ہین جام شراب چل رہا ہی برق یہ ماجرا دیکھ کر دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنے سے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موئے کیون اپنی جان دینے آیا ہی برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اسوجہ سے اُسکو جواب دہ ہوا اور جست کرکے سراپچہ فرار نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراپچہ فرار کر گیا ہی صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اُسکو قید کرنا چاہا تو وہ نکلگیا مجمر یہ حقیقت سنکر چپ ہو رہا اُسکو لوازم نہین کر بطور مخفی اسنے سحر کیا کہ حال اسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مجمر ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اُٹھکر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہجوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیز خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چندے اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دلمین اسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات سے گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچکر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اسکے آرام کے لیے معین ہی اُسمین آیا اور آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اُٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ اُسوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ در ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھے کہ ابیات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار
اڑا عنقا صفت رنگ شب تار
ہوا تاریک عالم جلوہ پر نور
جو پر کالا ہوا پھر چہرۂ حور

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہی دنکون پر چوب پڑتی ہی لشکر عازم جنگاہ ہی وقت صبح کا ہی دلمین اسنے کہا ای برق تو ایسا سویا کہ صبح ہوگئی اور رات کو از خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھسے اُٹھا نگیا اور اسمین ضرور کچھ اسرار ہی بڑا زبردست یہ مجمر نابکار ہی حاصل کلام خیمے سے باہر آیا تو لشکر کو رو براہ پایا ملکہ

مہرخ تخت پر سوار برابر اُسکے تخت کے تخت ملکہ بہار گلدستے تخت پر رکھے ابر کے ٹکڑے سر پر سایہ کیے
ایک طرف ملکہ مخمور نشۂ حسن سے مغرور برابر اُسکے ملکہ سرخمو زیور جواہر سے آراستہ مو بمو ایک سمت
ملکہ زلف آرا زلف اُسکی دام بلا غرض اسیطرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان
دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز وگداز پیدا کرتے ہوائین ٹھنڈی آتین ابر
برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر شگفتہ خاطری جانب
میدان روان کہ

قطعہ

ترکش لگا کے دینے کو نصیحۂ بہار — گلگونہ اپنے ترک ہزارون ہوے سوار
ترک صبا لیے ہے مرا تیر باز گشت — ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر کے پار — دامن کو باندھ باندھ ہوئے مستعد وہ
قمری ہر ایک کہتی ہے یون نعرہ مار کر — ایسا نہو کہ طعن کرین ہم کو بلبلین — اڑ لو قدم کو گاڑ کے یاران جاندار

خلاصہ مرام بڑے تزک واحتشام سے لشکر وارد معرکہ کارزار ہوا اُسطرف سے مجمر بچاس ہزار ساحر جادو
نقش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے دُنکے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدر جھکائے
تھالیان چیل کی جھلکتین نارنج انمین رکھے سینے آکر میدان مین پڑا جمایا ملکہ حیرت بھی کئی لاکھ ساحرون کو
تیار کرکے علحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگی نشیب و فراز سے
برابر کیا ابر سحر ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کرکے ہٹے
اُسوقت لشکر حریف مین علمہائے سیاہ کے پرچم کھلے دُہل جنگ بجا گرکا لشکر کے سردار رہوار
اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوئے مجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت کچھ نیرنج و شعبدہ سحر کے
دکھا کر نعرہ مارا کہ ای گروہ گمراہان وای فرقۂ نمک حرامان آؤ مقابلہ مردان مین یہ نہیب اُس ستمگر کی سنکر ملکہ
مہرخ کیطرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اُس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا
مجمر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرربار رو سے ہوا پر از خود پیدا ہوکر اس نیک
کردار کے اوپر گری ہرچند اُسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا
شور مرنے کا بیرون نے مچایا مجمر بہر للکارا کہ کسے دیگر را بفرستید تا ذائقہ مرگ بچشد۔ اسطرف سے ملکہ
سرخمو اجازت اپنے حاکم سے لیکر طاؤس اڑا کر سامنے آکی اُسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب
ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کرکے وہ تیغ رکوائی یعنی پنجہ اُس شمشیر مین لپٹ گئے اُسوقت دوبارہ اُس
بیحیا نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہائے زنجیر مثل کمند

گر کر گردن و کمر مین ملکہ دلگیر کے اُلجھے اُس پری نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی اور خنجر
چاہا کہ گھونپ مگر سنبھل نہ سکی جھجکتی ہوئی چلی اُسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھ لو ساحرون نے اُسکو
گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تہ زمین سے پیدا ہو کر اُس بیچاری کو اندر زمین کے لیگیا یہ کیفیت دیکھکر
ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہی اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے آ کے
آ کر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکالکر سحر دم کر کے اُسپر مارا اُسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا
ایک دانہ ماش کا نکالکر منتر پڑھکر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہوگئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی
کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی یہ حقیقت اسکی زبردستی کی دیکھکر لشکر مہرخ
پر بیم و ہراس طاری ہوا مگر از بسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بدینوجہ ثابت قدم رہے
اور لرزان جادو نے باجازت مہرخ جا کر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اُس بدانجام
کے لگائی اس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہی لیکن اُسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کہ چار پنجہ
پیدا ہوئے دو پنجہ تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضرب سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپک کر کلائی مین
تلوار چھین لی اور مشکین باندھکر لیگئے اسیطرح اُس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے
اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوئے اگر شرح اُسکی کیجائے تو بہت طول کلام
ہوگا حاصل مرام جب ساحرہ شب نے دانہ انجم پڑھکر صحن فلک مین پھینکے ساحر روز رو بفرار
لایا کہ بیت عرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو مجمر نافرجام
نے للکار کر کہا کہ اے فرقہ گمراہان پردہ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہو گیا اب بھی سرکشی
و نخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہی جان کی تمھاری خریداری ہی یہ کہکر
طبل بازگشت بجوایا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زر نثار کراتی
ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پناہ پکڑی اِسطرف ملکہ مہرخ رنجیدہ
و پریشان مراجعت فرما کر علو شان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو مقید ہو گئے ہین اُنکے
لشکرون پر غاشیہ ڈلوا دیے اور اشک حسرت بہانے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصاً وہ لشکر
کہ جنکے افسر قید ہوئے ہین نہایت ہی مضطر تھا ہر سمت رنج و الم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر
ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا گھر آگ بھیلا ہوا اُدھر جب وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری

اسکے گرایا اور حکم دیا کہ نقارہ رزم کا بجے بمجرد حکم ساحرون نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اسطرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پاینگے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور جلد وسے فتح کرنے رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرینگے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو طائران سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس زن شیردل نے کام فرمایا بے اختیار نفیر سحر کو بجایا کوس حربی ادھر بھی گڑگڑایا صدائے نقارۂ جنگ سنکر لشکر مین بہادر بشاش ہوئے بزدل و نامرد بدحواس ہوئے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان ای کاش ہوئے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سوچے کہ ہم یہان تحمہ اور ہول کھا کر مر گئے شجاعت شعاران عالی تیار تیاری مین اسباب جنگ کی مصروف ہوئے ساحر سحر خوان تھے مبارزون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے انکو نہ پروائے مرگ نہ فکر عیال ہوش تھوری سے چہرہ لال نامردون کا خوف سے برا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچا لیگا حکم حق ہے پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق با نہائے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی اسلیئے کہ کل کا ایسا حال نہو پس جب اپنے لشکر سے نکلے چند قدم آگے بڑھا راستہ بھولکر کسیطرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اسطرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھکر اُدھر سے پھرا اور اپنی دانست مین لشکر مجمر کی جانب قدمزن ہوا مگر بھٹک کر اور سمت ہوگیا اتب اپنے دل سے کہا کہ ای برق آج راہ لشکر عدو سے گراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کمین بتا نہین یہ سحر ہے اسی مجمر حرامزادہ کا بس رات بھر مین ہزار ہا تدبیرین کین مگر اُس فوج مین جانا ممکن نہوا آخر وہ وقت آیا کہ جمع ستارون کا عرصہ فلک مین پراگندہ ہوا اور پنجۂ مہر بنحو علم کیطرح دشت عالم مین تابندہ نظم

گجر نے دی صدائے آمد صبح
بلند تھی ہر سو صدائے آمد صبح
سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
وہ آئی مشعل خورشید لیکر

صبح کو مضطر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب وادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحرون کے دل سوارون کے پرے پیادون کے غول بعظم و شان تمام جاتے تھے صحرا مین اس فوج کے پہونچنے سے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور جنگل سبزا و اُسمین گلرخ جادوگرنیون کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح کے پھول نکلا گویا صحرا مین کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کُرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحری دل مین سوز و گداز بڑھاتی

ابھی سب ہلکے ابر آتے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے خلاصہ یہ کہ اسطرح وارد عرصۂ نبرد ہوئے اُدہر سے مجمر فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آکر لشکر کا ایک سمت پر اجما یا ساحرون مین ڈہرو بجا لشکریون نے قرنا کو دم دیا صفین کھنچین تیغین چمکین علم کہولے ساحر جو بکارے بہادرون نے نعرہ ہل من مبارز مارے نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورو نکا نام بہادرون کا کیا ہے کام اگر ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ لیکر نقیب ہٹے لڑنے والونکا حملہ بڑھا ارن سر خرچا مجمر اژدر اثر اجازت حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی یعنی للکارا کہ ای گنہگاران مین نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تمنے نمانا قضا ہی تمھاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ مین اُسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ مین غرق زمین ہوکر طلاب ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا تا چار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک پنجہ قرولی لیے پیدا ہوا اُسنے تیر کو کاٹ دیا اور پھر مجمر نے دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپٹ گیا اُسنے ہرچند سحر سے اُسکو قتل کرنا چاہا لیکن کچھ نہوا اور اُسنے مشکین باندھ لین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر ملکہ بہار کو تاب نرہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نجاؤ مگر اُسنے نمانا اور سمت میدان وارد ہوئی بہار عالم اُسپر بلاگردان ہوئی وہ چہرہ پرغصہ آیا ہوا پسینا پیشانی پر نکلا ہوا جوڑا ارغوانی الجھا ہوا تیوری چڑھی زلف رخ پر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی

نظم

تاکسی پیچ مین آ سکے نہ مانگے پانی اُسکے ابروسے مشابہ نہ بنائین جو تنگ	کہیل جائے وہین کالا جو ڈسے اُنکی لٹک ہو رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی ڈلک	قتل کرتا یہ جو ہر ہو شمشیر کے بیچ آگے غبغب کے خجالت زدہ ہو سونے کی ڈلک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اس خزان رسیدہ کے پہونچی اُسنے ایک نارنج اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلود سے اشارہ کیا کہ نارنج الٹا پھر گیا مجمر نے نارنج اپنا آپ روکا یعنی زمین مین غرق کر دیا اب ملکہ بہار نے ایک گیند اپنے گلدستہ سے توڑ کر اُسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ تجھے نہوسکیگا بس بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکالا کر افسون دم کرکے اُسنے تو گیند مارا اُسنے ناریل مارا گیند تو جاکر اُسپر پڑا اور ناریل اسپر پڑا نہ یہ اُسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ دفع کر سکا برابر سے جو سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے انکے بیہوش ہوتے ہی اسطرف سے بلبل

اڑتا ہوا آیا اور ایک سمت سے ایک پتلا پیدا ہوا بلبل نے تو پر اپنے رو سے گلعذار ملکہ بہار پر ملے
اور نغمہ سنجی کی کہ ای بی بی بستان سبزۂ خفتہ پامال ہونے کو تمہارے دشمن سوئین نرگس کیطرح ہمیشہ
بیدار ہو اٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ دو داغی غلام اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتون سے اس بلبل شیوا زبان
کی برنگ شمیم گل فرش خاک پر سے اٹھی اور ادھر اس پتلے نے پانون دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونو
مبارزان کینہ خواہ سنبھلکر استادہ ہوئے مجمر کو اپنے بیہوش ہو جانیکا نہایت رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر
ماش لیکر اور افسون اسپر دم کر کے ملکہ بہار پر بجلدی تمام مارے وہ چہرا ماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح
آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہوکر جسم کی پناہ ہو گئی مگر وہ ماش آکر لشکر ملکہ بہار و مہرخ مین گرے
ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مر کر گرے بیرون نے غل مچایا شور قیامت خیز
بلند ہوا تمام لشکر کی صفوفین تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپر مین سحر کے اپنے تئین چھپایا مگر بچاؤ نہوا ایک
دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ جسکے سبب شانہ مین زخم تو نہ پڑا مگر
چوٹ بہت لگی اور اسنے بھی جھلا کر ایک گلدستہ اٹھا کر افسون تازہ پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہو گیا
گلدستہ کی پنکھڑیان الگ ہو کر اسکے لشکر مین گرین اور پھول انکے بکھر گئے لشکریون نے دوڑ کر پھول
چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین از خود رفتہ ہو کر اپنے سر اپنے ہاتھ سے
کاٹ ڈالے اب ادھر بھی غوغاے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئین بیرون نے شور مچایا جب
ملکہ بہار لڑنے لگی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر بہن میری مغلوب ہوئی
تو یہ ساحر مجھپر فخر و افتخار کریگا اب جو بہن نے اسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دلمین خوش ہوئی اور
ملکہ بہار بھی تماشا دیکھنے مین ان لوگون کے مصروف تھی کہ جو اپنا سر قلم کر رہے تھے پس اسی
ہنگامہ مین مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ
پر چھڑک دی ملکہ چرخ کھا کر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اٹھا لیگیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے
دیکھا تخت پر سے اترکر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ اے او دغاباز یہ دھوکے
کی لڑائی لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہین اسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا
اسکی سند کب ہے یہ کہکر بغصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نرہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ مین ہے
چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار ماری اسنے خاک اسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ مین نرہی اور بیہوش ہو گئی یہ

حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہکر چلی مگر اُس گھاتیے نے سحر پڑھا کہ نیچہ آگ اسکو بھی گھائل لیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونون لشکر باہم جنگ آور ہوئے سحر چلنے لگے کلو بھرون کی پکار ہوئی گھمسان کی کارزار ہوئی کہین پتھر برسنے لگے کہین انگارے گرے سانپ پیدا ہو کر ڈسنے لگے لوگونکو پتھر سے اش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ آفت عظیم برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زنی کرتے تھے تلوارین زہر اُگلتی تھین کمانین چلا رہی تھین کہ بہادر ہوکر گوشۂ نامردی مین منھ نہ چھپا نالب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین ورنہ کام کر جا نا دل اور دماغ شور کرتے تھے علم سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کر نیکی زبان بناتے تھے خون کا دریا بہتا تھا لوہا برس رہا تھا زمین تھرائی تھی گھوڑون کے سم سے بلند تھے عجب ہنگامہ تھا نظم

آیا عمل مین تیغ سے اُسدم وہ کارزار	دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار	بیسر ہوئے تھے اتنے ہی سرکش کمر نما
خاک اُنکی پر ہیو تو نہ ثمر لائے شاخسار	لیکن مین تجھے کیا کہون ہو بار اُبھرگیا	دکھلائی تھی اجل نے عجیب حلی بہار
تھین کرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار	تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار	ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو
گھوڑا اِدھر جو تڑپے ہر اُدھر مرا سوار		

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو یاسے ہمت استوار کر کے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اپنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکالکر سحر دم کر کے فوج دشمن پر مارا اُسوقت ایسی صدائے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوّار دراز ہو کر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا اُسدم صبغ مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کیطرح وہ حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہو کر گرا وہ شیشہ کا قیدخانہ مثل حصن حصین اُنکے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان مین جاکر بسا مردون کی طرح اُس حصار گور تمثال مین بے صدا و ندا ہو کر پڑا اُن سبکے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبل آسایش بجوا کر پھرا اسکے لشکریون نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کرلیا جو فوج کہ پڑاو کی حفاظت کو معین تھی رو بفرار لائی بازارین لشکر کی لٹ گئین دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان پر جاری ناقدردانی چرخ کجمدار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ ای فلک غدار یہ کیا تیری خو ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ ای دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیون کرتا ہے کوئی کہتا تھا کہ ای دہر خونخوار ... کوئی بھی اپنے پالے ہوئے کو مارتا ہے کسیکی زبان پر تھا کہ اگر مجھکو دشمنی کرنا ہے تو برائے چند روز یاری

کرنا کیا ضرور ہی اُس دون ہمت جفا کاری ہی تیز دستو سپہر کہ ظلم

اجزائے کار بند ہی عالم کا اسکے ہاتھ
لیتے کہ بعد مرگ بھی آرام ہی محال
سو پردے مین کٹے ہوے گل کو یہ تیغ نے

جز چشم عاشقان کہین جاری ہی تھا لہو
یک تن نوالہ خوار ہوا ہیں سے تاہ
پھاڑے نقاب بے حیائی یہ جفا

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلا کے
ہی سرنگون ازل سے یہ آگ سے فلک
اُس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان

کیا جاسے بیان تو سب اسیر پنجہ تقدیر ہین مگر مخمور جب بے پرشادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھ ساحرون کا گرد اُس حباب سحر کے برلسے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت گھا گھم ہر شخص شاد و خرم ہی جا بجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم لکھکر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی اُدھر مخمور نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ پنجہ جو مہرخ و بہار کو لیکئے تھے وہ اُنکو لیکر حاضر ہوئے اپنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کرا کے انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کر چکا بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹ کر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضائے ابیات

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہی
چمک دکھلا رہے ہین شب کے اختر

اُلہین سرخ آگ سے بجلی سمان ہی

گنا ہی آب گل خورشید کا زر

شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ مین پھر آرام آیا فی الجملہ تو نہایت درجہ خوشنود ہی مگر تقضا سر پر موجود ہی وہ یہ کہ برق جو دور رہ رہا ہے اسکے قتل کرنیکی فکر مین سرگردان تھا آج اپنے لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو رو بفرار لائے تھے اُنہین سے لگی جادوگرنیون کو دیکھا کہ کہان بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ مین اس ساحر نابکار کو واصل دارالبوار کرون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ ہوئین یہ اُن سکو درہ کوہ مین لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو اُنھون نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اپنے ایک کو اُنہین سے حکم دیا کہ لشکر مخمور مین جا کر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نورافشان تشریف لائی ہین اور تم سے ملنا چاہتی ہین ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مخمور مین آئی وہ اپنی بارگاہ مین تھا کہ ساحرہ نے سامنے آکر سلام کیا اور پیام اُسنے بران کا دیا یہ بہت خوشنود ہوا اور خود بہ پیشوائی چلا دامن کوہ مین جب آیا یہان

برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی ایسی بنا کر زیور و لباس سے آراستہ ہو کر اور جادو گرنیون
کو مثل کنیزون کے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اُسنے وہان پہونچکر اصل مین دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان
کی بہر ارائی انداز استادہ ہے صحرا تمام اُس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہے مانگ اُسکی موتیون سے بھری
ہے تارون بھری رات نظر آتی ہے زلف شبگون قریب دہن تنگ اگر لہراتی ہے یا سکندر کنارہ چشمہ
حیات کے آیا ہے یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہے آنچل پلو کا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہے یا نیچے کرتین
سنبھالے ہین قامت زیبا سرو شمشاد کو خجلت سے پا بگل بناتا ہے سینہ کا اُبھار سیب کو آسیب
پہونچاتا ہے کہ بیت ز گلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد + کشادہ بال قمری سرو را چاک
گریبان شد + یہ حال ملکہ ماہ تمثال کا دیکھکر ہزار جان سے یہ شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا ملکہ نے فرمایا
کہ مقدمہ صحرا کا ہے یہان ٹھہرنا اچھا نہین کوئی میرے باپ سے خبر کر دیگا تو برا ہوگا آؤ ہم کسی مقام تنہا مین
چلکر بیٹھین یہ کلمہ سننا تھا کہ یقین اسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور عجب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے
پس دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ آفاق میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا
اچھا پھر لیچلو راہ کسکی دیکھتی ہوا نے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزون سے فرمایا
کہ تم اسیجگہ دریا کوہ میں ٹھہرو مین دو باتین کرکے ابھی آتی ہون کنیزین سب ٹھہرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی
مجمر کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ مجھپر فریفتہ ہے جب تو اسنے کنیزون سے بھی کنارہ کیا الغرض دونون تخت
پر سوار باتین کرتے بارگاہ مین آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام ملازمون کو بارگاہ سے باہر کر دیا خلیہ
کرا کے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ بائین مسند بیٹھکر نظارہ جمال عدیم المثال کرنے لگا اس عیار نے
صورت ملکہ بران کی بنا کر اس ساحر کو پاس اپنے اسلیے بلایا کہ ساحر مذکور نے سحر کیا تھا کہ عیار
راہ بھول جاتا تھا پس اسنے اُسکو طلب کرکے اُسکے ساتھ ہو کر اسکی بارگاہ مین داخلہ کیا جو مانع تھا
وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را درمان چیست - اگر عیار اپنے پاؤن سے چلکر آتا تو راہ بھولجاتا
کیونکہ یہی سحر اُسکا تھا کہ جو عیار آپ سے آئے راہ بھولجائے یہ سحر تھا کہ مین خود لیکر آؤن تو راہ فراموش
کرون - فی الحال اب جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکر بار اسطرح کھولے
ہنگام تکلم موتی رولے کہ اے مجمر مین اپنے باپ سے سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہے
نہ وہ بڈھا مرچکتا ہے اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہے

کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہی افراسیاب جادو ایسے بادشاہ زبردست سے لڑنے کا دعوی کیا ہی اب میرا ارادہ ہی کہ اپنے بھائی جمشید بن کوکب کو شریک کر کے اُسکو گرفتار کرلون ای مجمر مجکو بادشاہ جادوان سے ملوادو وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کر دے اور مجکو یہ شایان نہین ہی کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسیکو کرلون اور جھنال مشہور ہون میری شادی مین کڑورون روپیہ خرچ ہونگے جب ہوگی مجمر نے یہ باتین سنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا ای گل بوستان رعنائی و زیبائی مین تیرے سب کام درست کر دونگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جبسے مین نے آپکا دیدار دیکھا ہی دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہی جینا دشوار ہوا ہی اگر تجکو نہ پاؤنگا مر جاؤنگا نظم

یان چاک ہی سینہ بھی جگر بھی
کسدن کے لیے پھر آشنائی
پھر تم جو ہوئے ملول تو کیا
کیا ہمکو اگر بہائے آنسو

کچھ اسکی نہین تمھین خبر بھی
دو روز ہی سب یہ زیست کا لطف
تربت پہ چڑھائے پھول تو کیا

ہونٹھون پہ ہی اپنے جان آئی
سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
کیا ہمکو کھلے جو غم مین گیسو

ملکہ نے یہ کلام سنکر مسکرا دیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب اُسنے سر اُٹھایا تو ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا کیا خوب مردودے جا اس مین آ اپنا عشق کسی اور سے جتالو اور دیکھو چونچلے کی خوبی میرے یہان ایسے ایسے نفرے ہزارون پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین تو صاحب مین انکے پاس شاہ جادوان سے ملنے کیا آئی کہ یہ اور ہی کچھ مجھے قربان اپن سمجھے ع برین عقل و دانش بباید گریست + کیا میرے دشمنون کی شامت ہی جو مین ایسون پر گرونگی شاہان جہان اُڑگئے ہین جو مین ایک قلعہ دار کی جورو بنونگی کیا اپنے ملازمون سے بادشاہ خلوت مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہو جاتے ہین مین آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جا سکتی ہون جو تمکو خصم بناکر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ سے دو ایکبار مین لڑچکی ہون بغیر وسیلہ سامنا نکرون اسلیے تمکو رفیق بنایا تمنے منہ چوہتے ہی گال کاٹا کیا کہون اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دیتی اور آپ بھی مین شاہ جادوان سے جاکر یہ سب ماجرا بیان کرونگی اد رہ تو جا ایسے تیسے دیجھ

تو تیرا کیا حال کراتی ہون یہ کہکر اُٹھی کہ سے مین اب جاتی ہون اس غصہ کو دیکھکر مخمر بدحواس ہوگیا
کہ بڑا غضب ہوا اگر اسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اُسکا
چچیرا بھائی ہے اسکو وہ اپنی بھتیجی جانتا ہے دوسرے یہ کہ جب اس سے اور بادشاہ سے صفائی
ہوگئی تو لڑائی کا بھی بادجار رہا اور لڑنے والونکی بھی قدر نہوگی تیری بہت بری حالت ہوگی تو نے برا ستم کیا کہ یگانہ
سوال وصل کر بیٹھا بس یہ سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پاؤن پر گرکر گویا ہوا کہ اے شہزادی میرا قصور معاف فرماؤ
ایک لمحہ یہان اور ٹھہر جا میری کیا مجال ہے جو نگاہ بھر کے دیکھون آپ نے ذکر شادی کا کیا پھر شادی کا
پیام غریب اسیر کے بیان دے تو کچھ گناہ نہین یہ کہکر رونے لگا ملکہ نے اسکے آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے
اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے خوش تون کیطرح ٹسوے نہ بہا جا میرے لیے شراب لا
ان اداؤن سے پھر اُسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہین تو گھبرا نہین یہ بخت اگر رسا ہے
تو قریب میسر وصل جانانہ ہے پس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا اس حیلہ نے اُسکو ایسا کچھ بھلا یا کہ
مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا گلچمن
مین پھول طرح طرح کے کھلے تھے کٹورے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہوائے سرد کے جھونکے
آرہے تھے ہوائے محبت بڑھا رہے تھے معشوقۂ خورشید رخ گھر مین مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزہ
کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ نشیلی دوسرے کی
نظر حسرت بھری وہ پاس سے جانب روے دلبر دیکھتا یہ حال تھا کہ نظم

کھلین آنکھین تو دیکھا اک گلستان
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
یہ کہ کس سے سیکھے ہو بتاؤ

پری پہلو مین ہر صورت کے سامان
کبھی پہلو مین تھی گاہے در آغوش
کبھی مل بیٹھنا ہنسکر برابر
کہان تم اور کہان یہ نام میرا

چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام
نئی شوخی کی گھاتین جیسے نئے جوش
کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
مگر شامت نے ہے کچھ تمکو گھیرا

اسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا دیکھو اُدھر سے کوئی چھپا کھڑا
ہے مخمر نے اسکے کہنے سے اُسطرف دیکھا اسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اُسکے دست نازک
حائل کرکے کہا ارے کمبخت میرا بھی دل تجھپر آگیا ہے تیری منتون نے ناچار کیا ہے لے یہ بادۂ محبت ہوا سکو
پی یہ اداے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مخمر کو یقین تھا کہ شادی مرگ ہوجائے بے تامل وہ جام

لیکن لگ گیا اب بیشک جی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ
مین گیا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ آج تو ہمارے افسر یاس ملکہ بُران آئی ہین اور بڑی دیر سے بارگاہ
مین تخلیہ ہی نہین معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہی یہ خبر سنا تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو
طلب کر کے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بُران کیسی آئی ہی اگر کوئی عیار ہی تو مجمر کو شر سے اسکے بچاؤ
اگر اصل مین بُران ہی تو اُسکا خیال کرنا کہ ایسا نہو مجمر اُس سے ساز کر کے شریک مسلمانان ہو جائے
صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی اور در بارگاہ مجمر پر پہونچی یہان برق عیار نے بعد پلانے
جام شراب کے ناز کر کے اُس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہین وہ اسکو روکنے کے لیے اٹھا تھا اٹھتے ہی
بیہوش ہو گیا تھا عیار مسطور نے خنجر بُران نکالکر نیام سے گردن پہ مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط
بھی نہ پڑا اسوقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اُسکی دیکر چاہا کہ گس دون مگر گردن ایسی کرخت
تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اُسکے پاؤن کی آہٹ
سنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہی بس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی بس اسی گھبراہٹ مین
کہ مہلت سیسہ گرم کر کے پلانے کی ملی نہ پشتارہ لیجانے کا قابو پایا اس اثنا مین صرصر نے جلوہ خانہ
بارگاہ طے کر کے اندر قدم رکھا اسنے بجلدی تمام سفنی سے مُنھ مجمر کا کھولکر زبان اسکی باہر نکالی اور
اگرچہ سارا بدن اُسکا سحر بند تھا مگر زبان رویین تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرنا اور
کھانا پینا دشوار تھا بس زبان اُسکی اسنے کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آ کر کہہ رہی تھی ارے
ہوئے کیا کرتا ہی دیکھ مین آپہونچی اور خنجر کھینچکر دوڑی لیکن اُسنے کچھ سماعت نہ کی زبان کاٹ کر بھاگا
یہ کہتا ہوا کہ اُستانی مستانی مین ایکدن اسیطرح تیرے پاؤن کاٹ ڈالونگا کہ تو ہر جگہ آ کر خلل انداز
ہوتی ہی یہ کہکر برنگہ فرار بھاگا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا مُنھ سے
لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھر امنھ سے بولا نہین جاتا اُوں اُوں کرتا تھا صرصر دلمین اپنے بہت ہنسی کہ ہوئے بیٹھا کر د
عمرو کے بڑے بلا کے ہین جب سکا کچھ بس نچلا تو زبان ہی کاٹ لیگیا غرضکہ یہ اسکو چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمونکو
مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا سو دوم ایسے غافل ہو گئے کہ عیار تمہارے میان کی زبان کاٹ لیگیا لازم اندر بارگاہ کے
آ کر چارہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی ہر دو شربہ کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے
مر گیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا آفت دنیا مین آئی بیرون نے بڑی غل مچائی

زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبرا کر اُسکی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ مین صرصر نے آکر سب حقیقت
سنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار باخاطر ملول وچشم اشکبار اپنی بارگاہ
کیطرف پھری لیکن مرنے سے مجر کے مہرخ وبہار جو خیمہ مین قریب بارگاہ مجر قید تھین چھوٹ گئین اور وہ
حباب شیشہ کا لشکر اسلامیان پر سے دفع ہوا پس ان شیرون کا زنجیر قید وصخرۂ اسیری سے چھوٹنا
تھا کہ بسبب تشنۂ خون وگرسنہ جان حریف روباہ سیرت وبزدل مین بسان ضیغم وپلنگ غضبناک
حربہ سحر کے پاک کر لشکر مجر پر جا پڑے ہزارہا بجلیان سحر کی چمک کر گرین خیام وبارگاہ مین آگ لگی اسوقت
بدحواسی اُس لشکر کی کیا تحریر ہو یا تو بیفکری سے بستر خواب پر پاؤن دراز کیے ہوئے تھے مطلق مرجانیکا خیال
تھا یا اب یہ آفت یکایک آئی بس گھبرا گھبرا کر جو اُٹھے کوئی تو لشکر حیرت پر جا پڑا کوئی اہل اسلام کیجانب
آکر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوا کوئی اپنی پرچھائین سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی نہین چھوڑتا
کچھ دور بھاگکر گر پڑا تھا کوئی آپس مین لڑنے لگا تھا کوئی نا اہل خنجر لیکر اپنے ساتھیون پر لگاتا کلو پکارتا
بھیرون بھاگا جاتا جو سحر نہین جانتے تھے وہ ترکش مین تلوار اور نیام مین تیر کو ڈھونڈھتے تھے زرہ جامہ کی
گلے مین اور جامہ کو پاؤن مین پہنتے تھے لشکر جو گرد حباب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحرونکا اترا ہوا
تھا وہ مسلح تھا اور اُن بھیرون سے ہوشیار وہ لڑنے لگا سحر کی مار ہونے لگی آتش کے دانہ آگ
دھتورے کے پھل مسان کی خاک کمہار کے چاک پر کی مٹی مرچون کے ہار چلنے لگے لڑنے والے
جلنے لگے اس عرصہ مین وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہوکر لیجاتا تھا وہ بھی آکر شریک رزم ہوگئے
کیونکہ زنگی پتلے سحر کے تھے وہ مرگ مجر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا کہ ہم ایک میدان
مین کھڑے ہین غرضکہ یہ بھی جب آکر لڑنے لگے مشکین ہونے ستارہ زلف سے گر کر ستارہ بخت عدو
حضیض نکبت مین پہونچا بالرزان وزلزلہ نے کوہ ودشت مین زلزلہ ڈالدیا عدو کو جگر دیگر نشیب
عدم دکھادیا ساحر تو اسطرح بھڑے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن نے خنجر وتیغ سے رن کی
صفین بسان فرش بچھادی تھین نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی کہ سر ہوگئے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا
اسطرح شمشیر تیزدم نے جمع سروتن اعضاے بدن مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر اڑے ہوگئے
جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اُڑنا چاہتے تھے اجزاء موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے
منجمد نرکھے تھے جا بجا اسطرح تیغ تھین کہ برنگ خادمان اشارہ پر خانہ تن سے نکلکر دوڑتی تھین وجود

انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہو قضا اسطرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہو قوت بازوے دلیران پر مبارز دہر تعریف کرتا تھا جدھر سُنیے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی مثل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک یون ثنا خوان تھا کہ نظم

کہان لے لاسکے یہ طاقت جو ہو سکے سیدھا	ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد	کہ جسکی تیری ہیبت سے آسمان جھکے
شہا عجب ہے وہ شمشیر جسکی صولت سے	بغیر خم کیے پشت اپنی سر اٹھا چلا	ترے عدو کو ہیبت سے شوق ہو فنا کا
تو روح اُسکی پکارے کہ پہلے پانون نہ تھا	گر اُسکے بعد مصور جو کھینچے اُسکی شبیہ	

اسیطرح یہ سب لڑتے ہوے کنارہ لشکر کے جب پہونچے وہان بھی ہنگامہ عظیم برپا تھا جو رشعلین اور برق رین تھا مین یکبہی تھین ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے ایستادہ تھی لشکریان اسلام ہزار ہا قتل کرکے اُس لشکر کے کنارہ سے پھرے اسلیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہو پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج مجمر کی نالان وگریان جانب دریاے خون روان گئی اسی گیرودار مین وہ رات بھی تمام ہو چلی تھی وہ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنیکو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے ظلمت شب مثل زبان مجمر کاٹ ڈالی نظم

سحر کا نور مثل ابر برسا	ہوسکے نظر دنسے پنہان چشم کوکب	کہ جب اُٹھا زمین سے دامن شب
		جھکے طاعت مین ہر سو گرد برسا

ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ حمیدہ صنعت سے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرنے کیلیے کسی ساحر کو بھیجونگا جانب کوہ نیلم جا چکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اسلیے کہ راستہ طلسم کا تفرقہ مین حریف کے نہین ہو جہان چاہین ساحر ملازم شاہ اپنا سحر بھیجین کوئی روکنے والا نہین فی الجملہ حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیے پڑاؤ پر اپنے آئی خیام و بارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان اُسنے درست کیا ڈھنڈھورا امان کا پٹا رعایا اور سپاہ فراری آکر آباد ہوئی بازار مین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خرمی بے اندازہ ہوئی سرداران عالی تبار دربار مین آئے برق بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اسکے زبان کاٹنے کا حال سُنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنیکی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن اسوجہ سے نہین کیا کہ خواجہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش استقام پر رکھیے گا شمہ حال افراسیاب

بخصال ورد داخل ہونا چالاک بن عمرو کا طلسم میں سنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا میں اور عیاریاں نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ میں لمولفہ

ارے ساقی ترے شیشے میں کیا ہے
بیان نیرنگیوں کا تا فزا دے
اسی مینا پہ ساقی دل ہے مفتون
لکھوں نیرنگ بازی کے مضامین
زبان اُس مے سے میری ساقیا دھو
مرے کیف بیان سے سب بیہوش
کروں عیاریاں میں محتسب سے
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ
تو رنگین ہو ابھی سادی عبارت
جنین شانہ کش گیسوے تحریر

یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
جو ہے بصورت مینائے گردون
صفا جس میں ہے گوہر سی ہو دہ
حباب بہشتی ہر دائرہ ہو
دراز اید کو دھو کا دون میں جا کے
بھلادون جادۂ تقوی کے دھرے
سلسل ایسی ہو تحریر مرغوب
کہ جسپر ہوش کھوئے اک زمانہ
بدل ہے جا بجا پھر شکل مضامین
معطر ساختہ این زلف تقریر

خدارا جام رنگین اک پلا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
اسی شیشہ سے بھر اک جام رنگین
کہ تا میرا قلم موتی پرودے
طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
ہنسوں اس سکد میں اسکو لا کے
کٹین حاسد کے دل میرے بیان پر
کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
جو بدلوں مثل عیاروں کی صورت
نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین
ہنگامہ پردازان معارک عیاری

دعبدہ جویان ہنگامۂ زبان آوری و مکاری۔ قتالان سیاہ مضامین بیہودہ خیالی۔ و باطل کنندگان نقش طلسم غلط کاری۔ ساحران طلسمات ہرزہ گوئی کو شمشیر خامۂ صدق نویس سے اسطرح قتل کرتے ہیں اور طلسم قرطاس میں بدستیاری لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یون قدم دھرتے ہیں۔ کہ جب افراسیاب بدسیر مخمر کو بہر جنگ مہرخ نامور روانہ کر چکا تو آپ بزور سحر گرہبجیل نام کوہ نیلم پر آیا سابق میں مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ ہے طلسم میں ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے یہ تلاش طلسم کشا میں قلعہ ہاے طلسم پر ٹھہرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے عرصہ میں پہونچا الحاصل جب یہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو وہاں کا حاکم پھر حاضر ہوا شرائط خدمتگزاری بجالایا بادشاہ کے لیے فرش بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دوربین سحر کی طلب کر کے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر باتوقیر کو بڑے کروفر سے اُترے دیکھا چنانچہ بارہا اس لشکر کا اوج مراتب لکھا گیا ہے

فی الجملہ اُدھر سے نگاہ پھیر کر لشکر ضلالت اثر لقا بدگہر کیطرف دیکھا تو اُس فوج شقاوت موج کو بہت
پریشان و مضطر پایا خیمے ہر بار شبخون مین جو کٹے اور جلے ہین تو مثل خاطر شکستہ شکستہ حال نظر آتے
ہین مردمان سپاہ وابستہ ملال پائے جاتے ہین بارگاہین مثل مردمان بیکس کے بے ستون ہین
بازاریون کے دل رنج سے خون ہین اصطبل بادشاہی طویلہ خر سے بدتر ہو فراخی کا نام نہین تنگی سر
ہی مطبخ سلطانی مین لخت جگر کی ہر روز تیاری ہی خلاصہ یہ کہ جان ہر ایک کو بھاری ہی یہ حال پُر ملال
لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھکر اسکو بڑا صدمہ ہوا اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر نیلم سے کہا تجکو
کچھ معلوم ہی کہ خداوند لقا کس فکر مین رہتے ہین اُسنے عرض کیا کہ اخبار میرے ملک مین بھی گوش تحقیق
سے آتا ہی اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہی کہ خداوند بہت پریشان و مضطر ہین جنون و مجنون ـ
بلار جادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صبار جادو باقی ہی کہ خداوند عاجز ہو کر عرش اعلی
چلے جائین یہ کیفیت جب بادشاہ نے سنی دعد مین جو لیکر آئے تھے اُنکو تو مع دوربین رخصت کر دیا
اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کہ کس شخص کو براے اعانت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہی
عیار اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ ابھی میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو روانہ فرمائیے
بادشاہ نے کہا اُسکو مین نے اور کام کو رکھا ہی نیلم نے عرض کیا کہ حضور یا ایک حجرہ ہاے ہفت بلا مین
اگر ایک تحفہ طلسمی نہوا تو بھی کچھ ملازمان عالی کا ہرج اُسکے نہونے سے نہوگا شاہ جادوان اُسکی فہمایش
سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کہ اچھا جا کر اُسکو بھیجتا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہی کسلیے کہ راہ مین تنہائی
کھلیگی جناب عالی پریشان ہونگے یہ کہکر دستک سحر کی دی دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوئے
زمین سے نکلے کا نمر سے اُنپر کھنچے تھے پس ایک اژدر پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوئے اور وہ اژدر
روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے ایک بیابان آتشناک مین آکر اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر آئے
اور ایک سمت روانہ ہوے کہ جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے آہ آتشین نکلتی ہی اور سوز عشق
رہتا ہی جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا تپا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس
صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد شکل بیمار تھا جس نخل آتشبار تھا ہمسر چنار
تھا جو کوئی شاخ پھول ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات
فاسدہ زمین سے نزار حار کا پانی نظر آتا تھا لب جوئبار مین فرہ گرا سے حباب ان کے چھالے تھے سینہ ہا کی

مین فلسون کے تپتے تھے فلک اُسجگہ شیشہ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے پا
جن بھی بیجان ہوتا سایہ ہر شے کا دھوپ کھا کر کالا تھا خار دار درختون سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے
زمین کو کانٹا لگا تھا مہر فلک نے بھی تپش سے مُنھ چھپانے کا عزم کیا تھا بلکہ دنیا کی طرف سے مُنھ پھیر لیا
تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہول خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا جھاڑیان مثل مرد مفلس و
پریشان سر جھاڑ مُنھ پہاڑ تھین میدان جنگل کا رنگ کف دست تہیدستان بے نخل و بے برگ و بار درخت
ہر ایک سوکھا ہوا چٹیل میدان کوسون تک کا کہ بموجب نظم

نظر آیا عجب صحرا لق و دق | کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق | عجب وہ موضع خوف و خطرناک
دیا انکو دکھائی زیر افلاک | کرے بوم اُسطرف مُنھ کر نہ پرواز | نہ جائے جغد کی اُس سمت آواز
کسی روئیدگی سے تھے نہ واں تاک | ہزارون طرح کے اُسجا نباتات | ندیکھا ہو کسی نے جو غرائب
نظر آئین وہ حالات عجائب | لگے وان سوز تھا اور گاہ وان ساز | کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اُسکے پہونچے وہان ایک غار تیرہ و تار نظر آیا اندر غار کے
صدہا بانبیان ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اُس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو
پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فش فش کی صدا آتی تھی جب وہ مارین مارتے تھے
تاریکی اندر اُسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی اُس اندھیرے سے دم مبہم بلائین
مُنھ نکالتی تھین اگر جن بھی وہان آجائے تو اپنا سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر
ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کر اُسنے ورد پڑھکر پھونکا یکایک وہ غار چاہ نخشب بنگیا یعنی ایک چاند سا طالع
ہو کر بلند ہوا اور اسطرح لامع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اُس ماہتاب سحر کے
طالع ہونے سے یہ پیدا ہوئی کہ مار وغیرہ جملہ بلیات غائب ہو گئی بادشاہ نے اندر اُس غار کے
اپنے تئین گرایا اور طلطان و بیجان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کودا غرض یہ دونون تحت الثریٰ
پر جب پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحرا سے سبزہ زار ہے گلہا سے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون
سیر کنان آگے بڑھے تو ایک باغ پُر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدم زن ہوا دیکھا کہ
باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جھومتی نشۂ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سر باغ پر چھائی ہے گویا پری
دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے مثل دانہ گوہر چمکتی ہے گل ہر ایک پروردہ مہد ناز دایۂ بہار ہے

نوجوانان گلشن پر غضب کا نکھار ہی جام چشم نرگس شراب تازگی سے سرشار ہی نظم

زبس باد بہاری مین نشا ہی
تو کف لائے ہین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتے ہین ہو کے سرشار
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہی
اٹھا سکتی نہین سر ہی یہ بیس
رہی لپٹی ہوئی سوسن کی دستار
پڑا ہی حسن وش پر عکس گلزار

کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاتی ہی کچھ چشم نرگس
زبس دیتی ہی باد تند جاروب
بچھی ہی اسجگہ قالین خوش کا

بادشاہ طلسم جب اُس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھکر مالک باغ کو بادشاہ کے آنے سے اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن طالع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال شامت زدگان سیاہ و طولانی تھی برنگ کاغذ تحریر علمائے صالحان نورآگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ پر ارمان پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک جادو بھری سرمہ کی تحریر اُسمین دی مست کے زنجیر پنہائی نہین نہین متوالے کے ہاتھ مین تلوار آئی چہرہ منور پر صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہی گرسامنے آنے شرماتا ہی دہان تنگ زندہ کن دلہائے مردہ چاہ ذقن چشمۂ یردن اُسمین غوطہ زن مسیحا گلو و بر و دوش کی ثنا مین زبان لال ہی ہر ایک بیمثال ہی سینۂ صاف پر چھاتیان جو عاشقون کا دل لبھاتیان ابھری ابھری کچین لال لال اُنپر ہنسلی کی اودا ہٹ جیسے روئے معشوق پر سایا خال جوبن اُنسے ٹپکتا خیال کرنے سے دل بیچین ہو جاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب تھی نظم

تعالی اللہ چہ فندق او چہ انگشت
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل

کہ ہین وہ خونبہائے خلق یکمشت
دل اُن کے غم مین لاکھون گلفت ادا

کوئی دیکھے جو اُس ظالم کو بس ل
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی آنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہرچند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور یعلے اپنا کفش خانہ بنائین لیکن اب جو پرتو فگن رحمت جسم اقدس ہوا ہی تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین شاہ جادوان ہمراہ اُس کافر صنم دلربا کے بارہ دری مین آیا اُسمقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مئے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تمکو خدمت خداوند لقا مین بھیجنا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا تم شیشۂ طلسمی بھی از آب

چشمہ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہی اور مالک اُس لشکر کا حمزہ ہی
جسنے خداوند کو سخت عاجز کیا ہی پس اُسکو مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا
اُس گلبدن نے ہنسکر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین خر ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب
سب چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہی
کہ جب گرسنہ ہوتی ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہی اور پانی کے خیال سے سیراب ہوتی
ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہی اور شب کو کسیکو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین بچا ہون
تو کوئی مجکو دیکھ نسکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا کر لینگے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپکے
صدقے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفۂ طلسم ہی کہ وہ پانی ادھر لشکر پر چھڑکا ادھر
وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپ سے لشکر دشمن پر اُس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے اور اگر وہ شیشہ اچکا نا کوئی
توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اُسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جاکر برسے
ہوا ٹھہرونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑ دیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا
حمزہ مالک باطل السحر ہی بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا
سحر کو حمزہ باطل کر سکتا ہی طلسم کو نہین توڑ سکتا ہی میرے پاس تحفۂ طلسم کا ہی اسکا مٹانے والا طلسم کشا
ہی اور دوسرا نہین فی الجملہ بادشاہ نے تمام شب نشیب و فراز اُس سرکش و مغرور کو سمجھایا اور شراب پیا کیا
جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اُٹھا اور کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرماکر طلسم مین مع الخیر آنا
تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہی یا تو کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا
کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی کرونگی بادشاہ یہ کہکر مع نیلم
کے جس راہ سے آیا تھا اُسیطرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آکر ٹھہرا اعجاز سحر نے عرضی ملکہ حیرت
کی لاکر دی اُسمین مرنا مجمر کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر آج
نہ رکونگا انکو امون نے پریشان کیا ہی انکی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر وہان سے جانب لشکر حیرت روانہ
ہوا۔ اُدھر بموجب اسکے حکم کے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پُر زر اور زیور جواہر و گوہر سے آراستہ
ہو کر شیشۂ آب تحفۂ طلسم کا جھولی مین رکھکر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھکر اکیلی جانب کوہ عقیق
چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق یہان سے نزدیک ہی بہت جلد راستہ طی کر کے قریب لشکر

لقا پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اس بیحیا نے نعرہ کیا کہ ای شیطان درگاہ
مین دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان اٹھکر دروازۂ بارگاہ پر آیا اس اثنا مین ساحرہ بھی دروازہ
پر اتری شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا ای ملکہ مزاج اچھا ہی اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان
اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اُٹھا کر رحمت اپنی تجھپر نازل فرمائی
یہ سجدہ سے اُٹھکر دنگل پر قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اِسکے لیے آراستہ ہوا یہ کچھ دیر بارگاہ مین
ٹھہر کر آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اسکے آنیکی مشہور ہوئی صبا بھی
اس سے ملنے آئی یہ ایکروز کسل راہ سے آسودہ ہوئی دوسرے روز جب طاق مشرق سے شیشۂ
طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

قمر نے چلکے طی کین منزلین چار
اُڑی مہتاب کے رخ پر ہوائی
ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
اگرچہ راہ سفر کی تھی اٹھائی

ہنگام سحر یہ بارگاہ خداوند مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند
رفقا کے کوہ عقیق پر چلین اور جس دامن کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہی اسطرف چلکر شہر مین
تمام لشکر مسلمانون کا غارت کردون لقا یہ سنکر مع چند ارکان دولت وغیرہ اور بختیارک کے سوار
ہوکر روانہ ہوا اور از بسکہ لشکر امیر جو بیس فرسنگ تک اُترا ہی تو سر لشکر کا زیر کوہ عقیق ایک الگ
کیطرف ہی لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اُسوقت گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور جھنگارتے تھے جانور صحرا
مین خوش فعلیان کر رہے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے سراپچہ بارگاہ سلیمانی کے
آگے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھکر سرداران اسلامیان کا دل مائل گلگشت
صحرا ہوا اور خدمت امیر والا تدبیر مین سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت افزا
ہی کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہی اور سنا ہی کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی ہی اُسنے لشکر کو
ہمارے ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہی اور بالاے کوہ عقیق لقا گمراہ کو لائی ہی یہان سے کنارہ تک
لشکر کے حضور بھی سیر کنان تشریف فرما ہون حفاظت لشکر بھی منظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی متصور ہی
امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند سردارونکو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑ کر باہر بارگاہ کے آکر
سوار ہوکے اسطرف سے یہ چلے اُدھر حال بیان ہوا تھا کہ پارۂ دل خواجہ عمرو عیار بن عمر چالاک نامور
اجازت طلسم مین جانیکی امیر سے برور سے لیچکا ہی چنانچہ اُسکی جگہ پر اب ابوالفتح کام کرتا ہی اور یہ

ہر روز احباب سے رخصت ہوکر جانب طلسم جاتا ہے لیکن راہ نہین پاتا ہے چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے
مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین انہین سے کسیکے ساتھ روانہ
ہوجیے پس یہ سوچکر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اُسنے جاتے دیکھا یہ بھی
ہمراہ ہوا جب لقا قلعہ کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوکر اپنی گھات سوچنے لگا اس
اثنا مین بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو
اُسنے جملہ کیفیت شیشہ آب طلسمی کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سُنی دل سے کہا خوب ہوا
جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے پھر عیارون کو بہت پریشان کریگی اب
تم ہی عیاری کرنے چلو یہ سوچکر نہایت مستعد ہوکر تیر و کمان سنبھالے پتھر گوپھن مین دبے حقہ ہاے
آتشی قارورہ ہاے آتشبازی سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان سلیمان عنبرین مو
نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بارادہ رزم و فساد سُنا پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین نہین معلوم
کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جاے خدا ہوکر ایسی غفلت کرے احتیاطاً شرط ہے اے
افسران لشکر تم فوج تیار کراکر جاؤ اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بمجرد حکم فوج مسلح و مکمل کرکے روانہ ہوئے
اور زیر کوہ آکر ٹھہرے اُدھر سے امیر کشورگیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب
بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہے ایکو بھی ہم مین سے زندہ نچھوڑیگا اور مع اپنے تمام سردارون کے
آتا ہے ساحرہ نے کہا ملکجی تم تو مسلمانون سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بز قصاب سے یا طائر صیاد سے
تم گھبراؤ نہین مین ابھی سبکو مثل حرف غلط مٹائے دیتی ہون یہ کہکر شیشہ آب سحر جھول سے نکالا
تھوڑا پانی اُسمین سے اور ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہے کہ نیچے کوہ کے
لشکر حمزہ ہے خداوند لشکر ساتھ لیکر یہان نہین آے پس اُسنے اُس لشکر کو جو براے محافظت خداوند
زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی پھینکا پانی کا لشکر مین گرنا تھا کہ ہوا سرد چلی اور لشکری ٹھٹھرنے
لگے اُسوقت تو لشکر مین بھگدڑ پڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دُہائی ہے خداوند لقا کی بختیارک پہنچا
افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب سے وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ ہمارے ہی لشکر پر گری
پس یہ آفت اُسنے دیکھکر پکارا اے ملکہ واہ واہ واہ کیا اچھا خداوند کو یہان لاکر تماشا دکھایا ارے یہ تو
لشکر خداوندی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو ارے لشکر تمسے کسنے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجکو شناخت

بھی نکلوا دیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہان ہے شیطان نے اشارہ کیا ہے کہ وہ ہے ساحرہ
نے غصہ مین آکر شیشۂ آب سحر بلند کیا کہ چرخ دیگر جانب لشکر حمزہ مارون بس جیسے ہاتھ اُسکا بلند ہوا
چالاک سوچا کہ ابھی یہ دشمنان امیر پہ آفت لائیگی بس بہت جلد پتھر اُسنے تاک کر اُسکی کلائی کو مارا پتھر آکر ہاتھ
کے لگے پر اِس زور سے پڑا کہ شیشہ جھنجھنا کر ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا اور چلنا چور ہوا لشکر لقا کچھ پتھر کا ہو چکا تھا
کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک کے بدن سے پیدا ہوئے اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو
آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلہ نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد بلند ہوا توبہ ارے
خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب جہنم واصل ہوئے امیر کنارے اپنے لشکر کے کھڑے ہوئے یہ تماشا
دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے اُدھر بختیارک کہہ رہا تھا کہ صلواۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا
اقبال مسلمانان ہے کہ جو بلا آتی ہے ہماری ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے وہ ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان
مرنا نہین جانتے یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہو گئی پھر جو ظاہر
ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار کر سکی کہ یہ کیا مین نے کیا بموجب بیت تہمت چند اپنے ذمہ
دھر چلے + کسلیے آئے تھے کیا ہم کر چلے + بس اسی ندامت مین ہر سمت اُسنے دیکھا چالاک بھی
لوگون کے جلنے کا تماشا گھائی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اُسپر نگاہ پڑی بغضب تمام تر اُڑی اور چالاک کو
اور اُٹھا کر ہوا پر ہو گئی بختیارک ہر چند پکارا کہ ای ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے
اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن آپنے نہ سنا یہ جادوہ جانب طلسم روانہ ہوئی اس خیال سے کہ اب مین اُنکو
کاہے سے تسخیر طلسم تو برباد ہو چکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا برسون مقابلے مین گذرینگے فوج بھی ہمراہ
نہین لائی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ اس عیار کو چلکر حوالہ شاہ جادوان کرے کہ آپ سچ فرماتے تھے اپنے
شیشہ توڑ ڈالا عیار بلا ہین بادشاہ عیارون کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر تیرا پیدا کرکے
کوئی اور تحفہ تمکو دیگا غرضکہ یہ تو اُسطرف گئی اور بختیارک نے لقا سے تحکم کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند
اب جلدی بھاگ نہین تو حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہان آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر اور سمت سے پہاڑ
نیچے اُتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا کہ گھیرو اس مشرک و مردود خدا کو سردار گھوڑے ڈالکر چلے اُسوقت صبا
جادو آگ بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی ہنستے ہوئے مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئے
ہنگامۂ عشرت گرم ہوا اُدھر لقا بھی بارگاہ مین پہونچا رنجیدہ خاطر غمگین ہوا یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر شیون و وار

چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہاں پہونچکر بالاے کوہ جانیکا ارادہ کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام
پسینے مین تر تھا چہرے پر پڑا ہوا غبار سفر تھا پیراہن تنگ ڈھیلا ہو گیا تھا لب نازک غصہ سے جو چبایا تھا تو
نیلا ہو گیا تھا ہاتھ مین عیار کے اٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونلا گیا تھا حسن صباحت
مین تنک آگئی تھا اور علاوہ ان پریشانیون کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ یہ دم لیکر
اپنے تئین آراستہ کرنے لگی بال اپنے آئینہ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سنبھالکر اوڑھا اپنے قاعدہ سے [illegible]
چالاک کو زمین پر لاکر ڈالدیا اور آپ کچھ دور وہانسے ہٹکر براے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار
بند کردی کہ عیار اٹھکر بھاگے تو کہین جا نسکے غرضکہ جب براے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ
پیدا کر کے دور تک دشت مین اور جانب کوہ نیلم بزور افسون تان دیا تو بفراغ خاطر ضرورت سے
فارغ ہونے لگی مگر وہان چالاک تموج ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک پردہ تنے دیکھا
قصد کیا کہ اٹھکر بھاگون اٹھا نگیا سمجھا کہ ساحرہ مجکو قید کر کے کسی کام کو گئی ہے اب آتی ہوگی تو کوئی
تدبیر کرے یہ سوچکر ہاتھ اسکے قابو مین تھے اسلیے کمند کے حلقے چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی جھکے
چادر کو کھولے اور مجکو اٹھائے اچھلکر گردن و کمر دست و پا مین لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست
ہو کر لیٹا ادھر شیشہ دار ضرورت سے فارغ ہو کر اسکے قریب آئی اور پہلے حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار چونکہ زمین
سے نہ اٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کر کے چادر کو ہٹانے لگی تا کہ اٹھا کر روانہ ہو پس جیسے ہی چادر کو اٹھا کمند
کے حلقے گردن و کمر مین لپٹے اور ازبسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا
کہ چھینک مار کر یہ گری چالاک بصد بشاشت اٹھا اور کپڑے اسکے اتار کر آئینہ سامنے رکھکر اسی کی سی
صورت بنکر پٹی بیہوشی کی اسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوئین مین لیجا کر ڈالدیا اور آپ یہانسے
جانب کوہ چلا اتفاقاً نیلم جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کر کے زیر کوہ قریب
اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کہ کسطرح تشریف لائیں کام باغیون کا تمام کیا یا نہین اسنے جواب دیا کہ
مدت ہوئی مین لڑائی فتح کر چکی لشکر حریف مین کوئی بھی باقی نہین سب رہرو ملک عدم ہو چکے
یہ کلام سنکر نیلم بہت مسرور ہوا اور کہا کہ اے ملکہ کمال کر دی اب مناسب یہ ہے کہ یہان نہ ٹھہرین
شاہ جادوان کی خدمت مین چلکر مژدہ فتح دین اور وہین جشن کرین لو آؤ پرواز کرو تا کہ بہت جلد پہونچ
جائین عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ مین پرواز کیونکر کرون پس گر تازہ ترکیب تجویز کر کے گویا ہوا کہ دادا [illegible]

ابھی تو چلی آتی ہون تھکی ماندی ہون اور مجھ مین اتنی طاقت کہان ہی جو ابھی بادشاہ پاس جاؤن
نیلم سمجھا کہ واقع مین یہ نازک بدن ہی جو کہتی ہی بہت درست ہی چنانچہ عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ بالای
کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے ٹھہر کر چلیے گا اُسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ بلتا ہی
پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سنکر نیلم اُسجگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے چالاک ہے ہاے کر کے
لیٹ گیا نیلم نے پوچھا کہ کیون ای ملکہ خیر تو ہی اُسنے کہا مجکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہی
اب بھی شروع ہوا ہی یہ کہتے کہتے یکایک دانت بھچ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھاگئی نیلم یہ حال دیکھکر ڈرا
اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے اُسکو تخت پر بٹھا کر لے اُڑا اور پہاڑ پر لایا وہان اُسکے رہنے کا قصر عالی
تعمیر تھا نور آرائش سے طور تنویر تھا شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت و راحت سے پیراستہ
فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بیمار جہان قدم رکھنے سے تندرست ۔ حاصل کلام نیلم نے اُس گلفام
کو لا کر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزون کو اپنی طلب کر کے حکم دیا کہ خدمتگاری مین مصروف ہون وہ
سب پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دل مین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہی
جو اس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات ہین ایک ایک
درخت اور مکان مثل طلسمات ہین مکانون کے دروازون پر تصویر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا
دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکال نکال باتین کرتین
ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہو جاتا کنارہ سے چشمون کے فوارون کیطرح ستارہ نکلکر بلند
ہوتے اور برو سے ہوا چکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طایران خوشرنگ نکلکر
اُڑتے مکانون کی دیوارون پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بنے تھے دمبدم پریون کی صورت
بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے طرفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون منعکس صفائے عمارت مین ہی ہر شجر
جو ایک ہی مکان ہو سو معلوم ہو دو دو
شفاف یان تلک ہین جھلکتے شجر شجر
جلوہ اُنھون مین ہی جو رنگ گل کے عکس کا
یون جلوہ گر ہو سرو کا سایہ کہ جسطرح
کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو
کنگر ہر ایک جو مین جھلکو رونے آبجو
آئے نظر وہ جون رگ یاقوت ہو بہو

غرضکہ یہ عیار تو یہان آرام مین ہی
مگر نیلم بیان لے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہی کہ وہ زیر حکم
اس ساحر کے ہی پس یہ اُس قلعہ مین جب پہونچا اخبار نویس کو طلب کر کے پرچہ لکھوایا مضمون

اُسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک + شدہ از شورش و طوفان ہمہ عالم پاک یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اس بہار پر سے جب گیا تھا باغ سیب مین آکر حال قتل مجمر سنکر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر مہرخ روانہ کرون اس اثنا مین پرچہ اخبار پیش ہوا اُسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندۂ دندان نما کیا تمام حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خوشخبری سُنی اُنسے بھی سب کیفیت بیان کی اُسوقت دربار مین سہیل چشم جادو اور عقاب حبشی اور دہ ساحر جنکے نام اکثر لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی بجے ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت قہقہے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکباد نامہ مین لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیاے عمدہ طلسم سے مملو کرکے ایک عرضی مشتمل مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اُسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت بڑی ہی کہ تونے ایسے ایسے بندہا ے زبردست پیدا کیے جو کسیطرح ہلاک نہوتے تھے پھر تونے ہی ہمکو وہ قدرت و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم یعنے شیشہ دار جادو نے ایک لمحہ بھر مین کام اُن بندگان سرکش کا تمام کر دیا ہم تیری قدرتون کی ثنا کیا تنگ کر سکین اب ہزار دل تیری اور تیرے سب بندے جہان مقرب کی خدمت مین مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنون کا تمام ہوا اور ہم سب بندون کو قدرت نے شادکام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت شیم ہم بھی منعقد کرنے والے ہین خداوند بھی مع جملہ مالکان مقرب کے معروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل چشم جادو بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائین باقی ہر کہ و مہ کو مبارکباد ہماری طرف سے پہونچے فقط یہ عرضی جب تحریر ہو چکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوند مین پہونچا وہ چالیس جادوگر نہایت معزز اپنے ہمراہ لیکر کشتیون کو طاؤس ساحے سحر کی پشت پر بار کرکے روانہ ہوا اُدھر لشکر حیرت مین جو بادشاہ نے نامہ بھیجا تھا چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ بجنے لگا صداے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جاکر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ و غارت کرکے بہ فتح و فیروزی

آئی ہے ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم آیا ہے اُسنے بدنیو جہ یہ خوشی پھیلائی ہے یہ خبر جب مہرخ خوش سیر نے سُنی اشک گہر شک رخسار انور پر جاری ہوئے تمام لشکر مین کہرام برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق وضرغام وغیرہ یہان موجود تھے اُنھون نے ملکہ مہرخ سے کہا یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہے میش انوار عقل دانشمندان بیفروغ ہے تمام لشکر امیر کا یکایک غارت ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہے اور بالفرض اگر لشکر ہلاک ہوا تو ہمارا سردار تو زندہ ہے اگر ابھی وہ اپنی زوجہ ملکہ آسمان پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہو جائے ای ملکہ ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعدائے دین بہت کچھ خاک اُڑا چکے ہین فیطاس کوہ پر مع حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پُر درد پر دھر چکے تھے پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم وخاتمہ داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہے اب ای ملکہ آپ کو لازم ہے کہ اس خبر مہمل کو محمول بہ افترا وکذب کرکے جزع وفزع کو موقوف فرمائیے اور اپنے لشکر مین یہ منادی کرا دیجیے کہ شیشہ دار جادو فرستادہ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہے بھاگکر اُسنے اپنی جان بچائی ہے شاہ طلسم نے ہلاکت لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کرا کر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہے پس جو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے لشکر یا ہماری عملداری مین کلمۂ بد زبان سے نکالیگا زبان اُسکی قفا سے کھینچ لیجائیگی سزائے سخت دیجائیگی ای ملکہ اس گریہ وزاری سے تمام ممالک مفتوحہ مین بدعملی ہو جائیگی فوج بیدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہو گئے پس جیسا ہم عرض کرتے ہین اُسی پر عمل کرنا عین مصلحت وحکمت ہے مفید مطلب اعیان سلطنت ہے ملکہ نے یہ صلاح پسند کرکے فوراً حکم دیا کہ ڈھنڈھورا سیٹے اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہر چند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس فتح سے کہ جو شیشہ دار پر اہل اسلام نے پائی ہے ہم جشن کرینگے بمجرد حکم ملکہ منادی نے ڈہل زنی کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص خوشی کرے مسلمان شیشہ دار پر فتحیاب ہوئے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہے اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمۂ بد کہیگا بہت بڑی سزا پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامۂ عیش ومسرت گرم ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا دورۂ جام ہوا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اسطرف حیرت کے لشکر مین ہر جگہ انجمن عشرت ترتیب پذیر ادھر سامان مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر انکو تو اس کیفیت مین

چھوڑ دیے۔ مگر اول حال سہیل چشم کا سنیے کہ وہ کسوقت مبارکباد دینے لقا کو پہونچا ہے

المدد ای شوق دل جوش تمنا مرحبا
آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد دین

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا برائے اعانت لقا اور مارنا سہیل چشم کا

صحائف طرازان صحف بلاغت
رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت
کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا
جواسیس لائے یہ اسکے خبر
کہ ای مالک تخت و دیہیم و زر
مدد کو تری لشکر بیکران
لیے قاہر کوہی آیا یہان
سنی بختیارک نے جب یہ خبر
چلا پیشوائی کو اٹھکر وہ خرسند

اثناے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا کہ سامر۔ قاہر کنیڈون پر دونون بھائی سوار پشت پر فوج کوہیان بشیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ وہ لشکر مثل دریاے آہن موج مارتا آتا ہے مع بھیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع ہے

نظم

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کرون
لرزے صداے پاشنہ سے جسکے روم و تن
شادی کی نقل سمجھے ہے انکی دلاوری
ہنگام کارزار صدا گولہ و تفنگ
ایسے جان نثار تھے اسکے کہ اسکی ہٹ
آتش کیا مجال کرے منھ جو روز جنگ
ہو جائے کوٹ گرد جو وہ بیٹھے کیا وطن
صف باندھکر کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی انگ

شیطان لقا انکو استقبال کرکے لایا لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند خیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہوئے عمر بن منصور زاغ چشم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ مجھ سے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین بلکہ مجھسے کیا تمام کوہیون سے اشجع اور پرقوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زور آور پیدا کیا ہے اور اپنا اب نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوئے اٹھکر تخت کے گرد پھرے خداوند نے دوبارہ نظر کردہ کرنیکا خلعت دیا اور دو نگلہاے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے انکے سردار انکے سولہ سو جوان [illegible] ارجمند کرسیون پر متمکن ہوئے ساقیان زرین لباس و مہ جبین جام شراب رنگین دینے لگے رقاصان مہر طلعت آکر اپنی چھل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی اداے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص انکے گلبدن وہ انکا سہرا لا پنا وہ انکے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دل کو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مین مثل جوانان مستی آتی تھی کہ مبیت کفر سے انکو مراد دل ہو نہایت بیزار وہ درمیان

کیا کرون ای شیخ کہو پاسے تبان ✦ اسی ہنگامہ ناؤ نوش مین سامر کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملجی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کسطرح ہوئی اور وہ لوگ کیونکر لڑتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران ژیان اور فیلان دمان انکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانون کو قاش زین سے اٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہی کبھی خداوند کو کمر بین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا ہی تو خداوند نے ٹانگین اوپر سر نیچے کر کے آسمان کو چوتڑ دکھایا ہی علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان انکے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان انکے پاؤن دباتی ہین یہ باتین سنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملجی خداوندزادیون کا ذکر بیکار ہی کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہی جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہی اور زور و طاقت کا جو تمنے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہکر ایک اسپ دور رکاب منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہو کر ایک ہاتھ سے اُس گھوڑے کو اٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اُسکے دو کیا اور کہا ملجی اسیطرح مسلمان پہلوان کو چو رنگ ہوائی کاٹتے ہونگے شیطان کو ازبسکہ اغوا کر کے لڑوانا منظور تھا اسوجہ سے انکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت مین آپکا بھی مثل و نظیر نہین ہی یہ شوکت اور قوت مسلمانون مین بھی نہین دیکھی خلاصہ کلام وہ تمام دن اسی لہو و لعب مین بسر ہوا اور سپہر شب پر پھول ماہتاب کا جڑا ہوا نظر آیا انجم لسان جوہر تیغ دکھائی دیے ترک روز نے خنجر مہر کرے کھولا کہ تمو جب

نظم

اسی عرصہ مین مہر عالم افروز　　کہ جو تھا اس جہان سے بہرہ اندوز
ہوا وہ جانب مغرب روانہ　　بڑھا سامان شب کا شامیانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا تا میان خیبری دلتو میان خیبری ہرکارے لشکر ظفر پیکر اسلام کے جملہ حال بیان کا دریافت کر کے خدمت باسعادت شہنشاہ مین حاضر ہوے اور زبان عجز بیان کو بعد ادب ثنا و صفت مین بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ

ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ　　بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
سجود در سے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین　　رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتا
لسان رشتہ کہ دانون مین سبحہ کے بنجائے　　تری ولا کو رہے اسطرح دلون مین جا

اگر سے جب آئے نکالو تو عزم پشت توسن پر — رکاب واب کے اقبال بوسے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو جلو ریز لیس ترے آگے — ظفر جو طرق وابوسے تو فتح پیش نگاہ

بعد اداے دعا و ثناے بادشاہ آناقاہر و ساحر کو ہیون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجانا بھی معرض عرض مین لائے بادشاہ نے امیر کشور گیر کی جانب دیکھا امیر نے ارشاد فرمایا کہ ای ابوالفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارہ حربی بجاؤ عیار مذکور حسب ارشاد حضور پُر نور نقار خانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری اور حسامی پر سے اٹھا کر چوب لگائی صداے شر و فساد تمام عالم و عالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا دلاوران صف شکن و غازیان تہمتن نے اپنے مقام پر آکے ہتھیار سلح خانون منگوائے چار طرف شور تلوارون کی جھنکار کا بلند ہوا اہل جنگ و نبرد مین ہر ایک گردار جمند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب تیغ کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ دمبدم رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکری نہنگ بحرآہن تھا موذی کے لیے مار آستین و دشمن تھا انکی شان عظیم و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضاے ابیات

صولت و قہر کے آگے ترے یون ہو سیاہ — آنچ سے آگ کے جون تاب مین آجائے ابال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس — کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا — دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
اسکی خونریزی سے یون فوج عدو کو کھٹکے — جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد — ایکہی رنگ ہے چارون کا ہے استیصال
کیا بیان تجھسے کرون صف سپر کا ترے — سایۂ مہر نبوت ہے تری پشت پہ ڈھال
شست اندازی سے تیرے ہو عدو کب جانبر — دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے بحال

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین رہی پچھلے سے غازیون نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین ای رب جان دینے مین جان نہ چرائین اسطرف تو عجز و انکساری تھی اُدھر فوج عدو مین صنم پرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند اُدھر ناقوس اور گھنٹون کا شور تھا دیر ان کے روبرو ہر ایک تہمتن اس سمت غازیون مین اللہ اکبر کی پکار اُس جانب کو المدد یا

خدائے باختر کے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع وزاری اُدھر لاف زنی ونخوت شعاری غرضکہ بمصداق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ دونون طرف ہنگامۂ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ خط سفیدی سحر پرانجم نے مثل دانۂ تسبیح گردش قبول کی کہ

نظم

ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک　　ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک
سجا خورشید نے عمامۂ نور　　ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور

صبحدم امیر کشورگیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرماکر پشت اشقر پر سوار ہوکر جلوخانۂ شبستان بادشاہی مین آئے تمام سرداران ذی تباریان حاضر تھے آداب بجالائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شوربسم اللہ تا بہ گنبد سما پہونچا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت وجلال تابندہ ودرخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم وعالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ ومنسوخ کن ملل کاذب رائج احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادہ سعد بن قباد برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت ونقارے بجے سواری جانب جنگاہ چڑھی موج بحر کیطرح جوش مارکر فوج چلی ہتھیارون کی آواز گھوڑون کے ہنہنانے تا بہ فلک جاتے تھے دلاورون کے نعرہ دل دہر دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسیطرف فیل کسیطرف مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے لندھور ومالک وعلمشاہ وقاسم وایرج ونورالدہر وداراب ومنذر وبل وکرتیت ونعمان بن منظر وقیماس خان وعامرشاہ وآلاگرد فرنگی ومالاگرد فرنگی وغیرہ پانچہزار پہلوان یگانہ بےمثل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

فوج کا تیری کر سکے نہ شمار　　گو عطارد حساب دان ہووے
کثرت اُسکی یہ ہے جو تو ہو سوار　　بسکہ پُر گرد آسمان ہووے
آنکھیں پل پل یہ مہر ہووے تو　　جیسے شیشہ بتا بدان ہووے

اس لشکر نصرت انتما کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پُرشوکت وجاہ وارد عرصہ کارزار ہوا اُدھر سے لقائے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوا کر سوار ہوکر جنگاہ مین آیا کوہیون کا پرا اپنے ساتھ لایا سام کوہی اور قاہر کوہی کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیے سنجانی باختری اوبھی بےخیل خیل میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے بیلدارون نے میدان ہموار کیا سقون نے گرد وغبار کو بٹھایا نقیبون نے فتنہ وفساد کو

اُٹھایا صفین رن مین دونون طرف جم گئین صدائے ہَل مِن مبارز بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان
مین جاؤن سام نے کہا میرے ہوتے تم میدان مین نجاؤ یہ کہکر گینڈے کو جبانگ مار کر روان کیا
اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان مین آیا پہلے ملحشوری سے سراپا میدان کا خوب
دکھایا پھر زبان پر لایا کہ ای فرقہ ناموران پاس نام و ننگ ہو تو آؤ میرے مقابلے مین یہ نعرہ سنکر
صف دست چپ سے اہل اسلام کے شہزادہ قاسم کے ماموں یعنے فیروز خان خاوری نے گھوڑے
کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپردم بخدا فرمایا یہ بہادر مرکب
ڈپٹا کر سامنے اُس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو
کاوے پر لگا کر نیزہ کو سیدھا لیا سنان بر سنان اور بنان بنان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب تک
طعن ردو بدل ہوئین سنانین اور بنانین بیکار ہوئین اب ڈانڈ پر ڈانڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال
فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑ گئین اُسوقت سام نے تیغہ گرانبار کمر سے لیا اور خود بدولت خود ا
لمکر تپا کر سر پر ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ تین سو من کا ایسا آبدار تھا کہ سپر پر
نہ ٹکا سپر کو کاٹ کر خود و دو لبغہ زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسہ سر کو تراش کے تا دو ابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروز خان
نے داستانے دم تیغ مین مارے داستانے قلم ہوئے کلائیان مجروح ہوئین مگر تیغہ بھی جھٹکا کر سر سے
نکل گیا چادر خون کی مُنہ پر آئی سر ہو کے بر زمین کے جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان
خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان کرتا ہوا بیچ مین آگیا اُسوقت شہزادہ ایرج مرکب
اُڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین کہ بادا جان کے ماموں کیسا بدنام مجکو کر رہے ہین انکو
لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے فرمایا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہین تلوار کا کام کاٹنا ہی ہاتھ حریف کا پڑ گیا وہ ناچار
ہین لیکن بغیر سرخرو ہوئے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے ریشک
موچھون کو تاؤ دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاء اللہ اس اپنے غلام کی تلوار کا کاٹ ملاحظہ فرمائیے گا
امیر بفکر چپ ہو رہے اُدھر سام نے وہی تیغہ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس اشجع دوران نے
سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پُر قوت رکھتا تھا کہ سپر کٹکر تا دو ابرو قیماس کے بھی تیغہ اُترا اسنے بھی
داستانے مارکر دفع کیا اب کی مرتبہ شہزادہ داراب مرکب اُڑا کر سامنے گئے اُسنے نعرہ مارا کہ کیا تم لوگ
لاشی پاشی میرے سامنے آتے ہو کسی آہن تن کوہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ ذرا مجکو شمشیر زنی کا حاصل ہو

یہ سنکر شہزادہ نے فرمایا کہ زبان بند کر او دربازو وطول غرور کر نا مردان عالم کو زیبا نہیں قوت بازو پہ غرا نا کجا لا ضرب کیا رکھتا ہی اُسنے کہا مین نے سنا تھا کہ مسلمانون کو خداوند لقا نے سنگ و فولاد سے بنایا ہی اور انکو بنا کر بھول گئے تھے اسلیے قضا انکی بنائی نہین لیکن یہ کلام مجکو جھوٹ نظر آتا ہی یہان تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہی کہ آب شمشیر سے کاخ تن اُنکا بہا جاتا ہی یہ کہکر وہی تلوار پہلی شہزادہ ذیوقار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر مین آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تا بدوا بروز زخمی ہوا عیار نے اس جان و جگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا تو شہزادہ ایرج کوتاہ نہ ہی مرکب اُڑا کر سامنے شاہ اسلام کے آیا کل لشکر دست جیب سے علم جلوہ گری پر آئے نقارہ شتری نیلی بجنے لگے سرداران شہزادۂ ذیجاہ پیادہ ہوکر رکاب مین دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب سے کود کر پایۂ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب اس جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین ہی تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھاؤنگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندہ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ کو خلعت دیا جام کلاہ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت تو سن سے آیا مرکب کو راکون مین مسلنا تھا کہ وہ بادپیما طرارہ بھر کر چلا یہ جادہ جا چھلاوہ تھا کہ نظر سے غائب ہوگیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان سکے باغمین نقاش تیرے گلکو نگی	جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
کیا مصور باد بہار نے جسکو	اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
نہ دونگا اُسکو مین تشبیہ برق و آتش سے	کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
نہین ہی مرکز خاکی پہ اُسکے جلدی کا	بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہی سدا گردشکی جولانگاہ	دماغ آہو سے تاتار پر ز بوے عبیر
اُسے رکاب سکے بوسہ کی آرزو تھی سلجے	نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھکے حقیر

مین طرارون مین شہزادہ کو وہ بلو پا لیکر مقابل حریف پہونچا وہ نامرد تھمنے نگا ور گینڈا بڑھا لایا آنکھ لگا ور پڑی کہ چھ قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پس پا ہوا وہ کو ہی شرمندہ ہوکر جلد گینڈے کو مارکر آگے بڑھا اور پکارا کہ یہ جانور بد تمیز تھا اسکے ہٹ جانے کا آپ خیال نہ کریں شہزادہ نے ہنسکر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا آؤ کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادہر تو یہ گفتگو تھی لیکن اُدہر

خواصی مین لقا کی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہو کر شہزادہ کو ہمنبرد سامر دیکھا بس پکارا کہ
یا خداوندا اپنے پہلوان کو بلو لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم دشت
انکے مقابلے کو آیا ہی مین نے بہت کم دیکھا ہی کہ کوئی اِسکے مقابلہ سے بچکر پھرا ہو قاہر کوہی گینڈے پر
ہاتھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اُسنے بھی یہ تقریر سُنی اور کہا ملکجی تم کیا بدشگونی سنایا کرتے ہو میرے
بھائی نے کئی مسلمانون کو چوپیلا کیا ہی اب یہ بھی دو پرکالہ ہوا چاہتا ہی یہ ایسا کون سورما ہی جو
بچکر چلا جائیگا بختیارک نے کہا ارے بیوقوف یہ قدرت کا نواسا ہی نور چکیدہ قدرت کے بطن سے
پیدا ہوا ہی اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہی اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہہ رہا تھا کہ
وہان سامر نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پانوُن استوار کر کے خبردار خبردار کہکر سر
شہزادہ نامور تیغہ اُتارا شہزادہ نے گھوڑا اُڑا کر زیر بغل اُسکے ہو نکلکر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر پڑا
اور تیغہ بالکل خالی گیا شہزادہ بہت جلد پلٹا تو زیر بر تھا یا مرکب اسطرح چڑھا لایا کہ حریف کو دست راست
کے نیچے سینے پایا اُسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہی کہکر وار کیا اُس
ناری نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال دہشتی سوز عدو کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص
پنیر کاٹ کر خود دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کڑی جھلم کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین در آئی ہر چند سامر
نے دانت نے مارے لیکن اس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور دانت نے لگے مگر تلوار
سر سے نہ نکلی کلہ جبڑے کو تراش کر صندوق سینہ سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹکر کفلگاہ
سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹکر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی
کوہی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرہ اللہ اکبر کیا
عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ ای شہریار سبحان اللہ نظم

کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہردم
شکل نقارہ کی جوڑی کے درجے ہو فلک

جب کی تیغ مین تجھ جوہر تن تا بتک
تجھکو للکارکے میدان مین صفدر آئے

کھینچکر اپنی کرے جو تو مارے اک ہاتھ
سامنے آکے ترے کون ہی ایسا مرد کب

عیار تو سرگرم ثناخوانی تھے لیکن بختیارک کوہی کے دو پرکالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان
قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون دیکھی تُنے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا
ہاتھ مارا ہی کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کوہیان کو للکار کر

ہان میان لینا اس مسلمان تیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہکر چلی بدلی سیاہ کی گھری ہوا بدلی تیرونکی بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اُس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور مثل قطرات باران برساتا تھا لقا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلۂ تیغ نے صحرا ے جسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت و جلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار رہا برق شربار شمشیر بلکئی خرمن ہستی کے جلانے پر آمادہ تھی دم بھر مین صفین صاف تھین ردھین گریزان ورو گردان از مصاف تھین شور دارو گیر برپا تھا ہاتھ کہین پاؤن کہین سر کہین تھا ایسی تیغ چلی تھی کہ اعضاے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سواے اسلحہ کی جھنکار اور قرنا و طبل کی آواز کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا یہ عالم اُس میدان جنگ کا تھا کہ نظم

بگردند یک تیر باران نخست | لسان تگرگ بہاران درست | بپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب
زپیکانہا سے درفشان جواہرات | تو گفتی ہوا ابر دارد ہمی | وزان ابر الماس بارد ہمی
وزان گرزداران و نیزہ وران | کہ می تاختند سے برین بر آن | ہوا زین جہان بود شبگون شدہ
زمین سر بسر پاک پرخون شدہ | بدان شور شل اندر میان سپاہ | ازان خیم شمشیر در گرد سیاہ
درودشتہا شد ہمہ لالہ گون | بدشت و بیابان ہمی رفت خون | عین گرمی جنگ مین کئی سردار کو

قاہر کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھتا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم سے سہیل جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوے اسوقت یہان کو پہونچا اور جیب درۂ کوہ سے کہ جو سرحد طلسم ہی باہر آیا نہیب مبارزان و نعرۂ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑکر قلعۂ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی ہی اس قلعہ کا سلیمان عنبر بن موکی جانب سے ملکان کوہی قلعہ دار ہی اُس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہی اُسنے کہا خداوند باختر نے آج خدا پرستون کو غارت کرنا چاہا ہی تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین ملکان نے کہا سچ کہتے ہو مگر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہی اگر خداوند شکست کھا کر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو اُڑا دونگا سہیل نے کہا یہ تو ٹھیک

کیون آسنے پاسے مین جاکر سبکو غارت کیے دیتا ہون مجکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہوگئے ہین مگر
اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ ادھر جہان لقا ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کرکے سر سجدہ کو
جھکایا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہی اُسنے اُسکو ساحر وضع دیکھکر کہا کہ اِسکو شاہ طلسم
افراسیاب نے بھیجا ہی یہ کہکر سہیل سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو اُسنے جواب دیا
کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا اسلیے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہو ایک شیشہ دار
آئین تھین کہ انہون کو جلا کر چلی گئین اب تم آئے ہو دیکھیے کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملکجی خوب یاد دلایا
مسلمان تو تباہ ہو چکے تھے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہی ملکجی نے جوابدیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب
توقیر از اتحاف صاحبقران دوران حمزۂ عالیشان سے ہی جنکا ایک ادنیٰ غلام فراری یہ تمہارا خداوند
لقا بیٹھا ہی سہیل نے یہ سنکر منھ پر اپنے طمانچے لگائے اور کہا ملکجی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اُسنے کہا
ہم سچ کہتے ہین اگر بھاگتے تو راستہ نہین ملتا اِنسے غلام کروڑون مرتبہ اچھا ہی ساحر نے کہا اجی توبہ کرو
یہ کلمات سنکر لقا نے کہا ای بندہ سن تو اِسکی باتون پر نجا یہ شیطان میری درگاہ کا ہی اِسکا کام لوگون کو
اغوا کرنا ہی اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کسطرح آیا ہی اُسنے عرض کہ شاہ جادوان نے سنا کہ آپ نے
سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس کشتیان نذر کی اور عرضی محتوی یہ مضمون مبارکباد
بھیجی ہی پس وہ کشتیان میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھہرے ہین اب آپ لڑائی موقوف فرمائین اپنے
لشکر کو لشکر مسلمانان سے الگ کرلین مین دم بھر مین سبکو گرفتار کردون بختیارک نے کہا آپ
معاف کیجیے خداوند کچھ آپکی کشتیون کے محتاج نہین ہین جو بنی ہوئی لڑائی بگاڑین بندگان خداوند
اِسوقت خوب جانبازی کررہے ہین ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو مشکل نہ سمجھیے آیندہ آپکو
اختیار ہی بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تہا دلاتا تھا جب اُسنے بہت کہا تو اِسنے عرض
کیا کہ یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یون لشکر باہم سے جدا ہونگے خداوند نے کہا بہتر ہی پس شیطان
نے حکم دیا کہ لشکر مین طبل امان پر چوب پڑی قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش وخروش سے لڑتے
ہوئے جھوم جھوم کر تلوارین مارتے چلے جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپسمین گتھا ہوا تھا جدا ہوا
قاہر کا بھائی مارا گیا ہی اُسکو بہت بُرا معلوم ہوا اور عنصر سے کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا
اگر ایسا ہی ڈر اُنکو ہی تو پھر لڑتے ہی ناحق ہین میرے دلکا حوصلہ دلمین رہگیا ابھی مین حمزہ کو لوٹ کر

مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عمر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائیگا اگر
امر بیوجہ نہیں ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاسم بھی بکتا جھکتا پلٹا اُدھر بختیارک نے سہیل
سے کہا لو اب لشکر ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اڑ کر چلا اور امیر
اس خیال سے کہ دشمنوں نے مغلوب ہو کر طبل آسایش بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا
نہیں ہے پس غافل پھرے ہوئے جانب قیامگاہ جاتے تھے اس دغاباز نے بلندی پر سے ایستادہ ہو کر
سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے اُنسے فرمایا کہ ہوا دار سے اُتو یہ کہکر مرکب
پر سے اترتے اترتے ہی بیہوش ہو گئے لوگ ہوا دار پر جبتک لٹائیں لٹائیں اُسوقت تک ایک
آواز مہیب آئی کہ تمام لشکر کے لوگ تھرا گئے عیاران لشکر گھبرا کر بہ تعجیل تمام ہوا دار لائے بعض لشکریون
کے گھوڑے اُس آواز کو سنکر الف ہوئے اور سوارون کو لیکر بھاگے بعض جو پشت توسن پر سنبھل نسکے
وہ گر گئے ارکان دولت تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہ اسلامیان آگئے اور چاہا کہ بہت جلد
روانہ ہو کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچ جائیں لیکن ممکن نہوا دم بھر مین دنیا اندھیری ہو گئی ایک چادر
سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھر گئی لشکر مین غل ہوا کہ اے رب ودود بچایو یہ کہتے ہی تھے
کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاو زمین یقین تھا بار ہستی وکیتی چھوڑ کر
بھاگ جاتے فلک فرط خوف سے ٹھکر زمین مین سما جاتے ہزارہا لشکریون کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک
ہو گئے وہ جو قوی دل تھے وہ بیہوش ہوئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر و کفر چھا گئی وہ سب
چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہو گیا گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازین آتی تھیں حصار سیاہ گرد
لشکر کے کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی
پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیما نے گیسو پریشان کیے خاک غم سے پیشانیان بھر لین
موے مشکین و زلفین عنبرین کو کھولکر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرنے لگی
کوئی ناک گھستی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیائے دنی کرتی کہ ابیات

اے چرخ تجھے دل ہی کرنی نہین آتی | تو سبکے دل و جان کا خواہان ہے برابر
یونہین جو ہے خاطر مین ترے مین بھی ہون حاضر | یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا | مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر

کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہو اک آہ — نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
آنکھون نے مروت تری اور دل نے ترے رحم — قسمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر
ہے سینۂ تفسیدہ ہر اک تختۂ گلزار — جو غنچہ ہے وہ دل سوزان ہے برابر
آنسو نہ تجھے تجھ سے کبھو میرے کہ تجھ پاس — لخت دل و گلبرگ بداماں ہے برابر

اسی ہنگامۂ شور و شیون مین عیارون نے سبکو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کر کے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے بیٹھو کیونکہ سحر اسجگہ اثر نکریگا اور لشکر جو بقصد تاراج خیام آئیگا تو بیٹھے بیٹھے توپ برون مین پتھر بھر بھر کر کھینچ لیکر تیر دلدوز کمانون مین دیکر بانۂ عیاری سے آراستہ ہو کر بیٹھے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوئے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہے یہان تو ایسا اچھا انتظام ہے کہ کسی عیار کی مجال نہین ہے جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لاے فی الجملہ ہیل ہر شخص کو مقید کر کے پھر اس عرصہ مین لقا پھر کر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے کر کھولی تھی کچھ لشکر بہر حفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور وہ کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کیطرف سے نذر کین اور عرضی پیش کی لقا نے کہا جب تو نہین کہ اب بندگان معتوب غارت ہوئے ساحر نے کہا خیر انکے غارت ہو جانے سے مطلب ہے شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بھیجدی یہ کلمات عرض کر کے دنگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک و نجوم تھرا کر باتن زرد مغرب مین گیا نظم

وہ شب تھی ایسی تیرہ و تار — کہ ہو روز سیہ کو جس سے زنہار
سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب — چراغ و شمع کا یون نور نایاب

قاہر کو بھی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے مین تھا بعد فراغ امور اموات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے جلگ جنگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالا دست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا اس اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کر کے قریب تخت یارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملکہ ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب دیا کہ خداوند نے تقدیر لوکر کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ اسنے آتے ہی جنگ فتح کر دی آج مشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح کیے نہ پھرین پھر تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا پھر سبکو کٹوا آپنے آپ

کوئی حریف زندہ تو نہین بختیارک نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسمین سہیل نے
بھی یہ کلام سنا اور کہا کہ تم نے بھی کیا معاملہ ہی اُسنے کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے
کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہی یہ پہلوان ہین دوپہر سے لڑ رہے تھے اور کچھ نہو سکتا تھا ہمنے ایک ہی منتر
مین کام تمام کر دیا قاہر تو آگ ہو رہا تھا یہ سخن کہ دوپہر لڑے اور کچھ نہوا اور زیادہ بھڑک اُٹھا اور
غصہ سے گویا ہوا کہ ابے نالائقو کو موقوف ہی تمہاری اوقات پر اور لعنت ہی تمہارے جینے پر کہ
تمسے دو دوپہر لڑنے مین کچھ نہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین یہ ساحر ہین سہیل نے ہنسکر کہا
پھر اسمین کچھ شک بھی ہی ہم نہوتے تو یہ دن نصیب نہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہی یہ کام نامردون کا
ہی جو بہادرون کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کر کے سر بکف ہو کر لڑتے ہین واقع مین مسلمان سچے
بہادر ہین اور اسیوجہ سے ہمیشہ فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل ازبسکہ طلسم کا رہنے والا
تھا کوہیون کی زبان کم سمجھتا تھا بختیارک سے مستفسر ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہی وہ شیطان [illegible]
مین آندھی تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہی یہ سننا تھا کہ وہ غصہ مین آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا
او نالائق تو کیا بکتا ہی قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید نالائق تیرا افراسیاب
اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منہ چڑھتا ہی ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی دل مین سوچا
کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچکر فوراً زمین پر آہ کر کے گرا سہیل گھبرا اُٹھا کہ یہ کیا ہوا
اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب
مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جبتک سنبھلے سنبھلے اُسوقت تک اسنے [illegible]
دینا شروع کیا اب اُس کمبخت نے سے اور گھٹنی بیچنے چرخ کھانے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا اہل دربار سب
ہان ہان کرتے ہین دور سے پکارتے ہین ارے کیا کرتا ہی ارے چھوڑ دے لیکن کون سنتا ہی ساحر جو
ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے ہوئے تھے غلغلہ سنکر
دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اُس ساحرہ خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے
چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز آئی کہ مارا سہیل حشم جادو
کو آگ پتھر برسنے لگے اُدھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کرتی تھین رو رو کر
دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچا لے اور صحیح و سالم پہنچے

اُنکو ملادے کہ بموجب نظم

تیری ہی ذات سے متعلق ہی جرم و عفو — آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہی تو ہی تو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہمسے کیون خطا — مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام — یارب یہ تجھسے ہی ہبکیس کی آرزو
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش — بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور از بسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین پیچھے لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور محلات شادان و فرحان اپنے مقام پر گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اُسطرف لشکر لقا مین تا دیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب لڑین تو کس سے اُن بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب نہ تھا ناچار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر کیا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا ای عنصر کو ہی تم جاکر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے ماموں کے مہمان ہین اسلیئے کچھ تمھاری برادری کے نسبت تقدیر بری کی نہین فرماتے ہین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند یا ساحر آیا کرتے ہین پھر اُنسے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تمنے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے ہین سنتا تو مین گھر سے بھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہی کہ مجکو خداوندی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہو لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اُسکو بزم عیش مین بٹھایا اُسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب باغ خون روان آکر اُسطرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب سے کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جاکر شیشہ دار سے ملے اُسنے ان چالیسون ساحرون کو دیکھکر جانب دریا کچھ پڑھکر پھونکا یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجہ اُسمین سے

نکلکر کمر میں اُن ساحرون کی پڑے اور اُٹھا کر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم
کرکے پکارے کہ اے بادشاہ سہیل حشیم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کسنے انکو مارا اُنھون نے کہا
بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا کہ وہان کسنے مارا اُنھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو
لڑائی ہورہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پھرتے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کرلیا اور بارگاہ خداوندی مین
گئے بعد کچھ عرصے کے صداے نوحہ پیران پہنچے سنی جاکر جو دیکھا تو لاش اُنکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے انکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی
کچھ سمجھ مین بیان انکا نہ آیا فرمایا کہ انکو معلوم ہوتا ہے کچھ نشہ زیادہ ہے یہ کہکر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ انکو
باغ شتیب مین لیجاکر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو اِنسے حال دریافت کرونگا ملازم حسب ارشاد بجا لائے
بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو چپکانا شبنم سحر سے دایہ صبا
نے پیالون کو گلگون کے بھرا کہ

ابیات

اُٹھائی صبح نے جب چادر شب — تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ضیا نے کر دیا عالم کو معمور — ہوا کچھ دیر مین رخ اُسکا پُر نور

صبحدم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار
حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے بادشاہ نے اُن چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت
کیا اُنھون نے پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار
نے جاکر لشکر بندگان معتوب غارت کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوندی مین
سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کسلیے قتل کیا اور خیر اگر اُسنے قتل کیا ہے تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چروا
ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بلاؤ بموجب حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی
کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرکے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے
ساحر کو مارا ہے اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمائیے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبیندہ رقم نے عریضہ حسب
فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس و لحاظ نہوا کوہیون
کی اسقدر خاطر منظور ہوئی کہ اُسنے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب سہ چشمی ایک ساحر زبردست
کو جمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بد کردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کر دیجیے
اور درصورت تامل اپنے بندون کا رنج دل بڑھاتا ہے جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی

عریضہ ادب کے مقام پر ثبت کی اور عقاب کو وہ عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلا تو
قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچگیا ہے اسکو تباہ و برباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار پاس
جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کرتی ہے اخبار کے پرچہ مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچگیا ہے لیس آ سینے اور فوج بہم پہونچا لی
ہوگی مسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بلائی ہوگی یہ حکم سنکر عقاب یا تنے
اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُسنے پچاس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا سحر
بجا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر پچاس ہزار ساحر کا پرا لیکر پشت طائران سحر پر چڑھکر چلا دُہرو بانفیر پھنکی آتش سحر الیسی شعلہ
ہوئی کہ سقف فلک مین آگ لگجا تیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا بلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پر جاتیکا سا تا
تھا گولی رمل کے شعلہ ۔۔ ساحر جو ساری کی بونتے تر سوا نہیوں آ کے شل ستارہ سحری چمکتے ہند گانہ عظیم یا نظم

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد
غرور و کبر مین ثانی شداد
ہر اک اپنے تئین مرد آگہی مین

کبھی رستم سمجھتا گاہ سیلاد
روان اسطرح تھے افواج دین
کہ اُنسے آگے چلتا اُنکا ہمزاد

ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت
درازی قد کی طول روز میعاد
اسیطرح دریائے سحر سے اُتر کر یہ لشکر

قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر جوالی کوہ نیلم مین پہونچا اُسوقت دھوپ کی شدت
سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحرائے سبز و خرم دیکھکر اُسجگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلینگے جب
تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چینا چبانے لگا
کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب و چاہ جانے لگا منجملہ اُنکے چند ساحر ایک چاہ
کے کنارے آئے اور گیتا کنوئین مین ڈالی وہ لٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز
پڑے اور نرم آواز ہوا انھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر شیشہ کو
رکھے پایا یہ دیکھکر یہ عقاب پاس گئے اور ماجرائے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بر سر چاہ آیا اور چند
آدمیون کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ
بالکل برہنہ ہے صرف ایک چادر پھٹی ہوئی لنگی پیونڈ کی سینہ سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسینے کر دی ہے واضح
ہو کہ عیاران اسلام عورت کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کر دیتے ہین اور نگاہ اُسکے ستر پر نہین کرتے ہین اور اگر نگاہ
دیکھین تو جب اسیر کر حال سکے امیر بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز رہین ۔۔ فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ
ناک مین بتیان رکھی ہوئی ہین ایک پٹی بندھی ہے اُسنے وہ پٹی کھولی بتیان نتھنون سے نکالین پانی منگوا

چھڑکا کہ تھوڑی دیر مین شیفتہ دار کو ہوش آیا اُسنے کشتی زنانہ پوشاک کی طلب کرکے اُسکو لباس سے مجلی
فرمایا پھر خیمہ مین اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت اسکے حال
پوچھا کہ تم کیونکر یہان آئے اور مجکو کسطرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند یاس شہنشاہ
نے بھیجا ہی حسب اتفاق اسطرف سے میرا گذر ہوا اور تمکو کنوئین سے نکالا ساحرہ نے یہ سنکر کہا مقرر
پھر عیاری اُس عیار نے کی جسکو مین پنجہ مین داب کر اِس صحرا مین لائی تھی اب نہین معلوم کہ وہ
کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُسکے زندہ درگور کیے مین دم نہ لونگی ای **عقاب** اب تم تو منزل
بمنزل جاؤ مین اُس ناہنجار تیرہ سر خیرہ روزگار کو لشکر حمزہ سے اِس مقام تک ڈھونڈھکر پیدا کرونگی اور
جہان پاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور اب مین اپنے گھر جاتی ہون وہان سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ کو
جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار ایک کو بھی جیتا
نچھوڑونگی اگر اُسمین وہ عیار نابکار بھی کہ جسنے مجکو ذلیل کیا ہی ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھونگی **عقاب**
نے اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ ای ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمھاری بچ گئی عیارون کے فراق مین شہ
اور اب بغیر حکم شہنشاہ مسلمانون سے لڑنے بجا نہ وہان اسطرحکا فساد پڑا ہی کہ ایک کوہی نے تہیل کو
مار ڈالا ہی اب سامری جانین کہ شہنشاہ مدد خداوند کی کرین یا کوہ مین جاتا ہون کہ اُس کوہی کے دینے مین
خداوند نے اگر مضایقہ کیا تو شہنشاہ سے بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا مین نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل
کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کرکے اول اپنے مسکن کیطرف روانہ ہوئی حال اسکے مکان کا گذشتہ
اول مین بیان ہوچکا ہی غرض یہ تو اُسطرف روانہ ہوئی اور **عقاب** کوچ کرکے سمت عقیق کوہ راہی
ہوا اگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے **عقاب** کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہان ایک روز تو چالاک
بیمار بنا رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھائی منھ اُس ناز سے بنایا کہ نیلم کی زندگی
کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ ای ملکہ اب مزاج کیسا ہی اُسنے کہا شکر ہی سامری کا اب وہ تو کیفیت نہین رہی
لیکن کچھ ضعف وکسل مرض کے سبب باقی ہی ساحر مذکور مصروف خاطرداری ہوا اِس عرصہ مین شاہ جادوان
کی سواری اِس مقام پر آپہونچی علامت اسکے آنیکی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب
کے نعرہ مارنے لگے درخت جھومنے لگے ہوائے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھکر چلے کہ شہنشاہ
تشریف لاتے ہین چالاک بھی اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ تخت جواہر نگین پر بادشاہ سوار ہی اُٹھ نوسو پریزادان

طلسم و غلامان خوبرو ہمراہ ہین لکہ ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہے چار سو کنیز ماہرو یاسمن بوسر پر مروحہ جنبانی کرتی ہین کچھ پریزادین یاقوت کی چلمین بھراتی جاتی ہین بیضہ ہاے زمرد و یاقوت فوارون مین اُچھلتے ہین سونے کے لگن پریون کے سر پر ہین اُنہین سے فوارے چلتے ہین فوارون سے جو بیضہ اُچھلتا ہے شق ہو جاتا ہے کسی مین سے طائر خوش رنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہے کسی بیضہ سے منقش نکلکر چھرتا ہے کسی بیضہ سے ہزار ہا پھول جواہر کا نکلتا ہے نیلم کوہ کے ہزارون ساحر دوڑکر سجدے مین گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکے بادشاہ کا تخت زمین پر اُترا اور شاہ تخت سے جدا ہوکر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن دلفریب شیشہ دار جادو کا اسوقت دیکھا کہ مانگ شاہ کہکشان سر پر نکلی ہوئی زلف ہر ایک گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر چھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری مین نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پُر نور یا لمعۂ شمع تجلی کدۂ طور رخ نور آگین مین اختر بخت صبیحان کی ضیا وہ آئینہ کہ آئینۂ مہر و ماہ کو اپنا حیرتی جسنے بنایا خوبان پریچہرہ اُسی رخ کے دیوانے ماہ و خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ مین مسیحاے زمان ہون دہن تنگ یہ ثابت کرتا تھا کہ مین چشمۂ حیوان ہون ہر عضو بدن کا یہ دعویٰ تھا کہ مین کیا ہون جب اُسوقت

اُٹھ رہی تھی باغچۂ مہر و وفا وضع سادی دکھاتی تھی زمانہ کی ہوا	تو شگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا غیر کا نام نہ تھا خار سے تھے دامن صاف

پردۂ غنچہ خلوت مین نہان بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کملائے لجالو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران تو مین غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان	سامنے گیسوے پیچان کے ہو سنبل پیچان لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سروِ چمن سوکھکے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اُس حسن زیبا کو اُس گوہر گرانمایۂ خوبی کے دیکھکر نقد دل دے بیٹھا اُس گل گلشن محبوبی کا بلبل اُس سرو قامت کا قمری بنکر طوق پوش زندان تعشق ہوا ہاتھ مین ہاتھ دیکر جانبازی ہمراہ اندر شکوہ

شکوہ سے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو مین اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادین شراب ارغوانی پلانے لگین
شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اُس ساقی بیوفا پیمان شکن کو دیا اُسنے آنکھون کو گردش دیکر بناز و تبختر
عذر کیا کہ مین کل سے ماندی ہو گئی تھی آج مجھکو ہوش آیا ہی مین شراب نہ پیونگی اور اگر پیونگی تو پھر
بیہوش ہو جاونگی لائیے آپکو مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنۂ خانمان برباد
شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری مین استفسار کیا کہ ای ملکہ لشکر
مسلمانان پر تم کسکو تعین کیا کر آئین اُسنے جواب دیا کہ سبکا خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا
اُسنے کہا مجھکو نام ایک کا بھی نہین معلوم مگر اُنکا کام سبکا تمام کیا بادشاہ کو یاد ہوا کہ مین نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا آگے
آدمیونکا بیان ہی کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی ہو تو یہ لڑائی کس سے ہوئی تھی ملکہ
مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہین ہی کتنا ہی جو میرے سامنے لڑنے کو میدان آیا تھا اُسکو تیغ
غارت کر دیا پھر مجکو نہین معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہین شاہ نے کہا تم سچ کہتی ہو اُسکے بیٹے پوتے
بحیلہ شکار نکلجاتے ہین ممالک تسخیر کر کے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ مجنون جادو
جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا ای ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرو جو لشکر
تمھارے سامنے آئے اُسکو قتل کر کے ٹھہری رہنا تاوقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا
بہت بڑی مہم ہی کسلیے کہ حمزہ کے قبضہ مین تمام ملک باختر ہی جسکی کہ خدائی خداوند لقا کرتے تھے پھر اُسکے
لشکر کا کیا ٹھکانا ہی شاہ نے کہا جب تم حمزہ کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون
کو گھیر لونگا کچھ دیر اُنکے قتل مین نہوگی ملکہ نے کہا بہتر ہی جب آپ فرمائینگے یہ کنیز جائیگی شاہ نے کہا عقاب
گیا ہوا ہی وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی ادا
اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہی نیلم اور ساحران دیگر
حاضر انجمن ہین بادشاہ اس ماہرو سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی دور جام کا چل رہا ہی
اُسکو اسی کیفیت مین چھوڑ کر اب پہلے حال عقاب کا سنئے کہ وہ بعد قطع منازل و طی مراحل
طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا لقا نے خبر سنکر استقبال کرا کر بلایا لشکر اُسکا الگ لشکرگاہ مین
سے اُترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کر کے دنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم نامہ دار لقا نے
نامہ ملک کا پڑھا اور اُسمین قاہر کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا بختیارک نے

دیکھا کہ لقا سر ہلاتا ہی مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھکر اُسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھا دون اُسنے
نامہ اِسکو دیا اِسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہی آپ یا خداوند اُس کو ہی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدت مند
بااخلاص شہنشاہ ساحران سے نہ بگاڑیے لقا نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندۂ خاص ہین مگر خیر
خاطر ہی بندۂ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر بختیارک نے عنصر کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لیکر جاؤ
جسطرح ہو سکے قاہر کو باندھکر اُسکے خیمہ سے یہان لے آؤ عنصر نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہی مجھسے
یہ نہو سکیگا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہواً اُس سے ہو گئی اب قصور اُسکا خداوند
سے معاف کرا دو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہو کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ یہ ساحر
طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے عنصر نے جواب دیا کہ پھر آج قاہر کے لیے یہ سامان ہی
کل ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو عقاب نے بھی سنی اور کہا ملکجی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر
عنصر سے کہا معلوم ہوا کہ تم خداوند سے پھرے ہوئے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ
کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ عنصر کے ہاتھ پاؤن کا دم نکلگیا اور کہا ایسے ایسے بندۂ خداوند
کے اقرباے پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہی دیکھو اب کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو
عنصر یہ حال اپنا دیکھکر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا عقاب نے قول
و قسم لیکر رہا کر دیا یہ وہان سے خیمہ مین قاہر کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑنے پر آمادہ
ہوا چنانچہ جب یہ اُسکے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لے چلیے وہ بیچارہ
غافل از مکر ابناے زمانہ اِسکے ساتھ اِسکی جگہ پر آیا وہان دس بیس رفیق بھی اِسکے موجود تھے
پس اِسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا سب
اُٹھکر لپٹ گئے اور حالت بیخودی مین باندھکر لقا کی بارگاہ مین لائے قاہر کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا
اور صلاح وقت سمجھکر لقا سے عذر خواہ ہوا کہ یا خداوند مجھسے قصور ہوا مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا
بڑا رنج تھا اِس سبب سے تقصیر ہو گئی یہ خطا اول ہی امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف
فرمایئے لقا نے تضرع و زاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا جو ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہی ہم اُسکو سزا
ضرور دیتے ہین یہ کہکر عقاب سے کہا کہ تو یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہی جو چاہو وہ سزا دو اُسنے حکم دیا
کہ بیرون بارگاہ لیجا کر سر اِسکا جدا کرو ملازم اُسکے اِس بیچارے کو باہر بارگاہ کے لائے جلاد طلب ہوا

غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو ہی قتل ہوتا ہی یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا جو اُترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی
کہ افسر و مالک ہمارا مارا جاتا ہی بس یہ سنتے ہی لشکر مین کمربندی ہونے لگی ہرکارون نے خبر
عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہی اس حال کو سنکر ساحر خود
پرواز کر کے چلا اور برو بے ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ اُس لشکر
کے گرد ایک دیوار آتشین کھنچگئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اُسیمقام
پر ٹھہرے اور یہ ساحر وہان سے پھر کر دروازۂ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان
خونی بنایا جلادو نے چبوترہ ریگ کا بنا کر بوریاے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اُس میدان
مین مجمع تھا ہنگامۂ عبرت و عشرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا دل سخت نرم تھا کوہی اور
سبحانی عقاب خداوندی سے لرزتے تھے مختصر یہ کہ قاہر بیگناہ کو بوریے پر لا کر جلادو نے بٹھایا
اُسوقت اُس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اسوجہسے تمکو لازم ہی کہ میری موت
سنو چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لاوینگے اُسنے
کہا وصیت میری یہ ہی کہ بعد میرے قتل ہو جاینگے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ
دفن کرین اسلیے کہ مین نے اس لقاے گمراہ مردود درگاہ الہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام
قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا اور پیش امیر دین پناہ شہادت دینا یہکہکر
اُسنے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہی کہ مین قدم اقدس حمزۂ عالیشان سے
جدا رہا جب مجھے اور ساحرے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین مجاہد راہ خدا
کے جاؤن کر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہینگے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو ادھر
ہوا لیس مردان عالم کے سبب خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہی اور ایسی
صورت مین دین کا بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین عقل
و کار ثواب ہی اور کسیطرح کا لالچ کر کے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اسلیے کہ عورت پر فریفتہ
ہو کر یا طمع مال و زر سے یا اور کسی حرص و آز سے دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہی لیکن ان
وجوہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس حاضر ہو سکا اب کہ پیمانۂ عمر میرا لبریز ہوا ہی اس سبب سے
اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہی کہ اب کوئی مجکو طمع نہین ہی اور شکر کرتا ہون مین خالق اکبر کا کہ جسنے مجکو کافر

پیدا کیا اور صاحب ایمان اُٹھایا وقت مرگ سرچشمۂ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین
دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہی نے سنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور
بلہ ہو گیا ہی تیری وصیت ہم نمانینگے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد
مسلمانان نکروگے تو کیا ہوگا نیت بہ خود ہونا کافی چاہیے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خداے رحیم میری
مغفرت فرمائیگا اور میرا ایمان لانا قبول کرے یہ باتین جو اُسنے باواز بلند کہین عیاران لشکر اسلام
تو با مر خبر گیری لشکر لقا مین رہا ہی کرتے ہین اسوقت بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین
عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور کلبا و دگلبا وغیرہ صورت تبدیل کیے ہوے میدان جنگ
مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ عنوان قاہر لطافت و سعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور
کہا اے برادران ہم مین سے ایک شخص جاکر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع
دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کر کے
ایک عیار میدان سے بتعجیل تجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے بڑھکر اُن لوگون مین جو بلا زبان لقا
صف بستہ استادہ تھے ملکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوئے اس اثنا مین عقاب نے جلاد
سے کہا کیا کھڑا ہوا اس ناطی کا بیان سن رہا ہی بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہی مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ
سر اسکا اُڑ جائے جلاد جبتک قاہر نے وصیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کوٹلے کا خط گردن پر مجرم کے
کھینچ کر پیچھے ہٹکر دوڑتا ہوا تیغ تولے ہاتھ لگانے چلا اُسوقت ایک عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ شانہ
پر جلاد کی پڑا اور جگر کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے صاحب
دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغ چھوڑ کر اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر
کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر حمزہ کا یہان ہی اُسنے جلاد کو قتل
کیا ہی عقاب نے کہا اگر ایسا ہی تو بزور سحر سے اُس عیار کو پکڑے لیتا ہون شیطان نے
کہا اُنکو آپ نہین پکڑ سکتے کسلیے کہ وہ ایک نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اگر سوتا یا تو یہ سمجھ لیجیے
کہ آپ کبھی نہین ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالیگا سب وگرنہ کر قتل کرتے تو کچھ
عرصہ بھی ہوتا ہی آپ کے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر ہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین
پانچ عیار گئے ہین پھر انھون نے ہزارہا ساحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کر دیے ہین اچھا ابھی تم

اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو مین خود اُسکو قتل کرونگا شیطان نے کہا تم بارادۂ قتل اُسکے
بڑھے کا قصد مگر نادر نہ کرا کڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی دُم کی طرح دور ہوتی دکھائی
دیگی یہ سنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چارطرف غل ہوا اب کوئی جلاد مارے ڈر کے
آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا اُسکو ہزار روپیہ
دینے کو کہا وہ تیغ اُٹھا کر چلا جب تلوار تولکر یہ لپکا کڑاک سے آواز آئی ساحر مذکور نے جلد اپنے سر پہ
ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہے یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمہارا سر کی کھوپڑی
نہین دیکھو وہ جلاد کا سر گوہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اڑ گئی ہے اب ساحر
ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین برق بنکر اڑون اور تلوار کیطرح سر مجرم پہ گر کر کام اُسکا تمام کرون
مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے نہ ہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤ گے
یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سحر پڑھا کہ کوئی حربہ مجھ تک نہ پہونچ سکے غرض اپنے تئین حصار بند سحر سے
کرکے تلوار پکڑ کر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین فریاد کی کہ اے چارہ ساز
درماندگان منتقم حقیقی فریادرس مظلومان مجکو شر سے ان لعینان بدین کے نجات عنایت فرمائیو کوئی نہیں
شکستہ دلان حال ہمین + ما غریب و بیکس و بے آشنا ہمین + یہ تو اس فریاد و زاری مین تھا
اودھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال قاہر
کے قتل ہونے اور اُسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سُنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ
شخص مسلمان ہوگیا ہے تو ہمکو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرما کر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے
باہر بارگاہ سے آئے اور اشقر کو طلب فرما کر سوار ہوئے پھر تو کئی سو سرداروں نے خدمت بادشاہ
مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جا کر جانبازی کرین بادشاہ نے اجازت
دی لندھور و بہرام و نورالدہر و ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر گھوڑون پر سوار
ہوئے انکو جاتے دیکھکر اپنے لشکرون مین جلد جلد کمربندی ہوئی کرناۓ دم ملا فوج تیار ہو کر چلی مگر
امیر باتوقیر پیشتر روانہ ہوئے تھے انھون نے تازیانہ جناب اسحٰق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر
اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو آقا یہ کوڑا مار بیٹھے یہ سمجھکر اس
تیزی سے وہ صرصر جسم روان ہوا کہ تیزی باد صبا کا افسانہ سب کرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار

بالکل سرد تھا کہ بموجب

نظم

تیرے سمند کی مین ستائش نہ کرسکون
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہی یہ ہلال
جبتک شعاع مہر فلک سے نہ پہونچے زمین تک
ہو وسے جو تو سوار عدو کے لیے قتال

تعریف نقش سم کی ہو اسکے سب محال
سرعت مین شان اسکی سوا ہے یہ کہ کیے بری
پہونچے وہ اسجگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
سب جن و انس و پری و وحش و طیر

آئینہ سپہر مین پڑتا ہی اسکا عکس
ساتھ اسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
کیا یہ اسکا تخت سلیمان سے کہ بحال
حاضر ہون کا سعادت مین کیا مجال

امیر ایک آن واحد مین لشکر لقا مین پہونچے لشکری تو دیا آپکا سامنے ہوئے مین کسیکے روکنے کا ارادہ
کیا بلکہ آپسمین گویا ہوئے کہ اب ذرا سیر دیکھنے کے لائق ہو اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا
قاہر حرف مناجات تھا اور عقاب اسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی سنے زہرۂ کفار پانی کیے
بختیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہی دیکھیے مین اس ساحر
نابکار کو ہرچند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہی دیکھیے وہ تیغہ
لیے کھڑا ہی عقاب نعرۂ امیر سنکر حیران وا کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ یہی ہو اسی کی ہی
کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہی بس یہ سمجھکر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر
سر امیر پر چلی آپ نے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہو گئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اسوقت وہ
ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آتشین چھوڑتا منہ مثل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر
اسم اعظم دم کیا کہ وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اسوقت اسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے
ہو کیونکر مدد نہین کرتے افسرون نے چارطرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ برپا ہوا
فوج ساحران تیار ہوکر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب سے پیر تھا اسکو آپ تیغے
بجانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اسنے چاہا کہ مین نکلجاؤن پس جب وہ اڑا آپ نے
اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزارون طرحکے سحر کیے برکت اسم اعظم
اثر پذیر نہوئے اور امیر نے سر کو بناکر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اسکے مرنے کا برپا ہوا
اور اسکے مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہو گیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب اگر امیر
کے بیان نسے جو سردار کہ روانہ ہوئے تھے مع فوج آ پہونچے نعرے چارطرف سے منم فلان منم فلان کے بلند
ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قید اسکی کاٹ دی وہ انگھکر بلا گردان ہوا پھر ہمراہ رکاب چلا تھا

جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھکر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تم جو بھاگ گئے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہی مگر خیر احتیاط شرط ہی یہ کہکر پیشتر یہ سب کافور وانہ ہوئے ادہر ساحر جو لڑ رہے تھے افراسیاب کے مارےجانے سے ایسا بدحواس ہوئے کہ سحر بھولے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھلیا ہزارون مارے گئے گورکنار سے گئے نیزہ وران نے نیستان غفلت کا شیر بنکر ان روباہ خصالون کو شکار کیا کمانداروں نے برج قوس کا مشتری بنکر ان زحل صورتون کی نقد جان کو خرید ا ہوے کبر و غرور کا سودا دماغ سے نکلگیا ہستی اپنی اجل کھاگئی جی لینے پر جی ٹ ہوا کہ نظم

آتے تھے وہ جیسا کہ اسی طرح روز جنگ
سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ تھا
جیسے ہی اس گردمنے پی تھی شراب

پایا تھا جو دو منچ خیال انکے نے قرار
وہ جھنڈیان نظر پڑین کہ دم مین اسطرح
کھینچا تھا انکے نشہ نے ویسا ہی کچھ خمار

گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
گاؤ زریچیاں مین یا جیحون نہر کے کنارا
آخر جو بچے وہ رو بفرار لائے اور

جانب از اسباب چلے امیر قاہر کو ہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا ئے گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ڈنک رہا ہی پھر اب تم بھی خبر ہو یہ نابکار جائیگا کہان اسکے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہی کہ اطراف و ہر مین جتنے مشرکان بیجا ہین وہ اسکی حمایت کرتے ہین اور ہم انکو بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو انکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین یہ بھی چاہتا ہون کہ یہ لقا مسلمان ہو جائے اسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہونگے یہ فرما کر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوئے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اپنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجالایا پھر بارگاہ کی رونق و آرایش دیکھکر دنگ گیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین تخت لندھور دنگل عنایت فرمایا اور تمام اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اسکو ملا یہ اور سرداران اسلام سے ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورہ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا ای قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لیجائیگا یہ سوچکر پریشان حال اٹھا کہ اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار ہوا آگے آگے نقیب

پکارتا ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہو کہ یہ سب لندھور کے یہانکا سامان ہو جب بارگاہ میں پہونچے اُس بارگاہ
شاہانہ کو دیکھکر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور
بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہو دستور ہو جو کوئی مسلمان ہوتا ہو اُسکو سب اسباب سمیت خلعت
ملتا ہو یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اور اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے اُسکو آراستہ پایا جواہر خانہ
توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو
نعمتخانہ میں دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو گیا اس
عرصہ میں فوج بھی اسکی آکر متصل لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور بطفیل
حمایت و بذیل عاطفت امیر شادان و فرحان رہنا منظور فرمایا۔ اب حال افراسیاب سنیئے کہ وہ تو
بھیجے عقاب کے لیئے کہتا تھا کہ میں کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے
کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے یہ بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہاں شاہ جادوان
شیشہ دار نقلی سے سرگرم اختلاط و صحبت تھا کہ یکایک شور فریاد و بکا سنائی دیا بادشاہ نے فرمایا
کہ دیکھو یہ کون لوگ ہیں ملازم ظلم کے فریادیوں کو سامنے لائے اُنھوں نے سامنے آکر مجرا کیا اور عرض
پیرا ہوئے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کہ کیونکر مارا انھوں نے عرض کیا کہ خداوند
لقا نے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے بموجب اُنکے حوالہ کیا اُنھوں نے اُسکے قتل کرنیکو زیر تیغ بٹھایا اسنے
اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا عیار وہاں موجود تھے اُنھوں نے حمزہ کو جاکر خبر کی وہ آگرا ایک ضرب عقاب
کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھاکر آپ کے پاس آئے ہیں شاہ نے
یہ خبر سنکر گردن جھکائی شیشہ دار نقلی نے کہا ای بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ایکی کنیز جاکر سکو مثل
حرف غلط کے مٹا دیگی آغوش دایہ گور میں سلا دیگی بادشاہ اس کہنے سے پھر مصروف بادہ خواری
ہوا اسمیں عقاب کے افسروں نے شیشہ دار کو پہچانا کہ یہ وہی ہو جسکو کنوئیں سے لشکریوں نے نکالا تھا
بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہنشاہ شیشہ دار جادو سے پوچھیے تو کہ انپر کیا گذری تھی
اُنکو تو جمشید نے بچایا نہیں تو ہڈیاں بھی گل گئی ہوتیں افراسیاب نے کہا کہو تو ای شیشہ دار
کیا ہوا تھا یہ عیار کے تو کیا کہے کچھ معلوم تو تھا ہی نہیں مگر فرزند رشید عمرو تھے فوراً بات بنانے لگے
گویا ہوا کہ ای بادشاہ وہ کون ایسا امر ہے ذکر ہو جسکو میں بیان کروں دنیا میں جو آیا ہو اُسپر پڑی

بھی بہت کچھ گزر گئی ہی شاہ نے اُن ساحرون سے کہا تمہین بیان کرو کہ اپر کیا گذرا تھا انھون نے
کہا یہ کنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اس عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ دار کو جو تو کنوین مین
ڈال آیا تھا یقین ہی کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا ای شہر یار کوئی اپنی لت اپنے منہہ
سے بیان نہین کرتا ہی اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھی سے سُنئے میری ناک پر پٹی بندھی
تھی دو بتیان نتھنون مین تھین کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان عقاب
نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ تیر نیلم کوہ پر گذرا جب مین لشکر حمزہ سے پھری ہوئی آپکے پاس آئی
تھی اور مجکو یہ منظور تھا کہ آپ سے حال جنگ بیان کر کے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانو نکا
ہلاک ہوا ہی اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین انکو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجکو آپ
جملہ حالات اُس لشکر کے تعلیم کر دیجیے تاکہ مین جا کر ایک کو زندہ نچھوڑون بادشاہ نے کہا بڑی
خیر سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جا کر عیاری
کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا بہر نہج تمکو جمشید نے بچا لیا شیشہ دار اسوقت رونے لگی گوہر اشک
کی لڑی سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے
ہی سے تھا اسوقت اسکے آرائش زیور کو دیکھکر اور رونے سے وہ تھمایا کھڑا پسند کر کے حاضران کو
سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کر دو نیلم اور عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر
اور جو مکان سنبے ہین وہان چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی سیر کرنے لگے کوئی لب جو بیٹھا کوئی
اشجار پُر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ نے کاجل مسی پر اُس محبوب
جان دشمن کے پھر نظر فرمائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ اجی
ذرا میرے پاس آیہ کہکر ران پر ہاتھ رکھدیا عیار نے سسکی بھر کر ران ہٹالی اور ساتھ اپنا ہاتھ کے
نیچے رکھدیا شاہ نے کہا ای غارتگر جان واسطہ سامری کا اب نہ ترسا دیکھ ترسا تیری ہر ایک ادا نے
یہ دل دیوانہ ہوا ہی ذرا تو پہلو میں اگر یار وہ مہری نہ کھلا کہ بیت سے مرے دلکو دیکھے اپنا دل +
سنگ کے مول بکتا ہی یہ لعل + اُس مایہ ناز نے بصد انداز تیوری چڑھا کر کہا لو ولہ ولہ آپ تو
ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنائیگا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا
اور کہا اگر جورو بنا لینگے تو کیا نقصان ہی یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گد رایا جوبن

خوب سینۂ شاہ سے اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہوگیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہوگئی اسکی
جور و جفا سہتے سہتے یہ کہکر مثل برق چمک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اٹھکر بیتابانہ
لپٹا اور پکارا کہ شعر ایشانہ ستم کر جو اُٹھون خواب عدم سے + سب حشریان بولین عجیب فتنہ یہ جاگا
یہ کہکر گود مین اٹھا لایا اُس مہ پارہ نے دو چھلے ہاتھون سے اُسکے مارا اور چپکے چپکے گالیان کوسنے
دینے لگی شاہ پر پردہ غلبۂ مستی تھا کہ کچھ اُسکا مطلق خیال نکیا بلکہ ہنسکر کہنے لگا اے سراپا ناز تیرا تو صاف
انداز یہ ہے کہ فرد باتین کر وعدو سے شود اکو گالیان دو + قربان ہون آپکے مین اس داد و دہش کا
اب یہان تو یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہے بادشاہ کو شوق ہے اُس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہے یعنی یہ
عیار بادشاہ کو خوب بیتاب کرکے بیہوش کرنا چاہتا ہے تو اس فکر مین ہے کہ شیشہ دار اصلی جو اپنے
مکان پر گئی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر ایسا جگا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور ہر در محل در مسل ہر
مقام پر چالاک کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتہ نہ پایا ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر
ماش سکے قسمے کا ایک پتلا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر بولا کہ اے ملکہ کیا پوچھتی ہو اُسنے کہا سچ بتلا
کہ چالاک عیار کہان ہے پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران کی گود
مین بیٹھا ہے یہ کہکر پتلے نے جماہی لی منھ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہوگیا اور یہ ساحرہ غضبناک
ہی ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوئے
کہ ایک تو شیشہ دار بادشاہ طلسم کے پاس ہے ایک یہ آئی پس اس حیرانی مین کسی نے اسکو روکا نہین
اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اور میری صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہے اور افراسیاب
اُسکے بوسے لیتا ہے پس اسکو یقین ہوا کہ یہی چالاک بن عمرو ہے چنانچہ اب اسکے قریب آہستہ سے
بطور مخفی جا کر ایک دو ہتڑ پیٹھ پر مارا کہ یہ جلکر خاک ہوجائے لیکن یہ عیار زبردست ہے ایسا نہو کہ
مجکو دیکھکر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پائون کی آہٹ بادشاہ کو معلوم ہوئی
اُسنے نگاہ اٹھا کر دیکھا ساتھ ہی چالاک نے بھی پھر کر دیکھا تو شیشہ دار اصلی سے آنکھ چار
ہوگئی اُدھر شیشہ دار نے جب یہ کہا کہ اسنے مجکو دیکھ لیا اب دو ہڑ کر اسکا کام تمام کر بس یہ لپکی اور
عیار جلدی سے افراسیاب کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ اے شہنشاہ وہی آگیا جسنے مجکو
کوہ مین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو سُن چکا تھا ہی اور اسوقت حالت مستی مین ساحرہ

عیار کو سمجھکر کام دون حاصل کیا چاہتا تھا اُسکے آنے سے مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا پس بحالت غضب
جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی وہ قریب پہونچی عیار پر سحر بھی کرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف
جو کی یہ قلابازی کھاکر دور جا گری اور بیہوش ہوگئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ ای نیلم جلد حاضر ہو
لکھا ہی کہ اگرچہ پکارے اِس قصد سے کہ میری آواز سب سنین تو تمام طلسم کے رہنے والے اُسکی آواز
سنین اور اسیوجہ سے بیان ہوا ہی کہ باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے اپنے پکارا ہی اور ساحر دور کا
رہنے والا حاضر ہوا ہی اُسکو حریف سے لڑنے اپنے بھیجا ہی فی الجملہ سب ملازمون نے صدا اُسکی سنی
اور دوڑے کہ شہنشاہ پکارتے ہین جب سامنے آئے اپنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شگفتہ داکی
بیہوش پڑا ہی اِسکو ہوشیار کرو کہ مین قتل کرونگا یہ حکم سنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک
گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہوگی تو جان پر تیرے بنیگی راز تیرا فاش ہوگا اِس سے لازم ہی کہ کوئی تدبیر کر
یہ سوچکر جلد کودے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا ای بادشاہ مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہی
مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزون سے کہا آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزین ہمراہ
ہوئین اُس قصر سے علیحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی تھی طلائی طشت نیچے اُسکے
لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوئے رکھے نہایت
زینت سے پیراستہ عیار جو وہان گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور
کہا آفتابہ یہان رکھکر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کہ رفع احتیاج کرون
وہ کنیز آفتابہ رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اُسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر
آپ پہنے اور اپنی پوشاک اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اُسکی ایسی شکل آپ بنا کر
اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھین کھلین دیکھا از سر تا پا زیور جواہر مین پہنے ہون یہ دیکھکر
پھولون نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین نفیس عمدہ پائی جامہ سے باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ ای بی بی آپ حیران کیون ہین جسطرح خداوند سامری نے صبح منور کو کالا کر کے شام
کر دیا فرمایا ہی نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہی اُسیطرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا ابھی خداوند سامری
جاے ضرور مین آئے تھے بہت اگھوریون کی روحین ساتھ تھین مین نے پہچانا نہین اور چوکی پر
کھڑی ہوگئی بس مجھ پر بہت خفا ہوئے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی

ہو گئی ہمنے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے منھ پر ہاتھ پھیر امین
تمسی اور تم مجسی نگئین لونڈی یہ باتین سنکر دل مین بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اتی سنکری پیکر
مین تیرے قربان تجھی مین قدرت ہو کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہی عیار موصوف نے کہا لو اب
پیشاب کرو اُس کنیز نے کہا مجکو ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور خبردار خداوند
نے تمکو بی بی بنایا ہی کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی تھی کنیز یہ سنکر مسکرائی اور چپ ہو رہی بلکہ
چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر چلا آیا مگر اسکے بعد نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار
کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحراے آفت خیز طی کر کے اسکے
لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہی بھوک پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام یہ کہ
اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آگئی تھی اسنے پھونک سے بیہوش کر دیا ورنہ یہ
ساحرہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا دعوے رکھتی ہی اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہی چنانچہ یہ جو ہوشیار
ہوئی گھبرا کر اٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ ارے خیرہ سر تو کون ہی بس یہ سننا تھا کہ ساحرہ دوہتڑ مار کر چلی اور
پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور سلطنت کے لائق ہوے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جلجاتی
جسگھڑی تو تخت پر بیٹھا تھا انھین باتون سے تیری مہرخ الگ ہو گئی یہ کہکر وہ دوہتڑ اپنے
منھ پر آپ مار لیا اور گلے سے ایک دوراسیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ مار سیاہ بنکر شاہ کی سمت
چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہی بس عذرخواہ ہوا کہ اے ملکہ اپنے تجکو دو کہ مین نے پہچانا تم اصل مین
شیشہ دار ہو ساحرہ نے اُسوقت بازو سے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا تو وہ تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جسکے
پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہترین مہتر فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر نامور
کی مدد کو آیا ہی یہ معلوم کر کے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہو
اور ہاے میری گود مین لوٹا کیا اور مین نے گرفتار نہ کر لیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق بنایا یہ
غالب نے فرمایا ہی کہ بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی + ہوئے تم دوست جسکے دشمن
اسکا آسمان کیون ہو + غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم چپ رہو اب وہ
چوکی پر سے اٹھیگا اسوقت ظاہر ہوگا اسنے کہا مین ابھی جلکے مارے ڈالتی ہون یہ کہکر خنجر کھینچکر اٹھی
اور پاخانہ کے در پر اُتری چالاک کنیز کو چوکی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ

سے پوچھا کہ وہ کہان ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ اندر ہے ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ
لونڈی ازار بند باندھ رہی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور دو ایک لاتین دو تین گھونسے
پہلے مارے وہ کنیز چلائی ارے مجکو کیون مارتی ہو خداوند سامری ابھی پاخانہ مین آئے تھے مجکو
شیشہ دار بنا گئے جو تمھین کچھ شک ہو تو دیکھ لو مین عورت ہون چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا
سنکر گھبرایا اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی انکے قول فعل پر نجایئے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے
ہین کبھی مرد بنجاتے ہین بارہا ایسا ہوا ہے نہین معلوم ان موذون کو کونسی ترکیب معلوم ہے ساحرہ
نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار نے کہا آپ دیر نہ لگایئے قتل کیجیے نہین تو یہ نکلجائیگا اور آپ رحمدل
ہین تو لایئے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کرون یہ کہکر خنجر اُسکے ہاتھ سے لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز
کچھ ایسی ہی ویسی ساحرہ تھی منتر اور موہنی وغیرہ جانتی تھی پر اُسکے قبضہ مین نہ تھے جو اُسکے مرنے سے
شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھکر بہت خوش ہوئی اور سر اُسکا سینہ سے لگایا کہا تو میری بڑی
خیرخواہ ہے بعد اسکے سر اُس کنیز کا لیکر بخیال سر عیار پاس افراسیاب بد شعار کے آئی اور کہا لیجیے مین لائی
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ مجھ کو تم نہ چھو و جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہین انکو ہاتھ
لگانا جائز نہین ساحرہ نے قصر کے صحن مین پھینکدیا کہ پڑا رہنے دو اِسکو دیکھ کے خوش ہونگے یہ کہکر
پاس بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ ای ملکہ مین بہت تمسے شرمندہ ہون کہ
مین نے تمکو پہچانا نہین اور بیہوش کر دیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا ای بادشاہ ہم سب ادنی ترین کنیزان
حضور مین اِسوقت مجکو غصہ اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے بس میرے مُنہ سے کلمات
بیہودہ جناب مین شہنشاہ کے نکلگئے اِن باتون کو معاف فرمایئے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب
تحمل بنایا ہے اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نکرین اور ہماری باتون کی برداشت نفرماین تو ہم طلسم مین کیونکر
رہین بادشاہ تو اِس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط کر رہا تھا اس سے بھی اُسیطرح ہم کلام ہوا
کہ ای سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے مُنہ کی گالیان کھائے کہ بیت بدلا تیرے ستم کا کوئی
تجھسے کیا کرے + اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے + یہ کہکر ساحرہ کو آغوش مین بصد محبت لیا رخسار پہ
اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ شربت قند و گلاب نہ علاج دل ماست + بوسۂ چند بیامیز بدشنامے
چند + یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ درپیش آیا یعنے وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا

اور ساحرہ نے صحن مکان مین لاکر ڈالدیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ روغن اُسکا پگھلا کیونکہ چالاک نے جلدی مین کچا رنگ اُس کنیز کے لگاکر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا او پر مذکور ہوا اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اِس سے تو کوئی آگاہ تھا ایک کنیز نے اُس سر کو دیکھکر اپنی ساتھ والی سے کہا لو جمشیدان موئے عیارون کے فن فریب سے بچائے دیکھو تو مرے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہی اُس دوسری نے یہ سنکر بغور اُس سر کو دیکھا اور سب کنیزون سے کہا کہ یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدلکر کوئی فتور کیا چاہتا ہی ای بہن یہ مرا العنین کچھو نا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ اور ہوگیا لونڈیان یہ سنکر اُس سر کو دیکھ دیکھکر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا ہی ایک کنیز نے عرض کیا مین قربان گئی وہ جو سر اُس موئے غارتی عیار کا ہی وہ پڑے پڑے رنگ بدلتا ہی کوئی عیاری کیا چاہتا ہی بادشاہ نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی سنا ہی جاؤ اِس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا آپ چاہیے مارڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نجائینگے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کردیگا یہ سنکر شیشہ دار خود اُٹھی اور جاکر اُس کو اُٹھا لائی کنیزون سے کہا اری مالزادیو گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے نہین لپٹیگا کنیزین پانی گرم لائین اور ڈرتے ڈرتے اُس سر کو دھویا چربی تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی ظاہر ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا نیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھکر کہا یہ میری خواص ہی جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو بیمار یہان بنا تھا تو اُسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہا تو یہ ہنگامہ تھا مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ طلسم کے نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ مین صحرا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اسلیے کہ اب راز اِس سر کا فاش ہوگا تو میری تلاش ضرور ہوگی لیکن اِس بھاگنے مین اتنی چالاکی اِسنے کی کہ جسطرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اُسطرف اُترا کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا القصہ اُدھر بادشاہ طلسم نے رقعۂ جمشید مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے بعیاری اِس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے نیچے جانب طلسم چوبا ہی اُتر گیا ہی اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اسلیے کہ ساحر کا سحر دریا مین اثر نہین کرتا ہی اور نہ آسمان پر جاسکتا ہی مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خبر دے از بسکہ شاہ طلسم ہا ساحر ہی کہ دریا مین بھی سحر اُسکا اثر کرتا ہی مگر جبکہ یہ تادیر موم وغیرہ کر کے سحر کرے حاصل مرام اُس کنیز

کے سر کو توپھنکوا دیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین آپکی تابعدار ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہان عیار فکر مین ہو شاید کہ مین بھی عیار ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچائین اتبو مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے ہین میرے مکان پر کسیطرحکا کھٹکا نہین جتنی دیر جی مین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا ای ملکہ اب مین جاکر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہی بعد اس مہم کے تمہارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُسکے شاہ خود بھی جانب باغ تسیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اُس چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا آنکھ دیکھا کہ شیشہ دار ایک طرف اُڑی ہوئی جاتی ہی یہ بھی جھاڑیون مین جھنڈیون مین اپنے تئین چھپاتا نیچے نیچے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ ندلو کئی کوس اڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا مین اُتری کہ اتہی بہت دور نکل آئی ہون ذرا دم راست کرلون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض اک کمی درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اسکے پس پشت ایک درخت کی آڑ مین آکر ٹھہرا تھا اسکو غافل دیکھکر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہی مار اسکو یا تو اسکا کام تمام تو نے کیا اور یا یہ تجکو پکڑ لیجائیگی یہ تجویز کرکے کلاہ فلاخن مین پتھر گران اور زن دیکر اور کاسۂ سر اسکا تاک کر کھینچ دیکر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اُسکی ترشکر دو سر گری اور وہ زمین پر گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار و گیر پا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کوہ تیلم سے اسجگہ تک اندھیرا ہوگیا وہ صحرا جسکو طے کرکے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغمین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادو ان اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سنا کہ یہ غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا سنکر پھرا کہ چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا مگر اپنی ہاتھ کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیان نجم سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا اور گریبان غم مین ساحرہ کے اُسنے چاک کیا زار زار برنگ ابر بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا

غزل

جاتے ہین لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے
دنیا عجب سرا ہی جہان آکے بس چلے

کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے
ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے

ای غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ — جمعیتِ دلی پہ تری پھول ہنس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک — سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالان و گریان شاہ جادوان روانہ ہوا ادھر نیلم کوہ کے قلعہ مین خوف سے گل بوستان عمرو کے دروازے مثل غنچہ کے بند ہین نیلم جادو کو نہایت بےکلی ہی دل سے کہتا ہی کہ مین نیلم چھ سو برس کا میرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین ہوا مقرر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہی بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بندوبست مین معروف ہی ادھر چالاک ساحرہ کو قتل کرکے ایک جانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا تھا یہ تو اسطرح جاتا ہی ادھر اور اسباب بروے ہوا اُڑتا ہوا روانہ تھا قضاے کار گذر اسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہی اور تھری لکیرین ایسی پڑی ہین یہ معلوم دیتا ہی کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہی اور یہ کوہ اُسپر سلیمانی نگینہ ہی آرایش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہی پہاڑ پر چشمہ بصد لطافت و صفا جاری ہر سمت وزان باد بہاری درخت تمام سر تراشی کیے ہوئے بادلے سے منڈھے ہوئے موتیون کے جال پڑے ہوئے کوسون تک سبزہ زار لہلہاتا بوقلمون کی بہار سبزہ پر کالی گھٹائین جھکی ہوئین یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھین ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ مین لالہ کسی مین نافرمان کے پھول کھلے تھے سر کوہ پر ہزارہا نرگسدان جواہر کے رکھے تھے مانند مینی کے اور سنگ سماق و لیشب کے ڈھیر سے تھے اُنھین درخت سب جواہر کے لگے تھے نگار خانۂ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہان کہین خرغہ درختون کا تھا عروس گلشن کا گھونگٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہان تھی دلھن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتا دیتی تھی لجالو سے صاف شرم و حیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی ہوئی سمٹنے سے جھجک کر ہر تختۂ سوسن لب مسی آلود کا پتا دیتا نہین نہین لب رنگین جانان کسی عاشق نے چوسا تھا اسوجہ سے نیلا ہوتا تھا گل ہمہ تن گوش بنے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے شجرے شانہ لیکر زلفین عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھاکر اس بہار پر دلدادہ طرفہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

لگی ہی کرنے آکر سوے گلشن — چراغ گل نسیم صبح روشن — یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر
کرآتی ہی پری وش ہوا ہے — زبس باد بہاری مین نشا ہی — پڑا کیا بخیہ تاک اینڈتا ہی

گل مخمل پہ بیداری ہی نایاب
جہان دیکھو تو ہی آلودۂ خواب

جھکی ہی جاتی ہی کچھ چشم نرگس
اٹھا سکتا نہین سر ہی یہ بیحس

پڑا ہی جبہ روش پر عکس گلزار
بچھی ہی اسجگہ قالین خوش کار

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہی یہ مقام اسکی سیرگاہ ہی حوالی کوہ مین قلعہ سلیمانیہ آباد ہی وہان کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہی اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہی کبھی پہاڑ پر کبھی باغ مین وہ ملکہ رہتی ہی اسوقت بالاے کوہ براے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اسکے آنے سے آرائش و زیبایش دھوم تھی تمامی کا فرش چبوترون پر بلور کے بچھا تھا کنارہ ہر چشمہ کے ہزارہا جانور کلنگ و بوتیمار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا گہرے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکۂ مذکور سنہری دوپٹا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھری ہاتھ مین لیے ٹہل رہی تھی سن مین تیئیس برس کی عورت مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ گرام زلف اسکا کشور دل عشاق پر لام باندھتا چڑھائی کا اس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل مین اسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابرو اسکے لسان مد بسم اللہ کی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھا کر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا اسکے دہن کیصورت عاشق بھی گمنام ہوا جاتا تھا چاہ ذقن کی چاہ کنوین جھکاتی بر و دوش کی الفت جان گنواتی چھاتیان اسکی کیلی مثل حوصلۂ خاطر ابھری اور نکلی ہوئین انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیون کو سمٹا باکپن کی کثرت یاد آئی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا ان نوکون کا ارادہ شکم صباحت مین بے نظیر تختہ بلور لوح سیمین روبرو اسکے بے توقیر ہر جادۂ عدم کو راہ بتائے اپنے عشق مین ملک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدۂ لاینحل برج قوس مین دو ہلال جمع صدف دو پارچہ

ساق پا کا یہ عالم کہ بیت

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری
شرم سے شمع ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی

غرض اس زن مہ سیما کا باوجود تیس برس کے ہونیکے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب نظم

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
شعر کاکل سے ہوا اسکے مثلث نما

بیت ابرو کی ہی تضمین سے مسبع ایسا
زہا سبع معلق کو بھی اب کچھ رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون میں کمر کا موزون

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے

الف نور لکھا ہی ید قدرت نے دسے	قد رعنا سے پرید کو قیامت سے لیے
فاختہ سرو روان سکے پکارے کو کو	بولے حق سرہ قمری پہ ہو گو یا جادو
پاؤن پر فخر سے سر رکھتے ہین سرخیل بتان	گلشن دہر مین کیا خوب ہی یہ سرو روان
نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان	مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیان
سجدہ گاہ دل عالم ہی مگر پا انداز	ٹھوکرون مین ہی مسیحا کا سراپا انداز

ساتسو کنیزان دُر دُر گوش مرصع پوش سراپا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ایک ایک حسن مین یگانہ آفت زمانہ گرد و پیش استادہ تھین کہ یکایک ہواے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے پایا اُس طاؤس بحر پر سوار ہو کر گئی سو اشرفی نذر کی لیکر آڑی اور جب بادشاہ بروے ہوا پہونچکر پہنچے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزون سے اسقدر بے التفاتی تو لازم نہین یہ اوپر ہی اوپر جانا اور ہمسے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان بیت

بدھر کو ہو تو جلوہ ریز جیب ترے آگے + ظفر چوم قدم لے تو تیغ پیش نگاہ + سایۂ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پرتو فگن فرمائیے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے کہ شعر قطرہ تجھ ابر فیض سے ہو پہنچے جو جوش بحر + جائے رگ شنے چرخ کو موج دُر خوش آب + بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہرچند کہ جلد یہ خاطر تھا لیکن بجندہ پیشانی مزاج اسکا پوچھا اور پہاڑ پر اترا آیا کہا اے ملکہ مین نیلم کوہ پر گیا تھا مگر وہان بھی مطلب برآری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہون نہین بغیر تمہارے بلائے یہان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپ سے مجکو بڑی امید ہی یہ ارشاد فرمایا یہ کہکر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن مین اسکو بٹھایا سوا سو اشرفی خمدری کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام مے ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیکر آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہی غبار الم دلپر چھایا ہی رنگ چہرہ کا متغیر ہی اسکا کیا باعث ہی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر ظاہر ہی اسکا بیان کیا کرون ایک شخص بابا اور آیا ہی اسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہی اور تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہی سلیمان جادو نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہی لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہین کر سکتی جہان آپنے بٹھا دیا ہی بیٹھے ہین اور اے بادشاہ طلسم کشا جو اسد ہی وہ تو گنبد نور پر آپکی قید مین ہی پھر اسکو آپ قتل کیون نہین کرتے شاہ نے فرمایا متوقع کرمل ہی غرضکہ اسیطرح کی باتین کرکے حکم دیا کہ کھانا لیجئے

بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو مذکور ہوا کہ باغ لگا ہی اسی گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اِس ملکہ کے اُسمین
رہتے ہین اِس ملک کی ایک بیٹی کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہی وہی قلعہ سلیمانیہ کی سلطنت کرتی ہی
اور یہ ملکہ عیش دوست ہی ہمیشہ اِس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہی ناچ دیکھتی ہی بڑے بڑے
ساز بجانے والے سرودی ہین کلاونت کار اِسکے ملازم ہین اور اِسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق
ہی تعلیم اُستادون سے لیتی ہی علم موسیقی مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہی فی الجملہ اِسنے تو بادشاہ
کو پہاڑ پر بٹھلا کر طائفون کو یاد کیا ہی گرم ناچ راگ سنیے کہ مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو جو شیشہ دار
کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طی کرتا آتے آتے یہ بھی اسی کوہ سلیمانی کے قریب
پہونچا اور ایک باغ اُسنے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ منھ نظر
آتا تھا اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین
چشم دلکو تراوت دیتے ہین بیچ حصار مین دروازہ جواہر کار لگا ہی اور ہر سمت کمرے بنے ہین از بسکہ
قاعدہ مستمرہ ہی کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہی چونکہ یہان گوئیے
جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا کوئی تانین لگاتا تھا کہین
سے مین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین کہین سے
آواز سرگم بھرنے کی بلند سا رے گا ما پا دھا نی کی صدا سے ہر ایک خورسند اِس عیار شیرین
زبان نے یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہی ناہیدہ آسمان نے اِسمین
داخل کیا ہی پھر اِسکو یہ دھن ہوئی کہ اِس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیے پس آپ بھی رنگ روغن
عیاری کا لگا کر ایک گوئیے کی صورت بنا کمر باندھکر ایک سارنگی کمر مین لٹکا کر کاندھے سے لگائی
کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگھر بنایا مانگ نکالی کان مین ایک بالی ڈال
تُکّے دار ٹوپی سر پر رکھی عطر کی روئی کان مین رکھکر تین گرہٹی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پاجامہ زیب
تن کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گوئیے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے
اِسنے اُنکو سلام کیا اُنھون نے اِسکی صورت بغور دیکھکر آپسمین کہا کہ اِس شخص کی صورت
فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہی جبھی جب سے وہ چلا گیا میان جھنو اور بدھو خان کا گانا
آدھا رہگیا اور فتح خان تو اِس غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر

اُسنے اِس عیار سے کہا اوسے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید
نے پھر اپکی صورت دکھائی وہ سب اِس سے بغلگیر ہوئے اور کہا ای یار ایسا تمنے گھر بار تجا کہ باپ
کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اِسنے کہا اُستاد جی کیا بیان کرون گانے کا ایسا مجکو سودا
ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون کچھ تمھین تعلیم کردو باپ مر گئے تو
کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اِسکا تھانبا اور اندر باغ کے
لیگئے اِسنے اُس گلستان کو نہایت سرسبز و خرم پایا جہان پہاڑ پر ایسی تیاری تھی وہان کے باغ
کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبیٰ سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہا سے جنت کا رشتہ دار وہمگی
اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن
پھولون کی بہار بہار عیش دولت و نوجوانی پر چشمک قلق کہین بیطری سر گل پر برنگ دست
شفقت مادر کانپتا کہ آسیب خزان سے نگلبند قدرت تجکو بچائے کسیکا پنجہ مرجان و چنار درازی عمر
و بقاے رنگ و بوے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے
ایک بارہ دری نہایت آراستہ کاخ گیتی کیطرح زنگار رنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ
چالاک کو گوئیے ایک کمرے مین اُس باغ کے لیکر آئے وہان اور ون سے ملاقات ہوئی سبنے
خاطر کرکے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سنین کہ اتنے دنون پھر کر تمنے کیا پیدا کیا تمھارے
باپ تو بڑے نایک تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال آسکی طرب مین درست
کرکے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذرا سی خاک چاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اتبو جتنے وہان اُستاد
تھے سب تعریف کرنے لگے اور اِسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال تھی جو رہجائے ایسا بجایا
کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اِسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب لوگ اِس سے محبت ظاہر
کرنے لگے اِس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لاتے ہین
مجرا ہوگا یہ حکم سنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین اِن
گویون نے اُن طوائفون سے بھی ذکر کیا کہ ایک گوئیے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے
اُنمین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سست ہے اُس لڑکے کو ہمارے ساتھ کردو اُستاد جی نے عیار کو
بلا کر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اِسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی اِنھون نے

جھکڑ لگی بائین کو لگا یا دہنے کو ہتھوڑی سے ٹھونکا پڑا اُسکا کھینچکر درست کیا لبتنی ہین جوڑی باندھکر
تیار ہوئے وہ رنڈی بھی مسی کاجل سے درست ہو کر بشیواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی اور
جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوئے غرض جب پہاڑ پر پہونچے چالاک نے وہ آرایش و زیبایش
یہاں کی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب
تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اُدھر اُس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویّے
کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایک نے پکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ
جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان
گئے تھے بجانا ہو یا نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی دلیسی گانے والی
ہوتی تو بجا دیا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے
نصیب تھے کہ تم ایسا سگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھکر پشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے
لگی اِس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہیدۂ فلک کا
سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا

ابیات

لگی آخر وہ طول روز روشن
سمٹا مہر کے پرتو نے دامن
اٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک
ہوا آنکھون سے حسن شام نزدیک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اس رنڈی نے سماں چھنے مین باندھا
اور وہ رات ہو جانے سے چاندنی کا کھیت کرنا منقش کا پہاڑ پر نازنینون کا اُٹھانا وہ سبزہ زار وہ
پھولون کی بہار شبنم کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گلبدن کا جماو سلیمانی پہاڑ کا چمکنا عمارات
کوہ کا مصقلہ چاندی کا تھا وہ چاندنی مین ولکتا تھا اور اسمین اسطرحکا طبلہ بجا اُس طوائف سیمین
پیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم سوقت ہوا تھا کہ قطعہ

ہوا اُس شب کا سن شادیانہ
کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا
جواہر کی دمک تھی یہ کہ وہ جا
الثش ہو تاجدار خاوری کا
جھکا دی تھی زمرد کی صراحی

خوشی جاندار خستگی و تری کا
لباس نقرئی پہنے تھی کوئی
قرینہ تھا دو کان جوہری کا
چلے تھا جام ساقی سے پیالہ
قدح مین لعل کے بچہ پری کا

نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز
سراپا کوئی پہنے تھی زری کا
صف مجلس کو گر دیکھو تو گویا
یہ این صورت شراب لبری کا
کرون تعریف کیا اہل طرب کی

صداے سحر جنکی ساحری کا
سنے جھے پھول آرائش کے لیے
جہان مطلوب تھا گل خنجر کا

لٹا دے پل مین قارص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
اثر سے تھا سنگ مین بھی شیشۂ قلقل

کرشمہ انکی چشم ابری کا
لگی وان شہرنی تختون کے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ باین کی ٹھمک سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ سلیمان جادو کے دماغ مین مستی نے ٹھیکا لگایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کر رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم رہی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منھ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندے نے کہا بلاؤن وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا انکے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے بن مین نکلگئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہے لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو آئے ملکہ نے تعریف کی چالاک نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا طبلیا ہون مجکو کیا آتا ہے جمشید نے مجھسے بہتر بجانے گانیوالے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ چالاک نے بین اسکے سامنے بجائی اور پکھاوج کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن کلائی سے کھولکر دی اسنے تسلیم کی ملکہ نے مالے مروارید کے عنایت کیے اسنے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہے اور بھوک بھی مجکو لگی ہے ملکہ نے کہا ہم تمسے کچھ سیکھینگے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہے یہ آپکی قدردانی ہے ملکہ نے حکم دیا کہ انکو وہ سامنے والے مکان مین لیجاؤ اور شراب کباب کھانا عمدہ انکو کھلاؤ ملازم بہ حکم ملکہ انکو لیگئے یہان اس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمتخانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بمنت لیگئی نعمتہاے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر چالاک کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہمہ نعمت مہیا کردی اسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب

دکھانے کی راہ سے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے اُنھون نے اپسمین کہا کہ میان
یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے پاس چلین شراب چین حقہ
پانی کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کرکے دس بارہ آدمی وہان آئے چالاک اُٹھ کھڑا ہوا کہ
آیئے آیئے جمشید کی قسم آنکھین ڈھونڈھتی تھین یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب کی بوتل
حوالے کی یہ سب پینے لگے اُسطرف افراسیاب جب محفل مین تہ آب بعد اِس عیار کے گانے بجانے
کسیکا گانا کب اُسکو پسند آتا ہو کسیکا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور
نہ سنا معلوم ہوتا ہو کہ اُس گویے مین کچھ فتور ہو بس اسطرحکا استعجاب کرکے سلیمان سے پوچھا
کہ اِس گویے کا حال مین نے اچھی طرح نہین سنا یہ تمھارا کیا نوکر نہین ہو ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا
سے آیا ہو میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا یہ بیٹا ہو اِسکو سودا ہو گیا تھا تو نکلگیا تھا ابھی اُستاد
بیان کرتا تھا حضور نے نہین سنا شاہ کو یہ حال سنکر خیال آیا کہ آج ہی یہ آیا ہو کہین چالاک
نہو یہ سوچکر اپنے بازو پر سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو
ہو ای بادشاہ طبلہ بجا کر تجھے سمرن لگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر سلیمان
جادو کو وہ تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکلگئی کہ شاہ کہیگا دشمن کو گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی
ہوئی ہو اُدھر اِس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
مجکو قسم ہو سامری کی کہ مین اُسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ آیا ہو
کوہ نیلم سے تم کیا جانو یہان تو آج ہی یہ پہونچا ہو ملکہ نے کہا پھر یہی موقع خوب ہو مار ڈالیے چالاک تو
وہ غافل ہو ایسا نہو کہ ہوشیار ہو کر چلا جائے یہ کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جا کر دیکھ
تو وہ طبلیا اُس مکان مین کیا کرتا ہو وہ کنیز چلی یہان سب گویے کھانا کھاتے ہین خوش بیٹھے
ہین کہ وہ لونڈی دبے پاؤن آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت
آئی اور جھانک کر چلی پھر گئی یہ دیکھتے ہی کھٹکا تو کہتا تھا کہ کیا معنی معلوم ہوتا ہو کہ تمھارا بھید
کھلا یہ دیکھنے تمکو آئی تھی یا یہ کہ اِسکا کوئی یار یہان ہو اُسکو دیکھنے آئی تھی بہرصورت کچھ تمکو فتور ہو
اور بالفرض یہ بھی فتور سہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم السا دشمن یہان موجود ہو کوئی فکر کرو
یہ سوچکر ایک گویے سے کہا اُستاد ذرا میری ایک بات الگ چلکر سننا وہ اُسکے ساتھ ہوا یہ اُسکو

اُس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا تھا پردے پڑے تھے سامان راحت
مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گویئے سے کہا اُستاد دیکھنا میرے ہاتھ مین کیا خوشبو آتی ہی اسنے
ہاتھ اسکا سونگھا اور بیہوش ہوگیا اسنے اُسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اُسکی ایسی شکل اپنی بنائی
کپڑے اپنے اُسکو پہنائے اُسکے آپ پہنے اور وہان سے جہان اور سب تھے اُسجگہ آیا اور کہا ابھی یہ لڑکا
بیشک سودائی ہی مجکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا
رہگیا یہ کہکر اُنکے ساتھ بیٹھکر گلوریان بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جاکر سلیمان سے کہا کہ وہ طبلیا
بیٹھا ہی چلیے مگر راہ کترا کر اور سمت سے بھلا وا دیکر چلیے ایسا نہو بھاگ جائے یہ سنکر ساحرہ اُٹھی
اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہان کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طبلیے کو نپایا
کنیز سے باشارہ پوچھا کہ کہان ہی اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ اُسکی تلاش کرنے لگی ادھر چالاک
نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بالون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی شراب جو پائی
اسقدر پی ہی کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یہ سنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے
پوچھا کہ ملکہ یہ تمھارا کب کا ملازم ہی اُسنے کہا یہ قدیم نوکر ہی شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ اُس عیار
کو بتا دیگا ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہی چلو بتا دو کہان
سوتا ہی اسنے اُسکو ہمراہ لیا ملکہ نے سب کنیزون سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے
نپائے کنیزین ہر سمت محاصرہ کرکے استادہ ہوئین اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہان گویے جمع تھے
اُنسے کہا تمکو یہان کسنے آنیکا حکم دیا ہی وہ سب عتاب سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکلگئے
مگر زیر کوہ نجا سکے اور چالاک اسکو اُس درجہ مین کہ جہان گویئے کو صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے
وہان پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اسنے کہا اے ملکہ مقدمہ عیار کا ہی آپکو اکیلا مین نچھوڑونگا
یہ سنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور صحنچی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چرخ
کھا کر گری اسنے جلد اُسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے مُنھ پر چڑھا کر رنگ روغن لگا کر
ایک لمحہ مین فتح خان کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گویے کو پلنگ پر سے ہٹا کر اسکو لٹایا
اور اسکا زیور و لباس خود پہنکر ایک لمحہ مین اُسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید
عمرو ہی اسمین اور چار مہتر چوڑہ سرہنگ جو عیاران اسلام مین منتخب ہین اُنمین یہی صفت ہی

کر صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخہ رنگ روغن کے اُنکو معلوم ہین اور عیارون کو نہین معلوم
اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ اُنکے برابر نہین ورنہ اُنسے بھی یہ
عیار دعوی برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر اُنکو یاد ہین اسیوجہ سے سرگروہ عیاران عالم
ہین اور نامور ہین خواجہ ایک لمحہ مین بہتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین
بدل لیتے ہین خواجہ کو معجزے سے یہ قدرت حاصل ہو انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہو حاصل الامر یہ
کہ اسوقت اِس عیار نے اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش
کیا تھا چہرہ پر سے اُسکے عرق لگا کر روغن چھڑا ڈالا اور ہوشیار کر دیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد چرخ زمانہ کا
نشیب و فراز ہو کہ یہ جو پڑا ہو عمرو کا بیٹا ہو تمکو اسنے مار ڈالا ہوتا بھلے کو مجھکو خبر ہو گئی جو تم بچ گئے اب
خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نکرنا نہین قتل کر ڈالون گی لو آو میرے ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان
کے آکر گویے کو تو الگ کر دیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا ای ملکہ تمنے
دیر کہان لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اِسنے ہنسکر کہا آپ کے اقبال سے وہ موا کہان
جا سکتا ہو ای شہنشاہ مین جب اُسکا سر کاٹنے گئی تو میرے ذہن مین آیا کہ یہ ہوشی کا ماتا اب بھاگکر
کہان جائیگا لوگون نے دھاک باندھ رکھی ہو ورنہ یہ کچھ مال نہین لیس مین نے چار گھڑی کا مل ٹھہر کر
اُسکے ہر رونگٹین پر پیر بٹھایا اور خوب سحر سے جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگاہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش
پڑا ہو اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے سبکے سامنے اُسکو قتل کیجیے گا اگر بہت احتیاط منظور
ہو اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہو تو ہوشیار اُسکو نہ فرمایئے گا عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ
نے کہا جی تو یہی چاہتا ہو کہ اِن عیارون کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کرون اچھا ای ملکہ تم پلنگ
وہ جسپر اُسکو رکھا ہو باہر نکلوا لو کہ مین بھی سحر اپنا بمزید احتیاط و حفاظت کر دون ملکہ مصنوعی نے
ساحرون کو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا شاہ نے بھی حصار سحر کا
کر دیا اب ہزار ہا جادوگرنیان پہاڑ پر پہرا دے رہی ہین بادشاہ میخواری کرتا جاتا ہو اور پلنگ کو
دیکھتا جاتا ہو روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کر دی ہو بڑی نگہبانی ہو چنانچہ وہ رات تو اسی اقوہ
مین کم رہگئی تھی کچھ ہی دیر مین زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سفید ضیاے
مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضاے ابیات

کہ چمکا صبح کا جو دم ستارا	لباس ماتمی شب نے اتارا	پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے
اٹھو داماں گل شبنم سے نم ہے		

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک بیٹا عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ مین باغ سے گئے قلعہ مذکور مین بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اختر چشم بیٹی نے سلیمان جادو کی بھی سنا اُسنے لباس و زیور سے اپنے تئین آراستہ کیا کشتیان جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوکر چلی حسن مین یہ گلبدن قمر پیکر تھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی سینہ اُبھرا ہوا جبین نکلی ہوئی گات سڈول ہر عضو بین سانچے مین ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری مین طاق بصد کرشمہ و ناز بہار پر آکر اتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ سلیمان نقلی نے غلغلہ سنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آتی ہین پس اسکو دیکھکر سمجھا کہ یہ اُس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے تعظیماً اٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائین لین دعائین دین اُسنے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اسکو بنگاہ محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتین کرنا شروع کین اور کہا ای بادشاہ اس کنیز نے سنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے مین بھی حاضر ہوئی کہ جاکر اُسکے قتل مین شریک ہون تاکہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر مین بھی ماروُنگی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہو جائین اب مین اس عیار کو قتل کرتا ہون ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہوکر استادہ ہوگئے اور شاہ تیغہ پکڑکر پلنگ کے پاس گیا اور ساحرہ خنجر کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو ٹوکر دو قدم پیچھے ہٹکر جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن اُسکی کٹکر لٹک گئی اور تلوار نے زمین پر آکر بوسہ دیا اُسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز ہیبت کی آئی اور آندھی چلی بجلی کڑکی کھڑکھڑاہٹ کی صدا ابرون نے دی پھر ہوا ہوا کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا سنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہوگیا پہلے اتنا تو کہا کہ ارے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا ادھر چالاک جب اندھیرا ہوا تو لوہ کر کے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہوگیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشہ مین چھپ رہا اور وہان اختر چشم کھڑی ہو کر پیٹنے لگی کہ ای بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری مان کو مار ڈالا بادشاہ مسکرائے تو کیا کہے چپ بدن کاٹو تو لہو نہین اور تمام کنیزین

بیچارئین کھانے لگین ہائے ملکہ وائے ملکہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا یہ بادشاہ ہوا کیا آیا تھا کہ
ملک الموت آیا تھا ارے اس جلاد جمشید کی مار یہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزین
تو اسطرح برا بھلا کہتی تھین اور اختر چشم اپنی مان کے لاشہ سے لپٹکر بین کر رہی تھی کہ ہے ہے میری
نازون کی اُٹھانے والی افسوس مجھے محبت جتانے والی ای میری پالنے والی تو کدھر گئی ہائے
مجھکو سوکھے مین سُلایا آپ گیلے مین سوئی کس ناز و نعمت سے مجھکو پالا اب مجھکو امان تنہا کر گئین
میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کریگا ای امان مجھکو بھی اپنے پاس بلا لو مین اکیلی ہو گئی آکے
سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار پر جھکر ملکۂ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا
ای ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجھکو قتل کر دو یہ کہکر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہو کر عذر کرتا ہے اسکی
خاطر ضرور ہے یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ ای بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا
ہوا اور امان کی قضا آکر برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا اب مجھکو
دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ و مرتبہ کرونگا تم رنج نکرو ملکہ نے کنیزون کو گھرکا کہ خبردار
جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمۂ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزارہا عورت یہان تھی کس کس کو
منع کرتی زبان خلق کسنے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اُٹھکر یہان سے روانہ ہوا ادھر
چالاک جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اُترکر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے
سے سلیمان جادو کے اُس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد و خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک
کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صدائے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی
سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل برنگ سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس
پتھرائے ہوئے چشمۂ جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت داغ غم بلبل کی جان
پر خزان کا ستم فاختون نے ٹوپیان شگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سے سینہ زنی کرتی
تھین وہ آرایش و زیبایش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب ابیات

بیان گل کسو نے جیب کی چاک
نہ حرص اسکی کچھ ہے ساز نہ برگ
نکامت دلکو بلبل اس چمن سے

کرے تھا جو صبا سر پر کوئی گرد
گئے یان سے وہ محبوبان رعنا
نظر جو آج سبز آوے سو گل زرد

عجب گلشن ہے یہ لیکن کسی سے
گل نو رستہ آگے چلے تھا گرد
لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ

حباب اٹھ جائے ہے بھر کر دم سرد

فی الجملہ بعد گریہ وزاری لاش اسکی بیٹی نے اٹھوائی اور انتظام قلعہ داری میں مصروف ہوئی ادھر چالاک جو روانہ ہوا قصد اپنے کیا کہ قلعہ میں جاکر ساحروں کو قتل کروں مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم دیتا ہے اگر ٹھہرتے چلوگے تو برسوں میں لشکر مہرخ تک پہونچوگے بس مارتے لوٹتے یوں ہی چلے چلو یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور افراسیاب رنجیدہ بادل بیتاب بہ اضطراب تمام روانہ تھا دل سے کہتا کہ او شاہ خود کردہ را درمان نیست تونے افسوس اپنے ہاتھ سے سلیمان کو قتل کیا اسی رنج و غم میں آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ زال و گوگل جل رہے ہیں طائران سحر اڑ رہے ہیں اژدہوں پر کاٹھے کسے ہیں تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے آمادۂ سفر ہیں بادشاہ برائے دریافت حال قریب تر آیا یہاں کی مالک ایک ساحرہ ملکہ شعلہ چشم گوہر دندان جادو نام ہے نہایت ذی احترام ہے عین شباب و جوانی کے دن ہیں نہایت کمسن ہے رشک پری غیرت بخش ماہ و مشتری ہے مردمک چشم انسان جان خوبان جہان حشر خرام و آفت جان ہے گلبدن غیرت دہ نسرین و سمن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب ایل عالم مرتے عیسیٰ بھی اسکی مسیحائی کا دم بھرتے

مسدس

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے — قد بالا کو بجا ہے الف جان کہیے
یائے گیسو کو بلائے سر یاران کہیے — لام ظلمات ہے وہ زلف پریشان کہیے
کس طرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو — کیسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو

گذر اسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے — جمع یہ مردم آبی ہوں کہ میلا ہو جائے
کبھی بتخانے میں آئے تو تماشا ہو جائے — کعبہ سان خلق کا مسجد و کلیسا ہو جائے
برہمن دیکھ کے گرد ونکو کہے وارے ہیں — بت بھی بتخانے میں چلا اٹھے کہ اللہ رے حسن

وہ نازنین بھی جھولا سحر کا گلے میں ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ جایا چاہتی ہے شاہ کے ہوا سے نیچا ہوا درخت جھومنے لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ مذکور جلد نذر لیکر تخت سے اتری شاہ کو آداب بجا لاکر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا کہ نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہیں انکی خدمت واجب ہے لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ

اُترا خیمہ و بارگاہ نصب ہوگئے ملکہ بادشاہ کو سوار کرکے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا و تیچ
بستی تھی رعیت فرط عشرت سے بہشتی تھی عمارتین پتھر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ہر مکان و دیبا
خوبی مین پری کی تصویر ہر دوکانین منقش و رنگین کمرون کی شکل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ
او رعکس کواکب بوقت شب ۔ در چشم روزگار ز ترصیع بہتر ست + شاہ طلسم سیر کنان عمارات
شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لا کر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف پر بٹھایا
جنگیر چو گوشے عطر دان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام
مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اُسوقت باب تکلم وا کیا
کہ ای ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحد دار سے کچھ بگڑ گئی کیا
ملکہ نے عرض کیا کہ ای شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر مہرخ
کو غارت کردون شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت و حمایت
کرنیکا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہرو ملک عدم ہوتے ہو ابھی ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے
گذر گیا یعنی تمام اجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا پھر مستفسر ہوا کہ ای ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سنا ملکہ نے پرچے
اخبار کے سامنے منگا کر ڈالدیے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین پڑھ پڑھ کر مجھکو تاب نہ تھی چ
چلی تھی کہ حق نمک سے ادا ہون ای بادشاہ ساحرونکا مارے جانا عیارون کی عیاری کرنا صنعتو
کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم
کرکے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزاے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ
اسکے لشکر کے افسر سپہ سالاران نامور حاضر ہوئے قانچا جادو و طوس جادو اُنکے نام تھے
انھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا ای بادشاہ ہم سب آئین قسم کھا چکے ہین کہ بغیر
قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئینگے اب آپکو رخصت ہی کرنا بہتر ہو شاہ نے کہا جمشید تمھارے ارادے
پورا کرین اگر یہی ارادہ ہی تو جاؤ سپرد کیا نے دو سو خدا کن سے کیا القا تمھارا حامی و مددگار رہے
جب ملکہ نے اجازت جانیکی پائی آسودن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کے
مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر پر نور خورشید کی
فرمائی کہ بیت اُٹھی محفل سے شمع بزم افروز + ہوا پیدا دل پروانہ مین سوز + ہنگام سحر

نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہو کر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طائران سحر پر
سوار ہوئے بروے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑ گیا بادل جادو کے دنیا مین چھا گئے
بیرون کے غل سے کان جھنجھنا گئے ایک ایک ساحر مثل بلاے سیاہ اژدر پر سوار تھا تھے پر
تصویرین خوک کی بنائے کالی صورت دانت نکالے آفت کے سب پر کالے جھنڈیان ہاتھ
مین لیے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے صحرا مین لگاتی جاتی
تھی یہ تو ادھر گئی مگر بادشاہ اپنے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اسکو منظور ہو کہ ایسا کچھ بندوبست
کرتا چلون کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کرون چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا شعلہ چشم
کا سنیے کہ بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اسکے آنے کی خبر سنی
ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو وغیرہ ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جا کر راہ
مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر پڑا ہی ایک جا
مصور اترا ہوا ہی ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہی اور سردارون کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج
صنعت کی اتری ہوئی ہی گو وہ اس مقام پر نہین ہی دریاے خون رواں موج مار رہا ہی ایک
دیوار طلائی کھنچی نظر آتی ہی بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار پریزادین شہنائیان منھ سے لگائے کھڑی
ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ مخمل سرخ کی استادہ ہی وہی دیوار سرحد طلسم ہی اُس طرف اندرون
طلسم ہی یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہی جو تمام جواہر دوز ہی اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہی چوبدین
یاقوت اور زمرد کی لگتی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہی باہر طلسم کے شاہ جس سے ملاقات کرتا ہی تو اسی
بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہی یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت و
شان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی یہ کیا سبب ہی غرضکہ یہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو
نذر دی اُسنے خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے یہ دست راست
تخت کے بیٹھی چار سو جادوگر پیچھے بیٹھے ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا
جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے مقام پر جانا اور اجازت آنیکی دینا کہنا
زبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی بیان کیا یہ حال جو ابھی سینے
مہرخ سے جا کر کہا کہ اسطرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے

آتے ہیں یہ خبر سنکر تمام سردار خوش ہوئے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ
زبردست ہے پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہے وہ کیا کریگی برق عیار مجھیا ہوا تھا اُٹھا کہ میں ذرا
جا کے شعلہ کو دیکھ آؤں مہرخ نے کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا
میں کیا تدبیر کروں خواجہ ایسے مقام پر قید ہیں کہ جہاں پہنچ نہیں اگر میرا وہاں گذر ہوتا تو جان
لڑا دیتا یہ کہکر لشکرگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت میں آیا یہاں بڑا اعظم وشان شعلہ کا
دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا میں صرصر عیارہ آئی عیاروں کا معمول ہے کہ آتے ہی چار
طرف دیکھ لیتے ہیں اسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور ٹال کے ادھر اُدھر پھرنے لگی
کبھی مٹھیکر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتیں کرنے لگی برق دل سے کہتا ہے کہ عیارہ مجکو دھو
دے رہی ہے غرضکہ کچھ دیر میں عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو بنایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم
سے کہدیا کہ برق عیار بارگاہ حریف سے آیا ہے وہ کھڑا ہے ساحر نے یہ سنکر رقعہ جمشید جیب سے نکالا برق
نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُسی پر اس ساحرہ نے کاغذ نکالکر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمہارا حال عیارہ
نے کہدیا بس یہ سوچکر سامنے شعلہ چشم کے آیا سلام کرکے کہا میں برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ
کا مدار ہوں نامہ لیکر آیا ہوں زبانی بھی پیام لایا ہوں یہ کہکر نامہ کمر سے نکالکر پیش کیا حیرت نے
اُسوقت کہا ارے موئے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نہ تھا اسنے کہا میں لایا تو کیا
برائی کی مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوالے نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھکر کہا یہی وقت ہے اسکو
قید کیجیے اس موئے کے پاس نامہ سب بھرے رہتے ہیں حیرت نے ایک دانہ ماش کا پڑھکر
مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا ای شعلہ میں نے تمہاری بڑی تعریف سنی تھی مگر تم تو حد کی بودی نکلی
کہ بیقصور مجکو قید کیا آجتک کسینے قاصد کو نہیں ستایا حیرت یہ سنکر گویا ہوئی کہ موئے جوانا مرگ تجکو
میں نے قید کیا ہے ارے آجتک جو کچھ کیا تم عیاروں ہی نے کیا مہرخ نے کسکر مارا بلکہ سب ہمارے
نوکروں کو تم ہی نے بھڑکا کر خراب کر رکھا ہے ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری
حمایت کو آیا تم ہی غارتیوں نے اسکو قتل کیا برق نے کہا ای ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے
چلا آتا ہے کہ جو ساحر نامی تمہاری طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر ہمیشہ جو ہوتا آیا ہے وہ آج بھی ہوگا یعنی تو
عملدرآمد قدیم ہے اور ہم قید تھوڑی ہی رہینگے کوئی دم میں چھوٹنے اور مارا اسوقت تمنے ہمیں دغا کی حکم

نے کہا ہم دغاباز نہین ہین یہ تمہارا اُستاد ہی دغاباز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ نے قید کر لیا اُنکے
تو بڑے بڑے حمایتی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئین نہ بی بہار نہ مخمور اور اُنکے علاوہ جو
اُنکے طرفدار بران وکوکب تھے وہ بھی نہ خبرگران ہوئے برق نے کہا سب اس وقت پر موقوف
ہین جب زمانہ اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائینگے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹین یا نہ چھوٹین تم اپنی فکر کرو
یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی خاردار لاؤ کہ اسکو اُسمین بند کرکے دریائے خون رواں کے اُس پار
اندر ڈالا جو دروازہ ہے اُسمین لٹکا دیا جائے یہ حکم سنکر صرصر نے اپنے دل مین سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب
سے قید ہوا ہے اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہے کہ یہان نہ ٹھہر اپنے خیمہ مین چلکر
چھپ رہ یہ سوچکر اپنے خیمہ مین چلی گئی اُدھر ملازمان حیرت قفس لینے جو بارگاہ سے نکلے راہ مین ہر ایک
سے بیان کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ہے ضرغام عیار عقب برق تاک عیاری مین یہان آیا تھا اُسنے بھی
سنا اور سمجھا کہ برق پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جاکر صورت اپنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی
کسلیے کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت
سرخ کا گلے مین پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم دیتا تھا اور تمام لے عیاری کے جسم پر
لگاکر چوٹا ترچھا باندھکر گات کو تنکر اُبھار سینہ کا دکھاتا نیچہ توڑتا ہوا ہمہ تن چشم بنا ہوا بارگاہ مین آیا
حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہے اُسکو چھوڑکر کہان گئی تھی یہان موجود رہنا چاہیے اُسنے کہا
اے ملکہ مین باہر اسلیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا
کہ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہین مین نے پاس جاکر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہان کیون
بیٹھے ہین فرمایا کہ مین طلسم کی گرداوری کرکے یہان دم لینے ٹھہر گیا ہون تو اے ملکہ مبارک ہو کہ
شہنشاہ اب ملک کی اپنے اسطرح خبرگیر ہین پھر شہنشاہ نے مجھسے لشکر کا آپکے حال پوچھا مین نے
قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہرچند کہ بڑی منتظمہ ہین لیکن عیار بڑے مکار ہوتے ہین ایسا نہو
کہ چھٹ جائے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمات سنکر کہا بادشاہ کو آج
فکر عجوبی ابتک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ چشم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے
اچھا تو اُس عیار کو لیجا اور مین بھی جی مین آتا ہے کہ چلون صرصر نے کہا بلالاؤن آپکو تو بلایا نہین
اگر آپکو چلنا ہے تو پہلے مین پوچھ آؤن پھر آپ چلیے خیر اب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن

ملکہ نے سحر اپنا دفع کر دیا صرصر نقلی نے برق کو بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور باندھ کر پشتارہ
کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جادہ جا ایک درۂ کوہ میں لا کر پشتارہ سے نکالا لخلخہ ہوشیار کیا برق
کی آنکھ کھلی دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا میں ضرغام شیر دل ہوں اسنے اٹھکر
اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کارنمایاں تمنے کیا یہ کہکر دونوں صورتیں بدلکر پھر جانب بارگاہ حیرت
چلے اور یہاں آکر علٰحدہ ایک گوشہ میں ٹھہرے اس عرصہ میں صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ میں آئی
کہ دیکھوں عیار قید ہوگیا یا نہیں چنانچہ جب بارگاہ میں آئی حیرت نے کہا ارے تو پوچھ آئی عیارہ
نے کہا میں تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے بھیجا مجکو کہاں تھا ملکہ نے کہا اس چنڈو کو اب
نشہ ہوگیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہیں ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہیں اُنکو البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات
سنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھکر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے کیا قصور کیا جو آپ
خفا ہوتی ہیں ملکہ نے کہا اری قحبہ بیسوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہیں میں نے کہا میں
بھی چلوں تو کہا تو نے میں پوچھ آؤں چلی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتیں بناتی ہے صرصر نے کہا قسم
ہے جمشید کی میں نہ آئی تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار آپ
قیدی کو رہا کر لیگیا شعلہ حشم نے کہا اب بہتر یہ ہے کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ طشت
ذرا صاف کرا دو میں چوکی پر جاؤں گی یہ سنتا تھا کہ برق جلد بارگاہ سے باہر نکلگیا اور لباس اپنا
اُتار کر صورت اپنی خاکروبوں کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکڑا پلاس کا کمر سے
لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو دینچہ ٹوکرے میں رکھکر مُنہ میں کپڑا باندھکر در بارگاہ پر آیا کنیزان شعلہ حشم
نے اسکو دیکھکر کہا ارے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہیں مہتر بیت الخلا میں گیا
بارگاہ کے پہلو میں قناتیں کھڑی تھیں ملکہ حیرت کے لیے چوکی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ
بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جا کر گرد چوکی کے کمند کے حلقے جال کی طرح لگائے اور یہ
ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤں چوکی پر رکھے کمند کے حلقے گردن و کمر میں پیچیدہ ہوں بعد اس
تدبیر کے طشت بدلکر باہر نکلا اور پشت پر جائے ضرور کے جاکر ٹوکرا رکھکر بیٹھا اُدھر کنیزوں نے
اندر جاکر آفتابہ رکھا اور شعلہ حشم سے جاکر عرض کیا کہ حضور چوکی پر جائیں وہاں اور کنیزوں نے
مہتر سے کہا ارے ابھی جانا نہیں اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کرکے جائینگے یوں تھوڑی

جل کھینکے حاصل مرام شعلہ چشم بارگاہ سے نکلا دامن باندھ کر پائجامہ چڑھا کر چوکی پر آئی جیسے ہی کھٹی پکند جو
اُڑی ساتوں بند اُسکے گردن دگر دست و پا میں پچ ہو گئے اور یہ الجھکر چوکی کے نیچے گری اور گلا
ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خر خر کرنے لگی آواز اسکے خرانٹے کی باہر لونڈیوں نے سنی سمجھیں
کہ سوتی پادتی ہیں اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی ادھر برق نے بھی یہ صدا سنی سمجھا کہ ساحرہ
پھنسی پشت پردے قنات کو چاک کرکے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر کے پشتارہ
میں باندھ کر پشت ہی کیطرف سے نکلکر چلا راہ میں ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھوں نے ٹوکا
کہ ارے کیا لیے جاتا ہے اسنے کہا جو دیا ہے وہ لیے جاتے ہیں پہرے والے نے کہا اس گٹھری میں
تو آدمی معلوم ہوتا ہے اسنے جواب دیا ارے میاں چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری
جاتی رہیگی پہرے والا یہ سنکر قریب آیا اور کہا ارے کچھ حال تو کہہ کیا ماجرا گذرا ہے مہتر نے کہا میاں
ملکہ شعلہ چشم نے ایک لونڈی کے غصہ میں تنکا جو تاک کر مارا اُسکے کلیجہ پر پڑ گیا تڑپکر مر گئی مجھے کہا اسکو
کسی نالے میں لیجا کر چھوڑ آوے اور خبردار کسی سے کہنا نہیں اب تم چھیڑ چھیڑ کے پوچھتے ہو کہو تو لاش یہاں
رکھکے میں چلا جاؤں پہرے والے نے کہا بھیا خفا نہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سنکر برق آگے بڑھا اور
اُس چوکیدار کے پیٹ میں ہول اُٹھا دوڑ کر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُسکے کلیجے
میں لگا مر گئی مہتر کو لاش اُسکی دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہے جمعدار نے کہا ان خیالوں میں نہ پڑو جو
ہوا وہ ہوا ادھر کنیزوں نے آپس میں کہا کہ پیخانہ میں بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہیں اکنے
جھانک کے جو دیکھا تو ملکہ ندارد ہیں پھر تو سب اندر آئیں ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی پکڑ لیگیا
خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ جا دیکھ کیا سانحہ ہے عیارہ نے آکر پتہ پایا اور حیرت سے
جا کر کہا برق فرنگی پکڑ لیگیا ہے حیرت یہ سنکر گھبرائی اور قاز جادو و قوس جادو نے کہا ہم جا
لشکر مہرخ پر گرتے ہیں یہ کہکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد کمربندی ہوئی ملکہ حیرت نے
صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف میں جا کر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہونے پائے عیارہ صورت بدلکر
روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا میں آکر پشتارہ سے نکالکر
چاہا کہ سر کاٹ لوں بس خنجر کھینچکر مارا نوک خنجر کی اڑ گئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین تھرائی برق
سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس پھر اسنے پشتارہ میں اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کہ اپنی بارگاہ میں

سامنے مہرخ کے لایا اور کہا ای ملکہ مین اس قحبہ شعلہ چشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ
قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی ہون لپشتارہ کھولو اسنے لپشتارہ کھولا
مگر ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اسکی زبان مین دینا یاد نرہا بس جیسے ہی
لپشتارہ کھولا ہوا سرد کا جھونکا از خود آیا اور زمین سرد ہوگئی شعلہ چشم ہوشیار ہوگئی اور
اُٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہی تمام سالار سردار جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرائے سلطنت
ہی یہ دیکھکر اسنے نعرہ کیا کہ ارے نمک حرامان تجھے تجکو عیار سمجھکر پکڑوایا ہی یہ کہکر کچھ سحر جو پڑھا کمند جلگئی
اور یہ سنبھلکر اٹھی مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً پاؤن زمین مین مارکر غرق زمین ہوئی
اور تہ زمین پہونچکر طلاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا چاہا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب
آنے لگین اسوقت زلزلہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت
ہونے لگی شعلہ چشم زمین سے نکلی مگر اس عرصہ مین صرصریان جو آچکی تھی اسنے جھپنگ قاز جادو اور
توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان تنہا گئی ہین وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر پرسم بلغریان آپہونچے
طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آپہونچی اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجلت تمام
ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن تین لاکھ ساحرون سے آگرے تھے سنبھلنے کی بھی
مہلت نملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پایا وہ اٹھا لیا کسینے جھولا
سحر کا گلے مین ڈال لیا کسینے دو تین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین
لیکر چلا اسیطرح ہر ایک آگر بھڑ گیا اُدھر بارگاہ مین جب شعلہ چشم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آگئی
پس یہ بھی باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر یہ گھری ہوئی تھی اسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے
اُنکے آنے سے فوج اسلامیان کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ
بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی طائران سحر سر پر بال و پر اپنے وا کرکے
سایہ گستر ہوئے کبیرون کے غل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی دنیا تہ و بالا تھی رن
بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو و اژدہا جادو وغیرہ کو ان آوازون سے
تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاندان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسینے کسیکو
جلایا پھر دریا جاری کرکے اُسکے تن سوختہ کو ڈبایا آگ لگا کر پانیکو دوڑا تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا

اندھیرا عالم مین چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدہ روزگار مین غبار آگیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا کہ یہ پرانا چھپر آسمان کا اڑ جائیگا آوازین ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور کسینے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اڑکر روے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین ان ہنگامہ پردازون نے سر پر اٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا نظم

لگا کوئی جادو کی کرنے جنت
کہ ہون جیسے ورزش عقدۂ ناز
لگائی کسینے کسی تن مین آگ
کہین کا نور و دلیس کے آئے
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا

کوئی پڑھکے سیدا نہین کرتا گزنت
سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی
کہین شور برپا ارے سحر جاگ
کہین سحر کا بحر تھا موج زن
یہی وقت جانبازی جنگ تھا

ہوا بیچ لگائی تھی یون بار بار
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
کہین ابر گھر کر برستے تھے تب
کوئی کہتا تھا عدو کا دہن
اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حیرت

بھی گئی لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر الگ ایستادہ ہوئی عین ہنگامۂ جدال و قتال مین ملکہ مہرخ خوش خصال نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکہ شعلہ چشم پر مارا وہ نارنج آتے دیکھکر اڑ گئی اور نارنج جاکر اسکی فوج پر گرا ایسا زور اسمین ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اسنے توڑا شعلہ چشم نے روے ہوا پر گھر کر باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزار ہا پتلا قرولیان لیے پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور سات سپرین سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اسپر بھی ایک تیر سپرون کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم کاری کھایا جلن اس زخم مین پیدا ہوئی اسنے افسون پڑھکر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکہ زلزلہ اور توسن جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا توسن نے اس ناریل کو زبردست دیکھکر پرواز کی لیکن ناریل اڑنے مین اسکے پانون پر پڑا کہ انگلیان پانچون اڑ گئین اسوقت شعلہ چشم کو غصہ آیا اور زمین پر اتر کر اسنے دو تیر مارا کر ولے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین باقی رہگئی ہے کہ ادنی آدمی ہمارے مقابلہ مین آتے ہین سحر مدد نہین کرتا سامری کا پوجنا بیکار ہے کیا خبرداران طلسم مرگئے یہ کہنا تھا کہ زمین سے غبار اٹھا اور بونڈے کیطرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحہ کے سینے دیکھا کہ بہت

بڑا ایک میل فولادی بنا ہی اور اسمین درشت بچے بنے ہوئے نظر آتے ہین ان طرکیوں مین
ایک ایک پتلی مثل زن مہر طلعت کے استادہ تھی حقیقت مین فلک حسن کے ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی
کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلے اُنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے
شعلہ چشم گوہر دندان اسی طلسم ساحرہ کا نام ہی کہ سحر آنکھون سے شعلہ نکلنے کا کرتی ہی چنانچہ
اُن پتلیون نے ایسا ڈرایا لشکر مہرخ کو کہ سبکے دل تھرا گئے ہر ایک پتلی نعرہ زن ہوئی کہ باشہ
ای خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم حد ادب سے آگے بڑھایا ہی خبردار ہو جاؤ یہ
نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سبنے آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک ایک آواز مہیب آئی اور وہ
میل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ چشم کا اُسکے پیچھے ہو گیا اب اُن پتلیون کی آنکھون سے
شعلہ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ رشک کرہ نار بنگیا سائبان چرخ نیلی کا رنگ سرخ
تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے سمٹنے لگا
ساحران نامی نکلے سحر کے بناکر مختفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی
روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانۂ تن مین
آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن سب گرم جوشی بھول گئے ہر ایک کے
دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ چشم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی اسکی وہی مثل
ٹھیک ہی کہ جھُس مین چنگی ڈال جا لو الگ کھڑی ہوئین آفت عظیم برپا تھی دریاے آتش جوش
مارنے لگا آسمان سے شعلہ گر کر پھیلتے تھے یہ بُرا نا جھونپڑا زال دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اس
آتش کی گرمی تمام عالم مین پھیلی دنیا سازی دھوان کر لیلی بنی کہ نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم	تھی بڑھی نان مہر ہو کر نرم	ساغر مہر گرم تھا یا تنک
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک	گیا تالاب مین ہر یک کنول	کنول کاغذی کی طرح سے جل
بوند کو دل صدف کا ترسے ہی	ابر نیسان سے آگ برسے ہی	شفق آفتاب شام و سحر
آگ دیتا جہان کو تھا سپہر		

مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند
کیے کہ ای حاکم مخلوقات برکت آیۂ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم اس آگ کو
ہمپر گلزار کر دے یہ دعا انکی مستجاب ہوئی شعلہ چشم سے ملکہ حیرت نے بڑھکر کہا کہ شہنشاہ

مار ڈالنا نمکحراموں کا منظور نہین فرماتے تھے کہ جب اسد اور عمرو مار ڈالا جائیگا اُسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جاینگے اور حق بجانب شہنشاہ ہے کیونکر دل اُنکا چاہے کہ اُنکو دم بھر مین بسان حرف غلط مٹا دوں جنکو لاکھوں روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ ع ذرون کو فروغ مہر سے ہے ✦ پس لازم یہ ہے کہ ان سبکو قید کر لو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لاؤ شعلہ حشیم نے کہنا اُسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریاے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ برسنے لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آگیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک و تر نے رحم فرمایا فی الجملہ دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلہ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھکر آتش کدۂ سپہر سے نکلکر مغرب کی بھٹی مین گرا کہ بموجب بیاض

که یعنی وه لباس نور افشان | زمین جیسے طلسم تھی اُسمین نہان
بشکل عکس گیسو اُسکو پایا | ہوا میلا کبودی رنگ لایا

شعلہ حشیم میدان سے پھری لشکر نے اپنے پڑاؤ پر آکر کمر کھولی یہ چلے اپنی بارگاہ مین نہ گئی ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سب اُسکی طرح بھی تعریف کی کہ ای ملکہ کیا کہنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمکحرام کسیطرح رحم کے لائق نہین آپ کل اُنکو قتل کر ڈالیے آپنے یہان آکر نہ خراب کی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شاہ شاہان اس کنیز نے یہان آکر یہ حال نمکحراموں کا کیا اب امیدوار ہوں کہ اُنکے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ مین سبکا خاتمہ کر دون اور آپ تشریف لاکر اسد و عمرو کو جو قید مین ہین ہلاک کر ڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہو جائے اس عرضی کو ایک ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کرکے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک سے جانب کوہ قیرونہ یا قلعہ سلطانیہ کیطرف تشریف لیگئے ہونگے کیونکہ یہی دو راہین وہان سے باغ سیب کی ہین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو ان مقامات مذکور پر جا کر تلاش کرکے شہنشاہ عالی جاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و ضرغام عیار بھی اسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر مہرخ پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کسلیے کہ عیار ہنگام آفت اُسمقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ بارگاہ حیرت مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر براے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی

یہ بھی ساتھ ہوئے اسطرح سے کہ وہ تو اُڑ کر طاؤس پر سوار جاتی ہے اور یہ بطور مخفی نیچے نیچے اُس
طاؤس کے جاتے ہین اور ایسا تیز چلتے ہین کہ طاؤس کا اُڑنا اور انکی چال برابر ہے جب بہت
دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ بیس کوس پر پہونچی برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بارگاہ
حیرت مین تھے تو شعلہ چشم کی زبانی سنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر ملینگے پس یہ ساحرہ
نامہ لیکر وہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جا نسکین اُس سے
بہتر یہ ہے کہ اب اسکو زمین پر اُتار و اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آ چکے ہین اب اسکو
ہم پر عیار کا گمان بھی نہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمایئے وہ کرین لبنے کہا اب اتنا
جلد چلو کہ اس سے کئی کوس پیشتر جا پہونچین یہ کہکر دونون مثل برق و باد روانہ ہوئے اور اُس
ساحرہ کے آگے پہونچکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی کہ خوبصورت
جادوگرنیان بنے مانگ مین سیندور بھرا بندلی ماتھے پر لگائی سرخ چُنریان اوڑھین لہنگے قیمت
کے مہنگے پہنے سر سے پانون تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین جگنو توڑا
طوق ہاتھون مین کڑے بازو پر جوشن پانون مین کڑے چھاگل وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ
کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کاسن زیادہ ایک کا کم مگر دونون کا حسن نمکپاش جان
مجروح فدا جسپر عاشقون کی روح ہاتھون مین دونونکے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت
کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا + ان دنون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا + کاجل
دونون کی آنکھون مین لگا ہوا جسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہے دہر زینت ظالمون پر
تیرہ روئی کو + کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہے صفاہانی + زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہو کر لہرائی
تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھی آئی بلکہ یہ ثنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہے کہ بیت
ناگن کا اُس زلف کی مجھے رنگ نہ پوچھو کیا حاصل + خواہ تھی کالی خواہ تھی پیلی نس نے
اپنا کام کیا + اسیطرح اُنکے ہر اعضا پر تیر مژگان کا اُنکے دل نخچیر کہ بموجب بیت جا ہی ٹھہرا اُس
صف مژگان سے پار + دل تو تھا سا ہی جگر کر گیا + اس صورت زیبا پر دونون آراستہ ہو کر
باہم کچھ مصلحت کرکے ٹھہر رہے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُنہون نے اُسکو آتے دیکھکر دونون
نے ایک دوسرے کو گالیان دینا شروع کین وہ جو کم سن تھی اُسکو سن واسنے دوڑ کر پکڑ ا اور

اُسنے بھی اِسکے بال پکڑے دونون مازادی بیسوا چھنال کہکر غل کرتین ایک کہتی اری قحبہ ره تو جا مین تیرا گورے استرے سے سر مونڈون گی تو نے اچھے گھر بنا دیا موائی تھگاری میرے آدمی سے کیے بیچھے بلا ہو کر لپٹی اری مجکو کوئی اور نہ ٹھیرتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازاران تو جب دیکھے کرتی ہے تو نہین کہتی اور میری پاپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہے میرے لاکھون خریدار ہین ایسا ہی مجکو کرنا ہو تو ایک صبح کرون ایک شام کرون اور میری کیا شامت ہے جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو سچ ہے کہ میرے دیور سے تیرے نیچے پھیل گئی کچھ تیرے میان مین لعل لگے ہین جو مین اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری چھیچھی کرتی ہے اور مکرتی ہے مین نے تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہے یہ تو کہو وہ چچا بھاگ گئے نہین تو اسوقت کیفیت دکھا دیتی ہوئے کو دا ماد تیرا بنا دیتی اُسنے پھر جواب دیا کہ اری ویدا ہیٹی تو کیا مجکو ایک جگہ پکڑ لیگی نہین بھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سبھی سے دیکھون تو میرا کیا کرتی ہے یہ کہکر جھونٹے باہم پکڑ گھونسے اور طمانچون سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور پیرہن تک پہونچ چکی تھی ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھون نے اُسکو دیکھکر پکار کر کہا کہ حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی لڑائی دیکھکر ہنسی ہی تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی ارے تم دونون کیون لڑتی ہو ایسی کیون بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور مین انکے میان کو بلانے نہین جاتی انکے گھر مین قدم نہین رکھتی پھر یہ مجکو دوکھ کیون دیتی ہین وہی مثل ہے کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری نے کہا یہ اُسنے سچ کہا لیکن مین آپ سے کہتی ہون کہ جب مجھے اس سے بہناپا ہوا اور اسکو مین نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے آدمی نے اسے دیکھا اسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر کھانے یہ کتون پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتون پاس تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے تو موئی بات کرتی ہے کہ گالیان دیتی ہے اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو بات سیدھی طرح کرو لڑو نہین اور مجکو تم دونون کی کیفیت معلوم ہو گئی کچھ کہنے کی ضرور نہین یہ کہکر اُس گوری عورت سے کہا کہ تم اپنے میان کو اُسنے لگائی ہو کہ آشنائی ہے سنو میری تم اُس تھڑی سے کیا فائدہ پھر مرجان جو میان تمھارے گھر سمجھینگے تو جو تم ہو گی وہ کوئی نہو گا یہ بھی چار دن کی ہے جب ہو دیکھو تو اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اُسنے کہا صاحب مین کبھی سوتیا آم نہین لیتی سوا چھے کا کام نہین کرتی میرے بدوس مین دو جورو کا خاوند اگر آکر رہے تو مین وہ گھر چھوڑ دون بھلا مجکو

اتنی تاب کہان کہ یہ نا جو میرے ہوتے اُس سے ایسی ملسین مین آگ لگا دونگی انکے منھ کو اُس عورت
نے کہا آگ لگے تیرے منھ کو جھلسا پڑے تیرے گھر مین موئی کے تن تن مین کیڑے پڑین عشتید
کرے کوڑھ ٹپکے جیسا مجکو اُسنے بدنام کیا ہی سب خلق مین رسوا کیا ہی جھنڈے پر چڑھایا ہی سب
برادری بھر مین میری ناک کٹ گئی وہی جو کہ کہتے نہین تھالی بھوٹی یا نہ بھوٹی جھنکار تو ہوئی سب
خلق کہتی ہوگی کہ اب مداری چودھری کی بہو ایسی ہوگئی ایک یار صبح بلاتی ہی ایک شام کو اُسنے
جواب دیا کہ اخاہ بڑی تو نیکبخت تیرا آنچل کسینے نہین دیکھا یہ سلاری کے بیٹے بے خصم کے
جیتے جی مین پڑی گئی تھی بدھو میرے ہی لیے تو دوسنے مٹھائیان کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی
خاوند نے تو آمون کی بغیا مین جنیا سے مجکو پکڑا تھا آج مین برادری مین بدنام ہوگئی وہ جو مثل
کہتے ہین کہ کوری میٹھ نچھنے لگے اُسنے کہا اری میٹھ تو کیا میرے یار ثابت کریگی مین پچاس دھگڑے
تو خود تیرے ثابت کر دونگی یہ بھشتی کے لونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ حکوے والا میرے یہان
(یعنی یہان) آتا تھا اسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے
کہا تبھی مین بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میرا اُن سنائینگے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ
اُس مردے کرا دیجیے اِدھر اُس دوسری نے کہا اچھا یا تو ہی رہین یا مین ہی رہون مجکو اُس موئے
سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہی مجھسے نہ فیصلہ ہو سکیگا مین اپنے
مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہی کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہین معلوم کیا آفت آجائیگی
موئے عیار ایک ہی آفت کے ہین وہ میری مالکہ کو کچھ ستائین اور ضرور ہی ستائینگے کہ اُن کمبختون
کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر اُنکا قید ہی یہ جو اُن مصنوعی عورتون نے سنا کہا آپکو جلدی ایسی
ہی کہ گھر بھی اپنے نہین لیجا سکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے لڑائی چولھے مین جائے قصہ
یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آئی کہان سے ہین آپنے لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت
مین فیروز جادو میرے باپ نوکر ہین جنکے بھروسے پر مین میان سے فارغخطی مانگتی ہون آپکو
کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہی اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب سے
ہماری ملکہ آئی ہین لشکر حیرت بہت خوش و خرم ہی اُسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ نے سارا حال
ملکہ شعلہ چشم کے آنے اور لشکر ماہرخ کو مقید کرنے اور اپنے نامہ لیجانے کا شہنشاہ طلسم پاس

بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ ای جمشید شکر ہی تیرا کہ یہ عیارون کے شریک نکلو اور سب
قید ہوئے اُس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے
اور ہزار دفعہ رہا ہوئے اندھا جیب پیاسے جب دو آنکھین پائے یہ سب جسدن مارے جائین
اُسدن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یون تو عیار اپنا کام کر جاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ رہے تو
عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے انکی قضا ہی نہین ہی یہ عورت اس بیان کو سنکر ساحرہ کے پائون پر گری
اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سنائی ہی وہان یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے
قضا کیون نہین ہی تا کہ دلکو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا اس ماجرے کو مین
نہین بیان کر سکتی مجکو حکم نہین ہی اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ
سامری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہو گیا اب اتنا اور بتا دو ہم خوش ہونگے
اور کیا کرینگے تم جانتی ہو کہ گانون کے رہنے والے عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کے کسی سے
کہینگے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہان سے بہت دور ہی اگر
یہ اگر کسی سے کہیگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہی مین حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوئے
پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کر لیگا یہ سمجھکر اسنے کہا سُن نیک بخت تیری خاطر ہی جو مین بیان کرتی ہون
ہماری ملکہ کو اُنکے اُستاد نے ایک تختی بنا دی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ مین ہی اور مچھلی چشمہ سحر
مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے تیس کوس پر جانب شمال ہی بس جو کوئی
ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اس پیل پر کہ جسپر پتلیان کھڑی ہین
ڈالے تو وہ پیل برباد ہو جائیگا اور سحر دفع ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کر کے ملکہ کو مارے یہ
کہکر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے مین دیر بہت ہوئی اس زن نقلی نے
اپنا دوپٹا اتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے کھڑے کھڑے پائون تھک گئے ہونگے ذرا ٹھہر جائیے
دم لیکر چلی جائیے گا تو اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور سامنے کمر سے بٹوا نکالا اسمین سے گلوری نکالکر
اور ایک الائچی اُسکو دی کہ نوش فرمایئے اُسنے وہ لیکر کھائی حلق سے نیچے اترتے ہی بیہوش
ہو گئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار
یہانسے تیس کوس ہی ہمسے رات بھر مین بھی جایا نجائیگا ضرغام بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور

اطراف مین اُس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان ہوچکر پکارا کہ ارے میان کوئی نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سب سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرونسے نکل آئے اور اس سے ملاقات کرکے مستفسر ہوئے کہ بھائی کسکی نوکری ہو کیا تنخواہ ہو اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو بیابان نرگس زار مین جاتی ہین انکی کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین ہوچکر سست ہوگئی ہو وہ نوکر رکھتی ہین تخت سحر اپنے لیتے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی چین کروگے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر انمین سے کہ غریب آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھکر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوئے یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام بھیکر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین یا کسی گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مہر اُسپر ملکہ مذکور کی کرکے اپنے پاس رکھا مضمون اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اُس صورت سے درست ہوکر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا اُن جادوگرون نے ملکہ نقلی کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہمنے تمھارا پچاس پچاس روپیہ مہینا کیا ہمکو بآرام تمام بیابان نرگس مین پہونچا دو اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیرخواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سر فروشی اور جانبازی کرینگے اور جو کچھ ہمسے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آکر لیٹی اور ضرغام بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آکر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اُڑایا اور جانب منزل مقصود راہی سحر کے زور سے طرفۃ العین مین وہ تیس کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ سے حکم دیا کہ تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آؤن قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہو سراسر پُر آفات ہو مین بحکم شاہ یہان آئی ہون مُرخص جو کوئی یہان آکے گرفتار آفت ہو جائے وہ ساحر والبتہ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہو نئی طرح کی بہار ہو

چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کواکب کو شرماتے ہین دیدۂ ثوابت سے چشم
نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین ہر درخت نہال
ہو کر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ
بتا دیتی تھی کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہو جو پھول زمین پر لوٹکر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ
خفتگان خاک آنکھین کھولے تماشاے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا
اشارہ کرتے ہین صفحۂ کتاب عالم پر منشی بہار نے جا بجا صاد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم
معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہواے پھولون کا ہلنا معشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق
سے پھیر لینا نظر آتا غنچۂ خاطر اُس جاے فرحناک کو دیکھکر کھلجاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ نظم

ہوا کے وصف مین آسکے کہ لکھون غزل
مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار

زبس ہوا کو تراوت نے وان کیا ہو نہال
شرار سنگ مین ہو رشک دانہاے انار

گذر صبا کا جو ہو جاے اس چمن کی طرف
نمو سے ہوے زمرد عقیق وان زنہار

جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش
ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لاے بہار

غرض مین کیا کہون اُس چمن مین قدرت کے
عجب ہو لطف کی اُس قطعۂ زمین کی بہار

یقین ہو دل کو اگر ساکنان جنت سے
جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار

زبس تماشے سے آنکھون کو وان نہ سیری
فلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحراے سبز و خرم کے ایک چشمۂ آب بصد آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت
سے چشمۂ آفتاب پر چشمک فگن کہ بیت زہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمۂ خضر ÷ ہمیشہ پردۂ
ظلمات مین رہے ہو چھپا برق وضرغام یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا مین پہونچے کچھ طائر اپنے
آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہ اے آنیوالو جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تاکہ ہم خبر تمھاری اپنے
مالک سے جا کر کرین برق نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک
بھی ہو اب اُنسے تو ہمسے مفصل راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچکر اُسنے جواب دیا
کہ اے طائران صحرا اپنے مالک کو جا کر اطلاع دو کہ نور یہ ہین مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم آئی ہین یہ سنکر
وہ طائر اُڑکر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ شعلہ چشم شمشاد جادو اس جنگل کا ملکہ

مذکور کیطرف سے محافظ ہر گوشے ایک بنگلہ اس نرگس زار مین صندل کا بنوا کر سکونت اختیار کی تھی
وہ چبوترے پر بنگلے کے آگے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران
سحر نے جا کر خبر آمد نور بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب نور جب آیا تو اسکو
پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ شعلہ چشم اُسکو دیکھا تھا بس بجا لا کر سلام کیا اور کہا ای نور جادو تم اسوقت
کہان اسنے کہا اپنے مقام پر چلو ذرا دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہ ہان
سے اپنی جگہ پر اسکو لیچلا برق نے اسطرح ادائین دلفریب اور مستی افزا دکھائین کہ دل اسکا
اسیر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائنچے کلائی پر اسطرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی دوپٹا
ڈھلکا دیا کہ شکم وسینہ کھلگیا وہ سینہ کا اُبھار گات کی بہار دیکھکر دل اسکا سینے مین ملنے لگا پیٹ
کھلجاتا اسمین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ در پیش آتا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی
حسینہ وجمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضاے مسدس

ہوئے اس قامت دلکش پہ قیامت صدقے
سرو جنت بھی آئے میلے عشق کھانے کرے
پائنچے تمام کے چنگلی مین وہ جسوقت چلے
ہو گئے بیہوش گرین پریونکے گر ہوئین پرے
یہ ہوا اس پر جبین ماہ لقا پرجوبن
صدقے جو تیکے ستارے ونیہ ہو سورج کی کرن

جانفزا ہو دم رفتار صداے خلخال
وضع مستانہ ہو اور اسپہ ہو اک نازکی چال
پانوں وہ نازسے جسجا پہ رکھے بدر کمال
خاک اُسجاسے کی لیجائے پری آنکھون مین لگا
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم
آئنہ پھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اس نقش مراد کو شمشاد بنگلے کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب
سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف +
مائل کیا دل اس ستم ایجاد کی طرف + اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنسکر جواب دیا کہ
شعر زندگی کیون نہو وے تجھ مشتاق یار بے اعتنا ودل مشتاق + اسیطرح جب مصداق
بیت یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوگئے + اسی لطف سے یہ تو بیدم ہوئے + اسی گرمجوشی
مین نور نے کہا ہم تو جاتے ہین جمشید بلائیگا تو پھر ملینگے ملکہ شعلہ چشم مقابلہ مین مہرخ کے گئی ہین
وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچکر آیا ایسا نہو کوئی جا کر لوح چشمہ سحر

سے آسکے میری قضا بلا نے مجھے سادہ لوح بنا کے اس امر کو سوچکر مجکو بھیجا کہ جا کر تو لوح چشمہ مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اسنے کہا ای ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالوگی اُسنے کہا مردوے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون اُسنے کہا تم جاتی ہو تو ہمکو کیا لیے جاتی ہو ہم یون ہی رہے اکیلا تو وصل سے شاد کرتی جاؤ وقت اس کا فریش نے ہنسکر کہا فرد اب رہوگے اسی تمنا مین + منہ رکھو اپنا دھو گڑھا مین + یہ کہکر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای ترک شمگر مجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتا بتایا ہی اسنے جواب دیا کہ خوب کیا مجکو تو نے اوپری آدمی بنایا ہی لوح شکم مین ماہی کے ہی کیا مین جانتی نہین ہون اسنے کہا تو کسطرح تم ماہی کو پاؤگی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہی اسنے کہا ای شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتو نمین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہی آسنے کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکالکر اُسکو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ساکنان بیابان نرگس زار نور یہ حریف میری مصاحبہ وہان آتی ہو اُسکو تختی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر شعلہ چشم کی دیکھکر اور یہ مضمون پڑھکر شمشاد اُٹھا اور نور بھی اسکے ساتھ ہولی دونون کنارہ چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ پڑھا کہ پانی نے اُس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور بر رنگ نیر تابان سارا جسم دمکتا تھا قامت اُسکا بسان ماہی بہوت دراز تھا برج حوت پر اُسکو ناز تھا پس اُس مچھلی سے اُس ساحر نے کہا کہ ای ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہی اب یا تو انکی قضا آگئی ہی یا اب ہوئی ہی یا وہ فتحیاب ہوگی لوح بیانے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین لیکن ہمتو انکے وابستہ حکم ہین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کہا ہی آگاہی ہو کہ ملکہ نے لوح مانگی ہی اسنے جواب دیا کہ فرمان انکا لیکر نور سیر خرین جادو انیس انکی آئی ہین یہ سامنے موجود ہین اس کلام کو سنکر اُس مچھلی نے اُبکائی لی اور لوح اُگل دی نور نقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم بخط سبز اُسپر کندہ ہی پڑھا نہین جاتا ہی اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد چبوترے پر آیا یہان ضرغام نے انکے جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا جب یہ دونون آسکے آنے اشارہ برق سے کیا کہ مین اپنا کام کر چکا ہون برق اُسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر

ساحر سے کہا کہ ارے موئے اب تو مجکو جانے کیون نہین دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اے رشک
جمشید کا نترسا او بت ترسا ذرا سینہ سے لپٹ جا اُسنے کہا مردوے ذرا حواس مین آ تو میرا صاحب مین
لوح لینے کیا آئی کہ انکو ستی سوجھی ہین ملکہ لاکھہ برس اب جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی وہان کے لوگونکی
مین جورو بنونگی تم تو خوب نشے مین آگئے کیا ہمسے کہنے لگے ساحر یہ باتین سنکر منتین کرنے لگا پانون
سر دھرنے لگا اور گویا ہوا کہ بیت دل کو ٹکڑے ٹکڑے اے آئینہ رو ہاتھون ہاتھ × چھنس پڑو وہ نہین جو ہوسکے
رفو ہاتھون ہاتھ + اُسکی منت کرنے سے یہ عیار سکرایا اور جام شراب سے لبریز کرکے اُسکے منہ سے
لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہ اسے یہ کیا مجھے
پلا دیا اُٹھنا تھا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے سر نیچے پانون اوپر برق نے قتل کرنا اُسکا اسمقام پر مناسب
نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہی چشمہ سحر موج مارتا ہی مبادا تم اسیر بلا ہو جاؤ اور لشکر تمہارا کام آجائے لوح
لیکر تم نہ پہونچ سکو لیس مدین مصلحت اسکو بھی اور زیادہ تر بیہوش کرکے اندر بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر
سے آکر دروازہ بند کرکے اپنے آراستہ لیا کنارہ اُس نرگس زار کے پہونچکر تخت اپنا ساحرون سے طلب کیا
وہ تخت لیکر حاضر ہوئے یہ دونون تخت پر بیٹھکر حکم فرما ہوئے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت مین لیجا کر دو ہین
ملکہ شعلہ چشم ہین ہم انکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اُڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے اس اثنا مین وہ
ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب کی ماہی شرق نے اگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوش کی ظلم

گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف — نکل آیا ورق گردون کا شفاف
ہوا گل سحر جس دم ہویدا — ہوا اُس سے گل خورشید پیدا

تخت ان عیارون کا کہ ملازم ثانی سلیمان ہین بردے ہوا کٹن
کٹن اُڑتا ہوا نسیم سحری سے باتین کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر مہرخ نامور پہونچا اسوقت
اُسنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نوملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف صاف حال کہا جاتا ہی وہ یہ کہ
ہم عیار طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہین نورجادو نہین ہین لشکر ہمارا آتش سحر مین محصور تھا اسوجہ
سے ہم بیابان نرگس مین ایک کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار
کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہین کیا ورنہ
ہم ساحر کو مار ڈالتے ہین یہ مضمون سنکر اُن ساحرون کے حواس منتشر ہوئے کہ کیا زبردست یہ لوگ
ہین آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوئے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہین جو آپ نے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہی

اسنے اُنکو امیدوار مراحم دبہبودی فرماکر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت مین لیچلو وہ سحر خوان ہوئے کہ تخت روانہ ہوا ضرغام تو یہان سے علیحدہ ہوگیا اور اُسکا تخت چلا وہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ چشم بھی اُسکی بارگاہ مین آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا تھا کہ نور برین ابھی تک نہین پھری دیکھیے شہنشاہ کیا حکم دیتے ہین اسی تذکرہ مین یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئین لوگ دوڑے نور بھی دربارگاہ پر تخت سے آکر اُتری اُسکی کنیزین جو یہان تھین باہر نکل آئین اور خوشی کرنے لگین کہ بی بی آئین ہاتھون ہاتھ اُسکو اُتارا یہ اُترکر اندر بارگاہ کے آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ شعلہ چشم کو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ ہم تمسے بہت خوش ہوئے کہ تمنے تمکو امون کو سزا دی ہرچند کہ سب باغی لائق رحم ہین کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہی لیکن اب کلیجہ پک گیا تاب ضبط نہین ہی اسلیے تمکو اجازت دیجاتی ہی کہ کام اُن سبکا تمام کردو اور نام و نشان ہرایک کا صفحہ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ چشم بہت خرسند ہوئی اور حیرت کو وہ نامہ دیا اُسنے بھی پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اُسکے کمربندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی حیرت کو بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامہ افروزی کا زمانہ آیا لشکر ونکا چلنا نفیر و کرنا کا بجنا باجون کا غل ہائے ہو کی صدا بلند سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسیطرح میدان جنگ مین پہونچکر پشت بپل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی ہون اُسنے کہا مین تو ہمیشہ سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اُسنے یہ سنکر چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور برین جو اپنی کنیزون سے طاوس نوا کی سوار ہوئی تھی اور ہمراہ ملکہ مذکور کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف فرمائین مین سبکو ایک آن مین قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاوس اپنا کنیز سے لیکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے وہ اُسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس پل کے آئی اور عرض پرداز ہوئی کہ میرے سحر سے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہی ایک تو زندہ نہ بچیگا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھول لیے گا تو نیا تماشا دیکھیے گا ملکہ اُسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکا کر کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر برس آگ

اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُسپر ڈالا ایک صداے مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل
دہلگئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کیطرح چکر کھاتا جانب زمین چلا اور زمین
پر ہوکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت پھیلتے تھے وہ سمٹکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے اور وہ دریاے
آتش بھی غائب ہوا مگر صداے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈرکر آنکھیں کھولدین اور گردن
اُٹھائی تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہورہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نور میرا سحر برباد
کرتی ہے یا دشمنون کو مارتی ہے یہ تو حیران تھی اُدھر برق نے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم
کرکے لایا تھا کہہ چکا تھا کہ میری خبر رکھنا وہ بھی اِس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہوکر آئے
تھے میل کو غائب ہوتے دیکھکر آگے بڑھ آئے اور شعلہ حشیم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ الٰہی نور
یہ تو نے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باش او قحبہ کہان جاتی ہے میرے ہاتھ سے
یہ کہکر لوح نکالکر اسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اُسنے ماری اور میل کے غائب ہونے
سے لشکر کا بھی اُسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہورہا ہے اب جو اسنے چیخ
ماری لشکری اور کنیزین دوڑین کہ ارے ملکہ عالم کو کیا ہوا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا
کچھ اسمین فرق پڑگیا کوئی گویا ہوا کہ سحر اُلٹ گیا غرضکہ لشکر تو اِس دھوکے مین تھا اور تختی دیکھکر
شعلہ حشیم چاہتی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس تو پہونچ چکا تھا خنجر
مس شدہ لوح جو مارتا ہے گردن پر اُسکی پڑا کہ سر لشکر دور گرا صداے شور نشور برپا ہوئی آندھی پانی
آیا ہنگامہ پیدا ہوا ابرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ حشیم کو سر دندان جادو کو اُسی ہنگامہ
مین برق نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی ساحر سب انکی طرف لپکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم
شدہ پنجہ بنکو جو گرے عیار مذکور کو لیکر بلند ہوگئے اور ایک جنگل مین لاکر آتار دیا اِسنے اُن ساحرونکی
بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکہ مہرخ رہا ہوئی مین انکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ
دلواؤنگا یہ کہکر زفیل عیاری بجائی کہ خضر تمام عیار بھی آیا اُن دونون ساحرون کو ہمراہ لیکے
عیار اپنے لشکر کیطرف چلے کہ ادھر چلکر مال دشمن کی فوج کا لوٹین ادھر تو یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکہ
مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور آسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً حربہ بحر کے لیکر حملہ
کیا اُدھر سے توسن وقار سپہ سالاران شعلہ حشیم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہورہی تھی اور

ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ چشم ایسی ماری
گئی تو ہمارا بچنا مشکل ہے ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالاروں کے بڑھ جانے سے لشکری بھی
حملہ آور ہوئے پھر تو جادو کی چوٹیں چلنے لگیں نشتر زن کی کھوپڑیں پڑیں ناخن سحر نے ترش رویوں کے
دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تو رنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ
چکھا کر جان شیریں لیتا تھا ناریل ہر ایک پل کو نار میں بھیجتا ہر سحر کا بھینٹ بنایا تو سپہ کے کلیجے کو گرا تا کلوا
سر پر کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر جوہر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تہوری پاتے
تھے زبان شمشیر کے وہ فقرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم کیطرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار
تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آوروں کا نام ڈبویا تھا نیزوں نے کجبازوں کو
سیدھا جہنم میں بھیجا تھا ضرب سے گرز کی سر تھانہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے حریف کو ٹھنڈا
کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ

نظم

برانگیختند این دو لشکر بہم
بران بوم کس جاے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے
بکشتند چندی بباران تیر

جہان شد ز پرخاش جویان رزم
ز باران شدہ زمین و باران سیہ
تنے گشتہ دیدند بر بی سرے

زمین آن سپہ را ہمی بر نتافت
زمین شد ز خون چون یکے آبگیر
ز رنج کودکان شان بروند ا

اسی شورش جنگ میں قوس و قاز سپہ سالاران لشکر شعلہ
واصل جہنم ہوئے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر میں بھگدر پڑی ملکہ حیرت
نے طبل امان بجوایا کیونکہ اسکو حکم شاہ طلسم کا بر رزم تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان
سرداروں کو قتل کر کے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام آرام پذیر ہوا سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا
عیار بھی بارگاہ میں آئے مہرخ نے برق و قرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام میں بیشمار مال و زر دیا
ان عیاروں نے ساحران کو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے انکو خطاب و خلعت سے سرفراز
فرما کر ملازم کیا اور بعیش و عشرت قیام پذیر ہوئی ادھر حیرت رنجیدہ و غمگین منتظر صد آمد شاہ
طلسم ٹھہری انکو اسی جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیئے بیت کنم گرم از بادہ من مغز را
نویسم یکے قصہ نغز را + چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پذیر حجلہ تحریر فرماتے
ہیں کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال برومند

حدیقۂ فیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن اُمیہ ضمری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی جالاک عالیشان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی رفتہ رفتہ قلعہ شعلہ دار پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر فکر عیاری مین پھرا کیا لیکن نتیجہ اسکا قابض نہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے شعلۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہ پارے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھے + کواکب چند دم مہمان دیکھے + صبح کو شعلہ دار تو لشکر لیکر بہ رزم ملکہ مہرخ روانہ ہوا جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اُسکے جانیکے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اِسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کر کے اُس سے کچھ دور آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہرا اور بمشاطگی عیاری صورت اپنی مثل زن مہر سیما و مہ جمال بنائی سر سے پانک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے نرالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ زیبا کہ مسدس

وہ حسین ہے کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب ۔ داغ کھاتا ہے اُسے دیکھکے ہر شب مہتاب
رخ نازک کو نہین ہے نگہ گرم کی تاب ۔ چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب
شمع قامت سے نہین گر شبستان تک آ ۔ روے روشن ہے چراغ تہ داماں اب تک

جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر ۔ گلگلی باندھے نرگس نہ رہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون جو اثر ۔ اختیار اپنا رہے دل پہ نہ قابو مین جگر
رونق بزم جو وہ آئنہ تمثال ہو جائے ۔ دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اس صورت سے آراستہ ہو کر لباس پر زر زیب قامت فرمایا گر نہایت درجہ شکستہ اور میلہ چاک چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا لب پر آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اس اثنا مین شاہ جادوان پیران اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن و نازک بدن کس صرصر ظلم سے بسان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجکو رنج و محن ہے اُس گلبدن نے آنسو پونچھکر بادشاہ کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے

پھر کر کہا شعر ہوتا جو کچھ ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے + اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر اک روتا ہے ازبسکہ مین
طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بر نیو جہ ماجرائے غم اندود
و سانحۂ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز مین کلام نکرتی ای بادشاہ عالی جاہ شہنشاہ
کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے گھر بار عزیز اقارب ہر ایک مجھسے چھوٹا ہے
دامن کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان ترزمن تھا اب مین تنگ خاندان
آوارہ و سرگردان اس بیابان مین بحالت پریشان پھرتی ہون ہر قدم پر ضعف سے گرتی ہون
نہ وہ شوکت ہے نہ شان ہے سراسر مصیبت کا سامان ہے سچ ہے کسینے کیا خوب کہا ہے کہ بیت
مبارکباد ماتم ہے ہر آواز + زمانہ جائے آسایش کہان ہے + چالاک نامے ایک عیار سفاک
میرے گھر پر آیا اور سکرے شوہر و پدر کو میرے خوابگاہ عدم مین اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر اک
کو قتل کیا مین سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہے نہ غمخوار
ہے صرف بیکسی و تنہائی یار ہے بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و ذبیح تیغ ادا ہو چکا
تھا حال پُرملال اسکا سنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کر کے اسکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان
اسکا صحیح ہے ہرگز مدا اسکو سہو نہو گا یہ سوچکر دست شفقت اسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا ای عمر
عاشق نیمجان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نکھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھکر ناز و کرشمہ
دکھانے لگی غمزہ و دلال سے بادشاہ کے دلکو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ نظم

یکایک شوق نے کی مہربانی	ہوا برہم مزاج نوجوانی	نگہ پہونچی جو سوئے گنجینۂ خاص
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف	قریب چُنچی پستان کو پایا	ہوس نے اور ہی مطلب سمجھایا
لگی لو اُٹھنے شمع ساق پا سے	نکھر آیا ابرستی جابجا سے	اُس زن مصنوعی نے بھی غمزہ

کرنا آغاز کیا یہ لغزش اسکا بھی تھا کہ بیت مزاج اپنا دل سے گر بہکتا + سخن تا لب حیا سے
آ نسکتا + اسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہروش بھی
عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی نگاہ گرم و سحر آلود اُسنے
جانب چالاک دیکھا فوراً پیرون نے سحر کی خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے بادشاہ یہ معلوم کر کے
نعرہ زن ہوا کہ او ناعیار پہچانا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر

بادشاہ نے سحر پڑھا کہ نجیس و حرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے بال نہ بیکا کرسکے کہ دو چک بیری ہوئے + بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہی اسکو اسکے سامنے اور اسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ تر لطف ہی کہ داغ بالاے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کرکے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے غبار اٹھکر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اسکی خام تھی اور بارہ در بھی کچے بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتا تھا بس اس بارہ دری مین اس عیار کو اٹھاکر اسنے ڈالدیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب یہ تدبیر کرچکا تو کچھ سنگریزے اٹھاکر سحر ابجدم کرکے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران نوشرنگ بنکر اڑگئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اترا اس تخت پر ایک عورت پری تمثال کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اسکا آئینہ رویون کے رخ شفاف کو رشک سے مکدر فرماتا تھا بال اسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جو ہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور سحر ایسا خیرہ تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہوگیا تھا یا چشم روزگار مین خون اتر آیا تھا رخسار تابان اسکا غیرت دہ آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسیطرح ہر اعضا اسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بیمثال بنایا تھا چھاتیون کو اسکے قبہ دین پرستی کا عاشقان کا بتخانہ کیا تھا غلط غلط تشبیہ کچھ نہیں وہ چھاتیان دمدمہ میدان جنگ تھین اور دو کمک آرجاکی تھی دل عشاق کا صبر شانا چاہا تھا شکست تاب و توان تاکی تھی کہ ابیات

طول ہوگا جو سراپا کا بیان ہو مذکور مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اللہ کا نور
دعوی حسن کرے اس سے کوئی کیا مقدور کرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب کے کیا نسبت ذرہ ہی خورشید جہانتاب کے کیا

اس مہ پارہ نے بلال آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے سلطان جادو تمہارا مزاج اچھا ہی ادھر سلیمان تاجدار جادو و سر شار ساغر پیاسے جادو اچھی بنا

اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین بھی اور وہ دونون کنیزین بھی جناب عالی کے جان
و مال کو دعا کرتی ہین آج نہین معلوم کیا تھا جو حضور اسطرف تشریف لائے اور آکے بھی تو
کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگل مین ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ
نے کہا تمھاری جان کی قسم مین تمھارے ہی یہان آتا تھا دو سبب سے اسجگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ
کہ یہان سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہی کہ اُس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اُسکے کنارے
اُنھون نے پیشاب کرکے اُسمین اپنے پاؤن دھوئے تھے پس مین اُس چشمہ مین نہانے جاتا تھا
اور دوسرا سبب یہ کہ راہ مین ایک آفت روزگار سے اور مجھے سامنا ہوا اُسنے مجھکو روک رکھا
چنانچہ اُس قضا مبرم کو اِس گنبد بے در مین مین نے قید کیا ہی اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے
بلایا ہی اُس نازنین نے آگے بڑھکر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید قسم اب مین آپکو
کہین نجانے دونگی میرے گھر پہلے چلیے پھر جہان جی چاہے جائیے گا بادشاہ نے کہا مین قسم کھاتا ہون
کہ اُس چشمہ مین غسل کرکے مین تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا تم اِس گنبد بے در کی حفاظت
کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اسکی نگہبانی مین کرنا کیونکہ اسمین وہ افعی پر زہر بند
ہی کہ جسکے کاٹے کا منتر نہین اور وہ آتش اسمین مخفی ہی کہ جسنے خانمان ساحران پھونک دیے ہین
ملکہ نے کہا آخر بتلائیے تو کہ اسمین کون مقید ہی شاہ نے کہا چالاک عیار میاں عمرو کا ملکہ نے کہا
خیر معلوم ہوا اچھا آپ جائیے اپنا قیدی مجھسے لیجیے گا اور اے شہنشاہ اگر آفت کوئی اِس گنبد پر آئے
یہ قیدی اسکے اندر کوئی فتور اُٹھائے تو یہ کنیز اِس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا رد سحر کرنا مجکو تعلیم
فرماتے جائیے اور کچھ اندیشہ دل مین نہ لائیے اور مین یہانسے اپنے قلعہ مین جاتی ہون آپ وہین
تشریف لائیے گا مین نگہبانی اِس قیدی کی بخوبی کرونگی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہان
بہت انسب ہی اُسنے کہا آپ مطمئن رہین خواہ مین رہون یا نہ رہون بادشاہ یہ سنکر وہان سے روانہ
ہوا اور اِس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا اور ازبسکہ بادشاہ چلتے وقت
رد سحر کرنا اپنا اسکو بتا گیا تھا پس اپنے سحر کا رد جو پڑھا تو اُس بارہ دری مین پھر دروازہ پیدا
ہوگئے اور اپنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت حقیر بحیص و حرکت پڑا ہی اپنے
دل مین کہا کہ بادشاہ اِس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے اِس مشت استخوان

سے کیا ہو سکتا ہو گا یہ سوچکر بر دروازہ پر پتلیہاے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس بارہ دری کو
غائب کر دے چالاک نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو بنایا بجز عیاری کے
گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر مین نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا
آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجمدار مین اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور
چونکہ اشعار مؤلف کے ہین اسلیے دردآلود ہین اشعار

جور گردون سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال
جنبش برگ یہ ہو دل کے تڑپنے کا خیال

داغ کی شکل نظر آتے ہین گلشن مین گل
نالہ کش غنچے ہی باغ مین جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہی نخل ماتم
ابر اندوہ نظر آتا ہی غافل ہر دم

کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھون پتے
داغدار ہو گئے تن دیکھیے طاؤسون کے

ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد
داغدار ہو گیا لالہ بھی اٹھا دل مین جو درد

چشم نرگس کو بیان ہر گھڑی حیرانی ہی
زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہی

ازبسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہی جسکو لحن داودی خدا نے عنایت فرمایا ہی یہ بھی ایسا ہمیشہ گاتا ہی کہ زہرہ کا
ترانہ بیہودہ خیال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہی لہذا ان اشعار مین ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل
آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صدائے خوش نہین سنی تھی بس بیتابانہ قریب چالاک بن عمرو آئی
اور کہنے لگی کہ اسے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر مین تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دون تو
مجکو کچھ گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھے دغا تو نکریگا عیار نے کورنش کر کے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال
سراسر بیجا ہی کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہی مگر بادشاہ مجکو کسی طرح نہ چھوڑیگا ایسا مجکو دشمن
سخت وہ جانتا ہی کہ کسیکی سفارش نہ مانیگا مگر آپ نے جو میرے حال پر رحم کیا ہی اور میرا حال پوچھا ہی
تو اب مجکو بھی لازم ہی کہ ایسی چیز آپکی نذر کرون جسکے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بھی حقیقت ہو
اے ملکہ اگر تم خوف نکھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ برائی نکریگا تو ہاتھ میرے دونون قابو مین میرے کر دو تو
مین ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دون کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہی اور داغ اسکے جسم پر
یاقوت کے بیچ سکے ہین ہونٹے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمین سونا حل کیا ہی گل [illegible]
نکلتا ہی اور آنکھون سے اسکی گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہی اور منہ سے اسکے شراب

ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہی اور زمین پر اگیا اُسکو زور سے اگر رکھدو تو گھرکے پاس پردون مین چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہی کہ وہ ناچنے لگتا ہی شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شی کی تمنا رہتی ہی کہ ملنے مگر ممکن نہین ہوتی یہ بادشاہ لشکر سلمانان کو خدا نے شرف دیا ہی کہ آنکے ادنی ترین ملازمون کو یہ چیزین میسر ہین مین یہ تحفہ شاہ کو کب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہون کہ شاہ جادوان مجکو زندہ نچھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپ ہی کے کام آسکے تو بہتر ہی سلطان ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت مشتاق ہوئی اور سحر کار دو چلکر ہاتھ اُسکے قابو مین کردیے اُسنے کمر مین ہاتھ ڈالکر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولا قوۃ نہین معلوم کیا ہی کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہین ملتی ہی اُس تختی مین تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھون یہ کیا ہی اُسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہین ہی ہم طاؤس مجھے تو اُسنے کہا تم جبتک وہ نکالو مین اسے دیکھون یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اُسمین دیکھا تو دو مین سوراخ بھی ہین پوچھا یہ چھید کیسے ہین اُسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجیب صفت رکھتی ہی یہ جو اسمین سوراخ ہین اُنمین عطر سلیمانی بھرا ہی جو کوئی اُسکو سونگھے تو پریان ناچتی دکھائی دین حمزہ پردۂ قاف سے ہمکو لایا تھا کسی حکیم سے اُسکو بنایا ہی یہ ماجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اُس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنون سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہوگئی عیار نے گورنے اُسکو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اُسکے قابو مین تھے اور وہ قریب اسکے میٹھی تھی غرض اُسکو باندھکر زبان مین اُسکی سوئی چبھو دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پانوُن اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا چھیدا پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تمنے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست و پا کو تمپر اُسنے غالب کردیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو ربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہی اُس خدا کو پوجو کہ جسنے عالم عالم ہست کیا اُسکے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہی ہم سبکی جان ہی خالق روزی رسان معین و یاور بیکسان ہی

نظم

مرا دل نام پر اُسکے ہی شیدا
گلون کو دانۂ شبنم ہی تسبیح

کیا ہی جسنے حسن و عشق پیدا
یہ جلوہ حسن کا ہی گل مین اُس سے

چمن مین ذکر ہے اسکے ہی تسبیح
اثر ہی نالۂ بلبل مین اُس سے

اسنے اسطرح وحدانیت	ادا و ناز کا خوبان سے کے دمساز	دلون کا عاشقونکے محرم راز

پرور دگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینہ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین بھی اپنے اچھے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اسکے خدا نے اُسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا قید کیا اور مجھپر یہ باتون باتون مین غالب آیا بس یہ سوچکر اُسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اسنے زبان سے اُسکی سوزن نکالکر کھولدیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تو نے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلطانی اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہے قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہے مین یہان سے جاکر اُن دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اُسکی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی چالاک یہ باتین سنکر غور فرما ہوا کہ یہانسے رہائی تمکو ملتی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور اِسکے ساتھ اُسکے قلعہ مین تم بھی چھپکر چلو اگر یہ قابض ہوجائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مارو اسکو پھر وہان سمجھانا اگر اِنے بسر نہین اپنی مرتبہ قتل کر ڈالنا یہ سوچکر اسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمائش کر چکا ہون اب ماننا نماننا تمھارا کام ہے اچھا مجکو رہا کرو ساحرہ نے سحر پڑھکر اِسکے دست و پا مین قوت کر دی اور کہا یہان سے نکلو اے عیار سنے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمھارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھیگا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اُسنے کہا ہان یہ بات تم سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اسنے اپنی کسوت سے ایک سر مقوے کا بنا ہوا نکالا اور اُسپر رنگ روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اُسکی کھلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھکر خوش ہوئی اسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہدینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے بروغیرہ یعنی تیلے سحر کے لیکر اور وہ گنبد بے در نابود کرکے اپنے قلعہ مین گئی چالاک بھی پیلکے عقب اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بناکر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا اُسکی طرف کہ پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع و اقسام

سے کے اُس پر سے لگے گلہاے خوش رنگ پائین سے تابہ قلہ کوہ کھلے ہین اور پہاڑ کے جھاڑیان سر تراشی کی
ہوئی بادلے سے منڈھی ہین چشمہ ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانو نکے
نگیرے باسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہے سامنے ایک جانب کو دروازہ شہر پناہ کا ہے
برج آہنین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین ساحرون کا مجمع ہے دروازہ پر کئی ہزار محافظ کا
بڑا ویڑا ہے یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے عمارتین پتھر کی بنی
ہین در و دیوار کی صفائی رشک خاطر ہر زہرہ جبین ہے بازار مثل بازار محبت گرم ہے ہر چیز لطیف و نرم
ہے دکانین مثل خانۂ چشم فتان معشوقان اشیاء عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان
حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلہ آراستہ ہے گلبدنان نازک اندام
کا ہر سمت مجمع ہے کہانتک وصف شہر بیان ہو یہ اشعار اُسکی ثنا مین کافی ہین نظم

خوانچے والے کہین پر کہین گانے والے
تھے مگر دل کی لگی سے وہ بچانے والے

حقے والے کہین پر لگے جلانے والے
گلفروشونکی دکانونپہ یہ تھی گلگی بہار

تھے بہشتی جو وہان پانی پلانے والے
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا اسجا پہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ بیت ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینونکا ہجوم + خوشی اسطرح سے تھی جیسے کہ
شادی مین دھوم + چالاک ہر سمت تماشا کنان قریب دار الامارہ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام
اور سامان پایا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی
تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دار الامارہ کے جانا مناسب نجانا اسلیئے کہ شاہ جادوان یہان
آنیوالا ہے وہ آئے تو پھر جانا چاہیئے فی الجملہ تو باہر دار الامارہ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا اور اُدھر سلطان
جادو جو داخل دار الامارہ ہوئی تو اُسنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی
میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنے کا یہان وعدہ فرمایا ہے پس لایق ان
دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کیجائے یعنی ہر شخص
سر خوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچون مین خس و
خاشاک کا نام نرہے تمام شہر آئین بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا ہر مکان پر صیقل
ہونے لگا استرکاری سے عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونیکا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید
و قمر اُنکے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش و رنگین ہوئے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی

گلکاری کی گئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دکانداروں نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہاں تو یہ کیفیت تھی دھوم دھام کو وفور عشرت ہے تماشائیوں کا ہجوم ہے اُدھر سلطان وغیرہ نے ایک قصر عالیشان جو باغ پر بہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار میں بے نظیر تھا جلسۂ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازوں نے آراستہ فرمایا نقشہ اُسکا بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختۂ چمن رشک گلزار جناں تھا فلک اخضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُسکے نقشہ برنگ کہکشاں تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی میں مثل عقد ثریا تھا نہریں بصد لطافت ہر طرف رواں آب مصفا آب چشمۂ مہر تاباں پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرہ سے دھلکر انجمن آب و تاب لالۂ احمر کے تختے مثل چراغان روشن بہار پر تیرین دشمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسوے غلمان پر زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اُس باغ پر بہار کی دیوار و در پر گلکاری کی گئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اُسپر شیدا ہوئی بارہ دری میں اس نقش کی آراستگی کی گئی پردہاے زنبوری و زربفتی دروں میں چھوڑے گئے مسندیں آراستہ ہوئیں اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم میں کیا جاتا ہے کہ

نظم

گر دیچوں کے عنادل کے ترانوں کا سماں
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستاں رقصاں
قمریاں بھی ہوئی سرو پہ گرم فغاں
سرو پہ قمریاں اور گل پہ عنادل قرباں
چہچہے اُنکے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ
جسطرح سازکی آواز ملے ساز کے ساتھ

واسطے شہ کے مہیا ہوئے ساماں کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستاں کیا کیا
فرش و اسباب سے آراستہ ایواں کیا کیا
چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحاں کیا کیا
خوش نوا و غنیاں جا منے گانیکے لیے
ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے

وہ خواصیں کہ جو آراستہ زیور سے تمام
جنکے دیوانے ہیں غلمان و پریچہرہ غلام
وہ جلیبیں کہ جو حسن سے سرمست مدام
وہ کنیزیں کہ ہے جنمیں حوروں کے مقام
لائیں جنت سے شرابیں جو طلب جام کرو
پاؤں چھوکو نہ جنھیں اگر آرام کرو

اسیطرح اس مکان مینوستان میں ایکطرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نعمتخانہ سجایا گیا انجمن عیش کا

یہ حال تھا کہ نیت پر جانے گئے وہ اپنے کس بانی کو + روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو + اس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز خیمہ ظلمت مین نقاب جھکڑ ہوا ساحرہ شب نے بہر دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آراستہ کیا کہ بمقتضاے ابیات

غرض مانند شوق عاشق زار
ہوا خورشید تابان گرم رفتار
بشکل عارض الفاظ تحریر
شبی اک سمت سے دعد لیلی نجر

تر شام تینون شہزادیان بالاے اُس بارہ دری کے آکر جلوہ گر ہوئین نیچے اُس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اُس کوٹھے کا وہ شہر جیسے پائین باغ تھا شہر مین روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماؤ تھا کہ میلا لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور اس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعہ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم کیطرح تابان شعبدہ بازی بازیگران برنگ عربدہ سازی گردش دوران و آسمان اُسکی آرائش و زیبائش مین چالاک نے صورت اپنی شکل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بوگندھک کی اور بارود کی آتی جابجا پیرہن جلا ہوا دو تین انار کر مین ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین لیے اسیطرح چند وزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم کرکے دعا دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی لشکر نے تو کیا چرخ پیر نے باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی کے سامنے چرخی چرخ کی رنگ نہین بدل سکتی کیا مجال ہے جو مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی سے ہموزن کرسکے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھ پھلجھڑی چھوڑے اور شرر باری آتش فتنگی کرے لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہکر دو ایک گھنچکے ایسے چھوڑے کہ عقل سبکی چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منھ پر ہوائی چھٹنے لگی ملکہ سلیمان وغیرہ نے کمال درجہ پسند کیا اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنیوالے ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کرسکتے ہو اسنے کہا دو پہر رات تک حضور اور جلسہ شاہ کو دکھلائین دوپہر شب کے بعد آتشبازی مجھسے تیار لین لیکن سب مصالحہ جو مجھکو چاہیے وہ عنایت کرین شہزادیون نے اُسیوقت بارود شورہ گندھک لوہچون وغیرہ منگوانیکا حکم دیا منتظمان دعوت نے اُسیوقت سب سامان مہیا کردیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز بیٹھے

تھے انکو طلب کرا کر چالاک سے اپنا شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ
قلعۂ آتشبازی و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار اٹھوالائے عیار مذکور الگ سب کاریگرون کو
لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک کرانے لگا کہ جسکے دھوئین سے
انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جا کر چشمۂ یاشوے سامری
مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعۂ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُسکے خیال آیا کہ ملکہ
سلطان جادو نے جا کر میرے آنیکی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہونگے بڑی
تیاری کی ہوگی پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعۂ مذکور مین جاؤن یہ
غور کر کے ایک مقام پر ٹھہر کر اسنے سحر پڑھا کہ بزار و طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر
ہوئین بادشاہ سوار ہو کر قلعۂ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے کہ یکایک غلغلہ ہوا شہنشاہ تشریف لائے
ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چارسو تخت جنپر جواہر کے درختون کی چمن بندی کی
ہوئی مثل قطعۂ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے مُنہہ سے آتش فشانی کرتے
تلوارین کھینچے سرخ صولت بنے ہوئے نکلے اُنکے بعد کئی ہزار سوار مرکب پرند پر سوار نکلے گھوڑے
اُنکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے اُنکے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبتناک
اژدہون پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھکر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا
جھنڈیان ہاتھون مین لیے جھوٹے گلون مین تاریخ ترنج اچھالتے گذر گئے اُنکے بعد کئی ہزار رنڈی کا
غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا غرق دریاے جواہر تھی فن عشق و حسن سے ماہر تھی لباس
ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگائے کہ بقول مؤلف ہاتھ مین دل لو
اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ÷ یہ کباب آتش رنگ حنا کیونکر نہو ÷ ہر ایک گلبدن مہ جبین حور تمکین نے کا
عالم کمسن ایسمین قہقہے لگاتین پیرزادون کو اپنی مسخری کے سامنے چٹکیون مین اڑاتین گذر گئین
پھر کئی سو رنڈیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زمزمۂ سارنگی ٹھنکی تھاپ طبلے پر
پڑتی ناچ بروے ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اتر آئی ہے ساکنان
ہواے کی انجمن آرائی ہے اُنکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت
پہنے نکلین ہر ایک اُنمین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی

عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گاتیاں دوپٹے کی باندھے سینہ پرچین ابھری ہوئین عاشقونکے دلکا ارمان بڑھاتین کہ ابھرا ابھر کر وفور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف ان چھاتیونکا کیا جائے ؎

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ	کہتے ہین شمس و قمر قمقمہ نور ہین یہ
ثمر عیش برس نخل سر طور ہین یہ	ہاتھ کس طرحسے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
اتنا اٹھنے سے جو بڑھ وہ انگیا ہو جائے	طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف انکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانۂ حسن و جمال یاقوت احمر کی تراشی ہوئی چکیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب سے گویا بزبان ایماو اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آتو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا تیرے پاس سامان ہے وہ چکیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے برسے ہوا اڑ رہے تھے یہ گلرخسارین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو چنگیون اڑاتی تھین انکے نکلجانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوار چہرے انکے پریزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکلگئے پھر آٹھ نوسو چوبدار عصابردار عصاے جواہرنگار ہاتھون مین لیے آواز طرق لگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے روے ہوا پر اڑتے گذر گئے انکے بعد سترہ سو عورت کمسن پچکاریان اور گگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ مین شرابور منھ پر عبیر گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار انکا غضب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین انکا بیساختہ پن عجب تنگ دکھاتا گورا گورا نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار انکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو یکہ نو روش ہوئے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے بحر حسن نے پرجوش ہوکر حبابون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز ارغنون دار صورت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جاؤ شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ بمقتضاے سند ؎

وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ فسون	جو مسلمانون کا رہتا ہے سدا تشنہ خون
جسکے آگے سر تسلیم زمانہ ہو نگون	سر جھکائے ہے قدمبوس کو جسکے گردون

جب یہ شمشیر دودم جنگ علم کرتا ہی
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہی

یہ غلغلہ سنکر سلطان و سلیمان و سرشار مع تمام اپنے امراے دولت کے اُٹھکر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہوکر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا بنگلہ اُسپر موتیون کا پڑا تھا شاہ طلسم اُس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت جلنین سونے چاندی کے تھیلیون کی پڑی تھین اور ہزار ہا نازنینین چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھین جلنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھین ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی شکل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمرد کی ثمرنین ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر سواری کے ہمراہ شکل کنیزون کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسہ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک اور حشم کو رخصت کر دیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروزہ جاؤنگا پھرتا ہوا باغ سیب مین آؤنگا بس اس ساز و سامان سے گرداوری طلسم کی کرنیکو نگا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہوگیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی لالے بام جو گھر کے وغیرہ اور برج تعمیر ہین وہان بیٹھا نیچے اس بام کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اسطرف باغ پر بہار جہان سقیش اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بیٹھین جوان اور حسین طرحدار ہین وہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اُسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ بمقتضاے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی اُٹھکر — کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
تیوریان ایسی چڑھین اُترے رخ شمس و قمر — نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اُٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اُٹھی — پانو کی ٹھوکرون سے گرد قیامت اُٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک — تالیون کی در افلاک پہ پہونچی دستک
گہ کمر مین تھی لچک گاہ تھی اعضا مین پھڑک — گہ جوان گاہ بنے پیر کسیدم کودک

کبھی ناہید کبھی بجوار سنے تیزی سے — زعفران زار ہوئی بزم طرب تیزی سے

دو پہر رات گئے تک تو یہ سب جلسے وان پر — بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر

ہمنشین بیٹھے ہوئے گرد مرصع زیور — جو ہر سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر

شان جام کی قلقلون مین گل خندا کی — قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحا کی

بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان — چن دیے لاکے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان

سینی پر ظرف تھے انجم کی طرح نور فشان — لامین حورون سے کھو مائدۂ باغ جنان

چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے — نان خورشید و شیر مہ تابان آئے

دو پہر رات گئے آتشباز فلکی نے آکر عرض کیا کہ آتش بازی تیار ہے کہان گاڑی جاے شہزادیان چوچین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے اُدھر ایوان شاہی ہے مین راستہ نہین چلتا ہے اسطرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کرکے حکم دیا کہ باغ کے دروازہ پر جو میدان ہے وہان گڑے چنانچہ اُسیجگہ آتشبازی نصب ہوئی اور در باغ پر ایک کمرے مین فرش بتکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسیجگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور درون مین ٹھہرنے کو معین ہوئے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر برو دال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اُسی در مین بٹھا لیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے لیکن وہی لوگ یہان ہین جو رسوخیت رکھتے ہین اور مقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور جماؤ نہین ہے اس اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا سلطان سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کسکے حوالے کیا جو تم یہان بیٹھی ہو اُسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لیجانے کے مین چند کنیزین بہ حفاظت چھوڑکر قلعہ مین اپنے آگئی وہان اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اُس گنبد بے در کے کنیزون کو بلاکر بیہوش کر دیا وہ تو مین نے بیرحوکے معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہوگئی تھین مین نے جاکر غصہ مین اُسکا سر کاٹ لیا اور آپ کے دکھانے کو سر لیتی آئی یہ کہکر ایک کنیز سے

فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہے اُسمین سر لاکر مین نے رکھدیا ہے اُسے آوے کنیز مصنوعی
چالاک کا سر لائی شاہ نے اُسکو دیکھکر فرمایا کہ شکر ہے سامری کا جو دشمن صعب قتل ہوا یہ کہکر سر تو
مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشاے آتشبازی ہوا چالاک نے حکم حضور سے آتشبازی کا جو پایا
کرۂ ارض مین آگ لگادی چھلے تو غبارے ہزارون اُڑا دئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج آسمان سے
اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ آن غبارونکا ہوا کے رخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر تھا کہ
سبعہ سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بروے ہوا بیچ اور بنگلے بنے تھے شاہدان شعلہ رخسار اُنمین بیٹھے تھے
نہین نہین گنبد غبارے کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے اُنکے مقبرے تھے یا کسی شکستہ
سر کمال فروغ سے ہوا مین بھرے تھے اسیطرح ایک سمت توپین آتشبازی کی دغنے لگین جنکی
آگ نے ارض و غبرا مین کیا قلعۂ افلاک مین تزلزل ڈالدیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار
بنگیا وہ فلک پر سے ستارونکا گرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی
ستارہ مریخ تھا دم بھر مین وہ زہرہ و عطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے چنگ [illegible]
اور اُنکی کمنیون مین چرخیان باندھین اور پھلجھڑی دُم کی جگہ باندھکر آگ لگادی جب وہ چنگ
بلند ہوئین پھلجھڑی کی آگ چرخی تک پہونچی روے ہوا پر وہ سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر
چکر مین آیا لوگون کو گمان ہوا کہ صدہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گیند درختون مین لٹکتے
تھے اُنمین جو آگ دی انارون کیطرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین کوسون تک نظر آنے لگا
زمین و آسمان شرر ریز و شعلہ خیز تھا اب آباد عالم کا بڑا وار رشک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت
عالم نور بنا

مسدس

بعد ماصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی
لگ اُٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی
تھا تماشا کہین فیلون کی وغاپردازی
جلکے طاؤسون کی تھی چار طرف طنازی
چرخیان چھٹنے لگین گنبد و والا ہے
ہو گئی رات بھی دن ردی مہتابی کے

قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوئے آتشباز
آگ نے کرۂ خاکی کیا دم بھر مین حصار
صفت سرو چراغان تھے شرر بار انار
جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار
ہوئین مہتابیان روشن مہ نو کیطرح
چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کیطرح

اِس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل قلعہ محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند
کرتے تھے اُدھر بہت پھول جائی جوہی انار پھلجھڑی دیو پری ستارے تماشے چھوٹ رہے تھے
اور چالاک نے اُس رخ سے آتشبازی کو لگایا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے کمرون کیطرف
جاتا تھا ہوا کے رخ اُن کمرون کو رکھا تھا تھوڑی ہی عرصہ مین دھوان گھمڈا اور تمام مکانون مین
بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا
بیہوش ہوئے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام
کرتے پھرتے تھے اُنھون نے آپسمین اثر نشہ بیہوشی سے دھول دھپا شروع کیا اقسم نے
قائم کے دھول ماری اُسنے کہا ابے ہی کیا اسنے کہا بھیا کو تمھارے سر کا خود لیے جاتا ہی
قائم نے پھر ایکبار الٹے مشعلچی تیل کی کپی لیا گھبرایا کہ اسکے سامنے جلو باندھ آیا کہ او اُلو کا قائم نے کہا سالے
اور طلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پر ڈال ہر سے پیشاب مین
چراغ جلتا ہی ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ ابے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ
گرا اور بیہوش دوسرا سپہ سالار سپاہی کو پکڑنے چلا وہ بھاگا یہ دونون بھی بیہوش آتشباز بھی
آپسمین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا
جاتا ہی کسیے کسیکا ازار بند آگ بھاتا تھا کہ اس تیلے کا یہ فلیتہ ہی اُدھر کمرون پر سے آواز تڑاق پڑاق
چھینکون کی آرہی تھی آخر اُس میدان دالیوانات کے سب آدمی بیہوش ہوگئے چالاک
خنجر کھینچکر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا غور آ
ایک بچہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی جب تو غفلت
مین بھی سحر اسکا چلتا ہی خیر حال اسکے قتل کا بھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہو جائیگا غرض
بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور بہت
سے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان سے علیحدہ تھے
وہ دوڑے اتنے عرصے مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے
اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادوان مشتعل
ہوکر اُٹھا عیار موصوف نعرہ کرکے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کرکے بھاگا اور

ساحر آسکے بادشاہ یکایک اُٹھا تھا حیران وار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر چھپ رہا
اور بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سبکو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ سنے دعوت کے عوض
ایسی عداوت کی ہے کہ تشنۂ خون ساحران بنگئی ہین صرف تین ساری کشتہ ہین سمندر رنگ جہاز ڈبویا
ہے غرضکہ اسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے تجھسے بیان کیا کہ مین عیار کا
سر کاٹ لائی ہون اور یہان وہ عیار زندہ نکلا اور اُسنے آتشبازی بنائی پس معلوم ہوا کہ
یہ شہزادیان قلعہ کی عیار سے ملگئی ہین یہ خیال کر کے اِسنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحباؤ ٹرا
غضب کیا تمنے کہ نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھسے دغا کی اُنھون نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا
عذر کیا کہ ای شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہہ ہماری جانب سے حضور کو ہو
تو معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُنکے قدم پر سے اُٹھگئے اور مُنھ سے بادشاہ
نے اُف کیا ایک شعلۂ آتش مُنھ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہوگئین اُسوقت سب کنیزون
اور انیسون کو انکی بادشاہ نے طلب کر کے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے قسمین کھائین
کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میری ہو تو ان حرامزادیون کو گرفتار
کیے ہوئے کوہ شگوفہ پر لاؤ مین وہان انکو قتل کرونگا اور افسران لشکر کو اِس قلعہ کے بلایا اور
ایسا سحر آنبردم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سبنے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ
مین غوغاے عظیم برپا ہوا اُن افسرون کی بی بیان لڑکے بہنین شاہ کے قدم پر آ کر گریہ و شور
فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار دل مین خوش ہوگا یعنی جو میرے قتل کرنے سے
بچ گئے اُنکو شاہ نے قتل کیا اِس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور اُنکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا
اور ایک معتبر ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کر کے چند تیلیان بزور سحر مٹی کی بنا کر ہر اُنکے قالب
مین بٹھا کر سب کنیزون اور انیسون کو شہزادیون کے مقید کر کے تختہاے سحر پر بٹھلایا اور
کہا مجکو تمسے بھی شک ہے پہلے مین نے قید اِن حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر
نہین جبکی مالکین باغی ہین اُنکی کنیزین کیونکر نہ باغی ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک
سحر کے تخت پر زنجیرون مین باندھکر بٹھایا اور ہوشیار کر دیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین پس
اُن مٹی کی تیلیون سے یہ سب تخت سپرد کر کے فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھین لاؤ اور آپ بیا نفسہ

پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اِس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے مین وہ رات گذر چکی تھی خلعت
پر زرد ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم کو مین نے اُتار لیا اِس عریانی تن عنایت فرما کر اطلس
گرد غبار کا جامہ روزگار غدار کو دیا نظم

گر جیسے ملف شب گھٹنے پر آئی	سحر کی بھی گئی پر سود نہ آئی
حرارت مہر نے بخشی گر کم	درختون سے ہوئے خشک اشک شبنم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو پتلیان تخت مقیدون کے اُڑا کر روانہ
ہوئین قلعہ مین عجب طرح کا ماتم تھا نوحہ و شیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بکھرا کر
گلیون مین دے رہا تھا اشک قمر کا چھڑکاؤ ہر راہ تھا غم و اندوہ کی سپاہ دو رویہ استادہ تھی چشم
حسرت آلود کیطرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ ویرانی خانہ بخانہ تھی ہر دیوار و در
فرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ مکدر تھا اور دریچے مثل آغوش پُر تمنا کھلے ہوئے در دو آکی
لبسان باب مقصد گم نصیبان بند تھے کہانتک یہ رنج بیان ہو سکے جوش الم سے ہوش تھا
چالاک بھی شہر سے اسی ہنگامہ مین صبح کو نکل گیا اور اُن تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے
کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کر ڈالی جائیگی اِسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کرایا
تھا تجکو بھی چاہیے کہ اِسکو چھڑا دے اور اب بادشاہ اِس سے لنجی ہوگیا ہے یہ جائیگی کہان مع
اپنی بہنون کے یقین ہے کہ تیری شریک ہو جائے یہ تجویز کر کے اِسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی
بارہ چودہ برس کے سِن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرۂ پرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی
زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین شوریت رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا
پیدا ہوگیا تھا مگر شیر برنج مین نمک کس کام کا ہر ابے لذت و بدذائقہ تھا یعنی گرد غم منہہ پر پڑی
آنکھون سے بندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر ایک زمین پر گھسٹتا ہوا ہا ہیچے
چھوٹے ننگے پانون کانٹے تلوون مین چبھے اُنگیا مسکی ہوئی چھاتی کھلی ہوئی منہہ پر دو ہتڑ مارتی
ہے ہے امی جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے نیچے نیچے کہ جسپر شہزادیان قید تھین یہ بھی چلی
چلی اِسکے حال زار کو پتلیون نے کہ اصل مین وہ پتلیان ارواح خبیثات ہین دیکھکر رحم کھایا اور
تختون کو زمین پر اُتار کر کہا اے شوریدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہے کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرمون کے
سایہ سے بھاگنا زیبا ہے نہ کہ تو اِنکے ہمراہ آئی ہے اشک غم اِنکے رنج پر بہاتی ہے اِس وابستہ زنجیر

سنے جواب دیا کہ ای بہنوان شہزادیون سنے مجکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین
عیش سکیے کس ناز و نعمت سے پلکر ہم اتنے بڑے ہوئے اب ہماری پالنے والیان اِس
عذاب مین گرفتار ہون اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہمسے نہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھاینگے
نہ پانی پینگے یونہین تڑپکر جان دینگے اگر تم ہمپر اتنا احسان کرو تو بہت اچھا ہی کہ مشکین ہماری
باندھکر انھین کے پاس بٹھلا دو تو ہم انکو دیکھتے جلین شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنہگارون کی
بیٹی ہی قید ہونے سے رہگئی تھی ہمنے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات
سنکر وہ پتلیان بولین کہ ای ہی نگوڑی غیر ہی لیکن پالی جو ہی تو کیا محبت اُسکو ہی اچھا اِسکو بٹھا لینا
چاہیے ایک سنے کہا جو بادشاہ خفا ہو تو کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قربت شہنشاہ
آئیگا تو اسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا ای بدبخت تخت پر بیٹھ جا مگر غل نہ مچانا نہین ہم
اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جسپر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین انکی باہین ڈالکر
کہا امی جان تمنے کچھ کھایا بھی وہ تینون حیران ہین کہ یہ کون ہماری تو کوئی ایسے پالک نہین لگی
یہ سوچتی ہین کہ تم تو قید ہو اِسکے حال کی تفتیش نکرو کوئی ہوگی تمسے تو بہ لطف و مدارا پیش آتی ہی
غمخواری جتاتی ہی غرضکہ جب اُسنے پوچھا کہ تمنے کچھ کھایا انھون سنے کہا کہ ای بیٹی قید مین کھانا
پانی کہان اِس گلرو سنے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمھارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین
انھون سنے کہا اِس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہی اچھا ان پتلیون سے کہو اگر یہ
تخت ٹھہرائے رکھین تو ہم کھائین اُس گلبدن سنے لڈو بہت سے نکال کر اُن پتلیون کے آگے
رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرائے رکھیے کہ ہماری امین بھی کھالین انھون سنے وہ
لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھالو کھلالو اِسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے
اور شہزادیون کو دیے وہ بھی کھانے لگین لیکن پتلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیے تھے
وہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین اُسوقت شہزادیون سنے پوچھا کہ ای بیٹی تو کون ہی اُسنے کہا
مین وہ ہون جسکو سلطان سنے گنبد بے در سے نکالدیا تھا اب تم سحر پڑھو اور سب ملکر
یہ زنجیر اپنے پاؤن سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ اُن تینون سنے سحر پڑھا اگر
از بسکہ ناظمہ ممالک طلسم مین سحر کو بادشاہ کے تینون سنے ملکر رد کر دیا اور اُنپر سے کیا سحر اُترا

سب کنیزون انیسون پر سے بھی اُتر گیا انھون نے جلد ایک تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اُسپر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین غائب ہو کر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائینگے وہ سب پرواز کر کے چھپکر روانہ ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تیلیون کو اسیطرح بیہوش چھوڑا اسلیے کہ یہ قبل ہوشیار نہو سکینگی راہ مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوئے اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہرخ ہمنے قبول کی تم ہمکو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اُس عیار طرار نے کہا یہان سے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام عمر بیابانون مین سرگردان پھرتے مگر لشکر تک نہ پہونچتے ہم بھی جانبازی اور سرفروشی کر کے آپکو پہونچا دینگے ہر چند کہ اِس موذی بادشاہ سے بچکر جانا مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گاؤن مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلینگے چالاک نے کہا تم گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے یہ باتین کرتے ہوئے ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے اُدھر شاہ جادوان جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آکر پہونچا اِس پہاڑ پر درخت پھولون کے لگے تھے مشاطۂ بہار نے شاہد گل کو بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا قلۂ کوہ سے پایئن کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صدائے گلبانگ عنادل آتی تھی غنچہ ہر خاطر کھلاتی تھی غنچہ پستہ پر عکس جو برگ ہائے سبز کا پڑا تھا تو سرخ گلابی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بعید صفائے حور کو شرماتا جوش تراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے گل تو انگران گل و غنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال تھی فرط غرور سے جھومتی لا ابالی تھی نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن

تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن
چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن

رنگ مین حور کے چہرے سے رخ گل بڑھکر
زلف غلمان سے کہین گیسوئے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اُس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو چیلے چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایکطرف اڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہر کار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر و نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھا کر

فرش مکلف آراستہ کیا جام مے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا جنگیر چو گھڑسے مسند کے قریب کھڑے بادشاہ
گل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان ساز لیکر ایک سمت سے آئین اور
سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ ای محافظان سلطان جادو
وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھ رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ پتلیان جنکو
چالاک نے بیہوش کر دیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو ہوئین مگر تخت انکا آپسے
آپ اڑکر چلا اور کچھ دیر مین کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آباد
بھی خالی آیا پتلیان اسیر بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر
سحر دم کرکے انپر چھڑکا کہ وہ پتلیان ہوشیار ہوکر اٹھین اسنے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا ان پتلیون نے
کہا ہم آپکی قدرت سے پیدا ہوئے آپ نے سلا دیا ہم سو گئے آپ نے جگا دیا ہم جاگے ہمین نہین
معلوم کہ وہ اسیر کہان گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو مین نے کسطرح اسوقت سلایا تھا انھون نے
کہا ایک عورت کمسن آئی تھی لڈو اسنے کھانیکو دیے تھے پھر ہمکو نہین خبر کہ کیا گذری شاہ
یہ کلام سنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جلجاؤ کہ تمنے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیون
کے منہ سے شعلہ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئین بعد انکے جلانیکے اٹھکر
اس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل مین کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرضکہ اس کوہ کی
دہنی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہان عجیب غریب درخت لگے تھے پھولون سے چہرے
پریون کے نکلے تھے پھل سبوے کلان کے برابر لگے تھے انمین سے ماران سیاہ پردار نکلتے
تھے سبتے آپسمین لڑکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریون کے چہرے جو ظاہر تھے انکے کان آنکھ ناک
منہ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسیطرح ہزارہا عجائبات ظاہر تھے نظم

نظر آیا اسے اک طائر خوب
کبھی خندان کبھی گریان حیران
کہ جاتا ہے کدھر آ اسطرف آ
پکارا چنبہ ساعت کوہ پر خوب
شجر دیکھے ہوئے دریائے زخار

سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
بڑھا وہ کچھ قدم اس دشت مین جب
مین اک مدت سے ہون مشتاق تیرا
ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا
بنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

زبان پر کچھ سخن مانند انسان
پکارا ریچھ اک یون کھولکر لب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ بد اسلوب
کہا اس سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بادشاہ نے وہان ٹھہر کر افسون

پڑھا سب درخت جسطرح آندھی آنے سے ہلتے ہین اسطرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد
غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حسن مین گل حدیقہ خوبی و غنچہ گلستان محبوبی تھین دھانی لباس
ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بلبل دلکو شیدائی
بنایئن کہ بموجب مسدس

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق	صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھسکا پریرو قاف	حسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شملہ کی گات	جسم لاہور کا اور قامت و قد گجرات

اُن پریون نے بادشاہ کو دیکھکر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ ای نہال پری چل جلدی کہنا
تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریون سے زیادہ
حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال بہر تمثال کرنے مین طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ
نے خطاب کیا کہ ملکہ مقراض دوزبان جادو کو بلا لا وہ پریزاد یہ سنکر زمین مین سما گئی
بعد لمحہ کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر لوٹکر صورت اُسنے اک بلاے سیاہ کی پیدا
کی منہ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانین بنجاتے اور شکل مقراض نظر آتے اور سراپا اُس
غیبانی کا یہ تھا نظم

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ	کمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہیں زاغ	لب زیرین نے سینے کو چھپایا
لب بالا فراز دوش آیا	بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر	زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر

اُس بلاے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھولے سے چھری نکالکر سر اپنا کاٹکر ہتھیلی پر
رکھا اور بادشاہ کو نذر مین دیا شاہ نے سر اٹھاکر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا ای ملکہ
نذر تمھاری ہمنے قبول کی یہ سر میدان کارزار مین جاکر ہمارے کام پر نثار کرو جاؤ ملکہ مہرخ
وغیرہ سب نمکحرامون کا سر کاٹ لاؤ اور ہمکو نذر دو یہ کہکر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے
ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پر جوش کی شکل مردم خونخوار غصے
سے چڑھائے آستین تھی اور بسان انسان غضبناک چین بر جبین تھی ایسا جوش و خروش اُس
سے پیدا تھا کہ مینڈھا بانسون اُچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب نظم

پیمانۂ بحر سحر کے چھل کا
زوروں پہ چڑھا ہوا تھا دریا
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار
ہر چشمہ کی آنکھ میں تھا جلوہ کا
سرشتہ کے حباب اُٹھا رہے تھے
تھی باڑھ پہ تیغ بحر خونخوار
اُمڈا تھا بڑھا ہوا تھا دریا
چشمے آنکھیں دکھا رہے تھے
اُس بحر میں ایک سونے کی کشتی پر

ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے رواں پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خرجادو ملکہ مقراض لشکر لیکر حریفوں پر جاتی ہیں تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنوں کو میرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحر یہ سنکر پھر کچھ دیر میں وہ بحر خشک ہوگیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے رخصت ہو کر غائب ہوگئی یہ دونوں ساحر وساحرہ اسی کوہ کی حوالی میں بستے ہیں اور تین لاکھ ساحر انکے مطیع ہیں پس ان دونوں نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی فوج کو دیا پھر تو جھانجھ نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا ترسول غبسول کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی طائران سحر نے اڑکر روے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا ہتیاروں کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہوں کی پھنکار سے ہوا سموم ہوئی تھی حرارت جسم خورشید میں آگئی تھی ساحر تھے سحر اژدر وطاؤس پر سوار تھے زمین پر رواں فوج کے جرار تھے زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے آفت تازہ بیکسوں پر چلی تھی کہ

نظم

کبھی ہوتی تھی وہ آنکھوں سے نہاں
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا
یہی سامان تھا لشکر میں ظاہر
اندھیرا انکے نظر و نمین سماتے
کبھی ظاہر کہ دیکھے اسکو انسان
زبان دو سنان کیطرح سے تیز
بگولے بنکے اڑتے بعض ساحر
بنے طاؤس زریں بال تھے چند
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
بشکل نیش عقرب زہر میں تیز
بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
نہایت تیز پر مخطوط خرسند

ملکہ مقراض اژدہے چالیس زنجیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر رکھوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اُسیطرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سونے کی سوار ہو کر روی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر نادجاتی تھی بڑھتا جاتا تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا یہ لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو میں جاتے ہی قتل کرواؤں

پہلے مطیع وہوا خواہ اُسکے قتل ہو جائین اسلیے انکی سرحدداران طلسم ساحرون کو لڑنے بھیجا
ہو کہ انکو نہ عیار قتل کر سکینگے نہ ساحر مار سکینگے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا شل بادشاہ طلسم
کوئی ساحر ہو تو مارے فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن افراسیاب بعد انکے بھیجنے کے کوہ
شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مار کر ایک جنگل مین پہونچکر اُترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ ای مریخ
سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور ہمشکل صورت اپنی ساحر
کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ مین سیاہ
تھی کل جیسا لقب اُسکا تھا بدن بدقوارہ اور کاواک سب تھا اُس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا
شاہ نے اُس سے یہ کلام کیا کہ ای مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان وسلیمان و سرشار
حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھسے منحرف ہوگئی ہین اُنکو پکڑ لاؤ اُس ساحر نے عرض کیا کہ کسطرف وہ
ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز
دی کہ ای جاسوس وخبردار طلسم جلد حاضر ہو کر خبر دے کہ شہزادیان قلعہ سلطانیہ کی کہان ہین یہ صدا
دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ عالی
رہے حاکمان قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار انکے
ساتھ ہے یہ کہکر وہ پتلا پھر زمین مین سما گیا شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تونے نشان انکا پایا اُسنے
عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا اب جاتا ہون یہ ارشاد فرمائیے کہ انکو گرفتار کر کے کہان لاؤن حضور
یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہونگے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو
بیابان گلزار مین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلا اور بادشاہ بھی ایکطرف
روانہ ہوا لیکن ساحر مذکور کچھ ہی دیر مین اُس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان
اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے
چالاک سے کہا کہ مسافر واپس لوٹنا ضرور چاہیے تمھاری عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا اگر پانی
نہین پیا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئین چالاک نے کہا تم ٹھہرو مین پانی لاتا ہون
جب اسکو کھا پیکر ابھی ضرورتون سے فارغ ہو لو تو ایک ہی مرتبہ چلینگے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے
انھون نے کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنوان تلاش کر کے کنارہ پر آیا اور کرتے

عیاری سے ڈولچی نکالکر زنجیرین کا نٹے ڈیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہان مریخ تلاش
کنان اس درہ میں بھی آیا کہ جسمین وہ شہزادیان ٹنگی تھین اسنے آتے ہی للکارا کہ اے فرزندان
کہان بھاگ شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیون نے اسکو دیکھکر سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ زمین سے پیدا
ہوکر اُسپر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہوگئے اور یہ ساحر اور آگے بڑھا
اُن بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیرین ہاتھ مین لیے پیدا
ہوئے اور اُسپر حملہ کیا اسنے پھر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ پتلے آپسمین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے
پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا تھا اسیطرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کرکے زمین پر دو دھپڑ مارکر آواز
دی کہ بھاگ کر تم بھیڑیان یہ تینون زمین پر گرگئین مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اُسنے
دو دھپڑ مارا اُسوقت پیل کا قلم انگیا سے نکالکر اپنے دوپٹے پر لکھا کہ ہمکو مریخ جادو بھیڑیا کر لیگیا
وہ کونا لکھا ہوا پھاڑکر وہین پھینکدیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بھیڑ نگئین مریخ اسنے ایک زنجیر اپنی کمر
سے کھولکر انکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اُسی جانب آیا کہ جدھر چالاک کنوین پر
پانی بھر رہا تھا اور دیر اُسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھرکر پہلے اُسنے پانی پیا ہاتھ منھ
دھو یا وزراتفریحاً ہوا کھائی پھر دوسری ڈولچی بھری کہ لیچلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا کہ تین
بھیڑین زنجیر مین باندھے لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین ہین سمجھا کوئی
ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بنکر پانی بھر رہا تھا تو مریخ بھی اسکو دیکھتا چلا گیا کچھ ملتفت
نہوا اور یہ پانی لیکر درۂ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نپایا کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے
دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اُسپر لکھا دیکھا کہ ہم اسطرح اسیر ہوگئے یہ دیکھکر سوچا کہ غضب ہوا
وہ ساحر انھین کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا مجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک لہنگا
اطلس زر اندود کا نکالکر پہنا پازون مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے جھانجھ پہنی کرمین
زنجیر سونے کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت سا زیور پہنا اور سرخ دوپٹا اوڑھکر صورت
ایک زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی اُسکی زلف جس لیلی عذار کو نظر آئی الفت مین جیسا دبال
ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اُسکی عید کا چاند ضیاے خورشید جسکے آگے ماند ابروے
خمدار اُسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے لیے زاہدان بریا مژگان نیشتر رگ جان عاشقان

چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل ونہار سنے نہ دیکھے ہون وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اُس توسن کی شوخی
کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اسیر زمانہ اسیطرح از سرتاپا وہ آفت جان زمانہ یگانہ دہر بنگئی کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم اُنکے ۔ عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہی جان کے عوض بھی جو میسر ہو مس ۔ بل بے مرہ ٹپکا ہی پڑتا ہی جوانی کا رس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علےٰ ۔ رخ سے رخ چھوٹ سکے حور کے جاتا کلا

گال مین اُنکے قیامت وہ گلوری کا ابھار ۔ شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہربار ۔ قہر او گال اُنکا دبانا وہ دم بوس وکنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا ۔ اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہوکر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان جسمین
رکھا ہوا چوکے وشن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑ یان لیجاتے
ساحر کو دیکھا تھا اُسیطرف آیا دیکھا کہ وہ سامنے ایک درہ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی
اُسی سمت کو آیا ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوے
صحرائی ہی اور وہ ساحرہ بھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب یہ درہ کے قریب پہنچا
اُس ہرن نے پکار کر کہا ارے ادھر راستہ نہین ہی بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہون یہ مقام
آہو کوہ کہلاتا ہی عیالاک یہ کلام اُسکے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہی تو اس ساحرہ کا نام بھی
غزال یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچکر بکر اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای ملکہ آہوے جادو
مین تمھارے ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھکر اسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھسے کیا
کام ہی اُسنے کہا میرے گھر مین سامری کی پوجا ہوتی ہی ہم لوگ پجاری ہین دوسرے دن پوجا کرکے
پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے
ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور ایک جگہ ہمیشہ قیام نہین کرتے ہین یونہین گانؤن گانؤن
شہر شہر پھرتے ہین آج کل اسطرف آنکلے اور سنا کہ آہوے جادو رہتی ہین پس آپکو یہ پھول
دینے مین آئی ہون ڈنڈوت سمجھیے اور یہ پرساد لیجیے مین اسیس دون اور اپنے گھر جاؤن یہ سنکر
وہ ہرن قلابک مار کر ساحرہ بنا اُسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہی مگر آنکھین

غزالان صحرا ہرنی چوکڑی بھلاتی ہیں ابلق لیل و نہار کو آنکھیں دکھاتی ہیں لباس و زیور سے آراستہ
ہو نہایت پیراستہ ہو یہ دیکھ کر اپنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکال کر تھالی میں رکھا اور تھالی کو
پھول ہاتھ پر رکھ کر اسکو دیا اسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکال کر تھالی
میں ڈالے اور پھول لیکر سونگھا آنکھوں سے لگایا ہنوز یہ مجاہت اسیس بھی دینے نپائی تھی کہ بیہوشی
اسپر طاری ہوئی چیخ کھا کر گری اپنے فوراً اسکا کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا کہ افسوس
مارا آہوئے جادو کو چالاک اسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت تمنے کی جو اسکو مارا
اگر غل سنکر اور ساحر امریخ دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ میں ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی
سے چھپا کر دوپٹا اتار کر الگ پھینکا اور دو ہتڑ زانو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا ساحرہ
کے لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہے ہے میری بی بی ہائے میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی تمکو کسنے
خاک و خون میں لٹایا ہائے یہ چاند ایسی صورت خاک میں ملگئی اے میری بی بی میں آنے بھی
نپائی کہ کسی جلاد نے کام تمہارا تمام کیا صداے غوغا و شور گریہ اور غل بیرون کا سنکر
مریخ جو درۂ کوہ میں گیا تھا اور آہوئے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جلد تر درہ سے نکلکر دوڑا
یہاں آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے اور ایک نازنین عنبرین گیسو اُس سے لپٹی رو رہی ہے
جو آنسو اسکی آنکھ سے نکلتا ہے یہ نقشہ ہے کہ بیت در ابلق کسے کم دیدہ موجود + بغیر از اشک
چشم سرمہ آلود + اور اُس حالت رنج میں تن بدن کی اسکو خبر نہیں ہے دوپٹہ جو اتر گیا ہے پردہ
حسن کا پردہ فاش ہوا ہے گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہیں تو ہزار ہا نافے تتار میں پڑے
ہیں رخسار پر طمانچوں کے نیل پڑے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کد یور حقیقی نے طرفہ نیرنگ کھلایا
ہے گل سرخ میں گل سوسن اگایا ہے وہ اسکا سینہ کھلا ہوا انگیا میں دو قمقمے رنگین دودھ سے بھرے ہوئے
وہ رس میں کولے بھرے ہوئے وہ گویا گویا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو ابھرا ہوا کنولی ساق یا
بلورین زانو پیٹنے سے کھلی جاتے تمنا سے زانو ہوتے نظر آتی آرزو دیدہ پا لڑکن پھیلاتے کہ کسطرح جلدی
رانوں سے لپٹن ساق شمع سے شب وصل ہمسری کریں از سر تا پا اسکی گنجینہ ہوکے جا لگی ع عالم نظم

خوش قدے لالہ رخے گلبدنی غنچہ لبے	قاتل رخنہ گری شوخ نگاری عجبی	چشم جادو روش گردش ایام گرفت
طرۂ خم بخمش سلسلۂ دام گرفت	ای جمال تو بتاراج نظر ہا گستاخ	وی خرام تو بپامالی سر ہا گستاخ

اُس شکل و شمائل کو اُس ماہ کامل | شبنم خلد نظر باز گل رعنائی بود | تا حیا سرمہ کش نرگس جادوئی بود

کی دیکھکر مرنج کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ ای گل باغ وفا یہ کسکی لاش ہے جسکے غم مین
تجکو یہ خراش ہے اُسنے رو کر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہے مجکو بچپنے سے پالا پوسا تھا اور
فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت منہ سوکھتا تھا ہاے مین اب کسکی ہو کر رہون مجکو تو یہ
اکیلا کر گئین ای ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مرنج نے جب نام سنا کہا افسوس
یہ لاش آہوے جادو کی ہے ای بدبخت یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ
تھا اسنے کہا سبھی کوئی تھے مگر یہان سے کئی کوس پر ملازم اُنکے ہین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ
کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسینے ملکہ کو مار ڈالا اسنے
یہ ماجرا سنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ ہین
مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی عرصہ ہوگا اِسکو یہان راضی کرکے اپنے
ساتھ لیجانا چاہیے یہ سوچکر اِسنے اُس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جہنم پہنچکے
گئین اب اگر مجکو تو اپنا غلام تصور کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس
قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ مجران شاہ ہین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک
ہے اور تیرا بھی اُس سے کہکر مین تیرا بڑا مرتبہ کراؤنگا اور اپنے ساتھ تیرا بیاہ کرونگا اُسنے یہ باتین
سنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اُسکو چھوڑ کر تمھارے ساتھ مزے اُڑانے چلون یہ
بجا کیا تھو لیگی اِسنے کہا مین جنازہ انکا اِنکے گھر پہونچائے دیتا ہون تم چپ ہو لوگ کہینگے
جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون
کہ میرے اب کون ہین جسکے پاس ہونگی خیر تمھارا ہی ساتھ ہوا سہی بی بی کا جنازہ بھجوا دو
ساحر زنگورے نے سحر کے چند پتلے بنا کر حکم دیا کہ اِس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچاکر
چلے آنا پتلے لاش اُٹھا کر روانہ ہوئے اور اُسنے ایک تخت سحر سے بنا کر بھیڑیون کو اُسپر ڈالا اور
آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا لیکن ایسا محبوب
پری پیکر وگل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ حسن شباب چھایا تھا اعضاے سستی شکنی تھی جسم گدرایا
تھا اور وہ صحرا مین ہواے سرد کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑون کی دانک پر جانورون کی کلکیل

صحرا مین وحش وطیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختونکا جھکنا نمونۂ نشان
رحمت باری تھا فیض خالق خزان وبہار عام پر جاری تھا ایسے مقام پر دلنواز کا پہلو مین ہونا
ع یار جوان ومن جوان دیدہ شود چہ شود اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا توبہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب
نرہی بے اختیار اُس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے
مارا اور جھنجھلا کر کہا مردوے تجھے غیرت دنیا کی شرم وحیا بھی نگوڑی اُڑ گئی یہ پھیریان بھی تو انسان ہی
ہین انکے سامنے بیحیائی کرنا یہ تیرا ہی کام ہے اور تو نے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے
ساتھ بیاہ کرونگا پس جب بیاہ ہوگا اُسوقت کچھ امر ہو رہیگا ابھی مین تیرے ہتھے نہ چڑھونگی تو اپنا
مطلب نکالکر جو مجھے چھوڑ دے تو میری موت کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہے
اور تیرا کیا وہی مثل ہے کہ چیز و چار گھمار و پانچ پھر ویسے ہی سکے ویسے ساحر نے یہ عذر سنکر قدم پر سر
رکھدیا اور کہا اے جان من میری جان نکلی جاتی ہے واسطہ سامری کا شربت وصل ایک مرتبہ پلادے
مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہے اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اُسنے تنگ آکر بعد عذر بسیار کہا اے
شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہونگی کہ تخت اُڑتا جائے
اور قیدی سامنے بیٹھے ہون اگر تجھکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی مین ہنسین بولین پھر
آگے چلینگے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک مرغزار درختونکا کنارہ ندی کے دیکھکر تخت اُتارا
قیدیون کو درخت کی آڑ مین باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا معشوقہ کو گود مین
لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہے مری آنکھون مین اے پیارے ٭ تمھین نے آجتک دیکھا نہین
پانی پہ گھر ٹھہرا ٭ اُس نازنین نے جواب دیا کہ مردوے کیون باتین بناتا ہے بھلا مین تجھسے پوچھتی
ہون کہ اسجگہ جو تو ٹھہرا ہے تو کیا لطف ہے نہ شراب کباب بغیر نشہ مجھکو تو کوئی بات اچھی نہین معلوم
ہوتی اُسنے کہا تم ٹھہرو مین کسی دہ سے جاکر شراب لاؤن اسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے
پاس ایک گلابی شراب کی ہے وہی ہم اور تم کام مین لائین اسنے کہا بہتر ہے معلوم ہوا کہ تم شراب
بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اس جنگل مین آپ کو سوائے شرابخواری کے اور شغل ہی کیا تھا اور مین آپکے
پاس رہتی تھی یہی باعث ہے کہ شراب میرے پاس ہے یہ کہکر دوپٹے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب
سرخ کی نکالی اور اُس ساحر کی گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہان ساغر نہین ہے گلابی منھ سے

لگا تو اسنے یہ پیار دکھلا کر منھ طول دیا اِسنے آدھی بوتل حلق مین اُنڈیل دی وہ پی گیا یہ عیار
اُسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو مین بیٹھ جا گود سے میرے کہین اور بچا اسنے
کہا ابے اُلّو تو مجھکو کیا سمجھا ہی مین تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہون یہ سُننا تھا کہ وہ بغضب
تمام سحر پڑھنے لگا اِس عیار نے دامن سے پنکھا تھم پر جھلدیا کہ وہ بیہوش ہوا اِسنے بے تامل خنجر سے
سر تجبس اُسکا جدا کر ڈالا غل و شور برپا ہوا وہ شہزادیان پھر حالت اصلی پر آگئین اور قدم پر عیار
مذکور کے گرین کہ آپ نے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ پتلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مہرخ
کے مرنے سے وہ بھی غائب ہو گئے لاش ساحرہ کی جنگل مین گر پڑی اور طعمۂ دد و دام ہوئی ملکہ
سلطان وغیرہ نے تخت سحر پیلے بنایا اور چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا راستہ لیا یہ تو اسطرح آئے یہان
مگر حال مقراض و سمندر کا سنیے بیت رجز خوانان میدان فصاحت و بیان کرتے ہین یون رزمی حکایت
کہ بعد قطع مسافت راہ مقراض و سمندر قریب لشکر حیرت خود سر پہونچے اُسنے خبر اُنکے آنیکی سنکر
استقبال کرایا لشکر اُنکا مقام عمدہ پر اُتروایا بارگاہ اِنکے لیے آراستہ کرائی یہ دونون ایک روز
کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکور مین آکر دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم
وغیرہ دریافت کرکے بہت کچھ لاف و گزاف کیا اِنکے آنیکی خبر ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی
ملکہ موصوف قدیم سے عزیز دار شاہ طلسم ہے اسکی نواسی مہ جبین بروز نوروز جب تخت پر جلوس
کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدینوجہ یہ سب سرحدداران طلسم کو پہچانتی ہے پس ان
ساحرون کا آنا جو سنا لرزہ اندام پر طاری ہوا دل سے کہا اب بیشک موت آگئی کیونکہ خواجہ مقید
ہین عیاران ساحرون کو قتل نکر سکینگے ہم لوگ ایک ادنی سحر بھی انکا رد نکر پائینگے دیکھیے کہ خالق
کو کیا منظور ہے الحاصل یہان تو تہلکہ پڑا ہے اور اُدھر جب زورق طلائی مہر دریاے مغرب
مین جا کر ڈوبی اور سمندر فلک مین کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضاے ابیات

سیہ پوش آج ہے کیوں شاہ شام
پڑ گئی کچھ شب تیرہ پہ آفت
کہین پیدا نہین تارو نکا ہی نام
قمر کی بھی سفید اب دم ہے رنگت

سر شام تجمل مقراض خودکام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طلایہ
سحر خبر دریافت کرکے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی خبر نواخت نقارۂ
رزم عرض کی ملکہ نے نظر برحمت کارساز عالم کرکے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس و بوق

بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جابجا بوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈہڑ و بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منتروں کی صدا بلند ہوئی بیر وبیجے آنے سنائے آتے جاپ کرنے والے جھوم جاتے اسیطرح اُسطرف بھی خوک و بُز جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی جو راہ سے کی ادھ دیرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع ہوتی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھولا جھومتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحروں مین تو یہ نقشہ تھا بہادروں نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے اُنکے سامنے دعوی مردی کسیکو کیا خاک ہوتا کہ اُس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ مین پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردون کی سپر بجۂ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر براں طوق بنکر گلوگیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاور ہمہ تن معروف جدال ہو گئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم یہ ہین اور تیغ نظر ہاتھ مین ہے حریف کی رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اسطرح تھی کہ جیسے نبض مین جملہ اعضاے تن کی خبر ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعوی کر رہے تھے گرز دشمن کا سر شل یا کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش و ہنگامے مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیاے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبو لیا کہ ابیات

برآمد پھر ہوا خورشید پرنور	ہوا عالم ضیاسے اُسکی معمور
جہان کو نور کا عالم بنایا	وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا

ہنگام سحر ملکہ مہرخ شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیان اور ساحر نامآور حاضر ہوکر تسلیم بجالائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ چلے اُسوقت ہزارہا نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوئے تخت اور طاؤس ساحر ونکے اُڑکر چلے ملکہ بہار وغیرہ سرداروں کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُنپر ہزار جان سے قربان تھی کہ بموجب نظم

سارے عالم مین نہ کسطرح ہون یہ فتح نصیب	اہل جوہر ہین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہے
کیون نہ میدان شجاعت کے یہ ہون تیغ صواب	کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ مین ہے
جنگجو ایسے ہون مریخ کی طاقت یہ نہین	کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ مین ہے
جگر دشمن دین پشت عدو فرق رقیب	پاش پاش ہوئے ہر اک وار مین ہر ہاتھ مین ہے

جب یہ چمکاتے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین | برق ہی پنجۂ روشن مین شرر ہاتھ مین ہی

یہ دلاور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوئے اُسوقت صحرا مین ہوا سرد چل رہی تھی بہار پر طائر باد خالق اکبر مین معروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال مین پھولنے پھلنے آئے میدان مین سینے پرے جمائے ہوا بدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان تیر وسنان زہر اُگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار برق آتش تڑاتی آگے سبکے مقراض اژدہون پر تخت کھچوائے سوار پشت پر مین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین بنائے آئے تھالیان بریجی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان بتیل کا تہ فلک پیدا ہوا ہی ہر طرف نارنج ونارنیل اُچھلتا تھا جے جے کا سامری سے غل پڑا تھا ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پر سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے بجلیان سحر کی کڑک کڑک سے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد وغبار خس وخاشاک اُڑا لیگئے ابر سحر برسا غبار مٹھیا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھکر للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان ای مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہی خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دلکا بڑھا رہے چاہے مر مٹے جب نقیب غیب جنگ دلا کر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر سمندر سے کہا کہ بھیا ان نگوڑون سے لڑائیکا طول دینا بیکار ہی تم چار سمت سے انکو گھیر لو مین ایک ہی سحر مین ان سبکو صفحۂ ہستی سے مٹادون جیسا تو جیت باندھکر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی ہین ولیسا یہ مرقع تم دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکلگئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے سبکو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہی اور اُدھر سمندر نے کہا ساحرۂ مسطور کا جو سُنا کہا ای ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہی آپ ملکہ حیرت کو بلا لیجیے کہ وہ آکر اپنے دشمنونکا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون مظفر شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصۂ جنگ مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا گیا جب وہ مارا گیا تو مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہونگے کہ بی بی شاہ جادو ان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے

اور درستی فوج وغیرہ کے لیے یہان بحکم بادشاہ اُتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجکو ملانا اور یہ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہے نہ کہ ادنی سے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے یہ باتین سنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ منھ کر کے پکارا کہ اے نمکحرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادوگرون نے جواب دیا کہ آرے او خیرہ سر بیجا کیا بکتا ہے قضا تیرے اُس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمکحرام ہے اور محسن کش ہے بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اس طلسم پر چلی آئی تھی اور اُسکا یہ افراسیاب ملازم تھا اُس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے نمکحرام وہ ہے یا ہم ہین ارے کافر ہمکا کیا ہے جو تجھے ہو سکے اُٹھا نرکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اُسکی ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین دریاے زخار و قہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ہو گیا بیچ مین یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ آب گرداب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہو گئے تھے زمین کو عارضہ استسقاے آبی ہوا تھا کشتی آسمان بھی ڈوبی جاتی تھی چشمۂ مہر تک پانی پہونچا جاتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش مین آتا ہے پانی پہاڑون کی بلندی سے بھی بلند ہوا یقین تھا کہ بحر اخضر فلک سے جا کر دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان کے یہ چکر نہ ہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی
جسطرح سے جنگ کو دل اُمڈے
گھنگھور گھٹائین آرہی تھین
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور

آشوب بہ چشم ابر تر تھی
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے
بام گردون پہ چھا رہی تھین

مانند سرشک بادل اُمڈے
موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت

جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آگیا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بند رہستہ فتوح تھا
ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحرون نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت
زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے
اودھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا
اور سب لشکر کو روک کر تنہا اژدر اپنا بڑھایا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو
یہ قطامہ لیے ہی پہچانتی ہو ہزار در ہزار بلائین اسمین مخفی ہین اسنے کھینچکر اسکو مارا اور سب لشکر
تہ و بالا ہو گیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا یہ کہکر لشکر کے دست راست و
چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنون تک پانی مین ڈوب
گئی ہین سحر کی چھتری اور نیزکلہ سب بیکار ہین کوئی کام نہین دیتے ہین خالی ہاتھ نگاران
گلبدن کے گیسو سے گئے ہین دل سینون مین پانی ہی بدن سب پھیکا ہی اوس گلستان حسن و ناز پر
پڑگئی ہی غمزہ و ادا پھیکا کیسا بالکل کنارہ کر گئے ہین رخ انکے دریا مین کنول کے پھول بنگئے ہین
یاس و حرمان سے رنگ رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بتخانہ آذری کنارے دریا کے
کلمہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی انکے حق مین تھا ایک جگہ لڑنے والے
بہادر جیسے کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ
چکے تھے خدا ہی انکا بیڑا پار لگانے والا ہی ورنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہی یہ حال کثیر الاجلال
اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات
بدرگاہ خالق بحر و بر بلند کیے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوفہ بآواز
پکاری کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے انس و جن ہین سب مین
ہر بو مین جو لطف ہی وہ تو ہی
غائب قدرت سے تیری موجود
ہوتے ہین نیستی سے ہست
مولا مرے مجھپہ تو کرم کر

ہین انس کی جنس ساری ہمین
تو چشمہ چشم انس و جان ہی
نابود ہو بود بود نابود
گویا ہین لب ملاء اعلے
دشمن کو تو مرگ سے بہم کر

ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہی
چشمہ ترے فیض کا روان ہی
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
سبحانک جل شانہ تعالے
یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول

ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے یہاں آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گئی
تو قلعۂ ہفت رنگ مین نہ گئی اس فکر مین اکیطرف اپنے طلسم کے مجلس کے بچانے سے روانہ
ہوئی کہ کسیطرح برج غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لون چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ
قلعہ مین اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب مین گیا اور بصد ادب عرض پیرا
ہوا کہ چشم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکۂ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان
دام اقبالہا چند روز سے قلعہ مین تشریف فرما نہین ہین جانب طلسم ہوش ربا گئی تھین مراجعت
فرما نہین ہوئین ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر مہرخ مین بھی ڈھونڈھا وہان بھی پتا نہ ملا
وہ طلسم تمام پُر آشوب ہے لڑائی شاہ سے اُس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کہین آن
ملکۂ گردون احتشام کو اُس بادشاہ ناکام نے کسی آفت مین نہ پھنسایا ہو اور دشمنون کو زندان
مصیبت مین نہ ڈالا ہو خاک در دہان سن باد ملکۂ عالم کا بول بالا رہے میرا اندیشہ سراسر بیجا ہے
کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسیکو خبر لینے بھیجتا ہون تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر
جا نسکے گا مثل دریائے نور و ظلمات وغیرہ لیس مین خود چلون اور اگر مرأت واقعہ سے خبر دریافت
کرون اور مبادا اُسمین ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤن تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اِس
سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤن یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوش ربا مین آیا پہلے
لشکر حیرت مین اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت
مین کھڑی ہے دو ساحر تین لاکھ کے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہین وہ بیچارے مصروف دعا
بصد گریہ و بکا ہین یہ دیکھکر اسنے اپنے تئین زمین پر آتارا وہ وقت تھا کہ مقراض ناریچ ہاتھ
مین لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بحر پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او فحبہ مقراض
اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور و روشن ہے
مجکو للکارتا ہے نیستی ہوئی قریب آئی کہا او اجل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے جا اپنے کام
مین مصروف ہو نہین جانتا کہ مجسے اگر کوئی زندہ نہین بچا شاہ موصوف نے سحر پڑھکر کہا کہ بیجا آپکا
ارشاد ہے میری یہ لیاقت نہین جو آپ سے مقابلہ کرون مین تو تماشا دیکھنے آیا ہون سنا ہے کہ آپ
اور یہ ساحر جو دریا مین ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہین یہ کلمات سحر آگین اپنے تھے کہ

مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اُسنے کہا اچھا بلا اُسکو ناو پر سے
شاہ نے پکارا کہ اَبے او سمندر خیرہ نطفہ ناتحقیق ادھر آ وہ ساحر بھی ناو کنارے پر لے آیا اور زمین پر
اُترا شاہ نے کہا تم دونون آپس مین لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ مستعد بہ رزم و پیکار ہوا اُسوقت بادشاہ
ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہان سے مثل شہاب ثاقب اِن شیاطین پر ٹوٹا اور زمین پر آکر پھر
ظاہر ہوا اب اِن دونون نے دیکھا کہ بادشاہ پرشوکت و جاہ بہ زیور الماس مین سراپا غرق ہے
تاج شہریاری برسر چار قب شہنشاہی دربر انھون نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ لڑو آپس مین
دیر نکرو مقراض نے وہی تارنج چرخ دیکر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اُسنے وہ تارنج جو دیکھا سمجھا کہ
اِس سے جانبر نہونگا پہلے مین اپنا وار کرون لیکن اب یہ تارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اِس سے لپٹ
جاؤن یہ سوچکر تارنج وہ لگانے نپائی تھی کہ یہ دوڑ کر لپٹ گیا اُسنے ہاتھون سے اِسے روکا اور کہا او
کمبخت مجھ ایسی حسینہ جمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تو نے اپنے جسم سے مس کیا میرا حسن گنوا
ہوگیا آبرو مین بٹا لگا بادشاہان طلسمات میرے عشق مین سر ٹکراتے پھرتے ہین زہر کھاتے ہین آ
مین کسیکو کیا منہ دکھاؤن لے اپنی جان دیے دیتی ہون یہ کہکر کارد سحر کمر سے کھینچکر اپنے پیٹ
مین آپ ماری لیکن اِس سے پہلے جب سمندر آمادہ حرب ہوا تھا تو لشکر مین لاکھ کا حربہ سحر
لیکر لپٹنا لینا کہکر چلا تھا اُسوقت شاہ ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرما ہوا کہ ای لشکریان مقراض
آدھے ایکطرف ہوجاؤ اور آدھے ایک سمت اور آپس مین لڑو کہ ہم تماشا دیکھین ازبسکہ یہ بادشاہ
بھی ہے اور ہم مکتب شاہ جادوان بھی ہے سواے افراسیاب کوئی اِسکا ہمسر نہین وہ رد اِسکے
سحر کو کرسکتا ہے اور دوسرا اِس سے نہین لڑسکتا ہان وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی رخ و مرد
رنگ و آفات چہار دست و تاریک صورت کش وغیرہ جو شاہ طلسم ہوش ربا پر
غالب آتے ہین وہی اِسپر بھی غالب آسکتے ہین حاصل مرام لشکر نصف نصف ہوکر باہم سرگرم
پیکار ہوا اور اُدھر مقراض نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل و شور برپا ہوا تاریکی چھا گئی
صدا آئی مارا مقراض دو زبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کرکے پکارا
کہ افسوس ایسی صاحب حسن و جمال ماہ پیکر مہر تمثال مر جائے اور مین زندہ رہون شاہ کوکب
نے کہا شرط وفاداری یہی ہے کہ تم بھی اِسکا ساتھ تا بہ جہنم دو ہان دیکھین تو کہ تم کیونکر مرتے ہو یہ کہکر

اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی
تھی اور زندہ رہتی تھی پس اسنے وہی تارنج یاقوت نگار جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ
ایک تحفۂ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب نہوا تھا اُٹھا کر اُسکے پیٹ پر مارا ایک صداے
مہیب آئی اور ہزارون شیر و گرگ صحرا سے پیدا ہوکر نعش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے لگے اور ہزارون
تیلے اور مار و اژدر و عقرب وغیرہ پیدا ہوکر لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اُس پر گرے ادھر سمندر کے مرنکا
غوغاے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار سحر دفعتہً روغن کیطرح اُڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے
نجات پائی اہل اسلام کی بن آئی تیغ بران کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے ازبسکہ وہ فوج
تو آپ ہی باہم لڑ رہی تھی دم بھر مین مثل باغ خزان دیدہ کے قلم ہو گئی بہار اُس لشکر کی صیادانِ
گلچینان گلزار جرات نے لوٹ لی فصل مہرگان مین جسطرح گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ
اُس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ تیشۂ شمشیر سے کٹا تھا کوئی برنگ قباے گل گریبان
چاک نظر آتا کسیکا سبزہ روش جسم پامال تھا کہین نقد جان کو لبان سوسن کہ ہمرنگ مسی آلود
لب جانان تھی دھڑی دھڑی کرکے لوٹا تھا صرصر قہر و آفت تلوارون کے چلنے سے چلتی تھی
خنجر جب گلا کاٹتے تھے طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا
تھا گویا عشق شاہدان کیطرح دل مین گھر کیا تھا خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا
ایک بھی اُن لشکریون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت
رہا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
نشست از بر تازی اسپ سیاہ
فرو ریخت از دیدہ خون بر برش
یکی بانگ زد تند بر لشکرش
نباید کہ گیرند مارا زبون
نباید کہ خوانند برما فسون
کنون نیزہ و گرز باید زدن
ہمہ چشم دشمن بباید زدن
ز ہر سو ہمہ ایشان بگیرید راہ
کنون گرد بر گشد تیغ ماہ
گرفتند شان یکسر اندر میان
سواران مہرخ چو شیر ژیان
یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ
ندیدست ہرکس چنین رزمگاہ

جب وہ لشکر نابکار واصل الی البوار ہو چکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم
نور افشان شاہ کوکب عالیشان مہرخ تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ ای بادشاہ
تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمائیے آواز آئی کہ یہ کونسا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور

مین ہمشیرہ شاہ کوکب ہون اصل مین کوکب نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیلب اختر کی تلاش مین روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقر اصل سنا تھا تو مقابلہ کوکب مین جانا بہتر نجانا اب ماجرائے قتل لشکر سنکر غمگین ہوئی اور جملہ کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ کیا اِسطرف ملکہ مہرخ طبل فتح وظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاو پر پہونچکر کھولی ہر طرف قمقمے اور چھپے اُڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتبت ہوا ہر جگہ عشرت ونشاط کا ہنگامہ تھا گر بوجہ قید ہونے خواجہ عمرو کے چندان انبساط کا جلسہ نتھا اور ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس فتح ہونے سے مفر ہمکو نہین ہی ابھی جنگ ہونا باقی ہی یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہی اگر شاہ کوکب یا ہمشیرہ اُسکا نہ آتا تو اسیوقت ہمارا خاتمہ تھا پس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور جادو کھینچکر سحر تیار کر کے آؤنگی کیونکہ بے لبی سے جان نہ دونگی ہاتھ پاؤن ہلاکر مرونگی یہ کہکر تخت سحر تیار کر کے مع اپنی خواصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو خیال ہوا کہ شاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا اُن سبکو تو اس کیفیت مین رکھیے گرشمہ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ عمرو کا سُنیے

داستان دلستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بلانا نظمائے طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ بران شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت لشکر ہائے عظیم کا اور توڑنا بران کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑا لیجانا عمرو کو اور ملنا برج ملکہ مجلس کا ملکہ ابروے خنجر زن سے اور چھڑا نار عد وبرق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا بران شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا بران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا بران کو افراسیاب کا زندان ظلمات مین اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے لمؤلفہ

کدھر ہی غمگسار بادہ خواران
دل مردہ کو تو کرتا ہی زندہ

کہان ہی ساقی غمخوار یاران
ہوا ہون اندنون بیمار ساقی

تو ہی ہی بادہ خوارون کا مسیحا
تپ ہجران سے ہون ناچار ساقی

طلسم جسم کا دل ہی شہنشاہ
مقید اسمین جان زار اب تک ہی
بڑھا ہی ضعف جسم ناتوان مین
تڑپتا یون ہی دل بیتا ہی ہرگ
گھٹی طاقت بڑھا ہی ضعف ایسا
ترے دم کا ہی رندونکو سہارا
مجھے یہ میکدہ دار الشفا ہی
کہ جان آئے تن بیجان مین پھر
ہو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
دل محزون بہلتا ہی نہین ہی
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہی
اٹھا لا جام اور منھ سے لگا دے
ہی در پردہ جو لذت جھانکتی ہی
پلا دہ مے کہ دنیا ہو فراموش
بیان جاہ ای جانانہ بشنو

وہ ہی ناراض مجھسے اندنون آہ
دماغ ایسا ہوا ہی گرم میرا
جدائی ہو عجب کیا جسم و جان مین
دل بیمار یون رہتا ہی بیتاب
بڑھا ہو حوصلہ عاشق کا جیسا
وہ دارو اب پلا دے ہمکو ساقی
یہ دارو درد کی میرے دوا ہی
تو ہی ہی چارہ ساز بیقراران
قدم یون اسکے پھر پیر مغان کے
یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طی
خدارا ساقیا مے بھی کہین ہی
سحاب رحمت افضال باری
فراخ شوق تا تجکو دعا دے
زبان سے جوش دل یہ کہہ رہا ہی
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
سخن سنجان این رنگین حکایت

حصار تن مرا برج غضب ہی
کہ جلتا ہی سدا قندیل اسا
تڑپتا جسطرح ہی عاشق زار
تڑپتی جیسے ہی ماہی بے آب
مگر پرہیز ساقی ہے اتنا
کہ درد دل نہ کچھ رہجائے باقی
نکر تاخیر اب رمان مین میرے
مداوائے دل امیدواران
غنیمت ہی بہار زندگانی
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یار دنکا ہی
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہی
وہ چھایا لو گئی وہ بیقراری
ہوس پھر دے ساغر تاکتی ہی
کہ ہان اظہار وقت مدعا ہی
بیا ای ہمنشین افسانہ بشنو
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی ۔ و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و الم و مداوا گران بیماری ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر ناصبور محصوران حصار جور و جفا و سر حلقہ گان سلسلۂ عہد وفا عارضۂ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اسطرح قوت و شفا پاتے ہین اور حصار درد و الم سے محصوریان زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اس کوہ پرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بحر و بر نے فیروزہ کا بنایا تھا نقشہ اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز رنگ فلک اخضر تھی گویا دیوگم

بہار کی دفتر تھی درخت پہاڑ پر سبز و شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر زنگاری سر کوہ پر چھایا تھا زمین فیروزہ رنگ پر گلہائے سرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت نقشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر لقا طا سرخ کا ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضۂ رضوان کو بھاتی تھی درخت یک لخت لبان حلہ پوشان جنان سبز پوش نہرون کے دبون مین جوش بھیون اپنا رنگ جماتے زندگی کا تحفے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر بیو بچا ہوا

نظم

معطر ہو زبس خاک گلستان
صبا سیار ہی عنبر افشان
سراپا سرو مین قد کی لچک ہی
اگر زلفون کی سنبل مین بھبک ہی
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست
کہ بہکے بولتے ہین مرغ بدمست
جہان دیکھو تو وان گلہائے خودرو
نظر جسجا پڑے سبزہ ہی اور جو

بادشاہ اُس کوہ فرحت انگیز پر پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اُڑے اور قلعۂ فیروزہ نگار جو اس کوہ مین آباد ہی وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا فیروز شاہ تاجدار جادو سریر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر بتعجیل تمام مع ارکان دولت کے اُٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اسکے سکونت کی بطور سیر گاہ تعمیر تھی اُسکو فرش و مسند و شیشہ آلات سے کارپردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان عیش و مسرت مہیا کیا بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان نے اُسوقت فرمایا کہ تمھارے ذمے اے فیروز شاہ ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہی مین عمرو کو قتل کرنا چاہتا ہون تمھین لازم ہی کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دوست ہمارے آکر تماشا اُسکے قتل ہونے کا دیکھین اور خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور جارچی یہ بھی پکار دے کہ فلان روز بادشاہ طلسم اُس ناعیار کو قتل کریگا جسکو دعوی ہو وہ آکر چھڑا اسکے قتل و غارت سے آسکے کشور جان و جسد کو بچالے یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر فیروز شاہ نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے

سر کھینچین بموجب بیت خادمان را بسر خود حکم نیست ؛ آنچہ فرمان تو باشد آن کنند ؛ قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آئندہ جو رائے اقدس و اعلی بادشاہ نے یہ عذر سنکر حساب کیا تو عمرو کو قید ہوئے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دیکر کھولی حال عمرو کے قتل کرنیکا دیکھا کہ اُسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب مین بھی یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان مین قتل نہو سکیگا اور اے بادشاہ لشکر مہرخ تجکو غارت کرنا چاہیے عمرو کسی زمانہ اور کسیوقت مین قتل نہوگا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہے مقتول ساحران نہین ہے یہ ماجرا کتاب سے دیکھکر بغضہ کتاب کو بند کیا اور سر اُٹھا کر کہا اے فیروز جب دن بُرے آتے ہین تو آدمی کیا خدا انکے برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہین خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانون کے طرفدار ہوگئے ہین مجھسے برخلاف ہین جب انکی کتاب دیکھتا ہون مسلمانون کا سر اپر غلبہ پاتا ہون اسوقت بھی یہی حکم کتاب مین نکلا ہے کہ عمرو قتل نہوگا بھلا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ مین کیسا بادشاہ ہون کیا ایک آن مین ساری دنیا درہم وبرہم نہین کرسکتا کیا مین آسمان کے خدا سے نہین لڑسکتا کیا مین کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہین کرسکتا کیا مین جامۂ ہستی عالم چاک نہین کرسکتا مین چاہون تو ایک دنیا اور بنادون اور از سر نو عالم خلق کرون مین آپ طرح آجتک دیتا رہا ورنہ ان مسلمانون کو رائی سے کائی کر ڈالتا اب مین اپنا تیغ آج ایسا دیکھتا ہون کہ نظم

بھلا سامری کی ہے یہ کیا مجال
لڑے سامنے میرے کچھ قیل و قال
جو اژدر پہ ڈالون غضب کی نگاہ
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ
اگر دیکھ لے میرے تیور چڑھے
گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
کرون سمت گردون جو ترچھی نظر
تو دو ٹکڑے ہو صاف شکل قمر
غضب میرا شاید ہے یاد آگیا
جو خورشید گردون ہے تھرا رہا

اگر عمرو کو مین نے قتل کر ڈالا تو سامری کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہین اور اگر عمرو کو مین نہ قتل کرسکا تو بیشک انکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہین کہ جس بات کا مین ارادہ کرون اور وہ نہو فیروز شاہ یہ لاف وگزاف براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل مین غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا آدمیون سے لڑتے لڑتے خداوندون سے لڑنے لگا سامری اسکے اپنے تابعدار تھے کہ اسکے

مزاج کے موافق کتاب لکھتے دلمین تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت وثنا بادشاہ کی کرنے لگا
کہ ای شہنشاہ سچ ہو کہ آپکا ارادہ کون رد کر سکتا ہو اور کون آپکا ہمسر ہو کون ملازمان عالی
سے لڑ سکتا ہو آپکا ارادہ ارادۂ جمشیدی ہو جو حکم ہو غلام اُسکو بجا لائے آپ غصہ نفرمائین شاہ نے
فرمایا کہ دس روز چالیس دن مین باقی ہین عمرو کو قید ہوئے اس دس روز مین تمام طلسم مین
ڈھنڈھورا پٹجائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہونچ جائین کہ فلان روز لشکر حیرت کے
متصل کنارے دریاے خون روان سب کے سب لشکر سب جمع ہو جائین مین عمرو کو ضرور قتل
کرونگا یہ کلام سنکر فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اُس آفت سے ایک دیو
قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منہ اُسکا بھاڑ کیطرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منہ کے نکلے تھے
سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سیہ رو قوی تن قفص گردن بدن پر رو ئین نیزے
کیطرح دراز سر مین نخوت دلمین بھری حرص و آز ایک ڈھول مثل خمک فلک زنجیرون سے
بندھا گلے مین ڈالے اور دو چوبین مثل ستون ہاتھون مین لیے سامنے آیا اُس سے حکم دیا کہ ای
دہل کوب جا دو سارے طلسم مین جاکر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلان روز عمرو قتل ہوگا
ساکنان طلسم آکر تماشا دیکھین اور ابتدا ڈھنڈھورا پیٹنے کی لشکر حیرت و مہرخ سے کرنا اور بغیر
دہل زنی کیے آرام نکرنا اُسنے کہا یہ دہل بھی طلسمی ہو اور مین بھی اسلیے ہون کہ منادی کیا کرون
میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور ساٹھ ستر کوس تک چار سمت مین اسکی صدا
جاتی ہو یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت مین آیا اور ملکہ کا
مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور
گویا ہوئی کہ جا جلد ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی سب
ساحر لشکر حیرت و مہرخ کے گوش بر آواز ہوے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہو اس اثنا مین اُس
دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی کہ خلق خداوند لقا و ساحری وغیرہ پونے دو سو
خداوندی کی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کا کہ تاریخ اٹھارہ مین
ماہ بہمن زردشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار برج غضب سے نکال کر قتل
کیا جائیگا جو اُسکا عدو ہو وہ آکر تماشا دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ جنگ ہو رہے یہ منادی

کرکے دو چوبین اور ڈھول پر مار کر آگے بڑھا تماشا بینون اور لونڈون کا غول اسکے ساتھ
ہوا اُدھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈھورا سنا باہم گویا ہوئے کہ کبھی عمرو کا قتل ہونا
تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب سب باغی
قتل ہوتے ہین خیر دور سے ڈھول بجاتے ہین ڈھنڈھورا اسکو خوش تو ہولو اُدھر لشکریان
مہرخ نے جو یہ ناسنی ہر ایک آبدیدہ ہوکر دعا کرنے لگے کہ خدا تعالی خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے
سردارون نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول یہ فقط سنانے کے غرضے ڈبے ہین شاہ طلسم عمرو کو
کیا قتل کریگا جادوگرنیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موئے ڈھنڈھورئیے کے منھ مین خاک کہ
خداوندا دشمن کا جیتا نہو موا افراسیاب آپ مارا جائے اُسی موئے کی ارتھی نکلے خدا کرے
موڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائین حیرت راند ہو کے بیٹھے ہے بے وارث کئے مہرخ کو
صد اسکا بڑا تردد ہوا ہے حال اسکے لشکر جمع کرنیکا بیان کیا جائیگا اگر عمرو کا حال سنیئے کہ ڈھنڈھورا
جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کر دیا اسلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے
کی سنے چنانچہ خواجہ حبس وزسے کہ قید ہوئے بیہوش تھے اب جو ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھڑی مین
قید ہون جسم پر آبلے پڑ گئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون یا زمین پر یا آسمان پر ہون
بشر کی آواز کان مین نہین آتی ہے یہ دیکھکر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے کچھ میوہ
نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے مجھے وعدہ ہے کہ جبتک موت منھ سے اپنے
نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اس ظلمت
سے نکالنے والا ہے اور قید غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورے
کی آواز سُنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسی
فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اسکو
بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اول یہ تو مقید ہین اُدھر حسب
فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور نامہ ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور تیلہ ہاے
سحر کو اور طائرون کو دیکر روانہ کیے آنا ان بادشاہون کا بیان ہوگا لیکن جب ملکہ حیرت
اور اُسکے سردارون نے ڈھنڈھورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے

اٹھیں اسقدر عرصے مین ہم ایک لڑائی ایسی ساطے کی لڑین کہ جملہ باغیون کا کام تمام کر دین
یہ صلاح ہوتی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھونڈھوا سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے
آئی ایک سمت سے مصور جو جلہ مین تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے آیا پھر تو اور
بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قبا وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا
ای ملکہ مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہمشبیہ کوکب نے آکر قتل کیا ہم جانتے
ہین کہ یون ہی قتل عمرو مین بھی رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھین باتون
سے جی مین آتا ہی کہ خنجر مار کر مر جایئے اور خواہ افراسیاب اجازت دے یا نہ دے قسمیہ
ہو کر بلکہ امون سے لڑنا چاہیے یا تو انکو ہمنے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا ملکہ
شکوہ نے کہا مناسب یہی ہی جو آپ فرماتی ہین ملکہ صنعت نے بال سر کے کھول کر سبکی طرف
مخاطب ہو کر خطاب کیا کہ ای لوگو بال سر کے سفید ہوگئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی
کے کیا کرنا ہی ساحران عالم کو کیا منہ دکھاؤنگی اگر اس بیغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور
کہا جائیگا مجھے احوال لازم یہی ہی کہ لڑکر جان دیدون مصور و صورت نگار جو ذلتیں کئی بار
اٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہان ہان تو کرتے ہین مگر ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہی کہ عمرو قتل
ہو جائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو جسکے مزاج مین آیا صلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران
سے اجازت لڑنے کی منگوائین پھر صنعت کی رائے پلٹی اور اسنے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ افسوس
ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائیں اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین یہ کبھی نہو گا مین تو اسیوقت
طبل جنگ بجواتی ہون حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہی اور اجازت نہین ہی
تو پھر کسلیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہی کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہی مگر اتنی بات کا مجھکو
خیال ہمیشہ سے ہی کہ میری بہن ملکہ بہار خیر تک نکو امان ہی اور وہ کسیطرح قتل نہوگی کیونکہ شاہ
جادوان نے بہت کچھ اسکو بتایا ہی اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونون ان بیٹے مرحلے
طلسم کے ساحر ہین برقعا سے طلسم مین سے برق جادو ہی بس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہی
یہ کلام سنکر ایک ساحر نے کہا ای ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی
ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اب رعد و برق رہے انکو پکڑوا لینا چاہیے یہ کہکر عیار بچیون کو

طلب کیا اور دربار برخاست کرکے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ
ہوا صنعت نے کہا مین بزور سحر روے ہوا پر اڑ اکر ونگی ای صرصر تو کسی بہانے سے رعد و
برق کو اکیلے مین لا مین سحر کرکے غافل کر دونگی اور یکر لاونگی ملکہ حیرت نے کہا یہان نہ
لانا باغ عشرت مین ملکہ جنین جادو رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہی کہ یہ دونون
مان بیٹے پہلے ہی سے قید ہو کر جنین کی سپردگی مین رہتے ہین اسلیے کہ ساحر زبردست ہین
اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کے انکو بھی
قید سخت مین رکھا ہی اول مین چند بار جو یہ قید ہوے تو وہ مقام بیان ہو چکے مثل اسکے کہ خر
مصور۔ الماس پریچہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہی یا یہ کہ مہتر قران دیوانہ بنکر ایک بار
چھڑا سکے ہین اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر مین دیکھا نہین اور نہ انکی کوئی لڑائی دیکھی پھر صورت
انکا قید ہونا اول اگر بیان ہو گیا ہی جب بھی یہ قید ہین اور اگر نہین بیان ہو چکا تو اب بیان
کیا جاتا ہی کہ صنعت تو بطور مخفی صرصر کے ساتھ ہولی اور صرصر صورت ایک ساحری ایسی
بنا کر بارگاہ مین برق کے آئی تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی
کھڑے ہین مجھے انھون نے فرمایا کہ جلد جا کر رعد جادو کو مع انکی مان کے میرے پاس بھیجدے
چنانچہ مین نے انکے حسب ارشاد آپ سے اطلاع کر دی یہ عرض کرکے آپ بارگاہ سے چلی
گئی رعد و برق کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہی جو مہتر صاحب نے بلایا ہی چلنا چاہیے
اور ایسی بے لگاو بات سننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ صرصر پیام دیکر وہان ٹھہری
بھی نہین پھر کیونکر انکو دھیان عیاری کرنے کا آتا فی الجملہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے
لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے صنعت نے روے
ہوا سے خاک قرمشید انپر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوئے صنعت نے بزور سحر ایک تخت
بنایا اور دونون کو اسپر ڈالکر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ افراسیاب کا
بنوایا ہی کئی مقام پر تعریف اسکی تحریر ہوئی ہی ملکہ جنین کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر
آئی ہی تو بادشاہ نے اُسکا رتبہ ایسا کیا ہی کہ اس باغ مین رکھا ہی اور اول بیان ہو چکا ہی
کہ مجلس نے پتلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ پتلا شاہ جادوان کے ہاتھ سے مارا گیا اُس روز سے

اسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لیجائے حاصل امر وہ ایک نہر کے کنارے بیٹھی
مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اِسنے اُن قیدیون کو اُسکے
سپرد کیا اُسنے اُٹھکر اپنا سحر قیدیون پر کرکے کہا آپ ٹھہریے مین آتی ہون اور تخت جسپر قیدی
تھے اُسکو اُڑاکر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونون کو تخت پر سے اُتارا اور خوب
سحر سے بے بس اُنکو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑکر قریب
قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ اِن مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق
ہوگئین اور پانوٗن سے کمر تک یہ دونون اُن پتھرون مین سماگئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار
گرد اُس رہ کوہ کے قائم کرکے باغ مین آئی اور صنعت کی خاطر و تواضع مین مشغول ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر
رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین اُڑنے باغون سے جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہے
اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین آئی تمام کیفیت
معرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نکیجیے اِن نمکحرامون کو مار لیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو
کرو یہ سنکر اِسنے ایک نارنج مارا وہ زمین پر گرکر شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے
سے اِسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے تا لشتہ خا اور کنارے تک دریاے خون روان کے پار لشکر
پڑا ہے وہان جاکے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کراکر یہان لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اُسکے لشکر
مین ہوکر پکارا کہ ای افسران فوج ملکہ صنعت نے پانچ لاکھ کا لشکر طلب فرمایا ہے ایسی آواز
اِس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمر بندی فوج مین ہوئی ساحر اژدر و گا
و خر زیر پر سوار ہوئے پریزین ہوا مین اُڑنے لگین ترسول و پسول چمکنے لگے سامری کی جے کا غل
تا بفلک پہونچا ہزارہا نارنج و ترنج جو ایکبار اُچھالکر ساحرون نے روکا تو یہ معلوم دیا کہ گویا انداز
فلک نے باڑھ گولون کی ماری ہوم کا دھوان بلند سحر کی بجلی چمکتی توپخانہ مین دہر کے رنجک
اُڑتی ابر سرخ روے ہوا پر چھایا ہوا زد کا میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے
جو ابر سیاہ اُٹھا قلعہ آہن بنگیا تھا اِسیطرح عجائبات سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب
تابان کو گل مرچین نگین کا فور صندل جلتا اژدر پھنکارتے سانپ ہر ایک زہر اُگلتا ساحر و نگا
تو یہ حال نبرد آزمایان عرصہ قتال کی ایک سمت مورچال وہ خنجر و شمشیر کی چمک دیدۂ ترک فلک گو.

خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار غرضکہ بڑے جوش و
خروش سے مثل بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور کچھ ہی عرصے مین یہان سے وہان
تھا یعنی قریب بارگاہ حیرت بے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر میرا آگیا خود بھی
تخت اژدہون پر اپنا کھنچوا کر سوار ہوئی اور شام ہونیکا بھی انتظار نکیا کہ طبل جنگ بجوائی اسوقت
سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج کے پہونچی نفیر سحر و قرناے جنگی اور دہل و طبل کا شور
گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اس عرصہ مین طائران سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر
آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمامتر تیار ہوئے سرداران
لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام و خرگاہ مین ہلچل پڑگئی بازارین بند ہوگئین بعض مقام پر لوٹ بھگدڑ
پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اس عرصے مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے
اس فوج کا محاصرہ کرلیا اور اسکے آنیکے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا تھا حیرت
بھی سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی جمعیت کثیر آپہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے
ہوئے چار طرف سے بزنید و بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغہ سحر لیکر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ
پر جا گری اُسطرف سے مہرخ بھی مع فوج بڑھکر غٹ پٹ ہوگئی اتنے مین ابر کے آنے لگے پیکان
تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل ترنج سینون کے پار جانے لگے مہرخ پر صنعت نے ایک
بیضۂ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اُسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اُسنے سحر پڑھکر کہا کہ دشمن
کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جائے یہ کلمہ ایسا پر تاثیر تھا کہ وہ آگ پلٹکر فوج
صنعت پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر گھر آیا
اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اُسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج
مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ساحر سے ساحر بھڑ گیا مہرخ نے پھر سحر پڑھا کہ تیر برسنے لگے
صنعت نے سپر تن سحر کی پیدا کین ہر سمت گونسے ناریل آتش کا چھرا سوئیون کے سے
جلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ ستر سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہوکر فوج پر گرنے لگا
جسکے وہ پیکان لگتا سینے سے پار نکلجاتا فوج دس بیس قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی اُدھر
کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش مردہ پر مردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کیطرح

ترتیبے مین مہرخ و یاقوت و سرخمو و مخمور وغیرہ سے کے خون کنیون سے بہ رہا ہی قبضۂ شمشیر ہاتھ
مین جم گئے ہین سرخمو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھسکر ایسے تاریخ تریخ مارے ہین کہ سو سو دو دو سو
کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہی اودھر سے صنعت وغیرہ چڑھتی چلی آتی ہین نقارون پر
چوب پڑتی ہین نقیب للکار رہے ہین کہ سہ رزم کا دن ہی نام کر جاؤ * زندگی ہی کہ لڑ کے مر جاؤ
دلیر و جوانو بہادر و آج کا دن ہی نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہی شیر و یہ معرکہ تمہارے ہی ہاتھ ہی خنجر
تیغ و ظفر کا ساتھ ہی تلوار کٹار چل رہی چیلین منڈلا رہی ہین کسیکا سر اڑ گیا کسیکا بازو کٹ گیا
پانون کٹا دریاے خون مین سرخ سرخ مچھلیان تڑپتی نظر آتی تھین اعضاے تن کی یہی حالت
تھی سرچھونڈ کیطرح تیرتے تھے مرکبون کے سم خون مین غرق دم بھر مین جدا گردن و فرق اس
لڑائی مین صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ چوٹی دار اپنے جوڑے سے نکالا اُس ناریل کو دیکھکر
ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ اس ناریل سے کنارا کر دیہ باغ جمشید کا ناریل ہی ملکہ مہرخ
نے کہا ہر چند باوا دادا جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کر لیگا اس عرصہ مین وہ ناریل اُسنے چرخ دیکر مارا وہ
شق ہوا کئی ہزار تیلا اسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان ہو گیا تلوارین ہاتھون مین لیکر
آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ ای تیلاے سحر جاؤ دشمنون کو قتل کر دیہ سنکر ایک ایک نعرہ زن
ہوا کہ ہم غلام جمشید اور تلوارین مارتا ہر ایک چلا جسکے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا تاریخ تریخ تلوار اُنپر
پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہین کوئی تیلا نہ مارے مرتا ہی نہ کاٹے کٹتا ہی مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا
کہ ہان لینا جانے ندینا اور آپ ایسا سحر کیا کہ کنگل آسمان پر سے برسنے لگے مخمور نے سحر کرکے
گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکلین ہو زلف کھولکر آگے بڑھی طاؤس
و لرزان و زلزلہ و نافرمان و ہلال سحر افگن تنہا سے سحر لیکر غول مین در آئین اور نعرہ
مہرخ سے ساحر مرکبون پر سے کود پڑے کہین خنجر چلنے لگا کہین کٹار چلنے لگی قراولیون کے گھونسے چلتے
تھے کہین کشتی ہوتی تھی ناریل نارنج اُچھلتے تھے سحر کی لاگین اور چوٹین چلتی تھین نیزہ باز عدو کو کباب
بالاے سیخ بناتے تھے ایکطرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے
اژدر لڑ رہا تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اندھی ہوئی تھی ہزارہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ
ازبسکہ قلیل تھی اور تیلے سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدینوجہ اُسکی فوج نے

گھونگھٹ اٹھایا بھگدڑ پڑی بارگاہ چھٹ گئی بازارین لٹنے لگین غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منہ اٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے نپائین فوج نے تعقب کیا یہان تو یہ ماجرا ہی لیکن عیار ہمیشہ آفت مین لشکر سے نکلجاتے ہین اور قران تو جنگل مین رہا ہی کرتا ہی اسنے جو نعرہ مبارزان سنا اور شور و غوغا جو زیادہ ہوا تو اسنے قلہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر ہماری جانب کا قتل و غارت ہورہا ہی کوئی بچتا نہین نظر آتا ہی یہ دیکھکر زار زار رویا اور برہنہ سر کرکے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اترکر ایک سمت کو صحرا مین بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل خضر راہ بنا کہ اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ مین پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر سے نگذرا تھا وہان دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر تک ہتھر مین غرق پایا انسے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہو انھون نے بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا ای مفتر حالی ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہی اور ہم قید مین جنین نے کیے ہین ایک ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہمکو ملتا ہی قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا انھون نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنین قحبہ کہان ہی انھون نے کہا اس باغ مین جو سامنے ہی عیار مذکور انسے پتا معلوم کرکے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقا باغ عشرت مین جنین نہ تھی اسنے متصل اسی باغ کے ایک باغ اور نیا بنوایا ہی کسلیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم شاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہی شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی ہی اور کوئی رہ نہین سکتا ہی اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور شکیل تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب نازنین کا ہی اسنے کہا ملکہ جنین کا اسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر لڑجائے اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہوجائیگا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران یہ سنکر وہان سے چلا اور ایک سمت اس باغ کے بنگلہ بنا تھا اسکی دیوار چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا ادھر سے چلکر اپنا کام کرو یہ سوچکر اس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھکر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا ہر چہار

سنگ سرخ کا بنا تھا فرش پر تکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی تھی اِسنے جھک کر اُسکو سلام
کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اِسنے کہا ملکہ ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے ماں باپ کے
بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹا دی بڑے عیش کیے اب محتاج ہو گئے مجبور ہو کر
نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگا دینگے سرکار کا بول بالا منائینگے
جنین نے یہ کلام سنکر کہا اچھا ہمنے تمکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اُسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے ملکہ یہاں نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ
لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سنکر کچھ سوچنے لگی اِسمین
قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ تیرے فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے
نیش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہاں سے کچھ دور نہین ہے نوکری ہو جائیگی
قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجکو چھوٹا دغاباز سمجھا میرے
باپ نے ایسی ایسی ہزار ہا پتلیاں بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سنکر جنین نے کہا اے پتلی
اگر تجکو اِس ساحر پر عیار کا شبہہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لینگے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھینگے پتلی
نے کہا اچھا جنین نے کہا میاں ساحر اِدھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھجکر جنین کے قریب
آیا اور کہا اے ملکہ پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان
ہون یہ کہکر ایک کاغذ نکالا کہ مکتوب کی طرح لپٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اُسنے کھولنا اُس
مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے والے نے بہت چھوٹا ہے غرض جب بہت سی تہین
کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اُسکے پڑھنے مین مشغول ہوئی اُسمین نعرہ قران کا
لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع منم مہتر قران شیر زیانم ✦ اِدھر بہلو پر عیار مذکور کھڑا تھا اُسنے بغدہ
کھینچکر کھوپڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اِسنے کہا ہاتھ
کیا دیکھیگی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اُسکا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ
اُچھلکر زمین پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا مجکو نام میرا جنین جادو تھا کوہ
و بیابان مین آگ لگی مکانات پھٹ گئے تڑاق پڑاق چھتین اُڑنے لگین سحر کی نمود بے بود باطل
ہو گئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران جست کر کے بھاگ گیا پتلی وغیرہ جلکر دو رکنے کو چلین

رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و توانا ہو کر اُٹھے تھے کہ مہتر قران
بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفہ العین مین قریب جنگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر
رعد زمین مین پاؤن مار کر سمایا اور فوج مخالف جو عقب مین قتل کرتی آتی تھی اُسکے بیچ مین
نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہو کر گرا اوپر سے گڑگڑ گڑ کی آواز آئی اور برق
جادو بجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلا کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہو کر ہر سمت گرنے لگی رعد
نے چیخنا شروع کیا حیرت نے شگوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ
آئے یہ وہ بلائے بے درمان ہین کہ جہان فتح نہوتی تھی افراسیاب اُس مہم پر انکو بھیجتا تھا اس
گفتگو مین جتنا عرصہ ہوا اتنی دیر مین ہزار ہا ساحر جلکر ڈھیر ہو گیا ہر چند صنعت نے ان دونو نکا
رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا مین
رعد جادو کو یاد آیا کہ جب مین شہر داؤدیہ مین خداوند داؤد کے سجدہ کو گیا تھا تو انھون نے
تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اُسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا ہی ساحر
زبردست یا رویین تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا پتلا سحر کا ہوگا اس خاک کے
اُسپر پراگندہ کرنا وہ جلجائیگا پس اُسنے زمین مین سما کر اپنے تئین غول مین اُن پتلون کے جو صنعت
کے ناریل سے نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے مارے
نجائینگے تو اُنکو حکم دے کہ سب ایکبار مجتمع ہو کر جب رعد زمین سے نکلے تو اُسپر جا پڑین اور
اُسکو اسیر کر لین دوبارہ مان کو بھی اُسکی اُسیطرح پکڑین چنانچہ ایسا ہی کہکر پتلون کو حکم دیا وہ سب
ایک جگہ اکٹھا ہو کر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائین اسی اثنا مین رعد زمین سے
نکلا اور اُن سبکو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جو ڑے سے پڑیا نکالکر
خاک اُنپر چھڑکی وہ پتلے اُسکے پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو اُنپر پڑی جسم طلسمی مین لگے آگ لگی
تلوون مین بھی تلوون کی لگی سر مین بھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلونکی
تھی اُنکے جلنے سے فوج کے پاؤن اُٹھے فتح کی شکست ہوئی ہر چند صنعت و مصور وغیرہ
نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رُکتی ہے دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ مین رعد
قریب تخت صنعت جا کر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہو کر

گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہی بیہوش تو نہوئی مگر جھوم گئی اوپر سے برق
کڑکڑا کر گری بنا ٹھہ ستر بنجہ سیر مین لیکر برسا یہ فگن ہوا مگر برق نے سپرون اور پنجون سبکو
جلایا صنعت جلدی مین ہٹکر تخت کے ایک گوشے پر ہو گئی بجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور
وہ اژدر جسپر تخت کھنچا تھا سب جلگئے تخت جا اُلٹا صنعت بھی اوندھے منھ گری بہت چوٹ
لگی لوگون نے اٹھا کر ہوادار پر لٹایا اور لیکر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصور مین جاکر چیخا
ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے اوپر سے بجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نوسو جادوگر
جھلس گیا حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو اسوقت کچھ تدبیر نہو سکیگی یہ وہ بلا ہی
کہ شاہ جادوان بمشکل انکو روکتا ہی یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزارہا سیہ
ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا
ای خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زبردست ہوتے اُنسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوبہ ہی
سامری جانے کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا
تو فوج بھاگ چکی ہی فتح یہ لڑائی نہوگی اس فہمایش سے ملکہ مذکور رکی اور آخرکار لوگ اسکو
سمجھا کر بھگا لیچلے اُدھر مصور کو صورت نگار زوجہ اسکی پھیر لیچلی ان سردارون کا جو جمعہ
قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدۂ مہرخ مین پھر
بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت نصرت کو جنبش دی دشمنون کو یہان سبزہ پامال کیا
بزنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا
کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ پلک مارتے کیا سے کیا ہو گیا سنبل کیطرح ہر
لشکری پریشان و زار کسیکو اُلجھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی
دلمین خار کھاتے برگ شجر کیطرح کف افسوس ملکر پچھتاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے
جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت باغ
زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری
گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نوجوانان
کاٹ چھانٹ کرکے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر پیل ڈالدی بوستان جو ہر

نظم
تیغ کی بہار دکھائی یہ نظم
لکھیے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
کہ ہر ہر جوان مرگ پر تھے بس

صریر قلم ہے منشی کی صدا
تبہ جان و اسباب اور مال تھا
کسیکے رواں جسم سے جوے خون
پدر کی سے لیے نعش جاتا کوئی
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری

قلم فوج دشمن پہ ہر تیغ تھا
کسیکے جو تھی تیغ کاری لگی
کوئی خاک مین ہو کے بسمل رہا
کوئی پیٹتا نعش پر زہر زہر
تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل وخوار ہوکر رو بفرار لایا ان شجاعت شعارون نے ذرا دور تک آنکے آسکا تعقب بھی چھوڑا جب وہ بھاگ کر ڈیرا پر پہونچے اُسوقت مارنے سے ہاتھ اٹھایا بہتر سمجھکر فوج نے طبل بازگشت بجوایا اور بفتح وفیروزی مراجعت فرما ہوئی برق ورعد پر سے بہت زر نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازارین کھلین مبارزون نے بستر پر آکر کھولی سردار ہرایک داخل بارگاہ ہوئے اُدھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی بیٹھی سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی شبنم اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ واری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے اور کبتک آفت ڈھائینگے جسدن شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دے دیا انکو یہ قوت دیدی ہے چار دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتون کا جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جاکر رضاے حرب لونگی اگر اجازت دی بہتر ورنہ اپنی جان دونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک نمک حرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور ہین کہ بنی بنائی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آگئے نہین معلوم یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سنکر تختۂ جمشیدی دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کارچنین تمام شد شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینا آگیا یہان تو یہ چرچا ہی وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا الحمد ہم ایسے گنہگار ہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی حضرت صاحب نہین آتے

قران بھی اسوقت موجود تھا اسنے کہا ایسی کون عیاری عمدہ کی اس ساحر زبردست کو مارا
جو بارگاہ مین تمھاری بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جائیے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے
ایک ڈنگل یاقوت کا زیب کرسی خواجہ عمرو کھلوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت تھی
جو بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو تخت زرین پر گذار رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس ڈنگل
یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جائیے برق عیار نے کہا ای ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین چلے
جائینگے اِس اثنا مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے قران کو وہی جام عنایت کیا اسنے
اسوقت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول نوشیروان نامہ مین مذکور ہے
کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہو لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہوئے
اور وہ دختر انسے منسوب بھی ہوئی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے سلطنت کرنا
شروع کی مگر دلمین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا انھون نے
صحرا مین جاکر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کرم کیا اور
فرمایا جاکر عمرو کا شاگرد ہو خداوند تعالی تجھے مجاہد فرمائیگا کبھی تو قید شب بھر کسیجگہ نہ رہیگا اور جب شب بھر
قید رہیگا تو قضا تیری آئیگی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیگا دختر کی اپنے شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اُسنے سلطنت انکو تفویض کر کے اپنی دختر کا انسے عقد
کیا انھون نے شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کر کے بانہ عیاری کے
بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ اُن بانہ ہائے عیاری کے جو بنوائے
تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت اُسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسیطرح کی آمیزش
ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ اُس شراب کا بدلجائیگا اسنے اسمین پینا [illegible]
شراب پینا اختیار کی ہے فی الحال اسوقت بھی اُسی گلابی سے شراب پی جب نشہ ہوا ایک [illegible]
افسوس کہکر رو دیا مہرخ نے کہا کیون ای مہتر دلا اگر کیا ہے برق عیار نے کہا خواجہ کو یاد کیا
ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سب کو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین [illegible]
کاسۂ چشم پر رنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہو گئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی
قران نے نسیم اسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہے ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا [illegible]

بھی ٹھگیا اور ہمت سے کچھ نہو سکا اچھا ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر جست کرکے سر انجمن بارگاہ فرار ہوا اور سمت
صحرا چلا گیا بعد اسکے جانیکے کمزور سب اہل بارگاہ رو دیا کیے پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ
لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامہ عشرت گرم ہوا لیکن مہتر برق بھی قران سے پیچھے
بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیاروں سے وہ مقام خالی ہوا اُدھر صرصر عیارہ ساحرہ کی اسی
صورت بنکر در بارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب یہ داخل بارگاہ ہوئی
اور حسب دستور عیاران خبر یہاں کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا میں اسکو خیال آیا کہ اسوقت
عیاروں سے یہ مقام خالی ہے بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیجاؤں کیونکہ انھوں نے لڑائی
بھی فتح کی ہے ملکہ حیرت انکے گرفتار کر لیجانے سے بہت خوش ہوگی اور مرتبہ زیادہ کریگی اور
اگر یہاں بیٹھے دونوں نہ ہاتھ آئیں تو ایک ہی کو لیچلے کیونکہ دو میں ایک نہوگا تو دوسرا ابھی بیکار
ہو جائیگا فقط یہ ہو کہ رعد چھپا ہوا رہیگا کہاں ہے یہاں اسکی بجلی بنکر گرتی ہے پھر اگر ان نہوئی تو خالی بیہوش
کرنے سے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچی کہ جہان تک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچلے کہ یہ بجلی بنکر اسکی
بھی کام دیسکتی ہے یہ تو اس سوچ میں تھی وہاں حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی اسکو
خوب نشہ ہوا اسلیئے کہ یہ قید سے چھٹکر آئی ہے بہت دنوں کے بعد جو شراب خواری کی نہایت بدمست
ہو گئی دل سے سوچی کہ بارگاہ میں بادشاہ لشکر کے سامنے تیرا تابا یہی حالت ہونا خلاف ادب
ہے تو یہاں سے اٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ میں ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا سوقت
دربار میں آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہینگے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اٹھی کنیزیں جو ساتھ چلیں انکو
بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ میں ابھی آتی ہوں یہ اسلیئے کہ کوئی یہ نجانے کہ دربار سے بسبب
زیادتی نشہ رخصت ہو گئی حاصل کلام جب یہ اپنے مقام پر سے اٹھی صرصر پہلے سے باہر
بارگاہ کے نکل گئی اور ایک مقام پر راہ میں ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا
بلاؤں لے نشہ اسکو بہت معلوم دیتا ہے برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسیکی کنیز یا ملازم ہے
سمجھکر اسنے کہا ای کمبخت تیرے پاس اورک ہو تو دے اور نہیں تو دوڑ کر بازار سے لا میں
تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی میں ابھی لائی یہ کہکر چند قدم جاکر اورک بیہوشی آمیز کسوت سے
نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجیے یہ حاضر ہے اسنے وہ لیتے ہی کھالی اور پکاری کہ اچھی

روکنا مجکو جلد آتا ہی عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور ازبس کہ بیچ لشکر مین یہ حادثہ
گذرا تھا وہانسے لیجانا باندھکر مناسب نہ سمجھی اور اُسکو بارگاہ مین اُسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا
چونکہ کنیزین تو اُسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر
آنے سے منع کرکے بارگاہ کے سراچہ گرا دیے پردے مین تکمہ لگا کر پشتارہ مین اسکو باندھا
اور پشت کی جانب سے سراچہ چاک کرکے نکلی راہ کاٹکر چھپتی چھپاتی لشکر سے نکلکر سیدھی
بارگاہ حیرت مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چلکر اجازت حرب
لین چنانچہ حسب مشورہ حیرت و صنعت و شکوہ وغیرہ طاؤس ہائے سحر پر بیٹھکر چلین صرصر جو
بارگاہ مین آئی سنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے خیمہ مین آئی اور
صبا رفتار و تیز نگاہ و خنجر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہے کہ ملکہ حیرت
نہین ہین انھون نے کہا ہمنے سنا ہے کہ صنعت نے قسم کھائی ہے کہ جب رعد و برق قید ہو جائینگے
مین خود آ کر اُنکا سر کاٹ ڈالونگی پس اُنھین کی بارگاہ مین اسکو بھیجدے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہونگی تو
سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب معلوم ہے کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ
مصروف حفاظت ہوئی اُدھر حیرت وغیرہ جو روانہ ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم سحر پڑھکر
دستک دی پنجہ پیدا ہو کر اُنکو اُٹھا لیگئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر بیٹھا ہوا انتظام قتل کرنے عمرو کا
کر رہا تھا کہ پنجون نے اُنکو لاکر پہونچایا انھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت کو
دیکھکر پوچھا کہ اے ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہے ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا گو ہون
شاہ نے کہا نہین کچھ تم سست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو
دشمنون کے ہاتھ سے ناک مین دم ہے آپ نے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا انھون نے کام
دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کو کب یا اُسکا ہمصورت آگیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپسمین لڑکر
مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ جرم دو دن سبکا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و
برق آگئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی تین لاکھ ساحر
ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا جلگیا اب ہمسے ان ذلتون کی برداشت
نہین ہو سکتی آپ نے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہر کس و ناکس کا مقابلہ نکرنا ان عیونسے

کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا بیجا ہے یا تو اجازت حرب دیجیے یا مجکو حکم دیجیے کہ اپنی جان بدین شاہ
کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کرکے ہلاک کر ڈالونگا تم گھبراؤ نہین اور اگر تمکو بہت
ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ کج ابرو
خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کر دیگی اور اے حیرت تم لڑنیکا ارادہ نکرنا جبتک
ملازم ہین تمھاری بلا لڑے یہ کہکر اپنی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دشت غضب سے
جاکر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جاکر حکم شاہ سے اطلاع دی وہ ساحرہ
تخت پر بیٹھکر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی تھی اور حسن و جمال
مین بیمثال تھی ابرو اسکے اسطرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا اُدھر کرتی تھی آنکھین
زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب مین زاہدون کو بہکانے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کہ
عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے صاف صاف
کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے
منہ چڑھتا ہے بیاض گردن کے سامنے بیاض سحر اپنی بیاض تر کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھے
ہوئے بھولجاتا گیسوے مشکین اُسکا سورۂ واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیون کا
تن تنکر نارنج سے یہ کہنا کہ اتنا رخ اُٹھا تو میرے برابر نہو سکیگا خاطر عشاق کے حوصلے کو ہر دم
تڑپاتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اسطرح اُبھرتے ہین ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت

تکلم پر تصدق بلبل باغ
بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نہونگے ایسے آہو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض جبین سیم
ستارے تھے میان خانۂ حوت

سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک
چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم

اُس آفت جان نے بادشاہ کو مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق قید کرکے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ
مزاحم ہو تو اُس سے بھی سمجھ لینا اُسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آکر تیاری سفر مین مصروف
ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ کج ابرو سے خنجر زن کو پہچانتے ہو

اُس سے لڑو گے اور اے مہرخ تو کتنک حیلہ حوالہ کرکے نکلی دیکھ تو کہ تیرا کیا حال کرتا ہون
یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جاکر بھیدیا ملکۂ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے
روانہ ہوئی نیچے پہاڑ پر اُٹھا لائی وہان سے۔ یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق
کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے مضمون نامہ سنکر کہا مجھسے اکیلے کیا ہوسکیگا جب امان
جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو
لاتا ہون یہ کہکر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آکر دروازہ پر بارگاہ
حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے
خبر سُنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر وہ بارگاہ مین آئی اور ملکۂ مذکور سے عرض کیا کہ مین برق
جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے
کہ اُسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار نے سب حال سنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے
نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والونکے واقع ہوا تھا چڑھگیا اور کمند کے حلقے کو بیچ
بیچ سے لٹکا کر چپکا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ اُدھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آکر پہونچی اور غافل
تھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہائے کمند کا مطلق خیال نتھا جیسے ہی زیر درخت کی جگہ پر آئی سحر
آخر حلقہ کمند گردن مین پہونچا وہ صیاد جسنے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہمائے اوج
حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ارے کہکر اُسنے اوپر منھ اُٹھا کر دیکھا برق
نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور چادر
مین اسکو باندھکر اُسی درخت پر چڑھکر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی
مین جاکر صورت صرصر کی ایسی بناکر اُسیکا پیرہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے
مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون
لیکن اس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پر طیلسان ڈالکر نہین گئی خیر کھانا
کھانے کی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھالون ساری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی
کمر سے نکالکر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیے وہ
تو اسکو حرص جاتی ہی تھی [illegible] وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش

ہو گئی اور عیار پہچان لی گئی تھیں ورنہ انکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اپنے جب
بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجھکو دیکر
تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اڑ کر چلی گئی عیار نے صبا رفتار
کو اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اُسیطرح پلنگ پر
لٹا کر آپ صبا رفتار کی ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کرکے
کہا واری آنکو عیار لیے جاتا تھا مجھے کوئی ادھر آ گئی جو اُس سے انکو چھینا چلیے ملکہ حیرت بلاتی ہین صرصر نے
کہا تو نے بڑا کام کیا مین برق کو جلالی ہوں تو عیار ہوئے میری فکر مین ہین یہ کہکر اپنے خیمے مین لائی
ملکہ برق کو اُسیطرح پلنگ پر لیٹا دیکھکر پشتارہ اٹھا کر خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت
کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارا کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو ہے حیرت نے بہت بھاری
خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین جا کر بڑی جانبازی
کرکے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہوں صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت و شکوہ
سے بولی چور رنگ کا سنیے اسنے کہا سچ کہتی ہو یہی بہتر ہے بس سب جادوگرنیوں نے تلوارین سلح خانہ
سے منگوائیں کسی نے دم طمانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن بنا لیا کوئی آلہانی لیکر مستعد ہوئی غرض
سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر اور تلواروں کے بڑے کھول کر کھینچکر ہاتھوں مین تولنے لگین اور چار سمت
دس دس بیس بیس قدم پیچھے ہٹکر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار
بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے جھکے سے کہا استانی لبِ خلیفہ کی ہمارے لونڈی کو قتل
کرا ڈالیے گا صرصر نے کہا اری کیا کہتی ہے اسنے کہا میری طرف پھر مخاطب ہو جیے گا ہان ہاتھ
پڑا جاتا ہے مین ذرا غور کیجیے صرصر نے سب سے کہا ذرا ٹھہرو ٹھہیے گا اور آپ جھککے نگاہ غور کر
برق پر ہے حیرت اسنے لگی کہ دیکھوں اصلی صورت ہے یا نہ ابھی ہو لی چنانچہ منہ پر جو رنگ لگا تھا
وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دوا ڈالکر دھوایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی اسوقت یہ
تو رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ پھینک کر ایک دھول جمائی کہ استانی
خوب چھڑواتی ہو ناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دھپ کھا کر پلٹی تھی کہ برق عیار
جست کرکے سراپچہ فرا گیا اور نعرہ کرکے بھاگا جادوگرنیاں حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس

حیرت مین آئینہ وار سب رنگ سے بے کسینے عیار کا تعقب بھی کیا اور صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی
کہ مین جاؤن اور صبار فتار پر ہاتھ پڑ جائین وہین سر پکڑ کر بیٹھتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے
ہاتھ ٹوٹین میرا سر چرخ کھا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ کیا ماجرا ہی اسنے کہا بی بی ہوا برق
عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہی صبار فتار عیارہ ہی یہ سنکر سب جادوگرنیون نے تلوارین
ہاتھ سے پھینک دین اور نہایت خفیف ہوئین اور صرصر نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر عیارہ
کو ہوشیار کیا صبار فتار اٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہی اسکی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونے کا لشکر مین جو غل ہوا تھا تو جانسوز بھی عیاری کو چلا تھا
راہ مین اسکو قران ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل
بدل موجود تھے جب برق فرنگی نکلگیا اور صبار فتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھکر کہا
کہ استانی میری معشوقہ کو تمنے آج مروایا تھا ایک لغدہ ماروںگا کہ فرش ہو جاؤگی جواب کیلی ایسی
حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی لیکن حیرت تخت پر آ کر بیٹھ چکی تھی اسنے
بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اُس غصہ مین کرنا یاد نہ رہا تھرا کر تخت پر سے کھسکتی ہوئی
اٹھی کہ ارے مارو ان موون نے گھر گھیرا ہی ہمکو ذلیل بنایا ہی یہ کہتے ہی تخت پر سے اُٹھکر بڑھنے
لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا تھا اُسنے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اڑاڑا دھم منھ کے
بل تخت کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہکر اٹھانے کو دوڑے قران و جانسوز
نعرہ کر کے سراچہ پھاند کر بھاگے اور صاف نکلگئے کسلیے کہ فوج کے ساحر ایسا عیارون سے
ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُنکے پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکلگئے اور
حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اُسکے منھ مین اور کولے وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت
ذلیل اور زبون ہو کر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہی اب یہ تخت
تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہی طلسم کا رنگ بے رنگ نظر آتا ہی دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہی لوگون
نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موئے عیار کہان حضور کے مقابل
ہو سکتے ہین یہ بھی وقت کی بات ہی حیرت یہ سنکر خاموش ہو رہی اُسطرف عیار اور ملکہ برق
جادو بارگاہ مہرخ مین آئے اِنکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب

ارغوانی کا جام چلنے لگا بہ عیش و نشاط ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو عشرت تمامتر رہنے دیجیے لیکن ماجرا سنیے کہ ملکہ ابروے خنجر زن جو اپنے مقام پر آئی فوج ساحران اپنے تیار کرائی ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے ہین کئی لاکھ ساحر وہان رہتے ہین ان سبکی یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اُس دشت کو مثل شہر کے شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اسکو مالک اُسکا بنایا ہے اسیطرح اس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ قلمہاے طلسم مین یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد جو کہ طلسم کشائی کو اُس وقت تک بہت سے ناظم قتل ہو رہے ہین ورنہ وہ شہزادۂ عالی جاہ کہانتک لڑتے اور ان بلاؤن کو دفع کرتے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سبکے مارے جانے کے ہزارون مرحلہاے طلسم باقی رہتے ہین اور بڑی فوج ساتھ لیکر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا وہان کی نکلنا اور دریاے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریاے نیل سے ساحرون کا آنا انشاءاللہ سب بیان ہوگا حاصل کلام یہ ساحرہ نافرجام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چنکر اژدر خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون پر چوب پڑی ساحران غدار قشون قشون انبوہ انبوہ طائران سحر پر چڑھکر ہمراہ ہوئے رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن
وہ آواز قرنا وہ شور دہل
برنجی چمکتی تھین یون تھا لیان
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار
بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے

روان تھی کہ تھا بحر اک موجزن
غبار اسطرح تھا زمین سے اٹھا
کہ سونیکا دریا ہو جیسے روان
جو ترسول و نیزہ چمکنے لگے
روان ساحرہ تھی بڑی آن سے

وہ بیرون کے نوبے وہ جھجھو کا غل
کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
اُچھلتے تھے نارنج یون بار بار
ستارے فلک سے اترنے لگے

اسیطرح بعد قطع مسافت راہ پر لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالی جاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہگیا کہ تین کوس وہان سے تھا اس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھکر فرمایا کہ اسیجگہ قیام ہمارے لشکر کو زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہان سے لشکر باغیان چندان دور نہین اور جاے خرم و دلکشا ہے چلیبز لبریز ہین درختان صحرا پر بہار و فرحت بیز ہین کوہ سر بلند درے انکے مثل درون صافی دلان مجید

جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار پھولون کا انبار ہے عجائب غرائب رنگ کی بہار ہے ملازمون نے حسب حکم ملکہ اسیجگہ بارگاہ اسکی استادہ کی لشکر تمام اُتر پڑا اور پڑ گیا خیمے نصب ہوگئے بازار لشکر مین کھلگئی بارگاہ کے آگے زیر سایبان زربفتی کج ابرو تخت پر بیٹھکر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی طرفہ بہار نظر آئی دہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین چھوٹے بڑے کوئلین بولتین پپیہے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پُرآب تالاب لبالب جنبش گرداب مارتے ہوئے کنول کھلے ہوئے سنگھاڑون کی بیلین پڑین کوکابیلی کو کنار پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت دھانون کے سرسبز لہلہے برابر بانسواڑی اور بیلون اور تھوہر کا پشتہ دیا ہوا ڈھیکلی چلتی کسان سینچائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہاے خودرو سے بھرا ہوا کوڑیالا عشق پیچان پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی پھر کئی سو خواصونکو اپنے ساتھ لیکر بزور سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کر کے بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تین کوس پر اُتری ہون اسلیے لشکر یہان نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کر کے چلی جاونگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ ملکہ نہین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جا کر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا اسپر گذر گئی حیرت نے کہا مین تمکو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسیطرح نہ مانیگی اگر ماننے والی ہوتی تو یہ نوبت کاہیکو پہونچتی اسنے کہا اے ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجیے مین صبح حاضر ہونگی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر ساقیون کو اشارہ کیا جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامۂ عشرت گرم رہا جب خنجر بیضاوی آفتاب نیام غرب مین رکھا گیا اور ہلال فلک لسان ابروے معشوق کج نظر آیا کہ نظم

کردن شکل دہان تنگ جانان
لگا ایسا ہوا آنکھون سے پنہان
فلک پر تھے مگر افسوس خوردہ
کواکب صورت امید مردہ

سر شام حیرت نافرجام نے طبل جنگ بجوایا کج ابرو وہان سے رخصت ہو کر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اسنے بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر نواخت کوس رزمی پہونچائی اسنے بھی نظر

بفضل خدا تعالیٰ رلکھر لفکر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھٹیین چڑھنے لگی مرچین جلنے لگین اگیاری روشن ہوئی بیر آنے لگے ڈھوسے جھومنے لگے ڈہرو بجا بنگالے کا نور دودیس کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی و ناموز جوانمرد ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین مشتاق تھا نقاشون کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک صورت کی دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کار تھا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی تھی خاک مین ملجانیکا خاکہ خیال مین برنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ متوطلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ مردشیوہ شجاعت مین عیب نرہے جان دینے مین فرق نہ آئے جاہے سر کٹجائے نظم

کہین لیتے تھے یہ گر کیٹ کر دکا
کہین ایسا نہو تو فر گھٹ جائے
کہین گرزون کو صاف بلندی
سپاہی تھے جمے میدان آگے
نرکھنا ای جوانو دل مین دھڑکا
صدا سے کرنا جاتی فلک پر
کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی
قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے
یقین تھا گوش کر وی جیچ ان کر
کہین نیزے کھڑے تھے ایک پائے

رات بھر یہی ڈھنگ رہا اڑانے کے ٹھاٹھ کا نقشہ جما کیا جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک وہرنے شمشیر خورشید عرصہ افلاک مین چمکائی نظم

ہوا آغاز صبح نو نمودار
ضیائے مہر پھیلی مثل چادر
رہی ہر چشم وا مصروف دیدار
سو مغرب بڑھا خورشید خاور
صبحدم مہرخ فرخ بصد جاہ و

جلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت ہزاران تمکنت و شوکت عازم عرصہ کارزار ہوئی ادھر صحرا سے کج ابرو مثل اپنے گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے نیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہائے کفر و ضلالت اسطرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے لگے ابر کے سیاہ سفید و زرد و سبز و سرخ اڑتے آتے جادوگر دھوتیان تیمری باندھے ہوئے ماتھے پر قشقے سیندور کے کھینچے ہوئے کھنور چندن کا کیا ہوا ہر ایک پیشانی رنگی انگ مین بھبھوت رما ہوا ترسول

چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے آگ دھتورے
کے پھل اچھلنے لگے گوگل کی چرائند آنے لگی ماش سرسون رائی مہوے دونے مروے کے
تھے جھولیون مین بھرے ہوئے اژدرون اور طاؤسون اور مرکبون پر ہر ایک سوار تھے ناریل
نارنج ترنج گولے دمبدم اچھالتے بول استاد تیری سہا جے پکارتے نوک دار ڈلیان ساری
لڑائی لونگ کا ہار ہاتھون مین پہنے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہانتک انکی کیفیت بیان
کیجائے دونون جانب جنگگاہ مین صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادوگر زمین مین بزور سحر سما گئے
کچھ جانب آسمان اڑے نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے کج ابرو اڑ کر اپنے اژدر پر سے بلند ہوئی
اور ایک نارنج لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان اسمین سے نکلکر لشکریون
کے سر پر گرین سر کو چھید کر سینون مین اتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوئے زبردست
جادوگر سحر گر کے نیچے کج ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان لینا ان نمکحرامون کو تیس ہزار اژدر سوار ساحر
حربہائے سحر لیکر آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی لاکھ‌ہا سر اڑ گیا ہنگامۂ دار وگیر برپا ہوا گرم بازاری
رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانون کیطرح کھلنے لگے سپاہی
کشور شجاعت جان بیچکر نام و ننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر
آکر اتری اسنے ایک گولا جو بڑا زبردست سحر تھا اسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہوگئی گولا خالی گیا
پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ اسطرح لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی اسوقت کج ابرو
نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا ای مہرخ میرا نام خنجرزن اسیواسطے رکھا گیا ہی کہ یہ خنجر اپنے پاس
رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہی یہ کلام اسکے سنکر رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ رعد نے
کہا اماں جان ملکہ مہرخ مفت ماری گئین مین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ
جائین برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو وہ خنجر لیکر آگے بڑھی ساٹھ ستر ساحرون
نے مرنا گوارا کیا اور بیچ مین آگے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دس
کے سر ایک ضرب مین قلم ہوگئے وہ اسیطرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا
توڑ کر انبوہ لشکر پر مارا اس مالے کا موتی جسکے ہاتھ اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین
ہوا سی ہلچل یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اسوقت رعد زمین مین سما کر پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک

تیغ ماری لیکن خنجر جمشید اُسکے ہاتھ میں تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر
تاج ابرو کے گلے میں ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھولکر اُسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی
برق بنکر اُس بجلی سے لپٹ گئی اور دو برنگ دو بجلیاں باہم گتھی رہیں آخر زنجیر نے کھینچکر زمین پر برق
کو پہونچایا تاج ابرو نے زنجیر کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہو گئی تھی اور وہ زنجیر
دست و پا و گردن و کمر میں لپٹی تھی اور ملکہ مذکور بیہوش تھی تاج ابرو نے ساحروں کے حوالے اُسکو
کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسایش بجے کہ جنکو گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا اُنکو پکڑ لیا اب
کل اِس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا اگر آجکی شب تو نے فرمان برداری شہنشاہ
افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر کو تیرے اور تجکو غارت کرونگی یہ کہکر ہوا پر آپ چلی اور طبل
امان بجا کر لشکر پھرا اپنے لشکر کو لیے اُسی صحرا کیطرف کہ جہاں اُتری ہے روانہ ہوئی ملکہ حیرت سے بھی
ملاقات نہ کی سبکو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرضکہ حیرت لشکر لیکر پھر چلی اور
مہرخ بھی خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے ملکہ مہرخ
دربار میں تخت پر بیٹھی رعد جادو اپنے ماں کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا میں
تلاش کرنے جاتا ہوں مہرخ نے کہا وہ افراسیاب پاس لیگئی ہے تجکو ملنا اُس ساحرہ کا دشوار ہے برق
نے کہا اچھا حال تو کھلجائیگا جہاں لیگئی ہوگی یہ کہکر روانہ ہوا اُدھر تاج ابرو اپنے لشکر میں داخل
ہوئی ہر ایک اُسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپ نے بڑا کام کیا شہنشاہ جادوان کی بات رکھلی
اُسنے ایک صندوق فولاد کا منگا کر برق جادو کو اُسمیں بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر میں بند بند
جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشیں کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اُسنے بند کرکے صندوق اپنی
بارگاہ میں بنا بر احتیاط رکھا اُدھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ برق
کا معلوم کرکے خدمت شاہ میں گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض میں
لائے لکھا ہے کہ جبسے بادشاہ باغبان وزیر سے بدظن ہوا ہے اُسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ
میں بہت حاضر رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہے چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر گئے
ہوئے سنکر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ پتلوں نے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کیجانب اسلیے دیکھا کہ میری
تعریف کرے وزیر نے لب عجز بہ ثناے شہنشاہ کھولے اور دامن میں موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری

نظر غضب کی کسکو تاب ہی تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے
فرمایا کہ اب برق بھی چمک چکین اور کوکب کا فروغ بھی ہم دیکھ لینگے وہ چنگلی میرا کیا کر لیگا وزیر نے کہا
کہ کوکب ایسے تیرے یہان بہت نوکر پڑے ہین یہ تو زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی جو ہر گھڑی
اسیکا خیال ہی اور اسیکا نام زبان پر جاری ہی بادشاہ نے بعد اپنی ثناخوانی کر اسکے ایک خط بملکہ کج ابرو
کو لکھا حال یہ ترقیم تھا کہ ہمین تمھارے لڑنیکی حقیقت معلوم ہوئی جیسا خیرخواہان جانباز کرتے
ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوئے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین خلعت
سرفرازی ہمراہ نامہ پہونچتا ہی آیندہ بھی عنایات خسروانی کی امیدوار رہو اور برق [illegible] کے
حفاظت کی تکلیف نہ اٹھاؤ سر اسکا کاٹکر بھیجدو یہ نامہ چیلے کو دیکر روانہ کیا یہان کج ابرو تخت پر
سایبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی سامنے تخت کے صندوق رکھ لیا شراب پی رہی تھی رقاص
ناچتے تھے خواصین انیسین حاضر خدمت تھین کہ چیلے نے لاکر نامۂ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا
آنکھون سے لگایا زر نثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کرکے وا کیا اور مضمون سے آگاہ ہوکر بفخر خلعت
زیب تن کرکے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام جسم
آتش سحر مین پھنک رہا تھا اسیر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی
آنکھون مین دم آگیا کج ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہی اب پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہی کوئی دم
مین قضا آیا چاہتی ہی برق نے یہ سنکر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کیون ای عمرو تجھے
خدا مجکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہی نہ کوئی یار ہی
نہ یاور نہ مددگار ہی نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا
ہی تو ہی بچانے والا ہی کہ بموجب

نظم

خداوندا بپاے آل پیغمبر
پر تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم
کہ جس جاگہ ترا فضل و عطا ہی
مجھے اس قید دشمن سے رہائی

بحق مرتضے و زوج اطہر
شفیعون پر مرے یارب نظر کر
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہی

مین ہون گر قابل نار جہنم
اس آتش کو تو اس پانی سے تر کر
عطا کر مجکو یارب تندرستی

یہ دعا اسکی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی لیکن اول مین
مذکور ہوا کہ ملکہ مجلس جادو و ملکہ حیران کو سمجھا کر پھر لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین

اسی فکر مین رہا کی عمرو کے ایک مقام پر اپنے طلسم مین تھی اُسنے مجلس سے فرمایا کہ بیٹا تم جاؤ
ذرا خبر تو لاؤ کہ طلسم ہوش ربا مین کیا ہورہا ہی مجلس یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلی اور اس دشت
مین کہ جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور رو بے ہوا سے اُسنے دیکھا کہ ایک عورت
شعلہا ے سحر مین گرفتار پڑی ہی اور ایک عورت خنجر کھینچے اُسکے سرپر کھڑی ہی سر اُسکا جدا کیا چاہتی
ہی یہ دیکھکر زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ عورت کون ہی
اِسنے کیا تمھارا باپ مارا ہی کونسا گناہ اِس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہی کج ابرو
نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک اُسکی بہتی ہوئی زیر پائی پانون مین کرتے مین رومال ناک
پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھسے حال پوچھتی ہی یہ دیکھکر اُسنے کہا بیٹی تم شاید یہان کسی گانو مین
رہتی ہو اکیلی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمھارے مان باپ بھی شہنشاہ افراسیاب کے
فرمانبردار ہین اور مین بھی پس والدین تمھارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس جانتی
تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ کا ہی اب اِسنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہی یہ سمجھکر سنبھلی
اسکے ساتھ بطور مخفی چار تپلے آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اِسکے پاس ہی
کہ اُسکے دونون سرون پر الماس جڑا ہی خاصیت اُسکی یہ ہی کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید
و سامری کا ہو تو اُسکو باطل کرکے کام اُس ساحر کا تمام کرتا ہی اور علاوہ اِسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ
بران و کوکب ہی سردارزادی طلسم نور افشان ہی پس کج ابرو سے اپنے تیور بدلکر کہا کہ یہ کیا
تو نے جھک مارا کہ والدین تمھارے ملازم افراسیاب کے ہین مین اُس مسخرے افراسیاب
خانہ خراب کو کیا جانون کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ بلّی اور چلبلی سی ہی اسکی بات کا بُرا ماننا چاہیے
یہ سمجھکر اُسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہین آئی جا چلی جا نہین روتی جائیگی مین دو
طمانچون مین سیدھا کرونگی مجلس نے جوابدیا کہ مانزادی تو ہی کس گھمنڈ پر اپنے ڈھگڑے افراسیاب
پر بھولی ہی تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہی اپنے دلمین یہ کلام سُنکر کنیزین کج ابرو کی بولین ای بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتین کرتی ہو یہ ملکہ کج ابرو سے خنجر زن ہین برق جادو کو لشکر اسلام
سے پکڑ لائی ہین تم انکو گالیان دیتی ہو یہ بُری بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سُنا
وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا اور اپنے تئین درست کرکے لڑنے کی آستینین اُلٹ سکے دامن

چڑھاکے تنتی ہوئی پیترے بدلتی چلی اُسوقت دس بارہ لونڈیاں یہ کہتی ہوئیں کہ لو بیوی اس چھوکری
سے نہ کوئی بولے نہ چالے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے اِس لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ میں آگئیں اُن لڑکی نے
کہا مار ڈالو دیوانی بی بی تجہ سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر وہی گولا مارا لونڈیاں جو بیچ میں آگئیں تھیں
اُنکے سینہ کو اُس گولے نے توڑ کے کج ابرو تک اپنے تئیں پہونچایا اُسنے ہرچند اپنے تئیں بچایا لیکن
مثل قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اُسکے سینہ پر آکر پڑا اور پار گذرا اور زمین میں سما گیا کج ابرو ٹکیلہ
ہلاک ہوئی شور قیامت زا اُسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا کج ابرو سے خنجر زن کو کنیزیں اور جو آئیں تھیں انکی
بھاگیں لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جلد حربہ سحر کے لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکور کے مرنے سے ملکہ برق
رہا ہو گئی اور آتش سحر اُسکے جسم پر سے دور ہوئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہوکر
لشکر پر گرنے لگی اِدھر وہ بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ تھے آتشی آبی فولادی وہ آگے سے آتشی پتلون کے
منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے جو سامنے آتا خاکستر بنا جلاتا خیام و بارگاہ میں آگ بھڑکنے لگی
آفت برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگوں کی عجیب
کیفیت تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی پتلون کے منہ سے پانی اسقدر بہا کہ دریا پیدا ہو کر
موج مارنے لگا مجلس نے خوب پینترے لڑائے آگ لگا کر پانی کو دوڑی فولادی پتلے تیغ پکڑ کر قتل کرنے لگے
اوپر سے بجلی گر رہی تھی عجب آفت اُس فوج پر آئی تھی لشکری ہزاروں طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے
مرتے تھے نہ بجلی گرنا موقوف ہوتی تھی مجلس ایکطرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی امی جان کے سر کی
قسم کیا اچھا کھیل میں کھیلی ہوں واہ کیا تماشا ہو رہا ہے آخر ہزار ہا ساحر آتش فنا میں جلکر خاکستر
ہوئے اُس مہوش نے طلاسے جان دشمن کو آتش دیگر گشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزاروں جادوگر غرق
بحر قضا ہوئے اُس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہونچایا دم بھر میں نگاہ ایسی پھری کہ کبھی
آشنا نہ تھی سیکڑوں افسون خوان فولادی پتلون کے ہاتھ سے تلخی موت کی اُٹھاکر فنا ہوئے اور بہت
سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد و پریشان ہو کر رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ سمت
کوہ فیروزہ کے گئے جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق روے ہوا سے اُتر کر مجلس کے
پاس آئی لشکر میں اُسکے تر زبان ہوئی اور کہا آپ کون ہیں اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ملکہ بہار
کی بیٹی ہوں میں آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مریخ میں تشریف لے چلیے اُسنے کہا مجکو تو دیر ہوگی

خبر لینے جانا منظور ہی ہے چلیے یہ باتین کرکے دونون وہان سے روانہ ہوئین راہ مین برق فرنگی
جو تلاش مین برق کی چلا تھا ملا اور انکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ مین پہونچا یہان غلغلۂ
عظیم برپا تھا رعد نے اپنی ماں کے سبب حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آکر ہوچکین سبب
آنکھ کھلنے کی بیہوش ہوئے رعد ماں کے گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان خرابی
کی خبر سے یہ میری آئی ہوئی مہرخ تو ملکہ بران کے یہان ہوائی تھی مجلس کو لیجاتی تھی تخت پر سے
اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا
مجلس کی خاطر برق نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا ڈھونڈھو ابھی انکے
قتل ہونیکا ہنگامہ مجلس نے کہا ضرور نہین امی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہین غرضکہ یہان عیش و عشرت
ونشاط مین ہر شخص معروف ہے ادھر فوج ہزیمت خوردۂ کج ابرو فیروزہ کوہ پر پہونچی اور افسران
فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کج ابرو ماری گئین شاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ
کسنے مارا انھون نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے
ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا اس چھوکری مجلس نے بہت سر اُٹھایا ہے دیکھو تو مین کیا حال
اسکا کرتا ہون یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا تمھارے قلعہ مین اسرار جادو رہتی ہے بلاؤ تو اسکو
شاہ قلعۂ مذکور نے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے
اسکو آزاد کردیا ہے یہ اس قلعہ مین رہتی ہے اور سامری کی تیشن کہلاتی ہے اسوقت اسنے آکر شاہ کو
مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تعویذ گردا بانہ سے ہے اور مردون کی ہڈیون کے گلے مین پہنے ہے
بھبوت جسم پر ملا ہے ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گو ناگدا ہے چہرہ
کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے گو سن چالیس برس کا ہے چہرے پر جھریان پڑی جاتی ہین کتاب عمری
مین سطرین مسطر کی نظر آتی ہین کان مین کنڈل پڑے ہین حلقہ بگوش کرنیکا معشوقان
عالم سے دعوی وہ رکھتے ہین سر مین دو چار بال جو سفید ہوگئے شب زلف مین وہ مدار
ستارے نکلے ہین بھبوت جسم مین ملا ہے یا حسن نے پردہ کیا ہے نہین نہین کبرسنی کے سبب
آئینۂ تن جو بکدر ہے تو اسے صیقل کرنا چاہا ہے حاصل مرام جب اس ساحرہ نافرجام نے شاہ کو سلام کیا
بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ کی بارگاہ مین

تم جاؤ مجلس جادو وہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے مین پنہانا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا
تم دونون میرے پاس چلی آؤ گی یہ حکم سُنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کرکے لی اور پرواز کرکے
اپنے مقام پر آئی دلمین سوچی کہ اس ہیئت سے تو اگر جاؤنگی تو کنٹھی پنہا نہ سکونگی لازم ہے کہ تبدیل
لباس کرکے بصورت اسلامیان روانہ ہو غرض اُسنے بڑے پائینچونکا پاجامہ پہنا محرم کرتی
پہنکر ایک دوپٹا زرد اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ کرکے چلی وہان کا ماجرا سُنیے کہ مجلس
کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے آنکی گود مین لوٹا کرتی تھی اور
تو بجا کر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آگئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر رونے
لگے یہ اُٹھکر چلی مہرخ نے کہا اے بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے
کہا تم ٹھہر جاؤ اور پیادہ دو مین لوگ بھیجکر ان کو بلا بھیجون اسنے کہا مجکو اب وحشت ہے [illegible]
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی
ایک عورت تنہا تھی حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھکر منع نہ کیا اسنے اندر
بارگاہ کے آکر ہر سمت یک نظر دوڑایا اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشاندہی شاہ طلسم
کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نپایا دل سے خیال کیا کہ کہین ہوگی آئیگی اچھا یہان ٹھہرو اور
لوگون سے اسکا ذکر سُنو معلوم ہوجائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچکر اس خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان
نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی دلمین اُسنے
کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہے اور اسطرح پھرتی ہے کہ جیسے کسیکو ڈھونڈھتی
ہے اے برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہے تو چھوڑ دیجائیگی اور نہین تو شر سے اسکے
محفوظ رہینگے یہ تجویز کرکے یہ بھی اُٹھکر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کیطرف اسرار کے آیا وہ اور سمت
مخاطب تھی اسنے گانٹھ کر کمند جو ماری ساتون حلقے گردن و کمر مین پیچ ہوگئے وہ اُلجھکر گری
اسنے حباب مار کر بیہوش کردیا اور مشکین اُسکی باندھکر زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ
سے باندھکر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ حضرت صاحب نے یہ کیا کیا مہرخ نے گھبرا کر پوچھا
کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہے مہرخ نے اور
سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی

حفاظت کرنا کہ یہ سحر کرکے نکل نہ جائے اور مجھکو کوئی آزار نہ پہنچائے مین اسکی زبان سے سوزن
نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر نارنج و ترنج پکڑ کر مستعد ہوئے برق نے اسکی زبان سے سوزن نکالا
سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ منم اسرار جادو کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی
ارے موئے تونے مجھکو باندھا ہے پرہ تو جا تیری ایسی تیسی کی شہنشاہ سے کہکر تیری بوٹیان
اڑوا دونگی یہ کہکر سحر پڑھنے لگی ازبسکہ یہ کنٹھی شہنشاہ کی لیے تھی اسیر سحر کسی ساحر کا اثر پذیر ہوا اور
ایک تیلا روے ہوا سے چمک کر اُنچہ مین اُسکو دابکر ربع کمند سے اُڑا ساحرون نے نارنج نارنگی گھیرے
مارے لیکن تیلا بلند ہو کر یہ جادہ جار دانہ ہوگیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کنٹھی بھی
گئی اور بنانا پڑیگی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے اُدھر تیلا لیے ہوئے اسرار کو فرزدہ
کوہ پر پہونچا ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھکر سمجھے کہ اسرار
مجلس کو لائی بس دوڑ کر خدمت بادشاہ مین اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اسکو لائی ہے
شاہ نے یہ سنکر تاج کو کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لائین آپ نے کنٹھی دی تھی مجلس کی
طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین تھین کہ تیلا پہونچا شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہے تیلے سے حال پوچھا
اُسنے کہا اسطرح عیار نے انکو باندھا تھا مین اُٹھا لایا شاہ نے اسکی گردن و کمر سے حلقہاے کمند
کٹوائے اور کہا تم کنٹھی دیدو تمسے یہ کام انصرام نہوگا چنانچہ کنٹھی لیکر اُسکو رخصت کردیا اور نامہ
ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے آگ لگا دی تھی مین نے اسرار کو کنٹھی دیکر بہر گرفتاری
مجلس بھیجا تھا اُسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا تیلا اُٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو گرفتار
کراؤ اور قتل کر ڈالو یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیون کو
بلوائے اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے
کہا چلی جاتی تو شہنشاہ مجھکو نہ لکھتے یہ باتین تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے
آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر
کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پر ٹھہر جاتی تھی اسیوجہ سے اسکو جانے مین دیر
بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر ہے غرض ایک
ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پاکر عرض کیا کہ واری آپ

وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہین کھاے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہین کہ
کھانے سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہیگا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہوچکے
ہین سیخ آہ پر کباب دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین تیغ دہوئین جسکو یہ کباب پسند خاطر ہوئے اُن اہل
عشق مین کباب آسا بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سنکر مجلس نے کہا پاؤ مول لین اُسنے
عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی دکان پر ٹھہرین تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا
حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان گوشہ مین ٹھہر جائیے مین ابھی لائی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ
ہوئی اور کچھ دور جاکر کباب آغشتہ بیہوشی کیسہ دست سے نکالا کشتی مین لگاکر سامنے لائی مجلس نے
بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہوگئی اپنے کمند سے گردن وکمر باندھکر پشتارہ باندھا اور تنہائی
مین تو تھی ہی بے منت واذیت لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا لیجیے مین حکم شہنشاہ
بجالائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منہ دہلوایا جب کچھ شک باقی نرہا کہا صاحبو
کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑگئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین کھنچوا کر قتل
کرونگی کج ابرو کا بدلا لونگی سبنے کہا حق بجانب ہے آپکے ای ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے مناسب
ہے کہ تامل نفرمائیے یہان تو یہ گفتگو ہے اور اُدھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت
آمادہ قتل کرنے پر ہوئی صرصر ڈری کہ عیار مجکو جیتا نچھوڑینگے پس عرض رسا ہوئی کہ ای ملکہ اسکو قید
کرنا بہتر ہے حیرت نے یہ سنکر کہا ارے تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات لیس جب
اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک ومختار ہین میری مجال ہے جو آپکو نصیحت کرون حیرت نے بعد
خفا ہونیکے موتیون کا مالا اُسکو انعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا کہ اس مجرمہ کے پاؤن مین
رسی باندھکر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اسطرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سنکر بیقرار ہوئی اور کہا ای لوگو مین برّان اور کوکب کو
کیا منہ دکھاؤنگی یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جسکو چلنا ہو وہ میرے ساتھ
آئے تیس لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار ہوا ملکہ مذکور مع سب سردارون کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے
مسلح ہونیکا غلغلۂ عظیم برپا ہوا شعلۂ تیغ شمع مجلس عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمان ترچی
تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولۂ پاے رقاص بنی نفیرون کی آواز مزاج روزگار کو ناساز تھی

کہین کالے کالے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے عمل مچاتے جادو کے سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرایش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان و سناں کا چمکنا شب انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور بیچ مین تاریکی تھی سویدائے خاطر عابد دہر معلوم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہائے نوبہار تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ

مسدس

کھنچ گئی ابروے پرخم کی سر دست کمان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان
سینہ ابھرا سر پستان کی ہوئی تیز سنان
ہان مرے شیر یہی گو ہے یہی ہے چوگان
کچھ فرنگی بھی ہوئے جنگ کو تیار زنان
لیس چارون صفت مژگان سے ہوئے چار نشان

عجب انداز سے ہر دیدہ پر داز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
کبک سے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
انکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے دشمن کی شکست

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا ادھر مجلس حیرت خیرہ سر رسن پا ہے مجلس مین باندھکر جیب ساحرا ستمگر نے کھینچا اسکے ساتھ بطور مخفی تیلے ہاے سحر ہین چنانچہ سحر نے اُسکے اِسے ہوشیار کر دیا اُٹھ جو اُسکی کھلی گویا فتنۂ خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا دود غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے نکلگیا از بسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اثیر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہو سکتی اب اُسنے افسون پڑھا کہ وہ رسن پاے بستہ جلگئی اور وہ سنبھلکر اُٹھی اسوقت حیرت نے گھبرا کر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کرکے مارا مجلس کے ساتھ جو تیلے تھے اُنمین سے ایک تیلے نے ظاہر ہوکر نارنج کو پکڑ لیا مجلس نے وہی نارنج تیلے سے لیکر کہا او میرے کھیلنے کے گیند کچھ تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھوٹکر بلند ہوا اور پھٹگیا اسمین سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری جسکے

واصل جہنم ہوئے حیرت یہ ماجرا دیکھکر مثل بید کانپنی اور دھوان بنکر بلند ہوگئی کہ جلنے سے
بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے لیکر حملہ آور ہوئے اس اثنا مین مجلس بھی بزور
سحر اڑی اور ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخدار ہوا حیرت
پھر ظاہر ہوکر للکاری کہ او چھوکری تو کہان میرے ہاتھ سے بچکر جا سکیگی مین نے ایسی ایسی چھوکریان
بہت تعلیم کردی ہین یہ کہکر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیان اسمین سے نکلین کہ ایک پتلی آئینہ
اور دوسری شانہ ہاتھ مین لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اسنے بھی جلدی اپنا
جوڑا کھولا اور دو گڑیان اسمین سے نکالین ایک گڑیا سے کہا نگوڑی مین تیری ٹانگین چیر
ڈالونگی حیرت نے بھی اپنی پتلیون سے یہی کہا کہ مار ڈالو مین تمھاری ٹانگین چیر ڈالونگی
تم بڑی حرامزادی ہوگئی ہو کہنا میرا نہین مانتی ہو یہ سب باتین گڑیون سے کہتی تھی کہ اس اثنا مین مجلس نے
گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالین حیرت نے بھی پتلیون کو پکڑ کے ٹانگین چیر ڈالین مجلس قہقہہ مارکر
ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اسوقت مہرخ مع فوج کثیر
آکر پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہو چلی تھی بارگاہ مین ہزارہا ساحر سحر خوان تھے مجلس پر
ناریل نارنج کی بوچھار تھی مجلس کے پتلے وہ حربہ سحر کے رد کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوئے
بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا اڑکر قریب آئی اور کہا آپنے کیون تکلیف
کی خیر آئی ہین تو میرا بھی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا یہ کب ہوسکتا ہے کہ تمکو تنہا چھوڑین غرضکہ
فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور برپا ہوا سحر کی چوٹین
چلنے لگین آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا یہ عالم تھا کہ نظم

ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ
کہ دیکھی نہین اجتک ایسی جنگ
دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالینگے دل کھولکے
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
کیا عافیت نے وہان سے گریز
پیام اجل تیر لانے لگے
کمر ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیز
پئے جان شیرین تھی وہ جوئے شیر
روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
کہ موجین ہون دریا مین جون آشکار
ادھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ادھر ساحرون نے یہ پیدا تھا رنگ
اندھیرا کہین تھا کہین روشنی
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہین تیرگی اور کہین نور تھا
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ

کہین سانپ کالے اگلتے تھے زہر | کہین برق گرتی تھی نازل تھا قہر
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی | کہین بوے مدرال و گوگل کی تھی

مجلس کا اس عرصۂ نبرد مین یہ حال تھا کہ کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹکر گھروندا بناتی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑکر گھروندا بناتے اور کبھی گھروندے مین بچھونا بچھاتی اور گڑیان نکالکر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہان لڑکا ہوا ہے سمدھنین آئی ہین انکو گالیان دینا چاہیے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیان آپسمین سمدھنین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین بھڑک اٹھتین باہم ڈھول چھڑتا تو ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ

نظم

دکھلاتی تھی جتی کوئی آئینہ بنا کے | مٹکاتی تھی پیڑو کوئی تالی کو بجا کے
آنکھونکو کوئی پھیر کے چمکاتی تھی ابرو | کہتی تھی کہ یون دیکھو الٹ جاتا ہے جادو
بیخود کوئی ایسی تھی کہ شلوار الٹ کر | ہوجاتی تھی غصے مین کوئی جامے سے باہر
دکھلا کے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی | ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو گالی
بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا | ہانڈی کا مزا تیری جو چکھیے تو ہے میٹھا
کیاری تری کیا پیاری ہے سبزو بھی گا ہے | لہلوٹ اسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے گھرا
سب چاٹ کے لائی ہے تری نیچے سے سمدھن | ثابت نہین استر ہی ہے مضبوط ہے ابرا

گال

انجام کو مجلس بنی گڑیون کی ٹھاٹھ نین چھیڑ ڈالتی جادوگرنیان لشکر حریف کی باہم لڑ کر ہلاک ہوتین ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کرکے آفت برپا کر رہے تھے فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھکر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے اسکو بہت غصہ آیا اور ایک دو بشر زمین پر مارا مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اسکے پاس کھینچ آئی اسنے ہاتھ پھیلا کر لیا اور اسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتۂ خونخوار بنگئی تھی وہ پریزاد دیونی ہوئی تھی بہت بجھ جنی کی طرح کج تھا گڑی تھی ایڑی انگلیان پاؤن کی بد قطع تھین ٹیڑھی ٹیڑھی اسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون عملد نے دور سے اس حال کو دیکھکر اپنی مان سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہکر زمین مین سمایا اور قریب حیرت آکر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ چھوڑا اسوقت کڑکڑا کر برق جادو اپنی

سے گری پھر تو بناچاری یہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر چھوڑ دیتی تو دونون ہاتھ
قلم ہوجاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین مین آئیگی اس خیال
سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جاکر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈالکر پھر بلند ہوگئی
اور آڑی ترچھی ہوکر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے
زمین مین غار جابجا پڑگئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور و صورت نگار و شکوہ وغیرہ
سب غرق زمین ہوگئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و بخمور و سرخمو وغیرہ سب زخمی
ہوگئین اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور روے ہوا پر جاکر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ
حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھکر ایک سحر ایسا کیا کہ جسکا رد ہونا سامری سے بھی دشوار
تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹکر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے
مین مشغول ہوا لڑنا سبنے فراموش کیا اہا ہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ زبردست ہی
اور نہایت عقیلہ ہی سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہوگا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب بنیگا مجلس جادو
کہ مہمان عزیز ہی ایسا نہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اٹھی اور قریب
مجلس پہونچکر اُسکو نیچے مین دابکر زمین مین سماگئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ ہر لشکر پر
ٹوٹنے لگے اور جسکے اوپر تارہ ٹوٹا وہ ازسرتاپا جھلس کر رہگیا ہزارہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا
کشت زار لشکر پر پالا گر رہا تھا یا نزلہ حاسد افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کیطرح سر پر
گرتے اور ٹانگون سے نکلتے تھے ستارۂ قسمت اسلامیان گردش مین آیا سب فروغ خاک
مین ملگیا شیاطین انگارے اُچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور مہر طلعتون پر صدمے
اُتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصۂ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے بالکل
جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا اب بھاگنے لگا چرخ اظلم نے نیا چکر دیا جسکا جدھر منہ اُٹھا گیا
بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا
ہی کہ شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا تو اُس بنگلے کے سامنے ایک درخت
سیلے کا لگا تھا مگر بزور سحر یہ اُسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اُس شجر مین آگ
لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر اسیوجہ سے آکر ٹھہرا ہی کہ لشکر حیرت کا اس مقام پر سے

حال ظاہر ہوتا ہی پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی اُس درخت سحر مین آگ لگی اُسکے جلنے
سے بادشاہ نے کہا غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑگئی بی بی میری آج بگڑ گئی یہ کہکر اُٹھ
کھڑا ہوا اور ہاتھ پہ ہاتھ مارکر پکارا کہ جلد تخت لیکر ای پریزادان طلسم آؤ مین جاتا ہون پھر
یہ خیال آیا کہ مجلس ساحرہ زبردست ہی ایسا نہو کہ زوجہ میری روز بد دیکھے یا عمرو کی قید
مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم لانیکا دیکر غائب ہوگیا اور آن واحد مین آکر لشکر حیرت
مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہی اسی اثنا مین مہرخ جو مجلس کو لیکر غرق زمین
ہوئی تھی باہر آئی اور اُسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہی اب ٹھہرنا اچھا نہین پس
یہ سوچکر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسیطرح اور جادوگریان جو زمین مین سما گئی تھین
نکلکر رو بفرار لائین اور شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت کو غصہ مین پایا کہا ہان ہان ای ملکہ آج
کیا ہی ملکہ نے کہا تم ہوشیار نمکحرامون کی پیچ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھپر آئے ہو لو اپنا طلسم کچھ حق
مجھکو کچھ کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا ابھی غصہ بڑے غضب کا ہی دو لاکھ ساحر اپنا قتل کرادیا
ملکہ نے کہا اتنا تو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون اُنکو بھاگنے بھی نہ دونگی بہت اُنھون نے
سر اُٹھایا ہی یہ کہکر ایک گولا مقیش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑکر چمٹ گیا کہا ای
ملکہ یہ گیند مقیش کا نہ غارت کرو ای جان غصہ جانے دو یہ سحر کوکب کے لیے ہی ایسے دیسون پہ
نہین کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ اٹھارہ اُنیس سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا
اور ملکہ مذکور کو بھی ہاتھ پکڑکر پہلو مین بٹھالیا اور میدان جنگ سے پھرا طبل امان بجوادیا صدائے
طبل امان لشکریان مہرخ نے جو سنی انکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہی بادشاہ
طلسم ہمارے پڑاؤ پر بھی آئیگا اب جو طبل امان بجا یہ سب بھاگنے کو موقوف کرکے اپنے لشکرگاہ
آکے گھڑی آسودہ ہوئے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام
پر آکے بہ آرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی معلوم نہین کہ کسطرف گئی اور مجلس کا بھی
حال نہ کھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر کو روانہ کیے اُسطرف شاہ جادوان
بارگاہ مین آیا بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا ہون
اور دربارگاہ مہرخ مین جاکر سب نمکحرامون کو پکڑ لاونگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہوگئی اور کہا اچھا

یہ تدبیر بہت خوب ہی شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا ای جانی تم رنجیدہ نہو ہمارے سر کی قسم
ناچ دیکھو عیش کرو ہم جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ قیروزہ پر آکر بیٹھا اُدھر مہرخ جو مجلس کو
لیکر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوئے دور نکلگئی کئی منزل پر آکر ایک جنگل مین اتری مجلس بیہوش
تھی سحر حیرت سے ازخود فراموش تھی اسنے دامن کی ہوا دیکر اسکو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار
ہوئی مستفسر حال ہوئی اسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند یہ ستارہ زمردین جسکے اوپر آکر
وہ جابر نہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سما گئی تھی پھر جو باہر نکلی تو افراسیاب کو وہان دیکھا مین جنگل
مین تمھین لے آئی کہ تم میری فرزند دلبند جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث
یہ بھی گوارا کیا یہ حال جو مجلس نے سنا کہا ای ملکہ بھاگنے مین عزت ہی یا مر جانے مین مہرخ نے جواب دیا
کہ یہ فن سپاہگری ہی جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا کرتے ہین اسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے
تو مدعی کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اُسنے کہا تم بچا سکتی ہو لیکن مین بغیر مارے اسم
قہر حیرت کے نہ ہونگی مہرخ نے کہا غصہ تمھارا بجا ہی لیکن وہ ایسی نہین ہی جو یکایک قتل
ہو جائیگی تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے لڑینگے اُسنے کہا تو خراب مین امان جان کے پاس
جاتی ہون اور انکو لیکر آتی ہون یہ کہکر ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے
اپنے لشکر کیطرف چلی راہ مین ایک درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ
زر گل سے مالا مال تھا مثل جوانان بختان سبزہ سبزی سے مرفہ الحال تھا چشمہ لب جو جوش طبع
نوجوانان پُر ارمان جوش مین طائران نغمہ خوان بیفکری سے خروش مین کنارے چشمون کے
فرش زنگاری سبزہ کا بچھا تھا اُسپر ایک غول طاؤسونکا مثل معشوقان طناز ہزاران ناز و
نخرے سرگرم خرام ناز تھا مگر نیا بھرا نظر آتا تھا کہ طاؤسونکا جسم پایش فولادی تھا ملکہ مذکور اس جائے
نزہت آگین پر روے ہوا سے اتری اور سیر کنان ہر سمت پھرنے لگی یہانتک کہ درہ کوہ مین
بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندرون کو کاریگر عمارت نہایت عمدہ کیسی بنائی ہی روح فرہاد اُس
صناعی کو دیکھکر شرماتی ہی پتھر مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو
دیکھکر سختی برنج کی نرمی دور ہوتی ہی جو گلبدن یہان آتی ہی لب شیرین سے دعا دیتی ہی اندر قصر کے
جب قدم رکھا ایوان مین فرش دیبا و قائم بچھا پایا اور صحن تماشے مین ایک تخت پر ساحر کو

بیٹھا پایا دھوتی تہبری باندھے ملے ہوئے موتیون کے گلے مین ڈالے جواہر کے بُت کنٹھیون مین ہلتے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کیطرف سے اِس پہاڑ کے درہ کا مالک ہی یہین رہتا ہی اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہی وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے اسیکے سحر کے تھے الحاصل جب اُس ساحر نے ملکہ کو دیکھا ازبسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو ہی اور قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم کہلاتی ہی جملہ ساکنان طلسم اِسکو خوب پہچانتے ہین اُسنے بھی بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا غرض تعظیم و مراسم تکریم بجالایا اور سر منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا کہ حضور نے آج کیونکر اس کلبۂ احزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر اوج عزت و افتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آئین خدا کی قدرت ہی + کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین + ای ملکہ آپنے کرم فرمائیے ملکہ اسکی خوشامد دیکھکر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ تم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھے بمدارات پیش آنا تمھارا مقام تعجب ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آنکو دم بھر مین کھلا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے جا کر کشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اُسکے دو چار اُسمقام پر تھے اُسنے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ اسیطرح انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی مین دبائے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش ہو گئی اُسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہکر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھکر پشت پر لادا اور پرواز کرکے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا زمین پر اُترا اسلیے کہ لشکر کے اکثر سردارون سے ملاقات تھی اُسنے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار قدم چلا دو ایک دوست آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم پشتارہ کیسا لائے ہو اُسنے کہا مہرخ نکوحراسہ کو لایا ہون الیساہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہان کی سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر کہ معین تھے اُنہین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند آرام و آسائش مین اور ایک چوبدار بیٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بامر جاسوسی یہان آیا تھا تو اُسنے اُس ساحر کو پکاتے دیکھکر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لیجاؤن اسی فکر مین صورت بدلے پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا لشکر حیرت سے ساحر خبر کرنے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس

بگڑ لایا ہی یہ غلغلہ قران نے بھی سنا اور اُدھر حیرت خوش ہو کر جانب دربارگاہ چلی پہلی
ڈیوڑھی پر آکر اس خیال سے رک رہی کہ ادنے ساحر کے استقبال کرنیکا ہر ایک کو گمان
ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیوں کے اُٹھوا دیے اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری اُسکے برابر اور
اُسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین ادھر صرصر بھی ایک طرف استادہ تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی
پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ لیجائیگا بس دوڑ کر قریب آیا اور پکارا کہ واہ
واہ ای بھائی کیا کام کیا ہی سچ تو یہ ہی کہ کسی سے نہو سکا جو تمسے ہوا طاؤس نے یہ تعریف سنکر
سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگونکی دعا اور مالک کا اقبال ہی جو میرا پنجہ
اسپر قابض ہوگیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے پہلو پر آکر چپکے سے کہا تم تو بڑی
محنت سے اسکو لائے ہو اگر کوئی چھڑا لیجائے تو کیا کرو اُسنے کہا مار ڈالون اور کیا کرون مہتر نے
کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کیطرف دیکھا قران نے نیزہ
بغل سے نکالکر برابر تو کھڑا ہی تھا اُسکے سر پر مارا کہ کھوپڑی کے سو ٹکڑے ہوئے اور لہو اُسکے سر سے
مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایک طرف اُسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب گرا اور تڑپکر
ہلاک ہوا گرد وار کی صدا برپا ہوئی تاریکی ہوگئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہی کہ جو خاک
قبر جمشید ڈالکر بیہوش کسیکو کرے پس اُسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے
اسوقت مہرخ بھی ہوشیار ہوگئی اور پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت
جو سامنے اول ڈیوڑھی مین کھڑی تھی قران پر اُسنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگنے ندون لیکن صرصر
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ واری اس موئے کالے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا بہت چھٹ ہی ایسا نہو کہ
حضور کے دشمنون کو کچھ گزند پہونچے ملکہ مذکور اسکے کہنے سے خاموش ہوئی حاجت دربان تو
طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کرکے روانہ ہوئی لشکریان حیرت
ابھی تو مجلس سے اٹھے تھے خستہ و شکستہ تھے خبر بھی نہوئی کہ یہ کون جاتا ہی مہرخ وہان سے
اڑی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیسکر رہگئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنی ملکہ
کے تھے کہ وہ جا پہونچی سبکو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامہ
عشرت گرم ہوا ادھر حیرت بھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی مصور

و شکوہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمنے زبردستی عیارونکی دیکھی ہم سبکا ادبار ہی اُن لوگونکا اقبال ہی دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہی مگر اتنا مین سب سے کہے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی منظور نا ولڑنا مرنا منظور ہو اور یہ قبول کرے کہ ہم مارے جائینگے کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائینگے عیارون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائینگے پس وہ تو میری بارگاہ مین رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اُسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو اُسکو ملتی ہی ملیگی ایہا الناس مین نے ثواب مرنے پر کر باندھ لی یہ کلمات جو اہل دربار نے سنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہوکر بولے کہ ای ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا یہے شرافت سے بعید ہی جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چرائین ملکہ نے کہا مین نے اسیواسطے پہلے سے کہدیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین اور اُدھر افراسیاب خانہ خراب کو سحر اُسکا خبر دے رہا ہی کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اُسنے انتظام قتل کرنیکا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد اِن آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اُتر کر سامنے آیا کہ قد اُسکا درخت تناور کیطرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اُس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر ساحری روے زشت و نامیمون طاق ایوان نیرنگی و مکاری کاسۂ دماغ مملو از شراب کبر و غرور تکوئی اُس سے منزلون دور رحم دلی انتہائی نفور طینت پُرفتور مردم آزاری کا پتلا بیحیائی کا نقش

کہ مقتضاے ابیات

نام پر اسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
جھک گئے ابلیس کیا کرتا تھا اسکی تعظیم
اسکی مردیکا گر وصف کرو نمین تحریر

بیحیا بانی شر لطف شیطان بیلا
دیو کو صورت مد بھیجے آتا تھا ہول
صورت نحس کو جو اسکی سنیجر دیکھے
بھاگ جائین صفت ہر سطر سے حروف

تند خو عربدہ جو بیہدہ درشت جفا جو
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
چرخ پر چرخ مین مرجائے یہ چکر ہو اُسے

جب اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای شیطان جادو تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر حیرت جاؤ مگر خاص لشکر مین نجانا صحراے نخشب رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اُتر کر ڈیرے ہفت رنگ کے جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اُسکا کوئی ملازم افسر فوج یا اُسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پائے اور مہرخ کے لشکر کا بھی خیال

رکھنا کہ یہ بھی یورش نکرنے پاسے ہم آتے ہیں عمرو کو دار پر کھینچینگے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر
آیا قلعۂ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہو کہ وہان سے ظلمات طلسم کی سرحد ہو اور نام اُس قلعہ کا قیصریہ ہو
یہ ساحر اُس قلعہ کا حاکم ہو اور ساحران ظلمات طلسم سے ہو کہ وہان کے ساحر طلسم ظاہر و باطن
کے ساحرون سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین انشاء اللہ حال ان نابکارونکا بمقابلہ طلسم کشایان
ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور سامان سفر
درست کیا حسب حکم کا تھرے اژدہون پر کھینچگئے ہوم خانے لدگئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئے
جادوگر نیان ہنس و طاؤس پر سوار ہوئین ڈھیر و بجا نفیر سحر کا شور تا بہ چرخ پہونچا آگے اُس فوج
شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشین پر سوار ہو کر چلا نظم

		لمؤلفہ		
	خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور		اژدہے شعلہ فشان ویسے ہوا غل شور	
	نور خورشید زمان نے بھالیا منہ کو پھیر		ظلمت سحر سے عالم میں بپا تھا اندھیر	
	شور سے بھر گیا تھا خانۂ دنیا بالکل		شور بیرونکا کہیں اور کہیں باجونکا غل	
	بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے ہم		آندھیونکا کہیں طوفان کہیں بارش آگ	

اسی کر و فر سے یہ ساحر خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ
تھا کہ ای ملکہ تم رنج نکرو میں عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہو اور پشتیبان جادو کو
با فوج کثیر روانہ کیا ہو وہ آکر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائین ہر چند کہ ان سب کو کچھ
خبر مدت سے ہو کوئی جھگڑا نہ آیا اب کیا میرے مقابلے مین کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام
کر دیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر ملکۂ مذکور پاس آیا اُسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے
کہا کہ مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہو یہ کہکر نامہ کو باآواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر
مہرخ بھی وہان موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد
ادائے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور
کہا مجلس بھی آئی تھین نہین معلوم کہان جاکر بیٹھ رہین افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست
ہو رہا ہو اور پشتیبان راہ روکنے آتا ہو لیکن ہمارے یہان کچھ انتظام نہین کاش عوض خواجہ
کے شاہ جادو ان مجکو قتل کرتا خراب کل پرسون ہم بھی جان دیدینگے یاد گار یہ لڑائی بھی رہیگی

یاقوت شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا مجھے جان بچکر بھگا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سنکر تمام حاضرین
دربار تبسم گویا ہوئے کہ ای ملکہ ایسے ساٹھے کی لڑائی ہر روز قتل خواجہ ہم لڑینگے کہ شاہ جادوان کے
دانت کھٹے کر دینگے اور ہم سب بہرکیف منتظر وقت بیٹھے ہین برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام
سن رہا تھا یکایک اپنے مقام پر سے اٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے
اسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کردین اور بن پڑے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے
لیے بھیجدین یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر ایک شخص نوجوان کی ایسی صورت بنا لنگا نہایت
پر زر قیمتی پہنا جسمین گوٹ کی جگہ بنھا لگا تھا اور اسکے بوجھ سے کہ فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھوٹی
خنجی کی نلی ہو جسپر شاخ برگل کا ناز کو جھلیون مین اُڑاتی تھین کرتی ناف تک کی آستینون دار
گلے مین دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جسمین تصویرین شترمرغ کی بنی تھین سبز گوٹ لگی تھی لچکا لگا
تھا اوڑھے کے گات چھپائے ایک انچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پر مانگ نکلی اسمین سیندور
بھرا ماتھے پر بندی جیندی لگی کانون مین اودراج اُلٹے ہوئے چاندی کے جھمکے لون مین پڑے ہوئے
ہاتھون مین کڑے چاندی کے پڑے پاؤن مین گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار مین ظاہر قیامت
بالونکا جوڑا بندھا ہزارہا دل عشاق کو کالے جیلخانے مین قید کیا کہ مبیت ہم ہوئے تم ہوئے کہ
میر ہوئے + اسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے + پیشانی اسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح
دیوان کلیم و طور جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل در حسن و جمال فلک خوبی کے ہلال
مژگان اُستاد شاہد کجباز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہین نہین
صومعہ نشینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے بلا کے کو
سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اسیر آنکھ اٹھائے تو جلاد مژہ اُسکے دیدے نکالے
آنکھ ہر ایک چشم ہو جائے انکھین گردش دہر کو انکھین دکھاتین فلک خمیدہ باز کو نرگی سکھاتین خسار
نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق مین ملول دہن تنگ قفل در راز سربستہ
یا حقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن بیاض سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر سینہ

گول گول اُبھرا اُٹھا ونچا کھیلا سینہ	گنج خوبی کا ہو وہ مہر لب گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہو صفت آئینہ	حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن جوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور	چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
اگر قلم ملک مین آئیگا نہین گر کچکا	بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
موشگافی سے پریشان ہو جب شعر مرا	پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کا اغماض	خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون جانے بیاض
حسرت تکیہ زانون مین مجھے ہے گھٹنا	سر بزانو آسی حیرت مین مجھے ہے رہنا
طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا	پر فرشتون کے جلین ہوئے پری پروانا
ہو سکے بے پر نہ تریں پیرون کہین آگ	اور مین جلکے رقابت سے بنون خاکستر

اس شکل و شمائل سے آراستہ ہوکر ناک مین بلاق ڈالکر بعد حسن واد الشکر حیرت مین آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار مین ہو اور کوئی سردار اپنے پاس بلائے تو کام میرا بن آئے یہ تصور کرکے قریب بارگاہ حیرت جو خاص بازار تھا اسمین ہر دکان پر کھڑے ہوکر گانا اور کہروانا چادو دو آنہ چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اسکو پہناتے اور کہروا گاتے یہ کر نیچا ہاتھ رکھکر لنگا چٹکی مین پکڑ کر توڑ لیتا اور چکر باندھکر ناچتا اور یہ گانا گاتا کسکو سنے رسیلے فاسے مین بان سارے مین بان مورا نکسے پران ✤ یہ تو اسطرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اٹھکر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اسکی بازار مین سے ہوکر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا شور و غل کا غوغا تھا نٹنی نے اسکو جاتے دیکھا اپنے تئین قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی آہستے بھی ہوادار کو روک لیا کنیزین جو ساتھ تھین ملکہ سے عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور نگوڑی ہے تو بھولی بھولی ملکہ نے نٹنی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ بجانے والے نہین ہین نٹنی نے کہا ملتیالون سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا اسکو ساتھ لیتے آؤ کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نٹنی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سب طرحکا سامان عیش و نشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے ایکطرف مسہری جواہر نگار لگی ہے چنگیر جو گھڑے عطر دان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان کے سازندون کو بلاکر حکم دیا کہ اس نٹنی کے ساتھ سنگت کرو

سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نتنی نے غزلہائے عاشقانہ کا گانا آغاز کیا اسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نرہتا یہ عالم تھا نظم

آج پر چشم پری کی بھی نظر جائے جھپک — شور زنگولہ سے شور شش زمین تا بہ سمک
وقت نظارہ ادھر دیدہ انجم سے فلک — نقش دیوار یہان محو تماشائے کتک
چھب بلا قہر ادا غارت ایمان چتون — دل اڑائے لیے جاتی تھی ہوائے دامن

ہر طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی اور سبل ککلی نرگس آسا جال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اسوقت نتنی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤن کا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل رقاصہ تھا شاید کہ اسکو ابرو سے یار یاد آیا تھا آہ برنگ نے لبون سے و ساز بھی بڑھی دردناک آواز تھی ہم اسکے سیلے سم ہوا دل پر طاری غم ہوا اسی اندوہ و ملال مین اسنے رو رو کر دلگداز اچنا یا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رولایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سے خلقت کو — تو اٹھیگا جنازہ اسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز — کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
ادائے دو نون لفظی کچھ لدینا دوش پر تیغ — یہی تعزیر کافی ہے ترے مجنون کی وحشت کو
نہ مرے جور و زآفرینش آسکے دنیا مین — تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی — تو کس کس یاس سے مین دیکھتا ہون اپنی تربت کو
نگہ کرتے ہی نواب اس پری پر ہوگئے حیران — بڑے دعوے سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شگوفہ بھی روئی اور نتنی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اسنے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہے عرض کیا میرے دل مین درد ہے ای ملکہ ستمگری نکرے جو اس برہ کا تیر کسی کلیجے کے پار ہو اور کسیکا جفاکار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوتا تو کسی پر عاشق ہے اسنے جواب دیا کہ حضور اگر میری سنتی ہین تو یہان اکیلا کر دین ملکہ نے حکم دیا کہ سب حاضرین بارگاہ اٹھ جائین موجب حکم تخلیہ ہو گیا نتنی نے اسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی میرے عشق مین ہیرا کھانے پر تیار ہے اسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہے میرے بھائی بند زرجی

اُس سے لیتے ہین پھر بھی آتش فساد سُلگا کر اس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ گشتۂ رنج و الم
رحم فرمائین اور میرے عزیزونکو ملکہ حیرت سے کہکر کشتہ کرائین تو مین پارس ہو جاؤن تمام عمر کی لونڈی
آپکی ہون اور علاوہ اُسکے لاکھ روپیہ بھی نذر کرُون ملکہ نے کہا اری تو کوڑی دُکان منگنے والی
لاکھ روپیہ کہان سے لائیگی مین تو ابھی تیری برادری کو بلوا کر قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا
یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہکر ایک بط شراب زمرد کی ایک ڈال ترشی ہوئی نکالی
اور کہا یہ مجھکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا کہ لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے آپ اسکو اپنے پاس رکھیے
محفل کی آرایش ہے ملکہ نے جو اسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اسکی دُم اور منقار
واقع مین کئی لاکھ کو بھی ارزان ہے سمجھی کہ یہ مُتّی تو نادان ہے تو اسکو بے بس مُتّی کے ہاتھ
سے وہ ہنسکر لینے لگی اپنے مُنھ کے سامنے اُسکو رکھکر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی تکا
پھٹ سے ٹوٹ گئی اور بیہوشی کا رنگ اُسمین بھرا تھا وہ سب مُنھ پر شگوہ کے پڑا اُسنے اتنا
تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہکے بیہوش ہو گئی اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اسکی
صورت بنکر اُسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوئے
اُنسے کہا یہ مُتّی اپنے عزیزون سے چھپکر نکل آئی تھی سراچۂ بارگاہ اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی
اُسکا حال کسی سے کہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا واری کیا مجال جو زبان سے نکلے یہ عرض
کرکے سب کام خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت
بھی ملکہ شگوہ کے آنیکے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور از بسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد
ہو تو چند تختیان سحر کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچۂ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگائی تھین
اُن تختیون مین جس حال کے دیکھنے کی نیت کرو وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی
کہ اسوقت ملکہ شگوہ کیا کرتی ہے تختی معاینہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ
کے نیچے مثل مردے کے پڑی ہوئی ہے یہ کیفیت ملاحظہ کرتے ہی اپنے دونون ہاتھ اُسنے آگے
کیے رد ہوا سے اُس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکورہ وہان سے
غائب ہو گئی اور یکایک بارگاہ مین شگوہ کے آکر ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی
اور غضبناک تیوری چڑھائے ہے بہت بُری نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر

کرے بس جلد پلنگ پر سے اُٹھا ملکہ کو تعظیم دی اور کہا آئیے تشریف لائیے ملکہ نے ہنسکر کہا
جی لونڈی حاضر ہے آپ تکلیف نہ فرمائیں یہ کلمہ سنکے اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ مجھے پہچان گئی
ہے اور رفعِ جمشیدی میں تیرا حال دیکھکر آئی ہے لازم ہے کہ بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ
چکی ہے بھاگنا دشوار ہے یہ سوچکے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدمون پر گر پڑا عرض کیا مین برق
عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جا کر عمدا گرا اور وہان سے سنبھلکر جو جست کرتا ہے اگر چہ
بارگاہ فرا گیا ملکہ نے پکار کر کہا جہان پہونچا ہے وہین رہجا آگے نہ بڑھنا یہ کلمہ سحر کا تھا عیار کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جا کر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا او موئے غضب
کیا تھا تو نے کہ میری انیس کو قتل ہی کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے
تمام ملازم اُسکے یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کر رہے تھے کہ حقیقت مین ہماری
شہزادی کی جان آپنے بچائی واہ واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض
شکوہ کو ہوشیار کیا اُسنے سارا حال سنکے ملکہ کا شکریہ ادا کیا اب ملکہ عیار کیطرف متوجہ ہوئی اور
کہا ارے موذی بتا کہ کیا حال تیرا کرون اُسنے جواب دیا اگر میرے ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت
بہت عمدہ مجھکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سنکے ہنس پڑی اور شکوہ نے کہا او بدذات
نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ
کوئی برائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا اور اُلٹی شکایت
کرتی ہین اور مین جیب بھو کا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہو
تھا ایکے دو کھانے آیا تھا حیرت نے کہا کھا موئے تو اپنے ہوتوں سو مجھکو آج تو شکوہ
کی صورت بنکر میرے ہلاک کرنے کو آیا تھا اُسنے کہا ہان سچ ہے اگر مار ے تو تجھکو مارے کہ تو مالک
طلسم ہوشربا ہے اور بادشاہون ہی کو خلقت بُرا کہتی ہے اور وہی مار بھی ڈالے جاتے
ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ گناہ نہ کرتا ملکہ پھر قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا اب ہم تجھکو قتل کرینگے تو کچھ
گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجھکو قتل کرینگی تو آپکو کون ماریگا آپکو لازم ہے کہ ہمین چھوڑ دیجیے
ملکہ نے کہا ارے کمبخت تو مجھکو باتون مین لگا کر نکلجانا چاہتا ہے یہ کہکر باہر بارگاہ کے لائی اور
آمادہ قتل پر ہوئی ادھر افراسیاب کو بھی تپلون نے یہ خبر پہونچائی کہ برق عیار اسطرح گرفتار ہوا

اور ملکہ سے بحث رہا ہے شاہ نے یہ خبر سنکے نامہ لکھا کہ اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نکرو فوراً
سر کاٹکر بھیجدو نامہ چیلے نے ملکہ کو پہونچایا اور پکار کے بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل
کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اُسنے بھی سُنا اور الگ جاکر اپنے سارے جسم پر
ٹیکے زرد و سرخ و سبز و سیاہ دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے اُن جوڑون مین مقیش کے پھندنے
لگائے صورت ساحر کی ایسی بنے ہی تھا اتنی ہیبت اور زیادہ کر کے سامنے حیرت کے
آیا اور چاہتا تھا کہ قریب جاکر کوئی عیاری کرے حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو
سامنے آتا ہے قران عیار ہے ملکہ نے یہ معلوم کر کے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس
عیار کا قتل ہونا اسجگہ مشکل ہے یہ سمجھکر پنجے مین برق کو داب کر لے اُڑی اور ایک درہ
کوہ کے متصل کسی منزل پر جاکر اُتری اور چاہا کہ کار برق تمام کرون اسوقت روسے ہوا
پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور ابر کے ٹکڑے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون
یہ کون آتا ہے اس اثنا مین ساحر وے ہوا سے اُترنے لگے اور اشتیبان جادو جو حشم و خدم
راہ روکنے روانہ ہوا تھا یہان آکر پہونچا اور اژدر پر سے اُتر کر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھکر
قریب آیا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین
اور یہ مجرم کون ہے ملکہ جملہ کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے اُسنے اپنا راہ روکنے
آنا عرض کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہے اچھا تم اسی بیابان مین ٹھہرو اُسنے کہا آپ
یا تو میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے یا اپنے لشکر مین جائیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے
کہ مین سر اسکا کاٹکر شاہ پاس بھیجدونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤنگا کہ بہت دنون سے
گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہے ملکہ نے التماس اسکا سنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی فند
مین گرفتار ہو جائے قران عیار سے بچا کر تو یہان اسکو لائی شاید یہان بھی
کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہو جائینگے اسیکو دیدینا اسکا
مناسب ہے یہ سوچکر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُڑ کر اپنی بارگاہ مین
آئی یہان اس ساحر نے لشکر اپنا اس کوہ مین اُتروایا اور دریا سے ہفت رنگ کی طرف
رو کر خیمہ و بارگاہ نصب کرائے سردار اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے

بارگاہون کے ہوم خانے بنگلے لشکر مین بازار کھلی گھماگھم ہونے لگی لشکری اترکر اشنان کیا ان
دھیان کرنے لگے گرہا دچڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا لشتیبان بھی اپنی بارگاہ کے
سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسور کرکے روبرو بٹھالیا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو
دایۂ اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہانندہ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے
اور پکارا کہ اے کریم کارساز عاجزنواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تونے
شفابخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جابر سے رہائی دی مجکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے
کہ بیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر + رہا کر مجکو از دست ستمگر + باب اجابت بہر دعا وا
ہوا آسمان پر سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اُس تخت پر سلطان مہر شمار و
سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کیلیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین
لشکر اترے ہوئے دیکھکر چالاک نے کہا یہان اترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کسکا ہے یہ سنکر جادوگرنیون
نے تخت اُتارا اور لشکر ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہانسے آئے ہو اُسنے سب ماجرا راہ رہنے
اُنکا اور برق کے گرفتار ہونیکا اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ
والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا غرض بہت جلد سامنے لشتیبان کے
یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا جب یہ قریب تر ہوئے لشتیبان
اپنی جگہ سے بنابر تعظیم اٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت پر جا بیٹھے اور کہا آپ
نے ہمین پہچانا ہم سلطان و مہر شمار وغیرہ ہین اسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم
کرکے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہاے طلسم ہین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب وکباب
کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے اُسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار
ہے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دلمین کہا اللہ میان
برق نے اس طلسم مین اگر بڑا نام پیدا کیا ہے الحاصل لشتیبان کے تمام مصاحب بھی
سلطان وغیرہ سے آکر ملے اور اپنے اپنے مقام پر سب بیٹھے اسوقت لشتیبان کے نوکرون
سے پوچھا کہ بتاؤ گوشت کس جانور کا اچھا ہوتا ہے کسینے کہا مرغ کا کسینے کہا کہ ہرن کا کوئی
بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہے چالاک نے کہا مجکو تو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے لشتیبان

نے کہا ای بھائی تمنے میرے دل کی بات کہی تو اب اس خدا پرست کے کباب کھاؤ لیکن
برق پر سے سحر برطرف کرکے زنجیرون سے باندھا اسمین چالاک نے کہا ای سلطان
کہین گوشت کے لالچ مین اگر وہ حال نکلتا اُسنے کہا نہین کتیا مجکو تمنے دیوانہ بنایا ہی گو نگو کا
حال مین کیون کہنے لگی لشتیبان نے کہا کونسا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہین قاعدہ
ہی کہ جسکے سامنے اسطرح کی باتین کرو وہ بیچین ہو جاتا ہی اور اُس حال کے سننے کا مشتاق
ہوتا ہی اور چالاک نے اسیواسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی ہی کہ عیار
بے معنی بات نہین کہتا ہی اسمین بھی کچھ مطلب ہی پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین نہ کہونگی
لشتیبان بیقرار ہو گیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہی برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا
ہی اس جادوگر نے کیا سمجھکر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشد
زادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ لشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ
کیا بات ہی چالاک نے کہا خاطر ہی آپکی اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتا دین یہ اُٹھکر بارگاہ مین آیا چالاک
اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا مجرم کو بھی اندر بلا لیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان بات تو سنین یہ جتن
اور وہ عیار ہی چھوٹ جائے اُسنے برق کو بھی اندر بلا لیا اور پردے بارگاہ کے چھٹوا دیے
جملہ ملازمون کو آنے سے منع کر دیا اور کہا ای ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہی سلطان نے
چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو مین
کہے دیتا ہون یہ کہکر کہا حضور مجھے سنیے لشتیبان منھ اُٹھا کر اُسکی طرف مخاطب ہوا کہ
اسنے ایک حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منھ پر ٹوٹا تراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر
کھینچکر مارا خنجر کی نوک جگر تک گئی اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہی یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ
کون ہین چالاک نے کہا یہ میری شریک حال ہین اسنے کہا تو اچھے کیے کہ اس ملعون کا خون
تن ہوا سحر سے دفع کرین یہ سنکر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھکر دم کیا کہ جسم لشتیبان کا زخم
ہوا اُسوقت ایک گولا سحر کا مہر شار نے مارا کہ سینے کو توڑ گیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا افسوس
لشتیبان جادو کو آندھی پانی زلزلون طرح طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر بارگاہ کے
گھیرے ہوئے تھے اندر دوڑکر آئے کہ یہ کیا آفت آئی سلطان و مہر شار و سلیمان

چالاک وبرق کے پنجے مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکل ایک مقام پر چھپ
رہین یہان سرداران پستییان نے لاش اُسکی اُٹھائی اور لشکر کو اسیجگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب
پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پستییان جادو مارے گئے اس سے پہلے دو تیلون
نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے تیر سحر کمان مین رکھکر جو مارا تیلے جلگئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین فتنہ
جو ہو رہا ہے تو تیلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہے جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو
نہین بھیجا ہے جو کسیکے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو ماہ کوکب کی روک سکے گا اور مجال نہین
مہرخ کی جو اُسکا مقابلہ کرسکے اسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اُسکی لیکر آئے اب یقین آگیا
آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے اُنکا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے
اور کہا اے باغبان قدرت نمکحرامون کا کیا زور ہے اسطرح پستییان جادو مارے گئے
وزیر نے کہا اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا تو بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کل
کاشغر عنطلی آباد کے ایسے ساحرون کو مارا ہے سبکا بدلا ہو جائیگا شاہ نے یہ سنکر اُسیوقت
تمام ناظمان طلسم کو نامہ بھجوائے کہ جلد لشکر اپنے اپنے لیکر حیرت کے پاس حاضر ہو ادھر
سلطان نے جب غوغاے ساحران اپنے قریب نہ دیکھا قصد چلنے کا کیا برق نے کہا آپ
تم لوگ لشکر مین ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہین اُنکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب
جان دینے پر آمادہ ہین چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آچکے ہین ابھی لشکر مین کیا منہ لیکے جائین
بروقت ہم بھی آجائینگے تمہارا جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر اُنسے رخصت ہوا اور یہ سب
بھی ایکطرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر چلے برق اپنے لشکر مین آیا اور حال چالاک کا آئندہ
بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ دارون کو شاہ طلسم نے لکھے تھے وہ سب
تیاری کرکے روانہ ہوئے مثل ان لوگون کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔ ملکہ
دریابار ماہی گیر۔ ملکہ پریچہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دیو کش۔ ملکہ اژدر سوار
سنہری پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سربلند۔ ملکہ مسمارتن
سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ رویین تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین۔ ملکہ ماہ رنگ
رویین تن۔ ملکہ خورشید مثال آتش زبان۔ ملکہ مار سر موسے دراز۔

ملکہ ریحان گلزار چشم - ملکہ ترسان کوہ افگن - ملکہ بلور دندان - ملکہ مشعل
نگاہ - ملکہ زنار بلاخیز - ملکہ روشن زبان دراز - ملکہ اظلم زبردست -
ملکہ ناقوس بلاافگن - ملکہ ستارہ چشم آہن دست - ملکہ ذلیم زبردست ملک
شیاطین بت پرست - ملک قائم دوسر - ملک مقیم دوسر - ملک فولاد خوار
اب کہا تک نام انکے لکھے جائین یہ سب ورِ بند و نگے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار
ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکے جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان
وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف کی تو اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر مین جا
دریائے خون رواں کے کنارے سے تا پشتۂ فنا اور گنبد نور میدان صاف کرا دینا باغات
اور کوہستان سب ہموار اور برابر ہون جو درخت میدان مین ہون کٹوا ڈالنا اور جھنڈیان
اکھڑوا دینا صحرا برنگ آئینہ پاک و صاف ہو کنکر پتھر خار وغیرہ کا نام نہ ہے زمین مسطح ہو کہ تمام
ناظمان طلسم وہان آکر اترینگے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمرو ضرور قتل ہوگا جسکو دعوی اسکے
چھڑا لینے کا ہو وہ ہوشیار ہو رہے وزیر حسب ارشاد بادشاہ پُر تقصیر شاد و شاد وہان سے
روانہ ہوا اور پہلے اُس دشت دلکشا کیطرف کہ جہان زوجہ نے اسکی چمنستان بنا کر اپنے
تئین پوشیدہ کیا تھا چلا اوپر مین لکھا گیا ہو کہ گلچین جادو بخوف عتاب شاہ طلسم ایک
گلزار صحرا مین بنا کر پھول بنکر شاخ شجر مین لگی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہو اور اپنے
جملہ سحر سے ماہر ہو بوئے گل کے پتلے اسکی خبر کو اُسنے روانہ کیے کچھ دیر مین مشام جان اسکا
خوشبوئے خبر سے معطر ہوا کہ اُس دشت مین تیری زوجہ گلبدن ہو یہ اُسی جنگل مین آیا
بمثیل ایک گلشن پھولون سے رنگین پُر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا پس اُس مقام فرحت
بخش پر ٹھہر کر بلسان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال مین پھولی ہو کہ بہار
گلبین عالم تیرے ہجر مین بھولی ہو اے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہو کہ تیرے فراق میں فوج
خزان الم نے ساری بہار لوٹی ہو

نظم

کدھر ہو اے گل گلزار خوبی
سراپا صورت آرام و راحت
کہاں ہو رونق بازار خوبی
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی
نشاط افزائے بزم عیش و عشرت
تو پھر صورت کہاں ہو زندگی کی

یہ تو اسطرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور گلچین نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی
تو وہ شاخ شجر سے چھوٹکر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی احتیاج سے فارغ ہوکر قریب
سحر پھر درخت کا پھول بنجاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے
کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دیکر میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بناکر کسی
ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ مین سامنے شوہر کے نہ آئی جب باغبان اس گلستان مین کچھ
دیر ٹھہرا اور اُسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاؤ سے آکر بیٹھا اُسنے خوب پہچانکر
برنگ بوئے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹکر شوہر کی گود مین گر پڑی اور
غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی او زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ اے گودی مین سیان
لگی گیندا ہو جاؤنگی باغبان نے اُس پھول کو اٹھانا چاہا تھا کہ اُسنے صورت اصلی بنائی اور
شوہر کے گلے کا ہار ہوئی بانہین گردن مین ڈالدین اور اشک شبنم سے چمنستان حسن کو اپنے
سینچنے لگی شوہر بھی ایسکا رویا پھر تمام ماجرا بادشاہ کے خطا معاف کرنیکا اور قتل عمرو کے انتظام
کرنیکا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جوابدیا کہ تمنے پھر میرے جلانیکی باتین کرنا شروع کین
عمرو کے قتل کا انتظام مین تمکو نے دونگی عیارون کے ہاتھ سے خدا تمکو بچائے یہ تمنے اقرار ہی
کیون کیا کہ مین بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرو ہماری
مجال ہو کہ جو بادشاہ حکم دے اور ہم نا مانین بی بی نے کہا تم جاؤ تمہارا کام جانے اپنی جان کے
پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی گود پھیلا کر پکاری کہ ای میرے سامری میرے خاوندکی جندڑی بچاؤ ای
ای میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ نگوڑا بادشاہ کیسا میرے وارث کا دشمن ہو گیا ہاے مجکو کچھ بن
نہین پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکلجاؤن وزیر نے کہا ای بی بی بادشاہ
کی شان مین کچھ نکہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے ایسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو مین انتظام
کرنے نجاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت مین لایا اُسنے آتی ہی گھر مین آرام و راحت کا
سامان مہیا فرمایا باغ مین گویا فصل گل آئی بہار صحبت مینا و مل آئی کنیزون نے حمام گرم
کیا وزیر و زوجہ وزیر نے حمام کرکے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصون کو بلایا تا دیر ناچ
گانے کی کیفیت دیکھی پھر تخلیہ ہو گیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے نظم

اشاروں سے تمنائیں ہوئیں ادا
جبین و ابرو و رخسار چومے
نگاہوں نے ملیں باہم نگاہیں
کیا فرش بدن زانو کو اُسنے
مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے
تھی مے سے ہوئی آغوش مینا

نگاہوں نے غرض کچھ اور پیدا
مزے دینے لگی آواز قلقل
محبت کی نگاہیں الجھیں ایسی
نگاہوں سے چھپایا چہرہ یار
ارادے اور ہی مطلب کے لائے
فراغت پائی ناز شوق اٹھاکر

لپٹکر عارض دلدار چومے
ہوا لائی شمیم زلف سنبل
لیا آغوش میں بانو کو اُسنے
ہوئیں رخ پر نقاب حسن دلدار
لپٹ کر لگلیا سینہ سے سینا
اُداسی آئی روسے مدعا پر

یہ دونوں پھر اُٹھکر حمام میں گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر براے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی کنیزیں ہمراہ لیکر خدمت حیرت میں چلی غرض یہ دونوں بارگاہ بانوے شاہ طلسم میں آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید و سامری اور کاؤس کے بچھڑے کی جو سال بھر کے بعد باتیں کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرون گا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہاے طلسم جو قتل ہونے سے بچگئے ہیں اُنکو نامے پہلے بھیج چکے ہیں وہ سب آتے ہیں آپ تیاری فرمائیے ملکہ یہ سنکر گھبرا گئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہے شاہ ضرور اُس ناعیار کو ہلاک فرماینگے وزیر نے کہا ای ملکہ پشتیبان بھی اسطرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اس گفتگو میں شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کو اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا چالاک ہے وزیر نے کہا نہیں نام ہی یہ ہے شکوہ نے کہا تو ای ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہوجائے ملکہ نے اُسیوقت افسر کو بیلداروں کے بلاکر حکم دیا کہ جاکر کنارے دریاے سحر سے تا گنبد نور اور لشتہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحروں کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیاں گراکر درخت جلادیں ہوا چلاکر گرد وغبار اُڑا دیں لیکن تم خار و خاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہوسکے جاکر آبپاشی کریں درختوں میں گیند لٹکا دیے جائیں پہاڑوں کے درسے آئینہ کیطرح مصفا ہوں بیلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوئے جمعدار بیلداروں کا سرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغا لگائے ساتھ ہوا پیمایش جاننے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور وزیر اُسکا ساحر منتظم بھی روانہ ہوئے ملکہ خود اُٹھکر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کرا کے در خیمہ پر کرسی

بجھا کر بیٹھی وزیر اور اُسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوئے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو مانع
راہ تھے اُکھاڑ ڈالے گئے باقی جو رہے اُنکی سرتراشی کی گئی بادلے سے منڈھے گئے بقعے
اور گنبد بلور کے رنگین لگا دیے پہاڑون کے درے اسطرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل
کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے داغ بیلین پڑگئین جواہر کان سے رکھ دیے گئے چمن
درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑون سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا
اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھُدنے لگین نہرون کی لب گردان بر ایک
پختہ کر کے استرکاری رنگ برنگ کی کر دی گئی کنارے جانوران آبی بگلے بط
قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر چھوڑ دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے
پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو
چھانٹ کر مثل میل کے بنا دیا درختون کی بیلون کو اُنپر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیونکو پھولدار
درخت لگا کر گلدستہ کر دیا درہ ہاے کوہ مین رستہ کر دیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا
نہرین کہکشان فلک پر طعنہ زن ٹیکرے برج سنبلہ پر چشمک فگن صفائی پر میدان کی آئینۂ
آفتاب غیرت سے مکدر نظر آتا قمقمون کو دیکھکر بدر کامل داغ کھاتا درخت جو بادلے سے
منڈھے گئے تھے شاہد بہار نے کپڑے بدلے تھے تھیلیان جو اثمار پر چڑھی تھین معشوقون
کی انگیا کو شرماتی تھین طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے دافع خفقان و رنج تھے داغ بیلین
معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جائیگا سودا سر مین رکھتی تھین چمنستان مین کلیان
مثل دہان جانان ہنستی تھین پہاڑون سے جھرنا جھڑتا تھا یا دامن صحرا کو پہاڑ موتیون
سے بھرتا تھا ابر سحر کے روے ہوا پر چھائے پہاڑ کی دانگ پر طاؤسان مست ناچتے پھرتے

آرائش و زیبائش جان غمگین کی آسائش نظم

جو کوئی پہونچا وہان نور کا سامان دیکھا — جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا — آنکھ جدھر ونیہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا
فرش تا دور زر و اطلس و کمخواب کا تھا — ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا
چلمنین نور کی جھمکی تھین دو دو مین نایاب — آگین تھے ایسے حسین جنپہ تصدق تھا شباب

صاف جلین سے عیان ہو وہ ملبوس کی تاب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ جیسے تھے گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی
مشک کی بو کوئی پردون مین نہان ہوگئی تھی

بارگاہین اور سراپردے دور تک نصب ہوگئے ملکہ حیرت مع ہزار ہا کنیز وانیس کے ایسا
کچھ انتظام کرکے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک روے خورشید پنہان ہوا نوبت و نقارے
روے ہوا پر بجتے سنائی دیے دنیا ساری درہم وبرہم نظر آئی ہر سمت باجون اور نفیر وبوق کا
شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھنکا طائران صحرا اور اژدرون سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام
کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخ پوشونکا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ
لگی ہے کہین زرد پوشونکا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد رو ہوئی ہے کہین
سبز پوش جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر جسم عالم مین اثر کر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے
کسی جانب سیاہ پوش جادوگرنیان جیسے اندھیر جہان مین پیدا شیران ژیان سے بیشۂ
عالم بھر گیا فیلان سحر سے سارا زمانہ جلی بن ہوا اژدہون نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا اب
آفت اسکا نام کر دیا حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آہ بالکان دربندکی شروع ہوئی نقیبونکے
للکارنے کی صدا آئی نقارون کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزارہا نشان جنکے پرچم رنگ
برنگ کے ہوا مین اڑتے نظر آئے تعریف آمیز سامری وجمشید اور کوساکری لکھی تھی ساحران
اژدر سوار ہاتھون مین لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرندکوتل
دکھائی دیے پھر ہزارون فیل جنپر ہودہ جہاے زرنگار وعماریہاے طرحدار رکھی تھین ظاہر ہوئے
جہالرانکی جھولون مین موتیون کی لگی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی انکے ظاہر ہوتے ہی لکھ
پالکیان مغرق زرکار ظاہر ہوئین پھر ہزارون سانڈنیان سجی ہوئی چھم چھم کرتی نکلین اور
گرد کار روے ہوا پر ہونے لگا عصا بردار اور خاص بردار غول باندھے روے ہوا پر اڑتے
نکل گئے پھر سقاے ابر چھڑکاو کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقلون مین عود
وعنبر سلگاتے ظاہر ہوئین قلغلے کے لوٹون نے مشام دہر بسا دیا اس تجمل اور جلوس کے بعد
اژدہون پر تخت کھنچے جواہر کے نگار جڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین
بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب باد اژدہے اسباب

سحر و ساحری ہمراہ تختون کے کونون پر چیان بنی انین تھالیان سونے کی رکھین تھا لیتو
انڈے چھال لیا ماری نوکدار نوکین تاش آگ دھونے کے بھل تاش کا آٹا سپید ورکی
چڑیان گوگل مشک زعفران الائچیان کاکی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب
بدن کیے تاج گوہر نگار سر پہ رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کھیلے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کیسے سا
ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر بانو و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے
ترسول لیے طنبور چندن کے لگائے کلچڑیان کھینچے بھینٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہاسے
خوک گود مین مچھ سے صورتین سحر سے عجیب پاک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسیکا منھ شیر کا
ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان گر دمین تھا دیگر شہزادیان بعض تن
بعض مس چو مس تھین وہ ہیبت ہے زمین بنائے تھین کسیکے چار سر دس ہاتھ کسیکے دس سر اور چار ہاتھ
ہر سر مین کئی منھ جنسے شعلے نکلتے ہر سر مثل شمع روشن رہتین تھی کیطرح جلتے نوجوان شہزادیان
آسمان حسن کی مہر تابان جسم منور انکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے
ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھکر حیران رہے گل انکے رخسارون پر
نظر کرکے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھکر سدا دل بستہ ہو گوشے ہونے پر آمادہ ہستہ
انسی دہن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا لیتا گردن پر انکی جو نظر پڑجاے کیسا ہی بہادر ہو
مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جاے چھاتیون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران جرکر
عشق کے سینون مین گڑتین سرو قدان گلشن عالم انکے قد دلربا کو ملاحظہ کرکے دنیا سے آزاد مگر
شمشاد باغ عالم مین ہمیشہ بربادیہ سب جوان و پیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد
ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکتی تھی کہ
دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش
سواریون کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین کھیل پڑی تھی تین چار رون تک
برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا آنا رہا نظم

گرد اٹھا تیرہ و تار روشن جہان بجست چرخ مکار حیران تھا	زمین کو تزلزل تھا یون آشکار کہ گاو اپنے نشیمان تھا	ہوا پر تھی یہ کثرت ساحران کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار ہوا تھا زمانے مین محشر عیان

یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی فغان
زمانہ ہوا تھا جو یکسر سیاہ
لگی تھی زہر اور تھی شعلہ بار
اڑے طائر سحر تھے اسقدر
فلک شاہ سے تیرہ در گوش تھا

اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
سیہ روز پیش آیا تھا ہر شاہ
ہوئی تیز یوں آتش سحر بھی
لگانے سے تھے دنیا نے اٹھا کے

نہ یہ جانتا کوئی کس جا ہیں ہم
کسی سمت کو اندرون کی قطار
کر دینے لیکے ہو جیسے لگی
زمانے میں غل ایسا کچھ پڑ گیا

ہر ایک لشکر کے ساتھ بہیر و بنگاہ خیمہ و بارگاہ اندرون پر باب ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ انکا گردون میں شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے جو کوئی آتا جا کر مقام پاکیزہ پر اتروا تے باغبان اور اسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزیں پہونچاتیں ملکہ حیرت کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی گھڑیہ میں چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام میں معروف رہتی آخر تمام ناظموں کی بارگاہیں استادہ ہوئیں اور لشکر اترے پڑاو پڑ گئے بازارین ہر ایک لشکر میں کھل گئیں منزلوں تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلا لگا تھا دکانیں کھلی تھیں تاجر بھی بیوپار و امصار سے ہمراہ ناظموں کے آئے تھے کبھی کاہکو ایسا مجمع ہوا تھا یہ مجمع طلسم میں کسیکی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے دمبدم بجتے تھے اور دکاندار پھیری پھرتے تھے کہیں حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بنا کے تھالوں میں لگا کے نکلے تھے گلابی حلواسوہن کی صدا آتی تھی بزازہ طرفہ لگا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہیں شیشہ موتی والے بیٹھے تھے کہیں ہنڈولا گرم تھا کسیجا نٹ بازی کر رہا تھا نٹنیاں ناچتی تھیں سوانگ ہو رہا تھا غول کے غول ساحروں کے پھر رہے ہیں ہر ایک خیمے میں ناچ ہو رہا ہے بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہیں کلواروں کی دکانوں پر جماو تھا شراب پی کر بدمست لڑکھڑاتے ہیں بعضے نکارتے ہیں کوئی کہتا ہے اسے ایک گھونٹ اور دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہیں چوسر ہوتی ہے کہیں نو تری کا دانون لگ رہا ہے کہیں جھنجنے کا ڈھیر ہے کہیں مٹر کے دانوں کے ہار ہیں کسیجا بنکھیاں اور میانے بک رہے ہیں چار طرف پیادے کوتوالی کے پھرتے ہیں کوتوال گشت کو اٹھا ہے جہاں قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی سے دھمکا کے کچھ لے لیا ہے کسی کو دھمکایا دو روپے وصول کر لیے ہیں زرسنگا بھنکتا ہے کہیں تلوار چلی ہے ایک دو

زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیے جاتے ہین ایک ادھر
رنڈی پکڑی گئی ہی تانگہ اسکی پائیچے پھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہی یار آشنا کا غول کہین تماشا
ساتھ ہی کسیکا اٹکا ٹھو گیا ہی ڈھونڈ رہا ہی فقیر بازارون مین جمشید ساحری تھا کا واسطہ دلاتے
ہین کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہین چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھنکتا جاتا ہی دس بیس
اندھے گھڑا بجا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن کر رہے ہین ہر مقام پر ہجر ہو رہا ہی گوگل
تیل رال سیندور کی چراہند آ رہی ہی آگ دھتورے کے پھل اچھل رہے ہین جوگیون
پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہی گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہی ایک طرف سوارون
کی لین مین غل مچا ہی کوئی گھوڑا چھوٹ کر گھوڑی پر جا پڑا ہی کہین پیادے بسترون پر سپر تلوار
کھڑکھڑا رہے ہین قرابینون کے پائے چڑھا رہے ہین اکسیمین بانکے گھوم گھمار کر رہے ہین
کسیطرف مجولیان رنڈیون کی کھڑی ہین تماش بین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی پر آواز
کستا ہی کوئی اشارے کر رہا ہی کہین چنگ گھنتی ہی سو پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کہین طبلہ
دھمدھمی بجتی ہی کہین شعر خوانی ہو رہی ہی طرے گا رہے ہین سیکڑون جادوگرنیان بیچ
قوم بنیا رانگ کا گنا الوٹ بچھوے کڑیان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہی ہونڈ چڑھائے
فقیر دکانون پر کھڑے گالون سے تسمے بندھے ہوئے ہاتھون مین استرے سر پر الو بہنا ہاتھ
مین سونٹے لیے لنگوٹا باندھے ہوئے لشتمین باہر نکلی ہوئین جھومتے ہین تالابون مین جادوگر
جادوگرنیان نہاتے وان پن جمشید کے نام پر کرتے گڈھا ہر سمت کھنکتا گنج آباد جھمکڑے
استادہ ادھر شاہان طلسم بارگاہون مین تخت پر جلوہ فرما ناچ سامنے ہوتا دور شراب
ناب جلسہ چنگ رباب آغاز حیرت کے یہان سے خوان دعوت کے ہر ایک کے لیے
جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکارین اکھٹا ساٹھ ہزار دربار جمع رکھتے
زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ نظم

ہر چیز وہان نہین وہ مفقود — سامان جہان بھر کا موجود — آراستہ ہر جگہ بہت خوب
جو شے تھی وہان وہ تھی خوش اسلوب — جو خیمہ تھا منزل قمر تھا — خیمہ نہین نور کا وہ گھر تھا
پیدا عجب اژدہام مردم — ہر سمت ہجوم عام مردم — آراستہ ہر طرف دکانین

موجود فسون کا ہر طرف ساز	تھے جمع ہر ایک طرف فسون ساز		دلاورن کی اور یہ نئی بانین

یہ سب تو بہ نصرت تمام تر اسمقام پر اترے ادھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم مہرخ کو ظاہر ہوا
مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہوکر تماشا دیکھنے
لگی پھر اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا اُسکے افسرون کو
حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے
یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جاکر جنگ آغاز کرون کیونکہ ابھی شاہ طلسمین
آیا ہی پھر آگے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال مین چند قدم چلی تھی کہ یکایک صداے ہیبت آئی اور
چار سو پنجہ پیدا ہوا ابر ارا پھول گلاب کے برسنے لگے طائرون نے صدا دی کہ بہار آئی بہار
آئی سب ساحر اوپر دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سوار معشوقان یعنی ملکہ
بہار ذی شان کو سوار دیکھا کہ پھولونکا گہنا پہنے ہی ہاتھ مین گل طرہ کی چھڑی ہی چار ہزار جادوگر
ہمراہ ہین اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کو آرام مین گئی تھی کہ وہ مقام
اسکی سکونت کا ہی اور حال اُسمقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن یہان
جب گئی سحر اپنا تیار کرکے اب مراجعت فرما ہوئی مہرخ تخت سے اُتر کر اُس سے ملی اور
کہا اچھے وقت آگئین کہ آخر وقت مین تمنے ہمین اور ہمنے تمھین دیکھ لیا ہم تو مرنے کو چلے
تھے یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اُس لشکر
کثیر کے مقابلے مین ایسی ہی کہ جیسے دال مین نمک کہان کروڑون اور کہان پانچ لاکھ
لیکن لڑکر ہم مرجائینگے دنیا مین نام کرجائینگے بہار نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین شریک ہون جو
تمھارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سنی ملکہ ماہ رنگ
روئین تن و خونخوار دیو کش شاہ طلسم کے پاس گئے اُنکے قلعے میرے ملک سے قریب
ہین مین نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہین یہ کیفیت
معلوم کرکے مین بھی بتعجیل تمام روانہ ہوئی یہان پہونچکر آپکو آمادہ مرگ پایا ای ملکہ میری رائے
یہ ہی کہ اپنی جانب سے جنگ مین پیش قدمی نکرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو تو کہ پردہ
غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی مہرخ نے کہا یہ جی چاہتا ہی کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجایئے

اسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہی اور اس مرنے مین گویا تمام عمر جیتے رہینگے لیکن ذرا سمجھ بوجھ
کے جان دینے کا بھی موقع اور محل ہی کیا بعید ہی کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہوجائین
اسلیے کہ بمقتضاے ابیات

تن کو جو ہلال سے گھٹایا
آخر کو جوان ہوئی زلیخا
اللہ کریگا رحم ہمپر

دلگیر رہا جو غنچۂ گل
آخر کو وہ بدر بنکے آیا
برباد نہین کسیکی محنت
فریاد مین ہی اثر مقرر

گل ہوکے ہنسا وہ بے تامل
سمجھے جو کمان ہوئی زلیخا
آخر کو ہی بعد رنج راحت

اسکے سمجھانے سے مہرخ نے بھی
اور لشکر کو حکم دیا کہ نصف کمر کھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اسلیے کہ غفلت
مین حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ پہونچے حسب ارشاد لشکری اُسیطرح کاربند ہوگئے
اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزارون طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے
کہا کہ لشکر حیرت مین آج بڑی خوشی ہی کل ہم سب بھی جان دینگے پھر آخر مرنا ہی ہی آجکی
شب ہمارا بھی جی چاہتا ہی کہ خوب داد عیش و کامرانی دین اور تمام رات جشن کرین
جسمین دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت انکو ہی جو اتنی بڑی فوج کا کچھ اندیشہ
نہین کرتے ہین اور نہایت محظوظ و خرم ہین مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسیوقت
ساحرون کو حکم دیا کہ صحرا مین چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت
مہیا ہو حسب ارشاد مختار کار خانۂ سلطنت انتظام مین مصروف ہوئے عیار بھی یہان اسلیے
موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ برین
عیاری کرنے کسپر جائین ایک دو ساحر ہون تو انپر دست اندازی کرین لاکھون کروڑون ہجوم
کیونکر ہلاک کرین چنانچہ عیاری ایسے وقت مین کرنا بے سود سمجھکر اپنے ہی لشکر کے نگران
حال رہے اور تیاری مین سامان مسرت کے مصروف ہوئے قران بھی صحرا سے یہان
آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ و کوہستان کہ واقع ہوا تھا اسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی
سونے کی ٹٹیان استادہ کردین آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزار ہا گنبد
مقیش کے لٹکا دیے فرش قاقم و سنجاب کنارے نہرون کے بچھا دیا گیرے با سلاک
مروارید استادہ ہوئے مسندین مغرق زرتار بچھ گئین ہزار ہا کشتیان شراب کی لگا دی

لیکن صدہا طائفے ہولیان مہر طلعت کے حاضر ہوئے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ
زمانہ آیا کہ نگاہ چشم شائقان سے نور ماہ تابان بسان نور حسن جانان دست و گریبان ہوا
اور آفتاب درخشان مقید ہو کر مثل عمرو ہیچ ظلمت شب مین نہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم
افلاک کی آمد کا سامان ہوا نظم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ مہر دامن مین چھپایا
سیاہی مثل زلف یار پھیلی | تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی

شام ہوتے ہی دشت مین ہزارہا قندیل روشن ہو گئی جھاڑ
فرشی فروغ پذیر ہوئے دشت مین شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ
کبھی پیر گردون کو خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہوئی ہوگی جنگل مین گل پھولے تھے طائر
آشیانہ بھولے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا ہر شاخ بلبل دل کے لیے
شاہ منزل تھی وہ پر تقدیر نقش باطل تھی جو شجر دہان تھا رشک طوبی تھا طوطیون کا بھی
طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشۂ فرحت افزا کی جان بخش گلہائے خاطر پژمردہ پھول کیطرح
سے غنچۂ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت و ہر پیر طعنہ زن
مچھلیان رنگ رنگ کی اسمین تیرتین سو جان سے حوت فلک نثار مہتاب کا دل
تصدق ایسی چادر آبشار کنارے اُنکے روشن سو سو بتی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ جو روشن
تھے فروغ افزائے تقدیر دشت پر محن تھے ٹیکرون پر اور قلہ ہائے کوہ پر جو روشنی تھی
شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور ہوئے فرش تھا قمقمون اور
گنبد ہائے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر شجری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا انگار
خانۂ چین کرسی کی کیا احتیاج ہر کرسی پر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اللہ کا شاہ
پلنگ زر نگار ہر سمت آراستہ تخت کاؤس جسکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ خیمۂ
آسمان سے رتبہ مین بلند ہوئے انمین بظاہر گرے پڑے باطن مین سر بلند ہانڈیان بلور کی
قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش انکی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان ٹکین
زمین کو بہار سامنے انکے چنگیرین رطمین اغ وبہار دکا تیا دتین جو گوشے ایسے جسکے مقابل
نفاست و زینت پانی بھرے ساغرہائے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے

جام مہر و ماہ گردن جھکا کے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے لبریز چھلکے سامنے ثریا کی بوتل ریزہ ریزہ ہر سمت ناہید طلعتان اور مہر پیکرون کا مجمع غنچہ دہنونکا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی روح خضر مچلی ہوئی ایک ایک نازنین بعد تزئین سرگرم اہتمام حسن مین رشک ماہ تمام شاخ ابرو جنکی تلوار کا پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کیطرح بہار گیسو جو نوبہاران باغ عالم دیکھین بیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہو جائین رخ پر اُنکے شمس و قمر بلا گردان کیا وصف اُنکا کیا جائے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرایش و زیبایش جشن کی کاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین برنگ نخل جم جاتے خبر اس جشن کی سن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا۔ نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
ایسا کوئی دوسرا نہین ہی
تھی بو سے شراب روح پرور
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی

جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
آنکھون کو نصیب در سراغ
دیکھے نہین فرش و شمس ایسے

اوصاف کی انتہا نہین ہی
پُر نور بسان برج مہتاب
ہر سبزہ وہ جا سے دلکشا تھی
گل بچکے تھے مہر و ماہ جھلکے

ملکہ مہرخ و بہار و مخمور و سرخمو بعد درستی مقام جشن مع تمام سردارون کے آکر مسند دون پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصین ناچنا اور مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا جلسۂ عیش و عشرت تھا۔ نظم

وہان چار و طرف شادی کی تھی دھوم
گلی بزم عروسانہ بنی ہی
سجے تھے چار سو نقار خانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول اور جھاڑ روشن اس مکان مین
لیے خدمت مہیا سُلطان پر
دھرین تھا بین مرصع کار سُپر

نشان رنج و غم دنیا سے معدوم
مہیا ہر طرف اسباب شادی
ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان مین
بچھا تھا ایک دسترخوان عالی
طلائی اور چاندی کی رکابے

دکانون پر ہجوم روشنی ہی
کھلا روے جہان پر باب شادی
عجب نکھرے تھے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
خواصین مہر و خورشید پیکر
چنی ہر ایک شے اچھی نرالی
ہوئی کھانے سے جب دم فارغ البال

پھر آئے ساز و ساماں لیکے لقان
نہ گولی دولی چرخ اُنسے بہتر
نہ ایسے ساز تھے انکو نہ دیکھے

جمایا رنگ گانے والیون نے
نہ تھا روئے زمین پر انکا ہمسر

بیان ہون کیا قلم سے وصف اُنکے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب تو اسطرح بعشرت تماشا دیکھتی ہین اُدھر حیرت کے یہان
بڑی تیاری تھی نہرون تک روشنی اُدھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم مین رات کا دن
ہوگیا تھا حیرت خلعت ہزار اوڑھے بیٹھی تھی سردار لالا لال ہوگئے تھے جابجا ارہ کش تسمہ کش
جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے ریگ کے بنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک
چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا اُسکے گرد سحر کے ماش بوئے تھے اور ایک سولی لکڑی کی تھی
کہ اسیر خواجہ کو بٹھاکر تیر لگائینگے اِدھر طائران سحر یہ خبرین پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی
عیار جو حاضر تھے روئے کہتے تھے کہ اے ملکہ کہو کیا ارادہ ہے یہ جواب دیتی کہ آجکی شب غنیمت ہے صبح جانب
ملک عدم کوچ ہے ہم جسوقت سنینگے کہ عمرو کو برج عقب سے نکالا ہے اُسیوقت جا پڑینگے یا تو
چھڑا لائینگے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیون نہ چلکر اُس برج پر گرو ملکہ نے کہا
اُس برج تک کسکا مقدور ہے جو جاسکے قران نے کہا کوئی نہ جاسکیگا تو وہ ضرور جائینگے
بہار نے کہا وہ کون اسنے کہا مولا مشکلکشا علی عمران علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی
سب شہزادیون نے کھڑے ہوکر تسلیم کی اور گالون پر انگلیان دھر دھر چٹکائین کہ یا مولا
تمھارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا تم آسان کرو یہ کہکر سبکی آنکھون مین آنسو بھرآئے
رونے لگے کھڑے ہوگئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے مین عیار بچیون کا
حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئین اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ اے بہن ابکی
خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہے کہ خواجہ قتل
ہوجائینگے مین سچ کہون مجھکو بڑا رنج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا واری آپکو رنج ہوگا
تو کسکو ہوگا سچ ہے مقام ہی رنج کا ہے صرصر نے غصے مین آکر کہا مین نے تو دنیا کی ایک بات
کہی تو یہ سمجھی کہ مین عمرو کی عاشق ہون تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہین صدقے گئی طعن
مین نہین کرتی ہون سچ ہے کہ اُس عیار اور اسکے شاگردون نے بارہا ہمکو زیر کیا لیکن
قتل نہین کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے مین نہین ہے اب عیار بیچارا آ

گل ہو جائیگا صرصر نے یہ باتین جب سنین غصہ جاتا رہا اور کہا ای بوا ذرا چلکر دیکھنا چاہیے
کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ مین ہین اور کیا تدبیر کر رہے ہین کیونکہ عمرو ہی
کی زندگی سے سبکی زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائینگے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ وہان سے
دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ
کیا کہ ان لوگون کو تو کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہے یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر
مستحکم انھون نے کی ہے اچھا اب اِنکے دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا
یہ جلسہ دکھانے کو کیا ہے یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ
کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو انھون نے کہا ہم اِسی
اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بارے آج طالع یاور ہوئے
جو حضور مین حاضر ہوئے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہے تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین
اور ناچ دیکھنے لگین قران عیار ملکہ سے باتین کرکے کسیطرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا
ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ دونون عیار بچیان ہین چنانچہ پہچانکر پھر باہر
چلا گیا اور بارگاہ کا سرا پچھا پھاڑ کر پیچھے سے اِن دونون کے سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ
نے اُسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار بچیون نے جو سنا
گردن اُٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا
جان نکلگئی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کولی مین داب لیا اور زور زور
جو کیا صرصر چلائی کہ ارے موئے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے
صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران
نے پکار کر کہا کہ ای صرصر اگر آجکی شب تو نے ارادہ عیاری کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون
یا خوش ہون مین تجھکو مار ڈالونگا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نچھوڑونگا صرصر ہنستی
ہوئی دور نکلگئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ اِن موئون کو ذرا رنج نہین ہے مقرر یہ چچا
کو چھڑا لینگے اُسنے کہا واری اُس موئے کالیے نے قسم کھائی ہے اب یہان نہ آئیے گا نہین تو
وہ کبھی نہ چھوڑیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین گرضرغام و جانسوز اِنکے تعقب مین

سے چلا کر بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کرلین کہ یہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ انکے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیر زن
بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی
اور تمام احوال بیانکا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹگیا ہے اب کچھ انکے قتل مین دیر
نہین ہے ملکہ مذکور نے سب حقیقت سنکر دلسے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہوگیا تو بڑا غضب ہوا
جلد لشکرکشی کرنا چاہیے پس جس دامن کوہ مین کہ ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لیکر گوندھی اور
اسکے پتلے بنائے اور سحر کے پر انکے پیٹ مین بٹھائے اور انھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم کو ہمارے
اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لیکر طلسم ہوشربا مین آؤ پتلے ہائے گل ہزار در ہزار اڑکر روانہ
ہوئے اور مالکان دربند کو طلسم نور افشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور مالک
تیاری کرکے روانہ ہوئے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام ان شاہان دربند کے
یہ ہین ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو ملکہ طوفان آسمان نشین جادو ملکہ شیرین حمار کوہ افگن جادو
ملکہ قوسن بن خرسان سنگ انداز جادو ملکہ قرناس بن خونخوار روئین تن جادو ملکہ طول برج ران اژدر
خوار جادو ملکہ کلان بن قہر خرس ندان جادو ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو ملکہ لرزان بن نخ ازلہ
شیر افگن جادو ملکہ قوسن بن ناقوس فیل افگن جادو ملکہ نسیم بن صبا ستارہ چشم جادو ملکہ کمیت بن کوہ
فیل پیشانی جادو ملکہ نسرین گلگون بدن جادو ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو ملکہ ناز کیدن
کاکل کشا جادو ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو ملکہ سلیمان زرین ہیکل
جادو ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو ملکہ خوب رنگ
ماہ طلعت جادو ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو ملکہ گوہر
بدن زمرد پوش جادو ملکہ خورشید بلا افگن جادو ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو ملکہ محبوب
نارنجی پوش جادو ملکہ سلطان شعلہ افگن جادو ملکہ مبہوت گیسو دراز جادو ملکہ
زہرہ تاجدار جادو ملکہ یاسمن تاجدار جادو ملکہ ہماسے تاجدار جادو ملک کاہل
کوتاہ چشم جادو ملک قلاب دریا بار سرکش جادو ملک سہراب تاجدار جادو ملک
ببر سوار تاجدار جادو ملک خنجر تاجدار جادو ملک مجمر شاہ تاجدار جادو ملک فیروز رخ

جادو۔ ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو ملکہ ناوک
پران روئین تن جادو ملکہ قمر سپہر انجم سیاہ جادو ملکہ نوطرز زمرد پوش جادو ملک مہیب
دیو سوار جادو ملک بہرام مریخ افتخار جادو ملک شورہ زار نمک پاش جادو ملک
فیلان بن خرس خرسان جادو ملک صحرانورد گرد باد آفرین جادو ملک عفریت حوا
زانو سیاہ جادو ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو ملک سحاب قطرہ زن جادو ملک
رعد آواز بلند چنگل جادو اور علاوہ ان بادشاہوں کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر
مالک ہین وہ بھی روانہ ہوئے مثل انکے قرار جادو فرجام جادو القاس جادو عمران جادو
صدف جادو ہدف جادو گوہر جادو اقدس جادو محکم جادو حاکم جادو حکام جادو محکوم جادو آذر جادو
اعزاز جادو کاہن جادو کمیل جادو قائم جادو مقیم جادو مقام جادو مخزن جادو اشتال جادو
طغیان جادو یہ سب ساحران نامی لاکھوں جادوگران گرامی سے چلے گرد سے گیتی سیاہ
ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا مزران وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم نورافشان
مین جمع ہوئے وزیر مذکور ان سبکو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوف مین چلا ملکہ منتظر لشکر
تھی کہ یکایک ابر زرد و سرخ و سبز ظاہر ہوئے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی روے
ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول مزران وزیر نے آکر مجرا کیا پھر صحرا
شاہ اور شہزادی آآکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوئے ملکہ نے حکم
دیا کہ لشکر اپنا اپنا تیار رکھو مین سوار ہوتی ہوں برسم بلغر چلو نگی یہ حکم سنکر سلطان شعلہ
بدن نے عرض کیا کہ آجکی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھتے بران
نے کہا ہان روشنی دیکھو گی یہ کہکر منہ پھیرا اور ساخر مروارید بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی
ہوگئی سبنے کہا ای ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر افراسیاب
مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنیکا بہر قتل عمرو بیان کیا سبنے کہا
جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب
فرمایئے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر
کیطرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اُسنے اشارہ ملکہ دو ہان کا جب پایا خیمہ

دلبا دل نام اژدر پر بار کرایا بارگاہ زرلبقتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی
ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اُس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پر از
لعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ

ابیات

تحمل گل باغ سلطنت ہی
ہی فصل ربیع کا وہ خورشید

فانوس چراغ سلطنت ہی
ہی نقطۂ گل یہ تاج زرتار

ہی اُسکے سبب بہار جاوید
دور فلکی ہی خط پرکار

قبائے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرما کر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی نظم

کیا مہر ہی مہر بادشاہی
ہی مہر سکوت اپنے لب پر

نقش رقم جہان پناہی
کچھ خاتم جم سے یہ نہین کم

ظاہر ہو تناسے مہر کیونکر
ہی زیر نگین تمام عالم

آخر تیوار یہ جوڑے مین کھا نیچہ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت طلا کھنچا تھا بنگلہ زمرد نگار اُسپر بنا تھا
تخت کے چارون کونون پر گلدستے جواہر آگین رکھے تھے کہ

ابیات

تسلیم کو آسمان بھی خم ہی
زیبندہ اگرچہ فرش پر ہی
رفعت مین بلند جیسے عرش ہی
اُس فیل پہ ہو کوئی جو سوار
تھا فوج مین اسطرح سرانجام
یہ پشت فیل جو آسمان ہو
گویا کہ ہین رات کو ستارے
رہتا ہی کمان عدو کا ابرو
مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا

گردون سے بلند پایہ اُسکا
رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہی
وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست
عیسیٰ سے ہی سہل اسکو گفتار
جادو کا سحاب تھا تو بجا نہ
بیشک اُسی سحر کا دھوان ہی
گوبے کرتے تھے کار دوزخ
آواز سے شق ہو جبل کا وہ

وہ تخت کہ مثل تخت جم ہی
ہی قطب فلک پہ سایہ اُسکا
وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
مانند زمین تھا آسمان پست
بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
تھرائے نہ کس طرح زمانہ
بیٹھا جو دھوئین مین تھے شرارے
دشمن کے لیے شرار دوزخ
فوج ایسی ہو شہر یار ایسا

ملکہ ذلیشان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادبے
کے کھلے مر تعریف اُسپر کوکب روشنضمیر کی اور بزرگان طلسم نور افشان کی لکھی تھی
ہزار ہا نقارے سیمین وطلائی اژدرون پر جو بار تھے بجنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان
دکھانے لگے ابر منزلون تک زمین سحر مین مبتلا ہو گئی دریاے زخار سحر سے بہنے لگے کیسی
دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اُسپر آگ کی ناوین اور پل نظر آتے تھے جانور آتشی ہر جانب تھے

دس دس منزل تک شعلہ جوالہ سرکشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اڑکر جاتا دیو آتش نژاد جسکو
دیکھکر خوف کھاتا ہزارہا اگیا بیتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غولہاے بیابانی غل مچاتے
ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دم دباکر بھاگنا یاد دلاتے کسیطرف
روے ہواسے موتی برستے ہزارہا چاند بدلیون سے نکلتے اور پھر غائب ہوجاتے آفتاب بنکر پھر
نظر آتے کبھی اندھیرا ہوجاتا آسمین ہزارون ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کیطرح اڑتے فتنہ
وشرارت سکے خوف سے بھاگنے کو منہ موڑتے کبھی ہزارون ابر پیدا ہوکر نیچے جھکتے ان لاکھون
پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے بتخانہ آذری کو شرماتے کبھی ہزارہا بجلیان چمک جاتین تیغین آہن
جھنک جاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین ظاہر ہوتا جسمین کا ہر نہال شرباری کرتا آگ
کے پھول پھولتے طائران ہمنفس ققنس شاخون پر چہچہاتے کروڑون اژدر خونخوار مہیب صورت
طویل قامت منہ اپنے نیچے کرکے ماربار پکارتے شعلہ ریزی سے جی نہ ہارتے بالاے جہان اک
جہان اور پیدا ہوا تھا ہزارہا کیا کھوکھا برج وگنبد نقرئی وطلائی وجواہر جن روے ہوا پر نچے تھے
انمین سے ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل پیکر وشیر صورت واژدر چشم منہ نکالتے تھے جے جے
سامری کے نعرے مارتے تھے ملکہ حیران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند
کے نظر آتا گرد اسکے شہزادیان قلعون کی حلقہ کیے سترہ اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب
سحر وساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش مین تقدیرین
وہم کی سامنے دمبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام
کو حکم رقاصی دیا تھا ناچ ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہوکر چھپا لیا تھا زہرہ
کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہیدہ چرخ پر غش غش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین سب
آفت جہان تھین طاوس اور فرس پر سوار تھین نہایت حسین طرحدار تھین اگر بلبل گلزار
انکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھاکے تمام عمر آہ کرے تن ہر ایک کا وہ آئینہ
صفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا نقشہ
تھا وہ انکا رخ شفاف آئینہ اسکندری کیا آئینہ مہر وماہ صاف نگاہ بسان شہباز مژگان
مثل چنگل شہباز دراز ابرو ومژگان ہمراہ شمشیر بران وخدنگ جانستان یہ سب معظم وتمان

تاج سرون پر رکھے گاتیان دوپٹون کی باندھے پان کھائے ہوئے بیڑا قتل دشمن پر اٹھائے ہوئے افسون خوانی کرتین شعبدہ باز فلک کو نام دھرتین روانہ تھین گھٹائین سر پر چھائی ہوئین بہارین باغ سحر مین آئی ہوئین طائران سحر اُس بدلی مین زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان سے علاوہ بہادران رستم وقت و سہراب توانان بھی مرکبہاے پرندہ پر سوار تھے ہزارہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جنپرہ ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزارون طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادرون کے جسم پر ہتھیار سجے تلوارون کی چمک سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھکر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس لشکر مین نہوتا خیمہ و خرگاہ ایلچین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ فیلان پرندہ پر بار خیمہ گردون جنپر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ و جلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ تھا کہ

نظم

عجائبات و غرائب سب جا بجا تھے
کہین نیرنگی گردون سے بہتر
کرشمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر
دھری اُس آتش سوزان مین اگری
ہوا پیدا وہین اک بحر زخار
اٹھا اک جوش تب دریا کے آگے
ہوئین پریان بہت اُس سے نمودار
لگے آتش سے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستان تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑتے تھے مثل شمشاد
ہوئی پھر روشنی کچھ آشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ
گلو مین ساحرون کے سرخ جوڑے

دکھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزارون رنگ سے پیدا تماشا
ہزارون برج اور گنبد تھے زرکار
وہ جادوگریان افسون سے ابر
ہوا ناگہ دھوان آتش سے پیدا
بلند ایسا ہوا پانی پر اک بار
ہوا کچھ دیر مین شق آب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا
نکالے طائر رنگ حنا پر
ہوا پر اژدہے تھے جو شرربار
شب بے ماہ کا چمکا ستارا
جلو مین سب وہ ان کی کان دولت
بجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے

ہزارون تھے گل مہتاب روشن
تماشا سے پری رویان ہوا پر
ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
بڑھا ایسا کہ عالم سب تھا کالا
ہوا فوق سما سے جب برابر
یہ لایا رنگ وہ سیلاب دریا
یکایک منھ سے وہ تھوتھنے انکے
ہوا پر پھر ہوا اک باغ پیدا
گئے پھر قمریون کی کون فریاد
نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
کہانتک یہ بیان سامان ہووے
برستی ہر طرف تھی شان و شوکت
مرصع ساز تھا انکا سراپا

نہ تھا دنیا مین ہرگز مثل اُنکا
لباس اُنکے جواہر کار و پُر زر
تماشائی ہوا رنگ جہان سب
کہ شب وہ جلسۂ عشرت مین گذری
کیا تیغ سحر نے اُسکو چو زنگ

سوا اُنکے کنیزین سب طرحدار
فدا ہون حور و غلمان جنکے رخ پر
اُسیطرح تھے یہ تو راہ مین تھے
سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی
ستارون نے چرائی آنکھ اک بار

سراپا نور اور خورشید رخسار
سواری شان و عظمت سے تھی عجب
اُدھر مہرخ کا اب حال سُنیے
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
بجی خورشید کی گردون نے ستار

جسدم بخشاخہ بیرہ آفتاب لشکر انجم مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک مین روان ہوئی عالم مین نور افشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گڑگڑائے منادی سنے ندا کی کہ آج قتل عمرو ہی جسکو دعوی لڑنے کا ہو وہ ہوشیار ہوجائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسیوقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی کہ
چو آواز طبل آمد برون ٭ بہ پیچید بر خود فلک نیلگون ٭ بعجلت تمامتر تیغہائے جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر زہر کھائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو آئین زرہ دبکتر نود و خمود چار آئینے روئے فتح و ظفر کو جسمین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے بیلے مخالف دشمن کے نیزون کی سنان سینۂ عدو کی مدعی وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی تھین نہ تھین ستارۂ طالع حریفان کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین تنکہ سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے ہر سمت ٹڈی دل اُمڈا تھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے ہر جو قابو مین آئے تھے انھین اسوقت بلایا تھا بھینٹ مین جان لگانے حریف کی سر ایک آیا تھا۔ کلوا بھیرون نارسنگھ کی چوکیونکو گوگل دیکر سمجھایا تھا ہر سمت سے بگڑ بہ بند و بہ کش کی آوازین آتی تھین بغیر قتل و قمع خو معتے جانین جاتی تھین لشکر مین کسیطرف پکار تھی کہ مار لیا ہو کہین سے صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہو اور سر دیا ہو کوئی جوان شکر کرتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمنبرد کی ٹانگین نہ چیرین تو کچھ کام ہی نکیا کوئی پکارتا کہ چو رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ کوچہ یہ میدان ہو مرا مجکو آج ہی کے دن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہو غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادۂ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے

ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ وآشوب مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس
وطاؤس واژدر وفیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین وخبیثات وغول تھے مہرخ و
شکیل ونافرمان ومخمور وطاؤس ولرزان وزلزلہ وسرخمود وہشکلین وہود
رعد وبرق وہلال سحر افگن وبہار وآفت وغیرہ تختہاے سحر پر سوار ہوے گرد اُنکے
لشکر کے سردار ہوئے ناقوس نوازون نے جوف ارض وفلک کو ناقوس بنا دیا طائران
سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندۂ گل کا دشت
مین کڑکا ادھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا شور ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی
آتی ہواے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدۂ بصارت ہمت شجاعان
بڑھاتا صحرا مین تراوت شبنم کی پائی جاتی اوس گلزار لشکر اسلام پر پڑی تھی گل ہمہ تن گوش
ہوکر برنگ وحشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہ ہاے
فلک خوف سے چھپکے رہے تھے سنانہاے نیزہ لبان ستارۂ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت
مین سن سن چلتی تھی دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی کہ نظم

الله رے احتشام لشکر	سردار ہر ایک جسکا صفدر	بخشا وہ خدا نے زور وہ دل
رستم بھی نہو سکے مقابل	دیکھی ہو جو اُنکی تیغ خوش آب	چکر مین ہو بحر مثل گرداب
آئینۂ تیغ برق تمثال	دعواے اجل کا صورت حال	قربان دو شکوہ تعظیم
کرتا تھا سپہر چمک سے تسلیم	عالم یہ ہوا تھا خوف طاری	تھا نعرۂ دور باش جاری
شمشیر سے اُنکے خون تازہ	رخسارۂ فتح پر تھا غازہ	یہ لشکر تو اس آن وبان سے

اور اس شوکت وشان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس وزیور سے
مثل عروس شب اول کے آج اسلیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیان قلعہ ہاے طلسم کی
بصد حسن وآرایش یہان موجود ہین جمال مہر تمثال مین مقابل اُنکے پریان ہیچ ونادم
ہین شاہ طلسم اگر اُنھین کو دیکھے گا بازار ناز وادا میرا سرد ہوجائیگا پس ایسا بناؤ کرون
کہ میرا بناو شاہ کیسے بے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑی اور سے بناؤ نہ بنے چنانچہ ایسی آراستگی
اُس زہرہ فلک حسن وناز نے کی تھی کہ نظم

نرم کردین دل رخ وہ پُرزیب گیسوے | جو لگائین دل زہرہ کو بھی چھیڑ مانگ میں ٹیکے
اسکے آگے مہ دو ہفتہ سجدے مین پڑے | دیکھے بازیچہ خورشید فلک نوک پٹے

ڈھنگ بالون سے عیان اثرہ نور کے تھے
تھے وہ برق کہ سیتے شجر طور کے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بار ہا اسکا بیان کیا گیا ہے چنانچہ یہ فوج
تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان دربند طلسم کا کمر باندھے رہا تھا ہزار ہا نشان کھڑا تھا دنیا تمام
لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا
اور شور بوق و دہل تابہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پر بند پر زرین بنگلہ رکھا تھا
اُسمین تخت جواہر آگین بچھا تھا اُسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس
ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پر دشت و کہسار تھا پڑاو ہی پر
کمر بندی ہو کر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی صرف یہ منظور تھا کہ خواجہ
عمرو کو قتل کرین اور اُنکے حمایت کرنے والون کو روکین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر
چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا اروحون کا لشکر جمع ہونے کا سامان
ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا دریاے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور
جہانتک نظر کام کرتی تھی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقارے بلند آواز شور
کرتے تھے چوب نقارون پر پڑتی تھی کہ ابیات

وہ شور کہ ہوش تھی گرم پرواز | تھی بوق و نفیر لب سے دمساز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس | فیلون کی قطار و خیل طاؤس
تھا رنگ جہان مگر دگرگون | اُس روز نیا تھا دور گردون
تارے نہین اسقدر فلک پر | جتنا کہ تھا وان پہ جمع لشکر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی | آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اسطرف لشکر ہمراہ لیکر مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس کہ
برادر دل کی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے

تخت سلطنت طلسم کے بچھا نہ سکے کہ رہرو ملک عدم ہوئے قران کہتا تھا کہ ای ملکہ معنا
آیہ وافی ہدایہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیال کرو
ہمسے اور کچھ نہو گا تو یہ ضرور کرینگے کہ ایک نعرہ سر پر افراسیاب کے لگائینگے نہو سکا تو راہ ملک عدم
اُس نابکار کو بھی دکھائینگے اسیطرح اور سردار بھی کفن سر سے باندھے جان دینے پر آمادہ باتین باتین
کی کرتے روان تھے غرض لشکر دریا شال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ اسطرف جا بھی پڑو
یا اس انبوہ کو خاک مین ملا دو یا اپنی ہستی مٹا دو ملک نیستی کی بستی بسا دو نام تو کر جاؤ تہلکہ
ڈال دو شجاعت دکھا کر مرجاؤ یہ مشورہ کرکے حربہاے سحر تھامکر سب بیدل وغیرہ ہو کے نعرہ ہاے
کوہ شگاف کھینچکر جا بھی پڑے سر سے پر اُس لشکر بحر ناپیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول و دراز قد
کی فوج صف کشیدہ تھی اُسی پر مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی
تلوار چلنے لگی گولون کی بھرمار ہوئی مہرخ نے ماش کا چھرا مارا ملکہ اختر شیر پر سوار استادہ تھی
اُسکے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اُسکو چکر آیا اسی اثنا مین ایک تیر بھی شیر کے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اُسکے
گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اُسکی جانا کہ ملکہ ہماری کام آئی یہ معلوم کرکے بیدل تمام لشکر
ہوا اور فوج نے جھرمٹ کھایا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا اور ملکہ مشکین مو نے ایک
سل کئی ہزار من کی سحر سے اُڑائی ستر ہ سو گز اُس سل کا کھٹا اور لشکر دشمن پر گرا ستر ہ سو ساحر
ہلاک ہوا ایرون نے اُنکے شور مچایا اندھیرا چھایا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار بھی کمر جوڑی برو
ساحرہ ہمراہ اپنی فوج کے صف آرا تھی کہنے کی ارے لوگو یہ بھیڑ کیون غلغلہ کرتے ہین کیا
ہوا ہی اسقدر کثرت سپاہ ہی کہ کسیکو مہرخ کے آنیکی خبر نہین ہی اسوجہ سے یہ حال لینے پوچھا نہو
کوئی کچھ بتانے نپایا تھا کہ مطیعان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی
بہار نے اسکو آتے دیکھکر ایک گیند اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گیند گرا وہان سے
پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھکر مثل دریاے زخار موج زن ہوا مچھلی اُس بحر سے تڑپکر کنارے
پر آئی بہار پکاری کہ ای ملکہ دریا بار یہ مچھلی قابل شکار ہی یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ پر سے
اپنے دریا مین فوراً کود گئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی اُسوقت ایک نہنگ دریا سے
پیدا ہوا اور اُسکو نگلگیا ملکہ بہار کی سبنے تعریف کی کہ ای ملکہ یہ صنعت آپ ہی کے واسطے ہی کہ

جیسا اسکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپ نے سحر اسیر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح و ثنا کا نہیں ہے لو
ہی لڑتے بھڑتے کسیطرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سننا تھا کہ برق جادو چمک کر چلی اور رعد غرق
زمین ہوا دریا بار کی فوج میں آگ نکلا اور جتنا ساحر بیہوش ہو کر گرے اور برسے برق آگ گری
صفحۂ لشکر صاف ہونے لگیں تیروں کی بوچھار ہونے لگی لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو
اپنے مالک کے غائب ہوتے ہی شکستہ دل تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیرون
کی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار مسلمانون نے کی اور دلیری صفین
اہل اسلام آگے بڑھے تو تیغ بران جو لبان مصیبت زدگان بار غم سے پشت خم رکھتی تھی سیدھی
علم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلوگیر ہوئے جوہر شمشیر و خنجر اسی حسرت مین دانت نکالے
تھے کہ دشمن کو بیدم کرین سنان نیزہ کی زبان پر کہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بنکر جگر
کے پار ہون کمانین کشیدہ غدارون کیطرح کشیدہ ٹیڑھی سیدھی لب سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار چلے سحر
آگ کر جلاتے زرہ دار پر دشمن کو چڑھاتے بہ رنگ سر منگ غدار ہاتھون ہاتھ قدم بڑھاتے تھے آب
و تاب آئین چشمۂ خورشید چشمک فگن تلوار کی دھار کا دریا باڑھ پر جیسے ندی بڑھنے کے دن
اسباڑھ پر سفینۂ جان بہادران تلاطم مین حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا غرق قلزم رزم ایسے کہ
ہوش بجا نہیں تھم مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ
آئی تھیں بدلیان چھائی تھیں بلاؤن کا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک غول تھا روے
زال دنیا کو مکارہ سمجھکر کالا کیا تھا چہرۂ فلک پر ابر نے برقع ڈالا تھا نہیں نہیں دہر غدار پر
کملی ڈالکر لوٹنے کا ارادہ تھا غبار نے اڑکر چشم آفتاب مین خاک جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا
ترنج نارنج ناریل نخلستان جان تن کے پھل تھے بکھرے اور سورے کے جابجا چڑھے پل تھے لہو برستا
تھا لوہا بادل تھا اسلحہ کی چقاچاق صداے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ ابیات

ہر سمت تھی سحر آزمائی
سپرون کی گھٹا تھی بارش تیغ
ذرون کو بناتے مہر تابان
گرتے تھے وہاں لپکتے تارے

اُس سحر سے کفر کی صفائی
جادو گران سحرکاران
برساتے تھے سنگ جا بجا ان
اسجا سے بجھی وہان لگی آگ

اُڑتے تھے بگولے بنتے تھے پیر
کیا کیا نہ اُٹھا رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چیخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی فوج مین جلی آگ

حلقوم کٹے ہوئیں جفائیں ‖ ہر جا تھیں ہزار کربلائیں

ہرچند منچلوں نے یہ آفت بپا کی
تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہوجاتی اور وہ فوج اتنی نہ تھی کہ شکست کھاتی
لشکر ساحران تھا خاطر پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم
وبرہم ہوجاتی ہزاروں ساحر لشکر مہرخ کے کٹ گئے مرنے والا ایک بہت ہوتا ہی یہاں لاکھ
لاتے تھے جنھوں نے بھی جانبازی کرکے لاکھوں کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اُس بحر ناپیدا کنار
لشکر کا کم نہوا کسیکو کسیکے مرنے کا غم نہوا خیال بھی کسیکو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہی اور یہ ہنگامہ
کسنے مچایا ہی جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو انکے
حکم دیا کہ ایک ایک ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر ملکر سحر کریں اور ہوسکے تو لیکر انکو اسیر
کرلیں افسر یہ حکم پاکر ایک ایک پر بیس بیس ٹوٹنے چلے تھے کہ یکایک اسی ہزار نقارے پر چوٹ پڑی
دریاے جوش رواں جوش میں آیا زمین و آسمان کو تزلزل ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب
بے ایمان کی ہوئی تمام فوج ٹھٹھک کر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ وحشم نظر آیا ہزار ہا نشان سحر کے
چلے سے کھلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو نازنینان زہرہ جبین ہاتھوں میں عہدے لیے
گذریں پھر کئی سو پریزادیں چلتیاں یاقوت کی پھراتی دکھائی دیں اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی
نکلیں انکے بعد ایک تخت بیچ میں فیروزہ کا اور گرد اسکے کئی سو تخت چاندی سونے کے
تخت فیروزہ پر کٹہرہ یاقوت کا لگا مسند زرنگار بچھا اُسپر شاہ جادوان بیٹھا ہوا اور گرد ہر
تخت کے اُسپر لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت سوار تھا چلے پر پڑتی سارنگیاں
بجتیں ناچ ہوتا اُس رقص کو دیکھکر سر پر فلک پر خورشید بھی ناچتا یا دل پیر فلک کا پھڑک گیا
تھا سر پر بادشاہ کے ابر سرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا
لباس روے ہوا سرخ تھا اُسمیں روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانے کا بدلا ہوا صورت
خلاف تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل بار ہا بیان ہوا ہی اُسی شوکت وشان سے
یہ ناہنجار آیا اور شور لشکریان جو اُسنے راہ میں سنا تھا تو باغبان و فیروز شاہ وغیرہ سے پوچھتا
آتا تھا کہ یہ غوغا کیا ہی وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہی یہ غل کرتے ہیں ساحر دریے
ہیں غرض یہاں جب آکر پہنچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آکر میری فوج پر گرا ہی برق جادو تڑپ

رہی ہی رعد گرج رہا ہی قران عیار نعرہ مارتا پھرتا ہی یہ دیکھکر اسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
نہایت بلند کوہ پیکر پرند سا نازرق سے درست چالاک وچست اُڑتا ہوا آیا یہ جست کر کے اُس پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہوکر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اُسکا
تمام لشکر مہرخ نے سنا برق جادو تو سرد ہوگئی رعد کا دم بند ہوا عیار بجالاکی بھاگ کے
لشکر سے دور نکلگئے اور تمام لشکری لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھتے تھے کہ یکایک شاہ
نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی
برسنے لگا اور ایک ایک بوند اُسکی ہر ساحرہ اور ساحر کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے
گھوڑا اپنا نیچے اُتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ ای ملکہ مہرخ وبہار وفلان فلان
تم سب مع اپنے لشکر کے بیٹھ جاؤ اور غم مین عمرو کے جتنا تمسے رویا جائے روؤ اور جسقدر
پیٹا جائے پیٹو سرون پر اپنے خاک اُڑاؤ پچھاڑین کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو مین قتل کرونگا
بجز تمھارا ایسا شفیق قتل ہوا اور تم ماتم نکرو حیف ہی کہ اُسکا کچھ غم نکرو بس جلد ہتھیار پھینکدو
اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے ناصبور کرو یہ کلمات ایسے پُر اثر تھے کہ بمجرد سننے
اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے اور سواریون پر سے سبکی
اُترکر جانب صحرا ہاے عمرو واے عمرو کرتے چلے علمہاے لشکر سرنگون ہوئے طبل وبوق
نعرہ ماتم وشیون لگاتے تھے نفیریون کے دل خون ہوئے جادوسان سحر کے آتش رنج سے
جسم داغدار بنیں سوز دل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پرچمہاے علم کا گریبان چاک
جادوگرنیان شمشاد قامت برنگ طوطیان فریاد کنان نونہالان ارجمندی پژمردہ لباس
گلہاے بوستان گھوڑے غم سے شیہے بھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھاکر سر پیٹتے فریاد کرتے چاہ چشم
لشکر کا خاک مین ملا ہوا سینہ داغون سے ہر ایک کا گلستان بنا ہوا گرد وغبار مین ہر شخص
اَٹا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر وزانو پیٹتا مُنھ پر طمانچے ہر ایک لگاتا پھرا یہ سب سردار
مع فوج جرار کے پڑاؤ پر بھی نہ آئے اِسی ہیئت سے جنگل مین اگر ٹھہرے اور برود کر
آب اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہوکر پھرا
مہتر قران نے دور سے اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا واے مردیم یہ کیا غضب ہوا پس

صورت ساحر کی ایسی بناسے گئے تو پہلے ہی سے تھا اور ہمراہ مہرخ اُترا تھا چنانچہ یا تو بھاگا
تھا یا پھر لشکر دشمن مین آیا یہان شاہ جادوان مرکب سے اُترا تھا ناظمان طلسم بہر تسلیم دوہرے
تھے نذرین گذر رہی تھین بڑا ہنگامہ تھا یہ اُسی ہنگامہ مین قریب افراسیاب خانہ
خراب بادل بیتاب آیا اور تانکر ایک بغدہ اُسکے سر بخس پر لگایا از بسکہ وہ بادشاہ طلسم ہو کبھی سو
سپر از خود سپر آڑ ہو گئین عیار مذکور ناچار رو بفرار لایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نجائیگا شاہ
جادوان مخاطب بجانب شاہان دربند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نرکھتا تھا اسوقت اُسکی
طرف بنظر تیز دیکھا اور پکارا کہ ای زمین طلسم پکڑ قران کے پانوئن زمین نے پکڑ لیے اپنے
دلمین کہا کہ انا للہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا اے
قران مین جب تجھین جانیون بلسان حرف غلط صفحۂ ہستی سے مٹادون لیکن ابجاؤ
اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانوئن زمین سے چھوٹے اور
یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور زنبیل بجائی برق و ضرغام و جانسوز دوڑ آئے اُسنے کہا
دیکھا تمنے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بروقت
قتل اُستاد لشکر پر جا پڑینگے اور جان دینگے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک
مقام بلند پر چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خداتعالی کو بتضرع وزاری پکارین
کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیار انکو ہمراہ لیکے ایک کوہ پہاڑی
پر آیا وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی کھائی دیتا
تھا چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برائے تسلیم گردنین جھکائے
تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہرخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ
آدمی کا لشکر ہائے عمرو ہائے عمرو کہکے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا شور ماتم سے دنیا بھر گئی تھی
ہائے ہائے کی آواز در و دشت و کوہ و بحر و بر سے پیدا تھی ان لوگونکی صدا جہان تک چوٹ کھاتی
تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در و دشت سے سر ٹکراتی
تھی کوہ و بیابان کے دلپر چوٹ لگی تھی آہ بھی بدالت پر ہونے سے سر پیٹتی تھی دود آہ
ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہوا تھا سوز درون سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے

شور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سے فائر جاری نالہ جانکاہ کمانین پشت خم کیے نیزے فرط دہشت سے زمین مین گڑے عمود دیکھے زمین پر رکھکر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جو ہمین خون کے برنالے نازنینان ماہ پیکر خاک پر پانون پھیلائے بیٹھین زمین پر کھائین پچھاڑین زمین برنگ گلزمین گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوائے رنج سے لوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم چلتی تھی چشمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان مسیح ہوائے رنج پانون کی زنجیر دونین جنون کی تاثیر آبلۂ دل کانٹون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصور جنون تن سراپا جوش اشکباری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر ماہ وش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش وحواس لٹی ہوا ہر شخص اُس حالت جنون مین کہتا اور بزبان حسن بیان اسطرح نوحہ خوان تھا کہ **نظم**

نالون نے ہمین جلا کے کھویا	رو رو کے ان آنکھون نے ڈبویا	ٹکڑے ہوئے آستین و دامان
سینے کیطرح پھٹا گریبان	ہردم ہی زبان پہ آہ آتشبار	کمبخت کہان گئی ہی تاثیر
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہی	ای آنسو و تمکو کیا ہوا ہی	تاثیر ہو کس طرف بتادو
بہ کہ ہمین اُسطرف بتادو	نازل نئی ہمیہ یہ بلا ہی	معلوم نہین کہ کیا ہوا ہی
قالب مین نہین ہی اب دل آ	آنکھین مین پر آب زرد رخسار	ہی ہی کرین اب دل و جگر کو
بیٹھین رو رو کے اب عمر کو		

یہان نالے تھے لشکر افراسیاب مین شادیانے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پرسی شاہان دربند اُس برج کیطرف کہ جسمین عمرو قید تھا اسحر دید اشارہ کیا کہ وہ جگر کھا تا ہوا آخر اعیار یہ حال دیکھکر تلملا گئے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ الٰہ العالمین بتصدق نور بہایت معمور جناب ختم المرسلین وآلہ الطیبین ہم پر رحم کر اور ہمارے اُستاد کو قید غم سے چھڑا **نظم**

ہر چند فقیر و بینوا ہون	سو جان سے غلام مرتضیٰ ہون	ہمنام خدا اے پاک عادل

ہین عقدہ کشائے کار مشکل	شاہنشہ در رونق ارائک	کی عقدہ کشائی ملائک
ہے تجھسے دعا یہ رب اکبر	امداد کو اپنی آئین حیدر	جو فتح کر لئے جنگ خیبر
دو انگلیون پر اُٹھا لیگے در	کیا حرز ہے نام شاہ مردان	اپنی مشکل بھی ہوگی آسان

یہ تو مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادوان نے
برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اڑ گیا عمرو اسمین سے نکلا سبنے دیکھا کہ رنگ رخ
سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلون سے تن داغدار ہے شاہ نے اسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون
خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو پھر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون
شاہ نے کہا اب لعنت ملامت کا حال کھلا جاتا ہے کچھ ہی دیر مین دھڑ پر سر نہوگا یہ کہکر رقعہ جمشید
دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جلد عمرو کو قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نکر ورنہ وہ رہا ہو جائیگا اور اسکو برج سے
نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اِس حال کو معلوم کرکے اپنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اڑکر
ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اپنے ساحرون سے کہا کہ مین اس بنگلے کو جب غائب کرون
تم عمرو پر تمہارے سحر لیکر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اُسکے کر ڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین او
حربہائے سحر لیکر گرد بنگلہ کے استادہ ہوئے اور اسنے چاہا تھا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بروے
ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار لاکھ اژدر آتشی آتے ہین
اُنپر دو دو جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین ہر چہرہ ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ
عمرو امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آتے
معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مار ڈالیے
شاہ نے کہا اب انکو بھی آلینے دو حوصلہ دل کا انکے بھی باقی نرہجائے دیکھو تو کہ مین کیونکر سب کو
غارت کرتا ہون یہ کہکر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچکے پھٹا اور
دھوان اُسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پر اُن چار لاکھ ساحر منکے جا کر چھایا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان
جو اُن جادوگرون پر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ گھلکر مع اژدر کے زمین پر گرے
چار لاکھ علم سرنگون ہوئے بادشاہ نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ ای
شہنشاہ کیا کہنا دلہ سامری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا اسی تعریف کرنے مین صدائے نفیر سحر

سنائی دی اور چار لاکھ سوار مرکب ہائے پرند پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوئے شاہ
جادوان نے ان سوارون کو دیکھکر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوئے
اور بادشاہ سے قریب آکر عرض پیرا ہوئے کہ کیا آپ حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون
کی آتی ہے دیکھین تو کہ کیونکر آپسمین لڑتی ہے یہ حکم سنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج
آتی تھی یکایک دو لاکھ سوار دہنی جانب ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان
کھل گیا اور آپسمین ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا
گلہائے زخم سے تختۂ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا بہرام الامان بانگ
لایا کھچا کھچ کی آواز منزلون گئی ہتھیارون کی چقاچاق سے دنیا بھر گئی روے ہوا سے خون
برسا عالم بہ رنگ عرصۂ جنگاہ ہوا جاتا اور خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم
آغاز ہوئی پیچھے اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آتی تھی اُسپر حقیقت کھلی اپنا تخت
اُڑا کر قریب تخت ملکہ بران آئی اور پکاری کہ ای ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا
کام آیا پیر جنگ افراسیاب ناکام آیا ملکۂ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً
اختر مروارید کو ہاتھ پر رکھکر فرمایا کہ جہان کہین سحر افراسیاب کا اُٹھا ہو چلجائے ہمارا لشکر آتش
اُڑنے سے سنبھل جائے ایک لو اس اختر سے جدا ہوکر غائب ہوئی اور زیر زمین ہوپہنچی ہان
دونون سوار جو افراسیاب پاس آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور انھین کے لڑنے سے
سب فوج برسر ہوا جنگ آزما تھی بس ان سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر
خاک ہوئے ادھر سواران بران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے انکو
ہوش مین آتے دیکھکر شاہان دربند سے کہا ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا لشکر سناطر کا
مسلح تو کھڑا تھا ہی حربہ ہائے سحر و شمشیر ہائے آلودہ زہر ناک لیکر جانب ہوا متوجہ ہوا ادھر
ملکۂ بران نے اپنے ناظمون کو حکم دیا کہ ہان ای شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب پر
کیا ہی صید زبون تمھارا سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کر دیہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق و نفیر
پھنکی فوج تو بھی ہوئی آتی ہی تھی لینا لینا کہکر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر
اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی اور اسطرف سے یہ ندی موج مار کر چلی

ملکہ بران فوج کو حکم حملہ کرنیکا دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین باہم حملہ در ہوئین تیغ
ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہوا سے تیغ کے سناٹو نکے
سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا ہر سمت گیر و کشش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر
چلتی تھی تلوار علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین جو رنگ تھے آب سیماب بہ رنگ آب و
تاب صمصام و خنجر روان تھا شکست لنگر زمین و آسمان تھا خشکی مین ڈوبتا جہاز جسم و
جان تھا موجین قہرناک اٹھتی تھین موت کی بہیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن مین تھمی
ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملہ مین لاکھون سینے نیزون نے
فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرہ گلنار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش
تیرون سے مملو نظر آتا پر عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا چاہتا تھا شاہان در بند طلسمات ایک
دوسرے پر جو حملہ آور ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریا سے زخار
موج مار کر قرین یک دیگر آگئے فوجون کی موج چال سے بحر اعظم کا لہرانا تھا ہر موج
آب سنان و خنجر ظاہر کہین تیرون کا سنّاٹا کمانون کا بزور و شور کڑکنا کہین
خنجر و تیغ کا طپنچا کا دل عالم دہلاتا اسلحے سے تو اسطرح کام لیا جاتا تھا جادوگرونکا یہ حال ہوا
تھا کہ تختۂ عالم تاریخ و تریخ ہی سے بھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا بھلا تھا ایک ایک نیل ہزارہا
کے سینے توڑتا بیر بغیر جان لیے منھ نہ موڑتا تھا کہین سیندور کا چوکا دیا تھا گنڈا اٹھتی تھا تاحق
کے آنے کا سانپ لہراتا تھا لاکھون جوت کا دیا جلتا تھا دن کو تارون کے نکلنے کا گمان تھا
لاکھون سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزارون چاند نکلا ہوا تھا اور ہزارون ستارے
اڑ کر گر رہا تھا بجلیون کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مارے عقرب فیل سے
گینڈا بھڑ گیا تھا اژدرے اژدر لپٹا ہوا تھا لاکھ ہا پنجۂ چمک چلکر رہا تھا بیرون کا تانتا بندھا تھا
کلو اکھیرون سے اٹکا ہوا تھا ڈمرو بجتا تھا نرسنگے سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحر و بچھو
منتر نے ساحر دہر کو بچھو بنایا تھا معجزۂ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم ہائے
سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اس سحر سازی کے مقابل ادنی شعبہ کوئی ساحر خون
تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کر رہا سلیں برستین برف گرتی ابر چھائے ہوئے طبق زمین کے تھراتے

غبار ایسا اُٹھا تھا کہ زمین کا طبق بردے ہوا تھا پتھر پہاڑون سے اُڑ اُڑ کر گرتے غار زمین مین
پڑے ہوئے پہاڑون کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے ناریل بر رستے
تھے یا شکم آہوے دہر سے گرتے نافۂ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھکر بلند ہوا تھا اور سحر
کرنا چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ ای یادگاران سامری وجمشید گھبرا نہ کثرت لشکر دشمن سے خوف
کھا نا مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اسی ہنگام مین بران جو اپنے لشکر سے غائب ہو گئی تھی
پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ ای افراسیاب اگر اختر مرواریدنما سامنے تیرے آجاسکے
تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر دیکھا ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور
چکر آیا اسکے ساتھ عشاق دودست جادو وشیاطین بت پرست وغیرہ کہ آستہ
وچپ پر استادہ تھے انھون نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ از خود پیدا ہو کر بادشاہ پر چھا گیا اور
شاہ اُسکے اندر آگیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا مین بران نے ایک نارنج
سحر پڑھکر لشکر پر مارا کہ اُس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا
بہ زبان اُن مقتولون کے غل مچا یا فوجین تو لٹی ہی تھین لاش پر لاش گر رہی تھی
شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ صداے بر ہاے سحر نے زمانہ سر پر اُٹھا لیا بران نجم
سحر کار کر زور اختر ہاتھ پر رکھکر صف لشکر عدو مین درآئی اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام
تمام کرتی تھی اُدھر مہ جمال نے ایک ہلال جو مارا ستر سو ہلال بنکر جو گرے ایک ایک
ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھکر حیرت آگے بڑھی اور پکاری
ای شہنشاہ آپ اسطرف ہین وہ سحر کے گھٹا ٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین
ہوا کہ بادشاہ چلے گئے اُسوقت ایک نارنج ملکہ بران پر اُسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینے پر
لگا کہ اُسکے صدمے سے بیہوش ہو گئی شہزادیون نے در بند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین باغبان
وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا ملکہ قمر سپہر انجم حشم نے مشت گوہر جھولی سے نکالکر مارے
وزیر مذکور کے جسم پریشان شیرہ اگر پڑے یہ بھی زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بران کو ہوش آیا
مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اسکے بیہوش ہونے سے متردد تھی اب اسکو ہوش مین
پاکر شمشیر سحر لیکر لشکر عدو پر گری اور اُسیطرح شل بازی طفلان سحر کر کے لشکریون کو ہلاک و غارت

کرنے لگی ادھر بران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجکو تاریخ کتنے مارا تھا انھون نے
کہا حیرت نے یہ سنکر اسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کے مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی
پیشانی پر آکر لگا کہ وہ چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوکر اسکو اٹھا
لیچلا اسوقت اسنے پکار کر نہیب دی کہ ای بران پنجہ سحر کا مجکو لیجائے اور تجکو زمین کھا جائے
بران یہ کلمہ سنکر زمین پر اتر آئی اور غرق زمین ہونے لگی اور پکاری کہ ای حیرت مین تجکو
چھڑاتی ہون تو مجکو چھڑا دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت کو زمین پر اتار دیا اور زمین نے
بران کو چھوڑا پھر یہ دونون اڑ کر بردے ہوا ہمنبرد ہوئین اور بران قتل وقمع کرتی ہوئی
ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹا ٹوپ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے لیے ہے تو اب اسکو قتل کر ڈال یہ سوچکر تیغ سحر کپڑ کے
بنگلہ کی جانب چلا لیکن اور ماجرا سنئے یعنی چالاک وسرشار وسلطان وغیرہ جو برق
عیار سے جدا ہوگئے تھے غوغا سے اجتماع لشکر سنکر اسطرف آئے اور پہلے اسطرف انکا گذر ہوا
کہ جہان مہرخ وبہار وغیرہ مع اپنے لشکر کے غم عمرو مین رو پیٹ رہی تھین اور مسحور تھین
افراسیاب تھین یہ حال ان لوگون کا دیکھکر حیران ہوئے اور ایک بلندی پر عیارون کو
مصروف دعا پاکر پاس انکے جاکر حال دریافت کیا انھون نے سب ماجرا کہا اسوقت چالاک
نے خوب مضبوط کرکے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہوسکتی ہو تو کرو انھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا ہم سحر نہین رد کر سکتے اسمین سلیمان نے سلطان سے کہا مجکو یاد پڑتا ہے
کہ شاہ جادوان نے پرویز نور وز ایک تعویذ تانبے پر کھدا ہوا انکو دیا تھا اور ایک برات کو
اپنے سحر سے اسیطرح دیوانہ بنا کر تمسے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھو کے پانی براتیون پر چھڑکو
چنانچہ ایسا ہی تمنے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار ہو گئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمہارے
پاس ہو تو ان لوگون پر بھی پانی اسے دھو کے چھڑکو سلطان نے کہا تمنے خوب یاد دلایا ہے
وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کودا اور خیمے سے جاکر مشکیزہ پانی سے بھر لایا اس نقش کو
دھوکر پانی مین ملایا اور ایک ساحر دوسرے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہانسے جہانتک سحر مین مبتلا
تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرایا یکایک اس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور جسم مسحورات

مین لگی وہ سب دل تو بیہوش ہوگئے پھر جو ہوشیار ہوئے آپ مین آ گئے اور حربہ ہائے
سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب پر چلے اُسوقت قران اور سب عیار چالاک سے سے اور
کہا ای برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہمنے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر
فوج دشمن پر گرو اور خواجہ کو بھول دقوت الہی رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین
یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ جاکر شریک مہرخ ہوکر مقابلہ
کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کرکے ایکطرف روانہ ہوا اور قران و برق وغیرہ
ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچکر لڑنے لگے اور
لشکر بہار و مہرخ وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب تھا جو آسمان پھٹ نجاے
شاہ جادوان ان ساحرون کے آنے سے حیران ہوکر انھین کیطرف دیکھنے لگا کہ انکو کسنے
رہا کیا از بسکہ تیغ لیکر قریب بنگلہ کے آچکا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو
خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق بنکر بنگلے کیطرف چلی بادشاہ اسکی
جانب متوجہ ہوا تھا کہ ایکطرف سے قران کا بغدہ سر پر پڑا سپر مین سحر کی سر پر آڑ ہوگئی
اور یہ قران کیطرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جلگئی مگر
بادشاہ ادھر پھرا قران اس عرصہ مین اور طرف ہوگیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار
کرون کہ ایک سمت سے ضرغام نے خنجر مارا انہونے خنجر روکا اور یہ اسکی جانب پھرا تھا کہ جانسوز
نے حباب بیہوشی ناک پر مارا کہ یہ چکر کھا کر گرا پتلے سحر کے پیدا ہوکر ہوشیار کرنے لگے اور عیار
سب اس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جبتک بادشاہ ہوشیار ہوئے اُسوقت تک ان
بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اڑا عمرو ظاہر ہوا اور اُسنے
جوبران کو دیکھا پکارا کہ ای ملکہ جلد مجھکو لیچلو ایسا نہو کہ اڑنے مین مجھکو بھول جاؤ
اس غوغاے لشکر مین ہرچند عمرو چینا مگر کچھ سنائی ندیا لیکن ملکہ اسکے چھڑانے کو تو گری
ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈالکر لے اڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور
ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غو غا کرکے چلے کہ لینا لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے
اختر کی ضیا ان ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہوکر گرے اور ملکہ بلند ہوکر سناٹا مارکر چلی

ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لیکن لشکر کا غوغا سنکر اڑالاکھون ساحر جو اڑ کر عقب ملکہ چلے تھے انکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سدراہ تھی اور بادشاہ جو اثر اخر ان بران سنے روکنا شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سبنے اسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مار کر چلا لیکن بران اس عرصہ مین بہت جلد دور نکلگئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ ہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے جاتے ہین لیکن بران کے خواجہ کو لیجانے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوش ربا کو ایسی خجالت ہوئی کہ جان دینے پر آمادہ ہوگئے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ گیر ہوئی کہ خورشید کو اسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی گیر و دار کی پکار ہوئی نیزون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون روان کے برابر اور ایک دریاے خون روان تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے مہرخ ایکجانب سے فوج بران گری ہوئی تھی کہ ابیات

گویا کہ زمانہ پھر گیا تھا	کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا	قسمت نے تھی وہ زمین دکھائی
کوسون ہم تھی بوے آشنائی	سینون مین تھی آتش حسد تیز	آپس کے کلام طعنہ آمیز
ساحر نہ کسی بلاے کم تھے	مثل دم اژدر انکے دم تھے	ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
نیش انکا روان تھا شکل کژدم	پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز	آب دم تیغ و خنجر تیز
تھا گرم دہان اجل کا بازار	تھے ایک کے دو تو دو کے تیکھے	تلوار غضب کی چل رہی تھی
تھی سانپ کہ دہر اگل رہی تھی	آتا تھا جو دشمن اسکے منھ پر	کھاتی تھی اسے بہ رنگ اژدر

ملکہ حیرت نے ہر چند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اور آپس سے جدا ہوکے لشکریان بران شاہان دربند طلسم نور افشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالیشان مراجعت فرما ہوکے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ بھی اترے ادھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر ہر ایک کو اترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر اترے حیرت کے یہان تو پہلے ہی سے مجمع عظیم تھا مہرخ کے یہان بھی ایسا ہی ہجوم ہوا کہ جہانتک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا حیرت

کی طرف بیان ہوچکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اپنی فکرون مین جانب دشت
چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہی یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان
و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکورہ نے انکو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا
کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی مقیم ہوئے انکو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم
کی کیفیت بیان کیجاتی ہی کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی
تھی کہ تو پرائے طلسم مین فتحیاب نہو گی خاص کر شاہ طلسم سے سر بر ہونا مشکل ہی اور وہ
پیچھے تیرے آتا ہی کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کر کے صحرا مین ایک مقام پر اُتری
اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کر کے ڈالدیا اور آپ بھی ایک درہ کوہ مین چھپ رہی
اسلیے کہ جو گڑ دیے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی
نسکیگی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہی لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ ہوگیا غرض جب
یہ پوشیدہ ہوگئی شاہ طلسم کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسنے تفحص کیا کہین اُسکا پتا نہ پایا
اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہی سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر
مروارید ہی اُسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ
خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آکر کچھ دیر ٹھہرا پھر
سمجھا کہ یہان بھی ساحر تیری ملاقات کو آئینگے اُنسے شرمندگی ہوگی یہ سمجھکر ظلمات مین
چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ
اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہی اب
طلسم بھی تو حوالہ باغیان کر دے اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دلسے کہتا
کہ اے افراسیاب تو چاہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان نما
پر قید ہی اُسکو کون چھڑا سکتا ہی یہ طلسم کا حال کسیکو معلوم نہین لیکن لوحداران طلسم اور رکن رکین طلسم
بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہی ایسی ہی باتین دلسے بناتا بدیع و اسد کی حالتین
پڑا تھا اُدھر بعد اسکے چلے آنیکے کچھ دیر تو بران مخفی رہی از بسکہ یہ جنگ عظیم چار روز
رہی تھی آج چوتھا دن تھا کہ اسنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگتے اور چھپنے مین

گذرا تھا ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ بھی درۂ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط اسکے خواجہ کو غار سے نکالا جبتک شاہ سیارگان میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ تابش نے پردہ تیرگی شب سے نکلکر فروغ پکڑا کہ نظم

ستارون سے کھلا چرخ تمام
ہوے مہتاب سے روشن در و بام
سر شب پہ دھرا تھا ماہ کا تاج
ستارے بھی شگفتہ دل تھے کہ آج

بران نے عمرو کو غار سے نکالکر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اور کہا اختر مروارید کے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام آس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہوا کہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تمنے بڑا احسان مجھپر کیا ہین اُسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہے نظم

کیا شکر ادا کرون مین تیرا
شہرہ ترے فیض کا ہے ہر جا
شرمندۂ فیض اہل امکان
قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان
دیکھے جو تو فیض کی نظر سے
زر مہر سے مہ سے سیم برسے
یہ حسن یہ زور یہ حکومت
یارب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہرباری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور دعوی کنیزی رکھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی بہرحال قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہونگے بلکہ خوش ہونگے ملکہ نے فرمایا کہ خیر ہرچہ بادا باد لیکن افراسیاب جسطرح مجھے لڑا اسطرح میرے باپ سے نہ لڑسکتا مرد و عورت مین بڑا فرق ہوتا ہی اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہوسکتے ہین اگر تم قید نہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپکی مدد کو چلونگی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دلمین آتا ہے کہ دریاے خون رواں خشک کردون اور پل پریزاد ان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا ایسی راے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے آئندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرینگے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو ذرا دم لیلین یہ کہکر دامان کوہستان مین گئی اور

کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھکر سحر پڑھا کہ چند نازنینان مہر طلعت زمین سے نکل کر سامنے
آئین اُنسے حکم دیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم سنکر وہ غائب ہوگئین بعد لمحہ کے
پھر آئین لب چشمہ مسند مغرق بچھا دیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے پھر گئین آن گلعذارون نے سامنے
رکھدین پھر دھو گئین اور آئین دسترخوان اُنھون نے بچھا دیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ چرب و ملا
سیلابچی آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا بعد فراغ اکل و شراب
نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین ملکہ مینوشی کرنے مین مصروف
ہوئی اس اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در چاندی کا تیر بنا ہوا سرد چلنے لگی پانی
چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ برنگ کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار اور
چاندنی کی بہار دیکھتی تھی اور عمرو اسکی خاطر سے آہستہ آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین
ہین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار و ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے
اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ یہان اسکو نہین ملی
پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کیطرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات
ہوئی اور اُسکو قسمین دین کہ مرشدزادے لشکر مین تشریف لیچلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب
ہوگا ابھی کوئی کارنمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین
ہین اور بڑا کام تمنے یہ کیا کہ تمام لشکر کو سحر سے شاہ جادوان کے چھڑایا اچھا بر وقت
آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکور اُنکے بجد ہونے سے ہمراہ اُنکے چلا اور یہ سب اول
جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ
مسطورہ اندر بارگاہ کے چپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا لشکرون مین بھی وہ
گھما گھم اور رونق نہ تھی جابجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب یہ طلسم بچنے کا نہین مناسب ہے کہ یہان سے
نکل جائین ورنہ دین ایمان سب برباد ہوگا بعض خیامہ سے غم مرد برادر و پسر سے صدائے نوحہ
و شیون برپا تھی عیار یہ تمام کیفیت دیکھتے ہوئے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے
تھے نقارہ شادمانی پر چوب پڑ رہی تھی ہر خیمہ مین ناچ ہوتا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار
سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے ضرغام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین یکتا

سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے بھی صفت و ثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی
جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہما
جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کرا کر بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو بھی تھی غرض انکو تعظیم
تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہی ہما نے کہا مین اسیواسطے آئی
ہون کہ تمسے صلاح کرون میری راے یہ ہی کہ سب شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین
لے اؤ مہرخ نے کہا بہتر ہی چلو یہ کہکر مع ہما کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر
مین پہونچکر ہر ایک سے ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار
عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران ہین وہ ہمسے کچھ فرما نہین گئین نہ یہ ارشاد کیا کہ
اپنے اپنے ملکون کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہین رہنا ہمکو آپ ابھی اسیجگہ رہنے دین صرف اتنا بندوبست
کردین کہ ایک صحراے فراخ و وسیع مین ہمکو اتروادین کہ یہان تکلیف بہت ہی یہ سنکر مہرخ
نے مہتر قران سے کہا کہ یہانسے پانچ کوس پر ایک کوہ سیاہ ہی وہان ان سبکو لیجا کر اتروادو
اور سب بادشاہون نے کوچ کیا قران انکو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ مذکور مین جب
پہونچے دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہی جسمین نہ کوئی درخت ہی نہ جھیل ایک تختہ
صندل کا ایسا ہموار و مصفا زمین کا تھا غرض وہان لشکر اُترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ
کے بر اُس لشکر کا آکر لگگیا اب سب ساحرون کو بفراغت جاے سکونت ملی مہرخ و قران
پھر کر اپنی بارگاہ مین آگئے اور مصروف عشرت ہوئے اسوقت صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری
اُس لشکر مین آئی اور یہان ہزارہا ساحرون کو لشکر بران کے آتے جاتے دیکھا اپنے تئین
کو دیکھکر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی
جواہر نگار پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو
پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ سے پہچانا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر حمزہ سے آیا ہی مگر خواجہ کی صورت
سے شکل اسکی بہت مشابہ ہی غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھکر
آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے پڑھا لکھا تھا کہ منم ملکہ بران ای مہرخ
مین عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن مین آئی ہون اور اپنے طلسم کو جایا چاہتی ہون

اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کراؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائینگے اُنسے بھی ملجاؤ
اور ایک چیز مین سحر سے تیار کرکے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اُس چیز کو اس سے
لیکر سونگھنا تمام ماجرا تمکو واضح ہوجائیگا کہ مین کسوجہ سے تمھارے پاس نہین آئی اور اُس چیز
کو تنہائی مین جاکر سونگھنا تاکہ میرا راز اوروں پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہوکر
اُٹھی اور بارگاہ کے دونون سمت راوٹیان بنی ہین عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی مین آئی
یہان چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی اسی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی اُسکو بیان کرنے
علٰحدہ لیگئی ہے یہ سمجھکر چپکا بیٹھا رہا اِس اثنا مین بہار اپنی بارگاہ سے یہان آئی چالاک کو
پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام مین ہوآئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھکر
باتین کرنے لگی ہنگام تکلم اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہان ہین چالاک نے کہا ایک
ساحرہ نامہ لیکر آئی تھی اُسکو لیکر الگ گئی ہین کچھ مشورہ کرنیکو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان
کے یہان کی عیاربچیان جادوگرنیان بنکر آتی ہین اور پکڑ لیجاتی ہین انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے
ہین گئیں چالاک نے پوچھا کہ عیاربچیون کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا عیارنیان پانچ ہین صرصر
شمشیرزن ۔ صبا رفتار ۔ شرارۂ نقب زن ۔ شمیمہ سنگ انداز ۔ تیزنگاہ خنجرزن
انھون نے تمھارے باپ اور بھائیون سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی
ہین عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے یہ کہکر وہانسے اُٹھا اور راوٹی مین آیا یہان صرصر
مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو بران نے بھیجی ہے عیارہ نے کرسے
ایک حباب بیہوشی نکالکر اسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ باندھکر قنات چاک
کرکے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہان مہرخ کا پانون پڑا تھا وہانکا فرش تو دب گیا
تھا اور عیارہ کے پانون کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھکر جھپٹا اور تلاش کنان صحرا
مین پہونچا صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچکر نعرہ کیا باش کہ ما ہم رسیدیم صرصر سمجھی
کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ نسکونگی بس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار
کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک نے اُس سے کہا تم مہرخ کو ہوشیار کرکے لیجاؤ مین
اِس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہکر جانب کوہ چلا صرصر وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین

جانتی ہون تو عمرو کا بیٹا ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ چلا جا اسنے جواب دیا کہ اری چڈو تو سنے
بڑا غضب کیا تھا کہ مین ہتھیار رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہی عیارہ نے کہا صرصر یہ
کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یون نہ قید ہوگی پس دہوکا
دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھکر منہ ہاتھ دہونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے
تعقب مین آتا ہی یا نہین اسکا منہ جو پھر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ
تھی اسنے ایک گولی بیہوشی کی بھری کا غلہ کی کمان مین رکھکر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر
پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنے کی یہ ہوئی کہ جب اسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی توبہ نظر
عیارہ ہی سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہی آئیگا ضرور مجکو پکڑنے بس یہ سمجھکر سامنے بیٹھ گئی اور
حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کیطرف اسطرح بچھانے لگی کہ جو کوئی ادہر سے گذرے وہ اسمین
پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی
تیر کیطرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی فرا اسنے ایک بار چھینکی اور بیہوش ہو گئی چالاک خوشی
خوشی دوڑا جب قریب اسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پانوں پڑا ساتون بند کمند کے اچھلکر
گردن و کمر مین آگئے اور یہ بندھکر گرا اسکے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ کچے ہو گئے چونکہ جنگل
مین ہوا سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہی
یہ دیکھکر بہت خوش ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہ ہوتی ہین اور بڑے زبردست جو عیار
ہین وہ یہ طریقہ جانتے ہین کہ ایک طرف سے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین
کھلجاتی ہین چالاک بھی خیال کر رہا تھا کہ کدہر سے جھٹکا مارون جو گرہین کھلجائین ابھی اسی
خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اسپر آ بیٹھی تو پھر اسنے بعجلت تمام جھٹکا سرا کمند کا تھا کر لگایا کہ
سب حلقہ اسکے کھلگئے اسوقت اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ وہ ڈہلک
کر ایک غار مین گری یہ جست کرکے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ بن نہ آیا اسے [illegible]
بڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی اسطرف آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہین ہم بھی پہونچے صرصر سمجھی کہ شاید
قران آ گیا یہ سمجھکر اسنے چالاک کو چھوڑا اور جست کرکے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا تھا اسنے
خنجر کھینچا چالاک بھی خنجر کھینچکر مقابل ہوا دونون عیارنیان اسپر چوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی

روک روک کر وار کرتا تھا چالیس چوٹین اِسے مارین صرصر نے سب روکین فقط اتنا فرق ہے کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہے اب اِسکو بھی غصہ آیا اور قصد کیا اِسنے کہ مار ڈالون لیکن جب اِسکو آگے ہوئے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر سے اِسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہے دل سے کہتا تھا کہ عجب خون ریز زمین ہے کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہے آگے بڑھکر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے تلوار چل رہی ہے یہ دیکھکر پکارا کہ واہ واہ اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے کہ انہین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے یہ آواز سنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے کہا ہوئی کہ اے بی بی وہ ہوا کالا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اُسکے ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اِسنے کہا بھیا اِس مالزادی قحبہ نے بڑا غضب کیا تھا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا انہین کا کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان گالی نہ دو اِسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے ہین اور وہ دوسری میری لونڈی ہے عیاریچیون نے جو یہ بھاگتے مین سنا پھر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہے انکو اور اُنکے اُستاد کو گہری گور مین توہین جمشید کی سوگند ان مرلیون نے سارے طلسم مین ہمکو چھنال مشہور کر رکھا ہے یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا استانی جی جو مین نہ آجاتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ وہ جانتے نہ تھے اب جو تمنے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالونگا یا اندھے کنوئین مین اُٹھا کر ڈال دونگا عیاریچیان گالیان دیتی ہوئین اِکطرف چلی گئین اور یہ دونون بھی پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار ملکہ مذکور کو لا چکی تھی اُسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر معروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا تم بھی بیٹھو اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہے کہ بران اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا انکا طلسم کہان ہے قران نے اُسوقت سب حال از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تاکہ یہ جلہ کو الف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو مین مہتر برق ابر سے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ مین لشکر بران مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکورہ کے کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار

ہین اور ای ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین مہرخ نے کہا اب انشاء اللہ اسطرح حملہ
کرکے شہزادہ اسد کو بھی چھڑا لینگے اب مین انتظار مین ہون کہ خواجہ لشکر مین میرے آئین
تو جشن کرون قران نے کہا مین جاکے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا ہون ملکہ
نے فرمایا کہ تم سب چلے جاؤگے تو جالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا ادھر بارگاہ
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا
ہوگیا تو کچھ پروا نہین شہنشاہ سے کہان بچکر جائیگا اُسوقت اور جادوگرنیون نے کہا ہمکو بھی
تعجب ہے کہ بران شہنشاہ کے ہاتھ سے بچکر نکل کیونکر گئی یہ سنکر سفاک روئین تن نے کہا
مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے انگورستی مین باندھ
لیا اسی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین بران بھی نکلگئی تھی صرصر نے کہا بی بی بڑا ستم ہوا
کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج والم کہانتک بیان کرون اسی حرف و
حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جو شرمندہ ہوکر پردہ شب مین چھپ گیا
تھا اُسنے گریبان سحر سے بسان ستمگران سر اٹھایا کہ نظم

یہ باتین تھین لیے آئی شب کی شامت	ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت	کیا خورشید نے روشن سحر کو
چھپایا نور کا جوشن سحر کو		

صبحکو افراسیاب برنگ دود جگر بستر خواب سے اٹھا اور
ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہاے طلسمی کی سیر کرنے لگا اسلیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہلجاے
چنانچہ ہر سمت پھرکر باغ مینا مین آیا یہان اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوئے یہ تخت
پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادھر صحرا مین بران و عمرو شب بھر
عشرت پذیر رہے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل دو سر جادو نام کہ یہ منظر و بد انجام انکے
اسمقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ اور صحرا کا افراسیاب کیطرف سے محافظ تھا
چنانچہ جہان بران ٹھہری ہے اُسکے چار سمت پہاڑ ہے بیچ مین میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین بران کا سامنا کرونگا
کیونکہ وہ مالک خنجر و اژدر ہے بس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اسکو یاد تھا پڑھا کہ چٹانین
بڑی بڑی اُڑکر درہ کوہ مین آ گرین گویا راہ آمد و رفت بند ہو گئی اور اُس میدان مین کہ جہان خواجہ و بران مقیم
تھے اندھیرا ہو گیا خواجہ نے کہا خداوندا خیر کرنا بران نے کہا خواجہ گھبرانا نچاہیے ہم جو یہان غافل

بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بندکی ورنہ میرے پاس
اختر مردار میں ہے کسیکا پنجہ مجھ پر قابض ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکلجاؤنگی تم مجھے
رہو کچھ فکر نکرو یہ تو اسطرح کی فکر میں ہے لیکن **سیاہ دل** دو سر جادو انکو اپنی دانست میں مقید
کرکے **افراسیاب** کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریائے نور کے کنارے آیا اور سحر
پڑھکر پکارا کہ ای شہنشاہ ساحران مین آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون ایسکے پکارتے
ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اُٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اُسکے پاس اُسوقت نامہ
لقا کا آیا تھا اُسکو پڑھ رہا تھا اُسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھولگیا ہے مدت
سے ہماری مدد کے لیے تونے کسیکو نہ بھیجا یہان خدا پرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہے سب
ساحر مارے گئے صرف ایک صیاد جادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی
پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے اور اگر
تونے تامل درباب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کوہ
کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھکر بادشاہ ساحرون سے کہہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستون
نے سر اُٹھایا ہے اب کسی ساحر کو میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجون وہ یقین ہے کہ مسلمانونکا
خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہان جاتا تھا چالاک مارڈالتا تھا اب تو وہ عیار یہان آگیا ہے کوئی
اور عیاران عیارون کے برابر کا ہیکو ہے اب کھٹکا وہان کچھ نہین ہے انھین باتون مین پنجے نے لیجاکر
سیاہ دل کو سامنے پہونچایا اُسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر آنیکا اتفاق
ہوا اُسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا تھا دوسرے یہ کہ مین جس غار مین بیٹھا ہون
وہان سے گردآوری کے لیے جو اُٹھا کوہ کے میدان مین بران شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک
مرد سے سرگرم سخن ہے مین سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اسیجگہ آکر مخفی ہوئی
ہے پس مین نے مقابلہ کرنا مناسب نجانا لیکن درہ کوہ چار سمت سے بند کر دیے اور خدمت
بندگان بادشاہ مین خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ ماجرا سُنا فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہوگیا
اور اُس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے اُسنے قسم کھا کر بیان کیا بادشاہ نے اُسپر بھی بنا بر احتیاط لوح
جمشیدی دیکھا اُسمین بھی معلوم ہوا کہ بیان **سیاہ دل** سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا اور

سیاہ دل گویا ہوا کہ آگے چل مین بھی آتا ہون وہ یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا
مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا پنجے سے اٹھا کر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے غار کی جانب
روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون دوان
کے کنارہ تلاش کنان پھر رہا تھا اُسنے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر دریا سے اس پار اُتر کر ایکطرف
جاتا ہی عیار مذکور ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑ کر اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت
کر کے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیون نہ کرتے ہمیشہ جس کام پر تمنے ہاتھ
ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہی سیاہ دل اس گفتگو کو سنکے سمجھا کہ شاید یہ ساحر بھی میرا حال جانتا
ہی بس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہان وہ باغی قید ہین ہم بھی تمھارے
ساتھ چلین اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہین دونون ایک ہین برائی کیا ہی ایک سے دو بہتر آؤ
چلو یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونون اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہان پہونچکر کہا وہ
قیدی کہان ہین اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اسنے کہا پھر اُنکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اُسنے کہا
بیران بڑی زبردست ساحرہ ہی ہم تم مقابلہ کر سکینگے افراسیاب کو بلا آیا ہون وہ آیا ہی چاہتے
ہین تامل کرو یہان تو یہ گفتگو ہی وہان بیران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہان کبتک رہوگی اُٹھو
اپنے گھر چلو یا میرے لشکر مین یہان بیٹھنے سے فائدہ کیا دبکے بیٹھنے کی جگہ دل نہین لگتا ہی ملکہ
نے ایک اختر تابدار اپنے جوڑے سے نکالا تمام درے مین روشنی ہو گئی اس اختر کا یہ ماجرا ہی کہ چار سو
برس پیشتر باغ جمشید و سامری مین ایک میلا ہوا تھا اُس روز بیران کے دادا پردادا نے قبر سامری
پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے یہ اختر لگا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہان جانے
سے پجاریون نے وہان کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا بڑے بڑے سحر اس اختر سے
ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ملکہ مذکور نے اس اختر سے یون کام چاہا کہ درہ کوہ مین راستہ پیدا کر دے
اسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ تو
ابھی تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہی اُسنے کہا کہان اسنے کہا ارے بھائی جھک کے
دیکھو وہ درختون سے نظر آتا ہی اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا کھوپری خوب سامنے
ہو گئی قران نے پشت پر سے اچھی طرح تاککر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہو گیا بھیجا نکلکر دو

گرا اور صداہائے مہیب پیدا ہوئین تڑاق پڑاق وہ سلین جو درہ کوہ مین اڑ گئین گر گئین آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل دو سر جادو کو بران آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھکر پکاری کہ وہ مارا کسی نے اُسکو جسنے ہمین قید کیا تھا اِس اثنا مین قران دوڑکر اندر درے کے آیا اور اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سنکر کہا آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑکر قدم پر گرنے چلا عمرو نے چھاتی سے لگالیا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا قران نے یہ حال سیاہ دل کا سب بیان کرکے کہا افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہے کہ یہان سے لشکر مین تشریف لیچلیے سب مشتاق دیدار ہین اور چشم براہ تمام سرداران عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر شاہ جادوان بھی چل چکا تھا اور ایسا قریب پہونچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور اُسنے بھی سنا اور وہین سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران اِس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار مین کود پڑا اور سر غار پر بنابر احتیاط حلقے کمند کے لگا دیے اور اندر غار کے نقب کھودتا چلا کہ شاہ کوئی یہان آئے تو مجکو نپائے اُدھر عمرو بھی اُٹھکر بھاگا لیکن لالچ جو دامنگیر ہوئی فرش اُٹھانے لگا بلان نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ مین ڈالو خواجہ تم نکلجاؤ یہ سنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا کہ اِس اثنا مین زمین کو زلزلہ آیا برق شرربار چمکی پہاڑ پر طائر پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو خواجہ نے ناچار گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا مین رہگئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک کیطرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ اُس شعلے مین پتلا یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ ہے یہ دیکھتے ہی اِسنے ایک نارنج زمین پر مارا جہان وہ نارنج گرا وہانکی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمین سے جاری ہوا اور بڑھکر آن واحد مین دریا ہوا اور لب سان قلزم زخار موج مارنے لگا دفعۃً ایک کشتی مثل ہلال فلک چمکتی سراپا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے آلگی یہ یم خوبی و قلزم محبوبی جست کرکے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اِس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت مین ڈوب مرتے عرق تشویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنگ پانی بھرتے زلف مشکفام پر چشمۂ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق مین پریشان جبین سیمین بحر نور جبین جبین موج قلزم حیات ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمہ مہر چشمک فلک چشم سحر آفرین سے تعشق مین مثل مردم آبی حسین گرداب بحر الم مین ڈوبے ہوئے دو چشمے نا

وغمزہ وکرشمہ سے بھرے ہوئے چشمہ خورشید مین وہ آب وتاب کہان جو اُسکے بدن [illegible]
تھی وہ آب کہان آب گوہر مین تھی غنچہ دہن محیط عالم مین صورت حباب جادو فن مین
لطافت وصفا کا آب اسیطرح سب تن اُس گلبدن کا دریاے عالم مین ہر رنگ کو دریا
کہ بمقتضاے

ابیات

کی جب نظر جہان سے کھویا	عارض سے [illegible] پایا
مٹی مین بہت قسم ملائے	اک جام [illegible] دریا سے گرایا
ایسوے تخت نے [illegible]	سینے کے چاک ودل [illegible]

اُس نادر [illegible] سے یہ ظاہر ہوا کہ آفتاب حسن برج آبی مین
آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا ایسکے [illegible] سے وہ شعلہ حسین تپلا یاقوت کا
تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا چلا [illegible] سے نکلا اسوقت اُس عربدہ ساز نے یہ
تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ ملایا پانی دریا کا بلند ہوکر چادر پڑھنے لگی مگر لب ساحل پر آکر آتش بیج
بنتی اور تپلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت تپلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا
کہ منہ اُڑا اسباب نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تو نے ایسا
کیا ہی کہ میری جگہ پر اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہوکر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کرسکتی
ہی تو وہی ہی کہ میری گود مین کھیلتی آتی تھی اور پیشاب کر دیتی تھی اچھا اب یہ بتا کہ اُنکو کیا کیا کسکے
واسطے یہ مصیبت اُٹھائی تیرے باپ کو لازم تھا کہ میرے مقابلے مین تجکو بھیجا اُس دزد عمرو
کو تو نے کیا کیا بران نے جواب دیا کہ عمرو عیار تین دن پہلے اِس لڑائی سے تیرے برج عقیب
سے نکلگیا تھا تو جانتا ہی کہ مین سے آئی ہون بھلا وہ میرے پھر آنے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ
عیاران ہی شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکلگیا مگر تو کہان جائیگی اے لڑکی اگر تو میرے پانون پر گرے
اور کہے کہ جیسے کوکب میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کرون بران نے کہا میرے
باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہین کر دیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھاتے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم
منت کیون کرین شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑیگی ملکہ نے کہا ہزار مرتبہ لڑونگی لڑنا نہوتا تو کیسے کیون
آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا بران کشتی
سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی دھوان بنکر اُڑ گئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا او
چھوکری جان سے تجکو کیا مارون لیکن کچھ تنبیہ کر دینا لازم ہی تاکہ ادب آجائے ملکہ نے ہنسکر کہا

کہ اسی دم ہوگے تو بدلے اسکے ادب سکھاؤنگے جو تمھارے ہاتھ مین چمٹا ہوا ہے یہ کلام سحر آگین
مجھے گولا موم ہوکر ہاتھ مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھوٹا اور اسنے اسکی
منہ سے افسون پڑھکر پھونکا کہ بران کو غش آنے لگا اُسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک تیلی زمین سے
نکل گلاب کا شیشہ لیے تی گلاب اُسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا تیلی تو غائب ہوگئی اور ملکہ
نے اختر سوار نکالکر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو تیلیان اسکی طرف سے پیدا ہوئین
اور گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ نے پھر اختر کو زمین پر پھینکا شاہ جادوان کمر تک مین زمین
غرق ہوگیا اور کہا اری مجھکو یا خوب تجکو اُس یار بیوفا نے تعلیم کیا ہے لیکن میرے ہاتھ سے
کہان جائیگی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے ایک پنجے نے تو شاہ کی کمر تھامکر زمین سے
نکالا اور ایک نے بران کی گردن پکڑ لی اسمقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکور کو
شاہ جادوان نے گرفتار کر لیا لیکن انبہ پرشاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ مین
تھے انکا بیان ہے کہ ملکہ مذکور کو عیار بچی نے آکر قید کیا چنانچہ دونون صاحبون کی تقریر یہ احقر
رجاہم بزریق بیان بھیرتج تمام بیان کرتا ہے اول بیان صاحب دفتر یہ کہ جب پنجے نے
بران کو پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی
بادشاہ نے ہاتھ ڈالکر ایک زنجیر اور طوق الماس رنگ نکالا اور بران کی گردن مین طوق پہناکر
زنجیر سے باندھا اور اختر سوار پھین لیا یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علیحدہ کھڑا تھا
بھی دیکھا اور فکر مین رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر کہ تیار ہوا بیان کیا جائیگا لیکن
افراسیاب قید کرکے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالون پھر اپنے
سوچا کہ اس لڑکی کو کوکب کے پاس بھیجدون تاکہ وہ شرمندہ احسان ہوا اور پھر مجھسے لڑنیکا
ارادہ نکرے غرض یہ اسی فکر مین دل سے مصلحت کرتا تھا کہ دفعتہً ایک آواز خرامیکی
آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس مین غرق
تھا اسکے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے مین پڑے سات جواہر کے کنٹھی سے
شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ
بران نے پہچانا کہ میرے والد ماجد شاہ کوکب ہین بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے

لڑنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہیں میں اپنی خوشی سے ناحق لڑنے آئی نہیں معلوم کیا انھوں نے سنا جو خود چلے آئے اور اسطرح اس جلاد بادشاہ کے مقابلے میں جو آئے ہیں اگر کوئی خدانخواستہ انکو ذلت درپیش ہوئی تو نام شہرۂ دوران میں طلسمات کے میرے باعث سے انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولیعہد سلطنت نہ کہینگے اگر انکو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر تو مرجاتا الحاصل یہ تو خوف کھا رہی ہی ادھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی بھیجا اور دونوں باہم دست بسر ہوئے اور شاہ افراسیاب نے کہا ای یار بیمروت کیا حق محبت تمنے یاد نرکھا سبب رسم آشنائی بھلا دی آج جیسی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی میں آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہیں کہ لڑنے آئے یا ملنے افسوس سے نظم

نگاہیں کیوں پھریں کیا ہوا ہے	اگر تیری خوشی یوں ہی بھلا ہے	بنا تو مجھسے او پوشیدہ دشمن
یہی ہے حق الفت یار پُرفن	کمی ہمت میں کیوں ہے آج مجھے	نہ رنجش ہوگی اب ہرگز مجھے
اگر کچھ رحم ہو دل میں پیارے	سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے	وہ باتیں یاد کر ای یار پُرفن
کہ کوئی دن ساتھ تھے حیف تھا او کمین	مراد بے نیازی سے ہے سروکار	تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتیں اُسکی سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور پکارا کہ ای یار وفادار مجھسے کوئی بات بیوفائی کی نہیں ہوئی پہلے تمہیں سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تمنے اس تخت کی اُٹھانے والی پتلیوں سے ایک پتلی کو مار ڈالا پھر جب نامہ میں لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہاں چلے آتے تمھارا گھر تھا کوئی منع نکرتا مجھسے آکر لپٹ جاتے اسپر چڑھائی کیا کہ مجلس کے پتلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو بٹھا رکھا آج اپنی دختر میں اسیر دیکھ رہا ہوں تجکو قسم ہے جمشید معلی جناب و سامری والاخطاب کی کہ میں نے اسکو تمسے لڑنے نہیں بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خردان خطا واز بزرگان عطا اسپر تم رحم فرماتے واہ واہ اور اُلٹے آپ مجھسے شکایت کرتے ہیں افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ براں پر سے سحر اُتار لیا اور کہا ای برادر تمکو اُس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی حال سن سکے مجکو بھی غصہ آیا تھا بارے سامری نے عنایت فرمائی جو تمھاری طبیعت راستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اس آپس کی شکر رنجی کو

جا قتل کوکب لمتے ہین اور ذرا سی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہین احباب
بمصداق عفی [illegible] سلف گذرے ہوئے رنجونکا ذکر کیا آؤ گلے لمجاؤ کہ بموجب نظم

وہ جو گذرا سو گذرا او جفا کار
خفا جیتے نہین ہم اے [illegible]
وفا تجھ مین کہان نا آشنا ہے
یہ دھوکا ہے برائے حسن انجام

نہین لازم کہ اب ہے بھگو آزار
خفا ہو ہو کے آئے لڑ کر شکوے
کسیکا آشنا بھی ہو تو کیا ہی
بسر کر زندگی الفت سے اے یار

حذر کر آہ مظلومان سے ظالم
بگاڑا ہمنے کیا تیرا بتا دے
نہین دنیا ہے فانی جائے آرام
سزا اب ہم ہین نہ ہے کچھ تو گنہگار

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا ادھر سے **کوکب** اپنی خردی جتانے
کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے ہان ہان کر کے شانہ پکڑ کر اٹھایا جیسے ہی
منہ **کوکب** کا مقابلے مین آنکے آیا **کوکب** نے تف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ
جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور وہ چکر کھا کر زمین پر گرا **کوکب** نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران
عمرو بن امیہ عیار اور نعرہ کر کے اختر مروارید شاہ جادوان سے لیکر **بران** کو دیا وہ تو خوف
سے لرز رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپ نے اسوقت
وہ کام کیا ہے کہ اگر شاہ **کوکب** ہوتے تو داد تمہاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک نارنج سینہ
افراسیاب پر لگایا وہ نارنج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر نہوا اور
نارنج پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین مین سما گیا **بران** سمجھی کہ یہ مارا نجائیگا اور اب جو ہوشیار
ہوگا آفت اور قیامت ڈھائیگا پس یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اڑ گئی اور ایک پہاڑ پر آکر اتری
اور وہان خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل اے خواجہ حیران تھی کہ میرے
باپ نے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہے جو افراسیاب
ایسی باتین منت آمیز کرتا ہے خواجہ نے کہا یہ تمنے نہ دیکھا کہ دونون بادشاہونکا حفظ مراتب بھی
کیسا کیا اے ملکہ یہی ہم لوگون کی عیاری ہے کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری
کر کے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتونکا تم اپنے دلمین نکیا کرو اب چاہیے
کہ یہان دم بھر بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہے ایسا نہو
کہ شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہے چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی

صورت بدلی اور ملکہ کی شکل بھی تبدیل کردی دونوں صورت بدلکر روانہ ہوئے اُدھر شاہ
جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ کوکب سے میرے ساتھ کیا کیا
غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار بصورت کوکب آکر
بران کو چھڑا لیگیا اور جمشید نے تجکو بچالیا ورنہ بران صاحب افسر سحر کی بیہوش [illegible]
پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست [illegible] میں اور تو بندۂ مقبول ساحری [illegible]
اسوجہ سے بچگیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات [illegible] کے [illegible] ہاتھ دھو کے [illegible]
کیا اور طرح سے نہین ہوسکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے [illegible] اب لازم ہے کہ [illegible] صبر کر اور آرام [illegible]
یون دوڑتے پھرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ ایک روز کسی عیار کے ہتھے پر ہو جاے اور وہ
تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کرکے یہ بھی باغ کیطرف روانہ ہوا دوم
بیان انبہ پرشاد صاحب وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے پکڑا بران
نے آف کرکے کہا یہ پنجہ سحر کا جلجاے آف کرتے ہی اُن دونون پنجون مین آگ لگی اور
مثل شعلہ بھڑک کر جلگئے بادشاہ زمین سے تڑپکر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لا اُسکے
ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر
مین آپ ہی بسان کمند پیچتاب کھاے اتنا کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے
پانوں تھرتھرائے اور تھرا کے چارون شانے چت زمین پر گرا وہ کمند جھٹکا کھا کر اسکے جسم
مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اُسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار اسطرف
آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اُسنے یہ دیکھی اور از بسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان
خالی پاکر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ
کیون نہو واہ آخر تم کس شخص کی بیٹی ہو اسیطرح تعریف کنان برابر آکے پہونچی اور بیضہ
بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہوگئی اس اثنا مین ایک پیالا بلور کا آیا کہ شیشہ پانیکا لیے
تھا بس اُسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ وہ کمند سحر کھلگئی شاہ مذکور نے
اُٹھکر آخر تمرو ارید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اسکی سوزن دیکر اسکو باندھ لے
اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ تو اب جا کر حیرت کی بارگاہ مین ٹھہر مین اس گستیدہ

زندان ظلمات مین قید ہے۔ آتا ہون تجکو اس عیاری کے صلے مین مالا مال کر دونگا کہ تو نے
واقعی کار نمایان کیا ہے عیار [illegible] نے یہ سنکر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات
گیا اور وہان پہونچکر زندانخانہ [illegible] مین آیا ملکہ اسیطرح بیہوش ہے شاہ نے زندان مین آکر سحر پڑھا
کہ افعی سحر و اژدر ظلمات [illegible] جادو دونون محافظ و داروغہ زندانخانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر
خدمت ہوئے اُنسے [illegible] نام حکم دیا کہ تم اپنا زبردست سحر اس بحر سیر پر کر لو ایسا کہ یہ جنبش
بہی حرکت ہو جائے پہر طوق وسلاسل مین جکڑ کر اسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور
ایک کوزہ پانی کا [illegible] پہر مین دینا اور صبح وشام ہر وقت حفاظت کرنا اسکی جانب سے
کبہی غفلت نکرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب ہے اور بندہ ہون کیطرح
ایسا دلیا ساحر اسکو بچانا اگر یہ چھوٹ جائیگی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت ڈھائیگی پہر
ہاتھ نہ آئیگی صاف یہان سے نکلجائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سنکے اُن دونون ساحرون نے
عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ یہ تو کیا ہے اگر ہم اسکے باپ کو اسطرح غافل پائین اور اپنا
سحر اُسپر کر لین تو ساری عزت اسکی خاک مین ملجائے کبہی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی پائے
آپ اطمینان رکھیے یہ زندان ظلمات ہے سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پہر
یہان سے کوئی بہاگے گا تو کدہر جائیگا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پہریگا اور ہم
خانہ زاد موروثی اسی حفاظت اور پاسبانی ہی کے لیے ہین رات دن یہان سے ہلتے
بہی نہین اس بجہ سے کبہی غافل نہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان بس یہی چاہیے یہ کہکر وہان سے
پہر کر جانب بارگاہ ملکہ حیرت روانہ ہوا یہان محافظان زندان نے بران کو خوب اسیر سحر
کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہیکو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکہا تہا اور
ایسی صعوبت مین مبتلا ہو کر رنج و غم کاہیکو اُٹھایا تہا آنکھ کہلتے ہی عجب سامان نظر آیا
فلک تیرہ رو نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ مین پہنسایا کہ ابیات

دیکھا تو عجب خرابۂ زندان	کچھ دیو نژاد تہے نگہبان	زندان وہ سیہ خراب وابتر
جیسے کہ مہیب غار اژدر	آسیب جو اُسمین آئے در جا	دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے
کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی	اک سر پہ بلائے آسمانی	تہے دیدۂ دیو روزن در

کڑیون کی کڑک کہ شور محشر ۔ کڑیون کا یہ گھوں سے [illegible] تھا ۔ سامان بلا برس رہا تھا
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی ۔ دیوار و نسے جھڑ رہی تھی لونی ۔ دیوار کا تھا یہ قول [illegible]
باندے ہین بہت کڑے کڑے ہم ۔ رخصت جو نگا [illegible] ۔ [illegible] کو کہین آج بیٹھ جاتین
اول تو نہ تھا نشان روزن ۔ ہو جس سے سیاہ خانہ روشن ۔ تھا ابھی تو یہ رنگ تھا [illegible]
لکڑی سنے لگا دیا تھا جالا ۔ گردون سنے عجب [illegible] ۔ تھی بیٹھنے کو فقط [illegible]
اندوہ کا گھر کے آیا بادل ۔ نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل ۔ اک غیر کی لحد کا عالم
معلوم نہ تھا کہ ہین کہان ہم ۔ الجھن وہ غضب کے رنج کا عالم ۔ دل جلنے لگا تو [illegible]
گھبرا کے وہ بار بار اٹھنا ۔ ہر مرتبہ بہت [illegible] ار اٹھنا ۔ [illegible] یاس [illegible] بیبی کا عالم
تاریکی بخت ایک ہمدم ۔ کہنا یہ خدا سے کرکے نالے ۔ دنیا سے مجھے یارب اٹھالے
اس گھر سے کشادہ ہوگی ہرگز ۔ تا چند رہون مین زندہ درگو ۔ یہ ماہتابان فلک حسن تو

اسطرح خسوف الم مین مبتلا ہی اسکے قید ہونے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہی چنانچہ قول انبہ پرشاد تمام ہوا۔ اب یہان سے مقولہ صاحب دفتر اسطرح ہی کہ جب عمرو اور بران صورت بدلکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوئے **افراسیاب** بھی زمین سے نکلکر شامل ہوا اور رقعہ جمشید اُسنے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہی یہ معلوم کرکے اسنے ایک پتلہ سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اسکو کچھ تعلیم کرکے اڑا دیا اور آپ بھی اسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو بران راہ مین تھے کہ یکایک کوکب کو اڑتے ہوئے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اترا انھون سنے سلام کیا اُسنے یہ کلام کیا کہ ای یمان مین تیری تلاش مین اور ایکبار یہان آیا تھا اور معتراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ پتا سنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ کوکب ہی غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت آج معین ہی اختر کو اس شبیہ سے مس کرنا ہوگا اور جو تجکو چلنا منظور نہو تو اختر مجھے دے کر مین لیجاؤن ملکہ نے کہا لیجیے مین ابھی ٹھہر کر آؤنگی یہ کہکر اختر حوالہ کیا اُسکے دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا کیپھر کوئی آفت آئی امد بران حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور

شاہ جادوان نے غلط ایک سحر ایسا پڑھا کہ جسکے سحر کے بہت سے پیدا ہوکر ملکۂ مذکور سے لپٹ
گئے ملکہ بیہوش ہوگئی شاہ بادوان نے اُس پتلے سے اخر مروارید لیا اور ملکہ کو زنجیر سحر مین باندھکر
ہوا انکی اور پنجہ مین دابے ہوئے ظلمات مین آیا اور محافظان زندانخانۂ ظلمات کو بلاکر بہم
حوالے کرکے براے حفاظت تاکید فرماکر آپ جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکۂ مذکور کو
محافظان زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہوچکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ آپ
ہیچ دگر مین اس شہریار اقلیم محبوبی کو چھوڑکر بقیۂ حال شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان
[illegible] خاورکی جو داخل طلسم گوہر گرہ ہین سنیئے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادہ قاسم کا طلسم گوہر گرہ مین اور قید
کرنا انکو نافرمان جادو دایۂ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لیجانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق
ہوکر اور لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے
فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا
جانب لشکر امیر بیان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ
قاسم کا آکر ان ساحرون سے لڑنا و دیگر حالات متضمن اس داستان کے اور
ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لمؤلفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی
ایک ہی پیمانہ ہمکو دے اور
ہون کشتی مے پہ ہوکے اسوار
گرداب الم مین دل پھنسا ہے
ہے موج ہواے تو یہ زنجیر
وابستہ سلاسل ستم ہون
پابندی شرع سے ہے کیا کام
زنجیر ہے موج بادۂ خام
دیکھون جو کبھی تو دیکھون وہ ساغر

لا وہ بھی دے جو کچھ ہو باقی
ہے دل کو جو دخت رز سے الفت
دریاے طلسم نشہ کے پار
ڈوبا ہون مین بحر بیخودی مین
پابندی زہد کی ہے تدبیر
کچھ ہوگی نہ جھوٹتے مین دیری
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہان ساقی مہربان خدارا
ہمکون بھی اگر تو دے ساغر

آخر ہوا چاہتا ہے یہ دور
نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہے دل مین جو موج نشہ مے
آؤنگا نہ آپ مین کبھی مین
کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
ہے پیر مغان مدد پہ میری
ہے طوق گلو جو دورۂ جام
نیرنگ طلسم جام دکھلا
میخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھوں میں بہار بزم رندان
جب نبت عنب سا ساتھ ہو ہے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر اک گلابی شکل
زلف سنبل اسکو سمجھیں
نکہت آئے جو می کے شوق کا ہو
جس سے نظر آئے شکل انجام
گلدستۂ بزم ہون معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
اقلیم سخن کا شاہ ہی یہ
تارے توڑے ہیں آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہیں آپ اپنی تعریف
افسانے کے ناظرین فہمیدان
اس ذرہ کو آفتاب کرتے
برخاستہ دل ہوا ہی میرا
شاید کہ قلم نہ تو اٹھائے
یہ رنج جو تجھکو ہی بجا ہی
سب قدر کرینگے تیری آگے
زندہ کن مردۂ معانی

پھر دیکھوں میں دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ ہو ہے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سورج مکھی آفتابی شکل
جو دل سے ہوائے شوق نکلے
لیجائے وہ دل سے رنج و غم
مین فتح کردن طلسم
رونق محفل کی خوش بیانی
دکھیانہ سنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہی یہ
زندہ اسی دم سے شاعری ہے
واللہ ہی عیسے زمانہ
ای ہیچمدان یہ یاوہ گوئی
ذی فہم و ہنرور و سخندان
اسوقت تھا فخر تجھکو زیبا
ہی قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہیں جبکہ قدردان ہی
لیکن اتنا نہیں روا ہی
معلوم نہیں کہ آگے کیا ہو
جان داد بجسم خوش بیانی

اٹھو اپنا عمر بیسون کی گردش
... بہار باغ کا ...
قلقل مینا کی صدیث بلبل
آنکھوں پہ جو بجری سے آئین
گلشن میں نسیم کے ہون جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اور کشیدہ دل ہر اک ...
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کیے ہی نام ایسا
پیدا ہو فروغ وہ بیان سے
مردہ مضمون میں جان دی ہی
بس جاہ کہاں تلک تو تعریف
عزت ہی سخن کی تونے کھوئی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب میں تیرا اچھا
یہ تیسری جلد ختم کرکے
محنت بے سود رایگان ہی
امید قوی ہی یہ خدا سے
اچھا لکھ اب اور داستان کو

رونق افزایان انجمن علم و فن و قدردانان جواہر بیبہائے سخن - خریداران متاع دلستان ہنرپروری - و مشتاقان لقائے شاہد سخن گستری - زورق نشینان بحر زخار معانی - و کشتی شکستگان دریائے نادانی - گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اسطرح فرماتے ہین

اور مصیبۃ شہزادے [illegible] کی پر چڑھکر دریا [illegible] برو قی سے یون اُتر جاتے ہین ۔ کہ جب شہریار اقلیم
شجاعت ۔ گرد بیابان شجاعت [illegible] رت ۔ علم شجاعت کا عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم
ہمراہ ایک معشوق زیبا اور ساحرہ [illegible] کشتی پر بیٹھکر دریامین روانہ ہوا اور اُس نازنین زہرہ
نگین نے شراب پینے کو اشارہ [illegible] رخ فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریامین ہوچکی
دونی ساحرہ عیار نے سب کیفیت [illegible] کنارہ پر سے دیکھی اور ناچار وہان سے مراجعت کی
لشکریان شہزادہ کے پاس آکر [illegible] یت کہی اور سردارون سے رخصت ہوکر آپ بھی جانب
طلسم [illegible] شہزادہ [illegible] لشکر نے اُس [illegible] مقام پر انتظار شہزادہ نامدار مین خیمہ کیا حال اُس
عیار کا آئندہ بیان ہوگا لیکن ماجرائے شہزادہ بیان کیا جاتا ہے کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی
آنکھ شہزادے کی بند ہوگئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا
ایک حجرہ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوے تفکر پر جھکایا اور نظر بفضل داور کرکے جب
ہور ہا رجوع قلب سے دعا اپنی مخلصی کی کرتا تھا کہ موجب نظم

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال ۔ فقط وہ یا اُسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یارب ۔ رہونگا کب تلک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہے دل سے مسدود ۔ کرم کر مجھپر اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھادے ۔ کہ ہووے مخلصی کچھ مدعا دے

شہزادہ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہے لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ
طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اُسکا ملکہ بنفشہ جادو ہے اور وہ ضعیفہ جو اُس نازنین کے
ساتھ تھی اسکی دایہ ہے تجارت مکر و زور کی سرمایہ ہے بادشاہ طلسم کیطرف سے اس کام پر مامور
ہے اسکا یہ دستور ہے کہ شہزادی کو ناؤ پر سوار کرکے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اُسکو حسن و
جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کرکے لے آئے زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور
ملکہ کو جائے سکونت پر پھر پہونچادے اور آپ شاہ طلسم سے جاکر اطلاع کردے کہ مین انکو
کو دریا کے گرفتار کر آئی چنانچہ جو کوئی کہ شراب اُس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہے فوراً
غرق دریا مین آپ کو دکھتا ہے اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجاکر قید کرتے ہین از بسکہ تمام

نے شراب کشتی پر نہ لی تھی اسوجہ سے اُس دایہ نے سحر پڑھکر ناز کو ڈبویا اور اپنے مکان میں شہزادی
کو لاکر حجرہ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اُسکے غم مین
پہونچاتی گئی چونکہ یہ غنچۂ گلستان خوبی و سرو بوستان محبوبی نازک اندام و سیمین بو ملکہ شگفتہ
عندلیب آسا گل رخسار شہزادہ قاسم پر فریفتہ ہو چکی تھی جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ
کا بہت شاق ہوا کسی حیلہ سے روئی اپنی چلائی یہ سمجھکر بیٹھی ان باپ سے علیحدہ اس باغ
مین رہتی ہے ایسین جلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اور اسی باغ مین جو لوگ کہ
عاشق ہو کر قتل ہوئے ہین اُنکے مدفن ہین غرضکہ اس [illegible]
سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند بچھوا کر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کرنے لگی تا غنچۂ خاطر
بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار دل مین کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل
پھٹا تھا بیتابی سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی یہ چبوترے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور
انیسون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہائی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانانہ کیا اور تصویر
تصور سے کہنا آغاز فرمایا کہ لو سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق
بنکر آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب
اضطراب حاصل ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے
دہن کو ہجوم نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام
ہے راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہے جو دوچار بلائین ہمسے قریب نہین ہین حال
ای جانی تمہارے شکر گذار ہین اپنے دل کیطرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری
کو درمیان سے اُٹھائے تمہارا جمال رشک آفتاب ہمکو دکھائے وہ قید خانہ کہ جو دل
دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر دراز ہو کر تمکو آزاد کرے فیض قدم گلرنگ
سے تمہارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین [illegible]
منائین اب جی ہمارا نہایت تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزون کی سونی
محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بیخبری ہے

غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے		آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے	

اللہ رے طول [illegible] ہوئے ہیں پیر — آنکھیں سفید ہیں کشش انتظار سے
اکسوقت زلف یار کا مجکو نہیں خیال — فرصت کہاں ہے سلسلۂ انتشار سے
فیض ہوائے [illegible] ہے قصر آسمان — پیدا ہے شوق اوج مزاج غبار سے
بخشیں گلشن کو خاک [illegible] کدورتین — کس کسکو ہے غبار ترے خاکسار سے
[illegible] ایک بات بھی اپنی نہ آرزو — اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے
اے وائے [illegible] دست [illegible] ہمکنار ہون — پھر غم نہیں ہے کشمکش روزگار سے

یہ بیان فرقت یار کرکے شوق وصال سے اور ہی کچھ سمجھایا دلمین یہ خیال آیا کہ ابھی دامان
جو کوئی عشق کرکے بدنامی سے ڈرا ابھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر ابتلا
کنار محبت کے کنارے پہونچکر زورق سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریائے غم اور گرداب
الم مین ڈوبکر گیا بیڑا پار نہوا بلا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے باہر ہونگے
ہزارون دشمن ظاہر ہونگے بدنامی حد سے آگے بڑھیگی رسوائی بلا بنکر سر چڑھیگی آفت بہ
استقبال پیش قدمی کریگی مگر ایک رات تو ہنس بول لینگے عقدۂ سربستہ غم دل کھولکر کھول
لینگے دایہ تو کشتی پر دیکھ ہی چکی ہے کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی پھر اب دیر نکر و بسم اللہ روانہ
جانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اسکو یہان لے آ رات بھر مزے اڑا آئندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لیا یہ مشورہ
جو بیتابی دل نے سمجھایا اسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین
اُنسے سحر پڑھوا کے تخت بنوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہوکر خانۂ دایۂ مکار مین اپنے
تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ برائے اطلاع دربار شاہ طلسم مین
گئی تھی اسنے اُن نوکرون سے پوچھا کہ دایہ امان کہان ہین انھون نے بیان کیا کہ بادشاہ
کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہے مین اُسکو لیجاؤنگی اور اپنے مکان مین قید
کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوئے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ مار دو انکو کنیزون نے
ایک ایک کو پکڑ کر جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد و بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ
بھاگے اور ملکہ نے اُس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل تڑوا دیا اور اندر آکر کنیزون سے
فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھکر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی

جسم شہزادہ پر سے دور کین ملکہ نے آگے بڑھکر پاؤن پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین نے آپ پر
جان و مال سب نثار کیا آپ تشریف لیجلیے دیکھیے [illegible] ہم بھی
عشق مین جان دینگے شہزادہ اُٹھکر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکلا دونون تخت
پر سوار ہو کے روانہ ہوئے راہ مین شہزادہ شکریۂ احسان اُس ماہتابان سپہر حسن کا ادا
کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہی رحم دور غم ہی
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا
تکلیف ہوئی تمھین سراسر
فرقت تھی ہنس کے یہ کر
کیا مین نے کیا ہے تم پہ احسان
چکی نہین اب تلک تو تقدیر
القصہ اسیطرح کی تقریر
رضوان کو تھا جسکے ہجر کا داغ
رکھتے تھے جو انتظار اشجار
مالک کا ہمارے بول بالا
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
لکھتے ہین یہ گل کھلائے خامہ
ہو خطِ غبار خطِ گلزار
سامان تھا جسقدر مہیا
فرہاد تھا جنکا ایک فردوس
گلرنگ تھا فرش جس مکانکا
گویا وہ زمردین تھا ایوان

تائید ہی فضل ہی کرم ہی
اللہ نے لی خبر [illegible]
احسان یہ آپکا [illegible]
مین تیری ہون اک کنیز ناچیز
قربان ہی تمپر اے دل و جان
ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
کرتے ہوئے گھر مین پہونچے دلگیر
آنے سے جو انکے باخبر تھا
باندھے ہوئے تھے قطار اشجار
وہ پھولے پھلے ہی جسکا یہ باغ
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو تختۂ لالہ زار نامہ
گلچین کو نظر نہ تھی خزان پر
باہر ہی بیان سے ذکر انکا
تھے نقش و نگار سے وہ گلزار
وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
جس گھر مین تھا فرش زرد تیا

اللہ نے قید سے چھڑایا
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
شہزادی جو تھی فدائے [illegible]
ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
یہ چرخ کریگا حال کیا کیا
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
کہتے تھے یہ پیش حق تعالے
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
ایسی روشین تھین صاف و ہموار
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد
دکھلائے قضا قلم کی رفتار
تھا اسکا دماغ آسمان پر
پتھر کے مکان و چشم بد دور
مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
جس گھر مین تھا سب سارا سامان
گویا وہ مکان تھا زعفران زار

اسباب نشاط و عیش ہر جا | کثرت سے وہاں پہ تھا مہیا | تزئین مکان شیشہ آلات
ہر جا تھی بچھے ہوئی ایک | آراستہ مسندیں بہت خوب | چنگیریں دھری ہوئیں خوش اسلوب
ہر مسند ہوئی گلستان تھین | درصل وہ جان گلستان تھین | ہر ساغر بادہ ہمسر گل
تھی ہر ربط کو جواب بلبل | ہر ایک تھی اُن میں نازک اندام | ہر پارہ دلفریب گلفام
اندر لے آکے شہزادے کی آنکھیں ما | رفتار پہ اُنکے دل تھا قربان | ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان

میں لاکر مسند زر پر بٹھایا اور آپ پہلو میں بتوہ گر ہوئی جام گلفام سے لبریز کر کے پیش کش فرمایا شہزادے نے سوال اسلام کیا اُس بت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسۂ عشرت جما مطربان خوش نوا نے بادۂ نغمہ سرائی سے مست کیا نظم

نغمو میں شراب کا اثر تھا | جو بزم میں تھا وہ بیخبر تھا | تھی رقص و غنا سے گرم محفل
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل | تھا پیر مغان کا حکم جاری | تھی دختر رز سے ہمکناری
تھا بزم میں اجتماع یاران | آراستہ جشن میگساران | پہلو میں پری وہ جلوہ گر تھی
صورت میں جو غیرت قمر تھی | یاقوتی لب کی بس گزک تھی | نہ غم تھا کوئی نہ کوئی زک تھی
تھا جوش بہار شادمانی | زوروں پہ تھا عالم جوانی | اسی جوش طرب میں پیمان

حوصلہ کم ظرفان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم

اسی ہنگام میں مہر جہانتاب | جھکا جیسے طرح چشم مائل خواب | بشکل شوق آخر منہ چھپایا
نیا نیرنگ گردون نے دکھایا | یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ اے شہزادی آج

پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور تشریف لیچلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ کیا تمھارے اور بھی عاشق ہیں ملکہ نے ہنسکر کہا اوئی در گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہیں یہ کہکر پہلو سے شہزادے کے اُٹھی شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھوں یہ کہاں جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ میں روان ہوئی اور ایک طرف کو بہت دور پر جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول نظر آتا ہے رنگ کٹہرے کا آسمانی ہے اور اُسپر نقش و نگار ایسا ہے جسپر رنگ بہزاد اور حیرت زدہ مانی ہے سیڑھیاں اُس کٹہرے میں سبز ہیں اور

گوہر اندار شگوفون مین لٹکتے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اُسکے جو قبر ہین خیابان
جنابکا تختہ ہو گلہاے زنگار رنگ کھلے ہین درخت [illegible]گ وبار سے لدے ہین پھولے پھلے ہین [illegible]
درختان قبرستان بختہ بنی ہین مسافران عدم کی [illegible] ہین خوب بنی ہین قبرون پر شامیانے
استادہ ہین طنابین اُنکی سیاہ ہین کشتۂ زلف [illegible] فرقون کے گواہ ہین عود و [illegible]
و عنبر سوز گرد ہر قبر کے رکھے ہین دل جلونکا جل جلا کر خاک ہین [illegible] تپاتے ہین سپند آتش غزال
آتشین رخسار کا تپا تپا ہی سویداے خاطر سوخ[illegible]یان نظر آتا ہی گھنی گھنی چھانون درختون کی
قبرون پر ہی سبے پھلے پھولے ناشاد و نامراد مرنا اہل [illegible] قدر کا ظاہر ہی بخورات کا دھوان ابھر
پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتا ہی یہ کہتا ہی کہ عاشق سنبل گیسو اسطرح خوابگاہ عدم مین سوتا ہی جو
عبرت دور باش سناتا ہی یہ نقشہ نظر آتا ہی کہ دل خوف سے تھراتا ہی نظم

دیکھا عجب اک مکان ہو کا ۔ خاموش چراغ آرزو کا ۔ پیدا غم و یاس کی نشانی
کچھ قبرین نئی تو کچھ پرانی ۔ ممتاز نہین گداے سلطان ۔ جو مور وہان وہی سلیمان
کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر ۔ خاموش برنگ بزم تصویر ۔ سب قیدی محبس تاسف
ہر چاہ مین بند چند یوسف ۔ سوکھے منہ ایک بھی نہ کھولے ۔ دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
دکھلانے سے غرض نہ فکر پوشاک ۔ تن خاک ہر ایک آرزو خاک ۔ دنیا کی طمع نہ حرص دولت
اک عالم بیکسی و غربت ۔ تہ خانون کے بند در برابر ۔ سب خواب مین بیخبر برابر
افسردہ ہر ایک برگ کا دل ۔ سائے مین بھی سکے دھوپ شامل ۔ یون بلبل و فاختہ کی زبانی
وہ گل ہین کہان مع شمع [illegible]

ملکہ نقشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اُس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل و چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اُس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ بیت لحد پہ یار آیا ہی مرے شرمندہ کرنے کو + نہ منہ دکھلانے کی جا ہی نہ موقع عذر خواہی کا + ملکہ نے موے مشکین زلفین عنبرین کھولدیے اور شمع روشن کی پھر تار نفس سرد مین گوہر اشک کو عقد
اُس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اسطرح نالہ کیا کہ نظم

کہان ہو اے مرے دلدار ہمدم ۔ مری جان میرے عاشق زار ہمدم ۔ نہ الفت کا کچھ تو نے نباہا

[illegible] مجھے ہی غم میں تیرے اشکباری یہ جیسے رات دن جتے ہیں جاری
[illegible] نشان خانۂ راحت مٹایا یہ نالہ کرکے دوسری قبر پر آئی

[illegible] خالی کہ بیت اسطرح قدم گور غریبان پہ رکھو + مردون کو زمین
[illegible] روشن کی اور گلہائے بیان آرزو چڑھائے اشک مسلسل رخسار پر
[illegible] بنائیں آب اشک کی چادرین چڑھائیں پھر اسطرح درد دل زبان

[illegible] پہنچے ہیں وہ کہیں لاکھون تیر غم پڑے بھالے ہیں سینے پر الم کے
[illegible] عیان ہی دیدۂ گریان سے برسات روان چشمون سے ہر دم اشک گلنار

فقط روشنے ہی مجلوسے دکا اسیطرح وہ نازنین بادل اندوہگین اور ایک قبر کیطرف با موے
پریشان زار و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اُسپر چڑھائی گلبن تمنا سے پھول
بھی بر سر تربت لائی صاحب قبر نے دہان گور سے یہ آواز سنائی کہ بیت کیسا رونا کسکی شمع
کیسی چادر کیسے پھول + خشک تے ہیں مزار عاشق مفلس کے پھول + الہٰ یہ نازنین نے
اُس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا نظم

نہ تیری یاد ہی دلسے فراموش رہا کرتی ہوں بت کیطرح خاموش کیا کرتی ہوں دل میں تیرا ماتم
نہیں مٹتا کسی صورت سے یہ غم پڑی ہی خانۂ دل میں تباہی لٹی ہی میری ساری بادشاہی

شہزادۂ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو قبور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو
آئینۂ عبرت ہو کر سکتے کا عالم تھا گویا بیدم تھا نخل باغ ہر ایک نظر میں نخل ماتم تھا نرگس کو
بیمار جانتا غنچے کے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتمدار بہار تھی لبہائے سوسن
زن سوگوار تھی خاطر گلشن کو خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اُسوقت یہ سامان
پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فصل مہرگان آئیگی
اجل شاہ بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر نہ آئیگی یہ بہاری جان لیکر جائیگی
ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زر گل دوا میں اُٹھائے ممکن نہیں کہ خزان ٹلجائے بلبل
شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بر دل سرو پا بگل نہر بیان چشمۂ چشم اشکباران
سوسن بزبان سبزہ بانی آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد مقام فنا شہر

گلشن آباد برگ برایک کفِ افسوس داغ بالائے داغ جسم خاکوس سبزہ برنگ [illegible]
بچھا ہوا ہوا مین دم واپسین کا پتا بوئے گل بردن چمن [illegible] باغ کی جان تن سے نکلتی بلبل کا
چٹکنا وقت نزع یٰسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ سبزہ و کشیدہ کی صورت
دکھاتا زمزمۂ طائران سے صدائے کل من علیہا فان ہے یہ اک بیت بر سر شاخ گل [illegible]
جہان + نخل کل من علیہا فان + شہزادہ ازلیبا فرزندان حمزہ مین سے تھا فرط رحم
دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام کار شاد و گدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس
عرصے مین ملکہ نے عاشقون کی قبرون پر روشنی کی رو دی [illegible] بیان حسرت آلود کر لی [illegible]
ناگاہ نگاہ اُس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اسکو روتا ہوا دیکھکر اپنا رونا بھولی
سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اسجگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہی اسی سبب سے روتا
ہی پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھکر پکاری کہ ای جانی
وای سرمایۂ زندگانی خدا تجکو نہ رولائے اگر تیرے اوپر کسیطرح کی آفت آئیگی پہلے نشانۂ تیر غم
یہ کنیز بنجائیگی ابکی مرتبہ دو قبرین اکٹھی بنینگی

نظم

ملایا منہ سے منہ بولی کہ قربان
یہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگویا پیرہن کو چشم تر نے
کہا کر رنج دل تو اپنا اظہار

کہو کیسی طبیعت ہی مری جان
یہ کہکر خوب رو لی وہ گل اندام
لگا دی آگ سی سوز جگر نے

یہ کیون آئے ہین آنسو بد انجام
کہ ریزی سے آنکھون کو رہا کام
پھر اُسنے اُسکو قسمین دین کئی بار

شہزادے کو اسکے پوچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور
کہا ای ملکہ مین انجام کار ہر افسانہ کا یاد کرکے رو رہا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھو
اور ان قبرون پر رونے کا حال مجھسے بیان کرو کیا یہ سب تمہارے عزیزون کی قبرین ہین
جو تم انکے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پُرنم کرتی ہو تم تو عاشق کہکر روتی تھین یہ کلمہ مجکو
بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور
مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ ای یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام
گوہر شاہ ہی پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہی کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا
فی الجملہ مجکو ہمراہ دایہ دریائے طلسم پر بھیجا ہی اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے

قید کرتی ہوں اور وہ شخص چالیس روز تک قید رہتا ہے اسلیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہو تو اس مدت
میں ہوش طلسم کو فتح کریگا اور ملکہ کو عقد مین لائیگا چنانچہ بعد چلے کے جب وہ نہیں رہا
ہوتا ہو تو اسکو قتل کرتی ہوں اُس مقتول کی لاش منگا کر اس رقبہ مین کہ جو آپنے دیکھا
ہو گڑوا دیتی ہوں اب تک بہت سے عاشقان نامراد یہان آئے اور قتل ہو کر دفن ہوئے
میں ہر شب کو انکی قبرون پر جاتی ہوں روح کو اُنکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل
چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو روتے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس
سے واقف ہوا اپنا قتل ہونا یاد کرکے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سنا ہنسکر فرمایا
کہ اے ملکہ آجتک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تمنے اسلام اختیار کیا ہے جسکے
واسطے تمکو ہوا ہے خبردار اب کبھی اُن نامحرمون کی قبرون پر جانا تمکو شرم نہین آتی کہ معشوق
ہو کر عاشقی جتاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کرکے نہین روتا تھا
وہ حسرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہے کہ بیت کسیکی مرگ پر ہرگز نہ کیجے چشم تر اے دل + عبث
روئیے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین + مین پوتا حمزہ کا ہون انشاءاللہ اس طلسم کو فتح
کرونگا اور تمکو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم رکھو اور اس حرکت
لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہکر بعتاب جانب ملکہ نگاہ
کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھکر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھکر زار زار
روئی شہزادہ نے گلے سے لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان
خوش آواز نے ترانۂ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے
کوتاہ ہوتی ہے کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی دلبران زلف
جانان پریشان ہو کر رہے شاہد سحر سے سپیدی رخ آفتاب نظر آیا کہ نظم

شباب شب زمانہ نے کیا کم | ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم | اُٹھے سامان محفل گھٹ گئے شوق
رہی محروم مطلب کثرت ذوق

وہان ملازمان دایۂ گمراہ جور و بیداد کرتے جانب دربار بادشاہی
روانہ ہوئے تھے دار الامارہ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج ایک جادوی
نے طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبویا اور اسکو آ

گھر مین لا کر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اُس مجرم کو یہیں
یہان رہنے دو صبحکو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت
ہو کر باہر آئی تھی کہ ملازم اسکے سلے اور تمام کیفیت معرض بیان مین لاسکے دایہ کو غصہ آیا اور
پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اپنے ملکہ کی پہنچائی شاہ نے فرمایا کہ تو
جا کر اس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے اُس مجرم کو لیجا کر اپنے مکان مین قید کیا یا اپنے محل مین چھپایا
جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجھسے بیان کر دایہ حکم پا کر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا
کھایا شراب پی پھر بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پر چھپکر بیٹھ رہی
تھی اُسمین حال ملکہ اور شہزادہ دریافت کرتی رہی فراق عاشقان کی کیفیت جبتک دیکھی ملکہ
کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار و مدار کرتے دیکھا چلی گئی آخر صبح کو اُڑ کر بادشاہ
پاس گئی اور ماجرائے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود اُٹھکر روانہ
ہوا یہان شہزادہ نے صبحکو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ
رخسار خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہے شہزادے نے یہ حال دیکھکر اسکی
تسکین کی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہے کہ بغیر لوح
طلسمی ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اس طلسم کی معلوم ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ
سرد دل پر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہ

ابیات

کہ آہ اب تم کہان ہم وائے افسوس
کہ جوش خاطر مشتاق ٹھہرے
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہے
عوض راحت کے دلکا ہو گیا غم
کہ جسکے بدلے مین غم مین گرفتار

رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس
نہین معلوم تجکو اے پریزاد
فراق ظاہری اب مدعا ہے
فراق دائمی کا وقت آیا
ہوئے تھے محبت کے گنہگار

گلے مل بوسۂ عارض ہمین دے
کہ یہ چرخ ستم زا ہو بیداد
خدا حافظ کہان تم اور کہان ہم
مزا اتنا نہ تھا ہمنے اُٹھایا

اے شہزادۂ عالی مرتبت لوح
طلسم کی کیا کیفیت مین بیان کرون اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہے خود بادشاہ طلسم اُسکا طلبگار ہے
صورت حال یہ ہے کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہے اور اُس دروازے کے متصل ایک
شہر آباد ہے کہ نام اُس شہر کا شہر جام ہے اور عقاب بن جام جادو اُسکا حاکم ہے پہلے باپ اسکا

جام جادو مالک تھا اور اُسکے پاس لوح تھی اب جیسے کہ وہ مرگیا نہین معلوم کہ لوح کیا
گیا گمان [illegible] بیٹا اُسکا [illegible]د کہ مالک ملک ومال ہی لیکن لوح کے حال سے ناواقف
کمال ہی اور بادشاہ طلسم سے [illegible]غی ہی نہ خراج دیتا نہ اطاعت کرتا ہی اور اُسکے پاس ملک
[illegible] پکا اثر نہین کرتا ہی اور نہ کوئی اُسپر غالب آتا ہی جسجگہ وہ گلدستہ
[illegible] اُس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہی سحر بھولجاتا ہی پس جب اُسنے بادشاہ سے کشتی
کی اور شاہ مذکور اُسکا [illegible] اُسنے طلسم کے آنے جانے والون کے لیے راہ دوسری
بتائی کہ ساکنان طلسم اُدھر سے آمدورفت رکھتے ہین اور مقیدان طلسم کے لیے
یہ راہ دریائی مقرر ہی جدھرسے آپ آئے مین اور سُنا ہی کہ شہر جام مین جو دروازہ ہی وہ اُس
پہاڑ پر ہی کہ جسکے دامن مین بیشہ حیرت ہی شہزادہ نے فرمایا کہ ای ملکہ پہلے مین بیشہ حیرت ہی مین
آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیے جاتا تھا وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش
کی تھی اُس زنگی کو مین نے قتل کرکے اُس شہزادی کو چھڑایا اور اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر
اُسکا اس طلسم مین آکر قید ہوگیا ہی یہ معلوم کرکے مین اُس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار
بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا پس وہ وہی دروازہ ہی کہ جسکا تم پتا دیتی ہو اور سلطان اُسی
دروازہ سے داخل ہوکر شاید شہر جام مین قید ہی او ملکہ مین اُسی بادشاہ کے چھڑانے کو
اس طلسم مین آیا ہون یہ شیدا ے یکدیگر یعنی ملکہ و شہزادہ اسیطرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک
آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبراکر پکاری کہ خداوندا خیر کرنا شہزادہ قاسم
گھبراکر دست بقبضہ ہوا اور اُٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا بیہوش ہوگیا اور
یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہوگئے ملک
گوہر شاہ اور دایہ روے ہوا سے نیچے آترے اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونون
بچون کو تخت سحر پر بٹھاکر بارگاہ مین لاکہ سر انکے جدا کرکے وصال روحانی سے دونکو
شاد کرو یہ حکم دیکر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیر ہاے سحر سے ان گرفتاران سلسلۂ
عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزون کو تو ہوشیار کردیا ان دونون کو تخت سحر پر ڈالکر لیچلی
کنیزون نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگین اور دائی کو بُرا بھلا کہتی تھین اور عازم

ہوئین کہ سحر سے لڑکر دایہ کو قتل کرین اور ملکہ کو چھین لین
کہ جسارت نکر سکین او رکہتی جھکتی ملکہ کی ماں پاس چلین ر
نگوڑی ملی اکیسا ہاتھ دھوکر ہماری ملکہ کے پیچھے پڑگئی خدا کی
سنگل کی جھاڑو اسکو اڑھائی گھڑی کی موت اوبی اس مائی
دائی کا ہیکو یہ قصا ہی ہے ہے بوا میرا لیلا یا تھا میں اپنی جا
بولی کہ تمھارا تو بلا یا تھا مین نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منھ
اسکے قرار نہین آتا ہے۔ اسیطرح کی باتین یہ کنیزین باہم بناتی
کنیزین اور ماما اصیل مغلانی پیش خدمت حاضر تھین ایوان ملار بادشاہ نہایت وسیع و عمدہ تھا
ہر فرقہ اور عملہ کے لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول حسب معمول تھے ان عورتون کو روتے ہوئے
دیکھکر سب عورات پوچھنے لگین کہ ارے کیا ہوا آخر تو ہے انھون نے کہا اوبی بی دائی نافرمان
کی جان کو روتے ہین جلد ملکہ کی امی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہان ہین انسے
کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی انا پکڑے لیے جاتی ہے یہ سننا تھا کہ سب انہین مصاحبین دوڑین
بارہ دری مین ملکہ ماہ پیکر پری مثال جادو بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کان سنبے کہا حضور
صاحبزادی کے نوکر آئے ہین کہتے ہین انکے دشمن کہنے والی بندی قید ہوگئی یہ سنتے ہی
بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے چوسر الٹ کر باہر بارہ دری کے آئی بنفشہ کی نوکرین سب دوڑ
دوڑ کے قدمون پر گرین اور چیخ مار کر روئین اور سب حال بیان کرکے کہا ای بیوی ملکہ فقط اتنی
گنہگار ہین کہ اس مردوے کو دائی کے گھر سے جاکر لے آئین سو وہ بھی اسواسطے کہ اسکو قید کرین اور
قتل ہونے کی دکھائین تا کہ وہ عبرت پذیر ہو اس جرم پر اس قطامہ دائی نے نہین معلوم کیا
کیا انکے باپ سے جا کر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی
ہے ان باتون کو جو ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہان کے خدمتگار چوبدار خواجہ سرا اور عملے کے ساتھ
حکم دیا کہ جاؤ اور دائی سے جوتیان مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی مین
پہونچ گئی ہو تو اندر دار الامارہ کے گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نکرنا آج وہ کچھ
تو سودا ہو گیا ہے پہلے تو اپنی امان نافرمان سے کہا کہ لڑکی کو مردون کے رجھانے کے لیے

ئے کو آئی ای کوری پیٹھ تھپکنے لگے مین سچ کہون میری بچی بچاری
ہے آخر لوگو وہ بھی جوان جہان ہے اُسکے بھی جی ہے کہ نہین تم
ون نے تائید کلام کی کہ اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہین جس بات
ربار اُسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارسائن
ے بولی کہ اے بیوی ہماری صاحزادیکو تو سیدھی بات نکانا
ٹی انگتی ہین اسی دائی مالزادی نے دریا یہ لیجا لیجا کے دیدے
لوکھ کی بیٹی تھین جو دبلی دہائی رہین بھی دوسری ہوتی تو
آسمان مین بھی لگاتی ہوگی یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین اُدھر گئی سنو ملازم بڑی ملکہ کے جو دوٹے
دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی مارے جوتیون کے تجکو فرش کیا
تو کچھ کام ہی نکیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اُسنے سمجھا کہ یہ سب ملازم ملکہ کی ماںکے مین ملکہ کو لینے
آئے ہین اگر تونے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بُری گت بنا دینگے خیر پھر تجھے کیا مطلب
ہے جو اپنی ہاڑ گڑواسئے اور نوکرون کی مار کھائے یہ معلوم کر کے گویا ہوئی کہ صاحبو مین تو آپ ہی
ملکہ کو انکی مان پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحزادی کو لیجاؤ بھلا مین انکے دشمنون کو
رنج پہونچاؤنگی مجسے کب ہوگا کہ کوئی انکو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے جب اُن نوکرون نے
یہ باتین عذر آمیز سنین ملکہ کو اُس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کیطرف لیگئے اور دائی شہزادہ
قاسم کو لیکر جانب دربار بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لاکر پہونچایا اور سحر
اُسپر سے برطرف کیا کہ اُسکو ہوش آیا اپنے تئین محل مین اپنی ماںکے پایا اور مادر کو سامنے
دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کر کے مان کو سلام کیا اور دل تو بھرا تھا ہی
بدنام ہونیکا حیلہ کر کے رونے لگی مان نے اُٹھکر براہ چشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے اور کہا
او مردار بڑا غضب کیا تو نے کہ حرمت مٹادی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر ایسا
روئی کہ ہچکی بندھ گئی اُسوقت مان نے اُٹھکر گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق
کیے امی جان مجکو الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بے حرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس
کھا کر اُس قیدی کو اپنے باغ مین بلایا تھا دایہ آکر ان نے مجپر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا

اُسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پر سے ہوئی تھین اور کہتی تھین کہ [illegible]
صاحبزادی کا لہو پانی اِس مردار دائی نے ایک کر دیا او [illegible]
قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھا [illegible] ہون اس سال سے تو ذرا
آشنا بھی ہوئی ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون بڑی [illegible]
لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پورون پر انگلیون کے حساب کر کے کہا اس [illegible]
کو میرے منہ مین خاک ہوتی نہین ہون تیرھوان برس [illegible]
یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا کوٹ لیا حیرت زدہ ہو کر [illegible]
کو دائی نے چھالا لگایا وہ جو کہتے ہین کہ کڑوا لو گو میرے تو [illegible] حال لا
مان نے ملکہ کی بیٹی کا مُنہ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا اِسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے
سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھالیا اور مُنہ لپیٹ کے چھپرکھٹ پر
پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اِسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا تو
مین آگ لگا کر اِس گھر کو نکل جاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان
میری بچی کڑھے اِس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوئے
ہون سب انیسین یہ سنکر بسورنے لگین اور پلنگ کے پاس جاکر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی
تھین اور سرد آہین بھرتی تھین انکو تو اِس حال مین رکھیے اب حال دایہ سنیے کہ وہ
شہزادہ کو لیکر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دار الامارۃ کے دروازہ پر تخت کو اُتار کر شہزادہ کو
ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑ کر اندر دربار مین لائی شہزادہ نے ایک بار گاہ کفر مدار کو دیکھا کہ
کہ ایک بادشاہ کئی زینے کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر
صد ہا جڑا ہے قبائے قلمکار و زر اندود گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس شاہی سے تمام
جسم پیراستہ ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے مُنہ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے
ہین کرسیان دنگل بیشمار بچھے ہین فرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے کچہریان لگی ہین باد بد بار مین
سب حاضر ہین بہت سے پہلوان خود سر ہین اور ایک عیار تیز رفتار بانہ ہائے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب
ساحری کا گلے مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اِس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین

[illegible] کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور حلیے
[illegible] واز جو سنی نہایت برہم ہوئے اور بادشاہ نے دایہ سے
[illegible] ار کرکے کیون نہ لائی اُسنے کہا مین لاتی تھی آپکی بیوی
[illegible] بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور
[illegible] ری بادشاہ بانوے بادشاہ کو بیوی بچائی آپنے سب
[illegible] استادہ کیا اور فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ
[illegible] ن آتے ہین اور میری لڑکی کو پکڑ لیجانے کا ارادہ
رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہی تم سبکو میری جان کی قسم بادشاہ
اگر ہون سے تون کرین تو سب اُنکے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تمنے کچھ اس کام مین
قصور کیا تو ابھی مین بیٹی سر بھیرا نکلجاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے تابع ہین
اگر آپ خداوند سامری و جمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُنسے بھی لڑین یہ عرض کرکے وہ سب
آمادۂ جنگ ہوئین اور لاٹھی پتھر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ پھکنی پرانی
ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختہ وغیرہ سنبھالے اور زوجۂ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے
فرش خاک پر پاؤن پھیلا کر پائنچے چڑھا کر بال سر کے پریشان کرکے بیٹھی اور سب عورتین
کاچھیان باندھکر پائنچون مین گرہ دیکر گرد ملکہ کے کھڑی ہوئین اس عرصہ مین بادشاہ داخل
شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھکر پریشان ہوا بی بی کو اُنچی
زمین پر بیٹھے دیکھکر دل مین کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا
اور گویا ہوا کہ صاحب کچھ تمنے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سنا اور یہ اپنا حال کیون تمنے ابتر کیا ہی
شاید اس خیال سے کہ مین بیٹی کے عوض تمکو کچھ کہون تو ایسا نہین ہی تم اُس گیسو بریدہ
کو میرے حوالے کردو تمسے کچھ واسطہ نہین یہ کلام سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھ اُدھر موے بوکے
تجکو صدقے اُتار دون اپنی بچی پر سے کہ تو نے اُس دائی قحبہ کے کہنے سے میری لڑکی کو مار ا تھا
اور ابھی تک پھر دے تجکو چین نہین بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سنا فرط غضب سے آگ
ہو گیا اور پکارا کہ ہا لزادی کچھ تیری قضا تو نہین آئی ہی ملکہ نے یہ سنکر ایک دھپڑ زمین پر مارا

کہ اسے مجھ مالزادی کہنے والے کو خاک مین ملاؤن گھری
چلوا ہکاؤن تو موڈی کاٹے نے مجکو بے وارث سمجھا ہی اپنی
آباد ہی میرے مان باپ بھی جیتے ہین شاہ افراسیاب کو
میرا حال سنکر اُن جیلی ٹھوک دیگا یہ نجانتا کہ مین ایسی ویسی
کی بیٹی ہون جو بھائی ہی ملک اخضر سبز پوش کا اور ملک
سخندان کا جو شہنشاہ افراسیاب کی سنگتر ہی میرے
سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہین کی ملک گو یہ
سنین غصے مین تو بھر اٹھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر دیا
کریگا وہ افراسیاب میرا بس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا ہی وہ بندی رانڈ ہو گئی کو مر گیا اُسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی ادھر
کنیزین محلکی سب عورتین دوڑین اور کہتی تھین واہ واہ میان تمنے تو مان باپ کی بیٹی
نہ بنایا کوئی لونڈی بنائی کہ جب پایا دھن گٹھی کر لیا ایک بولی کہ ہوئے سکے ہاتھ ٹوٹ گئے جنکا
پٹ سے ہماری بی بی کو مارا ٹھیا دوسری نے کہا کہ اسیطرح سامری کرے اسکی بھی ہڈیان کیسی
جائین تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا ایسے جلاد موئے قصائی کے یہان گذر کہان
آگ لگا کے نکل بھی جاتین پھر ایک اور اُنمین سے بولی کہ ہان بی سچ تو ہی جس شہزادی کے کبھی
مان باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے تو کہو ملکہ ہی ایسی نیک ساعت
کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھین جو اتنے دن ایسے ظلمی سے نباہ بھی کر گئین دوسری نے
جواب دیا کہ پھر آخر کیا نٹ کلیجے پر پتھر رکھ لین اور چپ بیٹھی رہین وہ بھی آدمی ہی ہین خیر ہا
گیا بول اٹھین پھر بولین تو آفت آئی بادشاہ نے چار طرف سے جو یہ کاؤن کاؤن سنی بڑا بگھ
کر کہا کہ چپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہی عورتون نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے
سرزوری عذر کرنے سے گئے اور اُلٹے آنکھین نکالنے لگے تو یہان کوئی دبنے والا نہین
جیسے ہماری ملکہ کو مارا ہی ہماری آنکھون مین خون اُتر آیا ہی جی مین آتا ہی کہ چھاتی پر چڑھکر
دُھائی چلو لہو پی جائین بادشاہ یہ سنکر اُن سبکو مارنے کو بلا و ہان تو صلاح ہو کر جنگ پر

...اہ کے بڑھتے ہی چارسمت سے عورتین ٹوٹ پڑین
...لگے اور چونکہ یہ سب عورتین ملکہ مذکور کے میکے کی ہین
...تی ہین انکو بڑا غرور ہی کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت
...ین اتنو ہائین ہائین لگے مار ہوئے کو لینا گھیرنا
...باق دھون مون کیون اور ... کی آواز آنے لگی
...لے حملہ کو رد کر کے قریب تر ہوںچا اور دو تین کو لات
...ادیا اور کنیان مارتا اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھنگنے
قدکی کول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کڑوا تیل سر مین ڈالے دوپٹے کی
گاتی باندھے تھی اسنے جھک کر ٹانگون مین بادشاہ کے اپنے تئین پہونچایا اور انثیین دونون
ہاتھ سے مضبوط تھامے بادشاہ پکارا اری حرامزادی کیا کرتی ہی اری چھوڑ او قحبہ میری جان گئی
ادھر تو وہ کنیز پکڑ کر لوٹ گئی اُدھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتون نے بری گت
بنادی تاج کہین گرا قبائے فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے منھ مین توے کی
سیاہی بھر دی کسی نے جوتیونکا ہار بنا کر گلے مین پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا گھیرا گردن مین ڈالا
کسینے ڈاڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بن گئی ہی اُسوقت اُس کنیز سے
کہا کہ انثیین چھوڑ دے اُسنے چھوڑ دیے سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی
جان چھڑا کر اُٹھکے بھاگا اور اُسی حال سے باہر دارالامارہ کے جو آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے
اور بعض مقربوں نے دست بستہ استفسار حال کیا اِسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے
بارہا کہا ہی کہ بیگم کا مزاج بہت برا ہی اُنکا غصہ سامری کی پناہ نہ کچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین یہ
کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا آج ساری حکومت اسمین
مل گئی یہ تو براہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ منھ دھو کر لباس تبدیل
کیا اور بموجب مثل نزلہ بر ضعیف ریزد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہی اسکو قتل کرو
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسنے برابر
آبریز کے لیجا کر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہو کر کوسلے کا خط گردن پر دیا پھر حکم

پوچھتے سامنے شاہ کے آیا اُسوقت شہزادہ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جوں طرف
نگاہ اُٹھا کر دیکھا تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آیا تھا شہزادے نے اپنے
عقائد کی تجدید دل مین کی اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ تھا
تہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا بصد عجز پکارا کہ نظم

ای خالق بیعدیل میرے	غمخوار مرے کفیل میرے	ہر دکھ مین ہے تو ہی کام آتا
ہی تو ہی بلاؤن سے بچاتا	زندان بلا مین ہون مین محجوب	چھٹنے سے [illegible]
تو چاہے تو اِس بلا سے چھوٹون	زندان غم و عنا سے چھوٹون	ہے دعا [illegible] مستجاب [illegible]

مسبب الاسباب ہوئی یکایک دارالامارۃ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا کہ خداوند تشریف لائے
بادشاہ سرو پا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھکر جانب دروازہ دوڑا جلاد کو قتل شہزادے سے
منع کرتا گیا وہ کنارے جا کر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک مرد پیر کو پیر ایک ساحر پُر تزویر
بتعظیم تمام لیے ہوئے آیا کہ اُسکی ڈاڑھی تا بہ سینہ ہے یہ اُسکا نقشہ ہے نظم

بیٹھا تھا وہ اُسجگہ جو بایوس	لٹتا تھا الم سے دست افسوس	پیدا ہوئی در سے ایک صورت
ظاہر مین کمال نیک سیرت	آہستہ خرام نرم رفتار	جبہ بسر و دوش سر پہ دستار
جو راہ نما وہی ہے رہزن	ہے پردۂ دوستی مین دشمن	ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
باطن مین تمام زشت سیرت	گھٹا تھا سجود کا جبین مین	پوشیدہ تھی نیت اُسکی آستین مین
دنیا کے لیے بنا تھا دیندار	تسبیح کے بطن مین تھا زنار	کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
تھا فرق زمین و آسمان کا	رہرو کو وہ غول تھا سر راہ	یوسف کے لیے بنا تا تھا چاہ
نیکی کے حجاب مین بدی بھی	ظاہر مین بلا تھی دل مین بوجہل	اُس غول صحرائے گمراہی کو اسلئے

بن سامری لوگ کہتے تھے اور خدا اپنا اسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس کبھی کبھی آتا ہے اور
ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اس طلسم کی ہر ماہ مین جمع ہو کر
اُسکی پرستش کرتی ہے حال اسکا آئندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اُسکو لاکر تخت پر
بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اُسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے بنپٹے
فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا اور شہزادہ پر اُسنے نگاہ کر کے

تل ہوتا ہی قدرت کو سب خبر ہی مگر تمسے اسکا حال سننا چاہتے
ے کی بیان کی خداوند نے حال سنتے ہی کہا کہ تمنے فرمان
ل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین جہان خون مسلمان گا
ہمارا وہان نہ رہیگا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند مجھ
تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہی اُس ثانی ابلیس نے
ت مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے دانہ و آب تڑپ
... بیٹھا اپ بیے لی سرا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اُٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمونکو
اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کا مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہی یہ کہکر نافرمان اور ایک
ساحر اور شمشاد جادو نام کو حکم دیا کہ اِس خطاوار کو لیجاؤ بیابان ندکور مین چھوڑ کر چلے آنا
بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر
روانہ ہوئے یہ تو اُسطرف گئے یہان محل سے خواجہ سرا نے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار تم تا مکن
ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر جو سُنی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جائینگے
خواجہ سرا اِس کلام کو سنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان آرایش
اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بھینٹ تیار کرکے منتظر ہوئین اِس اثنا مین شور
مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب پہونچکر
سجدہ کیا اور خاک پاے خداوند کو لیکر آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین
بھی گرد پھرتین تصدق ہوتین ایوان مین لائین مسند پر بٹھایا شراب پلائی ڈاڑھی مین عطر
لگایا نذرین جواہر بہت کچھ دیا عورات نے محل کی ہار پھول دو نے مٹھائیون کے زر نقد
سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھکر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اُس شیطان نے جو کچھ انھون
نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کرکے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اِس اثنا مین
اِسکو خیال ملکہ بنفشہ کا آیا اُسکی مان سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہی ملکہ نے
یہ سُنکر رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کرکے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور
سمجھاتے جاتین کہ وہ دختر سے اور مجھسے بدی نکرے یہ کہکر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی

بلالاؤ وہ گئین اور ملکہ کو منت تمام لیکر آئین ملکہ از بسکہ مسلمان ہو گئی تھی سوچی [illegible]
کرنا پڑیگا لازم ہے کہ کچھ مکر کرون یہ سوچکر سامنے جب آئی چھین [illegible]
گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ [illegible]
اسکا حال دیکھکر فرمایا کہ سچ ہے لڑکی تمھاری سہم گئی ہے اسلیے [illegible]
حکم دیا کہ گوہر شاہ کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جا کر عرض [illegible]
چلیے خداوند آپکو بلاتے ہین بادشاہ محل مین جانے سے ننگ و عار رکھتا تھا مگر حکم خدا [illegible]
ناچار ہو کر داخل محل ہوا سب کنیزین تو ہٹ گئین کہ ہمنے شاہ کو [illegible]
زوجہ اُسکی اُسجگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے خداوند کے آیا وہ بہت خفا
ہوا اور بغصہ اُسنے کہا کہ کیون او گوہر شاہ تونے اب بدینی پر کمر باندھی ہے تو نہین جانتا ہے کہ
بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے پنشیاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی
اور سبب لذت انسانی یہی ہے ای بادشاہ اسکی پرستش ہر صبح کرنا لازم ہے بخلاف اسکے تونے
اپنی عورت کو ناراض کیا کہ اُسنے ہمسے تیری فریاد کی بس خیریت اسمین ہے کہ اُسکے پانون پر
گر اور تقصیر معاف کرا بادشاہ کی کیا مجال تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھکر
قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے اُسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے
سے لگاؤ اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نکرنا ملکہ نے شوہر کو گلے لگایا اور دونون نے باہم
بوسے لیے اور ملگئے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک قدم پر بادشاہ کے
آ کر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنی گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب و فراز عالم سمجھایا
بنفشہ نے رو کر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی پاؤنگی اسیطرح رو رو کر جان دونگی زبانی
ہوئیگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ ای بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین
دیتا وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا شاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے
یہ کہکر بیٹی سے کہا اچھا ای فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور باپ کے گلے سے
لپٹ گئی آخر سب شاد و خرم ہوئے اور خداوند اُٹھکر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل
دار الامارہ ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی مان کی بلائین لین اور کہا میری اچھی امی جان مجکو باغ مین

جانے دیکھے ماں [illegible] گل غنچہ اپنا دل بہلاؤ لیکن اب کوئی ایسا امر کرنا جس میں مجھکو
[illegible] ہاتھ [illegible] اب ایسا ہوگا یہ کہکر سواری طلب کی کنیزیں شہزادی کی
[illegible] لائیں [illegible] سوار ہوکر روانہ ہوئی اور راہ میں تصور شہزادہ قاسم کرکے گوہر
اشک [illegible] میں پرونے لگی اور بیقرار ہوکر یہ زبان پر لائی کہ نظم

الفت کا ایسا ہوں جتنے [illegible]
میں دشمن جان حبیب [illegible]
ہر عشق کا یہ فساد سارا
اس دام بلا میں ہوں گرفتار
برگشتہ ہوئے نصیب میرے
اللہ سے ہے امید دیدار

اسی طرح زاری کناں باغ میں جب آئی [illegible] وحشت نے اس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے
اس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اس ایوان کو سیہ خانہ بنانے
لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بجھا ہوا تھا گز آتشین
تولتا تھا بر دہن مکان دیدہ کا غول تھا زبان ہجر کے اندیشہ کو بہت ملول تھا طالع سے
اپنے لڑتی تھی نے دلسے رہ رہکے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف میں پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل
چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیوں نے گھیرا تھا کبھی آنسوؤں کا تار باندھکر سمرن ہوتی تھی
بناتی اور بہر مرگ استخارہ فراق گھر کی شکل نظر میں گور تھی سفیدی رخسار کا نور تھی بستر کو
کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدر جان شکن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور
ہوتا تو یہ کہتی نظم

اشکوں کا وہ متصل ٹپکنا
گردوں سے کیا خطاب وکر
کس کس کو کیا نہ تونے برباد
اتنا تو ہنسی نہ تھی میں رہنا
نکلی تھی کہاں وصال کی آہ
بچھڑے ہوئے یار سے ملا دے

آنکھیں رہیں اپنی تر ہمیشہ
دیوار پہ سر کو وے پٹکنا
ای خانہ خراب ای جفا کار
کس کس کو کیا نہ تونے ناشاد
عشرت کا پیا تھا کب پیالہ
ایسا غم ہجر ہے جو جانکاہ
پھر آنکھوں کو ہو نصیب دیدار

دو چار گرائے گھر ہمیشہ
بیٹھی جو کبھی ملول ہوکر
گردش ہے تری عجب دل آزار
آنکھوں کو بنا نہ بحر زخار
ہے داغ جو دل میں مثل لالہ
جام مے خسروی ملا دے
پھر کان اٹھائیں لطف گفتار

اسی بیتابی میں یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ میں نے
اس مجرم کو بیابان حیرت میں بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہے کہ رہا ہونا وہاں سے

ممکن نہین پس وہ ایسی ہی جاسے سخت وصعب ہی کہ جہان زندہ رہنا دشوار ہی مجکو لازم
ہی کہ اُس سرگشتہ صحراے الفت کی خبر منگا ایسا نہو کہ وہ شمع حرم [illegible]
طلسم سے بجھ جائے اور شیرنیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ [illegible]
پر دہر دو کنیزون کو اپنے پاس بُلا کر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ [illegible]
میرے یوسف گم گشتہ کی لا دو تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤنگی [illegible] دونون نے جب یہ حال [illegible]
زلیخاے مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر [illegible]
بنا کر سوار ہوئین نام ان دونون کے شعلہ جادو و شرارہ جادو [illegible]
سمجھاتی گئین کہ اپنا حال تباہ نکرو اسقدر نالہ و آہ نکرو ہم جاتے ہین خدا کو منظور ہی تو اُس
شیدا کو آپکے لاتے ہین ورنہ اے ملکہ بیت دی جان اگر بگڑی ہوئی بات ÷ جیتی ہو تو ہوگی
پھر ملاقات ÷ ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم و اے رفیقان محرم مین تمھارے ہی آسرے
زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤ گی تو مجکو زندہ نپاؤ گی لو جاؤ خداے کریم کو تمھین سونپا یہ
سنکر وہ دونون تخت اُڑا کر روانہ ہوئین یہ تو ادھر سے چلین لیکن اُدھر شمشاد و نافرمان
شہزادہ کو اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونون بزور سحر بلند ہوگئے شہزادہ
کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رو منتر پڑھکر ہوشیار کر دیا اور آپ روانہ ہوئے
یہانتک کہ دربار بادشاہ مین پہونچے اور پہونچا دینے شہزادے کی عرض کرکے اپنے اپنے
گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادۂ سیاح دشت محبت و قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل
ہولناک اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھرا گیا تن ناتوان مین لرزہ آگیا دل کو قوی
کرکے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت
سے دل جلتا دوسرے یہ طپش عیاذاً باللہ مُنہ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گرد اُس
صحراے پُرخار کے پہاڑ تھے قلہ کوہ تا بفلک دوار تھے اُنکے پتھرون سے شرر نکلتے درہ ہاے
کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب بیابان
آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار پاے دل و رگ جان کے لیے نشتر کا نمونہ ہی کا
کو سو تنگ بستر اژدر غارون مین منہ کھولے بیٹھے شعلۂ آتشین چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود

[illegible] سے سیاہ لباسان دود آہ پیچ و تاب کھاتے دیو بنکر اُڑتے
درخت کا کھون کیا سرنگون [illegible] دھوپ بھی تھراتی اُسے بھی آرام نہین اس شہریار
اقلیم جنون کی اُس دشت مین عجب شوکت تھی فوج یاس والم و حرمان کی بھرتی لشکر تاب
[illegible] کی محنت [illegible] نہ غبار صحرا اٹھتی تھا آفتاب کا کنول آنکھین جلتا تھا
[illegible] سمت [illegible] وہی تختہ بیابان بیکسی و تنہائی حاضرین دربار مصاحب
اور رفیق قدم خیال [illegible] سائین آواز اس سرکار کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا
[illegible] قنات پر آراستہ تھا جی کا تاج سر پر دہ جاغولون کے نعرے نقیب کی صدا اس
[illegible] بدست طرح اُس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال جان
مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا فرد لطف اے اشک کہ جون شمع
گھلا جاتا ہون + رحم اے آہ شرر بار کہ جلیجا ڈنگا + یہ پروردہ مہد ناز و نعمت وہ دشت پر محنت
پاؤن مین چھالے حلق مین کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ نظم

گرمی کی وہ فصل و دوپہر ٹھیک
جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم
رہ دور و دراز کوس کالے

منزل ہوئی سخت راہ باریک
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے

وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے
اس تشنۂ دیدار یار کا پیاس

سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اُس دشت مین آب کہا اسکو دور سے ایک جھلکتا
دریا نظر پڑا اُس سراب کو یہ بحر آب سمجھکر لپکا اور اُسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا نظر آیا
یہ ایسا بے خود تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم چلا اُس بالو مین گھٹنون
تک دھنس گیا ازبسکہ صاحب قوت و طاقت تھا زور کرکے جو نکلا اُلٹی کمر تک سما گیا پھر
جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اُس کشمکش مین تیغ کمین گرا خود بھیگا اُتر کر رہ گیا
اس دشت مین جو کسیکو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کر دیتے تھے شہزادہ
کو بھی اسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے وہ سب ہتھیار جابجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم ریگی
سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا ابکی بالکل غرق اُس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر
خزینۂ صاحبقرانی درج زمین مین رکھا گیا یا گنجینۂ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ

لبالب زمین میں سمایا تھا تہیدست نقد محبت سینے میں [illegible] چال [illegible] کی
بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض [illegible] عرصہ تھا اسے اوج حسن کو
کہا واے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت میں پھنسی [illegible] کچھ دیر میں
لبس مجبور ہے موج آہ کا بھی رواں ہونا دشوار ہے ای مرگ ناکامی [illegible]
سانس لینا دشوار دوش ہے کہ تا ہستی کا بار اُس آفت [illegible] نظم

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
پہونچے تہ خاک [illegible]
[illegible]
آئے ہیں سوال کو نکیرین
خالق سے یہ بار بار خواہش
[illegible]
ہے تو ہی تو بے نیاز یارب
ہے تو ہی تو کارساز یارب
[illegible]
ٹلے ورنہ ہے زیست کا کھیڑا
تو چاہے تو ہو یہ مشکل آسان
بچ جائیگی مجھ غریب کی جان

اسی کشمکش رنج و جسم خاکی میں یقین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے کہ
مالک بر و بحر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو چلی تھیں اس جنگل میں آ پہونچیں
اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگیں جب کہیں پتا نملا سحر سے بلند ہو کر ایک نگاہ کو چارسو دوڑایا
مقام پر ستارہ سا بالو میں چمکتا نظر آیا جب وہان یہ آئیں خود شہزادہ کا پڑا دیکھا اور اُسکے
پاس تیغہ چمکتا دیکھا سمجھیں کہ وہ نہنگ دریاے محبت و عاشقی اس سراگاہ میں برنگ حباب
بحر فنا ہو گیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئیں اور رونے لگیں اور ایسا روئیں کہ دامن صحراے
آتش فشان بھگونے لگیں اور بصد زاری نوحہ آغاز کیا کہ ای جوان مرگ و ناشاد
تونے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان و نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہاے جب ہم اُس کشتہ حسرت
و اربان سے جا کر یہ تیرا حال کہینگے کیا اُسپر گذریگی افسوس کہ وہ زندہ نرہیگی کہ جب نظم

سراکدم تازہ اُسکو اک خلش ہے
سقیم سینہ جاے دل تپش ہے
برنگ زلف کہ آشفتہ اطوار
گئے جون نرگس بیمار بیمار
ہے اُسکے حالمین ہر دم تباہی
تپان ہو جسطرح خشکی میں ماہی
سُنینگی ہمسے جب تیرا وہ یہ حال
تو جینا اُسکو ہو جائیگا جنجال
نسیم آسا اُڑا دیگی بہت خاک
کریگی گل کی صورت پیرہن چاک
اسی اندوہ میں ملتی تھیں وہ ہاتھ
غم و رنج و الم انس اُنکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی رنگ طپان ہوا رنگ کو جنبش ہوئی گویا وہ سراب بھی اسکے غم میں بیقرار

[illegible] معلوم کیا کہ ابھی نیم جان زندہ ہی برنگ گوی غلطان ہر سو بیتابانہ اٹھ کر اسکے
[illegible] تھا اور تخت سحر کو پاؤن کے نیچے رکھکر کھڑی ہوئین اور ہاتھ [illegible]
[illegible] رکھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ [illegible]
[illegible] ثابت ہوتا ہی اُسنے بھی ابھر کر زور کیا کہ تخت سحر پرے گیا کنیزین بھی
[illegible] ہوئین اور پنجہ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ
[illegible] باہر آتے ہی بیہوش ہو گیا کنیزون نے بالو جسم انور سے چھڑائی
[illegible] سحر کا ابر سپید اکر سکے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے [illegible]
[illegible] بے چین تھا نا ساتھ لائی تھین تسمین سے پانی حلق مین ٹپکایا کہ اُس بیہوش وہ ناکامی
کو ہوش آیا تخت پر اٹھکر بیٹھا سجدہ شکر خدا کیا پھر ان دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا انھون نے
ماجرا خدا زو سکندر بن سامری کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ
کی الفت اپنی نسبت معلوم کرکے بیتابیان کرنے لگا اُدھر انتظار کنیزان مین ملکہ مغموم کا
بھی یہ حال تھا رباعی

دم پا بر کاب ہے ہمارا پیارے
ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہین
آنا ہے تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین
گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین

اسی گریہ وزاری مین دن ڈوب
غم سے منھ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسیکے شباب کیطرح ڈھل گیا آخر درد و آہ سے عالم سیہ خانہ
بنا کر بموجب نظم

ہر سانس مین سو مقام لینا
دل ہاتھون نے اپنا تھام لینا
اُسپر یہ غضب کہ شام آئی

اندھیرا اُداسی چھائی
وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلا
وہ شام وہ آمد شب تار

بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ
جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ
در پردہ شکایتین زبان پر

کہنا اُسے رکھکے آسمان پر
کیون ای ستم و جفا کے بانی
ہو لیون ہی یہ مشت خاک بانی

فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا
ہم جیسے گذر گئے تو پھر کیا
یہ کہکے دفور اشکباری

پھر بستر غم پہ بیقراری
یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادہ کو باغ مین
لیکر پہونچین اور ایک غرفے مین درختون کے اُسکو بطور مخفی استادہ کرکے آپ خدمت
ملکہ مین حاضر ہوئین یہ انکو دیکھکر اٹھ بیٹھی اور پکاری کہ بیت ای پیک استان خبر یار ما گو

احوال گل بہ بلبل بستان سرا گو ٭ کنیزون نے پہلے کچھ حال سے
ہو جانیکے خیال سے اور یہی ذکر چھیڑا انجام کو چپکے سے
ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آ بیٹھی ہین
جب افاقہ ہوا اُٹھکر جانب بارجلی کنیزون نے عرض کیا کہ
کوئی درانداز پھر آپکے باپ سے جا کر لگا دیگا ایکمرتبہ اُس
دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ چند رفیقون کو لے
آپ مع شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور
مضائقہ ہی لیکن آنکا مقدم راضی ہونا ہی کنیزون نے کہا کہ فرزند صاحبقران یہ بھی جا
پر راضی نہونگے ای بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی
جان آفت مین کسلیے پھنساتے اُنسے کہنا اس تدبیر کا بیکار ہی ہم انکو سحر سے بیہوش کرینگے
اور تخت پر ڈالکر منزل مقصد کی راہ لینگے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو یہ کہکر صندوقچہ
جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون ہمنشینون وغیرہ کو طلب کر کے
اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی سب جلد جلد براے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادہ
کے پاس آئی شہزادے نے اسکو گلے سے لگایا بوسۂ لب و رخسار سے ذائقہ پایا ماجراے
فراق یاد کر کے دونون روئے پھر وصل ہونے سے شادکام ہوئے ملکہ انھین درختون مین
فرش بچھوا کر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان
ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھکر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنواکر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی
سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اُڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اُڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام
رات رہروی کی صدہا کوس راہ طلسم طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہی کہ جسکا جی چاہے
چلا آئے اور بتلاے بلا نہ صحیح و سالم نکل جاے اس شہزادی رہگراے طریق الفت و بادیہ نورد
منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ مہر نجم سیارہ طلسم
افلاک سے منھ چھپا کر رو بفرار لایا اور شہنشاہ کواکب براے تجسس فراریان عرصۂ سپہر مین قدم زن
ہوا کہ بموجب نظم

اٹھین اٹھین بشوق روے خورشید | رنے صبح کی صحبت طلب کی

ت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اُتارا اور آپ بھی اُترین
ر کچھ دیر آسایش کرین اور شہزادہ بھی بہت دیر سے بیہوش ہے
ین پر پہونچ جائے اسکو بھی ہوشیار کردین اب تو بڑی دور
ہے کہ پھر وہین جائے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد
اس مسافر صحراے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ پہاڑ
پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہے یہ دیکھکر متحیر ہوکر مستفسر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ملکہ نے کہا گھبراتے
کیون ہو جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہوجائیگا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش امکان مین ہو تو بچھاؤ
اُنھون نے چادرین سر سے اُتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت
غربت ومحبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ نازنین تجکو اُس مقام آفت زا سے
کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لیکر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے
لیجاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہوکر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اُس ریگستان
سے بچائی ہے اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا
کی سزا دیتا خبردار مجھسے ربط کرکے کبھی ایسی بات نکرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین
ہے تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نجاؤنگا اور تم کیا یہان
لاکر آفت ومصیبت سے بچ جاؤگی رنج وغم مین مبتلا نہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا
نیرنگی دکھاتا ہے اور کس کس رنج وغم وآفت مین مبتلا کرتا ہے اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے
اور صانع طلسم کو مین نے کیا جانا ہے یہ فرماکر بعجلت تمام اُس معشوقۂ نازک بدن نازنین سیمتن
سراپا ناز کے گلے مین ہاتھ ڈالکر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی
تھی وہ کنیزون سے طلب کرکے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ
عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یعنی سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا
لہلہانا گلونکا کھلنا ستارونکا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی جلی نورانی
آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا پانی منقارون مین لیکر پرون پر چھڑکنا پھریریان لینا تھی

پانی مین مارنا اور سیدھے ہونا چوگلا اور کوڑیالا کھلا [illegible]
پاٹھے چیتل نیل گاے وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران [illegible]
فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ ٹھین گلون کے کنول [illegible]

صحرا مین تھی جو تحس گل ہر سو
تھی صبح بہار صبح نوروز
چشمے کے کنارے پر برابر
طاؤس کا رقص تھا خدا ساز
چلاتی تھی بلبل آؤ آؤ

پھولون کی چھڑی
آتے تھے نظر
مستو نکے لگے ہو
تھے طائر خوش نو
نالہ کوئی با اثر سا [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
کھولی تھی بہار و لکا سیج
ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت

آشکار کہ معشوقہ گلبدن و یاسمن پیکر زیب آغوش و زینت بر خوف بادشاہ طلسم سے کبھی رخ رنگ رخ زرد دلمین محبت کا درد چاہنے والے کا پہلو نصیب ہم آغوشی حبیب کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھلکر گردن کو درست کرنا گاہ بن ٹھن جانا کبھی رونا ایک لحظہ مین تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھنچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہو تین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز برپا دونون دیار عاشقی کے سرور فرمان روا کہ نظم

پھر آخر بھڑکی بیتابی شوق
ہوس نے لی کہ مہلت دیتے ہو کب
دکھائے لالہ زادہ اپنا جوہر
کھلے کچھ رخنہ آئینہ صاف
کہا پاس شرع نے ہان یہی کہ
رہے راحت فراموش وہ عالم

نہ ٹھہری ایک لحظہ کثرت ذوق
اٹھا و شمع ساق نور افزا
صدف کا خون سے منہ ہو جائے پھر
سے بطن صدف مین اشک نیسان
ابھی لازم نہین السا ارادہ
ہوئین شرمندہ مستی خرابھین

بڑے سینے پہ ہاتھ اور ملکے
مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
بنے یاقوت یہ بلور شفاف
مبارک یاد دینے آ کے ارمان
غرض معشوق و عاشق جو بکام
جھلکین و امن یہ مطلب نہ آئین

یہ شیرین و فرہاد اس بہار پر سرگرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھر ان بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تک جادو نام کہ عیار بھی ہے اور ساحر غدار بھی ہے اور صبح کو بزور سحر اڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہے گرداوری

[illegible] دشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہی آج بھی حسب دستور وہ سب بے شعور
[illegible] آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع عورتون کا دیکھکر بزور سحر ہرن کی صور
[illegible] شہزادہ مین ہنگامۂ محبت گرم تھا وہ سب نے دیکھا اور غضبناک
[illegible] گردن مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہمکو دیکھ رہا
[illegible] ن جوڑکر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکر ٹانگ مین ترازو ہوا
اسوقت ہرن نے پر نکالے اور اُڑکر چلا مگر کہتا گیا کہ باش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا
[illegible] دوست سے ناآشنا ہی + مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہی + یہ کہتا ہوا
ایکطرف روانہ ہوگیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے سے کہا اے شہریار یہ کوئی ساحر تیرے
باپکا ملازم تھا اب جاکر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہی بیان کریگا وہ بہر گرفتاری آئیگا ہمکو روز بد
دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائیگا ملکہ نے کہا ہم اب یہان سے
اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نجائینگے اور جو تم
ہمکو سحر سے بیہوش کرکے لیجاؤگی تو اپنی جان گنوائینگے ملکہ مضطر ناچار ہوکر چپ ہورہی
اور ترسناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی
ہر سمت پھرنا موقوف کرکے ملکہ کے گرد جمع ہوگئین ملکہ یاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو
حالت خوف و رجا مین ٹھہرے مین اُدھر وہ عیار شاہ طلسم کی خدمت مین اُسی حال زار سے
آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آکر بیٹھا تھا امراے دولت حاضر تھے کہ عیار نے تیر
اپنے پانؤن پر لگا ہوا دکھایا اور ماجراے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر کہہ سنا بادشاہ کو غصہ آیا اسیوقت
چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کرو دو ساحر آتش بیان و اخگر
زبان جادو اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوئے اور بزور سحر اُڑکر بہت جلد اُس پہاڑ پر
کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے اور زمین پر اُترکر نعرہ زن ہوئے کہ باشید اے تیرہ
روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤگے شہزادہ اُنکو دیکھکر بلارک افراسیابی کھینچکر اُنکی
جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یکبارگی زمین مین سماگیا شہزادہ کا
یہ حال دیکھکر ملکہ کو تاب نہ رہی گود پھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی

شعلہ و شرارہ کنیزین ملکہ کا رونا دیکھکر آگے بڑھین او
ٹرپی جاتی ہی خدا انکو غارت کرے اُسکی بھولی صورت
ایک ناریل اُس ساحر پر سحر پڑھکر مارا کہ جسنے شہزادہ کو
سینے کو توڑ کیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہوگیا
گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون
پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوکے زمین پر گرا ملکہ کی کنیز
نیرنگیان دکھاتی تھین ہنگامۂ عظیم برپا تھا کبھی کسی سی جنبی اجالا تھی کسی آفت
مین آتش بیان نے ایک ترنج شعلہ بار اوہ ترنج کو آتے دیکھکر فوراً زمین مین سما گئی
اور پشت پر آتش کے آگ نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا مارا کہ اُسکی پنجر کو توڑکر سینے سے
نکلگیا اور وہ مر کر گرا اُدھر اخگر اور شرارہ سے سامنا ہوا اخگر نے چلپر سحر کا اُچھالا کہ اُسکا زخمی ہوا
اُسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اِس اثنا مین اور ساحر فرستادۂ
شاہ طلسم یہان آکے فوج بیشمار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے پر شور مچانے لگے ڈمرو
کچھ اپنی سی گانے لگے ہزارہا ساحران چند عورتون پر ٹوٹ پڑا رائی ماش بنولون کا چھرا
چلنے لگا ابر سحر بد سایہ پا شکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑین لیکن کیا کر سکتی تھین آخر زخمون
سے چور ہوکر گرین ساحرون نے انکو قید سحر مین مبتلا کرکے ملکہ پر بھی سحر کیا کہ وہ بھی بیہوش
ہوئی ان سبکو اسیر کرکے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوئے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ جلکر
پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے
انکو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوئے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہنشاہ
ذیجاہ نے پھر حمد و ثنا خدا تعالیٰ کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم
قتل کرنیکا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار سے تھے عارض
زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان جیب
چاک دست ستم کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین
میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین ای شہریار مجکو تجھپر تصدق کرین اور قتل کر ڈالین تو خون بہا

ین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ ای سرمایۂ زندگی عاشق کب مجسے ہوگا
کیونکر جبتک زندہ ہون کبھی تجکو قتل ہونے دونگا آگے جو مرضی
ے تونے کچھ مزا اپنے شباب کا نہ پایا میرے لیے ہان تجکو ان الم ملان

مقدر نے وہ سامان ہی دکھایا	کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
کہان مہلت کہ اب منھ سے کہین واہ	کہان ہم اور کہان تو وا افسوس
خدا حافظ ہو اب تیرا چلے ہم	لیے جاتے ہیں دلمین ہجر کا غم
لحد پر میری آکر کرنا احسان	چڑھانا پھول م پھر وہان مسکرانا

شگفتہ غنچۂ دل سیر اکرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ
کمال برہم ہوا اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر ان بھائیون کے جدا کر جلاد بعجیل مستعد
قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض
رسا ہوئے کہ ای بادشاہ بیت مقبول ہو عرض یہ ہماری ✦ سکہ ترا مہر و مہ پہ جاری ✦
اس مجرم کو خداوند بیابان حیرت مین بھیجواگئے تھے اب نہین معلوم کیا انکی مشیت مین کیا تھا
جو یہ وہان سے رہا ہو گیا ازبسکہ یہ مقدمہ خداوند سن چکے ہین بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار
کو کرنا اچھا نہین و نیز ملکہ کی مادر گرامیقدر ایک مرتبہ تو ناراض در باب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہین
اب کی مرتبہ تو یقین ہی کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک مناسب
ہی کہ خداوند سے اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیے آنکے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نفرمائینگی
اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہی یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر
صدف جادو سے حکم دیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ
ارشاد فرمائین سن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ بالوفر خدمت خداوند مین حاضر ہو کر جملہ کوائف
زبان پر لایا خداوند حال سنکے خود سوار ہوکر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے بدستور قدیم
شرائط تعظیم و تکریم ادا کر کے برابر اپنے بٹھلایا اس عرصے مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی
پہونچی ملکہ کی انا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس
میری گود کی پالی کسینے کہا ہی ہی بچی تیری جوانی کوئی پکاری یا سامری میری فریاد کو پہونچو میری

صاحبزادی پر سے یہ بلا دور کردو کسی نے کہا ارے لوگو میں
بلائی کی آلابلا سے لیکے مر جاؤن یہ حالت مادر ملکہ نے جوان
بال پریشان کر کے کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ میں
بصحرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھونگی جب باد
سب عورتین محل کی رونق بیٹیی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا
یہ کیون چھری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسیطرح کے کلمات کہتے
یہ آئین خواجہ سراون نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی آ
آئی ہین یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے
حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے قید سے رہا کر کے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا
علاج کر دینگے کہ وہ نام بھی اِس مسلمان کا اب نہ لیگی اور اِس گنہگار کو بھی فی الحال قتل
کرنا مناسب نہین اسلیے کہ شہزادی اِسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے ہلاک ہو جائیگی جب
مین اُسکا علاج کر دون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت
جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اِس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجکو
بغیر تیرے رہا ہونا منظور نہین سرکار عشق مین رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابروے یار نے
فرمایا کہ ای ملکہ جو قید غم سے چھوٹا وہی سہی تم رہا ہو کر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ
جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ خیال نکرو نظر بفضل خدا رکھو ملکہ مضطر یہ نصیحت سنکر مصلحت
رہا ہونے مین سمجھکر داخل محلسرا ہوئی مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ حضور باہر نجائین
ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی
مان نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب پیٹ سے پاؤن نکالے
ہین شاباش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اور مان نگوڑی کا سر مونڈا ارے
میرے یہان کی لونڈیان بھی نہین بھاگین اور چھپا لین مشہور نہین ہوئین نہ کہ بیٹیان
خیر شکر ہے سامری کا یہ بھی نصیبو نکا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور
باسائش رہنے کو جگہ دی اُدھر شہزادے کو ساحرون نے لیجا کر ایک نہایت تنگ و تاریک مین

ں مین بیرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کی بیقراریان کرتا تھی
ریان کرتا ادھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر عشق کا
رتی حال ان دونون وابستگان سررشتۂ زلف گیسو
ں عمرو عیار مذکور ہوتا ہی - کہ یہ عیار نیک کردار جیب
جانب کوہ چلا گھاٹیان پہاڑ کی طی کرکے قلعۂ کوہ پر پہونچا
وازہ اسمین بنا تھا بیچ مین دروازہ بہت بڑا تھا اور
ین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب
آئی دروازہ بند ہو گیا اور سنائی دیا کہ ای اجل گرفتہ ماندی تا دور قیامت اینجا ماندگی
عیار نے اس آواز کی طرف کچھ توجہ نفرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرای
پرخار دشت پرآزار مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی جیسے تھی
مسافران صحرا کی گواہ تھی غار ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کیطرح نرم تھا
ہوائے گرم کے جھونکے ہوائے خاطر مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل و جگر جلاتے زرد گل
سے رہرو وہان طپش کھاتے پانی نام کو نہین چشمۂ چشم بھی اشکون سے خالی زبان مژگان
سے سوکھی سناتے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کف دست کیطرح منزلون کا بیابان بگولے
اڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سر گرم پرواز ہر سمت سائین سائین
کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا کہین کہین
جانور جو نظر آتا تھا پانی کی تلاش مین پھر پھر آتا زبان باہر نکالے تڑپتا کسیجگہ جو ایک
دو درخت تھے جلے ہوئے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے اُنپر دو تین چیلین پوستے لٹکائے آنکھین بند کیے
بیٹھی تھین اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل ذوق کا
جلتا تھا زمین کے قلب سے شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو تو وہ جنگل آگ کی ٹھیک
بھاڑ دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ ابیات

ٹھیک ہوتی ہے جو گھڑی دوپہر
پر فرشتون کے جلنے لگتے ہین
جلنے لگتا ہے دھوپ ادھر اگر پیدا ہو
مہر تھے پہ اپنے بچے دھر
چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگ گئین
کرے ذرات پر جہان کے نظر

غرض ایسی ہی ہو تپ تپی سخت | جن و انسان وحش
وقنا ربنا عذاب النار | یہ عیار طرار بنیاد

اُٹھاے گا اُس زمین آتش بار کو طی کرتا تھا جب بہت پیا
اور طلسم کا معاملہ سمجھکر کچھ دعائین اسنے اوپر دم کرلیتا
اسیطرح جب دن ڈھلا اور آفتاب کی عرصہ فلک
اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے مقام
بھی ہری تھی چشمہ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی ہو
آئی یہ ایک چشمہ کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھویا پانی پیا دن جو کم رہگیا تھا سوچا کہ شب بھر
اسیمقام پر رہنا اچھا ہی بس وہان ٹھہر کر تماشاے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخش
کرنے لگا دیکھا کہ دور تک درختان سرسبز کے قرعے ہین انکے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے
پھرتے ہین بیل گاے ہرن بارہ سنگھے وغیرہ بیشمار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہی
کہ وہ جانور کبھی تو کلیلین کرتے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہو کر شاخین ایک
دوسرے سے ملا کر اسطرح روتے ہین کہ دل سنگ بھی انکے رونے پر آب ہوتا ہی اشک کے
دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈوبتا ہی سیارہ کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دلمے
سوچا کہ یہ مقدمہ طلسم ہی ان جانورون مین کچھ اسرار ہی آگاہ اُس سے پروردگار ہی تم بھی یہان
بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہی اور فلک کیا بازی تازہ
بروے کار لاتا ہی یہ سوچکر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر آراستہ
کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگا کر زمین پر گرا اور ہرن کیطرح جست وخیز کرتا دور نکلگیا
پھر وہان سے دوڑکر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کیطرح گریہ وزاری کرنے لگا وہ
دن تو کم باقی ہی رہگیا تھا کچھ ہی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن برج اسد نے غار مغرب مین منھ
چھپایا اور آہوے شب جست وخیز کرکے عرصہ عالم مین آیا نظم

جو جھم جھم کرکے آیا آہوے شام | بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام | ابھرے تھے کہکشان بیچ جب ستارے
چھپے انجمن چکارے بنکے تارے | سر شام وہ جانور سبکے سب ایک سمت کو جستین کرکے چلے یہ

نہ ہوا وہ سب کچھ دور جاکر ایک میدان میں جمع ہوئے ناگاہ سامنے
ہوا کہ ہرن سوا اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا
دے اور شیرینی اور روغنی سے بھری تھیں پس اُس ساحر نے
بنائے اور اُسمیں کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز دی کہ اے مقیدان
طلسم سب جانور اِس صدا کو سنکر دوڑے اور اُن تھالون میں
اور بھی ایک تھالے میں منھ ڈالکر ٹھہرا رہا اِس اثنا میں وہ ساحر
رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار مذکور
بھی کھانا چھوڑ کر اُسیطرف چلا لیکن اِسطرح سے کہ وہ ساحر تو بعد فاصلے سے آگے اور یہ عیار
چھپتا ہوا اُسکے پیچھے روان تھا صحرا میں چاندنی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور بچھی تھی
گویا لکھا تھا سبز گھانس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہائے مروارید بر ریشم سبز میں
پروئے ہیں جانور آواز دیکے چپ ہو رہتے ہیں تالاب اور جھیلیں برنگ آئینہ مصفا ہیں بگلے
ایک پانو سے جھیلون میں چپ چاپ کھڑے ہیں مرغابیون کے غول کے غول کنارے اور
ٹاپوؤن پر بیٹھے ہیں قرقرے ایک جگہ پرون میں سر ڈالے کھڑے ہیں جنگل سے ایک آدھ ہرن
بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل چشمہ میں اُتراتا ہے جھینگر کی جھین جھین ہی گھڑی اُڑاتی ہے یہ عیار ہرن
بنا اِس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر پر پیدا کرکے اُڑا یہ عیار
تھم گیا اور اِسنے دیکھا کہ اِسمقام پر دو راہین ہیں ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری
راہ اُسکے خلاف ہے بیچارہ اُس ساحر کا ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم
سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا کیونکہ کئی پہر کا تھکا ماندہ
تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی جب تارے ڈوب گئے
بڑے بڑے تارے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈاریں دامان
کوہ اور سبزے سے نکلیں جابجا سو سو پچاس پچاس کے غول پھرنے لگے کسیطرف سے پاڑھے
کسی جانب سے نیل گائیں ظاہر ہوئیں کچھار میں شیر ڈکارتا ہاتھی چنگھاڑا درختون پر مرغ
جھنڈ کے جھنڈ بولنے لگے ڈھیر جھنکار سے جھیلون پر بگلون نے پھریری لی مچھلیاں دم مارنے لگیں

مرغابیون نے گردنین بلند کین قرقرون نے [illegible]
ہوا درختون کے پتے چمکنے لگے طبع ساز قدرت [illegible]
آفتاب فرمایا کہ [illegible]

کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار		ہوئی پوشیدہ [illegible]		[illegible]
صدا دینے لگے مرغان گلشن		سیارہ نماز [illegible]		

[illegible] سحر [illegible] ہو رہا تھا اور [illegible] تھا کہ ادھر [illegible] اسطرف روانہ ہون اسی خیال مین تھا کہ ایک ساحر کو اپنی جانب سے آتے دیکھا [illegible] اُسکے پاس گیا اور بطور ساحران سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر کہا ای بھائی کہان سے آئے ہوا اسنے کہا یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا مگر اتنا مجکو بتلا دیجے کہ جدھر آپ جاتے ہین یہ رستہ کہان گیا ہی اُسنے جوابدیا کہ ای عزیز معلوم ہوا کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہین ہی عیار نے کہا آپنے خوب پہچانا مین حوالی مین اس طلسم کی رہتا ہون اور پہلے وطن میرا طلسم ہوشربا تھا بعض امور سے ترک وطن کرکے حوالی مین اس طلسم کی آرہا ازبسکہ مجکو سیاحی کا مزا ہے اس طلسم مین بھی آگیا اُس ساحر نے کہا تو ادھر اُلٹا تم آگئے طلسم کی چار راہین چار سمت کیطرف ہین ایک راہ دریا پر سے دوسری بیشۂ حیرت کے پہاڑ پر سے اور دو راہین جو اور ہین وہ ساکنان طلسم ہوشربا اور دیگر طلسمات کے لیے ہین اور اُن راہون سے جو آتا ہی دکھوا پشت پر سے اس طلسم کے آتا ہی تم اُدھر سے جو آئے تو اسطرف کیونکر آگئے شاید راہ بھولکر چلے آئے اور تم ساحر تھے اسوجہ سے بچگئے ورنہ اسیر ہو جاتے عیار نے یہ سنکر کہا ہان مدت سے آوارۂ دشت دکوہ پھر رہا ہون آپ دستگیری فرماکر راہ پر لگا دیجیے اُس ساحر نے کہا ای عزیز جدھر مین چلا ہون یہ راستہ قلعۂ طلسم کا ہی اور جدھر سے تو آتا ہی یہ راہ شہر جام کی ہی اور حاکم اُس شہر کا عقاب بن جام ہی اور صحراے طلسم مین وہ لوگ جو داخل حصار سے طلسم مین ہوئے ہین انکو بیل گائے ہرن اُسنے بنا دیا ہی اور ہر شام و سحر کو ایک ساحر کھانا لیکر اُن جانورون کے لیے جاتا ہی جو کوئی نیا وارد نظر آتا ہی اسکو بھی وہ جانور بنا دیتا ہی اب بھائی کچھ ہی دور آگے بڑھتے تو جانور بنجاتے خوب ہوا جو مجھسے آکر ملے لو آؤ میرے ساتھ قلعہ مین چلو اور میرے گھر پر ٹھہرو ورنہ بادشاہ طلسم کو خبر تمھارے آنیکی ہوگی تو جب بھی قید ہو جاوگے یہان کسی غیر کے آنیکا حکم نہین ہی مالک طلسم

...ن سامری ہم سبکا خدا ہے مین ایک کام کو شہر جام مین گیا تھا
...نہ قریب تھا اسلیے جلدی واپس آیا سیارہ یہ گفتگو اُس ساحر کی سنکر
...ا جو تو ہرن بنکر اُس صحرا مین ٹھہرا رہا ورنہ وہ ساحر جو کھانا لیکر آیا تھا
...تو ربنا دیتا غرض اُس ساحر کے ہمراہ یہ بھی باتین کرتا روان تھا کچھ ہی
...ہم پہونچا ایک حصن حصین بعید فرو تمکین بنا دیکھا ساحران شیر صورت
...قلعہ کے جو میدان تھا وہان ہجوم خاصے بنے تھے اور بہت کچھ
سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا ازبسکہ یہ کوئی
اول درجہ طلسم کے ہے یہان کچھ ممانعت نتھی یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان
آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن رسا فطرت کا آنکی بلندی
دیکھکر سرگردان طرحین بختہ وہموار زمین مصفا لبسان آئینہ تھین کہکشان فلک سر راہ پر دل
وجان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان و حسین
ہر ایک شہر یار ملک تزئین دکانین اشیاے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت
مہ جبینون کی طرحداری ناز و غمزہ کی گرم بازاری زلف کا سودا رزان نظارہ اپنے اوپر آپ
نازان کہین صرافہ کھلا اُسکے جواب مین دوسری جانب بزازہ حسین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ
تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان گلبدن زیب تن
گلبدنان جہان اسیطرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جنکے سامنے نگینۂ آفتاب داغی تھا
مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرہ سفیدی قمر رو ہو رہے
روبرو کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین
نانبائی کسی جانب کنجڑنی سکڑنی سراپۂ حسن و ناز جمع کیے سب بیٹھے ہوئے حلوائیون کی مٹھائی پر
شیرین کامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون کے کھانون کو دیکھکر نان ہوس سینون کے تنور
مین تپتی کنجڑنون کی ترکاریون پر سبزرنگان عالم کا دل برنگ سبزہ پامال ہوتا ہرا ہرا ساگ
سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار تھا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلشن
رضوان سے بہتر تھا نظم

غرض سب مین تھون کا گرم بازار	ہوا تھا جبر شتا…
کوئی نقد دل و جان مفتون بیتا	کوئی دو کان…
کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا	برنگ زر تھی…

اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اسکے گھر…
بوتل شراب کی نکالی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شر…
اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی…
مٹھائی نکالکر کھائی آسودہ ہوا پھر سر رشتہ سخن…
مقسوم جادو کہتے ہین اُسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اسنے پوچھا کہ
آپ کو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب افسون سے یہ
طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہی کہ ایک شہزادہ نبیرہ حمزہ اسطرحسے داخل طلسم ہوا اور ایسی
یہ سانحہ گذرا اجمالا ماجرا ابتداسے انتہاتک اپنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ اب وہ
شہزادہ قید ہی کل روز جشن خداوند ہی شہزادے کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا
کیونکہ خداوند نے وعدہ فرمایا ہی کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کردینگے
یہ ماجرا اس عیار نے سنکر دل سے کہا شکر ہی خدا کا کہ پتا شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل تمام دن
اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن مینائے دہر سے شراب نور ساغر
مہر مین لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل عمرو دشمن گشکر گرم توسن درہ بگریز ہوئی کہ بموجب بیات

جمال صبح نے کی بارش نور	جبین خاک چمکی مثل بلور	جدا ابروانون سے ہونے لگی چشم
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع		

وقت سحر سیارہ نامور بیٹھکر تماشائے بازار کر رہا تھا کہ
یکایک صدائے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوئے دکھائی
دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی اس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ ای برادر تیاری کرو
آج خداوند کے دیدار کا میلہ ہی تمام خلقت اِس شہر کی اور ہر سمت کی اِس طلسم سے آکر جمع
ہوتی ہی مین بھی جاؤنگا آپکو بھی چاہیے کہ تشریف لیچلیے سیارہ نے کہا میری سعادت ہی جو ایسے
ایسے مقام پر جاؤنگا یہ سنکر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس تبدیل کرکے ایک جوڑا

...ر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی پیرہن بدل لیا اور وہانسے
...سیر کرتے جب بہت دور نکلگئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا
...سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر
...تھی اُس میدان مین خلقت کا جماؤ ہوتا جاتا تھا دوکاندار حلوائی
...لونے والے آتے جاتے تھے خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ
...مخمل اور بادلے نصب تھین چوبین انکی الماس نگار سب تھین
...جڑے تھے سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی
فوج فوج ستون ستون آتے جاتے تھے بیلدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دکاندار دکان
جماتے جاتے تھے بیوپاری پالین راوٹیان کندے بنگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین
سربلندی دکھاتے ترسول انپر چڑھے پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندر بن سامری کی
تحریر پونے دو سو خداوندان باطل کا وصف تسطیر جھیل کے کنارے چبوترہ زمردین بنا اور
اس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس گنبد کے باغ
لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلاے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت
صانع گلشن عالم آشکار تھی خیابان بوستان مثل صالح پاک روش و نیک و نیچہ مرجان بر
دست دعاے عابد خوشنو صد برگ مین سبحۂ صد دانہ کا شمار جعفری مطیع جعفر طیار نسیم سحر مین
تبرک نفس اہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق ہر برگ شجر سوسن زبان شکر کنندگان داور
سجدی برنگ روشن ضمیران صاف باطن بوے گل مشام اہل راز کی ساکن غنچہ مثل دل ہاے
حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہ کا جوش کلیان صومعہ زاہدان
خوشبو سنبل یاد گیسو قدرت مین آشفتہ موتیہ آزاد لبسان تارک الدنیا نہین نہین قمر دیکھے
پیے عشق حقیقی کا زینہ لالہ چند کہ لبسان دریوزہ گر پیالہ بدست لیکن قانع مست بجائے
الست بلبل وظیفہ خوان عبادت خانہ بہار دیدۂ نرگس سے حقیقت بینی آشکار یاسمن و
نسرین و نسترن معتقد ہواے فصل آذار کہ

ابیات

شمشاد ہین اسی کو دیکھکر گل ۔ اُس گل کو پکارتی ہے بلبل
غنچون مین ہے صورت تفکر

کیا انگو اُسیکا تھا تصور		جاری تھے صروف [illegible]

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا [illegible]
اخضر کہنا تو غلط ہے برج فلک چہارم فقط ہے [illegible]
مغ وکسیسبان بیٹھے تھے یاد خداوند سامری [illegible]
تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس ساحر نے کہا اس باغ میں [illegible]
کرو اسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائنگے اسوقت سجدہ کرینگے [illegible]
میلے کی سیر چلو کریں وہ ساحر یہ سنکے ہمراہ [illegible] دونوں بیٹھے [illegible]
دیکھنے لگے حسن چمن کا پیش نظر ہوا یہ رنگ [illegible] کہ جادوگرنیاں [illegible]
باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع فانوس پیرہن میں روشن پڑی اُبھرے چھاتیاں تن
تھیں انپر ہزاروں جوبن ہاتھوں پر تھالیاں رنجی رکھے چوکھین انمیں جلائے موہن بھوگ دریچوں
رکھے سر سے پانک آب جڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئیں اور میہ پیرہن نہاتیں
جب غوطہ مارکر ابھرتیں مہرتابان برج آبی سے باہر آتا پیرہن جو بدن میں لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت
نظر آتا واقعی وہ ماہی بحر حسن وجمال تھیں گوہر تابندہ قلزم مثال تھیں ایکطرف تو ان پریکروں کا
مجمع تھا ایک سمت میلہ جمع تھا دکانداروں کی پالیں تنی تھیں دکانیں ہر رنگ کے اسباب
واجناس کی آراستہ اور سجی تھیں حلوائی تھالوں میں مٹھائی لگائے بیٹھے تھال آفتاب وماہ کی
تھالیوں کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کے لیے ترستا رکھا ویسے ہی
اس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسیگا اور ہونٹھ چاٹتا رہیگا۔ ایکطرف ترکاری ہر قسم کی
ڈھیر لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن انکا دیکھکر آسیب ورہوتا انار پستان کا جو دیکھتا
سینے میں جوش محبت ضرور ہوتا شفتالو بوسہ شفتین کی رغبت دلاتے جامن کو دیکھکر لب مسی
آلود اُنکے ہمیشہ یاد آتے۔ ایک جگہ بھٹیارین اپنا جلسہ جمائے تھیں دکانیں لگائے تھیں ہال
کے اندر میزوں پر حقے رکھے تھے نیچے گلن میں بھیگے تھے تپائیوں میں چلمیں کٹوری تھیں چرس
بردم بھرتے تھے سالجہا ابکا سارا جہاں شیدا کشمیر بر حسیونکا دم فدا یار قند کے گھونٹ تر بار پیتے تھے
گھونٹ انکے ہیں ساقیون کے شربت وصل پینے بردم نکلتے وف اور دوارہ بجا تا بہ سامنے کھلا آمینہ لگا

ھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے عشق کی آگ مین جلتے کہین
بجا رہی تھین سرخروئی جتا رہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو
اُن سبزہ رنگون کے وصف مین زبان لال اُگال اُنکے مُنھ کا یاقوت
قوت سرخی لب اُنکی ایسی خوشنما کہ بموجب شعر سرخی لب کے وصف مین
کہا تو خون تھوکا ❊ دکانداروں کا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرایش
تھی دکانون کے آگے ٹھٹیان اگر ناچتین ہیجڑے ڈھولک بجا کر گاتے
راستے کے کنارے فقیر چادرین بچھائے بیٹھے کوڑیان پیسے پھینکتے شعبدہ باز
خت پر جو مدے جمائے بیٹھے تخت کہار ہر سمت اٹھائے پھرتے ڈھلے بانسری بجتی ترسول
بنسول وہ نکلے لاگین دکھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے اُستاد کی جو بولتے۔ ایکطرف گلفروش
ہار بیلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدحام نگری سے جا بجا تنبے رئیس بنے ہوئے بیٹھے زیل اُڑاتے چلمون
پردے لگاتے اندر سبھا جھگت سپیرا گرد چیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی ہر دو نکا کھانا عجب کیفیت
عیش کا زمانہ۔ بہت ساحر اکر مان کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپکر قدم اٹھاتے امرائے عظام
پالکیون پر آتے آگے لڑکون کو بٹھائے کھلونے سامنے خرید کر کے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار
ہوتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا مسند ہو نکا دہان مجمع بعض مقام پر افیونی بیٹھے گھولا چلتا داستان
ہوتی گنے چھلتے بازار مین کوزال پیالے گشت کرتے جو بدمعاش گھورتے اسیطرح جب
دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سنائی دی لاکھ ابر کے سرخ و زرد و سپید ہوا پر ظاہر
ہوئے اُنکے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے
بارہ سو ساحر تلوارین کھینچے مرکب پرند سوار گرد اُنکے اور ایک تخت پر ملک گوہر شاہ جلوہ
فرما اور تختون پر ناظمان طلسم مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور انکے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت
وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان پوشاکین نفیس مُرَزّر پہنے غرق دریائے
جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے انبوہ اکابرین شہر ساحران نامی ہر سمت سے
آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالیشان رؤسا کے نصب کیے گئے بارگاہ

تخت سے اُتر کر کئی سوگشتیان زر و گوہر جواہر کی [illegible]
تمام امیر و وزیر روانہ ہوئے اور اُسی باغ مین آکر جب [illegible]
دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند بچھا تھا جواہر و زر نگار [illegible]
وہی بچہ شیطان سکندر بن سامری بیٹھا تھا گرد تخت کے [illegible]
وغیرہ کی تجھی تھین اُنکے بُت پونے دو سو خداوند بنگئے ہوئے تھے [illegible]
جاتے ہین - تیتا بیتا دم غبیثا - توری گاے کا بچھڑا - گوسالہ سامری [illegible]
بقیا و زرین تن - تابوت معلق - [illegible] معلق - [illegible]
فرعون شاہ - نمرود شاہ - شداد شاہ - [illegible]
جمشید - وغیرہ اور ان سبکے گرد عود و سوز و اگر سوز رکھے تھے بخور ہوتا تھا بادشاہ اور سب
اُمرا نے ان سبکو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کرکے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوندنے
حسب موقع ہر ایک کو جواب دیا بادشاہ نے عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرمائیے
کہ اُس مسلمان کا عشق اُسکے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے نے کہا آج کل خلائق
کو ہم اپنا دیدار دکھائینگے اور اُنکے مطالب بموجب اپنی مشیت کے بر لائینگے کل تو اپنی لڑکی
کو لانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہو جائیگی بادشاہ نے یہ سنکر سجدہ کیا
پجاریون نے سنکھ اور نفیر اور گھنٹے بجائے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا
اب ہر شخص میلے کا آنیوالا اندر گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین زر
روپیہ اور دونے مٹھائیون کے چڑھ گئے ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختوں مین
صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولونکا انبار لگا تھا بکرے بھیڑ وغیرہ ہزارون چڑھائے تھے
ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار پڑے تھے گنبد کے ایک طرف
سے پرساد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتین ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ
تھین بعض نذر منتین کرتین بعض آنکھین بند کیے خداونکے دھیان مین تھین اسی پوجا پاٹ مین
وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب مین گیا

ب وسیارگان برنگ سیاحان میلہ گنبد افلاک مین بہر پرستش خداوند یگانہ آیا نظم

ن کے پردہ شب | بڑھا صحن فلک مین غل کوکب | پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
ام کا روشن ہوا نام | شام کو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ مین پہنچکر میلے کی سیر کرنے لگا

مین چراغون کی روشنی ہوئی طبلون کی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغاے مردمان
ہم بڑ ہو گیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اسطرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو
خار ہیان کسطرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیون کے ڈیرون
جما ہوا تھا داد عیش دیتے تھے جھیل مین کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیرتے تھے
بھٹیارے کی دکان کے سامنے مہتابین چھوٹتی تھین کسیکا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہین
جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر کیا ہے
عیار نے بھی اندر گنبد کے جا کر اُس ساحر کے ساتھ جا کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ اے
برادر تمھارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہانسے ہمارے
شہر کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُسکے ساتھ چلے جائینگے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب
ایسی بھی کیا جلدی ہے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنیوالے کئی دن رہتے ہین
جلدی کیا ہے چلے جائیگا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُسکے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا
اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر مین جا کر سو رہا یہ وہان سے اُٹھکر باہر آیا اور میلے کیطرف چلا
جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہان میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر
موم بتی روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھکر ایک عورت نہایت شکیل کی ایسی صورت بنا طرہ
زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ فرمان خوشبو جاری فرما کر چین و ختن سے خراج لیا روے منور نے
وہ نور پیدا کیا کہ سکہ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے
یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروے خمدار نے
وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدون نے محراب اطاعت مین اُنکی جبہ جھکایا تیر نے گوشۂ کمان مین تک
کار کے لیے چلہ کھینچنا چاہا آنکھین عین حقیقت خود بینی سے آگاہ بینی الف ہین لفظ ما کان
جوہری حسن کی دو کان لب سرخ فرحت بخش لعل بدخشان دانتون کی چمک تک پر گوہر غلطان

لوٹ ہو رہے کے دل پر چوٹ سیب قن کا رنگ ...
کا قلب خالی بر دوش لطافت سے ہم آغوش ...
حباب بحر نور ہچنیاں کنول کے پھول پر ز...
عاشق کی جان

غزل

شراب خوردہ وخوی کردہ کی شدی کہ من
فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انگیخت
بزیر نگاہ چمن وش مست مگذشتم
صبا حکایت زلف تو در میان انداخت

خمی کہ ابروی ...
کہ آب ای ...
زشرم آنکہ ...
کہ از دہان ...

جب اس شکل وشمائل سے بسان ماہ کامل درست ہوچکا
ساری زرد وزی باندھکر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھوں میں سرمہ دیا لبون کو مسی آلودہ کیا مانگ مین
سیندور بھرا دست وپا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کار زیور کانون مین اور باقی موقع و
مناسب سے طلائی ونقرئی پہنا برنجی تھالی مین چومکھ دیا جلاکر رکھا مٹھائی اور کچھ روپے
رکھکر تھالی اٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت راہ چلتے ہو تو مردے ہین تکلم کرتے
زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے + اسیطرح میلے مین پہونچکر جہان مجمع نوجوانون کا دیکھا
انھین مین سے ہو کر نکلتا اکیلی عورت رات کا وقت ایسی حسینہ یارعن نے جو اسکو دیکھا
تکا ذہن کرنے پھنسے ساتھ ہوئے کوئی کہتا واہ آشنا غور بچاہیے کسی نے کہا یہ مرادون کی گٹھری
کہان دیکھیے کھلتی ہے ایک نے آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیے یہ نقد القدر مال یہ دولت کسکو ملتی ہے دوسرا
پکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسینے کہا منہ پھیر کر ہنس دیا پھر
ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے یہان دیکھ لینا بعض جو معزز خرلعینے کے ڈھنگ
سے بگڑے ہوئے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آکے کسینے کہا او دولت بیدار کیا گنجینۂ شرم
وحیا تو نہ لٹائیگی اور نقد دل ہمارا ہی لیجائیگی ایک بچی تیری بہت اچھی ہو گی ذرا ٹھہر جا
میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ بیت
نہ جیا تیری چشم کا مارا + نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا + ایک نے بحسرت و یاس کہا کہ فرد
تمھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہدیتے + جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا + پھر دیکھ

صد شکر کہ مرنے کا خلش اُٹھ گیا دل سے ٭ جب سے ہوئے پیدا ہم
٭ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے ناز و غمزہ کے لشکر کو
حکم دیا یعنی کبھی تیوریان چڑھا کر آستین برہن ہستی کو چین بجبین کر دیا
من دل برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر ناز کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے
فشان شیرین سے لبہائے شکرین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتا
ون کو جلو مین لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی
من امید پر ختم گیا کہ جب یہ بت رعنا پرستش خداوندی کر کے باہر آئیگی
اُسوقت اسکو رام کرینگے غرض یہ تو رُکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ
آ گئی تھی پجاریون نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے
دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوئے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریون نے کہا
پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا اور عرش اعلی پر جانیکا ہی اسنے کہا مین شکو پیا
ٹھہر نہین سکتی اسیوقت مگر جاؤنگی تم دروازہ کھولدو خداوند میری آواز سنکر عرش سے
فرش پر اُتر آئینگے مجکو بلا کر آپ کی فلک اعظم پر چلے جائینگے پجاریون نے کہا تمکو کیا خداوند
نے بلایا ہی اسنے جواب دیا مین قسمی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوئے گئے اور کہا جلد
ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم بیچین ہین یہ سنکر مین حاضر ہوئی ہون تم نجانے دوگے تو مین شکایت
تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے اور ایک اُنمین سے اندر گنبد کے گیا
سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا تھا نیچے
اور آرام کرنیکا اسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس تہخانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا
تھا دروازہ تہخانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آ کر آہستہ سے عرض کیا
کہ یا خداوند آپ جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بلایا اُسنے جلوہ جمال زن یا حسن و جمال کے آنیکا عرض کیا خداوند نے
اپنی کرامت ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت سچ فرماتی ہی ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا
ہی جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسیوقت باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آؤ تو
بندی مقبولہ خداوند ہی یہ عیار تھا ہی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا ہر ایک چھوٹے بڑے

بتون کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہانتک کہ نشست [illegible] تھا سکے
کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان [illegible]
سومی و کافوری روشن تھین خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش [illegible]
دیکھکر اِس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع کیا اور [illegible]
خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس [illegible] ہزار دل پری [illegible]
لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو گیا [illegible]
سے اُٹھکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچکر پاس بٹھایا اُسنے ایسی [illegible] نگاہ سے [illegible] خداوند کو دیکھا [illegible]
اور اسے شرما کر سر جھکایا کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملایا میخانۂ چشم سے وہ ساغر بیخودی
پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین سمایا پاس بٹھاتے ہی لپٹنے لگا خرمستی کرنے لگا
اُس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنالیا اُسکے لپٹنے سے اپنے سسکی بھر کر کہا اے خداوند
مجکو اور بات یاد کر کے وہ معلوم ہوتا ہے پیار ابھی سن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایۂ ناز بیت
مجھے ہین یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون + سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون +
اُس شعلہ رو نے ہنسکے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ مُنھ پر خداوند کے مارا اور کہا بیت عبث
تو سر کی میرے ہر گھڑی قسم مت کھا + قسم خدا کی تیرے دل مین اب وہ پیار نہین + خداوند نے
اس بات کو سنکر مُنھ بڑھایا اور بوسۂ لب شیرین لینا چاہا اُس غنچہ دہن نے مُنھ ہاتھ سے رکا دیا
اور آہ سرد بھر کر کہا ہر چند کہ اسوقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت ایسی ہے کہ آپ بھی کچھ دیر
مین خوار و بے اعتبار کر کے نکالدینگے خداوند کو اِسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے باعث
خدائی و زندگی من گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بت کا بندہ ہون کہ شعر خدا کے
پیرہن چاک ماہرویان باد + ہزار جامۂ تقوی و خرقۂ پرہیز + یہ کہکر اُس ماہرو سے لپٹ گیا وہ
لبسان حوصلہ خاطر آغوش سے سرک گئی اب ہنگامۂ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوق بیچ
عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین تحمل گاہ [illegible] کبھی باہین گردن مین حمائل کرتی کبھی
خنجر ابرو سے غمزہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پاؤن پر سر دھرتا معشوقہ کبھی نیچی
آنکھین کر کے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی کبھی عاشق زانو مسک کی

کی پھر کر بھاگی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کرنیکی اب
د غا باز سے دریافت کی اور انگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی
خداوند نے کہا ہمین نہین اسنے انگوٹھا دکھا دیا وہ بیتاب نہ لپٹ گیا
والدین اسنے خوب سینہ و رخ و شکم پر منہ اپنا رگڑا خوشبو سے
ر پائی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہوگیا عیار طرار نے بجا لا کی اٹھا کر
ب صندوق بہم پہنچایا اور اسکے کپڑے اتار کر پہنے رنگ و روغن
بنا اور اسکو صندوق مین لٹا کر ٹپی بیہوشی کی ناک پر باندھ کے
صندوق کو مقفل کر دیا اور ایک کوٹھری مین اٹھا کر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگا دیا جب
اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور بآرام تمام سو رہا جب
عیار دہر نے صندوق مغرب وا کر کے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کو اکب
ظلمت شب کو بند کیا نظم

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا — روش عیار کی پھر رنگ لایا — اٹھا پھر روے شب سے پردۂ شب
در آیا مہ میان برج عقرب — وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوے پجاریون نے آکر ڈنڈوت

کی اور گنبد مین لا کر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو مابدولت نے ایک حور
اپنے پاس بلانے کو بلائی تھی اب اسکو جنت مین بھیج دیا ہے بس اپنا بھی دل اسکے پاس
جانیکو چاہتا ہے پجاریون نے عرض کیا اگر پھر اسکو بلوا لیجیے گا آپکے جانے سے سب بندے
محروم رہجائینگے دیدار آپکا نپائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم انکے
مقاصد دلی پورے کرینگے بہ حکم سنکر ملازمان دیرو دوڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلیے نہیے
نصیب آپکے کہ خداوند نے آپ کو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان نذر
دگوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا ادھر پجاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار
ہوا کہ خداوند تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ
گنبد کا کھلا درشن سبکو نصیب ہوا ادھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبح کو
مقام عیار مذکور پر آیا اسکو نپایا سمجھا کہ وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے

الحاصل لباس تبدیل کرکے خداوندکا دید[ار] [illegible]
بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیار[illegible]
خندۂ دندان نما کیا اِس اثنا مین بادشاہ طلسم [illegible]
آکر تخت خداوندیکا طواف کیا پایۂ سریر کو بوسہ [illegible]
نے فرمایا کہ اپنا مطلب لی بیا نکر دریاے رحمت [illegible] اسوقت جوش زن ہے سب تمنا [illegible]
پوری کردونگا بادشاہ نے یہ سنکر براے صحت [illegible] خداوند نے فرمایا کہ [illegible]
کامل عطا فرمائی شاہ نے اِس عنایت کو دیکھ[کر] [illegible] سجدہ کیا اور بار دیگر شہزادہ قاسم کے قتل
کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اُس گنہگار کو یہان حاضر کرو ہمارے سامنے اسکو قتل [illegible]
بموجب حکم کارپردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قیدخانہ سے نکلوایا تخت سحر پر ڈالکر ہزار
ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوئے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادۂ
بیچارہ پر پڑی حال زار اسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے
بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوے
یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ہے ماہتابان سپہر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے پروردۂ مہد
ناز و نعمت یہان قید کی آفت دلمین معشوق کا رنج فرقت مہر خموشی بر دہان فرحت و عشرت
گریزان دل بستگی عیان یہ صورت نمایان

ابیات

جمی خاک تن پر برنگ زمین
کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہو گئے بڑھکے بدر کمال

گرا جیسے نکلے ہے پتلا کہین
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل

نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے آسکے رشک ہلال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منھ لال کیا
اور بادشاہ سے اِس مجرم کو بچاریون کے ہمراہ جاکر پشت پر اِس گنبد کے جو مکان کہ با دولت
کی آرامگاہ ہے وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل
خداے نادیدہ جو اسکا خدا ہے مدد اسکی نکریگا اور یہ باسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جاے
تو ہلاک نہوگا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹکر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان

نک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے
شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کرکے کاندھے پر
ی کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوند پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان
کے بٹھادیا زنجیر مین جکڑا رکھا سحر کی قید کو دور کردیا پھر خدمت خداوند مین
اخداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری جشن مین اس
سامان مہیا کردہ یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنائین شہنائیان دہل
ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون منقلین آتشکی سلگائی جائین اُنمین
عود و رال و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبحکو مین اُس مجرم کو ذبح کرونگا ہزارون ساحر ہزارون بجلیان
سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخیگا جو کوئی اُسکی آواز خرین
سن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُسکی صدا کسیکے کان مین نجائیگی اور اسپر بھی بنابر
احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہی کہ کان مین روئی دے یہ سامان توکل کے میلے کیا
جائے اور آج منادی ہوجائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اُس مسلمانکا غارت ہونا
دیکھے اور جو شخص کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹجائے کہ وہ
بھی آکر تماشا دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجے کا مہیا کرکے سوا پہر ہو جاکہ اُنھون نے
یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی ایسا مرتبہ تجکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے دشمن کو قتل کرایا ایسا
ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسہ عشرت جماکر داد عیش و
کامرانی دینا صبحکو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سبکے ماتھے پر دینگے کیونکہ
اُسکا خون جہان گرتا ہی وہ جگہ برباد ہوجاتی ہی بس دفع نحوست خونریزی ٹیکا دینے سے
ہوجائیگی تیری اُمید بر آئیگی اور سبکے کارج سنپورن ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا
نام سبکے تجھ پر جاری دیا ہی جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہی بادشاہ یہ نصیحت سنکر با دل شاد گنبد سے
باہر آیا کارگذارون کو حکم بحکم خداوند سنایا اُسیوقت نقارخانے گرداگرد درست ہوگئے منقلہائے
آتشین ہر سمت بیشمار رکھدی گئین منون رال و گوگل ڈھیر ہوگیا ساحران نامی افسون خوانان
گرامی ہزار ہا آمادہ سحر خوانی ہوئے ہوم خاسے سجگئے یہ عالم جماکہ ابیات

ہزارون ہی بجے نقارخانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع اگر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نجائے

بجے ہر سو جلاجل [illegible]
ہزارون من [illegible]
اُسی صورت پہ [illegible]
تماشا جو کبھی [illegible]
نہ آیا گھر سے جو [illegible]

[illegible] مین اور تمام طلسم مین غوغا مچگیا نادان قتل شہزادہ
[illegible] یاد کرکے پریشان ہوئے کسیطرف قہقہے بلند تھے
[illegible] مذکور تھا کہ اِس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہی کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملایا
کیا ناموروں کو مٹایا خمسہ

ایکدن ہونا ہی سب ولی اور اعلی کو فنا	یہ مسافرخانہ ہی ای غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا	روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہی سپنے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نجانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پُرداغ کی یہ بہار ہی فلک کجرفتار برسر آزار ہی یہ نقارہ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہی دل ہماری ہی جان کو روتا ہی شولف گرگئی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہی ٭ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہی ٭ حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہوکر مشتاق تماشاے قتل شہزادہ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اُس کشتہ خنجر ابروے دلبر یعنی ملکہ بنفشہ نیک سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والاگہر کل تہ خنجر ہوگا اِس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہو میری دختر فرط محبت و جوش الفت سے اُس سراپا مصیبت کے ماتم ہوکر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدہ مستمرہ ہی کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اُس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علیحدہ چرچا ہورہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بلاکر پوچھا کہ

[illegible] رونق ہو اُسنے بلا مین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا [illegible] کہنے والی بندی کو وہ مُواخذاوند یونہیں قتل کرائیگا یہ سننا تھا کہ ملکہ [illegible] سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی [illegible] اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر [illegible] یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش خاک [illegible] لی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی [illegible] خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم سے ارادہ کیا تھا بلبلاتی تھی یہ زبان پر لاتی تھی خمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اسکی نہ پرنم ہووے
نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے
جسکو اے جان جدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اسکو دیا ہے اتبو
بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اتبو
حال کیا پوچھتے ہو حال برا ہے اتبو
ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اتبو
دوست و یاد مجھے ہین لوگ کہین ماتم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی
کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
جبکہ نپٹے ہو یہ ہے دوستی مجھسے کیسی
ہمدم ہو کوئی تو تدبیر بتاوے ایسی
دیکھنا اسکا میسر جو کوئی دم ہووے

طپش اس دل کی مری دیکھے تو بجلی بھی ڈرے
سنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہی پرے
اور اس دیدۂ گریان مین ہین آنسو وہ بھرے
اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دو ہوا اس سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے

بستر غم سے بھلا اٹھ کے مین کیونکر جاؤن
محنت و رنج و الم تیرے سوا کس سے کہون
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون
جرأت اب سانس بھی ہان مین تو نہ لے سکتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد دل کچھ کم ہووے

اسی گریہ وزاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب [illegible]
اور دیدۂ ثوابت اشک شبنم [illegible]

کہ عمرِ روز گھٹتے گھٹتے یکبار | ہوئی ساکت [illegible]
بشکل آہ مظلومان پُر درد | سایہ دیو شب [illegible]

[illegible] گود مین اُٹھاکر دالان مین لائین پلنگ پر مردہ [illegible] لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک [illegible] ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامرادتہ خاک گیا دو [illegible] تھے کہ مرکر معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اس شہزادے کے ساتھ تو ملکہ بلبل نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھو تھو اب سے دو پھٹکاریان اس ننھی سی جان نے نہین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی ایک اور بولی کہ اب اس پُر ارمان کا بچنا مشکل ہے درپیش صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین ملجائیگا ارے لوگو سکندر کا مقبرہ کیا پائیگا جوان دونون کی جان لیگا ایک اور گویا ہوئی کہ اوی ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کر دیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خانمان نہ اُجڑے کس کس کے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر مارا مارا پھرا فلک بھی اختر ون سے سینہ پر داغ رکھتا ہی غنچہ نے داغ ہر باغ رکھتا ہی **نظم**

لیلی کی کبھی یہ زلف شبگون	گہ سلسلہ ہر پاے مجنون	زخمون کے لیے کبھی نمکدان
سینے مین کبھی یہ نوک پیکان	چھالا ہی کبھی تو یہ کبھی خار	منصور کبھی ہی یہ کبھی دار
گہ بارش اشک شکباران	گہ سوزش جان بیقراران	یہ تو اس اندوہ غم مین مصروف

نالہ وشیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج ومحن جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہی کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہی پھر دیٹ کر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی ادھر تو یہ حال ہی اُدھر شہزادہ

...ہند روعشا قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین
...ض پر شہزادہ باتوقیر جلوہ فرما تھا شور زنجیر چاؤش بارگاہ تھا صدائے
...رسنے جاتے ہی دروازہ اُس مکان کے بند کر دیے اور قدم
...باعث سے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے
...اٹھاتا ہے عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر ہون مین آپکا خادم
...سے نے یہ سنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد
...ن سے ہتکڑی بیڑی دور کردین اور بجو داکر کے صندوق سے [illegible]
کو نکالا پھر رنگ روغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ
مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اُسکا لباس جو آپ پہنے
تھا وہ شہزادہ کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے بتا دیا کہ صبح کو اسطرح اس
گبر کے قتل کرنیکا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا
جب اسکے سر غل مچائینگے لوگ نقارے بجائینگے ساحر بجلیان چمکائینگے علامت اسکے مرنے کی
کسی پر ظاہر نہوگی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور راز طلسم سے آگاہ ہو کر طلسم کشائی کیجیے شہزادے نے
فرمایا یہ جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نکراؤنگا مسجود خلائق نہ بنونگا
عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائینگے تاکہ ابد تک رسم بت پرستی کو مٹائینگے
خدائے یگانہ کا آئندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائینگے حق تعالی آپکی نیت دل سے آگاہ ہے معاف فرمائیگا
مواخذہ نکریگا یہ کلمات سنکر شہزادے نے فرمایا اچھا یہ بھی ہمنے مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈورا
جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ بنفشہ نے اس حال کو سنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے
عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اگر ابھی
اس حال سے مطلع نکیے دیتا ہون صبحکو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بلا ہم علاج اُسکا
کردین جب وہ بُلائے کہیے گا چندسے اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائیگی شہزادہ یہ باتین
سنکر خوشنود ہوا اور عیار نے کلیچہ و کباب کسوت سے نکالکر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب
کی نکالین اور جام سامنے رکھکر کہا مین جاتا ہون آپ کسی پجاری کو بلا کر پانون دبوائیے اور

آرام فرمائیے یہ کہکر سکندر کو بھی طوق و زنجیر شہزادہ کا [illegible]
جو آنکھ کھلی خدائی کا پلیٹ ہوگئی تھی ہر چند تڑپا پھڑکا مگر [illegible]
پابستہ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دل سے کہتا تھا کہ [illegible]
غائب غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہی غرض بعد درستی [illegible] عیار مذکور کمند مار کر دیوار [illegible]
پھاند کر جانب ایوان بادشاہی روانہ ہوا اور دروازہ شبستان کے آکر ایک سپاہی کی
ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ مین ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اسکو سلام
کیا اور کہا مین بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا کون ہو کہا مین بادشاہ کے پاس تھا
ہون اُنھون نے میلے سے یہ کنٹر عطر کا خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہی کہاری نے کہا لاؤ
وہ کہان ہی اسنے ایک کنٹر عطر بیہوشی آمیز کا کمر سے نکالکر چاندی کی کشتی مین رکھکر تورہ پوش
ڈالکر اُسکو دیا جب وہ لیجانے لگی اسنے کہا بی مہری لو یہ شیشی تم بھی لو اسمین سے نہ لینا مجھپر
بدنامی آئیگی اُسنے کہا دوئی مین کیا چور ہون اسنے کہا نہین کیا ہوا لو شیشی لو یہ کہکر ایک
شیشی اُسکو بھی دی اُسنے لیکر سونگھی کہ دیکھون یہ عطر کیسا ہی سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اسنے
وہ کنٹر اور کشتی وغیرہ لیکر بچہ کسوت مین رکھی اور پرانی چادر سے ستر پوشی اُسکی کر کے کپڑے اُسکے لیے
اور اُسکی ایسی صورت بنکر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیون کا ہجوم دیکھا قصر و ایوان کی زیب
و شان نے آئینہ واحیران بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ بیت باغ رضوان مین کہان
ایسی ہو دلچسپ بہار ۔ یان کے معشوقون پہ سو جان سے حورین ہین نثار ۔ ہر سمت شاہدان
طناز پائنچے کلائیون پر ڈالے دوپٹے کاندھون پر ڈھلکائے ہوئے ہزارون انداز و ناز سے
پھرتے دم خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن مین چوکا لگا پلنگون پر خوبان
کوئی نیند مین غافل کوئی اکل و شرب مین کوئی لہو و لعب کا شاغل کہین چوسر کہین گنجفہ کہین
ستار بجتا بائین کا ٹھیکا کہین کہانی ہو رہی کہین شعر خوانی ہو رہی کہین پردے پڑے ہوئے
چاہنے والے در پردہ مزے اڑاتے شام ہی سے پہونچے ہوئے کہین دوئی آہ کی صدا پہنچا
قہقہے اُڑتے پھبتیان کہنے کی آواز برپا قلماقنیان و اغستانیان کاندھے پر رکھے پھرے ہی
اُٹلتین باربردارنیان اوٹون کے قریب جاگ رہین مسہریان پھولون سے آراستہ پلنگون پر

ڑکیان محل کے نوکرون کی گڑیا کا بیاہ رچائے ہوئے صحن مین کڑاہی
ونکا وہان مجمع بعض کم سنین چھولی چھلیا کھیلتین ہان غنچہ نازنینان
ین عیب ثواب آپسمین گتھین یار دیگرے سے چٹے جاتے کسیطرف سے
وہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی ارے
ین آواز آئی کہ جلد آ حضور چوکی پر گئی ہین کہین سے یہ صدا پیدا کہ دولہا
انی کے گھر سے مرزا آئے - غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ
چلتا تھا وہ کہتی تھی کہ بی مہری آج کیا تمنے بھنگ پی ہی جو دھکے
ین ہو کہ ہر وقت بوتلین چڑھائی ہو اور آیک ایک کو ٹھکا لیان سناتی
ہو لو صاحب مین نے ہزار دفعہ کہا ہی تم میرے منہ نہ لگا کرو بھلا مین دھکے دیتی ہون یا تم ٹکرا کر
گرتی پھرتی ہو یہ کہکر چمکتی ہوئی لنگا جھمکاتی آگے بڑھگئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی حضور کی
کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اسنے کہا ایک مسن عورت نے اسکو بلایا کہ مہری ذرا ادھر آو اسنے دیکھا
کہ چوکا تخت کا بچھا ہی اُسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہی یہ سمجھا کہ اس
عورت کو عہدہ کوئی ہی یہ سمجھکر اسکے قریب جا کر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کر کے تخت
کے کونے پر بیٹھا اُس عورت نے اسکے نزدیک آکر کہا بی مہری چھوٹی حضور نے جبسے اُس
شہزادیکا قتل ہونا سنا ہی اپنا حال تباہ کیا ہی بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے اپنی جان ہی جان
جاے آیا کہ چھنال گیا کہ چھنال مین تو آگ لگاتی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مردہ سی
پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی - مہری نے کہا
آپ سچ کہتی ہین لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا دور بی نوج
چھائین پھوئین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا کہاری مٹک کر اٹھی کہ بی بیٹھو ایسا کوئی چھپتا بھی
نہین وہ کون ایسی کشش ہی جسمین لگڑی نہین اچھا جب آپ اس مزے سے آگاہ ہی
نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہکر وہان سے ہنستی ہوئی ٹپا تو معلوم ہو چکا تھا چھوٹی
حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کیطرح پڑی تھی کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے آتے ہی
کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیا جی ہی میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس

آکر پانون دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھولدی [illegible]
جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے کی خ[illegible]
ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ا[illegible]
دل اُڑا جاتا ہی جاؤ سب اپنے اپنے مقام [illegible]
کچھ پیام لائی ہی پس تخلیہ اُسمقام پر کر دیا اُس[illegible]
ہون نام میرا سیارہ ہی تمھین اطلاع دینے [illegible]
سکندر کو پکڑ لیا ہی کل خداوند ہی ذبح [illegible]
سے کہکر بلائیگا پھر آگے جیسا ہوگا تمھارے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین
سے آرام کرو غم والم جانے دو ملکہ یہ سنکر فرط عشرت سے دلشاد بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر
سرخی آگئی کھل گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین
جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری نے میری جان بچ جانیکے لیے یہ فقرہ بنایا ہی
عیار نے اُسکو دوبارہ مکدر دیکھکر رنگ روغن رخسار سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل
ملکہ کو دکھا دی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی اپنی محرم راز کنیزون اور
انیسون کو بلا کر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ سیارہ کو دیا اُسنے عرض کیا
کہ باقبال حضور و بافضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہی یہ میری جانب سے کنیزونکو
دیدیجیے یہ کہکر شہزادیکی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اسنے سامنے کھانا
کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اُسی قصر کے دروازے سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ
باہر پہونچا دیا اُدھر بعد کچھ عرصے کے وہ کہاری جسکو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور
ننگا اپنے تئین دیکھکر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچگئی
مگر اب اسی ہیئت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تمغہ جو تیرے
سر پر لگا تھا اُسکے جانے کا کسیکو یقین نہ آئیگا سب کہینگے اسنے بیچ لیا ہوگا غرض وہان سے
در دولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہی مین لوٹی گئی سپاہیون نے قریب آکر پہچانا اور
حال پوچھا اُسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوئے کہ اُسکے لوٹنے کا ہمین لوگون پر

[illegible] سے کہا جا محل مین حضور سے اپنا ماجرا بیان کرو یہ اندر محل کے آئی بادشاہ
[illegible] ت عرض کی اس اثنا مین وہ عورت جسکے پاس سیارہ تخت پر بیٹھا
[illegible] سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری جھوٹی حضور کا حال مجھسے پوچھتی
[illegible] ن واقف بھی نہین کہ آپ کیا کہتی ہین بادشاہ بیگم عاقلہ ہے سمجھ گئی کہ
[illegible] بھید ہے بس اُس کہاری کو زر نقد لباس و تمغہ کے عوض عنایت
[illegible] منہ سے نہ نکالنا ہم تحقیق کرکے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام
[illegible] عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے مین آکر ساحر کی صورت بنکر سیر
کرتا رہا یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب سنو لیا کہاری کیطرح بیہوش ہوئی
اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک مین آیا میلہ کو اکٹھا جاتے ہوا نظم

نیا لایا ہے چرخ نیلگون رنگ | شفق کا صاف چمکا مثل خون رنگ | یکایک شور کا اٹھا جو طوفان
نکل شب کی گئی اکبارگی جان

آج میلے مین ڈھنڈھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ
آئے تھے اس میلے مین وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا جماؤ تھا صبح ہوتے ہی
گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوئے خداوند نقلی یعنی شہزادہ قاسم بھی خلوتخانہ
سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا سیارہ بھی سامنے خداوند
کے گیا اور اسنے وضع اپنی ساحرون کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے
کہ یہان مجکو کوئی جانتا نہین ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند
نے اسکو قریب بلایا اور کہا ہمنے تجکو ملازم کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہین حاضر رہا کر اسنے
ڈنڈوت کی اور پشت پر خداوند کے آکر مورچھل جنبانی کرنے لگا اس اثنا مین بادشاہ بھی حاضر
خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائین اور اُس مسلمان کو
باہر لائین لیکن آنکھین اپنی نیچی کیے رہین اُسکے رخ پر نگاہ نکرین کیونکہ وہ الحاح و زاری اشارہ
سے بہت کچھ کریگا جس کسیکے دلمین ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا مین اُسکو جہنم مین بھیجدونگا
تو بہ اُسکی قبول نہوگی ہمارے دشمنون مین نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سنکر ساحر آنکھون مین پٹیان
باندھکر اور گردنین جھکا کر داخل خوابگاہ خداوند ہوئے اور اُس بچۂ ابلیس کو شہزادہ سمجھکر گردن پر

کمر کمر تک کھینچتے ہوئے اور جوتیاں لات گھونسے [illegible]
کچھ نہ پایا اور پھر کا اشارہ کیا کہ لیکن کیسے آگ [illegible]
چمن مین گڑھا کھود کر مثل گوسفند قربانی [illegible]
ردئی دیکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جا کر قہقہہ [illegible]
لگے ناقوس پھنکنے قرناؤن شرناؤنکو دم ملانے [illegible]
دہر پُر آشوب مین وہ غوغا بلند تھا کہ سقف [illegible]
سے ساحر سحرخوان تھے مشغول تماشائے [illegible]
رال کو گل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنیا قدرت ودود
آشکار تھی کہ ایسے نمرود پر شہزادۂ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ مثل ایک ہی
جا ہو گیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت درختون پر انسان چڑھ گئے تھے ٹیلے اور ٹیکرے
مملو تھے درختون کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ پیر ہر چند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیاح
کی اس عیاری کو دیکھکر عقل اسکی بھی چرخ مین تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال دیکھکر تھرّاتا
تھا دل مین جلتا اور نہ دکھاتا تھا اُف رے مکار زبان پر لاتا تھا زال دنیا بھی اس نوجوان
مان گئی استاد جان گئی تھی الغرض شہزادۂ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک
ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خدائے یکتا و بے ہمتا کے سجدہ
کرنیکو قبول کر تو مین تجکو رہا کر دون وہ زادۂ ابلیس سوزن دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو
پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجکو قتل کراتا ہے اسکی آواز
اُس شور و غوغائے مردمان و صدائے دہل و نقارہ مین کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار
اُسکو جانب اسلام بلایا اُسنے سحر پڑھکر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کا
پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا پس حجت ختم کر کے گلا اُسکا ایسا دابا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا
اور خنجر بران حلق پر پھیرا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو قیامت کبری کا
ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیان آئین آگ برسی بجلیان گرین اُسوقت جلد جلد نقارے اور
قرنائین گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیان چلانے اور بجلیان گرانے لگے اُنکے مرنے کا حال

ہوا سب نے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کر یگا ہو بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ بادشاہ نے
کسی کو یہ آواز بھی بہ سبب پنبہ در گوش ہونے کے کسینے نہ سنی جب
تھوڑی دیر مین موقوف ہوا سیارہ نے بادشاہ سے دوڑ کر کہا کہ خداوند
اب نقارہ نوازی موقوف کیجائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائے
حکم سنکر بادشاہ نے نقارون کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند لقی مین آیا
خداوند نے پاؤن کا انگوٹھا اُس بخیل کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر اور
ارکان دولت درباری کے انکے ماتھون پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دین
اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو خون ہو جائے اور ہم اس ثواب سے محروم رہجائین
غرض کچھ دیر مین سب خون اُس کافر کا ان منکرون کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھین
سبکے ماتھے گئی شہزادہ کا کیا بگڑا سارا مظلمہ انھین کے سر رہا خداوند انھین کے سر ہو رہے
سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد شاد وہان سے پھرے اس بھید کے خاک بھی سر نہوے
کہ یہ کیا پیش آئی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اُس
بدمعاش کی اُٹھوا کر جھیل مین پھنکوا دی اور میلے والون کو رخصت کیا حکم پھر جا بیکا دیا اُٹھو
خیمے ڈیرے لدگئے دکانین اُٹھنے لگین ساحر سوار ہیاے سحر پر سوار ہو کر اپنے اپنے گھر
کیطرف راہی ہوئے بادشاہ کو حکم خداوند ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہان لائے
تا کہ اُسکی بھی دوا ہو جائے بمجرد حکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا اور شبستان مین داخل ہو کر
اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دُھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد لیچلو کہ خداوند
میرے حال پر رحم آیا ہو صاحبزادی کو اچھا کرنیکے لیے بلایا ہو اور اُس مسلمان کو قتل فرمایا ہو
بی بی نے اُسکی کہا بہت انسب و مناسب ہو آپ کچھ دیر توقف فرمائین مین تیاری کرتی
ہون یہ کہکر دوسرے قصر مین جہان شہزادی ہو آئی یہان جب سے سیارہ ملکہ کو مژدہ
وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار مین پہاڑ ہوگئی تھی
نیند نہ آئی تھی ہاتھ پاؤن دھنستی تھی کروٹین بدلتی دل لیے منصوبے گانٹھتی تھی کہ کل گردن یار
مین باہین حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہو کر روٹھینگے انھین رُلائینگے پھر منہ سے منہ لگائینگے

گدگدا کر ہنسا ئینگے گاہ دلکو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے سے کے [illegible]
میری تسکین کے لیے کسیکو عیار بناکر جو کچھ تو سن چکی ہو وہ کہلا بھیجا ہو جسمین [illegible]
وہ گلبدن مرجھا جاتی ساری خوشی بھولجاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر [illegible]
ہوتا تو اس دلکی تڑپ یادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانہ گور مین سے دلی کبھی کہتی خدایا
کہین جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو

نظم

دلکو یہ خوشی کہ کل تو ہے عید | اللہ کی ہے فقط یہ تاکید
سن لی ہو مری خدا نے فریاد | ہر وقت یہ دلکو بیقراری
وہ بزم کہان کہان مین تھا تمام | کسطرح کٹیگی رات ساری
حجرے سے نکل کے باہر آنا | گردون کیطرف نظر اٹھانا
یہ فکر کہ کتنی رہگئی رات | ہو صبح کسیطرح ملاقات
تارے چھپین آفتاب نکلے | خاطر کی ہوس شتاب نکلے
ناگاہ گجر بجا سحر کا | مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا
مرغ سحری نے دی یہ آواز | لے باب امید ہوگیا باز

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزارہا مخبر خبر کو بھیجے یہانتک کہ اب اسکی مادر نے آکر بلائین لین اور کہا اے راحت جان حمام کر اور پھر دیدار خداوند علو شا تمھارا دل سنبھلجائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھا نیکو زار زار بنگئی کنیزین سمجھا کر حمام مین لائین یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس وزیور سے خوب آرایش وتزئین کی وصل یار کی خوشی مین بنی سنوری کہ افسردہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک یہ آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا جب یہ آراستہ وپیراستہ ہو چکی مادر نے اسکی صورت دیکھکر اپنی اُتری دیکھی سر سے پاتک چٹ چٹ بلائین لین ایک انیس بولی میرے آنکھون مین خاک آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہے مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہان جانیکا اثر ہے اُنکے نام کے صدقے اُنکے قربان میرے دلکو یقین ہے کہ بچی میری اچھی ہوجائیگی یہ کہکر سکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لیکر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزین انیسین بھی ہمراہ چلین نقیبون اور چاؤشون کی صدا بلند چتر زری کا سکھپال پر سایہ ہزارہا سوار وپیدل اردلی مین دوان پیچھے کنیزون اور انیسون وغیرہ کی سواریان اسی عظم وشان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر ہو پہنچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہے خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اُسکو لیکر

ین بادشاہ نے حسب الحکم وہان اُتار دیا پجاریون کو وہان سے ہٹا دیا
یا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے اور ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے سے
ین اپنی رحمت نازل کر کے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہون اور ملکہ وہان سے
ی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا ای جانی وای مایۂ زندگانی خاطر جمع
اور رکھو کہ مین ہون شیدا تیرا شہزادہ قاسم ملکہ ابتک دل مین اپنے
شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ
ا مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئین شناخت کرا کے
نے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہو اور کہتی ہو کہ یا خداوند مین اب کبھی اُس ملعون کا
نام بھی نہ لونگی آپ نے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی
بیٹی کو گلے لگا یا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت
مین دیکھکر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہو کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار مین رہے
تاکہ بالکل صحیح وسالم ہو جائے گھر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی اور ملکہ نے کہا ازین چہ بہتر یہان
رہنا سعادت دو جہان ہو یہ کہکر بیٹی سے پوچھا کہ کیون ای فرزند خداوند کے گھر مین رہو گی اُسنے
جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا بھی چاہتا ہو کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون اور پھر
اِسکی اُسیوقت اِسکی کنیزون اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپر کھٹ طلب فرما یا بیجا
آبدار خانہ جملہ سامان عیش وراحت وہان مہیا کرا دیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت
ہوکر اپنے محل مین آئی خداوند نے بعد اُسکے جانیکے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پجاری ہین اُنکو حکم
دیا کہ باہر اِس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ منڈھیان ڈالکر استقامت پذیر ہو یہان
مین چلہ مین بیٹھونگا ملاقات کسی سے نکرونگا یہ کہکر جو کچھ زر وجواہر کہ میلے مین چڑھا تھا اُسکا
حصہ اُن پجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جاکر ساکن ہوئے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی
ہوگیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر
دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیارہ عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھوا کر کشتیان شراب کی
ڈالیان میوون کی وہان چنین کنیزان محرم راز ساز لیکر گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا

یہ عالم ہو کہ بموجب مثل ریتیان بھجے کتوال راب ڈر کا ہے کا [illegible]
تھی کہ یہ خواب ہو یا بیداری ہو الحاصل جب وہ [illegible]
گنبد آسمان مین آیا اور ماہ شب چہاردہم بشکر ضیا بار [illegible]

سحاب شام نے عالم کو گھیرا
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور
کنول روشن ہوئے دی شمع نے لو
ملے لب سے لب جام کر کر
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار
کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہو
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال

نگاہون نے [illegible]
بڑھی امید [illegible]
زیادہ دل [illegible]
ترقی پر [illegible]
ہوئے پیے [illegible]
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
فقط ہمراہ لطف آسمان تھا
کہا سب جال اور لیے صنم سے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا حال [illegible]
اُٹھانا ناز مشکل ہو تمھارا
کہا ملکہ نے بھر گذرا جنجال
مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹخنے ساق پاے ملکہ عریان اُنگیا سکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم و حیا و بیباکیان ظاہر دل ناصبور نشۂ عشرت کا دونو اُدھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جھکی بیٹھتی یہ کہتا کہ لیجیے اپنا تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چڑھے مونڈی کاٹے تیرے ہوتون سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تانکر جو اسپر مارتی یہ کھینچ لیتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر مُنہ اسطرح بناتی کہ باغ حسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا کہ جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مر لیجے تو دبا جا کے اپنی گھر والیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مرنے جوگا جگت بولتا ہو آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہانسے اُٹھکر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے اُسنے بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اِسنے گود مین اُٹھالیا وہ نہین نہین کرتی رہی اور کہتی تھی ارے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچدلی تھین جو ذرا مین آنسو سے گھلانے لگین

دمین فرق آجائیگا مین آدمی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ
برس بھی نہوگا یہ ہرچند چلائی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سنی اُسکو لاکر لب
جون کے بٹھایا اور فرش بچھاکر جام و صراحی لاکر بعشرت تمام بیٹھا اب
ن لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرماکے ہٹجاتی یہ
کرچوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر خانہ حسن موس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تونے
یہ کہکر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھکر دکھاتی کہ دیکھو میرا اپنہا پھڑکتا
سکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس
ن جوانی مین کچھ شرم و لحاظ نرہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر
دلدار ہنین آنکھو مین سرخ سرخ ڈورے پڑگئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ
اُٹھاکر بیحجابی کی مسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب نظم

لبون سے آشنا ہم تھے ساغر
ہوئی شرم و حیا بھی پاس سے دور
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ

تسلسل دور ساغر کا برابر
بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اُسدم
بنے ہوسے کمر کے ہاتھ حلقا
چڑاتی تھی کبھی وہ گل بدن کو

دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوئے وہ راز سے آگیا کے محرم
جھٹکتی تھی کبھی وہ ناز سے ہاتھ
ملاتی تھی کبھی مُنھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلونکی بہار فوارونکا آبشار اُدھر ملکہ و شہزادہ اِدھر
وزیرزادی اور عیار سرمست بادہ رات بھر مصروف عشرت و مسرت رہے جب آغوش و بر
مین شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر رونگا سے دور ہوئی نظم

نشان شب ہوا عالم سے نابود
ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

اُڑا رنگ اخترونکا صورت دود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر

صبحکو شہزادے نے بعد فراغ طاعت آکر پھر انجمن آرائی کی
صبح کی ٹھنڈھی ہوا دلونمین محبت کی ہوا درخت اوس سے بھیگے ہوئے پھول کھلے ہوئے
جانورون کی زمزمہ سرائی ہر ایک معروف یاد الٰہی بغل مین گل بوستان رعنائی رات کے
جاگنے کا آنکھو مین خمار مونھون پر مسی اُتری ہوئی چوٹی کھلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و
بیہوش دین و دنیا فراموش ساکن عیش خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بخوف و خطر یہان

بصد آرام و راحت رہتے ہین لیکن سیارہ عیار نے [illegible]
کہ یہان کبتک بیٹھینگے ایک روز یہ حال ضرور کھلیگا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ [illegible]
غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بناکر اس طلسم مین چارسمت [illegible]
اور ازبسکہ مقسوم جادو سے پتا شہر جام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز [illegible]
ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ [illegible]
دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار ساحر [illegible]
آرام و سکونت سے بیٹھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھین آنے جانیوالون مین ملکر داخل شہر
ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب جنتی دیکھی دکانین سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور
ہر کوچے مین خرمی کا وفور مکانات رنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوارون کی صفا آئینہ
حیران سکندر کی روح اُسپر قربان جس دکان مین کہ آئینہ لگا تھا وہان سکندر کا دل لگا تھا
گلنجر کو وہان کی سیر کا سودا تھا سڑکون پر گلاب اور کیوڑے سے بید مشک کا چھڑکاو آیندو
روند کا دماغ معطر سینو نکا جاو ہر سمت قہقہے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹورا کھنکتا گرم
بازاری طرحدار دکاندار حسین بیوپاری کہ بموجب

ابیات

نہایت ملک وہ آراستہ تھا
بنے اُنمین ستون سنگ مرمر
روان ہر سو گروہ ماہ رویان
خریدارونکا معشوقانہ انداز
سب آرایش سے وہ پیراستہ تھا
شگرف ہر ایک شک کہکشان تھی
فدا ہو دیکھکر جنکو دل و جان
مکان تھے گنبد کی صورت ہویدا
بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
دکانون مین بھرا سرمایۂ ناز

سیارہ سیر کرتا ہوا دارالامارہ شاہی کو دریافت کرکے اسجگہ
آیا یہان ایک قصر ایسطرح کا دیکھا کہ چارسمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان
تھا پُر از گل برنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزار ہا اشجار سیب و
بہی و نارنج تھے درختونکا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے پیام
رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہر ایک گلزار

نظم

ہم تھی بلبلونکی گل سے تقریر
تو فوراً جان تازہ دم مین پاتے
شفا کی صحن گلشن مین ہے تاثیر
وہ جوبن تھا عروسان چمن پر
جو کوئی مردہ دل اسجا پہ آتے
زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر

[illegible] ہ آجاتی تھی جسبزہ زار مین جابجا | | اُس کاخ عالیشان مین دالان
[illegible] سے کرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا تھا
[illegible] بہ زمرد نگار تھین نہایت طرحدار تھین سریر بازیب اگر خورشید
[illegible] ن اُبھت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تھین تخت پر
[illegible] ج شہریاری سر پر چار قب شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون
[illegible] تھے چتر شاہ کے سر پر پھرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے
[illegible] ستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن
[illegible] تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار
ہزار دل سے قربان گویا تار نگاہ حوران جنان و گلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کرکے یہ گلدستہ
باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا
اُسجگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کردیا تھا لکہ ابر سپہر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر
قریب اُسکے جاتا تھا سحر بھول جاتا بدن مین سوزش پاتا تھا سیارہ نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب
کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہی اسکو
کسطرح سے لینا چاہیے پھر سوچا کہ مجکو اسکا ملنا دشوار ہی شہزادیکو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیے اسی
سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہی اور کھانا دینے
روز جاتا ہی سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے
ہوگئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کرڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ
نے کہا مین نے سنا ہی کہ اسکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہی بس میرا ارادہ
ہوا ہی کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جاکر اُس خداوند ظلما
کو نابود و معدوم کرین اچھا ای محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ
وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑکر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت
بہایم دوڑتے ہوئے اُسکے پیچھے پیچھے چلے اور یہان آکر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اُسی میدان
سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو نیچے

اُٹھا کر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب طاہر و صاف سے [illegible]
پانیکو اور پانی مین ملا کر بہت سا کیا اور سامنے جو ساحر [illegible]
لیجا کر چھڑک دو ساحرون نے اگر وہ پانی [illegible]
لگے بعد کچھ دیر کے انسان بنگئے اور سامنے بادشاہ جو [illegible] تھا اُسکے قدمون پر آکر گر
اور گویا ہوئے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تو نے ہمکو پھر جامۂ انسانی
پہنایا ان آدمیون کی بسبب اسکے کہ مدت سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر [illegible]
بال سر پر و بال جان برہنہ تن خاک صحرا کا جسم پر پڑی [illegible] کوئی انمین وزیر کوئی سوداگر کوئی
بادشاہ کوئی فقیر انمین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج [illegible] آراستہ لباس فاخرہ سے
پیراستہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بجان غمگین خستۂ غم سے گل عیش اُسکا کاستہ تھا جب عقاب
جن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اُس جوان نے منت اور خوشامد کرنا کروہ جانکر بادشاہ
کو سلام بھی نکیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ بیت عدو سے دل نے جھکایا تھا جان من مجکو +
اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو + عقاب نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک
نے اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میرا
ملک سلطان تاج بخش ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہوکر گرفتار عذاب الیم
ہوا عقاب نے اسکی وضع اور بانکپن کو کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبین
مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور حکم کیا کہ براحت و آرام یہ لوگ
قیام کرین ہم باہر طلسم کے انکو پہنچوا دینگے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور تخت پر آکر بیٹھا
سلطان بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین سیارہ بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے
تھے انمین سے ایک کو بیہوش کر کے اُسکی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا یہان دورہ
جام ارغوانی تھا جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے عقاب کا گرم
ہوا سلطان سے مخاطب ہوکر گرم سخن ہوا کہ ای برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اسلیے
تمسے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک گوہر شاہ اور اُسکا ایک خداوند ہے سکندر نسب جن چاہتا ہون
کہ اُس خدا پر لشکر کشی کرون اور اُس خداوند کو بھی مارون اس مقدمہ مین کیا تمھاری

[illegible] ر اپنے لشکر کا تحسین کو کیا سلطان نے جب یہ مہربانی اُسکی
[illegible] اِسطرح دکھلائے کہ ای بادشاہ عالیجاہ بیت دیکھیے جو تو قہر کی نظر سے
[illegible] آئے + میری عقل ناقص مین تدبیر اِس مہم کی اسطرح ہی کہ فوج ظفر
[illegible] خواہ جائیگی بادشاہ طلسم مقابلہ کریگا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا
[illegible] رہی پس خداوند کے پاس جانا ہوگا قتل کرنا کیا اس سے مناسب
[illegible] سلطنت اِس حیلہ سے کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان بھیجے
[illegible] پاس اُس دغاباز کے ہونگین مین اُسکو چیار کر خنجر سے فوراً دل وجگر
چاک کرونگا دم بھر مین ہلاک کر دونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوگی آئیگا قریب گنبد فوج دریا موج
تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے عقاب کو بہت پسند آئی ہمت مردانہ سلطان
کی تحسین و آفرین کی اور اُسیوقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلاکر حکم تیاری بطور مخفی دیا لشکر اُسکا آراستہ
سلاح حرب و اسباب سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد سکندر کیطرف روانہ ہوگئے
ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نکیا بعد روانگی لشکر بادشاہ براہ کمر کشتیان زر و جواہر کی نذر
خداوند کے لیے تیار کرا کر سوار ہوا سلطان کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کرا کر ساتھ لیا ساحرہ
جملہ کیفیت معلوم کرکے اُنکے روانہ ہونے سے پہلے وہانسے چلا اور خدمت شہزادہ قاسم مین
آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیے سلطان اس ارادہ سے
آتا ہی یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو گوہر شاہ فوراً حاضر ہوا
خداوند نے اندر گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا
شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے فرمایا کہ مجکو زشتگان قدرت نے خبر دی ہی کہ عقاب
بن جام اس ارادہ سے آتا ہی اور فوج بھی پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہی پس تو بھی اپنی فوج
کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کہ وہ غافل رہے اور ہم سبکو ہوشیار سمجھکر یہان
نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا اور سرداران لشکر کو بلاکر حکم خداوند سے خبردار کیا یہان
بھی سب آلات حرب سے درست ہوکر اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہرکارے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کر دیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھین فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن

اسی انتظام مین ایک روز عقاب بخشم [illegible] کی [illegible] کے [illegible]
اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی وہ [illegible] میدان مین [illegible]
اپنے سردارون کو ساتھ لیکر براے زیارت خداوند [illegible]
ملکہ کو چھوڑکر تخت خدائی پر گنبد مین اگر بیٹھے عقاب [illegible] داخل [illegible]
سلطان بھی داخل ہوا اسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف تخت کی [illegible]
عقاب اور دوسری جانب سلطان [illegible] خداوند کر [illegible]
انکو ڈانٹا کہ ای بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری [illegible]
کہتا تھا کہ خنجر کھینچکر سلطان خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم
بنا ہوا تھا خنجر مارتے ہی پھکی دی کہ خنجر ٹوٹ پڑا اپنے بند دست پکڑکر جھٹکا مارا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے
چھوٹا اسوقت تلوار کھینچکر عقاب نے بھی وار کیا شہزادہ نے باڑھ تلوار کی بچا کر اسکے بند دست کو
بھی بھاگکر جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے بھی چھوٹا اور ان دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادہ
نے انکے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول کیطرح سے دونون کو اٹھا لیا اسکے ساتھ کے
سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر پٹکا کہ سپارہ نے حباب ہدکر
بیہوش کیا اور دوسرے کو بجاے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا سردار جب تلوار
مارتے تھے شہزادے کو اسکو سامنے کرتا تھا سردار اب شمشیر زنی کسپر کرتے ناچار گنبد سے رو بفرار
لاے شہزادے نے ان دونون کو کمند دن سے باندھا سردار جو عقاب کے سحر پڑھنے پر تیار
ہوے تو خداوند کے پجاری بڑے زبردست ساحر ہین انکے سامنے یہ سحر نکر سکے کیونکہ بادشاہ
کی آمد سنکر شہزادہ نے انکو بھی بلا لیا تھا حاصل کلام جب ان دونون کو باندھا در گنبد بند
کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکالدیا راوی بیان کرتا ہی کہ عقاب بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے
رکھنے کے سحر نہین جانتا ہی اور سلطان تو ظاہر ہی کہ ساحر نہین ہی اب جو یہ دونون گرفتار
ہوے سخت ناچار ہوے اور شہزادے نے تنہائی مین انسے فرمایا کہ ای سلطان آگاہ ہو کہ
مین سکندر نہین ہون نبیرہ حمزہ بن قاسم نوجوان ہون تیری زوجہ کو پنجہ ظلم زنگی سے
چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک

[illegible] **سلطان** نے سنا سمجھا کہ یہ تو میر الحسن ہو کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا
[illegible] ت جھیلی مصیبت مین آکر اسکے تئین پھنسایا یہ سمجھکر اسنے عرض کیا کہ ای
[illegible] دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اسکو کھولدیا
[illegible] نے بر اُسکا سینہ سے لگایا پھر **عقاب** سے سوال اسلام لانے کا
[illegible] ا جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ اس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور
گیا وہ دشمن سکندر [illegible] ہر شاہ رکھتا ہی فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور
اب قصد قتل ملک [illegible] ے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ نے اسکو بھی
[illegible] شہزادے [illegible]
کھولدیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ پڑھایا بصدق دل وہ مسلمان
ہوئے اس اثنا مین سردار وغیرہ جو بھاگ گئے تھے اُنھون نے فوج **عقاب** کو فساد کی خبر دی
اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند نے فساد ہوگیا دونون
مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہوکر روانہ ہوا یہان خداوندان دونون کو مسلمان کرکے باہر
گنبد کے آئے اور سوار ہوکر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سنائی دیا کہ ایک
لشکر بیرون شہر سے قتل وغارت کرتا آتا ہی خداوند نے **عقاب** سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر
ہی جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے
منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے
باز رکھکر فرمایا کہ مین نے **عقاب** کو مطیع اپنا کر لیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے
آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر سر بر نہین ہوتا ہی شاہ طلسم کا
اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور وشاد
ہوکر شکریہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند جملہ انتظام فرماکر پھر داخل گنبد ہوئے دونون سمت کے
لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے **عقاب** کی عزت کی جلسہ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان طلعت
وساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے
خاطر اہل انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز صبح
زرین آفتاب گلدستہ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے ہمشکل پلنگ تھا صوت

اصلی پر آیا نطفہ

کہ وہ شب جب گئی مثل شب وصل لب مینا سے ساغر خم سے پیالے	[illegible]

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو منت کر کے اپنے شہر میں لیجانا چاہیے
جب خداالش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک میں چلکر سبکو سجدہ کرائیے اور راہ
راست پر لائیے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ
میں بہ آرام و اطمینان مقیم رہ میں شہر جام میں جاتا ہوں گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو
تنہا پا کر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائیں پس میں حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہوں خداوند
یہ سنکر خوب ہنسے اور کہا مجھکو تو تنہا سمجھتا ہے میرے ہمراہ لاکھوں فرشتے ہیں اور میں جب چاہوں
ساری دنیا کو تقدیر کر کے غارت کر دوں شاہ نے کہا بیشک اسمیں کچھ فرق نہیں آ سکتی
ہوت سے خداوند میں اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہے خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگر
چند روز میرے ساتھ اور رہتی صحت کامل اور شفائے عاجل پاتی اب تجھکو اختیار ہے خواہ
اپنے گھر میں اسکو لیجا یا میرے ساتھ کر دے بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھکو جبتک آپ اجازت نہ دیجیے
بخوشی اپنے گھر لیجاؤنگی نہ ابھی دونگا بے تامل خداوند اسکو ساتھ لیجائیں یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا
اور کہا ای فرزند خداوند بیابانی ملک جام کیطرف جاتے ہیں تم گھر میں چلکر رہوگی یا خداوند کے ساتھ
جاؤگی یہ کلام باپ کا سنکر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اسکو بیمار جانا اور
سمجھا کہ گھر میں لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہو جائیگی پس اپنے سامان سفر بہر دختر بھی
درست کرایا سکھپال ملکہ کے لیے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز قفس و جو پیلے وغیرہ پر
سوار ہوئیں خداوند کے جلو میں **عقاب و سلطان** و سیارہ روان ہوئے لشکر میں
طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے
بجے طائران سحر سر پر سایہ کیے نقیبوں کی صدا بلند دورباش پکارتے چاؤشان ارجمند خاص
یہ کر بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہر جام میں پہنچے
عقاب نے ملکہ کو ایک باغ پر بہار میں اتارا اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دار الامارہ میں

[illegible] ہوئی شہزادہ نے دار الامارہ مین آکر اُس گلدستہ کو جسکا ذکر اول
[illegible] ہر مین لیکر اُسکی ٹہنیاں کو کچل کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آواز
[illegible] دیو روے ہوا سے اترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ
[illegible] ل قعر عدم کے کھلا تھا دار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے
[illegible] غضب کیا تو نے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادے نے جلد آ
[illegible] ایک تختی یاقوت سرخ کی جسپر زمردین حرف سے طلسم لکھے ہین اور
[illegible] اُس لوح کو گلے مین پہنکر تیرہ بدلا اُس دیو کا سامنا کیا اُسنے
دار شمشاد چرخ دیگر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کر کے خالی دی اور تیغہ کھینچکر گرز
بھلا داد دیکر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا بہ رنگ شجر تنا ور وہ ملعون گر کر
گرا شور دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا محافظ لوح طلسم کو ہر گرہ نہنکال جادو دیو کو برکت
اسماے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا
عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن
عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابرین شہر کو طلب فرمایا
منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہوکر اطاعت
اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوئے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادہ کو
گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مُو مطرب و ساقی
نے ہنگامہ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرائش و زینت
بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بر سبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اُس گلزار عیش کی
یہ بہار ہے کہ

نظم

حضور انجمن ہونے لگا رقص
کہ نکلے جس سے سب ارمان دلکا
ہر اک معشوق وان شنگ پری تھی

صداے نغمہ خوش شہر لونکی آواز
عجب راحت فزا اُسجا کا تھا رقص
دہن تر تھے مے عشرت فزا سے
اُمنگون مین جوانی کے بھری تھی

دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
ہر اک سو عیش کا سامان مہیا
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت

دربار مین جلوہ فرما رہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا آخر

گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا تھا ہی [illegible]
صحبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق [illegible]
ہاتھے کی بگڑ گئی سواے ایسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کبھی [illegible]
کبھی دھینگا مشتی ملکہ کا کھلکھل ہنسنا پلنگ سے [illegible] شہزادہ کا [illegible]
بلائین لینا ملکہ کا ہنسدینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منہ بنانا مرا سنے سے ہاتھ کھینچ لینا [illegible]
سے بازو کا نیلا ہوجانا لعاب شوق سے [illegible] لیے کہیدگر نظم

نگاہ ہونے کبھی پیدا غضب تھے
کبھی مسی بگڑی تھی لبون پر
یہ باتین تھین کہ نوبت سحر کی
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوا کبھی

کبھی وہ [illegible]
کبھی دونون تھے محو حسن خیال
بھی تقویت سامان سفر کی

کبھی [illegible] ساق [illegible]
مریض آرزو سے چشم بیمار
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش

جب پردہ شب رلیمان شعاع آفتاب سے بند ھا اور معشوقہ لیل نے آغوش دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بہ آرام تمام ہو مین سیارہ عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کر کے تمھین سپرد خداے کریم کرتا ہون اور بہر فتاحی طلسم جاتا ہون انشاء اللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سنکر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اُس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرما کے عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادے نے اُنسے بھی درباب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور سب نشیب و فراز سمجھا کر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نکرنا مین طلسم توڑ کر جب آؤنگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناؤنگا یہ کہکر اُنکو رخصت کر کے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اُسمین ظاہر ہوا کہ اے فاتح طلسم سیاح عجائبات زمین پر نیرنگ اگر عازم جنگ ساحران ہے تو اُسمقام پر تو جا کہ جہان عقاب سبر پر حکومت پر بیٹھتا ہے اُس تخت کو اُٹھوا ایک سنگ سبز زمین مین نصب ہے قلاب اُس پتھر مین لگا ہے قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اُٹھانا دہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین اُتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نکرنا جو کوئی دوست ملے اُسکو دشمن جاننا خانۂ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہے وہ زہر ہے محبت یہان کی قہر ہے

[illegible] جنگل ہے نوش یہان نیش ہے ہر قدم پر آفت در پیش ہے یہ حال یوح
[illegible] بر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا ع ترا اللہ حافظ ہے ترا اللہ والی ہے +
[illegible] تھی زار زار رونے لگی انسین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہوکر رونے
[illegible] تسلین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان
باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے
اور جلد صحیح و سالم مجھسے ملا دے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے
بلائین لیکر غرض رخصت کیا ملکہ نے اسوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا اگر
بیوفا دشت غربت مین بھول نجانا

نظم

کٹ جائیگا کوئی مجھ تک جواب تیا جا	تسلیان تو کچھ اپنی اضطراب تیا جا	لیے ہین کتنے دل یک ایک زیر تیغ تو
بغل مین بیٹھ کے انکا حساب تیا جا		

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہوکر دارالامارة
مین آیا اور تخت عقاب کے بیٹھنے کا اٹھوا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب
مین ہاتھ دیکر نعرہ المدد یا یزدان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین گھٹنے تک کے
اٹھایا اور علیحدہ رکھدیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہوئی گر اس فرزند ہلکین نے نقب دیکھکر
بسم اللہ کہکر اپنے تئین گرا دیا غلطان و پیچان تحت الثری کیطرف چلا بعد کچھ عرصہ کے پاؤن
زمین سے آشنا ہوئے ایک صحرائے لق و دق مین اپنے تئین پایا جرأت رستمانہ سے قدم بقصد
ہمت آگے بڑھایا ۔ اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیے کہ یہ اول مرحلہ طلسم ہوا اوسکی
مالک ہی دایہ ملکہ کی نافرمان جادو ہے مکان تو اس ابلیسہ کا وہان ہے کہ جہان اسنے شہزادے کو
لا کر قید کیا تھا لیکن قلعہ حکومت اسکا اس مقام پر ہے یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہے
اوسیکی عملداری مین ہے جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اڑکر بگولہ بنا اور
اس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکا تہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت
ہوکر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دارالامارة مین اورنگ حکومت پر بعشرت تمامتر جلوہ
گستر تھی کہ بگولے اڑتے ہوئے سامنے آگئے اور انمین سے پرزے نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہوکر
گویا ہوئے کہ اے ملکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آپہونچا یعنی وہی شہزادہ

جسکو آپنے پیشتر قید کیا تھا لوح طلسم پاکر آپ کے علاقہ مین آیا ہے ہر طرف [illegible]
اُنکو اختیار ہی یہ کیا پھر وہ پرگوسے بنکر اُڑ گیا اور اس مقصد سے [illegible] دست [illegible]
اندوہ غم مین پرملال ہو کر سرگریبان ہوئی اور کیا افسوس بادشاہ طلسم اگر برباد ہوا [illegible]
اسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی خراب کیا اب مناسب ہے کہ شاہ طلسم سے پاکر اُسکا
حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ اُبتو یہ مفسد جو سے گھر آگیا ہے اسکو قید کرکے لیتی چلون یہ [illegible]
بیٹی شرارہ جادو کو طلب کیا اور اُسکو [illegible] کی آیندہ بیان اُسکا ہوگا اور یہ سب
انتظام کرکے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اسکا حال بھی مذکور ہوگا - مگر کیفیت شہزادہ
والا گہر لکھی جاتی ہے کہ وہ دلاور جب بیابان پرخطر مین قدم زن ہوا تو اُنکو دشمن کیطرح جگہ
مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ برنگ زلف خاطر دشت مین بھی اُلجھن ہے دھوپ کی
تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہے پہاڑون کے پتھر جو ترریز مین شمع مجلس مصیبت انگیز
ہین درہ ہاے کوہ نقشۂ دہان حریص دکھاتے جھاڑ سے کھلے نظر آتے تمام جنگل خالہ نخیل
تھا آنیوالا یہان کا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بنجور و خواب تھا یہ
مسافر صحراے اندوہ و محن بے دانہ و آب خستہ و خراب بدشواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ
پیاس بجھاتا نہ سایۂ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ بموجب

ابیات

ہوا مین چلکے تھین سارے تن سے	ہو کے شعلے سے پیدا سبّے تن بسے	برابر سحر کے سامان وہان تھے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے	اثر جانبر نہوتا تھا وہان سے	نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے
وہان سے غیر ممکن بچکے جاسکے	گرفتار اجل آئے تو آئے	شہزادہ برکت لوح طلسم ہر بلا

سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہان تک کہ دو پہر کامل رہروی کی جب پچھلا
پہر دن باقی رہا اور رہرو دشت فلک قریب ملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحراے پُر
آفت نے بھی اس جنگل کو طے کیا نیرنگی طلسم سے ایکی مرتبہ لالہ زار ہمیشہ بہار مین گذر ہوا یہ مسافت
کشیدہ و گرسنہ ضرغہ مین درختان سایہ دار کے آگے ٹھہرا ہوش بجا تھے جان آگئی سبزے نے تراوت
آنکھون مین بخشی وہان بیٹھکر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طے
منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھاتے

[illegible] کثرت تھی کہ زمین وہان کی خوان پُرالوان نعمت تھی پتے جو زمین پر
[illegible] بچھا تھا گلون کی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا
[illegible] معشوقان لباس سبز سے مزین ہوکر زیب دہ محفل بہار رنگ لیان
[illegible] دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش
الحان [illegible] چہچہاتے ترانے خوشی کے گانے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش
[illegible] ابیات [illegible] و نغمہ

[illegible] جو تھا لہلہاتا
جسطرح سے مسکراے جانان
ہر گل تھا رشک قامت یار

گلشن کیطرح وہ دشت سارا
ہر گل جوبن نیا دکھاتا
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے
ہر گل مین بہار روے دلدار

بوے گل سے مہک رہا تھا
یون کھل رہی تھین گلون کی کلیان
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے
شہزادہ اس بہار کو دیکھتا

تھا کہ یکایک روے ہواے چند تخت اُترے اُسمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت ایک معشوقہ طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اُس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جسکے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہے آزاد سے کہان مرغ دل ناکام ہے دل عاشقون کے اُس سے یون چسپان جیسے سنبل پر قطرۂ شبنم آویزان روے پرنور لبان آفتاب شبنم اُسکے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھ کر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اُسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ اُفق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی اسکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ لکھنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے قسطیر ہو طاق حرم تجلی سجدہ نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن کی مدِ چشم نرگسی معجز نما یا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد وصف دہن مین باریکی سخن درکار ہے مطلب گم ہر بار ہے سینہ پر چھاتیان باغ خوبی کی ناشپاتیان دل عشاق لبھاتیان خلاصہ یہ کہ از سر تا پا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان تھی

نظم

سراپا اُسمین پیدا تھی نزاکت	بلا کا قد بلا کا تھا قیامت	[illegible]
اُڑاۓ اُسنے معشوقانہ انداز	بلاے بال تھی گیسو سیہ فام	انھین دیکھو سے [illegible]
قیامت تھین وہ آنکھین سحر آمیز	نگہ کرتی تھی ہر دل پر چھری تیز	سیہ [illegible] عاشق زار
سبنے دل نرگسی آنکھونکا بیمار	طبیعت جال مین زلفونکی اُلجھے	پڑے ایسی کہ [illegible]
گل عارض نئے تھا گل کھلاتا	کنوان چاہ زنخدان تھا [illegible]	غرض وہ شکل سے اُسکیا [illegible] پری
ضیاۓ مہ تھی جو صحرا پہ اُتری	چلی لٹکا کے دامن ناز کے ساتھ	اُٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ

کنیزان سمنبر نے ایک چشمہ کے کنارے سبزہ زنگاری پر فرش اطلس سبز بچھایا شمعون کو سرخرو بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور چلیپر چھوٹے وغیرہ سامنے مسند چن دیے جب بزم آراستہ ہو چکی وہ زینت انجمن مسند پر آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گلہاے عارض شاہدان سبزہ رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو فزا ہر کیف تھا اُس گلبدن کا گیسوے مشکبار دماغ شاہد بہار بساتا تھا چار گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازمونکی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرندے اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پر لوٹ لوٹ کر گرتے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشمونکا تراوت آنکھونمین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک دماغ کو تر دامنی کراتا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانۂ بہار مسند پر بیٹھی لہرین پانیکی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبون سے لگاکر چشمۂ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشۂ صحرا کیطرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پُر بہار تھا اُس لیلی عذار کا مجنون بھی آیا دل پُر داغ و جگر پُر خون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پر اُڑاتا خاک آنکھون سے سیل اشک روان نہ ثابت آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سروسامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا جب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا کہ

نظم

[illegible] غم کو	زنجیر بلا رہی ہے ہمکو	اب دشت کہان کہان دلگیر
[illegible] زنجیر	اب قید ہے ہم ہین اور زندان	سنسان رہیگا یہ بیابان
[illegible] زار	جب ہم نہوے کہان دہ باغ	

جب وہ دیوانہ قریب اُس [illegible] فگن بھی ہو بیچا بے اختیار پکارا کہ اے سفاکہ و قتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی [illegible] تو دل بھی ہے اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سنکر عاشق شوریدہ ہر طرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ ابیات لمؤلفہ

جھجک کر [illegible] الگ ہوا	بلائین ہوئین لاکھ ادا پر نثار	ستمگر بدن کو چرانے لگی
حیا [illegible] دکھانے لگی	کبھی چوری چوری سے دیکھا ادھر	کبھی منہ کو شرما کے پھیر ادھر
کبھی ہنس کے دیکھا کبھی دبایا	کبھی ہاتھ ملکر تاسف کیا	

پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے آہستہ سے کہا کہ اے عاشق بیتاب واسطے اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہان سے چلا جا رے مین ظالم کے بس مین ہون طائر آسا مقید قفس مین ہون تو کیون اپنی جان گنواتا ہے یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک پرونے لگی پھر تو شیدائے یکدیگر مین یہ عالم ہوا کہ دل اُنکی بیکسی پر پسیجتا تھا نظم منشی امبہ پرشاد داستان گو

یہ کتنے دنون سے بخود خواب	تھی صدمہ عشق سے وہ بیتاب	کرتا تھا یہ باتین شور کرکے
رہجاتی تھی وہ بسور کرکے	یہ لیتا تھا در سے بلائین	دکھلاتی تھی اپنی وہ ادائین
کہتا تھا کہ جان ہے یہ جاتی	انگلی تھی وہ دانت سے دباتی	ہو چین بجبین وہ مسکراتی
معشوق ہین اپنا تھی دکھاتی	کہتا یہ جواب بات کا دو	پھر پھر کے مری طرف کو دیکھو
ورنہ مین اپنی جان دونگا	تنگ ہے جی تجکے مین مرونگا	وہ کہتی خفا ہو فیل ست لاؤ
رسوا نکرو بس اب چلے جاؤ	تا حق ہو ٹھنڈی سانس بھرتے	خون اپنا عبث ہو ہم پہ کرتے
واہی ہو زیادہ مت بکو تم	جاکر کہین اور جان دو تم	ہے ایسا جو دشمنون کو سودا
فصدین کھلواؤ اپنے گھر جا		

اُس عاشق پریشان نے رکھائی جانان کی دیکھکر بمنت کہا کہ اے ساقی بیحجاب مجھکو یہ تمنا ہے کہ ایک جام شراب اپنے لبون سے لگاکر تو مجھکو عطا کر کہ مین اسی وسیلہ سے تجھسے لب بلب ہون کہ بیت بابا رشک لب گل اندام ٭ بے بوس کنار خوش

نباشد ٭ اُس نازنین نے آنکھوں کو پھیر لیا [illegible]

منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریان چڑھا [illegible]

پیمانۂ چشم کو گردش دی اور دست نگارین [illegible]

کی نکمن محبت سے طلوع ہوا عاشق ہوشیار [illegible]

دست رنگین یار سے یون لیکن فلک کو رشک [illegible]

ڈانٹتا ہوا صحرا سے اُس پری کے پاس [illegible]

بجا ئیگا ٭ دیکھو رقیب آج کیا اپنا پائیگا [illegible]

مرتبہ کہا ہی کہ تو میرے مقدمہ مین دخل [illegible]

قسم کھاتی ہون کہ اس شخص کے پہلو مین کبھی مین نہین بیٹھی یہ میرا عاشق ہمیشہ ترستا ہی

رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو کچھ گناہ نہ کیا نہ صاحب مین ایسی قید تیری نہ اُٹھاؤنگی

او موئے تو کیا میرا حاکم ہی کہ تیرے مارے مین کسی سے بات نکرون مین کسی کی لونڈی باندی

نہین ہون دیو نے کہا ایجان من اس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیے نرہونگا یہ کہکر جانب

عاشق لپکا اُس سیمتن نے اُٹھکر اُسے روکا اور کہا ای دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان

کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ مین کہے دیتی ہون کہ میرا کہنا جو تو نمانیگا پھر مین تیرے

پاس نرہونگی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہ پارہ کا مطلق نسنا اور ساتھ

عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلا پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ای عاشق نامراد و ناشاد مین

تجھے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھے بات نکر تو نے نمانا آخر اس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ

معشوقہ تو بین کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو

دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی مُنھ پر تپانچے لگاتی ہاے فرزند ہاے بیٹا کہتی آتی ہی اور اُسکے ساتھ

اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی ای میرے شہزادے ہاے ہمارے گودون کے پالے

کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہی اسطرح روتی ہی کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہی صبر و

قرار و ارام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہی اور یہ بین کرتی ہی نظم

ہی ہی مرے دل کے چین بیٹا	ہی ہی مرے نور عین بیٹا	ہی ہی مرے نامراد فرزند

…شاد فرزند | پالا تھا تجھین براے عفریت | مین زندہ ہون تمکو کھانے عفریت
…ن کدھر جا کے | آئی نہین موت بھی کہ مرجاے | بچے لوگو یونہین ہین سب پلتے
…م سے نکلتے | ہائی جیب وارتی تو مینٹی | صدقے ہو ہو کے تمپہ جیتی
[illegible] …ے مین سوئی | تم روئے تو رات بھر مین روئی | آج اسطرح تمکو مرتے دیکھون
[illegible] …مرتے دیکھون

اسیطرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے پہونچین اور [illegible] بھی بنتین کرنے لگین لیکن اُس لعین نے نمانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو [illegible] کھا جائے اُسوقت اُس ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چار طرف نگاہ کی اور شہزادہ قاسم کو ایک سمت استادہ دیکھ پکاری کہ ای نوجوان مین نے سنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسان ہین فرزند حمزہ صاحبقران ہین واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچایئے اس بلا سے چھڑا دیجئے یہ فریاد اُسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مارا کہ باش او دیو جفا کار اور جھپٹکر قریب اُسکے اپنے تئین پہونچایا دیو اُس نوجوان کو چھوڑ کر اس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بعد درشتی شروع ہوئی ٹکر چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ میرا پوت اپنی ستیا کا لعل جو مجھ دکھیا کے لیے اس آفت مین پھنسا ہے اس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلا کر شہزادہ کو دعا دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین پشت کیطرف ہاتھ پھیر کر شہزادہ کی لیتی تھی اُسی دست بردی مین ڈورا لوح کا گردن پرسے اُسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے لنجیانے لگا دست و پا بیطاقت ہوئے یقین تھا کہ زیر ہوجائے اسوقت بموجب ع خدا مہربان ہو توکل مہربان * ایک آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے دایہ نافرمان کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اُسکی ماں ہے اُسی شیطانیہ نے ایک عورت کو پہلے معشوقہ بنا کر بھیجا تھا اور دیو لالک مرحلہ سے کہدیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اِس

اگر سے لوح اُسنے شہزادہ سے لی ہے چنانچہ فرزند [illegible]
کہ اِس بیچارے نے میرے واسطے اپنی جان گرامی [illegible]
سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا بہادر [illegible]
کچھ سوچکر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا [illegible]
اُسکے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اِسطرح دبایا [illegible]
سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اُسکی بُرے مقام کی طرف [illegible] جہنم مین پہونچی
اِس رحم دل نے لوح لیکر گردن شہزادہ [illegible]
اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا اِدھر اُس دایہ کے مرنے کا شور برپا تھا اب دیو کے مرنیکا غلغلہ
بلند ہوا وہ تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشموں کا خشک ہو گیا آندھیان
آئین بیرون نے اسکے فریاد کی ایسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے
بھاگ کر اور لاشۂ دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایۂ خراب
جادو نے سر عجز قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادہ نے سر اُسکا
سینہ سے لگا کر اُسکی خیرخواہی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ای بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین
تمام عمر تیرا احسان مانونگا اُسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے سبکو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ
اُسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعۂ نازنانیہ مین آیا اور اِس سے فرمایا کہ تم میرا خط لیکر اپنے ہمراہ اُن لوگون
کو کہ جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ طلسم میرا حال سُنکر
یہان آئیگا اور مین فاتح طلسم کو جاتا ہون تمکو تنہا پاکر ضرر پہونچائیگا یہ حکم سُنکر وہ آمادہ سفر ہوا
اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلا کر سوال اطاعت کرنیکا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے
ہمراہ لیا اور مال و اسباب بار کرا کے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے عقاب بن جام
کو سرفراز نامہ لکھا کہ ای بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب لائق ہمارا تمھارے پاس
آتا ہے بجائے ہمارے اِسکو سمجھنا اور بڑی آسایش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور طلسم
ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر مقیم ہوا ادھر شہزادہ اُس قلعہ
سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا کہ شہر جام

ن ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی
مزہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے بگڑے یہ کہہ رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی
ر روسے ہوا سے کنیزوں لاشۂ نافرمان سے لیے اُتریں اور پکاریں کہ ای شاہ
ہلاک ہوئیں جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا بادشاہ یہ حال سنکر بیحد
ہوا کہ ہائے افسوس خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جسنے خداوند کو ذبح کیا
ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا بیٹی بھی خراب ہوئی میں جانتا ہوں
رکے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے حال پر رویا پھر
لاشۂ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانیکا ارادہ کیا اُسوقت
ایک ساحر ہیران جادو نام سرداری احترام دربار میں حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور
عرض پیرا ہوا کہ حضور جانب شہر جام جائیں اور سلطان شہزادہ ناکام کو گرفتار فرمائیں میں جاتا ہوں
اور اُس بدانجام کو بوح چین کر قید کرکے لاتا ہوں بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت
فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اُسکا وقت پر بیان ہوگا بعد اُسکے جانیکے بادشاہ نے حکم آراستگی
لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرنا کا شور بلند ہوا نائے ترکی کی صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر
توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا روے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا رشک صد نگار خانہ
چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طائر و اژدر پر سوار
تھے ہاتھوں میں تازیانہ مار تھے جادو کی ڈھنت سامری کے منت پڑھتے اپنے کرتب
دکھاتے تھے پرے جمائے روے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہوچکا بادشاہ نے سوار
ہونیکا قصد کیا اُسوقت اور دو سرداروں نے کہ نام اُنکے نیران و ہوبان جادو ہیں
عرض کیا کہ ای شاہ آپ توقف فرمائیں ہم جاتے ہیں اور سب مفسدوں کو پکڑ کر لاتے ہیں
بادشاہ نے انکو رخصت فرمایا اور کہدیا کہ میری دختر کو بھی اسیر کرکے بحال خراب لانا
یہ دونوں اژدر سحر پر سوار ہوکر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور کسیجگہ راہ میں قیام
نکیا برسم یلغار چلے یہانتک کہ بہت جلد قریب قلعہ جام پہونچکر سر سواری قلعۂ مذکور کا لینا چاہا
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کرا کر باہر قلعہ کے نکلا

ساحر اُڑتے ہوئے آئے دلاوروں نے پہرے جاسکے غول بہ سبب [illegible]
انجمن سحر مین چراغ جلائے بیردن سے [illegible] انجمن سحر مین [illegible]
چھت بند ھگئی شعلہ ہاے سحر رقصان ہوگئے ڈھیروں تیروں کے [illegible] شروع [illegible]
سحر ایسا ہوا کہ ڈھولا جھومنے لگا غرض ساحروں نے دیے سحر کے جلائے بیروں لیے بیٹھے
اسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھا گئے آندھیونکا طوفان عالمگیر ہوا آیا
ہنگامۂ آفت زا مین برق شمشیر چمکی یعنی جوانان جنیزان نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی
لاکھ ہے اور گروہ مخالف چند ہزار ہے کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑکر دیر لگائے [illegible]
سے گھیر کر مار لینا چاہیے افسران لشکر یہ حکم سنکر محاصرہ پذیر ہوئے چار طرف سے گھیر کر فوج نے
حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدر جھنکار سے دلاوروں نے نعرے مارے ساحر ٹونا چماری
کو دھتر کے ماس کا لالچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزار ہا نشان کفر و ضلالت
کی جنھین شان کھلگئے میدان جنگ مین مرد و نامرد نکلے غولوں کے غولوں نے جیدکو ساز روح کے لیے
وحشت ہولخیز بنادیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلادیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے
لگے یہ گو اور یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک یون بھنگیائی تھی گوگل کی
چراہند پر جان چرمندی ہوکر بھاگی تھی ایک طرف دلاوروں نے ترکش خالی کردیے تھے
تیروں کے بیروں نے کلیجہ جھینٹ مین لیے تھے سپرین کالی کالی تھین بلکہ کالی کلکتے والی تھین
تلوارین خون آلود جوانبر تڑپتی تھین کالی کی نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھین کمانین چلا چلا کر
سحر ایسا پڑھتی تھین کہ سن سن کرکے تن سے جانین نکلتی تھین تیروں کی سائین سائین
تھی زال دنیا سحر پڑھتی تھی پون کی صورت چھائی تنی تھی تلواروں کے شپا کے چھو منتر
کی صدا اٹھی خنجر عامل جان کے لیے حصار تھے کلہ عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون
بڑا جلالی تھا مقدمہ حالی تھا کہ بموجب

ابیات

نہ کلوا نہ تیروں کا یہ شور تھا
گئی نخل ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان حملہ ہائے عمود

جو کچھ ببر کا تیغ کے زور تھا
جو سوفار کے لب سے فتر پڑھا
بڑی آنکے جادو کی رن مین نمود

وہ باد مخالف تھی رن مین چلی
روان تیر کا ہیر فوراً ہوا
کہ سر خرچ کے وہ جان کو لیتے تھے

فرستے تھے	از بسکہ عقاب فوج کم رکھتا ہو بسبب گلدستۂ طلسم کے ہمیشہ

ب آیا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اثر کرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین کیس
بت سے ساحر فرار ہوئے ملک سلطان وعقاب زخمون مین چور
ارے ساحران عدو نے بلوہ کرکے سبکو گرفتار کر لیا بہت ساحر ہلاک
ر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح وظفر بجایا ہومان وشیران نے قلعہ
ست ادب باندھکر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم بنجیا ہین انکو امان
... سیارہ عیار بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق وسلاسل پنہاکر ہومان محل
مین گیا اور ملکہ بنفشہ کو مع اینسون وغیرہ کے اسیر کیا اسقدر عزت اُسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پانوئین
ڈالکر پالکی مین سوار کر لیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی بیقراری کرنا گریہ وزاری کرنا آگے بیان
ہوگا الغرض سحر کے تختون پر قیدیون کو ڈالکر شادان وفرحان یہ ساحر بادشاہ طلسم کیطرف
روانہ ہوئے اور بہت جلد راہ طے کر کے پہونچگئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت وصعب مین
بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرۂ حمزہ بھی گرفتار ہوکر آئے تو اُسکے ساتھ سبکو قتل کرونگا یہ سب تو بیچارے
قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار مین ہو لیکن شہزادہ قاسم جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر
روانہ ہوئے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک روز صحراے سبزہ زار
وبیشۂ خرم وپربہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نگذرا تھا صحرا ایسا تھا چشمے ہزارون
جاری وزان باد بہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون کو سکھ کلیجے کو ٹھنڈک
کہتی گلہاے رنگارنگ کی سرخی آنکھوں مین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین برنگ
اہل کرم جھکی ہوئین بے سازو برگی سے بری دست خزان کے ظلم سے رُکی ہوئین چمن
آراے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس سطح غبرا پر بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی
صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہاے خودروے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان
انجمن گلہاے چمن تھے پھولونکا ہر جگہ انبار طرفہ بہار تھا **نظم**

گل کھلے تھے ہر طرف کو شہوار	چہچہاتے نغمہ سنجان بہار	تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار	جنگ مین فوج خزان سے ترک کُل	تختۂ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایک طرف کو ایک دیو لکڑی کا [illegible]
طنبورہ تھا دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن لکڑی کی تھی وہ بھی
تصویر لکڑی کی تھی اُسکے صورت مثل پری کی تھی طوق زری سر پر [illegible]
بڑے بڑے بال سر کے بکھرے ہوئے تھے ہاتھون مین کنگن موتیون کی بندھی تھی [illegible]
تھی وہ حسن و صورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر [illegible] زری تھی زلف اُسکی سیکھے ہوئے کافر
کیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی ہاتھون سے فریب پیدا [illegible] ساحری کا نقشہ بین
کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر تھا [illegible] ہویدا دیکھ رہی تھی گویا
دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھکر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا
اُڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھکر پکارا کہ ای ناہیدۂ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان
اس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہی کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان
ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اسطرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادہ کا نرہا گویا
ناہیدۂ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُسکا عالم تھا کہ بقول میر حسن **مثنوی**

ہوئین بین پر انگلیان یون رواں	کہ ہاتھو نسے اُسکے ہوا دل رواں	روانی روان کر دیا جان کو
رُلایا ہر اک جن و انسان کو	نظر حسن پر گاہ گہ بین پر	سراپا دل اُس لعبت چین پر
رہا تن بدن کا نہ کچھ اُسکو ہوش	بنا کل وہ جون نقش پا چشم و گوش	لیتے شہزادہ اُسکے گانے بجانے

ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کیطرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے
اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا
اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال
آیا کہ لوح کو تو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا کہ ای فاتح طلسم یہ سب
نیرنگی طلسم ہی جادو کا ڈھکوسلا ہی تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈالدے
پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادے نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین اُن دونون کے ڈالا لوح
کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ ای دیو مار اس
غیبالی کو کہ اپنے خواہ مخواہ کی تنتنی بچا رکھی ہی یہ سننا تھا کہ اُس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز

[illegible] دیگر سر پہ جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر
[illegible] اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دو نون
[illegible] ابھی سب برباد ہوا وہ طوطا بھی جلگیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ مارا
تا ہیبت جادو کو دیکھ [illegible] عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی
پھر اس نعش کو نگو [illegible] اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شہزادہ سجدہ شکر بجالا کر آگے روانہ
ہوا اور جب بہت دور نکلگیا ایک کوہ پرشکوہ نظر پڑا درہ مین اُس پہاڑ کے قدم رکھا تا کی
یائی بدشواری وہ راہ طی فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہین بشیہ حیرت کہ جہان ملک سلطان
کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن
ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اسطرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا غرضکہ لشکریون نے شہزادہ کو
پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار سلیم شیر شکار ترک
جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سردارون کو دیکھا کہ مرے غم مین لباس فقیرانہ
پہنے اسوقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہین شہزادے نے انکو بڑھکر گلے سے لگایا
اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مغرق پر تشریف فرما ہوا سردارون سے حال فتاحی طلسم
بیان کیا پھر خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُسپر جاکر
آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان مین آئی گھبرا کر اسکی آنکھ کھلی
ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے آتار لی ہے اور
ٹکڑا منس ہاہ یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکلگیا ہے
ناچار خاموش ہو رہا اور اُس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم بیران جادو ارے
مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تونے برباد کیا کا ہیکو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر تیرے
لشکر کی شبیہ بنا کر بچھاتا یہ لکھکر اُس ملعون نے خوب سحر مین اس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ
کے ساحرون کو لیکر شہزادۂ دلاور کو تخت پر ڈالکر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا
بادشاہ طلسم شہزادہ کو مقید دیکھکر اچھل پڑا اور کلاہ اپنی اُچھالی رانون پر ہاتھ مارے سب
اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے

بادشاہ نے اُسیوقت حکم دیا کہ اور سب قیدیون کو لاکر [illegible]
قوی بازو زشت رو حاضر ہوئے مجرمون کو لاکر ادھر لیون پر بٹھایا [illegible]
شہزادکر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ نفیسہ کو بھی شکنجے مین باندھکر [illegible]
تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن [illegible]
کے قتل ہونیکا ماجرا یاد کرکے اور بربادی طلسم خیال کرکے ایکی مرتبہ شور و فساد شروع کرنا
مناسب نجانا صبر کرکے چپ ہو رہی یہان سامنے دارالامارة کے جو میدان تھا اُسمین [illegible]
استادہ ہوئین فوج مسلح و متمسّل ہوکر بہر حفاظت آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال
ملکہ بیکس پر رحم کرکے گریہ کرتے تھے کہ عجب بدقسمت یہ مہ طلعت ہے اس سن و سال مین یہ غم
واے ناکامی و ستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہے کہ جسنے خداوندوں کو
قتل کرکے ہم لوگونکو گنہگار بنایا جہنم کے جانیکے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار
بیان کرتے تھے کہ ہاے نبیرہ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہے اے فلک کجرفتار
یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہے ذلیلون کو سردار کرتا ہے تخت نشینونکو
تختۂ تابوت دیتا ہے

نظم

چنین ست آئین چرخ روان — توانا بہر کار و نا توان
چنین ست کردار گردندہ دہر — نگہ کن کز و چند یابی تو بہر

شب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادے کو دیکھ دیکھکر
روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے لئے گھر اگر تو نے راحت نپائی
میری محبت مین جان گنوائی ہاے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ
بھی اسکے حال زار پر آنسو بہاتا تھا بیقرار ہوکر کہتی تھی کہ

غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم — گرچو داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم
شعلہ رہنجاست از بیطاقتی دمی نشست — من نہ جنبیدم ز جا نان جا بہ گلخن داشتم
کی بہ ہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود — من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم
بر زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم — من کہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم
روشنی از بزم من ریزہ سیکرد آفتاب — در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتم

[illegible] ش دیگر نبود [illegible] م نہادہ کلیم	تا کفن آید ہمین یک جامہ برتن داشتم بہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم	

[illegible] جلاد شا [illegible] طلسم سے حکم قتل کرنیکا لیتے تھے سلطان و عقاب شہزادہ
[illegible] سب جواب ہو کر روتے تھے شہزادہ ازبسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا
تھا اور نظر کرم رب اکرم [illegible] رکھکر تہ دل سے مناجات کرتا کہ ای خالق کل مخلوقات تیرے
سوا اسوقت مین کون مددگار ہی نظم

یارب غمگین ہونگا کب تک
ای داد رس دردمندان
اس قید مین آج ہون گرفتار
خاطی مین ہون رحیم تو ہی

یہ رنج و الم سہونگا کب تک
اس فوج ستم مین ہون پھنسا مین
ہی کون ترے سوا مددگار

ای چارۂ کار دردمندان
تو چاہے تو ہون ابھی امین
طالب مین ہون کریم تو ہی

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان
دولت و اعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ
آج اقبال بلند طالع یاور نصیب رہبر ہین کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ و خنجر ہین اب ہمکو لازم
ہی کہ ہو خوشی کرین وہ کم ہی دل چاہتا ہی کہ تمام رات آج کی جلسۂ عشرت آراستہ کر کے داد عیش
و کامرانی دین اور اس بیدین کو خوب دلائین حسب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہوا تو
تہ تیغ یہ خستہ تن ہو جو دوست اسکے ہین بستر ناکامی پر شب بھر تڑپین اور کچھ کر تسکین [illegible]
آنکھون مین اندھیر رہے ستارۂ طالع بد کا پھیر رہے لشکر مین سب ساکنان طلسم بھی جمع ہو جائینگے
دوست شاد دشمن آپکے رنج اٹھائینگے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلاد کو
حکم توقف درباب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت ترپولیے جابجا نصب
ہو گئے توپخانے بنگلے نوبتین بجنے لگین دار الامارۃ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامۂ عشرت
کی گرم بازاری ہوئی دو رویہ ٹھاٹھر بندی ہو گئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہو گئے دوکانین
لگائیں دکاندار پوشاکین رنگین پہنکر بیٹھے آئینہ دکانون مین لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا
ہر کرہ ہمسر برج آسمان بنا لولیان قمر پیکر کا مجمع [illegible] کوٹھون پر تماشابین پھرنے چلنے لگے ہر جگہ
ناچ گانیکا سما بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا [illegible] حسن

وتزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین وسبوے زرین نے بادہ گلگون کو اچھالا ساقیان [illegible] ورقاصان سمن بر ولالہ فام زینت آرائے انجمن ہوئے غیرت بخش [illegible] روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک سپہر نے [illegible] کیا اور تاریکی ظلم وستم پھیلا کر شب تیرہ اسکو موسوم کیا

[illegible]

سر محفل جو آیا مطرب شام
کہین زہرہ سے بڑھکر خوگ بایا
دف مہتاب سے اسنے لیا کام
ستارون کا ستار اسنے بجایا

سرشام سے ہر سمت وہ روشنی ضیا بخش ہوئی کہ [illegible] سے شرماکر روپوش تھا قنادیل وکنولہاے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر ستارے نکلے ہین سرخپوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کردیا تھا مردمان سیاح قہقہے لگاتے پہرتے تھے بلبلان باغ مسرت کیطرح چہچہاتے پہرتے تھے ہرجگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامۂ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سرگرم کیفیت پیرایۂ خرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور لاؤ اور لاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہاے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینے کا دلہا ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہیدۂ فلک کو آسیب نے وہ کیطرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو بلادیس نکالا تھا یہ اُس انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ ابیات

تھا جلسۂ جشن کیقبادی
ہنگامۂ عیش و بزم شادی
ہر ناز ہوا اسجگہ سے پیدا
نازک بدنون سے تھا ہویدا
تھی روشنی اسقدر ضیا بار
ہر جہاڑ تھا رشک نجم سیار
دعوی کی دلیل تھی من لاس
ہانڈی کو تھا دعوی اتا شمس
رقاصون کے ناچ کا سمان
تھی لولی چرخ انپہ قربان
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو
جلیسے کھلا گلستان تھا ہر سو
مطرب ساقی و بادہ و جام
عشرت سے وہان دلونکو آرام

یہ سب تو معروف عیش و نشاط مین لیکن سیارہ عیار جو شہر جام سے روبفرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بنا کر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل ہونیکا دیکھکر

[illegible] ت مجبر کا وقفہ قتل ہونے مین اِسکو ثابت ہوا اور جلسہ عشرت
[illegible] بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادۂ فطرت سے دماغ جان
[illegible] ن ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل صفاے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک
[illegible] س جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ جلسہ
[illegible] یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی بھری رنڈیان
[illegible] خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ پر گنگنی
[illegible] نائکہ بیٹھی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُسکے نوچیان جوان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا
گل لالہ کھلا تھا پشواز مین اگرز ہر ایک پہنے سرون پر چھپکے لگائے ماتھے پر افشان ٹیکے دیے
مہر و ماہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے نائکہ پاس نڈون سے آنکھین
لڑانے کو بیٹھے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتین بعض نوچیان خیمے سے نکلکر آتین امی جان
کہکر نائکہ کو تسلیم کرتین وہ دعا دیتی کسیکو پاس بلا کر منھ چومتی بلائین لیتی کسیکو گھٹنے پر بٹھا لیتی
شہر کے نوجوان لوگ اُسی جگہ جماؤ کیے ہوئے ایکطرف کو سازندے ساز چھیڑتے راہرو ٹھہرکر
آوازہ کستے کوئی نائکہ کیطرف دیکھکر خطاب کرتا کہ بیت حذر بہتر ہے مکاری سے تیرے +
کھٹکتا ہون مین عیاری سے تیرے + سیارہ نے یہ حال وہان کا دیکھکر سلطانی مردھے
کی صورت پر اپنے تئین بنایا چکوہ دار پگڑی جسمین تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چپکن چنی ہوئی پہنی
عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ مین لیا اور سامنے نائکہ کے آیا اُسنے اِسکو بادشاہی نوکر سمجھکر کہا مردھے
صاحب آیئے گلوری کھایئے اُسنے کہا بی صاحب مین بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہون
اور ایک رنڈی جو بہت حسین تھی اُسکو بتایا کہ انکے لیے کچھ پیام لایا ہون آپ اِنسے کہین کہ
ذرا خیمہ مین الگ چلین نائکہ نے اُس نازنین سے کہا اے مرادن ذرا جا کر سُن آ کہ یہ کیا کہتے
ہین وہ گلبدن کمر کو بل دیکر تیوری چڑھا کر اُٹھی اور پھر ناک بھون سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و
انداز سے اندر خیمے کے آئی مردھے نے وہان پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار تھا اور
اُس ماہ پیکر کو دیا اور کہا حضور ہمارے آپ پر مرتے ہین ہجر مین آہ و نالے کرتے ہین یہ اُنھون نے
بھیجا ہے اور مجھے کہدیا تھا کہ چھپا کے سب سے علحدہ بلا کے دینا نہین تو نائکہ لے لیگی اور قسم دی تھی

کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا رنڈی نے خاصدان [illegible]
دیکھیں اور گلوریاں خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائیں ایک گلوری [illegible]
اور پوچھا انکا مزاج تو اچھا ہے مردھے نے ہنوز جواب نہ دیا تھا کہ ایک [illegible]
بیہوش ہوئی اسنے جلد کپڑے اسکے اتارے اور [illegible] سامنے رکھکر بہت جلد آپ اسکی ایسی صورت
بنا اور اسکو دری میں لپیٹکر ایک قنات کی آڑ میں کھڑا کر دیا اور آپ وہاں سے اٹھلاتا ہوا ناز
دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا نائکہ کے پاس آیا اسنے پوچھا کہ مردھے کیا کر گئے اسنے
شرما کے آنکھیں جھکا کے کہا پوچھتے تھے اتنا کہکر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہے نائکہ نے کہا سچ تو ہے
وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مردھے بھی خوب آدمی ہیں کہ فرض کر کے الگ اسے کیا لیگئے اری کہو
یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجھسے نہ کہی اور رنڈیاں جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھیں وہ
قہقہہ مار کر ہنسیں اور مرآدن کو چھیڑنے لگیں ایک بولی ہاں ہاں کہنا تو مردھا کیا کہتا تھا دوسری
نے کہا اری چھوکری شرماتی کیوں ہے صاحب بیاہ تو ہوئیں کسی کے یہاں شرم کرنے میں بھی
بھیون کے کان کاٹتی ہیں تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا
مرآدن نے یہ کلمہ سنکر نائکہ کے گلے میں باہیں ڈالکر کہا اری اچھی اتی جان کیا امیر کھلا رہا کرے
جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہیں سچ بتاؤ سر ڈھانکنا کیا سب رنڈیاں اسکے پوچھنے پر اور زیادہ
ہنسیں نائکہ بھی خوب ہنسی مرآدن نیچی نگاہ کر کے رونے لگی کہ واہ سبنے مجکو خیلا بنایا ہے نائکہ
نے اسکی بلائیں لیں اور کہا بیٹیا سر ڈھانکنا ایک رسم ہے وہ تمکو معلوم ہو جائیگی میں صدقے
روؤ نہیں سر میں درد ہونے لگیگا یہ باتیں یہاں ہو رہی تھیں کہ داروغہ ارباب نشاط کا آدمی
آگیا کہ کیا بی سندر جلد تیار ہو کر چلو کہ گجراتن مجرا کر چکی ہیں طائفہ بدلنے کا حکم ہوا اتنا سنتے ہی نائکہ
نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرآدن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ کیا اور سازندے ساز درست کر کے ہمراہ
ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھوں میں ہیرے کے کڑے پہنے بازو پر اگے نورتن [illegible]
کانوں میں اتثیان ڈالے اونچا جوڑا تالو پر کا باندھے مرآدن کو چوپہلے میں بٹھا کر روانہ ہوئی
اور رنڈیاں بھی ڈولیوں میں سوار ہو کر چلیں خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہ گئی یہ سب دربار
شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمیں بجا لا کر بیٹھیں انکے آتے ہی طائفہ بدلا گیا تھاپ طبلے

[illegible] بائین کو لگا کا ہتوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طرح مین ملا کر گت بجا
[illegible] ن بجاتی طبلے کی بستنی پر انگلیان رکھکر کھڑی ہوئی گوہر شاہ او
[illegible] ر اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم غشی طاری ہوا
[illegible] میں ہوکر [illegible] یہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اسکے جو چین پڑی تھی دریاے نزاکت مین
لہرا رہی تھی زلف شبگون [illegible] قامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھولے پن سے
سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر [illegible] ستان تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع ربوالہ اوراق
خاطر مین [illegible] کی [illegible] بموجب بیت واہ کیا تاثیر ہے رخسار آتشناک کی ۔ شعلہٴ جوالہ ترسے
کان کے بالے ہوئے ۔ زلف کا رخسار پر لہرانا چشمہٴ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی
طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید کہتا تھا حال آرزو
وامید کہتا تھا دہان تنگ باغ امید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسیطرح سر تا بانک
پنک سے درست بہت چاق رجست سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوئین چیل کا رنگ کھلتا تھا
کرتی کا چاک کھلا انگیا کسی ہوئی آستین سے رنگ چھلکتا تو نکا چھوٹا نکلتا شکم تختہٴ نور زیر ناف
تختی بلور شمع طور فانوس پیرہن مین نور کا ظہور بموجب

مسدس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے
جام صہباے صفا کاسہٴ زانو کیسے
دو ہین پیمانہٴ مے حسن سے مملو کیسے
سینہٴ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جسمین عکس رخ قدرت ہے وہ آئینہ ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
جھوٹ سب سچ ہے وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہے
پرتو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہے

پانون وہ پانون کہ جنکی ہے جگہ دیدہٴ حور
آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور
کف پا مین صفت دیدہٴ مہتاب ہے نور
چشم بد انجم افلاک کی اُس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین
فتنہٴ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اسکی شکل دیکھکر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی گھور کے دامن [illegible]

ناز و انداز ناچنے مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کر دیا [illegible] نے تعریف [illegible]
کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا بھوؤنکو چڑھانا ہاتھ پر ہاتھ رکھکر [illegible]
کھل جانا انگلی سے انگلی کا تھم کر ہاتھے پر لانا غلاف حسن پریزاد کا کھل آنا عجب انداز [illegible]
کہ دل اُسپر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نرہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ [illegible]
اُس کمرے مین جلد لیجائے وہ فوراً نائکہ کو وہان لگیا بادشاہ بھی اُٹھکر وہان گیا نائکہ نے نذر
دی بادشاہ نے نذر معاف کر کے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت فرماکر
ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہان بھیجدے ہم اُسکا محل کرینگے جاگیر مین علاقہ دینگے اُسنے بہت
خوب نہ ہے میرے نصیب کہکر بلائین لین اور کہا واری ابھی وہ الڑھ ہے اُسکو زیادہ ستانا
نہین کیونکہ پھوٹی آنکھ کا ایک دیدہ ہے مجھ ندیدی کٹھیا ہے اپنی روح مین اُسکو سمجھتی ہون مین
سچ کہون مجھے اُسکا تڑپنا دیکھا نجائیگا بادشاہ نے ہنسکر کہا بی جی تم گھبراؤ نہین بہت چین سے وہ
رہیگی نائکہ وہانسے شاد باہر آئی ملازمان بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن مین تو اُسیطرح ناچ کا
جلسہ رہا اور مرادن کو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہان شبستان
آراستہ ہوگئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوگیا مرادن مسند پر پہلوے بادشاہ مین بیٹھی نائکہ
پاس سے جانے لگی مرادن بھی اٹھی کہ امی جان مین بھی چلتی ہون اکیلے مین مردوے پاس مجکو
آپ چھوڑکر کہان جاتی ہین بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کیصورت پر بنا تھا اور فوارہ
کیطرح چھوٹتا تھا اُٹھا کر مرادن کا ہاتھ پکڑ کر کہا لو یہ لو انھین جانے دو بس اُس نازکبدن نے وہ عطردان
لیا اور بادشاہ کی گود مین بیٹھکر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگا لیا اور بوسہ
رخسار لینا چاہا اُسنے منھ ہٹا لیا اور کہا واہ تم ہمکو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان
نے منع کر دیا ہے کہ پیار کسیکو نکرانا بادشاہ نے یہ بھولاپن دیکھکر کہا کہ قہر کیا کروگی بتاؤ تو تم
تم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو + یہ کہکر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُسنے تیوریان چڑھاکر
کہا واہ تم مجکو کیا ننگا کروگے یہ عطردان اسیواسطے تمنے دیا ہے بھاڑ مین جاے عطردان لو
اپنا ادھر چھوڑ دو اسے لو اب مین سمجھی امی جان کہا کرتی تھین کہ ننگا کر کے مردوے جورو بناتے
ہین ہان ہان یہی بات ہے بس بس مین تاڑ گئی سو یہ ہونا نہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لائی

[illegible] آنکھ مین سرمہ کا ایسا سفوف بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال تک
[illegible] تھا کہ کاجل بہہ آیا ہی اور گال مین بھرا ہی بادشاہ نے ہاتھ گردن
[illegible] بال ' میرے دلکے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین اس نازک بدن نے رخسار
[illegible] بوسہ گال پر لیا کاجل ہونٹون مین اُسکے بھرا اور کچھ ناک مین بھی لگا ایسا تیز
سفوف تھا کہ دماغ اُسکی خوشبو کا متحمل نہوسکا گویا ناک مین بھرتے ہی طاق سے اُسکو چھینک
آئی اس شوخ نے ادا [illegible] چھینکتے ہوئے تو پیار کرو نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہکر چٹکی سے
ناک بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکین مارکر بیہوش ہوگیا اس عیار نے لباس اُسکا
اُتار کر اُسجگہ ٹھہرا صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی تاج سرپر پہنکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر خوب سا
بیہوش کرکے نیچے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کرکے ملازمون کو بُلاکر حکم دیا کہ اسمین معشوقہ
بادولت آرام کرتی ہی خبردار اندر اسکے کوئی نجائے ملازمون نے پہرا کرلیا اور یہ وہانسے آکر تخت
شاہی پر انجمن مین بیٹھا ناگہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی تھی وہان اتفاق سے کسینے اُس ری کو
بھی کھولا کہ جسمین مرادن لیٹی ہوئی تھی اُسکو برہنہ اسیطرح بیہوش ناگہ کے سامنے لایا اُسنے پانی
چھڑک کر ہوشیار کرایا مرادن نے حال کہا کہ مردے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو
نہین معلوم کہ کیا ہوا ناگہ دلمین اپنی ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ شاید کوئی
عیار ہی جو شاہ کے پاس مرادن بنکر گیا ہی اب مناسب ہی کہ چپ ہو رہ کسی سے یہ حال نہ کہہ
دیکھ تو کہ کیا ہوتا ہی پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ تیری سازش عیار سے ثابت ہو اور تجکو ضرر
پہونچائے پس تو بادشاہ سے چلکر مرادن کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کردے یہ سوچکر
وہانسے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ جسارت
نکرسکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت
سے فرمایا کہ آج مین تم لوگونسے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر
ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑائے تو دین اُسکا سچا ہی یا نہین سبنے عرض کیا کہ بیشک
دین اُسکا برحق ہی شاہ نے فرمایا کہ اقبال اُسکا ایسا بلند ہی کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا
شہر جام کو تسخیر کیا داریہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید توڑا اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین

لیکن بباطن وہ قید نہین ہے اگر ہم اسکو قتل کرینگے [illegible]
اسکا حمزہ قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نرکھیگا اور عمرو عیار [illegible]
سے لڑ رہا ہے آفت ڈھائیگا سوا اسکے باپ بھوال [illegible] شہزادے کے [illegible]
وہان ہین دیو کش باطل کنندہ سحر و طلسمات ہے [illegible] نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرینگے لہذا مین
تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو ہر ایک نے عرض کیا کہ جو آپنے
فرمایا بہت درست ہے ہم سب آپسے عرض نکر سکتے تھے اب جو حضور اس شہزادہ کی اطاعت
پر آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سننا تھا کہ [illegible] شہزادہ کو سامنے [illegible] قریب آئے
اپنے سر قدم پر اسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کرا کر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوے ملکہ
بنفشہ کو رہا کر کے محل مین بھیجا مادر نے اسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ
دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدائے مبارکباد بلند ہوئی دربار
مین شہزادہ قاسم نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا اکابرین شہر جشن مین حاضر
تھے سبنے اطاعت کی شہر مین غلغلہ بانگ صلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فتح ہوگیا
بعد اس کے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت
بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجکو جانتا ہے اور جو نہین جانتا ہے وہ اب جانے کہ مین ہون سیارہ
بن عمرو عیار شہزادہ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہے اب تم سبکی کیا صلاح ہے ہر ایک نے
عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہے ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام انسے
سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اس انتظام مین آخر وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور گوشل شہزادہ خاوری عیار
مہر نے قید طلسم شب سے رہا کر دیا کہ

نظم

چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ	زمین شد بکردار زرین جناغ
نہاد غبر بر چادر لاجورد	توگفتی کہ جاے زیاقوت زرد

وقت سحر شہزادۂ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ
ہوشیار ہوکر قید آہنین پہنے بندھا ہوا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے ہر سمت دیکھا کہ یہ
کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہو گیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے
سپہر بازیگر و اختر گون جیسا تو اوندھا ہے ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہے جو کچھ تو کرتا ہے الٹی ہے

[illegible] مصیبت کرتا ہو انجمن عیش کو خانۂ تعزیت بناتا ہو یہ کیا تیرا معمول ہو کہ
[illegible] دل ہو دوست سب غیر ہین دشمن کیطرح دلون مین سبکے بیر ہین ہنستے
[illegible] رُلاتا ہو رونے والونکو ہنساتا ہو کہ بموجب ابیات

[illegible] بلند — دل اندر سرای سپنجی مبند — گہی گنج یابیم ازو گاہ رنج
[illegible] سپنج — سرانجام بستر بود تیرہ خاک — یکے را فراز و یکے را مغاک

[illegible] لیمقام نے شاہ سے کہا کہ ای بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدا
[illegible] طرح تجھپر غالب کیا اب کیا کہتا ہو اطاعت اسلام مین تجھکو شرم نہین
آتی کہ اُس بندۂ نجس یعنی سکندر کو پوجتا ہو کہ جسکو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا
اور اُسکا خون تیرے ہاتھ پر لگایا ارے خدا اسے برحق وہ ہو کہ جسنے اپنی قدرت دکھا نیکو ہمین تجھپر غالب کیا
طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے خالق الملک
نے کسیکو دم بھر مین تخت عزت سے اُتار کر ذلیل و خوار کیا کسیکو خاک مذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا نظم

بفرمان اویست گیتی بپاے — ہم اویست بر نیکوی رہنماے
کسی را کہ خواہد کند ارجمند — زلیتی برآرد بچرخ بلند
بدان دادگر کو سپہر آفرید — بلندی و ثروتی و مہر آفرید
خداوند کیوان و خورشید و ماہ — خداوند پیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اسطرح زبان پر
جاری کی زنگ کفر آئینۂ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشئہ کا سرور ہوا زبان
ایما سے بیان کیا کہ مجکو رہا کرو مین مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے
اُسکو کھولدیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھدیا شہزادہ
نے سر اُسکا سینہ سے لگایا غلغلۂ شادی و غلغلۂ مبارکبادی بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش
و عشرت کی بنیاد ہوئی ناگہ مرادن کی بھی کہ حاضر دربار تھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام
شہر مین اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادۂ پر شوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسمین
معلوم ہوا کہ اس طلسم کو بانیان طلسم ہوش ربا نے ایک تحفہ رکھنے کے لیے بنایا تھا اسلیے
بہت سے مرحلہ اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھدیا تھا اور اس مقام پر
آداب کرکے ایک بادشاہ مقرر کردیا تھا اور لوح قلعۂ جام مین رکھدی تھی راستہ دونون قلعونکا

مسدود کردیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست [illegible]
تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسیوجہ سے [illegible]
تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہان سکندر رہتا تھا بالکل [illegible] گنبد بنایا ہے جسکے زیر زمین ایک قصر [illegible]
ہے وہی مقام جوایا ہوا بنیان طلسم ہوش ربا کا [illegible] اسجگہ خزانہ و مال و اسباب طلسمی رکھا ہوا
وہ تحفہ کہ جسکے لیے یہ طلسم بنا ہے اُسیجگہ ہے یہ حال [illegible] لوح سے معلوم کر کے شہزادہ [illegible]
و ارکان مملکت مکان مذکور کیطرف روانہ ہوا اور [illegible] وہان پہونچکر پجاریون کو بھی مطیع الاسلام
کیا اور حکم دیا کہ اِس گنبد کو منہدم کر دو حسب الحکم ہزارہا بیلدار مشغول کار ہوا اور [illegible] مین
نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کہی گئی تو نیچے کہدی ایک کاخ رفیع پر از نقش و نگار بنا ہوا
ظاہر ہوا کہ مشکوے عالم پر نیرنگ مین ایسی شبستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان فرح افزا
نشہ نشین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی مین طاق عمدگی سے جفت محرابون کی قیمت
مین دل و جان بھی مفت گرد اس قصر کے ہزار ہا برج و گنبد تعمیر تھے خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر تھے
صحن مکان مین باغ رنگین و پر بہار لگا دل اُسپر شیدا تھا رضوان کی جان تھا عجیب طلسمی وہ
ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دلکو اُسکی سیر کا ارمان تھا **نظم**

یکے کاخ دید اندرون شہریار
بلند ست رود و بلند ست راغ
یکے گنبد از آبنوس و زعاج
زمین درخشان تر از چرخ ماہ
کسے کو ندیدست خرم بہشت
زمینش سپہر آسمان آفتاب

بدو اندر ایوان گوہر نگار
ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر
بہ پیکر زپیلستہ شیر و ساج
زباغ و ز میدان و آب روان
زمشک ہمہ خاک زرینش خشت

بدو اندرون کاخ و ایوان باغ
برز اندرون چند گونہ گہر
بگردید بر گرد آن کاخ شاہ
ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
درختش ز یاقوت و آبش گلاب

ان ایوان عظیم مین جو گرد اگرد اس کاخ بزرگ کے تھے
گنج شایگان دخزانہ فراوان تھا صندوقہائے پر از جواہر خمہائے زر خفتان و خود یاقوت
احمر کے رکھے تھے مرکبہائے پری پیکر رفتار مین ہمسر صرصر بندھے تھے اور اندر مکانات کے
پریزادان طلسم نازنینان گل اندام و سمن بو رہتی تھین اور وہان رستہ طلسم ہوش ربا
مین جانیکا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے

[illegible] میں لگا تھا وہاں لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ قفل سے لوح کو لگا دے دروازہ
[illegible] بانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے
[illegible] نہ واکیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینہ دیوار و زمین
[illegible] نت یاقوت نگار گسترده ہین اُن تختون پر پری پیکران مہر صورت
[illegible] ہین مگر سب پتھر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خالی
[illegible] یک تخت بچھا تھا اُسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فر و تمکین
[illegible] سوحی اُسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے
کھولے تھے اور زار زار برنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا تھا نظم

نشستہ زنے خوب بر تخت ناز
پس پشت پیش اندرون بندگان
زنان تازنان دست بر یازدے
زنے یافتی شیفتہ پُر ز نور

پُر از شرم با جامہاے دراز
نشستہ بران تخت بے گفتگو
بر شکلے ز ترگان بنیاز دے
کہ گریست بر حال خود زار زار

ازین سوز انسو نشستندگان
نگریان زنے ماند آن ماہرو
ہر آنکس کہ دیدی مرا و راز دور
دو رخ سرخ و ترگان چو ابر بہار

شہزادہ والا گہر جب اُن سنگین پیکرون کے قریب آیا تبخانۂ آذری کا نقشہ پایا ایک صنم سنگدل
کیصورت پتھر کی تصویر تھی حسن مین بے نظیر تھی واقعی بدر منیر تھی دہن غنچہ رنگ اُسکے شہزادہ
سیار باغ طلسم کو دیکھکر کھلگئے سب قہقہہ مارکر ہنسین شہزادہ بھی انکو ہنستے دیکھکر ہنسنے لگا اور
یہی طلسم اُن تصویرون مین ہی کہ جو وہ کرینگی آنیوالا بھی یہانکا وہی کریگا شہزادہ ازبسکہ مالک
لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُنکے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ ای فاتح طلسم تقدیر ہین
ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر مین روئینگی اور وہ عورت جو سب کی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہی اسکو بے سبب
رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیۂ لوح پر لکھی ہی تو ورد زبان کر اور چپکا کھڑے رہکر اُنکی باتین
سُن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نکرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھکو بھی طاری
ہوگا اور یہانتک روئیگا کہ مرگ تجھکو بھی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کر کے
جلد دعاے حاشیۂ لوح کو یاد کر کے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا ادھر وہ سب قمر پیکران
سنگین بدن یکایک ہنستے ہنستے منہ پر آنچل دو دو ہیون کے لیکر رونے لگین اور اپنی جگہ سے اُٹھکر

اُس تخت نشین کے پاس آئین گرد تخت پھرین بلا گردان ہو کر گویا ہوئین کہ ای بیوی [illegible]
زبون ہی یہ اچھا نہین شگون ہی ایک بولی کہ ساحری تیری غارت کو نذر پھیر لا کر [illegible]
کہا اِس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کر دیا جمشید جوہر کی نقل [illegible]
ملک مال نر کھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو سلطانون نے صبح [illegible] ہی تو تیرا [illegible]
ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہی پھر یہ فکر نہین ہی کہ کوئی کیا کرتا ہی مرتا ہی کہ جیتا ہی چوتھی نے کہا اے بی
تو غضب ہی اور رونا کاہیکا ہی ہمارے [illegible] ان گوہر [illegible] عقدہ گیر جادو کو حمزہ سے لڑنے
بھیجا ہی اُسکے پوتے نے ہماری بی بی ملکہ [illegible] کے تمام گھر کو غارت کر دیا ہی اور اب ملکہ
موصوفہ سے تیغۂ گوہر نگار لینے آیا ہی انہین سے اور بولی کہ اُس موئے افراسیاب نے ذرا بھی خبر
نہ لی کہ طلسم گوہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب چاہے وہ خبر لے یا نہ لے جو ہونا تھا وہ ہو گیا
اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا تو موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہین لیتا تو نہ لے نبیرۂ حمزہ الیاواش
ہم سبکا یہان آگیا ہی اب اُسکی منت خوشامد کرکے اپنی جان بچاؤ یہ کلام اُس عورتکا سنکر وہ تخت
نشین اٹھی اور شہزادے سے آنکھ ملا کر گرم سخن ہوئی کہ ای شہزادۂ ذیجاہ ہم غریبون کے پشت
و پناہ یہان تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اِس آن و ادا سے یہ کلمے اُس
گل پیرہن سنگین بدن نے کہے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو
دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ اِس عربدہ جو سے کہ کہ تو مجکو کلید اُس صندوق کی کہ جسمین تیغۂ گوہر نگار ہی
دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے کہنے کو مانون شہزادے نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ ای
مایۂ ناز سراپا انداز جب سے کہ مین نے تیرا جمال حور مثال دیکھا ہی کیا کہون جو کچھ حال میرے دلکا ہی مگر
ناچار ہون کیا کرون عہد کر چکا ہون کہ تیغۂ گوہر نگار جبتک نپاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا
اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا پس تو مجھے کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو
پہونچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغ ابرو کو کج کیا اور ہاتھ پر
ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی تیلیان شہزادے کو سمجھانے لگین کہ ای شہزادۂ
جوان بخت جو کوئی اپنے سے محبت کرے اُسکو ترسانا بجا ہے غم مفارقت مین رلانا بجا ہے
یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ کہان رکھا ہی اور کنجی کہان ہی سارا گھر انکا لٹ چکا ہی

[illegible] س ہین انکو کیا معلوم ہو کہ آپ کس صندوق کی کنجی مانگتے ہین شہزادے
[illegible] اسمین ظاہر ہوا کہ تو کہہ وہ کنجی مین مانگتا ہون جو اسکے جوڑے مین ہو شہزادے نے
[illegible] ی تمہارے ملاقات ہو تو مجکو وہ کنجی دین جو اسکے جوڑے مین ہو اُن پتلیون
[illegible] س کنجی کو یہ کیون دینگی کہ اُسمین تو انکے شوہر کی جان ہو شہزادہ نے فرمایا
کہ اگر یہ شوہر پر اپنے فریفتہ ہین تو پھر مجسے محبت کرنا بیکار ہو مین شراکت کی الفت نہین کرتا ایک
دل دو طرف [illegible] ہوتا اُس تخت نشین عورت نے اُن پتلیون کو گھورا کہ کیا بیہودہ تقریر کر
رہی ہو میرا شوہر کون ہو مین تو اسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادہ سے کہا ای یار دلنواز
آئیے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہین مین وہی دونگی شہزادے نے اسکے اقرار کرنے سے پھر
لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اُسکے پاس جاؤ یہ ہزار ہا کنجیان تمھین دکھلائیگی تم سب کنجیون پر عکس
لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کیطرح روشن ہو جائے وہ لے لینا یہ زن مکارہ اُس کلید کو تمسے چھیننا
چاہیگی فوراً لوح طلسم کو اُسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے
نے قدم آگے بڑھایا اور کہا ای ملکہ تمھاری محبت نے مجکو دیوانہ بنایا ہو اُسنے بھی آگے بڑھکر
دست نگارین سے ہاتھ شہزادیکا تھاما اور کہا فرد مہربان یار جفا کار ہوا ہو مجہپر + دل مضطر
کا ہو اب میرے خدا ہی حافظ + غرضکہ دونون ہنستے ہوئے بالاے تخت پہونچے اُس بت نے رام
ہوکر گردن مین باہین ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اُس خودکام نے منہہ ہٹا کر
کہا واہ ای پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا بیت او تغافل شعار او عیار + او فراموش
کار عاشق زار + جلد میرے سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنسکر جوڑا اپنا کھولا اور ایک تار
کئی ہزار کنجیو نکا نکالکر سامنے رکھا شہزادے نے لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بقدرت
فروغ بخش مشعل شمس و قمر برنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی کلید ہاتھ مین لیکر تار سے
نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اسکے ہاتھون سے لپٹ گئی اسنے لوح طلسم اُسکے سینہ و شکم
مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اُسمین سے دھوان نکلنے لگا
اسیطرح ہر ایک پتلی کا سر شق ہوا وہ مقام توپخانہ بنگیا قلعہ حسن سے توپین چھوٹنے لگین فتح
طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُڑنے لگی تادیر آوازین مہیب آئین آخر وہ پتلیان

مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تجھ یان ہوگئین دھوان سا [illegible] کیفیت [illegible]
ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ ای طلسم کشا مین مدت سے قید تھا تیرے دولت سے رہا ہوا [illegible]
اب یہ ٹھیرا مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کر [illegible] [illegible]
دیکر دھوان غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رفقا کے پاس آیا اور اُس قصر کے گنبد و برج [illegible]
کھلوایا ہزار ہا خمہاے زر طلا بون مین سے نکلے دیگچے [illegible] صندوق بھرا جواہر رکھے پائے [illegible]
کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نکلین صندوقون مین [illegible] اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک
صندوق طلاے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز چڑھا تھا شہزادے
نے اُسی کلید سے جسکا ذکر اول بیان ہوا اُس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار [illegible]
رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُسمین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادہ نے خوش
ہوکر اُس شمشیر کو لیا اور کھینچکر دیکھا جب جوہردار تیغہ پایا کہ دیدۂ جوہر ہر پیچ پر آنکھیں نکالتے تھے زبان
تیغ ہندوے فلک کو للکارتی تھی

نظم

اُس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر — یا دامن کہکشان مین اختر — حرفون سے مثال کیون نہ مین دون
لکھا ہے قضا نے مصحف خون — چلنے مین وہ تھی زبان خونخوار — کھینچے مین تھی صاف دامن یار
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس — لیلی سے ہو قطع الفت قیس — بعد اُس تیغہ پر قبضہ کر نکلے

اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ

ابیات

ز دیباج و دیبا و خز و حریر — ز عود و ز عنبر ز مشک و عبیر — ہم از پارہ و گوہر شاہوار
ہم از طوق و ز افسر و گوشوار — درفشی درفشان ز دیبای چین — کہ پیدا نہ بودی ز دیبا زمین
بصد مردش از جاے برداشتنے — ز ہامون بگردون برافراشتنے — جہلتہ ز دیباے زربفت گون
کشیدہ ز جبہ بزر اندرون — ز دینار و ز گوہر طوق و تاج — ہمان مہد پیروزہ و تخت عاج
ابا ہر یکے افسر شاہوار — صد اسپ و صد اشتر بزین و بار — پھر یہ شہریار با تمکین و وقار دارالا[illegible]

مین تشریف لایا اُسیطرح کا جیسا پہلے جلسہ عشرت جا تھا ہنگامہ مسرت آراستہ فرمایا اُسی
جشن نشاط مین ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیرزادی سے اُسکی سیارہ عیار کا عقد کیا دن
بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب افشان ستارون کی چنکر دلہن بنی اور آفتاب بھرا

[illegible] ا شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب مین بہر آرام گیا نظم

[illegible] کام
ہوا شانہ کش ہر گیسوے شام
[illegible] چاہا
مزاج شاہ نے آرام چاہا

شہزادہ اور عیار حجلۂ عروسی مین داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق [illegible] اور آرائش بحساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن مین اشجار جواہر کے [illegible] م گل کا دریا بہہ رہا تھا مسہریان لاجواب پھولون سے ملو بچھی تھین اوٹ [illegible] جواہر آگین پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سلگ رہا تھا قرابے گلاب کیوڑے [illegible] ے تھے عطر کی شیشیان خوشبو انگیز تھین مسندین زرریز تھین جام و سبو و بادہ ارغوانی مہیا معشوقین بناؤ سنگار کرکے مسندون پر جلوہ فرما کنیزان مہ پارہ سرگرم کاروبار یہ کیفیت و بہار آشکار نظم

شہ قاسم شہنشاہ خوش اقبال
کہ تھا مشتاق معشوقہ بہر حال
شبستان مین ہوا پھر جلوہ افروز
چلا جام شراب فرحت اندوز
بھرا سینون مین تھا جوش محبت
ہوئے دونون ہم آغوش محبت
ہم تھے بادہ مستی سے مدہوش
وہ گل کھیلے وہان ہوکر ہم آغوش
پڑا شلوار پر بیساختہ ہاتھ
کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ
ہوئی جب دم جدا بانو نے شلوار
ہوا پیدا ستارہ اسمین دمدار
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
نہ تھا بوے چمن کو جسمین رستہ
ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشان تر
چھٹا گوشہ سے جو پیکان تیر
گرا فوارۂ نیسان صدف پر
مثال تیر جب پہونچا ہدف پر
بر آیا کام دل حسب تمنا
ملا آرام دل حسب تمنا
رہا شب بھر یہی عیش جوانی
ہوا روشن چراغ آسمانی
ستارون کے برے آئے ستارے
ہوئے نظرون سے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر مثل چادر پلنگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ عروس دہر کا ازالۂ بکر ہوا ہی شہزادہ شبستان سے اٹھکر حمام مین گیا اور نہا دھوکر فریضۂ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشین چھیڑ چھاڑ کرنے لگین قہقہے اڑنے لگے جلسۂ عشرت جمایان تو یہ رنگ تھا ادھر شہزادہ و عیار نے دربار مین آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سردارون نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی دیا شہزادہ نے ملک جام کی حکومت عقاب کو عنایت فرمائی شرارہ کو قلعۂ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسطرح

حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک سلطان [illegible]
کو اپنے ہمراہ لیکر خفتا نہاے طلسمی لشکریون کو عنایت فرما کر ساٹھ ہزار سواران جرار [illegible]
کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجے نامے ترکی کا شور بلند ہوا آراسپے زر رنج و سفید [illegible]
بارگاہین طلسمی فیلون پر بار ہوئین شہزادہ آپ بھی آراستہ ہو کر تیغ طلسمی زیب کمر فرما کر
پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال مین اور انیسین کنیزون وغیرہ کو چوبہلوت مین بٹھالکر
بڑے کر و فر و عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور سکے لیے ساتھ چلا نظم

چو برخاست آواز طبل رحیل	بخاک اندر آمد سر شیر و پیل	ز لوران و از سند و از چین و روم
ز ہر کشورے کان بد آباد بوم	غلام و پرستندہ از ہر درے	ز در و ز یاقوت و ہر گوہرے
ز دینار و گنجش کرانہ نبود	چنو خسرو اندر زمانہ نبود	دگر پیل جنگی ہزار و دویست
کہ گفتی ازان در زمین جائے نیست	دگر اسپ جنگی چہل و شش ہزار	کہ بودند ہمراہ آن شہریار
دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے	کہ کس را نبود آن زمان یک جنوے	دہ و دو ہزار اشتر بارکش
عماری کش و گام زن شصت و شش	سواران جنگی ہزاران ہزار	طلسمی ز ساحران بشمار
ز کرسی و خرگاہ و پردہ سرائے	ہمان خیمہ و آخور و چارپائے	چو از کوہ و از دشت بر شست بہر
ہمی رفت شادی کنان سوے شہر	ز نالیدن بوق و بانگ سرود	ہوا گشت از آواز بے تار و پود

باین کر و فر و عظمت و جلال یہ اختر آسمان اقبال اُس سرزمین طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین
تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ اور صحراے سبزہ زار و دریا جو علامت طلسمی تھی وہ غائب
تھی پہاڑ کے دامن مین سرداران شہزادہ اُترے ہوے تھے آمد سے اپنے مالک کی خوشنود
ہو کر حاضر خدمت ہوئے ہمایون بن شداد وغیرہ سردارون کو دیکھا کہ میرے غم ہجر مین
لباس فقیری پہنے ہین شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان
زوجۂ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ دوڑ کر در دولت ملکۂ مذکورہ
پر آئے اور خبر آمد شہزادہ دیکر ملکہ کو مسرور کیا وہ اسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس
آئی اور خیمہ مین شہزادے کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پرداز ہوئی
کہ بھیا ایک شب میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیے کہ مین اچھی طرح آپکو دیکھ لون شہزادہ

کے کوچ کیا ملکہ موصوفہ سبقت کرکے برائے انتظام آرائش ملک و
ایوان روانہ ہوئی اور قلعہ مین آکر فوج کو بہر استقبال روانہ کیا توپخانہ تیار ہوکر سلامی اُڑنے
لگی بشارت بجے بڑی تمام شہر مین غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم مین قید ہوگیا
تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجۂ طلسم زنگی سے چھوڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہی
وہی شاہ کو طلسم سے رہا کرکے لایا ہے اس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر
سواری دیکھنے کو جمع ہوئے زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکۂ شہر کے حکم سے شہر
آئین بند ہوا

نظم

برستند آذین به بیراه و راه
درین شهر از ایوان کران تا کران
ز جای فراز و ز جای نشیب
همه کهتران خنده را بنده گشت

بلورهود تا گاو دم بر درش
بر آواز شیرین خاور سیاه
بنزدیک انش از جای برخاستند
نسیم گلان آمد و بوی طیب

دمیدند و تر بانگ شد کشوران
بر آمد هم آواز رامشگران
بنزدیک شه جای را ساختند
لب شاه قاسم پر از خنده گشت

اسی آرائش مین یک نگاہ نے خبر دی کہ وہ شہزادہ والا گہر
کی سواری آئی سبنے نگاہ اسی سمت لڑائی وہ عظم و شان نظر آئی کہ کسینے خواب مین بھی
نہ دیکھی تھی

نظم

ز دیبای زربفت و تاج و کمر
بر عود و عنبر همه سوختند
همی پیش بودند تا باد بوی
همی رفت با مشک صد گونه بوی
چو شاهان برنای سی صد سوار
شهنشاه با کاویانی درفش

چو آمد بنزدیکی شهر شاه
بسان تخت زرین زرین
دو صد مرد برناز فرمان بران
چو آمد ز هر سو رساند بدوی
همه ره همی آب را بر زدند
همی راند با نامور شهریار
همی راند با تاج دیبا گو سوار

سپاهی پذیره شدندش براه
دو صد مرد تا مجمره افروختند
ابا دستهٔ نرگس و زعفران
هم از پیش انگس که با بوی خوش
تو گفتی گلابے بعنبر زدند
همه جامه ها سرخ و زرد و بنفش
بزربافته جامهٔ شهریار

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تالیان بجائین تسلیم کو گردنین جھکا دین
ملکۂ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر ہوگئے
اسیطرح ایوان شاہی پر سواری پہونچی زیران سلطنت و اُمرایان مملکت اپنے بادشاہ سے
ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکہ لیسان

کنیزان کترین کار و بار دعوت خود کر رہی تھی شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا ہنگامہ عیش و نشاط نے گرمی کی ساقیان ماہ پیکر کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانہ شراب فرحت انگیز معشوقان طرار نگاہون کا ہنسنا نیرنگی باغ حسن دکھاتا عین مستی مین شراب دو آتشہ کا مزہ آتا بلورین جام مین شراب سرخ پیمانہ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھاتا اس انجمن مین مستونکا جھوم جھوم کے مینا کو چومنا متاع جان کے بہت سے خریدار حسن و غمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیونکی آواز جنکا تار و نشہ کی ترنگ دلمین اُمنگ چاندنی ساقیون مین شکل پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جھوم کر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا دور مستونکا نرالا طور گانے کا شور عشرت کا دور عجب رنگ کا تماشا سنگدل بھی موم ہو جاتا رقاصونکی ٹھوکر کا مسیحائی کرکی مردہ دلونکو جلاتی نظم

ہمان روز با زوج سلطان بدے — ہمون شبستانش مہمان بدے — گرانمایہ کاسے بیارا ستند
ہمہ تخت زرین بپیرا ستند — زرین و سیمین و گوہر نگار — ہمہ مایۂ عیش بد شاہوار
کنیزان و رقاص ہمہ ماہروے — پرستندہ رقصندہ با رنگ و بوے

دو روز اس مقام پر دعوت وضیافت مین بسر ہوئے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ بیت
چو پیدا شد آن قرص خورشید زرد + بہ پیچید زلف شب لاجورد +
قاسم نے حکم تیاری لشکر دیا اور ملک سلطان سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر امیر کشور گیر روانہ ہوا یہ شہزادہ فلک مرتبت تو اسطرف سے چلتے ہین لیکن شمۂ حال لشکر امیر سنیے الکفہ

ساقیا ایسی پلا سرخ بھبوکا سی شراب — جیسے ہو وقت غضب رنگ رخ شیخ و شاب
قلقل شیشہ نے نعرۂ مرد میدان — خون زاہد سے سوا سرخ ہو بادہ اس آن
کسلیے ہو چکا ساجل طلسمات بیان — بزم معشوق پر رہ رہ کے تازہ سامان
اب تو پھر جنگ کا لکھنا ہے مجھے کچھ احوال — پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ دگوپال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار — وہی میدان جدل تیغ کی جسمین جھنکار
پھر وہی رزم قتال اور وہی افسون خوانی — وہی مکاریان عیارون کی اور لسانی
چون ہر امیدی تو این قصۂ نادر مضمون — جاہ ازمائے قلم تازہ دمید افسون

تیغ آزمایان معرکہ سخندانی - واسپ افگنان عرصۂ افسانہ خوانی - جوہر شمشیر داستان میدان

بیان مین اسطرح دکھاتے ہین۔ اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقا
بربت راندۂ درگاہ اگر زمرد شاہ بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال و وابستہ ملال ترا
ہوا تا ... معین و یاور اسکا سواے صبا جادو کے اور کوئی باقی نتھا وہ قحبہ بھی خوف
عیاران سے مقابلۂ اسلامیان نکرتی تھی ہمیشہ دشت وکوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامہ اسنے
درباب طلب امداد خدمت شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان مین بھیجے تھے کہ مین یہان
تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کے لیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے عندالطلب اکثر ساحران
نامی مثل مجنون وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوئے غرضکہ
اس بیحیا یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بادشاہ خداوند لقا
بندگان خدائی سے بہت پریشان ہین جلد انکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہوکر یہانسے چلے جائینگے
یہ نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ حیرت مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کرکے وہ بارگاہ
ملکۂ مذکور مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا
حیرت سے کہا کہ ای ملکہ اب مہرخ وغیرہ نمکحرامون کا قتل کرنا بہت آسان ہوگیا ہے کیونکہ اُس
چھوکری بران کو مین قید کرچکا ہون اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جاچکا
ہے میرے جی مین آتا ہے کہ مسلمانون کی ذریات کو پردۂ دنیا پر باقی نرکھون یہان سے
خانہ کعبہ تک سبکو غارت و برباد کرون اور خداے باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن ابتک
جتنے ساحر کہ بہ استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجتا ہون
کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ اسم اعظم اُسپر اثر کرے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کرکے ہلاک
کرسکے حیرت نے یہ کلام سنکر کہا ای بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو ساری سے چاہتی ہون کہ یہ مسلمان
غارت ہون شاہ نے اُسیوقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکم
خاکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے پروبال اُس بیضہ نے نکالے کہ گھٹاے ابر آسمان پر
نمودار ہوئے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین
ہمسر حولا تھا نسر اُسکے سامنے کنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا خوار فیل شکار سیمرغ خوف سے اُسکے
وہ قاف مین پنہان بہموت ارض نام سے اُسکے تہ زمین لرزان منقار بزرگ مثل خرطوم فیل

پنجہ دراز سے آیک شیر جیسے ذلیل نظم

چنان بود مرغے کہ اسپے بہ تن
نہ دیدے کس او را مگر گرم گام

بسر زرد و گیسو سیہ چون رسن
دو چنگش بگردار چنگ ہزبر

تنش زرد و گوش و بر و رانش سیاہ
خروشش تہی بر گذشتی ز ماہ

اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا دیا کہ وہ بیضہ مثل ایک برج و گنبد کے تھا بعد تھوڑی دیر
کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُس مین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر مسند و بیجی برج
کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد پیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی بچہ بھی سنے دیا تھا نظم

تنش زشت و بینی کژ و روی زرد
سرش پُر ز کین و زبان پُر دروغ

ہمہ اندر تنش و کوتاہ و دل پر ز درد
دو چشمش کژ و سبز و دندان زرگ

ہمان ہر دل شعلہ و بیفروغ
براہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ

اُس ملعون دون بداختر و سیہ رو نے بادشاہ ساحران کو سلام کیا بادشاہ اُسکی صورت دیکھکر
ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اے گوہر سلک عقدہ گیر
جادو بہت دنون اُڑتے اُڑتے پھرے اب اُڑنے کا تمھارے زمانہ آگیا جاؤ خداوند باجبر
کی زیارت بھی کرو اور اُنکے دشمنونکو بھی مارو اُس خیرہ سر نے ایک آہ بھر کر کہا اے بادشاہ
مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجکو بلائے مین سے پیدا ہوا ہون اور
پھر بطن طائر مین چلا جاؤن لیکن مرون نہین پس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر
زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین شک ہے
یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کرکے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا
آخر جلکر خاک ہوگیا شاہ بھی اُسکے جلنے سے متوحش ہوا مگر اُس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ
مسکن تیرا تھا اسکے جلنے سے غمگین نہونا چاہیے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے
مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری نے خلق نہین کی اب توقف نکر زیارت
خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران غدار
انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہو کر چلے نفیر سحر بجی نعرے ترکی کو دم بلا ابر
سحر چھاگئے ساحر طائر واژدر پر چڑھکر روانہ ہوئے نظم

خروش آمد از نای و زنگاؤ دم
ہمان نعرۂ پیل و رویینہ خم

تو گفتی بجنبد ہمی دشت و راغ

[illegible]ید چون پر زاغ	ہمہ ساحران برکشیدند صف	ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف
[illegible]ی از جوشن بست	ستارہ ز نوک سنان روشن ست	ہمہ ساحران پر ز کین و منی
[illegible]تیغ آہرمنی	جفا پیشہ بر بیل تنہا رفت	بسوے لقا ہم خرامید تفت

[illegible] بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا خود سر پہونچا یہان
[illegible]ت خدائی پر بیٹھا تقدیرین نکھار رہا تھا کہ یکایک لکہ ہاے ابر پیدا ہوکر ہوائی برسانے لگا
[illegible] نے علامت سحر برپا دیکھکر کہا تقدیر کی مین نے کہ بندۂ خاص اسوقت آکر مجکو سجدہ
کرے شیطان درگاہ اُسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین ساحر مذکور سے ملا
[illegible] اُسکا مقام عمدہ پر اُتروایا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اُسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی
پایا دنگل زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مے سرخ دیا جب دماغ اُسکا مے سرخ سے گرم ہوا ملک
مختیارک نے شیطنت شروع کی پوچھا کہ ای جمشید روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان کا
تمکو پاس نہ آیا اُسنے کہا ملکجی مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور
ہوئے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کر چکے اب جان بچانا بھی
ضرور ہے رو بفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزارون بار لعنت کرو طلسم مین رہتے
تو زندگی بآرام کچھ دن بسر ہو جاتی اور یہان تو یہ حال ہے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند ساحر
یہ کلمات سنکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہے مین مرنا جانتا ہی
نہین تمکو یقین نہو تو خداوند سے پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہی نہین لقا یہ کلمہ سنکر سمجھا
کہ اس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہے جب تو دعویٰ اسطرحکا کرتا ہے تو بھی تقدیر اسکے کہنے پر جیسے
پس یہ گبر بھی للکارا کہ ای شیطان درگاہ مین یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے مین نے اسکو زندگی جاوید
عطا کی ہے مرنا جانتا ہی نہین ہے شیطان نے کہا اور جو انکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا لقا
نے کہا تو جھک مارتا ہے یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا ملک جی تم سچ ہی جانو مین
مرنا نہین جانتا ہون کوئی حربہ مجپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کرکے ہلاک کر سکے گا شیطان نے
کہا اندھا جب تیا سے جب دو آنکھین پائے یہان بھی ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا
سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے تہ خاک سلا دیتے ہین یہ باتین ہوتی تھین کہ ساحر نے ایک گوشۂ بارگاہ

کی طرف دیکھا [illegible] ان دو عیار زرافشان نے ہو سکے اہل اسلام سے کھڑے تھے کیونکہ عیار [illegible]
امیر صورت [illegible] جسے اکثر یہان رہتے ہین اسوقت غلغلۂ آمد ساحر مذکور سنکر ابو الفتح [illegible]
یہان آ گئے تھے اور ساحر کی تقریر سنکر خوش ہو رہے تھے اور دل سے کہتے تھے کہ خدا ایسا [illegible]
اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے غرضکہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی [illegible]
سے کہا کہ ملک [illegible] جی دو عیار [illegible] زرافشان نے ہو کے کھڑے ہین یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ [illegible]
رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر کہا کہ ای ابو الفتح [illegible] کہان جاتے ہو ہماری ملاقات کو [illegible]
اتنی بیمروتی [illegible] دستی [illegible] یہ تقریر اسکی ایسی پرتاثیر تھی کہ عیار [illegible]
پھر کر سامنے اسکے آئے اسنے درمیان [illegible] اور بہت خاطری پھر زبان کو تقریری بیان پر
چڑھایا کہ ای عیارو مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق فائق ہو بلکہ یکتا ہو لیکن
مجھپر عیاری کرنا ایسا ہی جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا سمجھنا ہوا کو مٹھی مین ناپنا اپنے
عکس سے آپ کشتی لڑنا ہی اور ساحر جتنے آئے سب مرنا ہی جانتے تھے مین ہیچ ہو لیکن بھی نہین
پڑھا قضا میری قضا کی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نکر سکوگے لہذا تم مجھپر عیاری
نکرنا ورنہ مین تمکو قتل کرونگا اسلیے اول تمکو خبردار کر دیا تاکہ عذر تمھین کوئی باقی نرہے اب تم جا کر حمزہ
کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اُسکو ملیگی جان
بھی بچیگی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اُسکا محال ہی اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ و
جلال اُسکا خاک مین ملیگا - عیارون نے یہ تقریر اُس بیتقصیر کی سنکر خندۂ دندان نما کیا اور کہا
بجا ارشاد آپکا ہی لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپکے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر آپکی
زندگی دائمی کیونکر ہو سکتی ہی جہان فانی مین کون ایسا ہی جو مرنا نجانتا ہو اور مرے نہین کہ بیت
چہ دینی چہ اہرمن بت پرست ٭ زمرگ اندر سر نہادہ دو دست ٭ معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری
قضا کسی تحفۂ طلسمی سے ہی اسی وجہ سے تمکو فخر و ناز ہی کہ میری موت نہین ہی - اور اگر ایسا بھی
ہی کہ آپکی موت شیطان کیطرح تا بروز قیامت نہین ہی تو ہمارا کیا - ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے
ہین اب بھی کرینگے اور صاحبقران کا فرکشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایک آپ کے مرنا نجینے
سے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہی اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے

ہم جاتے ہین اور ہو سکتا ہے تو آپ کے مرنیکی تدبیر یاد کر کے آتے ہین یہ کہکر وہان سے جست و خیز
کر کے روانہ ہوئے گوہر انکی تقریر سنکر ششدر ہوگیا بختیارک نے اسوقت کہا کہ کیون سلطان
گوہر تمنے سنا کہ اِن عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا تیتے کی بات کہی ہے اب وہان گئے ہین گے
تو خیریت اسیمین ہے کہ اپنی رآدھا کو یاد کرو اور دال مین دو چلید و کا سبق پڑھو ساحر نے کہا
عیار ہو نہین واہیات بکتے ہین ملکہ بھی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہے تم دیکھ لینا کہ کس
عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین اٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام
پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز کو ظلمت شب نے تدبیر مرنے کی بتائی اور تاریکی
نے عالمگیر ہو کر ضیاے خورشید خاک مین ملائی نظم

چو شد مردہ شد چہرۂ آفتاب	ہمی ساخت ہر مہترے جاے خواب
چو شب چادر قیرگون کرد نو	زشہر و ز بازار برخاست غو

گوہر بارگاہ لقا مین آیا اور شرابخوری کر کے مست ہوا
حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر سحر پھنکی طبل جمشیدی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر
امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشہ سریر
ادب کو چوکر دعا و ثنا بادشاہی زبان پر لائے نظم

ز پیروز گر آفرین بر تو باد	مبادی ہمیشہ مگر شاہ و شاد	سبادا جہان بے چنین شہریار
برومند بادا وہ سا روزگار	مبیناد کس روز بے کام تو	نبشتہ بخورشید بر نام تو
جہان بے سروافسر تو مباد	بر و بوم بے لشکر تو مباد	

بعد بساط گستری دعا جابجا اجرا
آمد گوہر دو عوی باطل اٹھکے کرنیکا اور طبل جنگ بجانے کا معروض بیان مین لائے اسوقت
ابو الفتح و سمک نے بھی حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہمکو ساحر نے سحر سے بلاکر کھانا
کی بادشاہ دادگر نے فرمایا کہ بعد دانیز درحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے
ابو الفتح کہ اب عمرو کی جگہ پر افسر ہے حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقار خانے مین آیا اور بدر غلام
حبشی کی لیکر خواجہ کے نام پر جمع کرا دی پھر نقارۂ سکندری کا غاشیہ اٹھا کر دوالی دی تمام
عالم پُر از غلغلۂ شر و فساد ہوا نائے ترکی و صنج کیومرثی کو دم ملا ہیبت سے عجب تھا جو پیر فلک کا دم
نکلتا دلاوران عرصۂ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکۂ جدال ہو دز نبرد

جہان تا سپیدہ دمان بر دمید | شب تیرہ گون دامن اندر کشید
بگوش آمد از دور بانگ خروس | چو پنہان شد آن چادر آبنوس

ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل فشون فشون
ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی قومین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سپاہ سے سیاہ
ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر تکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی
تھی شمع انجمن کے رخ پر اداسی تھی اُسوقت سرداروں نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح
حرب تن پر آراستہ کیے مرکبوں پر سوار ہو کے خدمت امیر بارگاہ مین آئے امیر ذیحشم نے بھی دعا کر کے ہتھیار
جسم پر لگائے **قندس** نے اشقر دیوزاد کو حاضر کیا حضور سوار ہوئے بہرام گرد
خاقان چین **دمقبل وفادار** نے اول مجرا کیا پھر تو تمام سرداروں نے تسلیم کی اور حضور کے
ہمراہ ہوئے ایک سمت سے **ابو الفتح وسمک** نے آکر اپنے بائین رکابوں کو تھاما علم اژدہا
پیکر کا سر پر سایہ ہوا دو شاخے پنجشاخے روشن نقیبوں کی آواز خوش لحن اسیطرح سواری بحاہدار
خدا کی جلوخانہ بادشاہی مین پہونچی کچھ ہی دیر مین عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا
جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار بارہ سو پنجشاخہ جھنکتا نظر آیا سترہ سو
فانوس مینا کار روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جنس گلدستے جواہر کے چنے تھے نکلے
ڈیوڑھی تک عورتین یہ سامان لیے آئین اور مردونکو دیکر کنارہ ہو گئین طفلان ماہ طلعت
لوٹے لٹکنوں سے لیکر بڑے بان دار خاصبردار چوبدار پرے باندھکر دو رکھڑے ہوئے نقیبوں
نے یکایک بسم اللہ کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجراگاہ پر جاکر ٹھہرے تھے کہ سلطان
عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان بر آمد ہوئے مرد ہا پکارا بلی سراج رہے دھوم کاج سبے دیگ
تنگ کے مالک رہین جہان پناہ سلامت رہین نگاہ رو برو حمزہ صاحبقران بادشاہ
نے نگاہ اُٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سرداروں نے سلام لیکر سر فرازشاہ نے فرمایا
سینہ پر ہاتھ رکھکر امیر کو اشارہ سوار ہونیکا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لاکر سوار ہوئے اور
چالیس قدم سرداری کے آگے بڑھکر چلے پیچھے تمام سردار ہوئے قلب لشکر مین تخت شاہی
قائم ہوا تب تو فشون فشون بہادر ساتھ چلے سترہ اٹھارہ سو سقے تامی کی لنگیان باندھے
مشکوں کے دہانے بر فوارے چڑھائے چھینٹوں سے گرد و غبار بٹھاتے روانہ ہوئے زمین

زبان مین ایک تزلزل پڑگیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما ہوا بجا کہ اجابت

سیہ شد ہمہ کشور از گرد سم	برآمد خروشیدن گاو دم	چنین [illegible]
ورو دشت شد از تیغ در رود قلزم	دران جای چون آن سپہ کشید	ہوا نیلگون شد زمین [illegible]
سپہ بود بر میمنہ چہل ہزار	سواران گردی در [illegible]	ابر میسرہ چہل ہزار [illegible]
ہمہ ناوک انداز و پرخاش خر	نقلب اندرون نامور چل ہزار	چہ نیزہ گذار و چہ خنجر گذار

اسیطرح جب میدان حرب مین ہوچکے تیراندازون نے جھاڑی بوٹی کاٹ دی بیلدارون نے میدان صاف کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان ابل نکلا اور حیرت [illegible]
تخت پر سوار آیا ساتھ لاکھ سوار کی جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر ہر تخت کھنچوائے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار پرا جمائے رال گوگل اُڑاتے آئے رو سے دبر سحر کے دھوئین سے کالا تھا عالم زمانیکا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقارے سحر کے بجتے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہنے لگے اُسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کر کے طالب اجازت ہوا لقا نے کہا ید قدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا ای گوہر آگ کا کام ہی جلادینا پانی کا کام ہی بہا دینا تلوار کا کام ہی کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے لڑنا اور خداوند آپ بھی اپنے ید قدرت کی شرم کیجیے گا اُس گبر نے کہا ایکی خوب مستحکم تقدیر کی ہی شیطان نے کہا دونون مٹھیان اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائین خداوند نے کہا تو مجھسے بھی تحمل کرتا ہی اُسنے کہا آپکی تقدیرات سے مین خوب باخبر ہون یہ تواسطرح مضحکہ کر رہا ہی اُدھر گوہر تخت پر بیٹھکر اژدر اُڑا کر وسط میدان مین آیا اور پکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان اب بھی کچھ نہین گیا ہی آؤ اور خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشۂ زیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اُجڑ کر شہر فنا بس جائیگا سرداران اسلام نے بجواب اِن باتون کے لعن طعن کر کے فرمایا کہ جو تجھسے ہوسکے اُسمین کمی نکر خدا ہمارا نگہبان ہی یہ سنتا تھا کہ اُسنے بغضب تمام ایک تار ریل کر سے نکالکر جانب آسمان اُڑا کہ وہ بلند ہو کر شق ہوا اور دھوان اُسمین سے نکلا فورا ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی برسنے لگے عیاران لشکر اسلام

لشکر سے نکلکر روبفرار لائے اور بہت سردار پکارے کیا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون مگر جلوہ ایک
روشنی دکھائی دی جب اُسطرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی یہ اُسیکے شمع رخسار کی
روشنی تھی امیر نے پردہ قاف کی برسون سیر کی ہو لیکن ایسی شکل زیبا کسی پری کی بھی نہ دیکھی
تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے مثل کافر تھی جادوگری سے
خوب ماہر تھی بیرون مین کلواہر تھی جعلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازونکو
اپنے عشق کی کجروی سکھاتی گلکشان ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سناتی پیشانی آئینہ صورت نمائے
نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز
غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان
ساحری کے دو پھول غارتگری خانمان خاطر عشاق جنکا معمول دہن تنگ پوشیدہ
مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن و خوبی کی دفتر سینہ پر
چھاتیان سرکش و خود سر اسیطرح از سر تا پا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ
کہ موجب نظم

بدیدار نیکو چو دُر یتیم	بالا چو سرو و بسینہ چو سیم	
برخسارہ چون روز و گیسو چو شب	ز گوہر بیاراستہ روی گوش	بہ ابرو کمان و بچہرہ نکوے
دو بیجادہ خندان و نرگس دژم	دو لب لعل و بینی چو سیمین قلم	ہمی دُر ببارید گفتی ز لب
اُس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر	بجستی بنوک مژہ روی ماہ	چو بازم کردی بگردون نگاہ

نے عقل و ہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا کیا دین و ایمان رونمائی مین دیا کہ لمؤلفہ

اُس کافر ادا کو خطاب کر کے	رکھدے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے	بھولے قرآن جو اسکا رخ روشن دیکھے

پکارے کہ اے فتنۂ روے زمین آنکھو نکا ہے تیرے غلام خادمہ غمزون کی تیری گردش
افلاک ہے + اُس پری وش نے ہنسکر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلایا اور کہا آپ میرے اگر
شیدا و فریفتہ ہین تو میرے باغ مین آئیے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھکر چلے جائیگا یہ کہکر
آن و ادا دکھاتی کمر کو بے کو بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھا کر اُسکے پیچھے چلے اُس ابر
اور ہنگامۂ سحر مین گھسنے نہ دیکھا کہ امیر پر کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب سے ان سحر لشکر سے
نکلگئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر

اژدہا ہو گیا معلق جنگل مرچ گیا [illegible] لشکر [illegible] کیا صفت اول لشکر اسلام با تحمل جم
کی ہو گئی فلک سنگدل نے بزم دلو کو بھی دکھائی تھی [illegible] لشکر [illegible] کی صورت جدائی
یہ نقشہ جو جادوگرون نے کیا [illegible] لشکر سے دیکھا اور [illegible] قریب سرداران آسکے اور جناب [illegible]
انکو بیہوش کرکے [illegible] اسیطرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی [illegible]
بیہوش کرکے [illegible]
کرکے [illegible]
اور بگیر کر بار لو میرے ساحرون تو تم جا [illegible] اور لقا پکارا کہ ہان ان [illegible]
کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا ادھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے
لشکر اسلام مین بھگدر پڑی منچلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت کر
دکھائے کہ جان بچاکر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے
و گیر و کش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی طائران سحر پڑھا کر اڑے لکہ ہاے ابر رنگ برنگ کے
اڑنے لگے گڑگڑاہٹ کی آوازین آنے لگین پیکان تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ ور ہوئی
گولے گرنے لگے بجلیان کڑکنے لگین جنگل سے اژدر و فیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے
اسوقت تو تمام لشکر مین بھگدر پڑ گئی کفار عقب مین چلے جابجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان
لقا ایسے وقت مین لبان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزارہا مسلمان مارے گئے تھے
صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن جوش بستر خاک بیکسی سے ہر ایک پاک کہ نظم

پس پشت او اندر آمد سپاه	شده مہر از پر پیکان سیاه	نجستند خرطوم پیلان بہ تیر
زخون شد در و دشت چون آبگیر	سر سروران شد بخاک اندرون	بزیر اندرش جای شد غرق خون
شد آن تاجور شاه و چندین سپاه	همان تخت زرین و زرین کلاه	چنین ست کردار گردان سپهر
نہ نا مہربانیش پیدا نہ مہر		

جب یہ آفت لشکر اسلام پر آئی ملکہ گردیہ بانو وزیدہ شیر گیر کہ محلات مین
یہ دونون بیچارے امیر مین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہر کہ تاجدار دختر نوشیروان
ہمشیرہ ملکہ مہر نگار مرحومہ بانوے بانوان ہے غرضکہ ان دونون افسرون نے عورات کے جملہ
عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنایا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈالکر سبکو نقاب پوش بناکر جملہ

شہزادیون کو قفس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے
گرد یہ ورزیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا قفسون پر
سایہ کیے روانہ جب یہ گروہ اسطرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے اُنکو جاتے دیکھا وہ سب
بھی بانہ ہاے عیاری پکڑ پکڑ کر اُنکے ہمراہ ہوئے اُدھر بہت سے عیار ہشیار سردارون اور بادشاہ کے
آئے باقی بارگاہ سلیمانی و اساسۂ صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہانتک کہ یہ سب بھاگ کر
دس کوس پر وہان سے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلۂ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش
خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار کیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جائینگے اڑنے
سے باز نہ آئینگے غرض گرد تمام سردارون کے عورتین بال کھولکر با موے پریشان و باسر عریان
درگاہ باریتعالی مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ ای خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچاے اور
ہماری عصمت نگاہ رکھ کہ نظم

بغلطید در پیش یزدان پاک — همی ریخته بر سر خود خاک
خدایا درین رزم آرام ده — برین ساحران مرد را کام ده
ازین جنگ عالم گیتی آباد کن — مراد سپاه مرا شاد کن
پراگنده گردان عدو را سپاه — نگونسار باشند همه روسیاه

عیار سب گھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لیکر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا استادہ ہوگئے
یہان تو یہ سامان تھا اُدھر تمام لشکری تباہ و برباد ہوئے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ
مغاک مین متواری ہوئے اور ہزارون بارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہوگئے دشت لاشون
سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے ساحران نابکار و لشکریان لقاے غدار خندہ زنان بفتح و فیروزی
قتل و غارت کرتے ہوئے ڈیرا پر آئے مال و اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین
لقا آکر اترا اور گنجور سے اپنے تختہاے یاقوت نگار و تاج مرصع کار و خلعت زرتار مع فرمان
کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اسمقام پر کرون اُسوقت بختیارک
نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ
ہین عیار آفت روزگار باقی ہین دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین گاہے چنین
گاہے چنان کبھی ادھر کبھی اُدھر جھکا لیتی ہین پس لازم ہی کہ ڈھونڈھکر ان مسلمانون کو قتل کرو اور
اطمینان سے بعد اُنکے فیصلہ کرینگے بعشرت تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سنکر کہا ایلچی تم سچ کہتے ہو

لقا بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس بیشتر کی ہے کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک کیے جائیں گو ہر [illegible]
طائران سحر خبر کرینگے کہ سب باغی کدھر گئے انکی خبر لائیں طائر اڑ کر گئے اور کچھ دیر مین آکر خبر دی
کہ فلان پہاڑ پر سب ہین یہ سنتا تھا کہ گوہر فوج اپنی لیکر اسطرف روانہ ہوا پیچھے اسکے لقا بھی مع
لشکر کوہ پیمان ہو بالا اختری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہوکر چلا اور جب بالقرب اس
پہاڑ کے جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور بحکم محاصرہ کرکے چار سمت سے پہاڑ کا دائرہ کہ
تمام لشکر گرد کوہ کے ہوگیا اسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائیں عیاران اسلام نے
کمر باندھکر حقہ ہائے نفتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھے اور ایک بارگی ہتھون کی ماری کہ تمام میدان
دامن کوہ پُر از دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوئے اور بہت ساحرون کے جسم مین
آگ لگی رہوارون نے الف ہوکر بہتون کو گرادیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو واصل
جہنم کیا ہلہ ساحرونکا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوئے بختیارک
نے کہا اے گوہر کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جاسکے تم یہین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ پتھر
کے ہوجائین پھر پہاڑ پر جاکر قتل و غارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین
ہین پوشیدہ اور منتشر ہین مین کچھ دیر سحر پڑھکر ایسا جادو کرون کہ یہ عیار سب آپسمین لڑکر اپنی جان
دیدین یہ کہکر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہوگئے فوج پہاڑ کو
گھیر کر اُتری اس اثنا مین دن تمام ہوچکا تھا لشکر انجم خسرو نجم پر تاخت لایا اور خورشید عرصہ
افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا نظم

ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید | شب تیرہ خرگاہ بیرون کشید
چو بنمود شب بر فلک تیرہ روی | گریزان شدہ مہر از جنگ اوی

سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین
مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے اور شراب پینے مین مشغول ہوا جلسہ
عشرت اسنے جمایا اُدھر پہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین انکو
اس حال مین چھوڑ کر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد
عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرہ سے بھاگے ہوئے دربارگاہ پر آئے
اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے انکو سامنے بلوا کر ماجرا استفسار فرمایا انھون نے جملہ کیفیت بربادی

طلسم گوہر کی بیان کرکے کہا کہ اب نبیرۂ حمزہ تیغہ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے کہ شہزادۂ قاسم سے تیغہ گوہر نگار چھینکر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر غدار بہت تیرہ باطن جادوگر کہ حاضر دربار تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جاکر اُس آدمی کو لاتا ہون یہ کہکر تخت سحر تیار کرکے عازم روانگی ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بلا کر اُسکے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کرکے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئے اور بہت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر اُس ساحر سے علیحدہ ہوکر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر روان تھے کہ اثنائے راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار وادی پُر بہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و وحوش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بہت رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سیارہ بھی پیچھے رہگیا تھا بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت ایک ساحر ڈانٹتا سامنے سے آیا اور پکارا کہ ای اجل رسیدہ کیون تو اِس بیشۂ پُر نیرنگ مین قدم زن ہوا شہزادہ نے اول تو اُس سے بہت عذر نا واقفی کیا جب اُسنے نمانا تو آمادہ حرب ہوا اور تیغہ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُسوقت پہلو کیطرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرۂ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ ای شہزادہ یہ ساحر والبتہ طلسم ہی اِس تیغہ سے نمارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مارکر بیہوش کیا تیغہ اور لوح لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ لیا اب خاکسار جاہ اِس جلد کو تمام کرتا ہی انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی رہی اور ناظرین والا تبار نے قدر دانی فرمائی تو آئندہ جلد چہارم بھی لکھیگا اور اُس جلد مین نتیجہ ان تینون جلدون کی ہر داستانکا بیان کریگا یعنی شہزادۂ قاسم کا حال اور لشکر امیر و لقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر کہ زندان ظلمات سے کیونکر رہا ہوئی پل ہزار دانگا ٹوٹنا حجرہ ہفت بلا کا کھلنا شہزادہ اسد کا گنبد نور پر سے چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم کو کب جے

مرجانے تو ہونا خواجہ کی چابک عیاری سے عیاریان کرنا ایران کا کشتۂ سحر ہونا بیابان گلزریں سے
معمار قدرت کا آگ تالاب بنانا اسمین نعش ترّان کا رکھنا سیتور بن تمیز اور جمشید و
کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شراکت عمرو کی کرنا صنعت وزیر کا
مارا جانا کوہ زلازل کا بیان شہر داؤدیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو
کا کتاب سامری افراسیاب کے ہاتھ سے دھلوانا آخر طلسم ہوش ربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا
جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہے کہ نظر اس سراپا تقصیر کی غلطیوں پر نفرمائیں دامن
عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہے اولاد کا غم دلکو رہا ہے
بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور دماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقۂ تحریر نچھوڑا الرقم
لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اِسکو صاف بھی نہین کیا جو اکگیا قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا
طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپاے معشوقان و باغ و صحرا وغیرہ کا بیان ہر چند کہ
ایک بات ہے مگر اس حقیر نے الگ الگ سبکا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین
کہ طول بہت دیا سب پر ظاہر ہے کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق
اِسطرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہے۔ الحق ہم
طول ہی دینا مزا ہے قصہ کوتاہ کا + فی الجملہ حضرات سخن سنج واد سخن دینگے اور مجکو بنیکی یاد کرینگے
اور مین خدا چاہیگا تو آئندہ قصہ بیان کرونگی نسبت بذریعۂ اشتہار اطلاع دونگا خداوند اجتبک طلسم
عالم آباد ہے پڑھنے والونکو اس فسانہ کے اور سننے والونکو آباد و دلشاد رکھے سب دوست بھی بعزت
و حرمت مسرور و صحیح و سالم رہین اور مجھ ہیچمدان کی بھی مرادین دلی برآئین ایمان و امان سے
آبرو و عزت سے بسر ہو آمین یارب العالمین

قطعات تاریخ تصنیف کتاب

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع احقر العباد خاک راہ سخن سنجان مؤلف فسانہ جادو

واقعی ہوش ربا ہے یہ طلسم
شعر جو اسمین ہے لاثانی ہے
کہین ہے خشکی و صحرا کا بیان

جسکے ہر لفظ مین سو معنی ہے
کیا فصاحت کا مرقع ہے کھینچا
کہین دریاؤنکی طغیانی ہے

نثر پر اسکے دل و جان قربان
دیکھکر دنگ جسے مانی ہے
ہے جو نقشہ کہ کرتا وہ معشوقون کا

…کیا حسن زباندانی ہے
…دیزنگ و طلسمات کی سیر
…گل میں جو گل افشانی ہے
…ہے سحر و مصیبت کا بیان
…بیکار ثنا خوانی ہے

عرصۂ جنگ میں پریوں کا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہیں وصل میں عاشق کو مزا
صورت آئینہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہاں باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لینگے زمانے کے فصیح
جاہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری مین لکھو یہ مصرع
زینت بزم سخندانی ہے　۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ از نواب بندہ علیخان زیبا

جلد سوم یہ مرتب ہوکے جب چھپنے لگی
قلب محزون کو ہوئی حاصل مسرت بیحساب
بہر سال طبع ای زیبا یہ ہاتف نے کہا
ہے یہ جلد آج انتخاب و بےعدیل ولاجواب　۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ مصنفہ نواب محمد مرزا خانصاحب متخلص حشم

دلکش این قصہ عجب رنگ حکایتش خوب
غازۂ روے خوش و سرمۂ چشم خوبان
سخنش چون چمن تازہ و جاوید بہار
فصل او فصل گل و باب چو ابواب جنان
مصرع سال حشم گفت بفرمائش جاہ
داستان ہوش ربایے دل و دین انسان　۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ از متخلص بہ عقیل

لکھی طلسمی داستان ہے عجب مزے کا نیا بیان ہے
کہ جسپہ شیدا ہوا جہان ہے پسند خاطر ہے ہر کہ و مہ
کہیں ہے نیرنگ سحر و افسون کہیں ہے جنگ و جدل کا سامان
ہزارون لطف سخن ہین اسمین کہان تلک ہو بیان و مدح
عقیل تاریخ اسکی لکھو کہ تمسے ہاتف یہ کہہ رہا ہے
بیان رنگین جاہ زیبا نفیس و نایاب خوب ہے یہ　۱۳۰۶ھ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد شکر صانع طلسم عالم و درود جناب رسول معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کرکے مژدہ ارباب اشتیاق کو دیا جاتا ہے کہ یہ نگار خانہ افسون نامہ فصاحت کا مرقع بلاغت کا نقشہ یعنے طلسم ہوش ربا مصنفہ ناثر بےعدیل ناظم جزیل سخن سنج و سخن پناہ منشی سید محمد حسین جاہ منشی نولکشور صاحب سی آئی ای بمرتبہ ثانی بحسن انتظام کارپردازان ماہ اگست ۱۸۹۲ء مین چھپکر تیار ہوا ہر شائق کا دلدار ہوا مشہور و معروف دیار و امصار ہوا حق تصنیف اس کتاب کا

اعلان

افسانہ طلسم ہوشربا سات جلدون مین ترتیب دیا گیا ہی کُل ساتون جلد کا مجموعہ بھی موجود ہی اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور بھی مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے